وفاق المدارس کے نصاب میں شامل پانچ کتب احادیث کی مکمل اردو شرح
صرف ایک جلد میں جس میں وفاق کے نصاب کی شرح مکمل تفصیل کے ساتھ
بیان کی گئی ہے جو انشاء اللہ باقی شروحات سے مستغنی کردے گی

احسانِ الٰہی

شرح مؤطائین، طحاوی، نسائی، ابنِ ماجہ

تقریظ
مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب
استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ
مولانا نور البشر صاحب
استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

•

مولانا اختر حسین بہاولپوری

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

وفاق المدارس کے نصاب میں شامل پانچ احادیث کی کتب کی مکمل شرح صرف ایک جلد میں
وفاق کے نصاب کی شرح مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے جو انشاء اللہ آپ کو دوسری شروحات سے مستغنی کر دے گی

شرح

مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد،
طحاوی، نسائی اور ابن ماجہ

حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر محمد منظور احمد مینگل صاحب
نائب رئیس الافتاء و استاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ
استاذ الحدیث
حضرت مولانا نور البشر صاحب

مؤلف
مولانا اختر حسین بہاولپوری

مکتبہ عمر فاروق
4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی
Tel: 021-34594144 Cell: 0334-3432345

نام کتاب .... احسان الٰہی

افادات .... مولانا اختر حسین بہاولپوری

اشاعت اوّل .... جنوری 2012ء

تعداد 1100

طابع .... القادر پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر .... مکتبہ عمر فاروق 4/491 شاہ فیصل کالونی کراچی

021-34594144 Cell: 0334-3432345

ای میل .... M farooq.12317@yaho.com

ملنے کے پتے

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
قدیمی کتب خانہ، آرام باغ کراچی
ادارۃ الانور، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ العارفی، جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور
مکتبہ علمیہ، جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ
وحیدی کتب خانہ، محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

فہرست مضامین

احسانِ الٰہی

فہرست...... موطا امام محمد

انتساب

تمام تعریفیں اُس پاک ذات کیلئے ہیں جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور پھر مجھے بھی انہی میں پیدا کیا۔ اور وہ ربّ کریم جس کی جتنی تعریف کی جائے بلاشبہ کم ہے۔ اگرچہ وہ کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ وہ ذات جس نے اس دنیا میں مخلوق کو آباد کیا اور انسان و جنات کیلئے رسول بھیجے۔ پھر ان تمام رسولوں کے سردار رحمۃ للعالمین ﷺ کو اُونچے مقام پر فائز فرمایا۔

میں اپنی اس کتاب کو اپنے شفیق والدین اور عزتِ مآب ماموں جناب ملک عبدالرزاق بھٹ أعلی اللّٰہ درجاتہٖ کی طرف منسوب کرتا ہوں۔ اور خصوصاً اپنی پیاری امی جان اُن کے نام جنکی دعائیں میرے ساتھ ایک سایہ دار درخت کا کام دیتی ہیں۔ اور میری ہر ناکامی کو کامیابی میں اور نقصان کو نفع میں بدل دیتی ہیں۔ اور جن کی دعاؤں میں میری ہر مشکل کا حل ہے۔

اختر حسین بہاولپوری

الاهداء

اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے جس کے نام سے دل کو تسلی ملتی ہے۔ ہر دفعہ نام لینے سے عجیب حلاوت محسوس ہوتی ہے۔ جتنی دفعہ اس ذات برکات کا نام لیں ہر دفعہ نیا ذائقہ ملتا ہے۔

اپنی اس کتاب کو اپنے بڑوں واکابر علمائے کرام اور اپنے شفیق اساتذہ کرام جو ہر وقت تعاون کرتے ہیں خصوصاً جناب حضرت مولانا مفتی محمد یوسف افشانی صاحب مدظلہ (رئیس دارالافتاء جامعہ فاروقیہ) شیخ الحدیث مولانا شفیق احمد خان بستوی صاحب مدظلہ (جامعہ خدیجۃ الکبریٰ) استاذِ حدیث حضرت مولانا مفتی منظور احمد مینگل صاحب مدظلہ (جامعہ فاروقیہ) حضرت مولانا نور البشر صاحب مدظلہ (استاذِ حدیث جامعہ فاروقیہ) حضرت مولانا افتخار احمد اعظمی صاحب مدظلہ (استاذِ حدیث جامعہ دارالعلوم کراچی) حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہ (استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی) مفتی سیف اللہ جمیل صاحب مدظلہ (رئیس دارالافتاء جامعہ بنوریہ) مفتی نجم الحسن صاحب مدظلہ (رئیس جامعہ یٰسین القرآن) مفتی سعید اللہ صاحب مدظلہ (مفتی واستاذِ حدیث جامعۃ الرشید) حضرت مولانا شفیع اللہ صاحب مدظلہ (استاد جامعہ دارالعلوم کراچی) حضرت مولانا مفتی حسان کلیم صاحب مدظلہ (استاد جامعہ دارالعلوم کراچی) حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب مدظلہ (مہتمم جامعہ فرقانیہ) حضرت مولانا عبدالقیوم آغا صاحب مدظلہ (ناظمِ اعلیٰ جامعہ اشرف المدارس) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید صاحب مدظلہ (جامعہ اشرف المدارس) حضرت مولانا مفتی حماد اللہ صاحب مدظلہ (رئیس دارالافتاء انوار القرآن)

خصوصاً محترم سید حمید اللہ شاہ صاحب، حضرت مفتی احسان اللہ حبیب صاحب، محترم یاسر خان آفریدی صاحب، محترم جہانگیر خان آفریدی صاحب، محترم محمد شیراز آفریدی صاحب اور محترم محمد نعیم خان صاحب، جناب ملک امتیاز بھٹہ صاحب اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اللهم لك الحمد ولك الشكر.

اختر حسین بھاولپوری

تقریظ

از استاذِ محترم حضرت مولانا افتخار احمد اعظمی صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

امام طحاوی کی کتاب معانی الآثار کتب حدیث میں اپنا ایک مسلّم مقام رکھتی ہے۔ حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کا مرتبہ سننِ ابی داؤد کے قریب ہے۔

معانی الآثار کی تشریح وتلخیص اور نقدِ رجال وغیرہ ہر پہلو پر علماء نے توجہ دی، لیکن افسوس کہ مدارس میں عام طور پر صرف کتاب الطہارۃ کے پڑھانے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ احسان الٰہی بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مؤلف مولانا اختر حسین صاحب بہاولپوری دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں، طالب علمی کے زمانہ ہی سے اللہ تعالیٰ نے طبیعت میں پاکیزگی، ذوقِ عبادت اور شوقِ علم عطا فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث کی مختصر انداز میں تشریح اور تسہیل کا عزم پیدا فرمایا، چنانچہ ان کی پہلی کاوش ابوداؤد کی پہلی جلد کی شرح احسان الودود طبع ہوکر آگئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی موطائین، ابن ماجہ، نسائی اور طحاوی شریف کی شرح بھی انہوں نے اسی نہج پر شروع کردی ہے۔

طحاوی شریف کی کتاب الطہارۃ کے ابتدائی ابواب کا احقر نے مطالعہ کیا جس میں انہوں نے اختصار کے ساتھ مذاہبِ ائمہ، ان کے دلائل، جوابات اور امامِ طحاوی کی ہر مسئلہ سے متعلق نظر بڑی خوبصورتی کے ساتھ پیش کی ہے۔ نیز ذکر کردہ امور کی تائید کیلئے اکابر کے اقوال مع حوالہ بھی ذکر کرکے مزید اس کو مستند بنادیا ہے۔

یہ کتاب یقیناً اہلِ علم کیلئے ایک بہترین قابلِ قدر تحفہ ہے جس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ حدیث کی اس عظیم خدمت کو قبول فرماکر اُمت کیلئے اس کو ہدایت کا ذریعہ اور مؤلف سمیت ہم سب کیلئے نجاتِ آخرت کا وسیلہ بنائے۔ آمین۔

حضرت مولانا افتخار احمد اعظمی صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

تقریظ

از حضرت مولانا منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث ورئیس دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ حفظ حدیث کے ساتھ ساتھ اجتہاد میں بھی بہت بلند مقام رکھتے ہیں طبقہ ثالثہ کے مجتہد ہیں جن مسائل کے بارے میں امام صاحب سے کوئی نص مروی نہیں ہے ان کا استنباط امام صاحب کے مقرر کردہ قواعد وضوابط کے مطابق کرتے ہیں بلکہ کئی جگہ انہوں نے امام صاحب کی مخالفت بھی کی ہے اسی لئے بہت سارے حضرات نے انہیں مجتھد فی المذھب قرار دیا ہے علامہ عبدالحی لکھنوی انہیں امام ابو یوسف اور امام محمد کے ہم پلہ قرار دیا ہے قافلہ علم میں بہت کم ایسے حضرات ملیں گے جو بیک وقت حدیث فقہ اور اصول فقہ میں امام طحاوی کی ہمسری کر سکے، انہیں اعلم الناس بمذھب ابی حنیفہ کہا جاتا ہے اسی لئے کئی مقامات پر علماء احناف انکی تحقیق کو لیتے ہیں۔

بہت سی کتابیں مختلف موضوعات پر انہوں نے تصنیف فرمائی ہیں معانی الآثار ان میں سے مشہور اور اہم کتاب ہے اختلافی مسائل کا محاکمہ اس کتاب کا موضوع ہے اپنی سند سے اخبار واحادیث کو لاتے ہیں پھر اسناد ومتن کو روایات ونظر کی روشنی میں فریضۂ نقد انجام دیکر ان سے ایسے واضح حقائق نکال لاتے ہیں جو ایک انصاف پسند آدمی قبول کئے بغیر نہیں رہتا۔

حافظ سخاوی نے جن کتب حدیث کے مطالعے کا خصوصی مشورہ دیا ہے۔ ان میں سے معانی الآثار بھی ہے علامہ ابن حزم نے تشدد کے باوجود اس کو سنن ابی داود اور سنن نسائی کے ہم پلہ قرار دیا ہے جیسا کہ علامہ عینی نے سنن ثلاثہ سنن ابی داود، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ پر بھی ترجیح دی ہے اتنی اہم کتاب اور حنفیہ کا مستند ماخذ ہونے کے باوجود اس کی کماحقہ خدمت نہیں کی جاسکی علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا یوسف کاندھلویؒ، مولانا یوسف بنوریؒ اور بہت سے دیگر اکابر کی یہ خواہش رہی کہ اس کتاب کی مکمل اور جامع شرح لکھی جائے لیکن اس خواہش کو عملی جامہ نہیں پہنایا جاسکا تجری الریاح بما لا تشتھی السفن۔

مولانا اختر حسین صاحب فاضل دار العلوم کراچی کو اللہ نے بہترین ذوق سے نوازا ہے۔ پہلے بھی انکی کئی کتابیں مختلف موضوعات پر منظر عام پر آچکی ہیں اور اب انہوں نے اس کتاب کی خدمت انجام دینے کی بھرپور کوشش کی ہے اللہ تعالیٰ ان کی کوشش ومحنت کو بارآمد فرمائے اور اس شرح کو شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

حضرت مولانا منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم

استاذ حدیث ورئیس دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

از حضرت مولانا شفیق احمد بستوی صاحب مدظلہم

شیخ الحدیث خدیجۃ الکبریٰ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد!

یہ بات بالکل واضح ہے کہ دنیا کے اندر رائج وموجود علوم وفنون میں سب سے افضل علوم دینیہ ہیں، اور ان میں بھی علوم القران والحدیث کو سب پر فوقیت حاصل ہے، لہٰذا قران وحدیث کی علمی وقلمی خدمات انجام دینے والے حضرات وخواتین نہایت سعادت مند اور قابل رشک ہیں۔

علماء وطلباء کے طبقہ سے تعلق رکھنے والے سبھی حضرات بخوبی جانتے اور مانتے ہیں کہ صحاح ستہ کا مقام تمام تر درسی کتب میں سب سے اعلیٰ ہے چنانچہ انہی کی تعلیم کی تکمیل پر سندِ فراغت اور شہادت فضیلت دی جاتی ہے۔ اس بناء پر صحاح ستہ سے متعلق تشریح، توضیح، تدریس، تعلیق اور تحشیہ کا کام کرنا بھی بڑی ہی فضیلت وخوبی کی حیثیت رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ شارحین حدیث پر لوگ رشک کرتے ہیں۔

ہمارے معزز دوست ہونہار فاضل وعالم جناب مولانا اختر حسین صاحب بہاولپوری مدظلہ بھی اسی خوش نصیب وسعادت مند قافلے میں شامل ہے، جو اپنے اشہب قلم سے صحاح ستہ کی توضیحی وتشریحی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا نصیب اچھا کرے اور خوب اچھے اچھے علمی وقلمی کام ان سے لے، آمین۔

پیش نظر کتاب کو مولانا نے صحاح ستہ میں سے سنن اربعہ، طحاوی شریف اور موطائین کے مضامین کا اجمالی احاطہ کیا ہے اور پھر ان کی فقہی ومسلکی توضیحات شافع دلائل کا اچھا اہتمام کیا ہے، گویا یہ کتاب دورۂ حدیث شریف کے طلباء کیلئے ایک جامع کشکول ہے جس میں ہمہ جہتی کے ساتھ مضامین سموئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو احسن طریقے سے قبول فرمائے۔ آمین۔

اور اس کو طلباء، علماء اور تشنگانِ علوم حدیث کیلئے حد درجہ نافع فرمائے۔ اور مولانا کیلئے اس کو بہترین صدقہ جاریہ فرمائے، اور یہ دعا کہ اے اللہ! مولانا کو مزید عمدہ علمی خدمات کی توفیق وہمت عطا فرما اور ان کی مدد بھی فرما۔ آمین۔

فقط والسلام: (حضرت مولانا) شفیق احمد بستوی (صاحب مدظلہ)

شیخ الحدیث خدیجۃ الکبریٰ

تقریظ

از حضرت مولانا نور البشر صاحب دامت برکاتہم

اُستاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

ہر فن کی کسی کتاب کی شرح لکھنے کے شارحین کے دو ذوق ہوتے ہیں:

ا۔ تحقیق اور تدقیق اس قسم کی شروح کا مقصد تحقیق مضامین، ادلہ کی تنقیح وغیرہ ہوتا ہے اور دوسری قسم کی شروح میں شارح کا ذوق تدریسی ہوتا ہے۔ اس قسم کی شروح لکھنے والے کا ذوق تطویل بلا طائل اور اختصار مخل سے بچتے ہوئے ہوتا ہے انضباط کتب انضباط ابواب انضباط ادلہ انضباط مسائل انضباط اقوال وغیرہ ہوتا ہے اللہ جزاء خیر دے مولانا اختر حسین بہاولپوری کو جس نے احسان الودود کے نام سے ابوداؤد کی شرح لکھتے ہوئے تدریسی ذوق اور منہج اختیار کیا تاکہ ابوداؤد کے پڑھانے والے اساتذہ اور طلبہ اس مشکل کتاب کو نہایت آسانی اور خوش اسلوبی کے ساتھ پڑھیں اور پڑھا سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مولانا احسان الٰہی کے نام پر احادیث کی کتب موطا ئین، ابن ماجہ، طحاوی، نسائی شریف وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق ایک جلد میں جمع کر رہے ہیں۔ مولانا کے ان مساعی جمیلہ کو اللہ جل شانہ قبول فرمائیں۔ اور مولانا کے اس دور شباب کو اللہ جل شانہ علم اور علماء اور طلبہ کی خدمت میں صرف فرمائیں عبادات اور رزقِ حلال کی تلاش کے علاوہ اس تصنیفی کام کا مقابلہ جہاد کے علاوہ کوئی عمل نہیں کر سکتا۔ مولانا کے لئے اللہ اس کام کو صدقہ جاریہ بنا دیں۔ آمین

حضرت مولانا نور البشر صاحب دامت برکاتہم

اُستاذ حدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

تقریظ

از حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ فرقانیہ قائد آباد

ألحمدالله الذی خلق الانسان وعلمه البیان والهمه التبیان وتمم من الفضل والجود والاحسان والصلوٰة والسلام الأتمان الاکملان علی فاتحة کتاب البلووالوجود وفاتحة ابواب الوحی المکتنف والبرهان المبعوث باکمل الادیان المنعوت والمیزان وعلی آله واصحابه والتابعین لهم باحسان وعلماء امته واصحاب الحدیث والقران۔

اما بعد:

علم تفسیر کے بعد علم حدیث تمام علوم سے افضل علم ہے کیونکہ اس کا موضوع ذات رسول اللہ من حیث انہ رسول اللہ ہے حضرت محدثین اور شراح حدیث نے اس علم کے لئے عظیم قربانیاں دی ہے مولانا اختر حسین بہاولپوری صاحب بھی بڑے احسن طریقے سے علم حدیث پر گراں قدر کام کر رہے ہیں ان کی شرح احسان الٰہی میرے ہاتھ میں ہے۔ مولانا ہر باب سے متعلق فقہی مسائل کا خلاصہ بیان کرتے ہیں اور پھر اختلافی مسائل کو سہل اور مختصر دلائل اور براہین سے مزین کرتے ہیں اس شرح کی جدید انداز اور حسن وخوبی کو دیکھ کر مجھے یہ کہنا پڑا:

نبی العزت انی احسان الٰهی فی ید — فحسنتها فی القدرعود تقاب

نسقت وتألفت فکانما — فی حسن مثل فألف الاحزاب

جئت لنامن کل عام نافع — اوکل فن مستتع بکباب

وفی کل لفظ حکمه مجلوة — وبکل سطر مهبط لصواب

وکم من سوال فیه کان جوابه — الهام نابغة وفصل خطاب

ماذا أعدوهذه آیاته — فی العدتعجز امهر الحساب

فلکل حسن حلیة یزهی بها — واری الاحسان الٰهی حلیة الکتاب

لك فی سبیل العلم اجر مجتهد — والصبرا جر ملازم المحراب

فتذوقوط طعم الحدیث وادرکوا — مافی الجهالة من اذی وتباب

العلم فی البأساء مزنة رحمة — والجهل فی النعماء سوط عذاب

هذا المنظوم من کلام عطاء — فما کتم اوبین بغیر حساب

حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ فرقانیہ قائد آباد

تقریظ

از حضرت مولانا عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس کراچی

الحمدالله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده:

اما بعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیارے نبی ﷺ کی ذات گرامی کو تمام انبیاء کا سردار بنایا اور جو دین پیارے نبی ﷺ کو عطا ہوا اس کو تمام ادیان پر غالب فرمایا اور پیارے نبی ﷺ کی لائی ہوئی کتاب کو تمام سابقہ کتب سماویہ پر برتری اور توفیق حاصل ہوئی۔ اور جو شریعت پیارے نبی ﷺ لیکر مبعوث ہوئے اس پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے کو سب کی کامیابی اور نجات کا ذریعہ بنایا۔ اور اس کے علاوہ نجات کا کوئی اور راستہ نہ چھوڑا۔ دینِ محمدیہ کو حاصل کرنے کے لئے اللہ رب العالمین کی طرف سے بھیجی ہوئی کتاب ہے اور اس کتاب کو سمجھنے کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کی احادیث مطہرہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کامیابی حاصل کرنے کے لیے دونوں کی اتباع کو لازمی قرار دیا ہے۔

جس طرح اللہ پاک نے اپنی کتاب کی حفاظت فرمائی بعینہٖ اسی طرح اپنے حبیب ﷺ کے ارشادات کی بھی حفاظت فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس مبارک محنت کے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے بندوں کا انتخاب فرمایا کہ جو گناہوں سے حد درجہ پرہیز کرنے والے صالح متقی اور وقت کے قابلِ اعتماد لوگوں میں سے تھے۔ چنانچہ ان حضرات نے بھی دیانتداری کا ثبوت پیش کیا اور آنے والی نسل تک جناب رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو بغیر کسی کمی بیشی کے پہنچانے کا التزام کیا۔ یہ جو کتب حدیث جن سے میں اور آپ آج استفادہ کرتے ہیں یہ انہی حضرات کی کاوشوں کے بدولت ہے۔

حضرات مصنفین نے اپنے انداز سے کتابیں تصنیف فرمائیں، مگر بعد کے آنے والوں کی استعدادیں چونکہ اس قابل نہ تھیں کہ وہ خود ان کتابوں سے مکمل طور پر استفادہ کر سکتے اور مسائل شرعیہ کا استنباط کرتے، لہٰذا اسی ضرورت کے پیش نظر تقریباً ہر دور کے علمائے کرام کے اپنی اپنی طاقت اور بساط کے مطابق ان حضرات مصنفین کی لکھی ہوئی تصنیفات کی تشریح کی سعی کی۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی مولانا اختر حسین صاحب بہاولپوری بھی ہے کہ جنہوں نے اپنے آپ کو بھی اس مبارک محنت میں شامل کیا کہ جس محنت کو ہمارے اکابرین امام غزالیؒ، امام رازیؒ جیسے قد آور شخصیات نے اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اور اس کے ذریعہ سے قرب خداوندی کے موجب ٹھہرے تھے۔ مولانا موصوف بھی اسی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔

احسان الٰہی کے نام سے ان کی جو تالیف اب آپ حضرات کے ہاتھوں میں ہے اس کتاب کو پڑھنے سے آپ

حضرات کو بخوبی اندازہ ہو جائیگا کہ مولانا ممدوح نے کس قدر محنت اور اخلاص کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیا ہے۔اس سے قبل مولانا کی احسان الودود شرح ابوداؤد بھی چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔میں ان کی کتاب کو اگر چہ بالاستیعاب تو نہ دیکھ سکا مگر چند چیدہ چیدہ مقامات دیکھنے کا موقع ملا،تو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ اس دور میں واقعی اس خدمت کی ضرورت تھی جو کہ مولانا موصوف نے پوری کردی،اور نئے آنے والے طلبہ وطالبات پر ایک ایسا احسانِ عظیم فرمایا کہ جس کو وہ تا دمِ حیات بھول نہ پائیں گے۔

مولانا ممدوح کی تالیفات کی من جملہ خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مولانا بحث کو زیادہ طوالت میں لے جانے کے بجائے مختصر طور پر بیان کرنے کی کوشش فرماتے ہیں،جس کی وجہ سے طلبہ کو لمبی چوڑی بحثوں میں سر کھپانے کی اب ضرورت انشاءاللہ محسوس نہ ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مولانا کی دوسری تالیفات کی طرح حد درجہ قبولیت عطا فرمائے۔اوراس کتاب کو مولانا کیلئے ذخیرۂ آخرت اور صدقہ جاریہ بنائے۔اوراس عاجز کو بھی روزِ جزا اپنے پیارے نبی ﷺ کی سفارش نصیب فرمائے۔

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس کراچی

تقریظ

از مفتی نجم الحسن صاحب مدظلہ

رئیس جامعہ یٰس القرآن

الحمد لله و كفى والصلوة والسلام على سيد المجتبى

اما بعد:

اللہ رب العزت کا اس امت پر یہ احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اس امت میں ایک طبقہ کو یہ سعادت بخشی کہ اس نے اپنی پوری زندگی کو محبوبِ خدا کی زندگی کے مختلف گوشوں کو اُجاگر کرنے اور ہو بہو پوری حفاظت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرنے میں فنا کر دیا آپ کی احادیث طیبہ کی اشاعت وحفاظت وغیرہ پر اس سعادت مند طبقے نے اتنی محنت کی کہ دنیا کو اس کی برکت سے دوسرے علوم وفنون سے واقفیت ہوئی۔

ہر صدی اور زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس سعادت مند طبقے کے افراد کو پیدا کیا گذشتہ صدی میں الحمد اللہ اس سعادت کا ایک بڑا حصہ ہمارے علمائے دیوبند رحمہم اللہ اور ان کے خوشہ چین حضرات کو ملا ایک دنیا اب بھی ان حضرات کی اس محنت وکاوش کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

ہمارے محترم مولانا اختر حسین صاحب سلمہٗ جو کہ ماشاء اللہ جامعہ دار العلوم کراچی کے فاضل ہیں اور عصری علوم میں بھی کافی واقفیت رکھتے ہیں، اپنی فراغت کے بعد سے ہی حدیث کی کتابوں پر مختلف انداز سے محنت کر رہے ہیں۔ موصوف کی کئی کتابیں بشمول ابوداؤد شریف کی شرح احسان الودود منظر عام پر آچکی ہے، اور اب موطا ئین، ابن ماجہ، طحاوی شریف اور نسائی شریف کے نصاب کی ایک ہی جلد میں انہوں شرح فرمائی ہے۔

بندہ نے کتاب الطہارۃ کے چند صفحات کو سرسری نظر سے دیکھا ہے اپنے اہتمام اور افتاء وغیرہ کی کثیر مصروفیات کی بناء پر تفصیلات دیکھنے کا موقع تو نہ ملا لیکن چیدہ چیدہ جگہ سے اس کا مطالعہ کیا۔

مولانا محترم نے کافی محنت، لگن اور عرق ریزی سے اس کام کو کیا ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مولانا محترم نے اس شرح میں یہ طریقہ کار اپنایا ہے کہ اولاً باب کا اجمالی اور مختصر سا خلاصہ بیان فرماتے ہیں اور پھر اس کے مختلف گوشوں کو عنوانات کے تحت بالتفصیل ذکر کرتے ہیں۔

امید ہے کہ موصوف کی یہ شرح علماء کرام وطلبہ کے لئے عموماً اور اختصار پسند حضرات کے لئے خصوصاً مفید تر ثابت ہوگی اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت وکاوش کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول ومقبول فرما کر اپنے محبوب کی خصوصی شفاعت کا پروانہ عطا فرمائے اور اپنے دین کا کام لینے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مفتی نجم الحسن صاحب مدظلہ
رئیس جامعہ یٰس القرآن

تقریظ

از حضرت مولانا مفتی حماد اللہ صاحب مدظلہ

رئیس دارالافتاء انوار القرآن

الحمد لمن تفرد بالقدم و کل شئی ماسواہ مسبوق بالعدم و الصلاۃ و السلام علی سید العرب والعجم وعلی اٰلہ و اصحابہ الذین قالوا بنصرہ الدین القویم.

امابعد:

امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان قرآن مجید کی شکل میں ہے اور یہ اس امت کا امتیاز بھی ہے جو کہ امم سابقہ میں سے کسی امت کو حاصل نہیں۔ جبکہ دوسرا انعام وامتیاز احادیث النبوی ﷺ ہے۔

چنانچہ انبیاء سابقین میں سے کسی نبی کے اقوال وافعال کو اس طرح جمع ومحفوظ نہیں کیا گیا ہیں جس طرح ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے معطر اقوال اور مطہر افعال باسند محفوظ ہیں اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ ہر آن ہر گھڑی پوری دنیا میں ہزاروں لاکھوں افراد آپ کے مبارک فرامین کو پڑھتے ہیں یاد کرتے ہیں اور عملی زندگی میں لانے کی مشق کرتے ہیں۔

متقدمین نے ان احادیث کو ایک کتابی شکل دے کر مزید محفوظ کر لیا اور پھر ان کی سینکڑوں ہزاروں شروحات مختلف زبانوں میں لکھی گئی اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے لیکن ان شروحات کو کھنگالنا اور ان سے استفادہ ہر طالب علم کے لئے آسان اور سہل نہیں چنانچہ عزیزم مولوی اختر حسین بھاولپوری صاحب مستند و معتمد کتابوں اور شروحات کی مدد سے درس نظامی میں پڑھائی جانے والی کتب احادیث سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد اور طحاوی کے وفاق کے نصاب ایک جامع شرح ترتیب دے کر طالبان علوم دینیہ کے لئے ایک مایہ ناز کارنامہ سرانجام دیا ہے جو طالب علوم نبوت پر احسان اور ان کے لئے ذخیرۂ آخرت ہوگا چنانچہ اس شرح کے اندر احادیث کی تشریح، ائمہ کے مذاہب ودلائل کے ساتھ ساتھ مسلک احناف کا بھرپور دفاع بھی کیا گیا ہے۔

مدرسین اور طلباء کے لئے مذکورہ شرح "احسان الٰہی" انتہائی نافع اور مفید ہوگی۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر امت مسلمہ کے لئے نافع بنائے اور مرتب کے علم وعمل اور تقویٰ میں مزید ترقی واضافہ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مولانا مفتی حماد اللہ صاحب مدظلہ

رئیس دارالافتاء انوار القرآن

تقریظ

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ سلطان آباد کراچی

الحمد لله و كفى و سلامٌ على عباده الذين اصطفى

أما بعد:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا اس اُمت پر احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اس اُمت میں ایسے رجال پیدا فرمائے ہیں کہ جنہوں نے اپنی تمام تر مصروفیات اور مشاغل کو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے وقف کر دیا ہے اور اپنی تمام تر کوشش اسی چیز میں صرف کرتے ہیں کہ کسی طرح خداوند کی رضا حاصل ہو جائے خواہ وہ کسی بھی طریقے سے ہو۔ ہر آدمی اپنی خواہش کے مطابق اور اپنی طاقت کے مطابق اللہ کو راضی کرنے کے لئے کوشاں ہے کسی نے تو جہاد میں شرکت کر کے خداوند کریم کو راضی کیا اور کسی نے دین کے کسی اور شعبہ میں خدمت کر کے خدا کو راضی کیا۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی تصنیف و تالیف بھی ہے جس کو ہمارے محترم مولانا اختر حسین صاحب نے بھی اختیار کیا مقصود صرف خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی احادیث مبارکہ کی تشریح بیان کرنا فی الواقع یہ بہت بڑی سعادت اور نیک بختی ہے جس کو حاصل کرنے والوں میں ہمارے مولانا اختر حسین صاحب بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اور احسان الودود شرح ابوداؤد مولانا کی حدیث شریف پر پہلی محنت اور کاوش منظر عام پر آ چکی ہے۔ اور اب یہ آپ حضرات کے ہاتھوں میں مؤطا ئین، ابن ماجہ، طحاوی اور نسائی کی شرح احسان الٰہی کے نام سے ہے۔ کتاب کے چند چیدہ چیدہ مقامات کو دیکھنے کا موقع ملا جس سے معلوم ہوا کہ بہت اچھی کاوش ہے خدا ان کی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ سلطان آباد کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

امابعد!

ربِ ذوالجلال کا بے بہا شکر وکرم ہے کہ میرے کریم ورحیم اللہ نے میری امی جان کی دعاؤں کے صدقے مجھ جیسے کم علم اور بکریاں چرانے والے کے ہاتھ میں قلم پکڑا دیا۔ نہ صرف یہ احسان بلکہ اس سے بھی زیادہ احسان میرے غیور اللہ کا مجھ پر یہ ہے کہ اُس نے اپنے حبیب مصطفیٰ ﷺ کے اقوال، افعال واعمال مبارکہ یعنی حدیث شریف پر قلم اٹھانے کی توفیق بخشی، الحمد لله على كل حال۔

یہ سب میری پیاری امی جان کی دعاؤں کی برکات وثمرات ہیں، اور کچھ نہیں۔

بہرحال یہ کتاب احسان الٰہی دورۂ حدیث شریف میں شامل پانچ کتابوں (مؤطا ئین، ابن ماجہ، طحاوی ونسائی) کی وفاق کے نصاب تک کی شرح ہے، جو کہ طلباء کی پریشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کتابوں کی تشریح لکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ آمین۔

ان پانچوں کتابوں میں زیادہ تشریح وتوضیح کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ دورۂ حدیث کے طلباء صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد وسنن ترمذی میں تشریح سُن ودیکھ چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس کتاب کی قدرے اختصار سے تشریح وتفصیل کی گئی ہے۔

ترتیب اس کی یہ ہے پہلے ابنِ ماجہ کو رکھا گیا ہے، اس کے بعد پھر طحاوی شریف کو رکھا، کیونکہ اس میں اکثر اختلافی مسائل آجاتے ہیں۔ کچھ مسائل کی تشریح مؤطا امام مالکؒ میں کردی گئی ہے۔ اور باقی دو کتابوں کا صرف ترجمہ کردیا گیا ہے، تشریح کی ضرورت نہیں۔

ربِ کریم سے اُمید ہے کہ تھوڑی سی حدیث کی اس خدمت کو قبول فرمائیں گے۔ اور بخشش کا ذریعہ بھی فرمائیں گے، انشاء الله العزيز۔

آخر میں تمام اکابر کا جو تعاون فرماتے ہیں، ان کا بھی بے حد مشکور ہوں۔ بالخصوص اپنے اُن ساتھیوں کا جو رات دن اس خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صلہ وبدلہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

اختر حسین بہاولپوری

ابن ماجه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ باب اتباع سنة رسول الله

حدیث نمبر ۱: حدثنا ابو بکر . . . ما امرتکم بہ فخذوہ ومانھیتکم عنه فانتھوا۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اس چیز کو لو جس کا میں حکم دوں اور اس چیز سے باز رہو جس سے میں روکوں۔

تشریح: سرکار دو عالم ﷺ کا ہر حکم واجب الاطاعت ہے اور اسی طرح جن چیزوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے ان سے رکنا امت کے لیے ضروری اور واجب ہے اسی میں امت مسلمہ کی فلاح و کامیابی ہے۔

آیت کی تفسیر؟

علامہ بوصیریؒ نے فرمایا: یہ حدیث قرآنی آیت کی تفسیر ہے وہ آیت یہ ہے:

مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (تعلیقات مصباح الزجاجه/۹)

ما امرتکم عام ہے؟

صاحب مصباح لکھتے ہیں "امرتکم" عام ہے وجوب اور ندب دونوں کو شامل ہے۔

مطلق حکم کے بارے میں اختلافِ فقہاء؟

حضرات احنافؒ وشوافعؒ کا اختلاف مشہور ہے کہ قرائن کے بغیر مطلق حکم ہو احناف کے ہاں وجوب پر محمول کریں گے شوافعؒ اباحت پر۔

حدیث میں مخاطب کون ہیں؟

سرکار دو عالم ﷺ نے یہ ارشاد صحابہ کرامؓ کے سامنے فرمایا لیکن اس حدیث کے مخاطب قیامت تک کے تمام مسلمان ہیں (تعلیقات مصباح ۹/۱)

''ما اُمرتکم'' میں دینی حکم یا دنیاوی مراد ہے؟

ما امرتکم میں حکم دینی امور مراد ہیں کیونکہ دنیاوی معاملات کو "حدیث تابیر" میں ارشاد فرمایا کہ "انتم اعلم با مور دنیا کم" یعنی دینی امور و حکم میں میری مانو لیکن دنیاوی معاملات میں اپنے تجربے وعلم کے مطابق عمل کرو کیونکہ میں تو اپنی فہم اور سمجھ کے مطابق بتاتا ہوں (حاشیہ ابن ماجہ صفحہ نمبر ۲)

حدیث نمبر ۲: حدثنا ابو عبد الله . . . فاذا امرتکم بشیء فخذوا منه ما استطعتم واذا نھیتکم من شیء فانتھوا۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کام کو میں مطلق بیان

کروں اس کو مطلق ہی رہنے دو۔

تشریح: حج فرض ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو حج کی ادائیگی کا حکم دیا تو ایک صحابی نے سوال کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا حج ہر سال فرض ہوگا یا اسی سال فرض ہے؟ صحابی نماز روزہ اور زکوۃ کے مکرر اور بار بار ادائیگی کی طرح حج بھی بار بار فرض ہوگا تو سرکار دو عالم ﷺ نے سوال ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ اگر میں "ہاں" کہہ دیتا تو حج ہر سال فرض ہو جاتا اور تم پر یہ عبادت بھاری پڑ جاتی تم مشکل میں پڑ جاتے اس لئے خوامخواہ سوالات قیل وقال اور لایعنی سوالات میں مت پڑو۔ ورنہ بنی اسرائیل کی طرح تنگی و سختی کا شکار ہو جاؤ گے جس طرح انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گائے کی صفات اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کے متعلق لایعنی اور فضول سوالات کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچائی اور خود بھی مشکل میں پھنس گئے۔

لہٰذا جس چیز کا حکم بغیر شرائط کے دوں تو اس کی شرائط نہ پوچھو اور اسی طرح جس چیز سے منع کر دوں تو اس کی جزئیات کی تفصیل پوچھے بغیر رک جاؤ (تعلیقات مصباح ۱/۱۰)

اشکال:...... حدیث باب سے سوال کرنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے حالانکہ قرآن پاک میں ہے "فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" اہل علم سے سوال کرنے کا حکم ہے۔ اور حسن السوال نصف العلم (سوال کرنے کو نصف علم فرمایا)

نتیجہ یہ ہے کہ بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے۔

جواب:...... حدیث باب میں جو سوال کی ممانعت وقباحت ہے کہ اس کی وضاحت بخاری شریف میں ہے مثلاً انه كان منهى عن قيل و قال و كثرة السوال دوسری حدیث بھی بخاری شریف میں "ان اعظم المسلمين جرماً من سال عن امر لم يحرم فحرم على الناس من اجله مسئلته" بخاری: ۱۰۸۳ یعنی بغیر ضرورت سوال کرنا یا تنگ کرنے کے لیے سوال کرنا یا عاجز کرنے کے لئے وغیرہ اور ایسا سوال جو کسی چیز کی حرمت کے بارے میں کرنا جو چیز پہلے حرام نہیں تھی سوال کرنے کے بعد حرام ہو گئی تو ایسے سوالات کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے اور ممنوع ہیں۔

باقی "فاسئلو اهل الذكر" اور "السوال نصف العلم" تو وہ ایسے سوالات کے بارے میں یعنی جو ضروری ہوں اور علمی نوعیت کے سوال ہوں اور فائدہ کے لئے ہوں تو ایسے سوال کرنے والے اور جواب دینے والے اور سننے والے اور ان سے محبت کرنے والے سب عنداللہ ماجور ہوں گے ایسے سوالات تو صحابہ کرام ؓ سید کونین ﷺ سے پوچھتے تھے قرآن شریف میں ایسے سوالات کا ذکر ہوا ہے مثلاً اشہر حرم اور شراب اور کلالہ اور انفال وغیرہ کے بارے میں قرآن میں ذکر ہوا ہے۔ یہ سوالات تو فضیلت واجر کی بات ہے۔

حدیث نمبر ۳: حدثنا ابو بكر... من أطاعني فقد اطاع الله و من عصاني فقد عصى الله.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

تشریح: حدیث آیت سے ماخوذ ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "و من يطع الرسول فقد اطاع الله و من تولى بعد ذلك فما ارسلناك عليهم حفيظاً" اور پھر آخری پارے میں فرمایا "و ما انت عليهم بمصيطر" مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے سرکار دو عالم ﷺ کی پیروی و فرمانبرداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی

فرمانبرداری کی لیکن جس نے سرکار دو عالم ﷺ کی فرمانبرداری سے رخ موڑا تو سرکار دو عالم ﷺ کے لئے ضروری نہیں کہ زبردستی اور سختی سے عمل کروائیں۔ جیسا کہ فرمایا "وما علینا الا البلاغ المبین" صرف بتانا اور وحی کی بات پہنچانا ہے زبردستی عمل کروانا آپ ﷺ کے ذمہ نہیں ہے۔

حدیث کا مقصد اتباع سنت ہے:

من اطاعنی فقد اطاع اللہ اس حدیث میں سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہے یا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو مجھے راضی کرو یعنی میری فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جائیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ میری نافرمانی کرو اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو جائیں محال ہے۔ جیسا کہ فرمایا "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ...." یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو یعنی میری سنت کو لازم پکڑو۔ اپنا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا رات دن میری سنت کے مطابق بناؤ۔

وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ:

جس نے میری نافرمانی کی یعنی میرے اسوہ حسنہ اور میری سنت وطریقے کو چھوڑا تو حقیقت میں اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی یقیناً وہ شخص خسارے میں ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے" من اطاعنی دخل الجنۃ ومن عصانی فقد ابی "یعنی جو میری اتباع کرے گا میری سنتوں پر چلے گا وہ جنت میں داخل ہوگا جس نے نافرمانی کی داخل نہیں ہو گا۔ یعنی مسلمان ہے تو وہ ابتداء میں داخل نہیں ہوگا بلکہ سزا کے بعد داخل ہوگا۔ اگر کافر مراد ہے تو وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر ۴: حدثنا محمد... سمع من رسول اللہ ﷺ حدیثا لم یعدہ ولم یقصر دونہ۔

مفہوم: حضرت ابوجعفر ؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ؓ سید الرسل ﷺ سے حدیث سننے کے بعد اس میں نہ تو تجاوز کرتے اور نہ ہی کمی بیشی کرتے تھے۔

تشریح: لم یعدہ ولم یقصر دونہ کا مطلب:

مطلب یہ ہے کہ

(۱) اگر اس سے مراد عمل لیں تو سیدنا حضرت ابن عمر ؓ بہت زیادہ عاشق رسول ﷺ تھے سرکار دو عالم ﷺ کی طرح اٹھنا بیٹھنا اور رہن سہن بنا لیا تھا جہاں آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے وہیں بیٹھے جہاں اور جس طرح نبی کریم ﷺ اٹھے اسی طرح اٹھے الغرض ہر سنت و ہر ادا کی کاپی کی۔

(۲) اگر اس سے مراد تبلیغ دین لیا جائے تو جو تفسیر جو تشریح جو حدیث جس طرح سنی بعینہ اس کو اسی طرح من وعن آگے بیان کیا اس میں اضافہ کیا اور نہ ہی کچھ کمی کی۔ یہ ان کی حد درجہ محبت و کمال درجے کی احتیاط تھی۔

حدیث نمبر ۵: حدثنا ھشام... لقد ترکتکم علی مثل لیلھا ونھارھا سواء... لیلھا ونھارھا سواء۔

مفہوم: حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ ہم تنگ دستی کا تذکرہ کر رہے تھے اور فقر و فاقہ سے ڈر رہے تھے۔ سرکار دو جہاں ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ فقر و فاقہ سے کیوں ڈرتے ہو، واللہ تم پر ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہوگی، واللہ میں نے تم کو ایسے دینی ماحول میں چھوڑا جس کے دن رات برابر ہیں۔

تشریح: فقر وفاقہ کی بجائے کثرت مال سے کیوں ڈرایا؟

اس کے دو جواب ہیں: (۱) جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "كاد الفقر ان يكون كفراً" نبی کریم ﷺ فقر وفاقہ سے بھی پناہ مانگتے تھے اور صحابہ کرام بھی ایک دفعہ فقر وفاقہ اور محتاجی وغربت وتنگدستی کا ذکر کر رہے تھے۔ تو اسی وقت سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا آپ لوگ تو تنگدستی سے ڈر رہے ہو حالانکہ کثرت مال سے ڈرنا چاہئے کیونکہ "ان لكل امة فتنة و فتنة امتي المال" "میری امت کا فتنہ اور آزمائش مال ہے۔ کیونکہ کثرت مال کی وجہ سے انسان اللہ کو بھول جاتا ہے اور غرور وگھمنڈ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور ظلم بھی کرتا ہے۔ تو فرمایا ڈرنے کی چیز کثرت مال ہے نہ کہ فقر وفاقہ۔ قرآن کریم میں بھی فرمایا کہ "انما اموالكم و اولادكم فتنة" بہر حال مال کی کثرت بھی اللہ کے قرب کا ذریعہ بن سکتی ہے اگر اسلامی اصولوں کے مطابق خرچ و استعمال کی جائے۔ لیکن کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ روم وفارس کی فتح کی خوشخبری فرما چکے تھے اس لئے آنیوالے وقت میں کثرت مال دیکھ رہے تھے تو کثرت مال سے پہلے ڈرایا اور خبردار فرمایا۔

(۲) دوسرا مطلب حدیث کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف فقر وفاقہ وتنگدستی ڈرنے کی چیز نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کثرت مال سے ڈرو جس طرح فقر وفاقہ سے ڈرتے ہو۔ کیونکہ کثرت مال زیادہ مضر ہے بنسبت تنگدستی کے۔

لقد تركتكم على مثل البيضاء:

سرکار دو عالم ﷺ نے ہر طرح کی تعلیمات ارشاد فرمادیں خود نمونہ بن کر دکھا دیا۔ ہر شخص فقیر غریب وامیر و مالدار کے لئے پاکیزہ تعلیمات جو دن کی روشنی کی طرح واضح ہے ہر شخص ان احکام وتعلیمات وسنت نبوی ﷺ سے استفادہ کر کے دنیا وآخرت سنوار سکتا ہے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ نے تعلیمات مبارکہ پر عمل کیا تو ہر رنج وغم فقر و مالداری ہر طرح کے حالات سے سرخرو ہوئے جس طرح صاف شفاف زمین پر کوئی موسم ورات دن سورج چاند اثر نہیں ڈال سکتے کوئی تغیر واقع نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۷: حدثنا محمد... لا تزال طائفة من امتي منصورين لا يضرهم من خذلهم حتى تقوم الساعة.

مفہوم: حضرت معاویہ بن قرہ ؓ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک ایسی جماعت ہوگی جس کی مدد اللہ تعالیٰ ہمیشہ کریں گے اور اس جماعت کو ذلیل سمجھنے والے قیامت تک اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

تشریح: لا تزال طائفته من امتي سے کیا مراد ہے؟

طائفہ سے مراد اہل علم۔ اہل حدیث، مجتہدین، فقہاء الغرض متبعین سنت ہوں گے خواہ اہل علم ہوں یا ائمہ حدیث یا فقہاء ایک جگہ پر یا مختلف جگہوں پر واقع ہوں لیکن متبعین سنت ہوں گے۔

تعارض حدیث؟

حدیث الباب میں طائفہ کا ذکر فرمایا کہ قیامت تک موجود رہے گا جبکہ دوسری حدیث میں فرمایا "لا تقوم الساعة الا على اشرار الخلق" یعنی شریروں اور برے اور فسادی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

اس کے دو جواب ہیں: (۱) جواب یہ ہے کہ نیک لوگ و جماعت تو قرب قیامت تک باقی رہے گی پھر ایک ہوا چلے گی جس

میں نیک لوگ مرجائیں گے تو باقی صرف گناہ گار و شریر لوگ رہ جائیں گے ان پر قیامت قائم ہوگی۔

(۲) دوسرا مطلب: یہ ہوسکتا ہے کہ نیک لوگ یا جماعت کو ان کی اپنی موت مراد لیں اپنی موت تک جماعت رہے گی اور موت ہی کا دوسرا نام قیامت ہے جیسا کہ حدیث میں ہے "من مات و قعت عليه القيامة" اس کا مطلب یہی ہے کہ جو شخص مرجاتا ہے اس پر قیامت واقع ہو جاتی ہے۔ تو یہ جماعت جو قیامت یعنی مرتے وقت تک کام کرتی رہے گی آگے حدیث نمبر ۱۰ آرہی ہے جس میں فرمایا "حتى ياتي امر الله" اس سے مراد موت و قیامت ہے۔

حدیث نمبر ۷: حدثنا ابو عبدالله... قال لاتزال طائفة من امتي قوامة على امر الله لايضرها من خالفها.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ احکام الہیہ پر قائم رہے گی جس کو مخالفین میں سے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

تشریح: یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث کی طرح ہے۔ پیچھے طائفہ منصورہ کا مصداق اہل علم۔ مجاہدین، فقہاء و مجتہدین الغرض جو صدق دل و اخلاص سے سید الکونین ﷺ کی پیروی کرے گا اور کام کرنے کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و ائمہ کرام کو نمونہ بنائے گا تو وہ ہمیشہ کام کرتا رہے گا دشمن لاکھ کوشش کریں گے کہ اس جماعت منصورہ کو جڑ سے اکھاڑ دیں تو اللہ تعالیٰ اس جماعت کی مدد و نصرت کرے گا۔ یہاں تک کہ موت تک سرخرو ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس جماعت میں شامل فرمائے لیکن شرط اتباع سنت ہے (آمین)

حدیث نمبر ۸: حدثنا ابو عبدالله... يقول لايزال الله يغرس في هذا الدين غرسا يستعملهم في طاعته.

مفہوم: حضرت ابو عتبہ الخولانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ سے میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس دین کیلئے ایک ایسا پودا لگاتا ہے جس کو وہ اپنی فرمانبرداری میں استعمال کرتا ہے۔

تشریح: اس حدیث کے دو مطلب ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ ہر دور ہر زمانہ میں دین کی حفاظت و سربلندی کیلئے لوگ پیدا فرمائیں گے یہ خدام دین اپنا تن من دھن دین و سنت حدیث و قرآن کی خدمت میں لگا دیں گے (۲) اللہ تعالیٰ اس دین کی بقاء و حفاظت کے لئے ہر صدی میں ایک مجدد پیدا فرمائیں گے جو احیاء دین و تجدید دین کا کام کریں گے، اور قرآن و حدیث و سنت کو از سر نو زندہ کریں گے پھر دوسری صدی میں نیا مجدد پھر تیسری صدی میں نیا مجدد... الخ۔ مثلاً پہلی صدی کے مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز دوسری صدی کے امام شافعی.... الخ

حدیث نمبر ۹: حدثنا يعقوب... و طائفة من امتي ظاهرون على الناس لايبالون من خذلهم ولا من نصرهم.

مفہوم: عمرو بن شعیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے وقت دو مرتبہ فرمایا کہ تمہارے علماء کہاں ہیں، سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک جماعت لوگوں پر غالب ہو جائے گی اور وہ ان لوگوں کی پرواہ نہیں کرے گی جو ان کو ذلیل سمجھتے ہیں اور جو ان کی مدد کرتے ہیں۔

تشریح: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جو بات کہہ رہا ہوں تمہارے علماء میری اس بات کی تصدیق کریں گے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک جماعت ہمیشہ باقی رہے گی جو کہ معروف و مشہور ہوگی چھپی ہوئی نہیں ہوگی، وہ سنت کی پیروکار ہوگی اور دین کی سربلندی قائم

رہے گی یہ جماعت سب پر غالب ہوگی۔ کوئی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتی کہ ان کی مدد و نصرت و تعاون کرنے والے بھی ان سے ناراض ہوں گے تو ان کی بھی پرواہ نہیں کرے گی یقین کامل اور اعتماد خداوندی و توکل علی اللہ کے بھروسے پر دین و سنت کو پھیلائے گی۔

حدیث نمبر ۱۰: حدثنا هشام... لا یزال طائفة من امتی علی الحق منصورین لا یضرهم من خالفهم حتی یاتی امر الله.

مفہوم: حضرت ثوبان ؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی مخالفین اور معاندین میں سے کوئی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آئے۔

تشریح: حدیث نمبر ۲ کے تحت گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱: حدثنا ابو سعید... هذا سبیل الله ثم تلا هذه الایة وان هذا صراطی مستقیما... عن سبیله.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے مجلس میں دو لکیریں دائیں طرف اور دو لکیریں اپنے بائیں جانب کھینچی پھر درمیان والے خط پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے پھر یہ آیت تلاوت کی "وان هذا صراطی مستقیما.... الخ"۔

تشریح: هذا سبیل الله سے کیا مراد ہے؟

سرکار دو عالم ﷺ نے سیدھی لائن کو سبیل اللہ فرمایا یعنی وہ طریقہ جو سنت کے عین مطابق ہو، وہ جو صحابہ کرام کے اعمال و افعال کے مطابق ہو وہ طریقہ سنت کا ہے۔ اس سے مراد سبیل اللہ ہے اس کا پیروکار کبھی گمراہ نہیں ہوگا۔ باقی راستے ادھر ادھر کے شیطان کے راستے ہیں۔ بدعت و رسومات کے راستے ہیں اور اختلاف کے راستے ہیں صرف درمیان کا سیدھا راستہ سبیل اللہ ہے وہ ہے سنت کا راستہ۔

اختلاف سے بچنے کا حکم ہے لیکن ائمہ کا اختلاف...؟

ایسا اختلاف جو نفسانی خواہش کے لئے ہو یا عقیدے میں اختلاف ہو اور یا اصول دین میں اختلاف ہو وہ ممنوع ہے لیکن ائمہ مجتہدین کا اختلاف نہ تو اصول دین پر ہے نہ خواہش نفسانی کے تحت ہے بلکہ وہ تو اجتہاد کی بناء پر ہے، فروعی مسائل میں اختلاف ہے جو صحابہ کرام ؓ و تابعین عظام و ائمہ کرام کے درمیان ہے۔ وہ تو محمود ہے نہ کہ مذموم اس کے لئے تو ارشاد فرمایا اختلاف امتی رحمة.

۲. باب تعظیم حدیث رسول اللّٰہ

حدیث نمبر ۱۲: حدثنا ابو بکر... وما وجدنا فیه حرام حرمناه الا وان ما حرم رسول الله مثل ما حرم الله.

مفہوم: حضرت مقدام بن معد یکرب ؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایک وقت آئے گا کہ آدمی اپنے تخت پر ٹیک لگایا ہوگا اس کے سامنے میری حدیث بیان کی جائے گی تو وہ کہے گا کہ جس چیز کو ہم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں حلال پایا اس کو حلال سمجھا اور حرام کو حرام سمجھا۔ پھر سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ سنو! جس چیز کو اللہ تعالیٰ حلال کرے وہ حلال ہے اور جس کو حرام کرے وہ حرام ہے۔

تشریح :منکرین حدیث کے رد پر واضح دلیل:

یہ حدیث حجیت حدیث کی واضح دلیل ہے اور ظاہر یہ اور خوارج اور ہمارے دور کے منکرین کے لئے رد اور پیغام ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی قرآن پاک کی طرح حجت ہے کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے "ھل اتا کم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا" یعنی جو چیز نبی کریم ﷺ عطا فرمائیں لے لو جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ۔ دوسری جگہ پر قرآن پاک میں ہے کہ "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی" یعنی سرکار دوعالم ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی سے فرماتے ہیں۔

یہ بات واضح ہوگئی کہ حدیث شریف سے منہ پھیرنا اور اس سے ثابت شدہ حکم سے انکار اور اس پر عمل نہ کرنا حقیقت میں قرآنی آیات سے انکار ہے۔ اس لئے اماموں کے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔

حدیث نمبر ۱۳: حدثنا نصر... الفین احد کم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر مما امرت بہ او نھیت عنہ... اتبعناہ.

مفہوم: حضرت ابورافع ﷺ نے اپنے والد سے روایت کیا کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اس حال میں نہ رہو کہ تخت پر ٹیک لگائے بیٹھے ہو پھر اس کے پاس ایک حدیث لائی جائی تو وہ کہے کہ جو کچھ قرآن میں موجود ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے۔

تشریح : حجیت حدیث کی دوسری دلیل:

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے امت مسلمہ کو خبردار فرمایا کہ جو بھی میرا فرمان ہو اس پر پورا پورا عمل کرو اس سے مقابلہ مت کرو۔ میرے ہر فرمان کے آگے گھٹنے ٹیک کر بغیر حیل وحجت کے تسلیم کرلو۔ یہ نہیں کہ صرف قرآن کو لو اور حدیث کو چھوڑ دو۔

حدیث نمبر ۱۴: حدثنا ابومروان... ان رسول اللہ قال من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے دین میں نئی بات ایجاد کرنے والا مردود ہے۔

تشریح : اس حدیث شریف میں سرکار دوعالم ﷺ نے بدعت اور ایسے امور جن کا شریعت نے حکم نہیں دیا یا وہ امور جو خلاف سنت ہیں ان کی قباحت و مذمت بیان فرمائی گئی ہے۔

احداث کا مطلب؟

قاضی عیاضؒ نے فرمایا کہ احداث سے مراد ایسی رائے یا قیاس جو قرآن پاک میں ہو نہ ہی سرکار دوعالم ﷺ کے فرمان میں ہو اور نہ ہی قرآن پاک وحدیث سے مستنبط کیا گیا ہو تو وہ مردود ہے۔ لیکن خیر کے کام اس زمرے میں نہیں آتے۔ مثلاً۔ مدارس بنانا یا مدارس کا نصاب درس نظامی یا اس قسم کے اور ادارے اور کام وغیرہ۔ اہل علم بخوبی جانتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵: حدثنا محمد... لاتمنعوا اماء اللہ ان یصلین فی المسجد... وتقول انا لنمنعھن.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے دو۔ اس پر کسی نے کہا کہ میں تو روکوں گا۔ اس پر حضرت ابن عمر ﷺ غصہ ہوئے اور فرمایا کہ تو حضور اکرم ﷺ کی حدیث کی مخالفت کیسے کرسکتا ہے۔

تشریح: حدیث کا مطلب؟

جب حدیث کا علم ہو تو پھر اپنی رائے کو رد کر دینا چاہئے۔حدیث کے سامنے ہتھیار ڈال دینے چاہئیں۔جیسے امام اعظم نے فرمایا اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔

تعارض احادیث؟

اس حدیث شریف میں عورتوں کا مسجد میں نماز کے لئے جانا جائز معلوم ہوتا ہے اور بھی احادیث ہیں مثلاً مسلم شریف میں ہے لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ صفحہ 181/1 لیکن اس کے مقابلے میں بخاری شریف میں حدیث ہے لو ادرک رسول اللہ ﷺ ما احدث النساء لمنعھن المسجد کما منعت نساء بنی اسرائیل صفحہ ۱۲۰/۱ یعنی آجکل عورتوں کا حال ہے تو اس صورت میں اگر سید الکونین ﷺ دیکھتے تو انہیں مسجد سے روک دیتے۔ان حدیثوں کا تعارض ظاہراً معلوم ہو رہا ہے۔

جواب:...... جن احادیث سے عورتوں کا مسجد جانے کا جواز معلوم ہوتا ہے وہ خیر کے زمانہ پر محمول ہیں اور جس سے ناجائز معلوم ہوتا ہے تو وہ فتنے فساد کے دور پر محمول ہے جیسے آج کل عورتیں اگر مساجد آنا شروع ہو جائیں تو اکثر نوجوان فتنے میں پڑ جائیں نتیجہ فساد ہی ہوگا۔

اشکال؟ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے سے موت تک کلام نہ کرنا آیا ہے کیا قطع تعلق جائز ہے؟

جواب:...... قطع تعلق دو حال سے خالی نہیں یا تو نفسانی خواہش اور دنیاوی مقصد کے لئے ہوگا یا دینی و اسلامی مقصد کے لئے۔ اول مذموم ہے، ثانی محمود ہے۔اور یہ ثانی والے قطع تعلق کرنے والے "اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ" کا مصداق ہوں گے باقی رہی وہ حدیث کہ "لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ...... الخ" تو دنیاوی غرض و خواہش نفسانی و دشمنی پر محمول کریں گے۔دینی نہیں کیونکہ دینی امور میں نبی کریم ﷺ نے سیدنا کعب بن مالک اور ان کے دوسرے ساتھیوں سے تین تین پچاس دن قطع تعلق کیا بلکہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی حکم دیا ان سے قطع تعلق کا۔

حدیث نمبر ۱۶: حدثنا محمد... قال یا زبیر اسق ثم احبس الماء حتی یرجع الی الجدر... ویسلموا تسلیما.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان کا ایک انصاری کے ساتھ سنگ ستانی نالیوں کے بارے میں جھگڑا ہوا انصاری نے چھوڑنے کا کہا تا کہ بہہ جائے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نہیں مانا۔معاملہ سرکار دو عالم ﷺ کے پاس پہنچا تو فرمایا کہ اے زبیر! سیرابی کے بعد پانی اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دو۔انصاری غصہ ہو کر بولے کہ اے اللہ کے رسول! زبیر آپ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اسلئے آپ یہ فیصلہ کر رہے ہیں۔اس پر سید الرسل ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور فرمایا زبیر سیرابی کے بعد پانی کو روک لو یہاں تک مینڈھوں تک پہنچ جائے۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی "فلا و ربک لا یؤمنون"۔

تشریح: (۱) کیا غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا منع نہیں؟

واقعی حاکم یا قاضی کے لئے غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا ممنوع ہے بوجہ غلطی کا ہونا۔لیکن سرکار دو عالم ﷺ غلطی سے محفوظ ہیں۔اور ہر فیصلہ ہر بات وحی کے مطابق فرماتے ہیں اس لیے اس سے لغزش سے مبرا ہیں۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے پہلے ایثار کا حکم پھر......؟

کیونکہ اس انصاری صحابی کا حق ہی نہیں تھا حق تو صرف حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا تھا لیکن سرکار دو عالم ﷺ امت پر ماں باپ سے

زیادہ شفیق تھے اس لئے پہلے ایثار کا حکم دیا لیکن جب انصاری صحابی نے اعتراض کیا تو پھر حق دار اس کا حق شریعت کے مطابق دے دیا۔ اور اس صحابی کو اس گستاخی پر سزا بھی نہیں دی کسی مصلحت کی وجہ سے لیکن اگر آج کل کوئی حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو قابل سزا و قابل تعزیر ہوگا۔

(۳) یہ انصاری صحابی یا منافق یا یہودی تھا؟

یہ انصاری صحابی تھے اور پکے اور سچے مسلمان تھے منافق و یہودی نہیں تھے۔ لیکن کیوں کہ انسان خطا کا پتلا ہے غلطی ہو جاتی ہے اس گستاخی کو بشری غلطی پر محمول کریں گے۔

حدیث نمبر ۱۷: حدثنا احمد... ان رسول اللہ ﷺ نهى عنها ثم تخذف لا اكلمك ابدا.

مفہوم: سعید بن جبیر رحمۃ اللہ نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے بغل میں ان کا بھتیجا بیٹھا ہوا تھا، اس نے کنکر پھینکا تو انہوں نے روکا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اس سے منع فرمایا، اسلئے کہ اس سے نہ تو شکار ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس سے دشمن کو تکلیف پہنچ سکتی ہے، ہاں دانت توڑنے اور آنکھ پھوڑنے والا کام کر سکتا ہے۔ پھر دوبارہ اس نے کنکری پھینکی تو اس پر ابن مغفل نے ان سے بات کرنا ترک کر دی کہ اس نے حدیث کی مخالفت کی ہے۔

تشریح: کنکری پھینکنے سے منع کیوں فرمایا؟

کنکری پھینکنا ایک عبث و فضول کام ہے شریعت نے فضول کام کرنے سے منع فرمایا۔ پھر اس سے واضح ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چھوٹے چھوٹے آداب بھی سکھائے اور ہر معاملے میں آداب کی تعلیم دی۔

رہا کنکری پھینکنا تو کیوں کہ اس سے نہ تو دشمن کا نقصان ہو سکتا ہے اور نہ شکار ہو سکتا ہے البتہ راہ چلتے راہی کی آنکھ میں لگ جائے تو آنکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اور دانت پر لگ جائے تو نقصان ہو سکتا ہے۔ اور کسی بھی انسان کو ادنیٰ سی تکلیف پہنچانا شریعت میں گوارا نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے نہ بولنے کی قسم کیوں کھائی حالانکہ قطع تعلق منع ہے؟

جواب حدیث نمبر ۱۵ میں دیکھیں۔

حدیث نمبر ۱۸: حدثنا احمد... لا تبتاعوا الذهب بالذهب الا مثلا بمثل... لا ارى الربا فى هذا... هو الامر.

مفہوم: ابو قبیصہ سے روایت ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کیلئے روم گئے۔ وہاں کے لوگ سونے کے ٹکڑوں کے بدلے دینار اور چاندی کے بدلے درہم خریدتے تھے۔ اس پر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ سود کھاتے ہو، کیونکہ سرور کونین ﷺ نے سونے کو سونے کے بدلے برابر خریدا کرو کہ اس میں کمی اور زیادتی نہ ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں ربا کیسے؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ حدیث کے مقابلے میں رائے دے رہے ہیں، پھر فرمایا کہ یہاں سے واپسی کے بعد میں آپ کے ساتھ نہیں رہوں گا۔ چنانچہ وہ مدینہ منورہ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو چھوڑ کر یہاں آنے کی وجہ پوچھی تو سارا قصہ بتایا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واپس جاؤ کیونکہ وہاں آپ کی غیر موجودگی برائی کا سبب ہے۔ پھر حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھا کہ آپ کا حکم عبادہ رضی اللہ عنہ پر نہیں چل سکتا۔ اور اپنے مسلکے سے رجوع کروا لیجئے کے اصل مسئلہ عبادہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

تشریح: اہل روم خرید وفروخت کیسے کرتے تھے؟

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روم کی طرف جہاد کیلئے تشریف لے گئے تو دیکھا روم کے لوگ سونے اور چاندی کو دینار و درہم کے عوض سود بازی اور خرید وفروخت کرتے ہیں۔ اس لشکر میں سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے تو حضرت عبادہ نے فرمایا یہ خرید وفروخت حرام ہے۔ کیونکہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا سونے کو سونے کے بدلے میں نقد یا ادھار مت بیچو۔ تو اس پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال وفہم کے مطابق اس میں ربا نہیں اور حرام بھی نہیں ہے۔ اس پر سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں حدیث سنا رہا ہوں تم اپنا قیاس سنا رہے ہو حالانکہ تمہیں حدیث سننے کے بعد تسلیم کر لینا چاہیے

کیا اشیاء ستہ معلول بعلت ہیں یا انہیں پر منحصر ہے سود؟

حدیث میں مذکورہ چھ چیزوں پر منحصر نہیں بلکہ یہ علت جس چیز میں پائی جائے گی اس پر بھی سود وحرام کا اطلاق ہوگا۔ البتہ ظاہریہ اور آجکل اہل حدیث (مشہور) اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ صرف اشیاء ستہ پر اطلاق ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۹: حدثنا ابو بکر... اذا حدثتکم عن رسول اللہ ﷺ فظنوا برسول اللہ الذی ھو اھناہ واھداہ واتقاہ۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کی کوئی حدیث جب میں تم لوگوں سے بیان کروں تو سید الرسل ﷺ کے تقویٰ اور شان کے موافق جو باتیں ہوں وہی معنی سمجھ لینا۔

تشریح: حدیث کا مقصد کیا ہے؟

بعض احادیث مختلف معانی کا احتمال رکھتی ہیں مثلاً حدیث عام ومشترک یا مجمل ومفسر... کا احتمال رکھتی ہیں تو ایسے معانی لئے جائیں جو شریعت کے مزاج کے مطابق ہوں پورے ذخیرہ احادیث کو سامنے رکھ کر معانی متعین کئے جائیں۔ مثلاً حدیث شریف میں ہے "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" تو اس بعض حضرات سے غلطی ہوئی اس سے ایسے معانی مراد لے لئے جو شریعت کے مزاج کے موافق نہیں ہیں۔ دوسری مثال حدیث میں ہے "من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ" تو اس حدیث کے عموم سے مرجئہ نے نیکی کے فائدے اور گناہ کے نقصان سے انکار کر دیا کہ اس سے کچھ فائدہ یا نقصان نہیں ہوتا بس کلمہ پڑھنے والا داخل جنت ہوگا۔

حدیث نمبر ۲۰: حدثنا محمد... اذا حدثتکم عن رسول اللہ ﷺ حدیثا فظنوا بہ الذی ھو اھناہ واھداہ واتقاہ۔

مفہوم: وہی گزشتہ حدیث ہے لیکن اس کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

تشریح: پچھلی حدیث کی طرح مضمون ہے یعنی احادیث جو ذومعنی ہوں تو ان کے معانی سرکار دوعالم ﷺ کی شان کے مطابق سمجھو۔

حدیث نمبر ۲۱: حدثنا علی... قال لا اعرفن ما یحدث احدکم عنی الحدیث وھو متکئ علی اریکتہ... فانا قلتہ۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کہ کوئی تم کو حدیث بیان کر رہا ہو اور تم اپنے تخت پر بیٹھے کہہ رہے ہو کہ قرآن پڑھو۔ جو بات سنو تو اس کو میرا کلام ہی سمجھ لینا۔

تشریح: منکرین حدیث کا رد:

یہ حدیث بھی حجیت حدیث کی بہترین دلیل ہے۔ اور منکرین کا رد ہے۔

ماقيل من قول حسن فانا قلته سے کیا مراد ہے؟

اس کے دو مطلب لئے ہیں محدثین یا تو اس کو سرکار دو عالم ﷺ کی طرف منسوب کریں یا متکلم کی طرف۔

(۱) اگر نبی کریم ﷺ کی طرف اس قول کی نسبت کریں تو مراد یہ ہوگا کہ جو حدیث صحیح سند کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو تو پھر اس میں شک وشبہ نہ کیا جائے کہ یہ قرآن پاک سے متصادم ہو سکتی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ حدیث قرآن پاک کا آپس میں تعارض ہو۔

اشکال: ...... بعض احادیث کا قرآن پاک کے ساتھ تعارض معلوم ہوتا ہے؟

جواب: ...... یہ ہماری کم علمی کم فہمی ہوتی ہے اور ہمارے ذہنوں کا فساد ہوتا ہے ورنہ حدیث کا کلام پاک سے تعارض ہونا ممکن ہے۔

(۲) اگر اس قول کو متکلم کی طرف منسوب کریں تو یہ ٹیک لگا کر غرور گھمنڈ میں کہے گا کہ اس حدیث کو قرآن پاک سے ملاتے ہیں اگر قرآن سے تقابل کے بعد واضح حدیث اور صحیح نکلی تو اسے تسلیم کر لیں گے بصورت دیگر اسے نہیں مانیں گے۔

حدیث نمبر ۲۲: حدثنا محمد... عن ابی سلمة عن ابی هريرة.

تشریح: حدیث کے مقابلہ میں مثال مت بیان کرو:

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے حضرت ابن عباس ؓ سے فرمایا جس چیز کو آگ چھولے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے سمجھا کہ وضو کا ٹوٹنا گرمائش ہے تو اس سے گرم پانی سے وضو بھی ٹوٹ جانا چاہیے لہٰذا اس سے لازم آتا ہے کہ گرم پانی سے وضو کے بعد وضو دوبارہ کرنا چاہئے تو اس پر سیدنا ابی ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ میں مثال ونظائر پیش کرنا خلاف ادب ہے، حدیث کے احترام کے خلاف ہے۔

حدیث نمبر ۲۳: ح و حدثنا هناد... يا ابن اخى اذا حدثتك عن رسول الله ﷺ فلا تضرب له الامثال.

حدیث نمبر ۲۴: حدثنا ابو الحسن... عن عمرو بن مرة مثل حديث علي.

مفہوم: حضرت ابو سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ ایک صاحب سے کہہ رہے تھے کہ میری حدیث کے مقابلے میں مثال پیش مت کرو۔

۳۔ باب التوقى فى الحديث عن رسول الله

حدیث نمبر ۲۵: حدثنا ابوبكر... ما اخطاني ابن مسعود عشية خميس الا اتيته فيه... سمعته يقول بشيء... بذلك.

مفہوم: عمرو بن میمون ؒ نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کو کبھی "قال رسول الله" کہتے نہیں سنا ایک دفعہ انہوں نے غلطی سے کہا تو انہوں نے سر جھکا لیا، پریشانی کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس سے کم یا اس سے زائد یا اس کے قریب یا اس کے مشابہ۔

تشریح: صحابہ کرامؓ کی احتیاط:

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بڑے درجے کے صحابی ہیں، فقہاء صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن حدیث بیان کرتے میں حد درجہ احتیاط فرماتے تھے مبادا کہ کہیں تھوڑی کی بیشی نہ ہو جائے۔ اس لئے صرف ایک دفعہ زبان سے قال رسول اللہ ﷺ نکل گیا تو فوری طور پر فرمایا اس سے کم یا اس سے زائد یا اس کے قریب۔ یہ احتیاط بھی ایک حدیث ہی کا مصداق تھی وہ حدیث ہے "من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار."

اشکال: بعض صحابہ کرامؓ سے ہزاروں تک احادیث ثابت ہیں کیا احتیاط کے برخلاف ہے؟

جواب: (۱) جن صحابہ کرامؓ سے روایات زیادہ مروی ہیں وہ حضرات کتمان علم سے بچنے کے لئے سوال کے جواب میں حدیث سنا دیتے تھے۔

(۲) فلیبلغ الشاهد الغائب جیسی احادیث پر عمل کرتے تھے۔

(۳) احادیث وعلم کے فضائل کو مدنظر رکھ کر آگے اشاعت کرتے تھے۔

(۴) ایسے صحابہ کرامؓ کو اپنے اوپر اعتماد تھا جس کی وجہ سے انہوں احادیث کو حفظ کیا اور آگے پہنچایا۔

(۵) ایسے صحابہ کرامؓ کی عمر لمبی تھی تو جب بھی کوئی مجلس ہوتی تو ذکر چلتا ان پاکیزہ مجالس کا تو صحابہ کرامؓ تابعین عظام کو احادیث سناتے تو یہ سلسلہ چلتا رہا عمر کے آخری لمحات تک اس لئے روایات کی تعداد بھی زیادہ ہوگئی مثلاً حضرت انسؓ کی روایات۔

سوال: روایت بالمعنی کا کیا حکم؟

صحابہ کرامؓ حدیث بیان کرنے کے ساتھ "او کما قال دون ذلك" وغیرہ کے الفاظ ادا کرتے تھے اس سے واضح ہوا کہ روایت بالمعنی جائز ہے یہی ائمہ اربعہ و جمہور فقہا کا مذہب ہے۔

حدیث نمبر ۲۶: حدثنا ابو بکر... اذا حدث عن رسول اللہ ﷺ حدیثا ففرغ منه قال او كما قال رسول اللہ ﷺ.

مفہوم: محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت انسؓ سرور کونین ﷺ کی حدیث بیان کرتے ہوئے گھبراتے تھے۔ اور آخر میں "او کما قال رسول اللہ ﷺ" کہتے تھے۔

تشریح: حضرت انسؓ او کما قال کیوں فرماتے تھے؟

حضرت انسؓ حدیث بیان کرنے میں کمال احتیاط سے کام لیتے تھے تاکہ ادنیٰ سا شائبہ بھی نہ رہے کذب کا اور وعید سے بچ جائیں۔

حدیث نمبر ۲۷: حدثنا ابو بکر... عن شعبة.

حدیث نمبر ۲۸: ح وحدثنا محمد... قال كبرنا ونسينا والحديث عن رسول اللہ ﷺ شديد.

مفہوم: عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت زید بن ارقمؓ سے سید الرسل ﷺ کی حدیث بیان کرنے کیلئے کہا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم بوڑھے ہو کر بھول گئے اور حضور اکرم ﷺ کی حدیث بیان کرنے کا معاملہ بہت سخت ہے۔

تشریح: مقصدِ حدیث:

حضرت زید بن ارقم ؓ کا عذر پیش کرنا بھی بر بنا ِ احتیاط تھا۔

حدیث نمبر ۲۹: حدثنا محمد... یقول جالست ابن عمر سنة فما سمعته یحدث عن رسول اللہ ﷺ شیئا.

مفہوم: عبداللہ بن ابی سفرؒ سے روایت ہے کہ امام شعبیؒ نے کہا کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی مجلس میں ایک سال تک حاضر ہوتا رہا لیکن کبھی بھی ان سے سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث نہیں سنی۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ احتیاط کی وجہ سے حدیث ہی بیان نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۰: حدثنا العباس... والحدیث یحفظ عن رسول اللہ ﷺ فاما اذا رکبتم الصعب والذلول فهیهات.

مفہوم: عبداللہ اپنے والد طاؤسؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ ہم حدیث کو یاد کرتے تھے سید الرسل ﷺ سے یاد کی جاتی تھی لیکن جب تم ہر اچھی اور بری پر سوار ہونے لگے تو دور ہو گئے۔

تشریح: جب سے تم ہر قسم کی سواری پر سوار ہونے لگے کا کیا مطلب؟

حضرت ابن عباس ؓ فرمانا چاہتے ہیں لوگوں نے رطب ویابس صحیح وضعیف ومن گھڑت وموضوع روایات کی پہچان کے بغیر حدیث بیان کرنا شروع کر دیا تو احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ان کی تکذیب اور نہ ہی تصدیق کیجائے بلکہ ان سے دور ہی رہا جائے بہتر ہے۔

حدیث نمبر ۳۱: حدثنا احمد... وقالوا اصحاب محمد فاقلوا الروایة عن رسول اللہ ﷺ ثم انا شریککم.

مفہوم: حضرت قرظہ بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم کو حضرت عمر بن خطاب ؓ نے کوفہ روانہ کیا اور مقام صرار تک بطور مشایعت ہمارے ساتھ آئے اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیوں آیا؟ حضرت ابن کعب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حضور اکرم ﷺ کی صحبت اور انصار کے حق کی وجہ سے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا یہ وجہ بھی ہے اور ایک خاص حدیث کی وجہ سے تمہارے ساتھ آیا ہوں جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں، اور امید کرتا ہوں کہ میرے اس ساتھ چل کر آنے کی وجہ سے یاد رکھو گے، سنو! عنقریب تم ایک ایسی قوم کے پاس پہونچنے والے ہو جن کے دلوں میں قرآن کریم کے حصول کیلئے کھولتی ہانڈی کی طرح جوش ہوگا جب وہ تمہیں دیکھیں گے تو وہ تمہارے سامنے اپنی گردنوں کو بڑھائیں گے اور حدیث سنانے کی درخواست کریں گے تو اس وقت سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث کم سے کم بیان کرنا، پھر قلت روایت کے سلسلے میں میں تمہارا شریک ہوں۔

تشریح: اشکال: حضرت فاروق اعظم ؓ کا فرمان کتمان علم میں نہیں آتا؟

جواب: سیدنا فاروق اعظم ؓ نے روانہ ہی تبلیغ کے لئے اور علوم اسلامی سکھانے کے لئے کیا تھا تو کتمان علم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں صرف احتیاطی پہلو کو اجاگر کرنا مقصود تھا نہ کہ کتمان علم یہ بات یاد رہے کہ کسی دینی مصلحت کی وجہ سے کتمان علم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس حدیث میں سیدنا فاروق اعظم ؓ نے کلی طور پر حدیث بیان کرنے سے نہیں روکا بلکہ قلت روایت اور احتیاط کی جانب توجہ مبذول کروائی۔

کتمان علم اس وقت ہوتا ہے جب سائل انتہائی ضروری دینی مسائل کے بارے میں پوچھ رہا ہو جس کے بغیر کوئی چارہ کار

ہی نہ ہو۔ لیکن اگر ضروری مسائل نہیں بلکہ مثلاً اختلافی مسائل ہیں فروعی مسائل ہیں۔ تو نہ بتانے اور کتمان میں حرج نہیں۔

فَأَقِلُّوا الرِّوَايَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اَنَا شَرِيْكُكُمْ:

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے قلت روایت کا حکم اس لئے دیا کہ وہ قوم قرآن پاک سیکھنے میں مصروف تھی کثرت روایات انہیں قرآن پاک کی تعلیم سے ہٹا دیتی اور روایات کثرت سے کہیں ان کے دلوں میں حدیث کی قدر و قیمت جاتی نہ رہے اور وہ حدیث کے معانی غلط نہ سمجھ بیٹھیں کیوں کہ وہ نئے لوگ ہیں مزاج شریعت سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے روایات کم سناؤ اور اس میں میرے شریک ہو جاؤ قلت روایات میں احتیاط کا پہلو غالب ہے لہٰذا اس اجر و نیکی میں شامل ہو میرے ساتھ۔

حدیث نمبر ۳۲: حدثنا محمد... فما سمعته يحدث عن النبي ﷺ بحديث واحد.

مفہوم: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ سے مکہ تک سفر کیا لیکن ان کو کوئی حدیث سناتے نہیں دیکھا۔

تشریح: مقصد حدیث:

مطلب یہ ہے کہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ انتہائی ضرورت کے وقت حدیث بیان کرتے تھے۔ ہر وقت نہیں۔

٤. باب التغليظ في تعمد الكذب على رسول الله ﷺ

حدیث نمبر ۳۳: حدثنا ابوبكر... قال رسول الله ﷺ من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن اپنے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ باندھنے والا اپنا ٹھکانہ جہنم میں رکھے۔

تشریح: حدیث وضع کرنے والے کا حکم اور اس کی توبہ:

یہ بات تو طے شدہ ہے کہ کذب علی النبی جان بوجھ کر حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔ لیکن یاد رہے کہ واضع حدیث کافر نہیں بشرطیکہ حدیث وضع کرنے کو حلال و جائز نہ سمجھتا ہو۔ اگر وضع حدیث درست اور جائز سمجھتا ہو تو پھر کفر کا حکم لگے گا۔ جمہور حضرات نے فرمایا کہ اس کی توبہ بھی قبول ہو جائے گی۔ کیوں کہ سب سے بڑا گناہ شرک ہے وہ قابل معافی ہے تو یہ بدرجہ اولیٰ ہے۔

واضع حدیث کی روایت بعد التوبہ؟

جمہور کا مذہب یہ ہے کہ توبہ کے بعد اس کی روایت قبول کی جائے گی۔ بشرطیکہ صحیح احادیث ہو۔ موضوع احادیث قبول نہیں ہوں گی۔

واضع حدیث کا ٹھکانہ؟

کیونکہ کذب علی النبی ﷺ گناہ کبیرہ ہے اس کا بدلہ تو یقینی جہنم ہونا چاہئے۔ لیکن وہ کریم و رحیم ذات معاف کردے تو کون مداخلت کر سکتا ہے۔ البتہ یہ حدیث تشدید و تغلیظ پر محمول کریں گے۔

ترغیب وترہیب اور فضائل کے لئے حدیث وضع کرنا؟

ترغیب وترہیب ہو یا فضائل کا باب ہو یا عمل کا شوق وآخرت کا خوف دلانا ہو مطلقاً حرام ہے۔ قطعاً جائز نہیں۔ یہ جمہور کا مذہب ہے۔ بعض لوگوں نے مثلاً کرامیہ وغیرہ نے جائز کہا ہے جو کہ اجماع امت کے خلاف ہے۔ باقی کذب علی النبی عمداً حرام ہے لیکن غلطی وبھول چوک سے ہو تو اس پر مواخذہ نہیں۔

حدیث نمبر ۳۴: حدثنا عبداللہ... قال رسول اللہ ﷺ لا تکذبوا علی فان الکذب علی یولج النار۔

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا کہ میرے اوپر جھوٹ مت باندھو کیونکہ یہ جہنم میں داخل کرنے والی ہے۔

تشریح: حدیث نمبر ۳۳ میں دیکھیں۔

حدیث نمبر ۳۵: حدثنا محمد... قال رسول اللہ ﷺ من کذب علی حسبتہ قال متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتا ہے۔

تشریح: حدیث نمبر ۳۳ میں گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۳۶: حدثنا ابو خیثمۃ... من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

مفہوم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بارے میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والا اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

حدیث نمبر ۳۷: حدثنا ابو بکر... من تقول علی مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سردار انبیاء ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے بارے میں ایسا جھوٹ بولے جس کو میں نے نہیں کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

حدیث نمبر ۳۸: حدثنا ابو بکر... ومن تقول علی مالم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

مفہوم: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے زیادہ حدیث بیان کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ میرے بارے میں جو کہو تو سچ اور حق کہو۔ اور جو میرے میں جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

حدیث نمبر ۳۹: حدثنا ابو بکر... یقول من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

مفہوم: حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے زبیر سے دریافت کیا کہ آپ کس وجہ سے سید الرسل ﷺ کی حدیث بیان نہیں کرتے جس طرح فلاں فلاں بیان کرتے ہیں؟ ایک حدیث بیان کی جس میں سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص میرے اوپر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

تشریح: مقصد حدیث؟

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرمانا چاہتے ہیں کہ میں تو جب سے اسلام لایا اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہمیشہ رہا الگ نہیں ہوا لیکن حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ احتیاط ہے تاکہ وعید سے بچوں۔

حدیث نمبر ۴۰: حدثنا سوید... من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

۵. باب من حدث عن رسول اللّٰہ وھو یری انه کذب

حدیث نمبر ۴۱: حدثنا ابو بکر... قال من حدث عنی حدیثا وھو یری انه کذب فھو احد الکاذبین.

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جانتے ہوئے بھی میرے بارے میں جھوٹ بات بیان کرنے والا دو جھوٹوں کا ارتکاب کرتا ہے۔

تشریح: وھو یری انه کذب؟

مطلب یہ ہے کہ جو شخص سمجھتا ہے کہ روایت جھوٹی ہے یا جھوٹی روایت کا احتمال وگمان ہے پھر بھی اس حدیث کو سرکار دو عالم ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے تو گناہگار ہے۔ لیکن اگر روایت کرنے والے کو معلوم نہیں لیکن حدیث جھوٹی وموضوع بھی ہو تو گناہ نہیں۔

دو جھوٹوں میں سے ایک ہے؟

(۱) مطلب یہ ہے کہ ایک شخص وہ جس نے حدیث وضع کی دوسرا جو اس کو روایت کرے اور آگے پھیلائے دونوں مجرم ہیں دونوں جھوٹے ہیں (۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی دونوں مدعیان نبوت دونوں وحی کے دعویدار دونوں جھوٹے ہیں۔

حدیث نمبر ۴۲: حدثنا ابو بکر... من حدث عنی حدیثا وھو یری انه کذب فھو احد الکاذبین.

تشریح: پچھلی حدیث میں دیکھیں۔

حدیث نمبر ۴۳: حدثنا عثمان... من روی عنی حدیثا وھو یری انه کذب فھو احد الکاذبین.

حدیث نمبر ۴۴: حدثنا محمد... مثل حدیث سمرة بن جندب.

حدیث نمبر ۴۵: حدثنا ابو بکر... من حدث عنی بحدیث وھو یری انه کذب فھو احد الکاذبین.

٦. باب اتباع سنة الخلفاء الراشدين المهديين

حدیث نمبر ۴۲: حدثنا عبداللہ... فعليكم بما عرفتم من سنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا... ضلالة.

مفہوم: حضرت یحییٰ بن ابو مطاع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن سرورِ کونین ﷺ نے پر اثر اور دلوں کو گھبرا دینے والی نصیحت فرمائی تو کہا گیا کہ یہ تو الوداعی کلمات ہیں، لہٰذا آپ ہم سے کوئی عہد لے لیں۔ تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور امیر کی اطاعت کرتے ہوئے اس کی بات کو سنو خواہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ میرے بعد لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا تو تم میری اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت کو لازم پکڑو۔ اور دین میں بدعت سے پرہیز کرو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

تشریح: خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کسے کہتے ہیں؟

سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا "الخلافة بعدي ثلثون سنة" اس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ان خلفاءِ خمسہ کا دور ہی تیس سال بنتا ہے یہ پانچوں حضرات خلفائے راشدین کہلاتے ہیں (۲) وہ حضرات جو عامل سنت ہوں اور سیرۃ طیبہ پر مکمل عمل کرتے ہوں اور اسے ہی نمونہ بنایا ہو اور ان کی خلافت علی منہاج النبوۃ ہو تو ان کو خلفائے راشدین کہا جائے گا اس میں خلفاءِ خمسہ کے علاوہ ائمہ مجتہدین اور سیدنا عمر بن العزیز بھی شامل ہوں گے۔

سوال: ...... سنت کا دائرہ خلفاءِ راشدین تک کیوں وسیع فرمایا؟

جواب: ...... نبی کریم ﷺ کو معلوم ہو گیا تھا کہ کچھ سنتیں میرے بعد ہی شائع ہوں گی جیسا کہ حضرات خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں ہوا۔

سنت کو دانتوں سے پکڑے رکھو کیا مطلب؟

مقصد یہ ہے کہ ہر قسم کے حالات میں سنت کی پیروی کرو تا کہ گمراہی سے بچ سکو کیونکہ دنیا و آخرت کی کامیابی اتباعِ سنت میں ہے۔

بدعت کیا ہے؟ اس سے بچنا کیوں ضروری ہے؟

بدعت دین میں نئے طریقے اور نئے رسوم ایجاد کرنا یعنی ایسی رسم ایسا دستور جس کا ثبوت قرآن پاک، حدیث، آثارِ صحابہ اور اجماعِ امت میں نہ ہو یہ گمراہی دینی کام سمجھ کر کی جاتی ہو لیکن اس کا ثبوت کہیں نہ ہو۔

بدعت کی اقسام؟

بدعت کی پانچ قسمیں ہیں (۱) **بدعت واجب:** جیسے صرف و نحو، فقہ، اصول فقہ وغیرہ کی تدوین جو قرآن و سنت کے سمجھنے کیلئے ضروری ہیں (۲) **بدعت مندوبہ:** درس نظامی مدارس بنانا وغیرہ (۳) **بدعت مباحہ:** بنگلے، ہوٹل وغیرہ بنانا جو تعیش ولذت کے لئے ہوں (۴) **بدعت محرمہ:** باطل فرقوں کے عقائد و نظریات (۵) **بدعت مکروہہ:** مساجد وغیرہ کو مزین کرنا۔

تشریح: بدعت کی قباحت اور پھیلنے کی وجہ؟

بدعت حسنہ وسیئہ حدیث شریف میں ہے "من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد" مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے جب کوئی قوم بدعت پر عمل کرتی ہے تو وہ ایک سنت سے محروم ہو جاتی ہے (صفحہ ۳۱) بدعت جہالت کی وجہ سے پھیلتی ہے۔ بدعت

چھیلنے والا ریا کار ہوتا ہے اور مدا ہن بھی ہوتا ہے مبتدع نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑا رہتا ہے جس سے اتباع سنت سے محروم کر دیا جاتا ہے کیونکہ مبتدع کفار و باطل فرقوں کی پیروی میں دین سے دور ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۷: حدثنا اسماعیل... فعلیکم بما عرفتم من سنتی و سنة الخلفاء الراشدین... حیث ماقید انقاد.

مفہوم: گزشتہ حدیث میں یہ اضافہ ہے سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم کو ایسے ماحول میں چھوڑا ہے جس کی رات دن کی طرح روشن ہے اس سے " ھالک " (ہلاک ہونے والا شخص) ہی بھٹک سکے گا۔ اور حدیث کے آخر میں ہے کہ مومن بندہ اونٹ کے نکیل کی طرح ہے جس طرف لے چلو چل پڑتا ہے۔

تشریح: روشن ماحول جس کے رات و دن روشن ہیں اور آنیوالے اختلافات سے کیا مراد؟

یعنی شریعت محمدی ﷺ واضح صاف اور شفاف ہیں بد قسمت ہوگا وہ شخص جو ایسے کامل دین سے محروم رہے گا جس میں تاریکی ہے ہی نہیں روشنی ہی روشنی ہے تو رہی نور ہے اب سرکار دو عالم ﷺ کی رحلت کے بعد بھی قیامت تک دین کامل اور روشن رہے گا جس میں ہر چیز کی وضاحت کر دی گئی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کو اختلاف اور آنے والے فسادات سب کچھ بتا دیا گیا تھا اس لئے مشاجرات صحابہ کی طرف اشارہ بھی فرما دیا۔

اونٹ سے کیوں تشبیہ دی؟

کیونکہ اونٹ گرمی و سردی سڑک و صحرا او نچائی و گہرائی سب جگہ تابعداری سے چلتا ہے ایک بچہ بھی نکیل پکڑ لے تو اونٹ چلتا رہتا ہے۔ اسی طرح مومن کو بھی چاہیے ہر لمحہ ہر آزمائش میں تابعدار رہے۔

حدیث نمبر ۴۸: حدثنا یحیی... ثم اقبل علینا بوجهه فوعظنا موعظة بلیغة فذکر نحوه.

۷. باب اجتناب البدع والجدل

حدیث نمبر ۴۹: حدثنا سوید... و کل بدعة ضلالة... و من ترک دینا او ضیاعا فعلی والی.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب خطبہ دیتے تھے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ اتنا سخت ہو جاتا گویا کہ آپ ﷺ کسی لشکر کو ڈرا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ دشمن کی فوج صبح آ پہنچی اور شام آ پہنچی اور فرماتے ہیں کہ مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا اور اپنی دونوں انگلیوں سبابہ اور وسطی کو ملائے ہوئے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ امابعد، بہترین امور اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے اور بدترین امور دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرنا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور فرمایا کہ جس نے مال چھوڑا تو وہ اس کے اہل کیلئے اور جس نے قرض اور اولاد صغار چھوڑی تو قرض اور بچوں کی کفالت میرے ذمہ ہے۔

تشریح: خطبہ کے وقت آنکھیں سُرخ کیوں ہوتیں؟

تقریر و بیان کے وقت خوف و خشیت غالب ہوتا تھا جس کا اثر تمام جسم کے ساتھ آنکھوں پر بھی ہوتا تھا اور صحابہ کرام ﷺ کو تنبیہ کرنا مقصود ہوتا تھا تاکہ سستی وغیرہ پیدا نہ ہو اور عمل میں جوش و خروش پیدا ہو جائے پھر دنیا و آخرت میں کامیاب ہوں۔

قرضہ اور اولاد میرے ذمہ ہے؟

(۱) سرکار دوعالم ﷺ ماں باپ سے زیادہ امت پر شفقت فرماتے تھے اس لئے فرمایا قرض کی ادائیگی اور بچوں کی تربیت میرے ذمہ ہے۔ یہ آپ کی خصوصیت تھی کہ قرض اپنے ذمہ لے لیا (۲) بعض حضرات کے نزدیک یہ خصوصیت نہیں تھی بلکہ جو بھی حاکم وامیر ہوگا قرض اس کے ذمہ ہوگا ادا کرنا۔

حدیث نمبر ۵۰: حدثنا محمد... وکل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة.. یکتب عند الله کذابا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نقل کرتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ ہدایت کے راستے دو ہیں کلام اور سیرت، پس بہترین کلام تو اللہ کا کلام ہے اور بہترین سیرت محمد عربی ﷺ کی سیرت ہے، سنو! تم دین میں نئی باتوں کو ایجاد کرنے سے بچو اسلئے کہ تمام چیزوں میں سب سے زیادہ قبیح چیز دین میں کوئی نئی بات پیدا کرنا ہے اور دین میں ہر نئی ایجاد شدہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور سنو! خبردار تمہارے قلوب میں مدت زندگی طویل نہ ہو جائے اسلئے کہ پھر تمہارے قلوب سخت ہو جائیں گے۔ سنو! جو آنے والا ہے وہ قریب ہے اور بعید تو صرف وہی ہے جو آنے والا نہیں ہے، اور سنو! بدبخت وہ آدمی ہے جو اپنے بطن مادری میں بدبخت رہا ہے اور نیک بخت وہ ہے جو غیروں سے نصیحت اور عبرت حاصل کرے۔ اور سنو! مومن کو قتل کرنا کفر ہے اور اس کو گالی گلوچ کرنا فسق ہے اور کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔ خبردار! جھوٹ سے بچو اسلئے کہ جھوٹ سنجیدگی اور مذاق دونوں صورتوں میں مناسب نہیں ہے۔ اور انسان اپنے بچے سے ایسا وعدہ نہ کرے جس کو پورا نہ کرتا ہو، اسلئے کہ جھوٹ بدکاری کی طرف لے چلتا ہے اور بدکاری جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور سچائی نیکی کی طرف لے جاتی اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی اور بے شک سچے آدمی کو نیک سچا کہا جاتا اور جھوٹے آدمی کو جھوٹا اور برا کہا جاتا ہے اور یاد رکھو بندہ جھوٹ بولتا ہے بولتا رہتا ہے یہاں تک وہ عند اللہ بھی کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

تشریح: طویل زندگی سے دل سخت کیسے ہوتے ہیں؟

وجہ یہ ہے کہ ابلیس لعین طویل زندگی کا جھانسہ دے کر اعمال صالحہ سے دور کر دیتا ہے کہ لمبی زندگی ہے بعد میں توبہ کرنیں گے اعمال بھی کرلیں گے اس سے گناہوں پر جرأت بڑھ جاتی ہے۔ گناہوں کی وجہ سے دل سخت ہو جاتے ہیں کیوں کہ مال دولت کی محبت بڑھ جاتی ہے موت وقبر و آخرت بھول جاتی ہے۔

آنیوالی چیز قریب ہے؟

کیوں کہ موت ہر ذی روح پر آنی ہے یہ آکر رہے گی مسلمان کا فرسب کو یقین ہے لہذا اس سے خبر دار کیا جا رہا ہے کہ اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ کہ اخروی کامیابی حاصل کرسکو۔

شقاوت وسعادت سے کیا مراد ہے؟

جس کے لئے شقاوت لکھ دی گئی ہو تو وہ مسلمان ہو کر بھی بے ایمان مرے گا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوگا۔ اور جس کے حصے میں سعادت لکھ دی گئی ہو تو وہ عمر بھر کافر رہنے کے باوجود آخر عمر میں مسلمان ومومن ہوگا اور خاتمہ بھی ایمان پر ہوگا۔

کیا مومن کا قتل کفر ہے؟

حدیث شریف تشدید وتغلیظ پر محمول ہے اس میں گناہ کو انتہائی سخت اور بڑا بتانا مقصود ہے۔ہاں اگر مومن کا قتل جائز وحلال سمجھ کر کیا جائے تو واقعی کفر ہے۔دوسرا مطلب یہ ہے کہ کفران نعمت مراد ہے کہ قتل کرنے والا ناشکرا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر نہیں کرتا ناشکری کرتا ہے۔

لایحل لمسلم ان یھجرا خاہ فوق ثلاث:

دینی مصلحت ودینی ضرورت کے تحت تین دن سے زیادہ قطع تعلق کیا جاسکتا ہے اور بڑا اپنے چھوٹے اور ماتحت سے تادیبا بھی تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرسکتا ہے۔

مذاق اور سنجیدگی میں جھوٹ اور توریہ؟ جھوٹ مذاق میں بھی جائز نہیں چھوٹے بچے وغیرہ سے وعدہ پورا کیا جائے بصورت دیگر جھوٹ بھی ہوگا اور وعدہ خلافی بھی۔البتہ توریہ کی اجازت ہے ضرورت شدیدہ ہو تو توریہ کیا جاسکتا ہے صراحتاً جھوٹ نہیں ہو بلکہ توریہ ہو ایسے الفاظ استعمال کرنا جو دو دو جہتیں رکھتے ہوں مخاطب وسامع معنی قریب کو لے جبکہ متکلم اس سے معنی بعید مراد لے رہا ہو۔

جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

بیوی کی خوشی کے لئے اور مسلمانوں کے درمیان جھگڑا ختم کرانے اور صلح کرانے کے لئے بھی کوشش توریہ کی ہونی چاہیے ورنہ صلح کے لئے جھوٹ بولا جاسکتا ہے کہ تمھارا کمانڈر تو مرگیا۔مراد یہ لے پہلے کوئی کمانڈر جائز ہے۔توریہ بھی ضرورتاً ہو ہر وقت توریہ کرنا بھی مناسب نہیں۔

حدیث نمبر ۵۱: حدثنا محمد... اذا رایتم الذین یجادلون فیہ فھم الذین عناھم اللہ فاحذروھم۔

مفہوم: عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرکار دوعالم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "ھو الذی انزل علیک الکتب منہ آیات محکمات....الخ" پھر فرمایا کہ اے عائشہ جب تم جھگڑالو لوگوں کو دیکھو تو سمجھو کہ یہی اس آیت کے مصداق ہیں۔

تشریح: محکمات اور متشابہات سے کیا مراد ہے اور کتاباً متشابہاً کا مطلب؟

محکمات وہ آیات مبارکہ ہیں جو تاویل سے پاک ہوں آسانی سے سمجھ میں آجائیں اس کے برعکس متشابہات وہ ہیں جن میں تاویل واشتباہ ہو یعنی ظاہراً سمجھ میں نہ آئیں۔کتاباً متشابہاً سے مراد بعض آیات قرآن پاک کی ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔

قرآن محکم ہے یا متشابہ؟

علماء ومفسرین کے تین مذاہب ہیں (۱) بعض حضرات نے کہا پورا قرآن محکم ہے (۲) دوسرے حضرات نے کہا سارا قرآن متشابہ ہے (۳) تیسرا مذہب بین بین ہے کہ کچھ قرآن محکم ہے اور کچھ متشابہ ہے۔

متشابہ کے علم پر اختلاف فقہاء؟

متشابہ کا علم احناف کے نزدیک صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔شوافع اور معتزلہ کے نزدیک راسخین فی العلم کو علم ہے لیکن ان کے

نزدیک بھی یقین نہیں بلکہ ظنی علم ہے۔نتیجہ دونوں کے نزدیک علم صرف اللہ کو ہے۔

حدیث نمبر ۵۲: حدثنا علي... محمد بن فضيل.

حدیث نمبر ۵۳: ح وحدثنا حوثرة... ما ضل قوم بعد هدى كانوا عليه الا اتو الجدل ثم تلا هذه الاية بل... خصمون.

مفہوم: حضرت ابوامامہ ﷛ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ ہدایت کے بعد صرف جھگڑا کرنے والی قوم ہی گمراہ ہوئی ہے پھراس آیت کی تلاوت فرمائی "بل هم قوم خصمون"۔

تشریح: جھگڑالو قوم سے کون مراد ہے؟

(۱) جس قوم نے اپنے نبی سے جھگڑا کیا ہواور دشمنی اختیار کی ہواسی وجہ سے معجزات طلب کیے ہوں (۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ اپنے مسلک و مذہب کے پھیلاؤ اور اشاعت کے لئے دوسروں سے لڑائی ،مناظرہ کرنا اور اپنے اکابر کے فرمودات کے لیے دوسروں سے مناظرہ کرنے والے اور ہاں باطل فرقوں سے مناظرہ کرنا حق پر ہوتے ہوئے جائز ہے لیکن جھگڑا اور لڑائی پھر بھی مناسب نہیں۔

حدیث نمبر ۵۴: حدثنا داود... لايقبل الله لصاحب بدعة صوما ولا صلوة ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة... العجين.

مفہوم: حضرت حذیفہ ﷛ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدعتی آدمی کی کوئی عبادت خواہ وہ نماز ہو، روزہ ہو یا اور کوئی عبادت ہو قبول نہیں کرتا، چاہے فرض ہو یا نفل۔وہ گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکالنے کی طرح اسلام سے نکل جاتا ہے۔

تشریح: کیا بدعتی اسلام سے نکل جاتا ہے؟

یہ حدیث تشدید و تغلیظ پر محمول ہے تاکہ امت کے قلوب میں بدعت کی برائی وقباحت پختہ و پیوستہ ہو جائے ورنہ بدعتی ادنیٰ بدعت کرتے کرتے ایسا جری و بیباک ہو جاتا ہے کہ خطرہ رہتا ہے کہ اسلام سے نہ نکل جائے۔حقیقت میں کافر نہیں بنتا ورنہ تو یہ حدیث خوارج کی مضبوط دلیل بن جاتی جو کہ گناہ کبیرہ کرنے والے کو خارج من الاسلام سمجھتے ہیں۔لیکن بدعتی اپنی بدعت دین و حلال سمجھ کر کرتا ہے اور اپنی بدعت کو فرض کا درجہ دے تو کفر میں داخل ہو جائے گا۔

حدیث نمبر ۵۵: حدثنا عبدالله... ابى الله ان يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عباس ﷛ نے فرمایا کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کی کوئی عبادت اس کے بدعت چھوڑنے تک قبول نہیں کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۵۶: حدثنا عبدالرحمن... من ترك الكذب وهو باطل بني له قصر في ربض الجنة... في اعلاها.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ﷛ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حق پر ہوتے ہوئے جھوٹ چھوڑنے والے کیلئے جنت کے پاس ایک محل تیار کیا جاتا ہے۔اور جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دے تو اس کیلئے جنت کے درمیان میں محل تیار کیا جاتا ہے۔

تشریح: حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑنا:

جھگڑالو آدمی عند اللہ اچھا نہیں ہوتا۔بلکہ مبغوض ہوتا ہے۔جھگڑا حق ہو یا ناحق ہر صورت میں چھوڑنا چاہئے اس میں دنیا و آخرت کا سکون ہے۔اور حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑے تو جنت کے درمیان میں گھر ملے گا اس سے واضح ہوا کہ جھگڑا بہت ہی

بری بات ہے حتی الامکان اس سے بچنا چاہیے۔

مثلاً زید کا پلاٹ ہے بکر نے قبضہ کر لیا اگر زید جھگڑا کرے تو وہ حق پر ہے لیکن اس حدیث کی رو سے پلاٹ چھوڑ دے اور جھگڑا بھی نہ کرے تو جنت میں گھر تو یقیناً ملے گا دنیا میں بھی امید ہے اللہ تعالیٰ اس سے اچھے گھر کا بندوبست فرما دیں گے۔ مثال حضرت مفتی اعظم پاکستان نے شہر کے درمیان میں مدرسے کا پلاٹ چھوڑ دیا باوجود یکہ حق پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کراچی کورنگی میں اس سے دس گنا بڑا پلاٹ بھی دے دیا اور جنت میں بنگلہ تو درمیان میں بن چکا۔

۸۔ باب اجتناب الرأی والقیاس

حدیث نمبر ۵۷: حدثنا ابو کریب... ومحمد بن بشر.

تشریح: مقصد حدیث کیا ہے؟

جب ہر فن کے بڑے بڑے علماء کرام فوت ہوتے جائیں گے تو پیچھے کمزور اور کم عمر رہ جائیں گے۔

نتیجہ:

لوگ عوام ہی سے لوگوں کو علماء سمجھ کر کے مسائل کو پوچھیں گے جنہیں کچھ بوجھ نہیں ہوگی خود بھی گمراہ ہوں گے عوام کو بھی گمراہ کریں گے اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ لوگوں کو علم حاصل کرنا چاہیے۔ تاکہ علم حاصل کریں اور اس میں رسوخ حاصل کریں۔ ورنہ عوام تو کالانعام ہے وہ عوام سے پوچھے گی نتیجہ وہ لوگ اپنی رائے وقیاس سے صبح وشام نئے مسائل بتائیں گے۔ نتیجہ گمراہی ہر طرف ہوگی۔

حدیث نمبر ۵۸: ح وحدثنا سوید... اتخذ الناس رؤسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علماء کو ایک ساتھ نہیں اٹھائیں گے بلکہ ایک ایک عالم کو موت دیا جائے گا پھر لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنائیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

تشریح: کیا مفتی بھی مستفتی کے عمل میں برابر کا شریک ہے؟

مفتی نے مسئلہ بتانے میں پوری تحقیق وجستجو صرف کر دی لیکن جواب صحیح نہیں تھا تو پھر مفتی کے ذمہ کچھ نہیں ہے۔ غلطی صرف مستفتی کی ہوگی۔ کیونکہ غلط عمل کرے گا۔ لیکن اگر مفتی تحقیق نہیں کرتا بغیر تلاش وکوشش کے ایسے ہی سرسری سا جواب دے دیا اور جواب غلط ہوا تو مستفتی کے عمل کرنے پر مفتی بھی گناہگار ہوگا۔

مستفتی اگر جاہل سے مسئلہ پوچھے تو کیا حکم؟

جاہل سے مسئلہ پوچھنے پر خود مستفتی ہی گناہ گار ہوگا۔ کیونکہ عالم وماہر مفتی کے پاس نہ جانے کی غلطی اسی کی ہے۔

حدیث نمبر ۵۹: حدثنا ابو بکر... من افتى بفتيا غير ثبت فانما اثمه على من افتاه.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے غیر ثابت شدہ فتویٰ دیا تو اس کا وبال اسی پر ہوگا۔

حدیث نمبر ۶۰: حدثنا محمد... العلم ثلثة فما وراء ذلك فهو فضل اية محكمة او سنة قائمة او فريضة عادلة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ علم تین ہیں اور اس کے علاوہ زائد ہیں، آیت محکمہ یا سنت قائمہ یا فریضۂ عادلہ ہے۔

تشریح: کیا علم تین ہیں؟

سرکار دو عالم ﷺ نے حدیث میں اشارہ فرمایا کہ علوم تین ہیں ان تینوں علوم میں سارے علوم پوشیدہ ہیں۔ (۱) آیۂ محکمہ: کیونکہ قرآن پاک میں احکامات واضح ہیں یعنی جن میں تاویل کا احتمال نہیں جو متشابہ بھی نہیں۔ (۲) سنت قائمہ: اس میں پوری حدیث وسنت جو سنت معمول بہا ہے چاہے کسی بھی امام کے نزدیک ہے۔ چاروں ائمہ میں اس کے ذیل میں آنے والا علم سنت قائمہ ہے (۳) فریضۂ عادلہ: اس سے مراد قرآن وسنت سے مستنبط مسائل اجماع وقیاس اور علم میراث بھی شامل ہے۔

حدیث نمبر ۶۱: حدثنا الحسن... وان اشكل عليك امر فقف حتى تبينه او تكتب الى فيه.

مفہوم: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سرکار دو عالم ﷺ نے مجھے یمن بھیجتے ہوئے فرمایا کہ تم جن چیزوں کو جانتے ہو اسی کے بارے میں فیصلہ کرنا اور کوئی معاملہ مشتبہ ہو جائے تو اس کو خود ہی واضح کرنا یا مجھے لکھنا۔

تشریح: مقصدِ حدیث:

قیاس واستنباط بھی ہر ایک کو نہیں کرنا چاہیے بلکہ اپنے بڑوں سے مشورہ کرنا اور ان سے حل کروانا چاہیے۔ یا جو بڑوں نے قیاس مستنبط کر دیا اس پر اعتماد کرنا چاہیے ہر ایک رسوخ واستنباط کا اہل نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۶۲: حدثنا سويد... لم يزل امر بني اسرائيل معتدلا... فقالوا بالرای فضلوا واضلوا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ہمیشہ معتدل رہے یہاں تک کہ مغویہ عورتوں سے نسل کشی کرنے والے پیدا ہوئے پس انہوں نے اپنی رائے سے بولنا شروع کیا تو خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

تشریح: بنی اسرائیل کی غلطی؟

بنی اسرائیل شروع میں علماء حقہ کی پیروی کرتے تھے علماء کرام سے مسائل پوچھ کر عمل کرتے تھے تو انہیں راہ اعتدال سکون وکامیابی نصیب تھی۔ لیکن جیسے ہی بری عورتوں سے چکر چلائے تو ہمیں سے گمراہی کی ابتداء ہوئی جس سے معاشرہ عمل سے محروم ہوا نتیجہ ان کی باگ ڈور جاہلوں کے ہاتھ میں چلی گئی جو خود بھی گمراہ تھے اور قوم بنی اسرائیل کو بھی گمراہی کی پٹری پر ڈال دیا۔

۹۔ باب فی الایمان

حدیث نمبر ۶۳: حدثنا علي... الايمان بضع وستون او سبعون باب... والحياء شعبة من الايمان.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کے ساٹھ یا ستر دروازے ہیں ان میں سے ادنیٰ دروازہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا اور اعلیٰ دروازہ کلمہ طیبہ ہے، اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

تشریح: ایمان کے کتنے شعبے ساٹھ ہیں یا ستر؟

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ عدد تکثیر کے لیے استعمال ہوا ہے۔

دوسری بات پھر ساٹھ قلیل ہے ستر اکثر ہوسکتا ہے پہلے وحی کے ذریعے ساٹھ بتایا گیا ہو بعد میں وحی کے ذریعے ستر بنادیا ہو۔ یا ویسے بھی ساٹھ اقل عدد ہے۔ اور عدد قلیل، عدد کثیر (ستر) کے ضمن میں آجاتا ہے۔ مراد کثرت بیان کرنا ہے اس باب کی تمام احادیث فرقہ مرجئہ وکرامیہ پر رد ہیں جو کہ:

"اعمال نیکی و برائی کا فائدہ یا نقصان نہیں جانتے۔"

حیاء ایمان کا شعبہ کیوں ہے خاص طور پر ذکر کیوں ہے؟

وجہ یہ ہے کہ حیاء ہی کی وجہ سے انسان گناہوں سے رک جاتا ہے اور نیکی پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اس وجہ سے حیاء کا ذکر خصوصاً ہوا۔

اشکال:...... بعض اوقات حیاء کی وجہ سے انسان نیکی اور تبلیغ ووعظ نہیں کرسکتا تو حیاء نیکی کے راستہ میں رکاوٹ بن گیا؟

جواب:...... یہ حیاء ہی نہیں بلکہ احساس کمتری، قوت فیصلہ کی کمی اور اپنی کمزوری ہوتی ہے۔

تکلیف دہ چیز کو ہٹانا:

اس حدیث سے واضح ہوا کہ اسلام امن وسلامتی والا مذہب ہے کہ اسلام تو راستہ میں پڑا پتھر، تنکا وکانٹا برداشت نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ زیادہ تکلیف والا عمل۔ واضح ہوا کہ اسلام صفائی بھی چاہتا ہے اور امن بھی چاہتا ہے معاشرہ اور دنیا کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کی ابدی و پرامن تعلیمات پر عمل پیرا ہوں تا کہ دنیا امن وسکون کا گہوارہ بن سکے۔

حدیث نمبر ۶۴: حدثنا ابوبکر... عن ابن عجلان.

حدیث نمبر ۶۵: ح وحدثنا عمرو... عن النبی ﷺ نحوہ.

حدیث نمبر ۶۶: حدثنا سهل... يعظ اخاه في الحياء فقال ان الحياء شعبة من الايمان.

مفہوم: حضرت سالم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کو حیاء کی نصیحت کررہا تھا تو سرکار دو عالم ﷺ نے سنا، اس پر فرمایا کہ حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

حدیث نمبر ۶۷: حدثنا سوید... عن الاعمش.

حدیث نمبر ۶۸: ح وحدثنا علی... ولا يدخل النار من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے ذرہ برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔

تشریح: متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا حدیث خوارج کی تائید میں ہے؟

یہ حدیث خوارج وغیرہ کی تائید نہیں کرتی بلکہ جنت میں نہ داخل ہوگا کا مطلب یہ ہے "دخول اولیٰ" سے محروم ہوگا۔ یعنی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہوگا۔ خوارج کے لئے یہ حدیث مؤید نہ ہوئی کیونکہ وہ مرتکب گناہ کبیرہ کو ہمیشہ کے لئے جہنمی قرار دیتے ہیں۔

کیا صاحب ایمان جہنم میں نہیں جائے گا؟

یہ حدیث خوارج و معتزلہ پر رد ہے جو ہمیشہ کیلئے جہنم اور کافر کا فتویٰ لگاتے ہیں گناہ کبیرہ کے مرتکب کو۔ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ مسلمان اور صاحب ایمان ایک دن جہنم سے خلاصی ضرور پائے گا۔ یعنی ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہے گا۔ جس حدیث میں جہنم میں جانے کا ذکر ہے تو وہ گناہ کی سزا کے لئے جائے گا اور سزا بھگت کر ضرور جنت میں جائے گا۔

حدیث نمبر ۶۹: حدثنا محمد... اخرجوا من کان فی قلبه وزن دینار من الایمان ... اجرا عظیما.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مؤمنین کو (حساب کے بعد) جہنم سے نجات دے گا اور وہ مامون ہو جائیں گے تو (ان کا اللہ تعالیٰ سے اتنا سخت نزاع اور مجادلہ ہوگا کہ) تم دنیا میں آپس میں بھی کسی حق پر اتنا سخت نہ جھگڑے ہوگے جتنا کہ مؤمنین اپنے دوزخی بھائیوں کے متعلق جھگڑیں گے آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے ہی بھائی ہیں وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ حج کرتے تھے اور آپ نے انہیں دوزخ میں داخل کر دیا، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ جس کو تم پہچانتے ہو نکال لو، مؤمنین ان کے پاس آئیں گے اور ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے جہنم نے ان کی صورتوں کو کھایا نہ ہوگا پس ان میں سے کچھ ایسے ہوں گے کہ جن کی صرف نصف پنڈلیوں تک آگ اثر انداز ہوگی اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ جلائے ہوئے ہونگے، مؤمنین ان کو نکال لیں گے پھر اللہ تعالیٰ سے کہیں کہ اے ہمارے پروردگار جن کے بارے میں آپ نے ہمیں حکم دیا ہم نے ان سب کو نکال لیا، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں جن کے دل میں ایک دینار کے برابر ایمان ہے ان کو نکال لو، پھر فرمائیں گے جن کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی ایمان ہے، پھر فرمائیں جن کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ جو اس کی تصدیق نہ کرے اسے چاہئے کہ یہ آیت پڑھ لے "ان الله لایظلم مثقال ذرة..... الخ"

تشریح: بندے اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کریں گے؟

یہ جھگڑے کی شکل میں لاڈ و پیار ہوگا جو بندے اللہ تعالیٰ سے کریں گے۔ جس طرح بچے والدین سے لاڈ پیار کر کے اپنے مطالبات منواتے ہیں اس طرح قیامت کے دن جہنمیوں کی سفارش کے لئے لاڈ پیار ہوگا۔

کیا ایمان میں کمی و زیادتی ہوتی ہے؟

اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ ایمان میں کمی و زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ نیکی سے بڑھتا ہے اور گناہ سے گھٹتا ہے تو یاد رکھیں نفس ایمان میں کمی ہوتی ہے نہ ہی زیادتی بلکہ کمی و زیادتی کمال ایمان میں ہوتی ہے۔ ماہیت ایمان میں تجزی و تشکیک نہیں ہے۔ اور ہاں مومن بہ میں تجزی ہے اور اسی کی تعداد میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔ یہی حدیث میں مراد ہے۔

حدیث نمبر ۷۰: حدثنا علی... فتعلمنا الایمان قبل ان نتعلم القرآن ثم تعلمنا القرآن فازددنا به ایمانا.

مفہوم: حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نو عمری سے سید الانبیاء ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے قرآن سے پہلے ایمان سیکھا پھر قرآن سیکھنے سے ایمان میں اضافہ ہوا۔

تشریح: پچھلی حدیث میں دیکھیں۔

حدیث نمبر ۷۱: حدثنا علی... صنفان من هذه الامة ليس لهما في الاسلام نصيب المرجئة و القدرية.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں مرجیہ اور قدریہ دو ایسے گروہ ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

تشریح: مرجیہ اور قدریہ سے کیا مراد ہے ان کا اسلام سے تعلق نہیں؟

یہ دونوں فرقے اسلامی فرقے ہی ہیں (۱) قدریہ تقدیر الٰہی کے منکر ہیں کہتے ہیں تقدیر کچھ نہیں بندہ ہی اپنے کاموں کا خالق و کاسب ہے (۲) مرجیہ ان کا اصل نام جبریہ ہے یعنی بندہ مجبور محض ہے اپنے افعال کا نہ خالق ہے اور نہ ہی کاسب بلکہ مجبور محض ہے۔ بہر حال ہمارے اسلاف و اکابر کا یہ طریقہ کبھی نہیں رہا کہ کسی اسلامی فرقے کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیں اور کفر کا ٹھپہ لگا دیں۔ گناہ گار کہہ سکتے ہیں کافر نہیں۔

باقی رہی حدیث تو یہ تشدید و تغلیظ پر محمول ہے جس زجر و توبیخ کی جاتی ہے کسی جرم و غلطی پر اس طرح مراد یہ ہے کہ ان کا اسلام میں وافر حصہ نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۷۲: حدثنا علی... ماالایمان؟ قال ان تومن بالله و ملائكه و رسله و كتبه... معالم دينكم.

مفہوم: حضرت عمر فاروق ؓ سے روایت ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور سر کے بال غیر معمولی سیاہ تھے اس پر سفر کا کوئی اثر ظاہر نہیں تھا اور نہ ہم میں سے کوئی شخص اس کو پہچانتا تھا۔ حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ وہ شخص حضور اکرم کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنوں کو آپ ﷺ کے گھٹنوں سے ملا لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آپ کے زانوں مبارک پر رکھا، پھر کہا اے محمد ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا کہ اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور بے شک میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے، تو اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اس سے ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ سوال بھی کرتا ہے پھر اس کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا ایمان کیا ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے، اس کے تمام رسولوں، تمام کتابوں، آخرت کے دن اور اچھی بری تقدیر کی تصدیق کرنا ایمان ہے۔ سائل نے پھر کہا سچ فرمایا، جس سے ہم لوگوں کو تعجب ہوا کہ سوال بھی کرتا ہے اور خود اس کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ پھر اس نے معلوم کیا کہ احسان کیا ہے؟ فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اس طور پر عبادت کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو اور اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے، پھر اس نے سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ فرمایا کہ مسئول کو سائل سے زیادہ علم نہیں ہے تو کہا اچھا اس کی علامات کیا ہیں؟ فرمایا کہ باندی اپنے آقا یا مالک کو جنے گی، وکیع کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عجم عرب کو جنے گا، اور برہنہ پا، برہنہ جسم، مفلس وفقیر بکریاں چرانے والے عالیشان اور بلند و بالا مکانوں میں فخر و غرور کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ مجھے نبی کریم ﷺ تین دن کے بعد ملے تو فرمایا کہ کیا تم اس شخص کے بارے میں جانتے ہو وہ کون تھا؟ میں نے کہا واللہ اعلم و رسولہ فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تم کو تمہارے دین کی اساسی باتیں سکھانے کیلئے آئے تھے۔

تشریح: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یا محمد پکارا حالانکہ منع ہے؟

دیہاتیوں کا طریقہ اختیار کیا اور صحابہ کرام ؓ کو متوجہ کرنے کے لیے یا محمد کہا۔ ویسے بھی یہ ممانعت انسانوں اور جنوں کے

لئے ہے ملائکہ کیلئے نہیں منع کرنے سے پہلے صحابہ کرام بھی پکارتے تھے۔البتہ دیہاتی اور گنوار لوگ بعض اوقات اس وقت بھی پکارتے تھے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام جانتے تھے کہ قیامت کا علم کسی کو نہیں سوال کیوں کیا؟

امت کو یہی سکھانا مقصود تھا کہ جس چیز کے بارے تحقیق نہ ہو وہاں ادھر ادھر کی بات نہ کریں بلکہ صاف کہہ دیں لا ادری اور یہ احساس دلانا بھی مقصود تھا کہ قیامت کے متعلق کسی کو علم نہیں مخلوق میں سے قیامت کا علم کسی کے پاس نہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت جبرائیل کے متعلق کب بتایا کہ سائل جبرائیل تھے؟

جواب: ان سوالات وجوابات کے بعد بعض صحابہ کرام چلے گئے بعض موجود رہے جو موجود رہے انہیں اسی مجلس کے آخر میں جبرائیل علیہ السلام کے جانے کے بعد بتادیا جو چلے گئے انھیں بعد میں دو یا تین دن بعد ملنے پر بتایا۔

حدیث نمبر ۶۳: حدثنا ابو بکر... ماالایمان؟ قال ان تومن بالله و ملائکته و کتبه و رسله... علیکم خبیر.

تشریح: پیٹ میں بچے کی خبر الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے کیا علم غیب نہیں؟

ڈاکٹر وغیرہ آلات والٹرا ساؤنڈ اور ایکسرے وغیرہ کے ذریعے سے بتاتے ہیں لڑکا ہے یا لڑکی۔لیکن نیک ہے یا بد۔کتنی عمر ہو گی۔کہاں مرے گا۔امیر ہوگا یا غریب۔مسلمان ہوگا یا کافر ہوگا یہ ڈاکٹر کو معلوم نہیں۔اللہ تعالیٰ بغیر کسی مشین وغیرہ کے سب کچھ جانتے ہیں۔

بارش کی پیشگوئی؟

حالات کی پیشگوئی وموسمی حالات کے تحت سائنسدان بارش ہوگی امکانی طور پر بتا سکتے ہیں۔یقینی نہیں بارش کس وقت ہو گی اور کتنی دیر اور کتنی ہوگی۔مخلوق کے لئے فائدہ مند ہوگی یا نقصان دہ ہوگی کسی کو معلوم نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

حدیث نمبر ۶۴: حدثنا سهل... الایمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالکان... لبرأ.

مفہوم: حضرت علی نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرماتے ہیں کہ دل کی معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ایمان ہے۔ابوصلت نے کہا کہ جو کوئی بھی اس سند کو پڑھ کر مجنون پر دم کرے تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔

تشریح: حدیث کا مطلب کیا ہے؟

یہ حدیث شریف صحیح نہیں بلکہ اس پر کلام کیا گیا ہے۔اگر مان بھی لیں۔تو یہ حدیث ایمان کامل پر محمول ہے نفس ایمان پر نہیں ورنہ نفس ایمان تو دل کی تصدیق سے حاصل ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۶۵: حدثنا محمد... لایومن احدکم حتی یحب لاخیه او قال لجاره مایحب لنفسه.

مفہوم: حضرت انس بن مالک سے منقول ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی یا اپنے پڑوسی کیلئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تشریح: اس محبت وپسند سے کیا مراد ہے؟

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ محبت وپسند و ناپسند میاں بیوی، اولاد و ماں باپ، بہن بھائی کی فطری محبت مراد نہیں بلکہ

یہ تو مسلمان سے اسلامی وانسانی محبت مراد ہے۔ یعنی اپنے لیے نماز، روزہ، نفل، صدقہ اور حسن خلق پسند کرو تو دوسروں کے لئے بھی پسند کرو خود گناہوں اور لڑائی جھگڑے سے نفرت کرتے ہو تو دوسروں کے لئے بھی ناپسند کرو۔

حدیث نمبر ۷۶: حدثنا محمد... لایومن احدکم حتی لکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں جو میرے ساتھ اپنے بیٹے، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ سے محبت کون سی اور کیوں ہونی چاہیے؟

جس طرح اولاد سے محبت طبعی اور فطری ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ ہونا ضروری ہے ہر لحاظ سے اور ہر چیز پر حاوی ہونی چاہیے۔ انسان کو کسی سے محبت یا تو احسانوں کی وجہ سے ہوتی ہے یا عمل وتقویٰ یا علم واوصاف حمیدہ کی وجہ سے یا حسن صورت کی وجہ سے محبت ہوتی ہے یہ سب چیزیں بدرجہ اولیٰ واتم سرکار دوعالم ﷺ میں پائی جاتی ہیں۔

محبت معلوم کیسے ہوگی؟

جس بندے کی زندگی میں سرکار دوعالم کی سنت مکمل طور پر نظر آئے۔ وہ آپ ﷺ کے تمام افعال واعمال واقوال پر عمل پیرا ہو تو سمجھا جائے گا یہ شخص محبت کرتا ہے اگر یہ سب عمل نہ ہو تو محض نعرے سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۷۷: حدثنا ابوبکر... لاتدخلوا الجنۃ حتی تومنوا ولاتومنوا حتی تحابوا او لاادلکم... افشوا السلام.

تشریح: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ایمان لائے بغیر کوئی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور تم لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ آپس میں محبت کرو۔ پھر فرمایا کہ کیا میں تم کو آپس میں محبت کرنے والی چیز نہ بتاؤ، سلام کو عام کرو۔

تشریح: لا تدخلوا الجنۃ حتی تومنوا سے کیا مراد ہے؟

(۱) لا تومنوا میں نفس ایمان مراد لیں تو مطلب یہ ہوگا کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوں گے (۲) لیکن بقول شارح مسلم کمال ایمان مراد لیں تو مراد ہوگا کہ جب تک کمال ایمان نہ ہو جنت میں دخول اولیٰ نہیں ہوگا بلکہ بعد میں داخل جنت ہوں گے گناہوں کی سزا کے بعد۔

حدیث نمبر ۷۸: حدثنا محمد... عن الاعمش.

حدیث نمبر ۷۹: ح وحدثنا ہشام... قال رسول اللہ سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر.

مفہوم: حضرت عبداللہ ؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کے ساتھ قتال کرنا کفر ہے۔

تشریح حدیث نمبر ۵۰ میں ہو چکی ہے۔

حدیث نمبر ۸۰: حدثنا نصر... من فارق الدنیا علی الاخلاص للہ وحدہ وعبادتہ لاشریک لہ... فاخوانکم فی الدین.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا سے رخصت ہوا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص

کرتے ہوئے اور اس کی عبادت کرتے ہوئے بغیر اس کے ساتھ کسی کو شریک جانے، اور نماز قائم کرتے ہوئے اور زکوۃ ادا کرتے ہوئے تو وہ اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جسے حضرات رسل علیہم السلام لیکر آئے اور اس کو اپنے رب کی طرف سے پہنچایا، غلط تاویلوں کے ملنے اور نفسانی اختلاف سے پہلے ہی، اور اس بات کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب کی آخر آیت میں ہے جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "فان تابوا و اقاموا الصلوۃ... الخ"۔

تشریح: واضح ہے۔

حدیث نمبر ۸۱: حدثنا ابو حاتم... عن الربیع بن انس مثلہ۔

حدیث نمبر ۸۲: حدثنا احمد... امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ... الزکوۃ۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی گواہی دیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں۔

تشریح: امرت میں قتل کا حکم کس کیلئے ہے؟

ایسے کفار مشرکین و مرتدین مراد ہیں جو بتوں کی پوجا بھی کریں اور جزیہ بھی نہ دیں اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ اسلام زبردستی وتلوار سے پھیلا اور پھیلایا گیا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مرتد کے بارے میں عیسوی مذہب بھی قتل کا حکم دیتا ہے۔ یا کفار جنگ پر اتر آئیں تو ان سے اس وقت تک جنگ کی جائے جب تک اسلام قبول نہ کرلیں بصورت دیگر قتل ہے۔ لیکن توبہ کرلیں تو توبہ قبول ہے چاہے زندیق ہی کیوں نہ ہو۔

اس حدیث میں روزہ اور حج کا ذکر نہیں منکر حج و روزہ سے قتال کا حکم؟

اس وقت روزہ اور حج فرض ہی نہیں ہوئے تھے ویسے بھی مالی عبادتیں ہیں زکوۃ میں آگئیں۔

حدیث نمبر ۸۳: حدثنا احمد... امرت ان قاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ... الزکوۃ۔

حدیث نمبر ۸۴: حدثنا محمد... صنفان من امتی لیس لھما فی الاسلام نصیب اھل الارجاء و اھل القدر۔

مفہوم: حضرت ابن عباسؓ اور حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں مرجیہ اور قدریہ ایسی دو جماعت ہیں جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

تشریح: حدیث نمبر ۷۱ میں دیکھیں۔

حدیث نمبر ۸۵: حدثنا ابو عثمان... قالا الایمان یزید و ینقص۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایمان کمی و زیادتی کو قبول کرتا ہے۔

تشریح: امام ابن ماجہ کا اپنا مذہب یہی ہے وگرنہ مذہب احناف پیچھے گزر چکا ہے کہ نفس ایمان میں کمی زیادتی نہیں ہوتی۔ یہ تو ماہیت و تصدیق قلبی ہے جس میں تجزی و تشکیک نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر ۸۶: حدثنا ابو اسماعیل... قال الایمان یزداد و ینتقص۔

مفہوم: حضرت ابودرداءؓ سے مروی ہے کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی۔

۱۰. باب فی القدر

حدیث نمبر ۸۷: حدثنا علي... يجمع خلق احدكم في بطن امه اربعين عوما ثم يكون علقة مثل ذلك... فيدخلها.

مفہوم: حضرت زید بن وہبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ہم سے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک شخص کا مادۂ خلقت رحم مادر میں چالیس روز تک جمع رہتا ہے پھر چالیس روز تک دم بستہ کی شکل میں رہتا ہے پھر اگلے چالیس روز میں گوشت کے ٹکڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا عمل، زندگی، رزق اور یہ شخص نیک بخت ہوگا یا بدبخت اس کو لکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک تم میں سے ایک شخص راہ جنت جیسا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن اس پر نوشتۂ تقدیر غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جہنم کا عمل کرتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے ایک شخص اہل جہنم جیسا عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتا ہے چنانچہ وہ اہل جنت کا عمل کرتا ہے اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

تشریح: ماں کے پیٹ میں بچے کو مختلف مراحل سے کیوں گذارا؟

جواب: اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں دفعۃً واحدۃً پیدا فرما سکتے تھے لیکن مختلف تدریجی مراحل سے گزارا۔ اسی طرح ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ ایسے ہی درخت کو بڑا ہونے میں کئی سال لگ جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک ہی لمحے میں سب کچھ مکمل پیدا فرما سکتے ہیں۔ لیکن انسانوں کیلئے سبق ہے کہ کام جلد بازی اور ایک ہی دم میں مکمل ہوتے بلکہ تدریجاً مکمل ہوتے ہیں۔ کامیابی بھی تدریجاً ملتی ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ ماں کو تکلیف نہ ہو۔ کیونکہ تدریجاً ان مراحل سے بچہ بننے تک ماں کی عادت ہو جاتی ہے۔ اس وزن کو مرحلہ وار برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

کتابت اور حفاظت ایک ہی فرشتہ کرتا ہے یا زیادہ؟

جواب: ماں کے رحم میں نطفہ پیدا ہوتے وقت ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ مقرر فرماتے ہیں جو حفاظت کرتا ہے۔ پھر تین چلے گذرنے کے بعد دوسرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو کتابت وغیرہ کرتا ہے۔

سوال: ...... کتابت تو پہلے ہو چکی ہوتی ہے نطفہ سے بہت پہلے پھر اس وقت کتابت کیسی؟

جواب: ...... انسان کے بارے میں لوح محفوظ پر تو پہلے ہی لکھ دیا جاتا ہے پیدائش کے تصور سے بھی پہلے لیکن اجمالاً لکھا جاتا ہے۔ پھر نطفے کے ایک سو بیس دنوں بعد اور شب قدر میں تفصیلی طور پر لکھا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۸۸: حدثنا علي... ماقبل منك حتى تومن بالقدر فتعلم ان ما اصابك لم يكن ليخطئك... دخلت النار.

مفہوم: ابن دیلمی کہتے ہیں کہ میرے دل میں مسئلہ قدر کے متعلق کچھ باتیں کھٹکیں جس سے میں نے خوف کیا کہ کہیں میرا دین

وعاقبت خراب نہ ہو جائے چنانچہ میں نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ ابوالمنذر میرے دل میں مسئلہ قدر کے متعلق کچھ باتیں کھٹک رہی ہیں مجھے اپنے دین وعاقبت کا خوف ہے آپ مجھ سے اس کے متعلق کچھ بیان کریں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے مجھے فائدہ پہنچائے۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اللہ پاک تمام زمین وآسمان والوں کو عذاب میں مبتلا کرے پھر بھی وہ ظالم نہ ہوں گے اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ فرمائیں تو آپ کی رحمت زمین وآسمان والوں کیلئے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی اور تمہارے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو جسے تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کردو تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک قبول نہ فرمائیں گے جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لاؤ۔ یاد رکھو! جو چیزیں تم کو پہنچنے والی ہیں وہ تو ہر حال میں پہنچ کر رہیں گی اور جو چیزیں تم کو پہنچنے والی نہیں ہیں وہ تم کو نہیں پہنچ سکتی ہیں اور اگر تم تقدیر پر ایمان لائے بغیر مرگئے تو جہنم میں داخل ہوگے۔ ویسے تم میرے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی معلوم کرلو۔ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس کے متعلق معلوم کیا، تو انہوں نے بھی وہی بات بتائی جو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا تم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاسکتے ہو۔ چنانچہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے بھی وہی بات کہی جو ان دونوں نے کہی تھی، اور کہا کہ تم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جاکر مزید دریافت کرلو، چنانچہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ آسمان وزمین والوں کو عذاب دیں تو اللہ تعالیٰ اس میں ظالم نہ ہوں گے اور اگر رحمت کا معاملہ کریں تو اس کی رحمت ان کیلئے بہتر ہوگی اور اگر تمہارے پاس احد کے برابر سونا ہو یا احد پہاڑ کے برابر سونا ہو جسے تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو تو وہ اس وقت تک قبول نہ ہوگا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لاؤ۔ اور دیکھو جو چیزیں تم کو پہنچنے والی ہیں وہ ہر حال میں پہنچ کر رہیں گی اور جو چیزیں تم کو پہنچنے والی نہیں ہیں وہ تم کو نہیں پہنچ سکتیں ہیں اور اگر تم اس عقیدے کے علاوہ پر مرگئے تو دوزخ میں داخل ہوگے۔

تشریح: مسئلہ تقدیر کے متعلق وسوسہ:

حضرت ضحاک بن فیروز الدیلمیؒ جو کہ تابعی ہیں کے دل میں تقدیر کے متعلق کچھ وسوسہ آیا تو صحابہ کرام رضوان اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس وسوسہ واشکال کو فوری دور کردیا۔ یاد رہے کہ وسوسہ کمال ایمان کے منافی نہیں ہے لیکن ان وسوسوں کی پیروی کرنا یہ برا اور نقصان دہ ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے یا سب پر رحم کرے تو؟

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے چاہے اس میں متقی اور نیک لوگ بھی ہوں تو یہ عدل ہی ہوگا ظلم نہیں۔ واضح ہوا کہ کسی کو اپنے اعمال پر گھمنڈ نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیابی وجنت ملے گی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ سب پر رحم کرے اور اور سب کو معاف فرمادے تو بھی وہ قادر مطلق ہے گناہگار ہوں یا کافر وہ سب کو معاف کرسکتے ہیں ان سے کوئی پوچھ نہیں سکتا۔

اُحد کے برابر سونا خرچ کرنا؟

یعنی اگر عقیدہ خراب ہے تو صدقہ اُحد کے پہاڑ برابر یا اس سے کئی گنا زیادہ یا نماز روزہ اور حج وغیرہ ہو، کچھ بھی قبول نہیں

ہے۔لیکن عقیدہ ٹھیک ہے تو ٹوٹے پھوٹے اعمال بھی قبول ہو جائیں گے انشاءاللہ۔

تقدیر ایمان کے بغیر موت ہو تو؟

جو شخص کلمہ پڑھے لیکن تقدیر کے بارے میں گڑبڑ ہو تو جہنم میں سزا بھگتے گا لیکن ہمیشہ کیلئے نہیں بلکہ عارضی سزا کے طور پر۔

تقدیر کی قسمیں اور سب سے پہلا منکر کون؟

تقدیر کی قسمیں (۱) مبرم: یعنی جس میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ بلکہ وہ حتمی اور قطعی ہو (۲) تقدیر معلق: جو اعمال کی وجہ سے تبدیل ہو جائے یعنی ایک شخص اگر حج کرے گا تو زندگی بیس سال اور اگر نہیں کرے گا تو پندرہ سال یاد رہے کہ تقدیر معلق بھی اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق تو مبرم ہے لیکن لوح محفوظ کے اعتبار سے معلق ہے سب سے پہلا تقدیر کا منکر بصرہ کا رہنے والا معبد جہنی تھا۔

بندوں کے افعال پر مذاہب:

(۱) جبریہ، مرجئیہ، جہمیہ: بندے کو نہ تو قوت خالقہ حاصل ہے اور نہ ہی قوت کاسبہ بلکہ تقدیر کے آگے بے بس اور مجبور ہیں (۲) قدریہ، معتزلہ۔ یہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور کاسب بھی ہے یعنی ہر فعل کا مالک کل ہے (۳) اہل سنت والجماعت۔ اہلسنت کا مذہب ان دونوں فرقوں کے درمیان میں ہے یعنی افعال کے خالق تو اللہ تعالیٰ ہیں اور افعال کے کاسب بندے ہیں۔

جب جنت اور جہنم مقدر میں لکھ دی گئیں ہیں تو اعمال کا کیا فائدہ؟

ایسا نہیں ہے بلکہ اعمال بھرپور کرنے چاہیے کیونکہ جنتی پر جنت والے اعمال آسان کر دیے جائیں اور جہنمی پر جہنم والے اعمال آسان کر دیے جائیں۔اور جنت وجہنم کا مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کا ٹھکانہ جنت اور جہنم میں ہر دو جگہ بنا دیا ہے اب اگر بندہ جنت والے اعمال کرے گا تو جنت میں اور جہنم والے اعمال کرے گا تو جہنم میں جائے گا، ٹھکانہ مقرر جگہ ہے۔ داخلہ اعمال پر ہے۔

حدیث نمبر ۸۹: حدثنا عثمان... وکیع.

حدیث نمبر ۹۰: ح وحدثنا علی... الا عملوا ولا تتکلوا فکل میسر لما خلق لهم ثم قرأ فاما من اعطى واتقى... للعسرى.

مفہوم: حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کے درمیان بیٹھے تھے، لکڑی سے زمین کو کرید رہے تھے، پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ ہر شخص کا ٹھکانا جنت یا جہنم لکھا جا چکا ہے۔عرض کیا گیا کہ کیا ہم بھروسہ نہ کریں؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ عمل کرتے رہو اس لئے کہ انسان وہی کرتا ہے جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی "فاما من اعطى واتقى.... الخ"

تشریح: اعمال کرنے کا کیا فائدہ؟ تقدیر کے لکھے پر بھروسہ کیوں نہ کریں؟

اللہ تعالیٰ حاکم ہیں اور بندے محکوم ہیں محکوم کیلئے وہی حکم ہے کہ حاکم کی اطاعت کرے اس کے حکم پر سر تسلیم کرے باقی نتیجہ کیا ہوگا یہ کام بندے کا نہیں ہے۔ بندے کو جو حکم ہے اس پر عمل کرے نتائج کی پرواہ کئے بغیر۔ باقی حاکم جو کام محکوم سے لینا

چاہتے ہیں وہ کام ہی آسان کردیتے ہیں۔ویسے ہی اعمال کی توفیق دیتے ہیں۔

فاما من اعطیٰ واتقی وصدق بالحسنیٰ:

(۱)جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے آسانی اور سہولت کے اسباب پیدا فرمادیں گے اور جنت کا داخلہ بھی آسان ہوگا۔اس کے برعکس جو شخص نافرمان ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تنگی اور مشکل کے اسباب پیدا فرمادیں گے۔جہنم کا داخلہ اسی بناء پر ہوگا (۲)صاحب معالم التنزیلؒ نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ تکوینی طور پر بندے سے ایسے اعمال کروائیں گے جن سے خوش ہوں گے راضی ہوں گے یا اللہ تعالیٰ تکوینی طور پر بندے سے ایسے اعمال کروائیں گے جن سے ناراض ہوں گے۔یہ ناراضگی جہنم کا ذریعہ بنے گا۔

حدیث نمبر ۹۱: حدثنا ابوبکر...ولکن قدر اللہ وما شاء فعل فان لو تفتح عمل الشیطٰن۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ قوی مومن ضعیف مومن سے بہتر اور اللہ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔اور ہر ایک میں خیر ہے،اس چیز پر پابندی کرو جو تمہیں نفع دے۔اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور نقصان پہنچنے پر اس کے نہ ہونے کی خواہش مت کرو بلکہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں ایسے لکھا تھا۔ایسا ویسا کہنے سے شیطانی وساوس پیدا ہوتے ہیں۔

تشریح: طاقتور مومن بہتر ہے کمزور سے۔طاقتور کون ہے؟

طاقتور مومن وہ ہے جس کے ارادے پختہ ہوں،یقین کامل ہو،ایمان انتہائی مضبوط ہو عقیدہ مستحکم ہو،بلند ہمت ہو اور انتہائی مضبوط ارادے و پختہ طبیعت کا مالک ہو ایسا ہی شخص بے خوف ہو کر تبلیغ کرسکتا ہے اور جہاد کرسکتا ہے بنسبت کمزور ایمان والے شخص کے۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

لیکن یہ بات یاد رہے کہ طاقتور اور کمزور دونوں مسلمان اور دونوں مومن ہیں لہٰذا دونوں کو اچھے اور نیک اعمال اور بھلائی وخیر کے کاموں کی طرف توجہ رکھنی چاہئے۔اپنے آپ کو عاجز نہیں بنانا چاہیے کہ تقدیر میں تو ایسے ہی لکھا ہے لہٰذا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیں ایسا نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر وقت خیر و بھلائی کی طرف توجہ رکھنی چاہئے۔

حدیث نمبر ۹۲: حدثنا ھشام...اتلومنی علی امر قدرہ اللہ علی قبل ان یخلقنی باربعین سنة...ثلاثا۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان بحث ہوئی،حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے ہمیں اپنی غلطی کے سبب جنت سے نکلوادیا۔حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے تکلم فرمایا اور آپ پر تورات نازل فرمائی اور میرے پیدائش سے چالیس سال پہلے تقدیر میں لکھا جاچکا تھا تو آپ مجھے کیسے رسوا کرتے ہو،پھر سرکار دو عالم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا "فحج آدم موسیٰ"

تشریح: حضرت موسیٰ و حضرت آدم علیہما السلام کا مناظرہ کب اور کہاں ہوا؟

اس بارے میں محدثین کے اقوال ہیں (۱)بعض حضرات نے فرمایا یہ مناظرہ خواب میں ہوا (۲)بہت سے محدثین نے اس مناظرے کو شب معراج میں قرار دیا (۳)دیگر بعض شراح حضرات نے فرمایا قیامت کے دن ہوگا ابھی ہوا ہی نہیں (۴)بعض علمائے کرام نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے دور میں حضرت آدم علیہ السلام کی روح کو بھیج کر مناظرہ کروایا گیا(۵) بعض نے فرمایا کہ یہ واقعہ عالم برزخ میں پیش آیا جب حضرت آدم علیہ السلام فوت ہو گئے(۶) یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر سے پردہ ہٹا دیا گیا ہو اور وہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناظرہ کیا ہو۔

اخرجتنا من الجنة: حضرت موسیٰ علیہ السلام اس خطاء کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں جس وجہ سے جنت سے نکلنا پڑا یعنی درخت سے کچھ کھا کر وعدہ خلافی کی۔ لیکن یہ وعدہ خلافی دانستہ نہیں تھی بلکہ ایک بشری خطاء تھی۔

قدرت کا لکھے ہوئے کا مجھے طعنہ دیتے ہو:

حضرت آدم علیہ السلام چونکہ معافی مانگ چکے تھے معافی مل چکی تھی توبہ واستغفار کی بدولت۔ ایسے کام کا طعنہ تو نہیں دیا جا سکتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے تقدیر کا سہارا نہیں لیا کہ یہ تقدیر میں لکھا ہوا تھا میں کیا کرتا۔ اور یہ بات کہ تقدیر کا لکھا ہے۔ عالم برزخ میں موت کے بعد فرمایا۔ زندگی میں گناہ پر تقدیر کا سہارا لینا ٹھیک نہیں ہے ورنہ سارے دنیا کے گناہگار بری الذمہ ہو جائیں گے اور گناہ عام ہوگا۔

حدیث نمبر ۹۳: حدثنا عبدالله... لا یؤمن عبد حتی یؤمن باربع... وبالبعث بعد الموت والقدر.

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ جو چار چیزوں پر ایمان نہ لائیں وہ مومن نہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا (۲) میں اللہ کا رسول ہوں (۳) مرنے کے بعد اٹھانے پر (۴) تقدیر پر۔

تشریح: ''لا یؤمن'' سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث میں ''لا یؤمن'' سے مراد نفس ایمان ہے کمال ایمان نہیں۔ البتہ کتاب الایمان میں تمام احادیث میں ''لا یؤمن'' کمال ایمان کیلئے تھا۔

حدیث نمبر ۹۴: حدثنا ابوبکر... ان الله خلق للجنة اهلا خلقهم لها وهم فی اصلاب آبائهم... آبائهم.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے انصار کے ایک بچے کا جنازہ پڑھایا تو میں نے کہا کہ اس کیلئے خوشخبری ہے کہ اس نے نہ تو کوئی برا عمل کیا اور نہ ہی بلوغت کو پہنچا۔ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ۔ پھر فرمایا کہ کچھ لوگوں کو باپ کے پشت میں ہوتے ہوئے جنت کیلئے پیدا کیا گیا، اور کچھ کو اس کے صلب میں ہوتے ہوئے جہنم کیلئے پیدا کیا گیا۔

تشریح: طوبیٰ سے کیا مراد ہے؟

(۱) طوبیٰ جنت میں ایک درخت کا نام ہے (۲) جنت ہی کو طوبیٰ کہتے ہیں (۳) طوبیٰ خوشی کو کہتے ہیں (۴) طوبیٰ نیکی کو کہتے ہیں (۵) طوبیٰ کا مطلب راحت وسکون کے ہے۔

چڑیا سے تشبیہ کیوں دی؟ اور ''ولم یدرکہ'' کا کیا مطلب؟

(۱) چڑیا کیونکہ گناہوں سے پاک ہوتی ہے اس طرح بچہ بھی پاک (۲) چڑیا کیونکہ چھوٹی ہوتی ہے اسی طرح بچہ بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ ''ولم یدرکہ'' مطلب یہ ہے کہ بچہ چھوٹا ہوتا ہے اعمال اور احکام کا مکلف ہی نہیں ہوتا عدم بلوغیت کی وجہ سے اس کے لئے کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوتا نہ ہی لکھا جاتا ہے۔

مسلمان بچوں کا حکم آخرت کے لحاظ سے:

مسلمانوں کے بچے تو یقینی جنتی ہیں۔

کفار ومشرکین کے بچوں کا حکم:

ان کے متعلق تین مذاہب ہیں (۱) بعض خوارج کا مسلک ہے کہ بچے تبعاً للوالدین جہنمی ہیں (۲) بعض حضرات نے فرمایا اس میں توقف کرنا چاہیے (۳) اہلسنت والجماعت اور جمہور امت نے فرمایا کہ بچے جنتی ہیں۔

حدیث نمبر ۹۵: حدثنا ابو بکر... یخاصمون النبی فی القدر فنزلت هذه الایة یوم یسحبون... خلقناه بقدر۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ قریش نے سرکار دوعالم ﷺ کے ساتھ مسئلہ قدر پر جھگڑا کرنے لگے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی "یوم یسحبون فی النار... الخ"۔

تشریح: کفار کی گفتگو کا مقصد کیا تھا؟

مسئلہ قدر کے متعلق تو اچھی طرح جانتے تھے مگر گفتگو کا مقصد بحث و جھگڑا تھا۔

حدیث نمبر ۹۶: حدثنا ابو بکر... من تکلم فی شیء من القدر سئل عنه یوم القیامة ومن لم یتکلم فیه لم یسال عنه.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن ملیکہؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مسئلہ قدر کا ذکر کیا، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسئلہ قدر پر بحث کرنے والے سے قیامت کے دن باز پرس ہوگی اور بحث نہ کرنے والے سے نہیں ہوگی۔

تشریح: کیا قدر کے بارے میں گفتگو کرنے پر قیامت کے دن سوال ہوگا؟

قدر کے بارے میں یا تو بحث مباحثہ عقلی دلائل کی روشنی میں ہوگا یا نقلی دلائل کی روشنی میں۔ عقلی دلائل کی روشنی میں بحث مباحثہ ممنوع ہے قیامت کے دن سوال ہوگا۔ نقلی دلائل پر گفتگو صحابہ کرامؓ سے ثابت ہے جائز ہے۔ اس مسئلہ میں محتاط رہنا چاہیے۔ ایسی گفتگو سے حاصل کچھ نہیں ہوگا کیونکہ تقدیر اللہ تعالیٰ کا راز ہے جو سب سے مخفی رکھا گیا ہے تو پھر ایسے راز کو اللہ جل شانہ کے سپرد کر دینا چاہیے۔

حدیث نمبر ۹۷: حدثنا علی... وهم یختصمون فی القدر... بهذا امرتم وبهذا خلقتم... وتخلفی عنه.

مفہوم: عمرو بن شعیبؒ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ اپنے صحابہؓ میں تشریف لائے وہ لوگ مسئلہ تقدیر پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے آپ کا چہرۂ انور شدت غضب سے اس طرح سرخ ہو گیا کہ گویا انار نچوڑ دیا گیا ہو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس کے مکلف ہو یا تم اس کیلئے پیدا کئے گئے ہو کہ تم قرآن کریم کی آیات کو دوسری بعض پر چسپاں کرتے ہو تم سے پہلے کی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس مجلس کے ترک پر شدید افسوس ہوا جس میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ میری شرکت نہ ہو سکی لیکن اس مجلس میں شرکت پر افسوس نہ ہوا۔

حدیث نمبر ۹۸: حدثنا ابو بکر... فیجرب الابل کلها قال ذلکم القدر فمن اجرب الاول.

مفہوم: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ چھوت، بدشگونی اور پرندے سے بدفالی اسلام میں نہیں ہے۔ ایک اعرابی نے کہا کہ یا رسول اللہ ایک اونٹ کو کھجلی ہونے سے دوسرے اونٹوں کو بھی کھجلی لگ جاتی ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تقدیر کی باتیں ہیں، تو پھر پہلے اونٹ میں کھجلی کس نے پیدا کی۔

تشریح: عدویٰ کسے کہتے ہیں؟

جب ایک بیمار سے بیماری متعدی ہو کر دوسرے کو لگ جائے تو اسے عَدویٰ کہتے ہیں۔ حدیث میں یہ بتانا مقصود ہے کہ کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس کو بیماری لگنا ہوتی ہے لگ جاتی ہے ورنہ سب سے پہلے کو مرض کیسے لگتا ہے۔

اشکال:...... دوسری حدیث میں "فر من المجذوم" فرمایا، متعدی نہیں تو فرار کیوں؟

جواب:...... ٹھیک ہے بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں جیسے امراض وبائیہ، جدری، نجر، جرب، خصبہ، جذام وغیرہ لیکن یاد رہے کہ بیمار سے ملنا بیماری لگنے کا سبب بھی نہیں ہوتا بلکہ علت حقیقی اللہ تعالیٰ ہیں۔ باقی "فر من المجذوم" جیسی روایات میں تاویل یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ بیمار کے پاس جائے گا تو بیماری اللہ جل شانہ کے حکم سے لگ گئی تو یہ سمجھے گا بیماری بیمار کی وجہ سے لگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان نہیں جائے گا نتیجۃً عقیدہ خراب ہو جائے گا۔

طِیَرہ کا کیا مطلب ہے؟

"طیرہ" بدفالی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ عرب کہیں سفر کرتے تو کسی پرندے کو اڑا کر دیکھتے دائیں طرف اڑتا تو ٹھیک اور بدفالی سمجھتے اور سفر مؤخر کرتے۔ اس کا حدیث میں رد کیا گیا ہے کہ یہ عقیدہ درست نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ پر یقین کامل رکھو۔

ولا ھامہ کا مطلب کیا ہے؟

اس بارے میں کئی اقوال ہیں (۱) بعض نے لکھا کہ ایک پرندہ ہے جو میت کی خبریں لاتا اور لے جاتا ہے اس کے گھر سے (۲) بعض نے فرمایا مقتول میت کے سر سے نکلا ہوا پرندہ ہے پانی مانگتا رہتا ہے جب تک قاتل قتل نہ کیا جائے (۳) بعض نے کہا ایک پرندہ ہے جو میت کی بوسیدہ ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے (۴) بعض نے "ہامہ" اُلّو کو کہتے ہیں (۵) بعض نے کہا رات کو اڑنے والا خاص پرندہ ہے۔

حدیث نمبر ۹۹: حدثنا علی... تشھد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ وتومن بالقدر کلھا خیرھا وشرھا حلوھا ومرھا.

مفہوم: شعبیؒ سے روایت ہے کہ حضرت عدی بن حاتمؓ کوفہ تشریف لانے پر فقہائے اہل کوفہ کا وفد ان کے پاس پہنچا اور حدیث بیان کرنے کیلئے کہا۔ انہوں نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے مجھے اسلام قبول کرنے کو کہا اور فرمایا کہ محفوظ ہو جاؤ گے۔ میں نے اسلام کے متعلق عرض کیا، تو فرمایا کہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا، تقدیر اور ہر اچھی بری میٹھی کڑوی پر ایمان لانا۔

حدیث نمبر ۱۰۰: حدثنا محمد... مثل القلب مثل الریشۃ الریاح بفلاۃ.

مفہوم: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے دل کو پر کے ساتھ تشبیہ دی جیسا کہ ہوائیں اس کو چٹیل میدان میں الٹ پلٹ کرتی ہے۔

تشریح :دل کی مثال پر کی طرح ہے:

جس طرح ہر طرف سے ہوائیں میدان میں پڑے ہوئے پر کو ادھر ادھر کرتی رہتی ہیں اسی طرح دل بھی نیکی اور بدی کی طرف ہوتا رہتا ہے۔ کبھی نیکی کے خیالات غالب اور کبھی گناہ کے خیالات غالب ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۱: حدثنا علی... فقال النبی ماقدر لنفس شیئا الا ھی کائنة.

مفہوم: حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اپنی باندی سے عزل کرتا ہوں۔ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ جو اس کے مقدر میں ہوگا وہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ وہ شخص کچھ عرصہ بعد آیا اور کہا کہ وہ حاملہ ہوگئی۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے وہی جملہ دہرایا۔

تشریح :عزل کی تعریف:

عزل کے لغوی معنی علیحدہ کرنا اور جدا کرنا۔ اور اصطلاحی معنی حمل ٹھہرنے کے خوف سے جماع کرتے وقت منی کو فرج سے باہر گرانا۔

عزل جائز ہے یا نہیں؟

جمہور فقہاء کے نزدیک اگر عورت کمزور ہو اپنا خوف یا بچے کا خوف ہو تو عزل جائز ہے۔

البتہ بعض علماء و فقہاء کے نزدیک مکروہ و ناجائز ہے۔

باندی سے عزل کا حکم:

باندی سے عزل جائز ہے چاہے وہ راضی ہو یا ناراض۔

بیوی سے عزل کا حکم:

(۱) شوافع کے نزدیک بیوی سے عزل جائز ہے بغیر اس کی رضامندی کے (۲) احناف کے نزدیک بیوی کی رضامندی سے عزل جائز ہے ورنہ نہیں۔

باندی کسی کی منکوحہ ہو تو عزل کا حکم:

(۱) اگر باندی کسی کے نکاح میں ہو تو اس کے مالک کی اجازت سے عزل جائز ہے (۲) امام ابو یوسف کے نزدیک اسی باندی سے اجازت ضروری ہے مولیٰ سے نہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۲: حدثنا علی... لا یرد القدر الا الدعاء وان الرجل لیحرم الرزق بخطیئة یعملھا.

مفہوم: حضرت ثوبان ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیکی کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھاتی ہے، اور دعا کے علاوہ تقدیر کو کوئی چیز بدل نہیں سکتی ہے۔ بندہ اپنی گناہوں کی وجہ سے محروم کیا جاتا ہے۔

تشریح :کیا تقدیر تبدیل ہو سکتی ہے؟

اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں (۱) اس سے تقدیر معلق مراد ہے کہ اگر کوئی شخص نیکی یعنی حج کرے گا تو اس کی عمر ۵۰

سال ہوگی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقدیر صرف مبرم ہے معلق نہیں ہے جبکہ بندوں اور لوح محفوظ کے لحاظ سے تقدیر معلق ہے۔

(۲) بعض نے فرمایا کہ تقدیر تو اٹل ہوتی ہے اس میں تغیر وتبدل نہیں ہوتا لیکن اگر تقدیر میں تبدیلی ہوسکتی تو نیکی یا دعا میں یہ طاقت ہے کہ تقدیر تبدیل کرسکتی ہیں۔اور گناہ میں یہ طاقت ونحوست ہے کہ رزق سے محرومی ہوتی ہے۔

اشکال:......اگر گناہ کی وجہ سے رزق سے محرومی ہوتی تو کفار وغیر مسلم، بھکاری وفقیر ہوتے؟

جواب:......(۱) مطلب یہ ہے کہ اس کے رزق سے برکت ختم ہوجاتی ہے اسے عیش، سکون اور راحت نصیب نہیں ہوتی

(۲) رزق سے محرومی کا مطلب ثواب سے محروم ہونا ہے۔

(۳) بعض حضرات نے فرمایا کہ عمر میں زیادتی تو نہیں ہوسکتی کیونکہ تقدیر تو اٹل ہے البتہ اس کی زندگی میں برکت بہت ہوجاتی ہے یعنی کم وقت میں زیادہ کام کرجاتا ہے جس کیلئے عمر نوح درکار ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۳: حدثنا هشام... قال بل فيما جف به القلم وجرت به المقادير وكل ميسر لما خلق.

مفہوم: حضرت سراقہ بن جعشم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ جن تقدیرات پر قلم خشک ہوچکا ہے کیا عمل ان میں سے ہے، اور مقادیر بھی جاری ہوگئیں یا امر مستانف ہے؟ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ عمل ان میں سے ہے جن پر قلم خشک ہوچکا ہے اور مقادیر بھی جاری ہوگئیں ہیں۔اور ہر ایک کو وہی دیا جائے گا جس کیلئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

تشریح: قلم خشک ہوچکا ہے:

تقدیر میں سب کچھ لکھا جاچکا ہے کہ زندگی میں نیک وبد اعمال ہوں گے۔ یہ سب اللہ کے علم میں پہلے سے ہیں اس لئے تقدیر کے تحت نیکیاں اور برائیاں لکھی ہوئی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۴: حدثنا محمد... ان مجوس هذه الامة المكذبون باقدار الله ان مرضوا فلا يعودو... فلا تسلموا هم.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجوس ہیں، اگر وہ بیمار ہوجائیں تو ان کی عیادت مت کرو، مرجائیں تو وہاں مت جاؤ اور ملاقات ہو تو سلام مت کرو۔

تشریح: مجوسی کسے کہتے ہیں؟ اور قدریہ کو مجوس سے تشبیہ کیوں دی؟

مجوسی ان کو کہتے ہیں جو دو معبودوں کے قائل ہوں یعنی ایک خالق خیر جسے یزداں کہتے ہیں دوسرا خالق شر جسے اہرمن کہتے ہیں۔

تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مجوس دو خداؤں کو مانتے ہیں اسی طرح قدریہ بھی دو معبودوں کو مانتے ہیں ایک خالق خیر یعنی اللہ تعالیٰ اور دوسرا خالق شر یعنی شیطان۔

اہلسنت والجماعت کا عقیدہ:

کہ جس طرح خیر کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں اسی طرح شر کے بھی خالق اللہ تعالیٰ ہیں۔البتہ ادباً شر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی جاتی۔مثال کے طور پر ایک بنگلہ زید بناتا ہے ایک ارب روپے کا لیکن اس میں ایک چھوٹا سا ''واش روم'' وغیرہ نہ بنائے تو بنگلہ اچھا نہیں لگتا حالانکہ ''غسل خانہ'' کوئی اچھی چیز نہیں لیکن بنگلہ کے ساتھ لازمی چیز ہے ورنہ بنگلہ بے کار۔

کیا قدریہ کافر ہیں؟ عبادت جنازہ پڑھنا گناہ ہے؟ حدیث کا مطلب؟

اہل سنت والجماعت وجمہور فقہاء کے نزدیک "قدریہ" مسلمان ہیں البتہ اس عقیدے کی وجہ سے فسق وفجور میں مبتلا ہوئے ہیں فاسق سے زیادہ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ باقی یہ حدیث توبیخ وتشدید پر محمول ہے کہ شاید ان کی اصلاح ہو جائے۔

١١. باب في فضائل اصحاب رسول اللهﷺ

فضائل حضرت ابی بکر الصدیقؓ

حدیث نمبر ١٠٥: حدثنا علي... ولو كنت متخذا خليلا لاتخذت ابابكر خليلا ان صاحبكم خليل الله... نفسه.

مفہوم: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ سیدالرسل ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر صدیقؓ کو بناتا، اور تمہارا صاحب اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ حضرت وکیعؒ نے کہا کہ صاحب سے اپنی ذات مراد لیا ہے۔

حدیث نمبر ١٠٦: حدثنا ابوبكر... مانفعني مال قط مانفعني مال ابي بكر قال فبكى ابو بكر... يارسول الله.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ ابوبکرؓ کے مال نے فائدہ دیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ رو پڑے اور کہا کہ میں اور میرا مال آپ کیلئے ہے۔

حدیث نمبر ١٠٧: حدثنا هشام... ابوبكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبين... مادام حيين.

مفہوم: حضرت علیؓ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے علاوہ تمام اولین اور آخرین میں سے ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہوں گے۔ اے علی کرم اللہ وجہہ ان دونوں کی حیات میں ان کو اس بات سے آگاہ نہیں کرنا۔

حدیث نمبر ١٠٨: حدثنا علي... كما يرى الكوكب الطالع في الافق من افاق السماء وان ابابكر وعمر منهم وانعما.

مفہوم: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ اونچے طبقے والے نیچے طبقے والے کو ایسا دیکھیں گے جیسے افق آسمان پر نکلنے والا ستارہ دکھائی دیتا ہے، اور فرمایا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ ان سے بھی آگے ہوں گے۔

حدیث نمبر ١٠٩: حدثنا علي... لا ادري ماقدر بقائي فيكم فاقتدوا بالذين من بعدي واشار الى ابي بكر وعمر.

مفہوم: حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری حیات کا کچھ پتہ نہیں البتہ میرے مرنے کے بعد ان دونوں کی اقتداء کرنا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

حدیث نمبر ١١٠: حدثنا علي... يقول ذهبت انا ابوبكر وعمر اظن ليجعلنك الله مع صاحبيك.

مفہوم: حضرت ابن ابی ملیکہؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب حضرت عمرؓ (وفات کے بعد) تخت پر (غسل کیلئے) رکھے گئے تو لوگ انہیں کفنانے لگے اور حضرت عمرؓ کو تخت سے اٹھائے جانے سے قبل لوگ دعا واستغفار کرتے رہے۔ لوگ ان کی تعریف اور ان کے حق میں دعا کرتے رہے اور لوگوں میں میں بھی تھا مگر مجھے ایک آدمی کے علاوہ کسی سے بھیڑ محسوس نہیں ہوئی البتہ ایک شخص مجھے برابر دھکا دیتا رہا یہاں تک اس نے میرے مونڈھے پکڑ لئے میں

مڑا تو اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کلمات ترحم کہہ رہے تھے پھر کہنے لگے اے عمر تم نے اپنے پیچھے کسی ایسے آدمی کو نہیں چھوڑا جو میرے نزدیک اس قدر محبوب ہو اس جیسے عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے کسی نے ملاقات نہیں کی اور خدا کی قسم میرا خیال یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا، اسلئے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے بہت زیادہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ذهبت انا وابو بكر وعمر دخلت انا ابو بكر وعمر..... الخ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ ساتھ چلے میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ساتھ داخل ہوئے اور میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ ساتھ نکلے، اسلئے میرا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے دونوں دوستوں کے ساتھ ضرور بالضرور رکھے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۱: حدثنا علي... قال خرج رسول الله بين ابي بكر وعمر فقال هكذا نبعث.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے اور فرمایا کہ اسی طرح ہم حشر کے دن اٹھائے جائیں گے۔

حدیث نمبر ۱۱۲: حدثنا ابو شعيب... ابو بكر وعمر سيدا كهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين۔

مفہوم: حدیث نمبر ۱۰۷ جیسا مفہوم ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۳: حدثنا احمد... يا رسول الله اى الناس احب اليك قال عائشة قيل من الرجال قال ابوها.

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہ۔ پھر پوچھا گیا مردوں میں سے؟ فرمایا کہ ان کے والد (یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔

فضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۱۴: حدثنا علي... اى اصحابه كان احب اليه قالت ابو بكر قلت ثم ايهم قالت عمر... فقالت ابو عبيدة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ سرکار دو عالم ﷺ کو صحابہ میں سے سب سے زیادہ کون محبوب تھا؟ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ۔

حدیث نمبر ۱۱۵: حدثنا اسماعيل... نزل جبرائيل فقال يا محمد لقد استبشر اهل السماء باسلام عمر.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر فرمایا کہ ان کے اسلام لانے سے آسمان والوں کو بہت خوشی ہوئی۔

حدیث نمبر ۱۱۶: حدثنا اسماعيل... اول من يصافحه الحق عمر... واول من ياخذ بيده فيدخله الجنة.

مفہوم: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ مصافحہ کرے گا اور جن کو پہلے جنت میں داخل کرے گا۔

حدیث نمبر ۱۱۷: حدثنا محمد... اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعے اسلام کو عزت دے۔

حدیث نمبر ۱۱۸: حدثنا علی۔۔۔یقول خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر وخیر الناس بعد ابی بکر عمر۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن سلمہ ؓ نے کہا کہ حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر ؓ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر ؓ۔

حدیث نمبر ۱۱۹: حدثنا محمد۔۔۔فاذا انا بامرأة تتوضأ الی جنب قصر فقلت لمن ھذا القصر فقال لعمر۔۔۔اغار۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے سوتے ہوئے خواب میں ایک محل دیکھا جس کے پاس ایک عورت بیٹھ کر وضو کر رہی تھی، میں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ کہا حضرت عمر ؓ۔ فرمایا کہ مجھے عمر کی غیرت یاد آئی۔ اس پر حضرت عمر ؓ رو پڑے اور فرمایا کہ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

حدیث نمبر ۱۲۰: حدثنا ابو سلمة۔۔۔یقول ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول بہ۔

مفہوم: حضرت ابوذر ؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر ؓ کے زبان پر حق جاری کر دیا ہے جس کو وہ بیان کرتے ہیں۔

فضل حضرت عثمان ؓ

حدیث نمبر ۱۲۱: حدثنا ابو مروان۔۔۔قال لکل نبی رفیق فی الجنة ورفیقی فیھا عثمان بن عفان۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کیلئے جنت میں دوست ہوتا ہے اور میرے دوست عثمان بن عفان ؓ ہوں گے۔

حدیث نمبر ۱۲۲: حدثنا ابو مروان۔۔۔ان اللہ قد زوجک ام کلثوم بمثل صداق رقیة علی مثل صحبتھا۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی حضرت عثمان ؓ کے ساتھ مسجد کے دروازے پر ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ اے عثمان حضرت جبرائیل علیہ السلام خبر لائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شادی رقیہ رضی اللہ عنہا کے مہر مثل اور انہی کے برابر صحبت پر ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ کر دی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳: حدثنا علی۔۔۔فوثبت فاخذت بضبعی عثمان ثم استقبلت رسول اللہ فقلت ھذا قال ھذا۔

مفہوم: حضرت کعب بن عجرہ ؓ نے کہا کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ ایک فتنہ عنقریب آرہا ہے پھر آپ نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جس کا سر ڈھکا ہوا تھا کہ یہ اس دن حق پر ہوگا۔ راوی نے کہا کہ میں نے یکا یک حضرت عثمان ؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یہی ہے؟ فرمایا کہ ہاں۔

حدیث نمبر ۱۲۴: حدثنا علی۔۔۔یاعثمان ان ولاک اللہ ھذا الامر یوما فاراد ک المنافقون ان تخلع قمیصک۔۔۔انسیتہ۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عثمان ؓ کو تین مرتبہ فرمایا کہ اے عثمان ؓ اگر خلافت کا معاملہ تجھے سپرد کیا جائے اور منافقین آپ ؓ کے اس قمیص کو اتارنا چاہیں تو اس کو مت اتارنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے

پوچھا گیا کہ اس حدیث کو بیان کرنے سے کیا چیز مانع تھی؟ فرمایا کہ میں بھول گئی تھی۔

حدیث نمبر ۱۲۵: حدثنا محمد... قلنا الاندعوا لك عمر فسكت قلنا الا ندعوا لك عثمان قال نعم... ذلك اليوم.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیماری کے دوران فرمایا کہ مری خواہش ہے کہ میرے اصحاب میں سے کوئی میرے پاس ہو، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا دیں؟ پھر بھی آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ ہم نے عرض کیا کیا حضرت عثمان کو بلا دیں؟ فرمایا ہاں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور تنہائی میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو فرما رہے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چہرہ رد و بدل ہو رہا تھا، حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوسہلہ مولیٰ عثمان نے رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے دن فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے صبر کی وصیت کی تھی اس لئے میں وصیت پر قائم ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث میں بیان فرمایا (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق) کہ میں صبر کرنے والا ہوں۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے دن لوگ ان کے صبر کو دیکھ رہے تھے۔

فضائل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۲۶: حدثنا علی... عهد الی النبی الامی انه لا يحبني الا مؤمن ولا يبغضني الا منافق.

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے سوا مجھ سے کوئی محبت اور منافق کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھے گا۔

حدیث نمبر ۱۲۷: حدثنا محمد... قال لعلی الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی.

مفہوم: ابراہیم بن سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم ہارون علیہ السلام کے درجے میں رہو جس طرح وہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲۸: حدثنا علی... فاخذ بید علی... قال فهذا ولی من انا مولاه اللهم وال من والاه اللهم عاد من عاداه.

مفہوم: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حج کے موقع لوگوں کو نماز پڑھائی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ کیا میں مؤمنوں کو ان کی جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہوں؟ عرض کیا گیا کیوں نہیں۔ پھر یہی بات دہرائی، تو صحابہ نے پھر وہی جواب دیا۔ فرمایا کہ علی اس شخص کا ولی ہے جس کا میں ولی ہوں، اے اللہ جو علی کو دوست رکھے اس کو دوست اور جو ان سے عداوت رکھے ان سے عداوت رکھ۔

حدیث نمبر ۱۲۹: حدثنا عثمان... لابعثن رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله... فبعث الی علی فاعطاها اياه.

مفہوم: عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ روایت کرتے ہیں کہ ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ گرمی کا لباس سردی میں اور سردی کا لباس گرمی میں پہن لیتے تھے پس ہم نے کہا کاش! آپ کرم اللہ وجہہ اس کے متعلق معلوم کر لیتے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن مجھے بلایا، جبکہ میں آشوب چشم میں مبتلا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں تو آشوب چشم میں مبتلا ہوں تو آپ نے میری آنکھ میں تھتکار دیا، اور دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان کی آنکھ سے گرمی سردی کو دور کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس دن سے مجھے گرمی سردی کا احساس تک نہ ہوا اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں جو بھاگنے والا نہیں ہے چنانچہ لوگ اس کا انتظار کرنے لگے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور علم جہاد انہیں عطا فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۳۰: حدثنا محمد... الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة وابوهما خير منهما.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اہل جنت کے سردار ہوں گے اور ان کے والدان سے بہتر ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۱: حدثنا ابوبكر... يقول على مني وانا منه ولا يودى عني الا على.

مفہوم: حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے ہوں اور میری طرف سے ادائیگی صرف علی رضی اللہ عنہ ہی کر سکتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۲: حدثنا محمد... قال على انا عبدالله واخو رسوله وانا الصديق الاكبر... صليت قبل الناس بسبع سنين.

مفہوم: حضرت عباد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ، اس کے رسول ﷺ کا بھائی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں۔ میرے بعد جھوٹا شخص ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۳۳: حدثنا على... يقول انت مني بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه لا نبي بعدى... ورسوله.

مفہوم: حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے کسی حج سے تشریف لائے تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور ان لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ ان لوگوں پر سخت برہم ہوئے اور فرمایا تم یہ باتیں ایک ایسے شخص کے بارے میں کہہ رہے ہو جس کے بارے میں میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا دوست میں ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست ہے اور میں نے آپ سے یہ بھی فرماتے ہوئے سنا تم میرے نزدیک ایسے ہی ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کیلئے تھے مگر فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ نیز میں نے حضور اکرم ﷺ سے یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ آج میں علم ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

فضائل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۳۴: حدثنا على... فقال النبي ﷺ لكل نبي حواري وان حواري الزبير.

مفہوم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تین دفعہ فرمایا کہ قوم کے حالات سے کون مجھے باخبر کرے گا؟ تینوں مرتبہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں۔ اس پر فرمایا کہ ہر نبی کیلئے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۵: حدثنا على... قال لقد جمع لى رسول الله ﷺ ابويه عوم احد.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ احد کے موقع پر فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۳۶: حدثنا هشام... كان ابوك من الذين استجابوا لله وللرسول من بعد ما اصابهم القرح ابوبكر والزبير.

مفہوم: حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے والد ابوبکر رضی اللہ عنہ اور

زبیر ﷺ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے زخمی حالت میں سیدالانبیاء ﷺ کی پکار پر لبیک کہا۔

فضائل حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۳۷: حدثنا علی... ان طلحة مر علی النبی فقال شهید یمشی علی وجه الارض۔

مفہوم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سرکار دوعالم ﷺ کے پاس سے گزرے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شہید زمین پر چل رہا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۸: حدثنا احمد... نظر النبی ﷺ الی طلحة فقال هذا ممن قضی نحبه۔

مفہوم: حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سیدالرسل ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جن لوگوں کی نذر مکمل ہو چکی ہے یہ ان میں سے ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۹: حدثنا احمد... سمعت رسول اللہ ﷺ یقول طلحة ممن قضی نحبه۔

مفہوم: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مجلس میں تھے پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہی گزشتہ روایت کی مانند بیان کیا۔

حدیث نمبر ۱۴۰: حدثنا علی... قال رأیت ید طلحة شلاء وقی بها رسول اللہ ﷺ یوم احد۔

مفہوم: حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا جو غزوہ احد میں نبی کریم کو بچاتے ہوئے شل ہو گیا تھا۔

فضائل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۴۱: حدثنا محمد... فانه قال له یوم احد ارم سعد فداك ابی وامی۔

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کیلئے "فداك امی وابی" والے الفاظ نہیں سنے جو سیدالرسل ﷺ نے ان کیلئے غزوہ احد کے دن ادا کئے تھے۔

حدیث نمبر ۱۴۲: حدثنا محمد... انبأ اللیث بن سعد۔

حدیث نمبر ۱۴۳: ح و حدثنا هشام... لقد جمع لی رسول اللہ ﷺ یوم احد ابویه فقال ارم سعد فداك ابی وامی۔

مفہوم: سعید بن المسیبؒ وہی گزشتہ حدیث کے الفاظ خود حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۴: حدثنا علی... یقول انی لاول العرب رمی بسهم فی سبیل اللہ۔

مفہوم: حضرت قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اسلام کا پہلا تیرانداز ہوں۔

حدیث نمبر ۱۴۵: حدثنا مسروق... ماسلم احد فی الیوم الذی اسلمت فیه ولقد مکثت سبعة ایام وانی لثلث الاسلام۔

مفہوم: سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس دن میں نے اسلام قبول کیا اس دن کسی

اور نے نہیں کیا، اور میں سات دن تک ٹھہرا تھا اور میں ثلث اسلام ہوں۔

فضائل العشرة

حدیث نمبر ۱۴۶: حدثنا هشام...عاشر عشرة ابوبكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة...من التاسع قال أنا.

مفہوم: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ دس میں سے دسویں تھے چنانچہ فرمایا کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہم جنتی ہیں پھر ان سے معلوم کیا گیا ہے کہ نواں کون ہے؟ فرمایا: نواں میں ہوں۔

حدیث نمبر ۱۴۷: حدثنا محمد...وعدهم رسول الله ﷺ ابوبكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة...وسعيد بن زيد.

مفہوم: حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ حراء ٹھہر جا سلئے کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور ایک شہید کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور سید الکونین ﷺ نے ان لوگوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت ابن عوف اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم کو شمار کرایا ہے۔

فضائل حضرت ابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۴۸: حدثنا علي...عن سفيان.

حدیث نمبر ۱۴۹: ح وحدثنا محمد...قال لاهل نجران سابعث معكم رجلا حق امينا...ابا عبيدة بن الجراح.

مفہوم: حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اہل نجران سے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایسے شخص کو روانہ کر رہا ہوں جو سب سے زیادہ امین ہوگا۔ لوگ انتظار کرنے لگے کہ وہ کون ہوگا؟ تو سید الرسل ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۵۰: حدثنا علي...قال لابي عبيدة بن الجراح هذا امين هذه الامة.

مفہوم: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو اس امت کا امین ٹھہرایا۔

فضائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۵۱: حدثنا علي...لو كنت مستخلفا احدا عن غير مشورة لاستخلفت ابن ام عبد.

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو حضرت ابن ام عبد رضی اللہ عنہ (یعنی عبداللہ بن مسعود) کو کسی سے مشورہ لئے بغیر ہی خلیفہ بنالیتا۔

حدیث نمبر ۱۵۲: حدثنا الحسن...قال من احب ان يقرأ القرآن غضا كما انزل فليقرأ على قراءة ابن ام عبد.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو اس حالت میں پڑھنا چاہے جس حالت میں اترا ہے تو وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرح پڑھے۔

حدیث نمبر ۱۵۳: حدثنا علي...قال لي رسول الله ﷺ اذنك علي ان ترفع الحجاب وان تستمع سوادي حتى انهاك.

مفہوم: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الانبیاء ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تیری اجازت یہ ہے کہ پردہ اٹھا دیا کرو اور یہ کہ تم راز کی بات سنو یہاں تک کہ میں تم کو منع کردوں۔

فضل حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۵۴: حدثنا محمد... فاذا رأوا الرجل من اهل بيتي قطعوا حديثهم... ولقرابتهم مني.

مفہوم: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کے کچھ لوگ باتوں میں مصروف تھے میرے آنے پر وہ خاموش ہو گئے تو میں نے اس کا ذکر سرکار دو عالم ﷺ سے کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی وجہ سے لوگ اپنی گفتگو کیوں روکتے ہیں۔ واللہ! ایمان اس وقت تک مومن کے دل میں نہیں جا سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ اور میرے ساتھ قرابت کی وجہ سے تعلق نہ رکھے۔

حدیث نمبر ۱۵۵: حدثنا عبد الوهاب... فمنزلي ومنزل ابراهيم في الجنة يوم القيمة تجاهين والعباس بيننا مؤمن بين خليلين.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرح مجھے خلیل بنایا، روز قیامت میرا اور ابراہیم کا مقام آمنے سامنے ہوگا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں کے بیچ مومن کی حیثیت سے ہوں گے۔

فضائل الحسن والحسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

حدیث نمبر ۱۵۶: حدثنا احمد... قال للحسن اللهم اني احبه فاحبه واحبب من يحبه قال وضمه الى صدره.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ میں حسن رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو ان سے محبت کرے ان سے بھی۔ پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سینے سے لگا لیا۔

حدیث نمبر ۱۵۷: حدثنا علي... من احب الحسن والحسين فقد احبني ومن ابغضهما فقد ابغضني.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والے مجھ سے محبت کرتے ہیں، اور ان دونوں سے بغض رکھنے والے مجھ سے بغض رکھتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۸: حدثنا يعقوب... حسين مني وانا من حسين احب الله من احب حسينا حسين سبط من الاسباط.

مفہوم: حضرت سعید بن ابی راشد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ سید الانبیاء ﷺ کے ساتھ کسی دعوت میں کھانے کیلئے نکلے، اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ گلی میں کھیل رہے تھے، سرکار دو عالم ﷺ لوگوں سے آگے بڑھے آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، ادھر ادھر بھاگنے لگے اور حضور اکرم ﷺ ان کو ہنساتے جاتے تھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو پکڑ لیا اور ایک ہاتھ ان کی تھوڑی کے نیچے رکھا اور دوسرا ہاتھ سر کے پیچھے رکھا اور بوسہ لیا، اور فرمایا کہ حسین رضی اللہ عنہ مجھ سے ہے اور میں حسین رضی اللہ عنہ سے ہوں جس نے حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نواسوں میں سے ایک نواسے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۹: حدثنا الحسن... قال رسول الله ﷺ لعلي وفاطمة والحسن والحسين انا سلم... اربتم.

مفہوم: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرور کونین ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ سب سے جو مصالحت کرے گا اس سے میں بھی مصالحت کروں گا اور میں آپ رضی اللہ عنہ سے بغض

رکھنے والوں کے ساتھ بغض رکھوں گا۔

فضل حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۶۰: حدثنا عثمان... فاستأذن عمار بن یاسر فقال النبی ﷺ ائذنوا له مرحبا بالطیب المطیب۔

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھا کہ اسی دوران حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان کو اجازت دیدو مرحبا بالطیب المطیب۔

حدیث نمبر ۱۶۱: حدثنا نصر... مرحبا بالطیب المطیب سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ملئ عمار ایمانا الی مشاشه۔

مفہوم: حضرت ہانی بن ہانی سے روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے تشریف لانے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرحبا بالطیب المطیب، پھر فرمایا کہ میں نے نبی کریم سے سنا کہ عمار رضی اللہ عنہ ایمان سے پوری طرح معمور ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر ۱۶۲: حدثنا ابو بکر... عبید اللہ بن موسیٰ۔

حدیث نمبر ۱۶۳: ح و حدثنا علی... عمار ماعرض علیه امران الا اختار الا رشد منهما۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ اگر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دو باتیں پیش آ جائے تو وہ نفع بخش بات اختیار کر لیتا ہے۔

فضل سلمان وابی ذر والمقداد رضی اللہ عنہم

حدیث نمبر ۱۶۴: حدثنا اسماعیل... ان اللہ امرنی بحب اربعة... علی منهم یقول ذلک ثلاثا وابو ذر وسلمان والمقداد۔

مفہوم: حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں تین آدمیوں سے محبت کروں، اور راوی سے بھی فرمایا کہ تم بھی ان سے محبت کرو، عرض کیا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور تین مرتبہ فرمایا، پھر فرمایا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ۔

حدیث نمبر ۱۶۵: حدثنا احمد... کان اول من اظهر اسلامه... وعمار وامه سمیة وصهیب وبلال والمقداد... احد۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے اپنے اسلام کو سب سے پہلے ظاہر کیا وہ سات حضرات ہیں حضور اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ ہیں، بہر حال سید الرسل ﷺ کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ان کے چچا حضرت ابو طالب کے ذریعے کی، اور رہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تو ان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعے کرائی اور بقیہ حضرات کو مشرکین نے اپنے گرفت میں لے لیا، اور ان کو لوہے کی زرہیں پہنائی، اور چلچلاتی دھوپ میں پگھلایا، ان میں سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ جس نے بھی جو چاہا ملا مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خود کو اللہ کے راستے میں گرا رکھا اور اپنی قوم کیلئے سستے ہو گئے، چنانچہ مشرکین نے انہیں گرفتار کر کے بچوں کے حوالہ کر دیا جو انہیں مکہ کی گلیوں میں لے کر گھسیٹتے تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ "احد احد" کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۶: حدثنا علی... ولقد اتت علی ثلاثة ومالی ولبلال طعام یاکله ذو کبد الا ماواری ابط بلال.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس قدر تکلیف دی گئی کہ اتنی تکلیف کسی کو نہیں دی گئی اور مجھے اللہ کے راستے میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور میرے اوپر تیس راتیں ایسا بھی آیا کہ میرے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس کھانے کیلئے اتنی چیز بھی نہیں ہوتی تھی کہ کوئی زندہ شخص اس کو کھالے مگر جس کو بلال کی بغل چھپالیتی۔

فضائل حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۶۷: حدثنا علی.. فقال ابن عمر کذبت لا بل بلال رسول الله خیر بلال.

مفہوم: حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شاعر نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تعریف کی اور کہا کہ بلال بن عبداللہ خیر بلال ہے۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسے مت کہو بلکہ کہو کہ رسول کریم ﷺ کے بلال خیر بلال ہے۔

فضائل حضرت خباب رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۶۸: حدثنا علی... فجعل خباب یریه اثارا بظهره مما عذبه المشرکون.

مفہوم: ابو لیلیٰ الکندیؒ سے مروی ہے کہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریب آجاؤ اسلئے کہ عمار رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی شخص بھی اس مجلس میں بیٹھنے کا تم سے زیادہ حقدار نہیں ہے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ اپنے پشت کے وہ نشانات دکھانے لگے جو مشرکین کی سزا دینے کی وجہ سے ہوئے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۹: حدثنا محمد... الا وان لکل امة امینا وامین هذه الامة ابو عبیدة بن الجراح.. مثله.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں میرے ساتھ زیادہ رحم کرنے والے ابوبکر رضی اللہ عنہ، اور اللہ کے دین میں سخت عمر رضی اللہ عنہ، ان میں سب سے زیادہ سچے باحیا عثمان رضی اللہ عنہ، بہترین فیصلہ کن علی کرم اللہ وجہ اور اللہ کی کتاب کو سب سے زیادہ پڑھنے والے ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ، اور ان میں سب سے زیادہ حلال حرام سے واقف معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور علم فرائض کے سب سے زیادہ جاننے والے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور سنو ہر امت کیلئے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہیں۔

فضائل حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۷۰: حدثنا علی... ما اقلت الغبراء ولا اظلت الخضراء من رجل اصدق لهجة من ابی ذر.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچا کوئی نہیں ہے۔

فضائل حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۷۱: حدثنا هناد... والذی نفسی بیده لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنة خیر من هذا.

مفہوم: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ کو ریشم کا کپڑا بطور ہدیہ پیش کیا گیا تو لوگ اس کو دیکھنے

لگے۔ اس پر سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہیں اس پر حیرانگی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جی ہاں، فرمایا کہ واللہ جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ جنت میں اس سے بہتر رومال حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کیلئے ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۲: حدثنا علی... قال رسول اللہ ﷺ اهتز عرش الرحمن عز وجل لموت سعد بن معاذ.

مفہوم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات سے رحمٰن کے عرش نے حرکت کی۔

فضائل حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۷۳: حدثنا محمد... فقال اللهم ثبته واجعله هاديا مهديا.

مفہوم: حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے اسلام لانے کے بعد نبی کریم ﷺ نے مجھے کسی چیز سے منع نہیں کیا اور مجھ دیکھ کر مسکراتے۔ پھر میرے شکایت کرنے پر کہ گھوڑے پر میرا ثبات نہیں ہوتا سید الرسل ﷺ نے مجھے یہ دعا دی "اللهم ثبته واجعله هاديا مهديا"۔

فضائل اہل بدر

حدیث نمبر ۱۷۴: حدثنا علی... ماتعدون من شهد بدرا فيكم قالوا خيارنا قال كذلك هم عندنا خيار الملائكة.

مفہوم: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یا کوئی اور فرشتہ سرکار دو عالم ﷺ کے پاس تشریف لایا اور بدر کے شرکاء کے بارے میں رائے پوچھی، سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم میں بہتر ہیں، فرشتے نے کہا کہ ملائکہ میں بھی بہتر ہیں۔

فضائل الصحابۃ

حدیث نمبر ۱۷۵: حدثنا محمد... وكيع.

حدیث نمبر ۱۷۶: وحدثنا ابو كريب... لاتسبوا اصحابي... لو ان احدكم انفق مثل احد ذهبا ما ادرك مد احدهم ولا نصيفه.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو برا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم لوگ اللہ کے راہ میں احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرو تو بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک مد تو کیا اس کی نصف مد ثواب تک بھی اس کا ثواب نہیں پہنچتا۔

حدیث نمبر ۱۷۷: حدثنا علی... لا تسبوا اصحاب محمد ﷺ فلمقام احدهم ساعة خير من عمل احدكم عمره.

مفہوم: حضرت نسیر بن ذعلوق نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ صحابہ رسول ﷺ کو برا بھلا مت کہو کیونکہ ان کا تھوڑی دیر قیام کرنا تمہاری ساری زندگی کے عمل سے بہتر ہے۔

فضائل الانصار

حدیث نمبر ۱۷۸: حدثنا علی... من احب الانصار احبه الله ومن ابغض الانصار ابغضه الله... حدث.

مفہوم: حضرت براء بن عازب سے منقول ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ انصار سے محبت رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب

رکھتے ہیں، اور ان سے بغض رکھنے والے کو مبغوض رکھتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷۹: حدثنا عبدالرحمن... الانصار شعار والناس دثار ولو ان الناس استقبلوا وادیا او شعبا... من الانصار.

مفہوم: حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ حیثیت انصار شعار اور دوسرے لوگوں کی حیثیت دثار جیسی ہے۔ اور اگر لوگ کسی وادی یا پہاڑ کا اور انصار دوسری وادی یا پہاڑ کا سامنا کریں تو میں انصار کے ساتھ ہوں گا، اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔

حدیث نمبر ۱۸۰: حدثنا ابوبکر... رحم اللہ الانصار و ابناء الانصار و ابناء ابناء الانصار.

مفہوم: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انصار پر، ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد پر رحم کرے۔

فضائل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

حدیث نمبر ۱۸۱: حدثنا محمد... قال ضمنی رسول اللہ ﷺ الیہ قال اللھم علمہ الحکمۃ و تاویل الکتاب.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگا کر دعا فرمائی کہ اے اللہ اسے حکمت اور قرآن کا فہم عطا فرما۔

۱۲. باب فی ذکر الخوارج

حدیث نمبر ۱۸۲: حدثنا ابوبکر... لولا ان تبطروا حدثتکم بما وعد اللہ... ای ورب الکعبۃ ثلاث مرات.

مفہوم: حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خوارج میں سے ایک آدمی جس کا ہاتھ ناقص یا کٹا ہوگا اور وہ بھاری ہونٹ والا ہوگا، اگر آپ لوگ اس سے نہ اتراتے تو میں تم ایک حدیث بیان کرتا جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ہلاک ہوجائے گا۔ راوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سچ مچ آپ نے یہ حدیث سنی ہے، تو انہوں نے تین مرتبہ فرمایا کہ جی ہاں رب کعبہ کی قسم۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا؟

اگلی حدیث کی طرف اشارہ ہے جو آنے والی ہے۔

کیا خوارج کو مسلمان کہا جاسکتا ہے؟

اگرچہ ان کے عقائد گمراہ کن تھے لیکن تمام گمراہ کن عقائد کے باوجود مسلمان تھے۔ ان سے نکاح وغیرہ جائز ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ یہ کافر ہیں اور نہ ہی منافق بلکہ گمراہ ہیں۔

حدیث نمبر ۱۸۳: حدثنا ابوبکر... یخرج فی آخر الزمان قوم احداث الاسنان سفھاء الاحلام... لمن قتلھم.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی امی ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانے میں چھوٹے دانتوں والی اور موٹی عقلوں والی ایک قوم ہوگی جو اچھی گفتگو کریں گے، تلاوت قرآن کریں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم تک محدود ہوگا۔ تیر سے ترکش

کی طرح وہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج کردیئے جائیں گے اور ان سے ہر ملنے والے شخص کو وہ قتل کریں گے کیونکہ ان کے نزدیک قاتل سب سے زیادہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

تشریح: آخری زمانہ سے کون سا زمانہ مراد ہے؟

آخری زمانہ سے مراد خلافت راشدہ کا آخری زمانہ مراد ہے جس میں حضرت علی تھے۔ تو خوارج نے متعدد بار بغاوت کی بار بار سمجھانے کے باوجود ڈٹے رہے اپنے عقائد و نظریات کی بناء پر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کا خاتمہ کردیا۔

من خیر قول الناس سے کیا مراد ہے؟

(۱) اس سے قرآن پاک مراد ہے (۲) بعض نے فرمایا حدیث شریف مراد ہے۔

حلق سے نیچے نہیں اترے گا:

مطلب یہ ہے کہ گمراہ ہوں گے اپنی گمراہی کو چھپانے کیلئے قرآن کریم کو استعمال کریں گے۔

حدیث نمبر ۱۸۴: حدثنا ابو بکر... یذکر قوما یتعبدون یحقر احدکم صلوته مع صلاتهم.. فتماری هل یری شیئا ام لا.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا آپ نے سید الرسل ﷺ خوارج کے متعلق کوئی بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم ﷺ ایک قوم کا تذکرہ کر رہے تھے جو بہت عبادت گذار ہوگی حتی کہ تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے۔ وہ دین سے اسی طرح نکل جائے گی جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، آدمی اپنے تیر کو اٹھا کر اس کے پھل کو دیکھے پھر اس میں کچھ بھی نظر نہ آئے، پھر وہ تیر کی لکڑی کو دیکھے اس میں کوئی چیز نہ دیکھے۔ پھر اس کی نوک کو دیکھے اس میں بھی کچھ نہ دیکھے پھر تیر کے پر کو دیکھے تو اس کو شک ہونے لگا کہ اس میں کچھ ہے یا نہیں؟

حدیث نمبر ۱۸۵: حدثنا ابو بکر... سیکون بعدی من امتی قوما یقرأون القرآن لا یجاوز حلوقهم... رسول اللہ ﷺ.

مفہوم: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں سے ایک قوم ہوگی جو قرآن کریم پڑھے گی مگر قرآن کریم ان کے حلق سے نہ اترے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائے گی جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے پھر وہ دین کی طرف واپس نہیں آئی گی یہ مخلوق میں سب سے بدترین لوگ ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو حضرت رافع بن عمرو الغفاری رضی اللہ عنہ سے جو حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے بیان کیا، انہوں نے کہا یہ حدیث میں نے بھی حضور اکرم ﷺ سے بعینہٖ اسی طرح سنی تھی۔

حدیث نمبر ۱۸۶: حدثنا ابو بکر... لیقرأن ناس من امتی یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیة.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ قرآن کریم کو پڑھیں گے مگر وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۷: حدثنا محمد... لا یجاوز تراقیهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مقام جعرانہ میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے اور وہ مال غنیمت بلال ؓ کی گود میں پڑا ہوا تھا کہ اسی دوران ایک شخص نے کہا اے محمد ﷺ انصاف کرو، آپ انصاف نہیں کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے ہلاکت ہو اگر میں انصاف نہ کروں گا تو میرے بعد کون انصاف کرے گا۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے تا کہ اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ سرکار دو عالم نے فرمایا اس کی قوم میں ایک گروہ ہوگا جو قرآن کریم کی تلاوت کرے گا مگر وہ ان کی حلق سے نیچے نہ اترے گی وہ دین سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۸: حدثنا ابوبکر... قال رسول اللہ ﷺ الخوارج کلاب النار.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن اوفیٰ ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے خوارج کو جہنم کے کتے ٹھہرایا۔

حدیث نمبر ۱۸۹: حدثنا ھشام... کلما خرج قرن قطع اکثر من عشرین مرۃ حتی یخرج فی عراضھم الدجال.

مفہوم: حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ ایک جماعت جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ جب بھی ظاہر ہوں گے ان کو جڑ سے ختم کر دیا جائے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء ﷺ سے میں نے سنا کہ جب بھی وہ نکلیں گے تو مٹا دیئے جائیں گے، اس طرح بیس مرتبہ ہوگا یہاں تک دجال آ جائے گا۔

حدیث نمبر ۱۹۰: حدثنا بکر... یخرج قوم فی اخر الزمان... اذا رأیتموھم او اذا لقیتموھم فاقتلوھم.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ آخر وقت میں ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن کو پڑھے گی پھر قرآن ان کے حلقوں تک محدود ہوگا، ان کی علامت یہ ہے کہ وہ سر منڈے ہوں گے، پھر فرمایا کہ ایسے شخص کو دیکھتے یا ملتے ہی قتل کر دیا کرو۔

تشریح: کیا سر منڈانا بُرا فعل ہے؟ ہر سر منڈا خارجی ہوگا؟

فی نفسہ سر منڈانا برا نہیں کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی مستقل سنت ہے سر منڈانا۔ اور حج کے موقع کے پر سر منڈانا مستقل سنت ہے اور سرکار دو عالم ﷺ سے ثابت ہے اس لئے ہر سر منڈا خارجی نہیں ہوسکتا۔

نوٹ: آجکل بعض لوگ اعتراضاً تبلیغ جماعت پر یہی الزام لگاتے ہیں۔ یہ عدم علم کی نشانی ہے۔ کیونکہ تبلیغ جماعت میں ٹوٹل تین فیصد لوگ بھی سر نہیں منڈاتے۔ بہر حال حدیث میں حلق راس کو علامت بتایا خوارج کی مگر حلق کی مذمت نہیں فرمائی۔ حدیث میں "سیماھم التحلیق" سے مراد ظاہراً یا کہ وصاف باطناً یا کہ غلیظ ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث نمبر ۱۹۱: حدثنا سھل... قتلوا کلاب اھل النار قد کان ھولاء مسلمین فصاروا کفارا... من رسول اللہ ﷺ.

مفہوم: حضرت ابوامامہ باہلی ؓ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے جو قتل کئے گئے وہ سب سے بدتر مقتول ہیں، اور جن کو جہنم کے کتوں نے قتل کیا وہ سب سے بہترین مقتول ہیں۔ پوچھا گیا کہ کیا یہ آپ کی رائے ہے؟ کہا کہ نہیں بلکہ میں نے یہ سید البشر ﷺ سے سنا ہے۔

تشریح: حدیث میں کون لوگ مراد ہیں؟

اس میں دو قول ہیں (۱) خوارج کے سروں کا اشارہ ہے (۲) بعض نے فرمایا ان سے مراد مرتد ہیں۔

۱۳۔ باب فیما انکرت الجھمیۃ

حدیث نمبر ۱۹۲: حدثنا محمد... انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لاتضامون فی رویتہ... وقبل الغروب۔

مفہوم: حضرت جریر بن عبداللہ ؓ نے کہا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے چودھویں کے چاند کو دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ اس چاند کی طرح اپنے رب کو دیکھو گے کہ تمہیں دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ اگر تم چاہو کہ نماز فجر اور مغرب میں مغلوب نہ ہو تو یہ کرو پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی "وسبح بحمد... الخ"۔

تشریح: کیا رویت باری تعالیٰ ممکن ہے؟

(۱) آخرت میں دیدار الٰہی تو یقیناً ہوگا ہر مومن و مسلمان کو (۲) اہلسنت والجماعت و جمہور حضرات کا مذہب یہ ہے کہ دنیا میں بھی دیدار ممکن ہے لیکن کسی کو ہوا نہیں۔

اشکال:...... معتزلہ اور خوارج وغیرہ کہتے ہیں رویت باری تعالیٰ ناممکن ہے۔ دلیل: لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار۔

جواب:...... (۱) مطلب یہ ہے کہ ہر جانب سے احاطہ نہیں کیا جا سکتا، جبکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو ہر جانب سے احاطہ کر کے دیکھ سکتے ہیں (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت میں ادراک کی نفی ہے رویت کی نہیں۔

جمہورِ امت کے دلائل:

(۱) انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون (۲) وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ (۳) رب ارنی انظر الیک (٤) انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر۔

یہ باب کیوں قائم کیا گیا؟

جواب: امام ابن ماجہ خوارج، معتزلہ، جہمیہ پر رد کرنے کیلئے یہ احادیث لائے ہیں۔ گمراہ کن فرقے صفات باری تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اسلئے احادیث میں صفات باری تعالیٰ ثابت ہیں۔ یاد رہے گمراہ فرقے اعمال صالحہ کے فوائد اور گناہ کے نقصان نہیں مانتے۔ اسی طرح گمراہ فرقے جنت اور جہنم کی بقاء و دوام کے بھی منکر ہیں۔

چاند سے تشبیہ کیوں دی؟

کیوں چاند کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھا جا سکتا ہے چاہے بہت بڑا مجمع و کثیر مخلوق ہو۔ کوئی رکاوٹ آڑے نہیں آتی۔ اسی طرح کوئی رکاوٹ آڑے نہیں آئے گی قیامت کے دن دیدار آسانی سے کیا جا سکے گا۔

حدیث نمبر ۱۹۳: حدثنا محمد... تضامون فی رویۃ القمر لیلۃ البدر قالوا لا قال فکذلک لاتضامون فی رویۃ ربکم یوم القیامۃ۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ کیا تم لوگوں کو چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تکلیف ہوتی ہے؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ روز قیامت اپنے رب کو دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

حدیث نمبر ۱۹۴: حدثنا محمد... انکم لاتضارون فی رویتہ الا کما تضارون فی رویتھما

مفہوم: حضرت ابو سعید ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے دریافت کیا کہ کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ

کیا تم لوگ بوقتِ زوال سورج کو دیکھنے میں تکلیف محسوس کرتے ہو؟ کہا گیا کہ نہیں۔ پھر پوچھا کہ چودھویں کے چاند کو دیکھتے ہیں؟ کہا گیا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اسی طرح اپنے رب کو دیکھنے میں تکلیف محسوس نہیں کرو گے۔

حدیث نمبر ۱۹۵: حدثنا ابوبکر... الیس کلکم یری القمر مخلیا به قال قلت بلی قال فالله اعظم و ذلك آیة فی خلقه.

مفہوم: حضرت ابورزین ﷺ نے فرمایا کہ میں نے پوچھا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور مخلوق میں اس کی علامت کیا ہو گی؟ فرمایا کہ کیا تم چاند کو نہیں دیکھتے؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عظیم ہے مخلوق میں یہی علامت ہے۔

حدیث نمبر ۱۹۶: حدثنا ابوبکر... ضحك ربنا من قنوط عباده و قرب غیره... لن نعدم من رب یضحك خیرا.

مفہوم: حضرت ابورزین ﷺ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے بے پرواہ اور غیر اللہ سے قرب چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر ہنستے ہیں۔ راوی نے اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کے متعلق پوچھا تو فرمایا جی ہاں، پھر عرض کیا اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی وجہ سے ہم نیکی کرتے رہیں گے۔

تشریح: کیا باری تعالیٰ بھی ہنستے ہیں؟

(۱) ہنسا مجازاً استعمال ہوا ہے (۲) حقیقی طور پر ہنسا مراد ہو سکتا ہے لیکن ہنسا اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ہے۔ مخلوق کی طرح ہنسا نہیں۔ کیونکہ اس کی کیفیت کوئی نہیں جانتا۔

نوٹ: آگے بھی حدیث آرہی ہے کہ جس میں دو شخص ایک دوسرے کی جان کے دشمن لیکن دونوں جنتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں کہ انہیں معلوم نہیں کہ دونوں جنتی پھر بھی جانی دشمن ایک دوسرے کے۔

جہمیہ کا رد: یہ حدیث بھی رد ہے ''جہمیہ'' وغیرہ کا جو صفت ضحک تسلیم نہیں کرتے۔

حدیث نمبر ۱۹۷: حدثنا ابوبکر... قال کان فی عماء ما تحته هواء و ما فوقه هواء و ماء ثم خلق عرشه علی الماء.

مفہوم: حضرت ابورزین ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھے؟ فرمایا کہ وہ ایک ایسے رقیق بادل میں تھے جس کے نیچے اوپر ہوا اور پانی تھا، پھر عرش پانی کے اوپر پیدا کیا گیا۔

حدیث نمبر ۱۹۸: حدثنا حمید... یقول یدنی المؤمن من ربه یوم القیامة حتی یضع علیه کنفه ثم یقرره بذنوبه.

مفہوم: صفوان بن محرز المازنی کا بیان ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ کے ساتھ تھے اور وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے کہ اچانک ان کے پاس ایک شخص آکر کہنے لگا اے ابن عمر ﷺ! آپ نے وہ حدیث حضور اکرم ﷺ سے کس طرح سنی ہے جو آپ نے سرگوشی کے بارے میں فرمایا۔ حضرت ابن عمر ﷺ نے جواب دیا کہ میں نے سنا کہ سرور کونین ﷺ فرمارہے تھے کہ قیامت کے روز مؤمن اپنے پروردگار سے قریب ہوگا یہاں تک کہ رکھ دیگا اس پر اپنا مونڈھا پھر اس کے گناہوں کو ثابت کرے گا اور اللہ دریافت فرمائے گا کیا تم فلاں گناہ کو جانتے ہو؟ وہ عرض کرے گا ہاں جانتا ہوں یہاں تک کہ اقرار کرتا رہے گا جہاں تک خدا کو منظور ہوگا، وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا رہے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تمہارے گناہوں پر پردہ ڈال دیا تھا اور آج کے دن بھی میں اس کی مغفرت کردوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس کی نیکیوں کا صحیفہ یا اس کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رہے کافر اور منافق تو اس کے بارے میں تمام لوگوں کے سامنے برسر عام اعلان کیا جائے گا کہ یہی لوگ ہیں جنہوں

نے اپنے پروردگار پر جھوٹ بولا ہے، سنو ظالموں پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو۔

حدیث نمبر ۱۹۹: حدثنا محمد... فاذا الرب قد اشرف علیهم من فوقهم... و برکته علیهم فی دیارهم.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اس دوران کہ جنت والے اپنی اپنی نعمتوں میں ہوں گے کہ اچانک ان کے سامنے ایک نور ظاہر ہوگا چنانچہ اہل جنت اپنے اپنے سروں کو اٹھائیں گے تو رب تعالیٰ ہوگا جوان پر اوپر سے جلوہ افروز ہوگا اور کہے گا سلامتی ہو تم لوگوں پر اے اہل جنت، اور یہی مطلب اللہ تعالیٰ کے قول "سلام قولا من رب رحیم" کا ہے، اہل جنت اس کی طرف دیکھیں گے اور کسی بھی نعمت کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے وہ مسلسل اللہ تعالیٰ کو دیکھتے رہیں گے حتیٰ کہ وہ ان سے چھپ جائے گا اور اس کا نور اور اس کی برکت ان کے دربار پر باقی رہ جائے گی۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کا سلام کن کن کو ہوگا اور بالواسطہ یا بلا واسطہ؟

باری تعالیٰ کا سلام مرد وعورت سب کو ہوگا بغیر کسی واسطے کے کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق سلام ہوگا۔

حدیث نمبر ۲۰۰: حدثنا علی... ما منکم من احد الا سیکلمه ربه... فینظر عمن ایمن منه فلا یری الا شیاء قدمه... فلیفعل.

مفہوم: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی ترجمان کے اپنے بندوں سے تکلم فرمائیں گے، پس آدمی جو اعمال پہلے بھیج چکا ہے وہی اپنے دائیں طرف اور بائیں طرف دیکھے گا، پھر سامنے اس کو آگ نظر آئے گی، جو قدرت رکھے وہ اس سے بچنے کی کوشش کرے چاہے وہ کھجور کے گٹھلی کے عوض ہی کیوں نہ ہو۔

تشریح: "کھجور کی گھٹلی کے عوض گناہ سے بچو" سے کیا مراد ہے؟

دو قول ہیں (۱) جب بندوں کو معلوم ہے کہ نیکی اور گناہ کا صلہ ملے گا تو پھر گناہ اور ظلم سے بچنا چاہیے (۲) جب بندوں کو معلوم ہو کہ نیک اعمال اور صدقہ وغیرہ کی وجہ سے عذاب سے بچ سکتے ہیں تو نیک اعمال کرنے اور صدقہ دے کر جہنم کے عذاب سے بچنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۲۰۱: حدثنا محمد... وما بین القوم ان ینظر الی ربهم تبارك و تعالی الارداء الکبریاء علی وجهه فی جنة عدن.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ چاندی کی دو جنتیں ہوگی اور جو کچھ اس میں ہوگا وہ بھی چاندی کا ہوگا، اور اسی طرح دو جنتیں سونے کی ہوگی اور اس میں موجودہ اشیاء بھی سونے کی ہوگی، اور بندے اپنے رب کا براہ راست دیدار کریں گے۔

تشریح: دو جنتوں سے کیا مراد ہے؟

مطلب یہ ہے کہ مؤمن و مسلمان کیلئے دو درجے یا دو محل ہوں گے ان میں برتن بھی سونے اور چاندی کے ہوں گے۔

سونے کے برتن جائز ہیں؟

ایسے برتن دنیا میں جائز نہیں جنت میں جائز ہوں گے۔

حدیث نمبر ۲۰۲: حدثنا عبدالقدوس... ان لکم عندالله موعدا یرید ان ینجزکموه... و لا اقر لاعینهم.

مفہوم: حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اس آیت کی تلاوہ فرمائی "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ" اور فرمایا کہ جب اہلِ جنت، جنت میں اور اہلِ دوزخ جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا کہ اے اہلِ جنت! تمہارے واسطے اللہ کے پاس ایک وعدہ ہے تم چاہتے ہو کہ جلد پورا کر دیا جائے؟ اہل جنت کہیں گے وہ کیا ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہمارے پلڑوں کو بھاری نہیں کیا اور ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ اور ہمیں جہنم سے نجات نہیں دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دیگا پس اہلِ جنت اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے پس خدا کی قسم اللہ نے نہ انہیں اس سے زیادہ محبوب کوئی شئی عطاء کی ہوگی نہ اس سے زیادہ کسی شئی نے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی ہوگی۔

تشریح: اللہ تعالیٰ پردہ ہٹائیں گے مخلوق اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گی:

یہ حدیث حضرات اہلِ سنت والجماعت کی بہترین دلیل ہے اور خوارج، جہمیہ معتزلہ اور بعض مرجیہ کا رد ہے جو دیدار ورؤیت کے قائل نہیں ہے۔ جب دیدار ہوگا تو مخلوق سمجھے گی کہ سب سے بڑی نعمت تو یہی ہے۔ جنت بھی اس وقت ہیچ معلوم ہوگی۔

حدیث نمبر ۲۰۳: حدثنا علی... تشکو ازوجھا وما اسمع ماتقول فانزل اللہ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کے بعد فرمایا کہ سرکار دو جہاں ﷺ کے پاس ایک عورت میری موجودگی میں ایک مقدمہ لیکر آئی، اس میں اپنے شوہر کی شکایت کی کچھ پتہ نہیں کہ اُس نے کیا کہا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی "قد سمع اللہ قول التی... الخ"۔

تشریح: کون سی صحابیہ تھیں جس کے متعلق آیت ظہار اتری؟

حضرت خولہ کے متعلق یہ آیت اتری۔ انہیں ان کے شوہر نے کہہ دیا تھا "انت علیّ کظھر امی" تو یہ طلاق کے مترادف تھا اس وقت تک قرآن میں حکم نہیں اترا تھا تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمادیا کہ واقعی طلاق ہے۔ تو جھگڑا کرنے لگی کہ میں نے جوانی شوہر کے پاس گذاری اب بڑھاپے میں بچوں کو لے کر کہاں جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے یہ فریاد سن لی اور حکم اتارا اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔ اس حدیث سے باری تعالیٰ کی صفت سماعت ثابت ہے۔ گمراہ فرقوں پر رد ہے۔

حدیث نمبر ۲۰۴: حدثنا محمد... کتب ربکم علی نفسہ بیدہ قبل ان یخلق الخلق رحمتی سبقت غضبی.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے ہی اپنے ہاتھ مبارک سے لکھا تھا کہ ہمیشہ میرا غضب میری رحمت سے مغلوب ہوگا۔

تشریح: حدیث میں کتابت سے کونسی مراد ہے؟

امام صاحب خوارج، معتزلہ اور جہمیہ پر رد فرمارہے ہیں کہ باری تعالیٰ کی صفت کتابت والی حدیث لائے ہیں، جس کے گمراہ کن فرقے منکر ہیں کتابت کے دو مطلب ہیں (۱) لوح محفوظ میں لکھنا (۲) کتابت بمعنی قدر کے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۰۵: حدثنا ابراھیم... یاعطدی تمن علی اعطک قال یارب تحیینی فاقتل فیک ثانیۃ... عند ربھم یرزقون.

مفہوم: حضرت طلحہ بن خراش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہوئے سنا جب حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حزام رضی اللہ عنہ احد کے دن شہید کر دیے گئے تو سرکار دو عالم ﷺ نے مجھ سے ملاقات کی اور فرمایا اے جابر! کیا میں تمہیں وہ بات نہ

بتا دوں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے والد سے کہا ہے۔ حضرت یحییٰؒ اپنی روایت میں کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے جابر میں تمہیں رنجیدہ اور مغموم پاتا ہوں۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد شہید کر دیئے گئے اور انہوں نے بہت سے عیال اور کافی قرض چھوڑا۔ آپ نے فرمایا میں تجھے اس صورت کی خوشخبری نہ دوں جس صورت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کے ساتھ ملاقات کی۔ حضرت جابرؓ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی سے کلام نہیں کیا مگر پردے کے ورے سے اور اللہ نے تیرے والد سے براہ راست کلام کیا۔ اور فرمایا اے میرے بندے تو مجھ سے تمنا کر میں تجھے دوں گا تو انہوں نے کہا اے میرے پروردگار تو مجھے زندہ کر دے تا کہ دوبارہ تیری راہ میں قربان کر دیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ پہلے نکل چکا ہے کہ یہ پیغام پہنچا دے۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا "ولا تحسبن الذین قتلوا... الخ" جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں وہ اپنے رب کے یہاں رزق پاتے ہیں۔

تشریح: باری تعالیٰ نے براہ راست گفتگو کیسے کی؟

اشکال تو اس صورت میں پیدا ہوتا جب گفتگو دنیا میں ہوتی حالانکہ یہ گفتگو موت کے بعد ہوئی ہے نہ کہ زندگی میں۔

مقروض ہونے کے باوجود بھی گفتگو ہوئی کیسے؟

اشکال تو اس صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب ادائیگی کیلئے کچھ نہ چھوڑا ہو۔ انہوں نے اتنا چھوڑا تھا کہ ادائیگی تو آسانی سے ہو سکتی تھی جو کہ بعد میں کی گئی۔

حدیث نمبر ۲۰۶: حدثنا ابو بکر... ان الله يضحك الى رجلين يقتل احدهما الاخر كلاهما دخل الجنة... فيستشهد.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ دو آدمیوں کو دیکھ کر ہنستا ہے ایک قاتل اور دوسرا مقتول اور دونوں جنت میں گئے اس طور پر کہ ایک مجاہد بن کر شہید ہوا، دوسرا اس مقتول کا قاتل جو بعد میں مشرف باسلام ہوا اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہوا۔

حدیث نمبر ۲۰۷: حدثنا حرملة... يقبض الله الارض يوم القيامة ويطوى السماء بيمينه... انا الملك اين ملوك الارض.

مفہوم: سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زمین اور آسمان کو اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی میں بند کر کے فرمائیں گے "این ملوك الارض"۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کا زمین کو اپنی مٹھی میں لینا:

(۱) یہ متشابہات میں سے ہے، متقدمین حضرات نے فرمایا کہ معنی حقیقی پر محمول ہے لیکن کیفیت مجہول ہے۔ زمین کو مٹھی میں لینے کی کیا صورت ہوگی یہ تو خود باری تعالیٰ کو معلوم ہے۔

(۲) حضرات متاخرین نے فرمایا کہ مجازاً استعمال ہوا ہے حقیقی نہیں مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین کو مکمل قبضہ قدرت میں لے لیں گے۔

دنیاوی بادشاہ کہاں ہیں؟

(۱) دو دفعہ یہ کلمہ دہرائیں گے پہلی مرتبہ جب تمام عالم کو ختم کیا جائیگا۔ دوسری مرتبہ جب تمام عالم کو دوبارہ زندگی دی جائے گی۔

(۲) بعض حضرات نے فرمایا دونوں نفخوں کے درمیان میں یہ کلمات دہرائیں گے۔

حدیث نمبر ۲۰۸: حدثنا محمد... العرش بين اعلاه واسفله كما بين سماء الى سماء ثم الله فوق ذلك تبارك وتعالى.

مفہوم: حضرت عباس ﷜ فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ بطحاء میں تھا جن میں حضور اکرم ﷺ تشریف فرما تھے کہ بادل کا گذر ہوا آپ نے اس کی طرف دیکھا پھر فرمایا تم لوگ اس کا کیا نام رکھتے ہیں؟ حضرات صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا سحاب، آپ ﷺ نے فرمایا مزن بھی۔ صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا جی ہاں مزن بھی۔ فرمایا عنان بھی۔ حضرت ابوبکر ﷜ نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ حضرات صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا ہمیں معلوم نہیں۔ فرمایا کہ تمہارے اور آسمان کے درمیان اکہتر یا بہتر سال کا فاصلہ ہے۔ اور آسمان کے اوپر اسی طرح کا فاصلہ ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اسی طرح ساتوں آسمانوں کو شمار کرایا، پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک دریا ہے اور اس کے اوپر اور نیچے کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان فاصلہ ہے پھر اس کے اوپر آٹھ فرشتے ہیں جن کے کھروں اور گھٹنوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے پھر ان کی پشتوں پر عرش ہے جس کے بالائی حصے اور نیچے کے حصے میں اتنا ہی فاصلہ ہے پھر اس کے اوپر اللہ تعالیٰ جلوہ فرما ہیں۔

تشریح: تعارض حدیث:

اس حدیث میں زمین اور آسمان تک کا فاصلہ بہتر سال ہے دوسری روایتوں میں پانچ سو سال کا فاصلہ ہے یہ تعارض کیوں ہے؟

جواب: (۱) پانچ سو سال کا فاصلہ آہستہ آہستہ چلنے اور بہتر سال تیز رفتار چلنے سے ہے (۲) بہتر سال سے مراد تکثیر ہے تحدید نہیں۔

صرف آٹھ فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہے؟

اس بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) صرف آٹھ فرشتے (۲) فرشتوں کی آٹھ صفیں (۳) آٹھ ہزار فرشتے۔

اللہ تعالیٰ کا عرش پر ہونا کیا مراد ہے؟

(۱) متقدمین کے نزدیک عرش حقیقی معنی میں استعمال ہوا ہے لیکن کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں (۲) متاخرین کے نزدیک کامل قدرت مراد ہے۔

حدیث نمبر ۲۰۹: حدثنا يعقوب... اذا قضى الله امرا في السماء ضربت الملائكة اجنحتها خضعانا... من السماء.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ﷜ نے فرمایا کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی معاملہ کا فیصلہ فرماتا ہے تو ملائکہ عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنے پروں کو ہلاتے ہیں ایک ایسی آواز پیدا ہوتی ہے گویا ایک زنجیر ہے جو پتھروں پر ماری جا رہی ہے جب ان کے دلوں سے یہ دہشت ختم ہوتی ہے تو وہ سوال کرتے ہیں تمہارے پروردگار نے کیا حکم صادر فرمایا فرشتے کہتے ہیں اس نے حق فرمایا جو بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گفتگو چرانے (جن) والے ان ہی میں سے کچھ سن لیتے ہیں اور فرشتے اس کلمہ کو سنتے ہیں۔ اس کو لے کر اپنے نیچے والوں کے پاس آتے ہیں، پس کبھی تو نیچے والوں کو خبر دینے سے پہلے شعلہ اس کو جلا ڈالتا ہے یہاں تک وہ اس کو ڈال دیتے ہیں اور ملا دیتے ہیں اپنی طرف سے سو جھوٹ، اور سچا تو صرف ایک کلمہ ہوتا ہے جو اس نے آسمان سے سنا ہے۔

تشریح: حدیث میں ”الحق“ سے کیا مراد ہے؟

(۱) لوح محفوظ پر لکھی ہوئی زندگی کی تمام باتیں تقدیر (۲) بعض نے فرمایا اس سے مراد درست وصواب ہے۔

شیطان خبریں کیسے اور کہاں سے چراتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ جب کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو یہ فیصلہ ہر آسمان پر پہنچتا ہے فرشتوں کے ہاں پھر فرشتوں کے ذریعے نیچے عنان سماء بادل تک پہنچتا ہے یہاں سے شیطان یہ خبر و فیصلہ سن کر جادوگروں کے پاس پہنچاتے ہیں اور اس میں مبالغہ و جھوٹ بھی شامل ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۱۰: حدثنا علی... لو کشفه لاحرقت سبحات وجهه ماانتهی الیه بصره من خلقه.

مفہوم: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ نے پانچ باتیں بتائیں، اللہ تعالیٰ سوتا نہیں، اور وہ میزان کو اوپر نیچے کرتا ہے، دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے اور رات کے دن سے پہلے اس کے پاس چلے جاتے ہیں، اور اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اس کو ہٹا دے تو تمام مخلوقات کو جلا ڈالے۔

تشریح: نیند باری تعالیٰ کیلئے مناسب کیوں نہیں؟

نیند سے تو تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ جسمانی طاقت نصیب ہوتی نئے سرے سے انسان چاق و چوبند ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہیں۔

ترازو کو بلند و پست کیسے کرتے ہیں؟

اس سے مراد یہ ہے کسی کا رزق وسیع کر دیتا ہے اور کسی پر فقر و فاقہ مسلط کر دیتا ہے۔ ان کے سب فیصلے حکمت پر مبنی ہیں۔

حدیث نمبر ۲۱۱: حدثنا علی... کشفها لاحرقت سبحات وجهه کل شیء ادرکه بصره... رب العالمین.

مفہوم: وہی گزشتہ حدیث کی مانند ہے آخر میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "ان بورک من فی النار.... الخ"۔

حدیث نمبر ۲۱۲: حدثنا ابوبکر... یمین الله ملای لایغیضها شیء سحاء اللیل والنهار وبیده الاخری المیزان... شیئا.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دائیں ہاتھ سے شب و روز خرچ کرتا ہے اور بائیں ہاتھ میں میزان ہے جسے وہ پست و بلند کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی تخلیق کے بعد مسلسل خرچ کر رہا ہے لیکن اس میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔

حدیث نمبر ۲۱۳: حدثنا هشام... یاخذ الجبار سمواته وارضیه بیده وقبض بیده... انا الجبار این الجبارون... برسول الله.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید الرسل ﷺ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو اپنے دست اقدس میں لے لے گا پھر مٹھی بنائی۔ حضور اکرم ﷺ نے پھر اس کو اپنی مٹھی میں لے لے گا پھر اس کو پھیلائے گا میں جبار ہوں اور کہاں ہیں جبارین اور متکبرین۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم دائیں اور بائیں جانب ملاحظہ فرماتے تھے کہ یہاں تک کہ میں نے منبر کی طرف دیکھا اس کے نیچے کچھ ہل رہا تھا یہاں تک کہ میں نے سوچا کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ سمیت الٹ نہ جائے۔

تشریح: دائیں ہاتھ کا بھرا ہونا بائیں میں ترازو کیا مراد ہے؟

دائیں سے مراد اللہ تعالیٰ سب سے بڑے سخی ہیں بے شمار نعمتیں اپنے بندوں کو عطا فرماتے ہیں اور یہ نعمتوں کا ظہور دن رات جاری رہتا ہے۔

بائیں میں ترازو یعنی ناانصافی نہیں ہوتی بلکہ کسی کا رزق وسیع فرماتے ہیں اعمال صالحہ کی وجہ سے اور کسی کا رزق تنگ کرتے ہیں گناہوں کی بدولت۔

حدیث نمبر ۲۱۴: حدثنا هشام... يقول يامثبت القلوب ثبت قلوبنا على دينك قا والميزان بيدالرحمن... يوم القيمة.

مفہوم: حضرت نواس بن سمعان کلابی ﷺ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہر دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ چاہے تو اسے سیدھا کرے اور چاہے تو ٹیڑھا کرے، پھر دعا فرمائی" یا مثبت القلوب ثبت قلوبنا على دينك" پھر فرمایا کہ میزان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک میں ہے وہ جس قوم کو چاہے تو قیامت تک بلند اور جسے چاہے تو پست کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۱۵: حدثنا ابو كريب... ليضحك الى ثلاثة... يصلي في جوف الليل وللرجل يقاتل اراه قال خلف الكتيبة.

مفہوم: حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے، نماز کی صف کی طرف، رات کو نماز پڑھنے والے کی طرف اور جو اہل لشکر کے بھاگنے کے بعد بھی لڑتا رہے۔

تشریح: تمام بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان:

حدیث سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قبضہ یعنی قدرت کاملہ رکھتے ہیں تمام مخلوق کے دلوں پر جس کا بھی دل جہاں پھیر دیں مکمل اختیار ہے۔

حدیث نمبر ۲۱۶: حدثنا محمد... الا رجل يحملني الى قومه فان قريشا قد منعوني ان ابلغ كلام ربي.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایام حج میں فرمایا کہ کون ہے جو مجھے حفاظت کے ساتھ اپنی قوم کے پاس لے جائے کیونکہ قریش نے مجھے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانے سے روک دیا ہے۔

تشریح: رب کا کلام سے کیا مراد ہے؟

امام ابن ماجہ، جہمیہ وغیرہ پر رد فرما رہے ہے جو صفات باری تعالیٰ کا یکسر انکار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا صحیح نہیں اور نہ ہی ثابت ہے۔

نوٹ: پورے باب میں امام صاحب نے صفات باری تعالیٰ کو ثابت کیا ہے جس کا جہمیہ اور خوارج معتزلہ وغیرہ انکار کرتے ہیں لہٰذا ان کا مسلک باطل ثابت فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۲۱۷: حدثنا هشام... قال من شأنه ان يغفر ذنبا ويفرج كربا ويرفع قوما ويخفض آخرين.

مفہوم: حضرت ابودرداء ﷺ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے "كل يوم هو في شأن" کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ بھی ہے کہ گناہوں کی مغفرت کرنا، مشقتوں کو دور کرنا، ایک قوم کو بلند کرنا اور دوسرے کو نیچے دکھانا ہے۔

۱۴. باب من سن سنة حسنة او سيئة

حدیث نمبر ۲۱۸: حدثنا محمد... من سن سنة حسنة فعمل بها كان له اجرها ومثل اجر من عمل بها... شيئا.

مفہوم: حضرت جریر ﷺ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی اچھے کام کی ابتداء کرے تو بعد

میں جتنے لوگ بھی اس پر عمل کریں گے اس کو ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں کچھ کمی نہیں کی جائی گی، اسی طرح جو کسی برائی کو شروع کرے تو بعد میں جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے اس کو گناہ پہنچے گا اور دوسروں کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں کی جائی گی۔

تشریح :اس باب میں سنت سے کیا مراد ہے؟

اس باب میں سنت سے مراد دین کا مطلق حکم ہے خواہ فرض ہو واجب یا سنت و مستحب وغیرہ۔

''سنة حسنة'' سے کیا مراد ہے اور ''سنة سيئة'' سے کیا مراد ہے؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک میں سے قول، فعل و عمل مبارک جو امت سے مٹ چکا ہو اسے زندہ کرنا تو سب اجر و ثواب رائج کرائے والوں کو ہوگا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔

اسی طرح کوئی بندہ برائی کو پھیلائے یا بدعت کو رائج کرے تو سب عمل کرنے والوں کا وبال رائج کرنے والے پر آئیگا۔

نوٹ : مزید اگلی حدیث میں ہی "سنة حسنة" اور "سنة سيئة" کی خود تشریح و توضیح آرہی ہے۔

حدیث نمبر ۲۱۹: حدثنا عبدالوارث...من استن خيرا فاستن به كان له اجره كاملا...من اوزارهم شيئا.

مفہوم : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا پس سرکار دو عالم ﷺ نے اس کیلئے لوگوں کو صدقہ پر ابھارا چنانچہ ایک شخص نے کہا میری طرف سے اتنا اتنا مال ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ مجلس میں کوئی شخص ایسا باقی نہیں رہا مگر یہ کہ اس نے اس پر کم یا زیادہ صدقہ کیا پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے اور اس پر لوگ عمل کریں تو اس کیلئے اپنا کامل اجر ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی اجر اس کو ملے گا اور ان لوگوں کے ثوابوں کے اندر کچھ بھی کمی نہ آئے گی اور جس نے کوئی برا کام جاری کیا پھر لوگ اس پر عمل کرنے لگے تو اس کے اوپر اس کا گناہ کامل ہوگا اور ان لوگوں کا بھی گناہ اس کے اوپر ہوگا جو اس پر عمل کریں اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں ہوگی۔

تشریح :فعليه وزره اور ولا تزر وازرة وزر اخرىٰ میں تعارض؟

قرآن پاک کی آیت سے وہ گناہ ہے جو متعدی نہ ہو یعنی دوسروں میں بدعت یا گناہ کو پھیلایا نہ جائے لیکن حدیث میں وہ گناہ یا بدعت مراد ہے جو اسلامی معاشرے میں رائج کی جائے، پھیلائی جائے۔ دوسروں کو گناہ پر ڈالنا اور بدعتی بنانا بڑا جرم ہے، اسلئے اس کو پورے گناہ ملیں گے۔ ان دونوں میں تعارض نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۰: حدثنا عيسى...وايما داع دعا الى هدى فتبع فان له مثل اجور من اتبعه ولا ينقص من اجور شيئا.

مفہوم : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص گمراہی کی طرف بلائے اور اس کی اتباع کی گئی تو بعد میں اس پر عمل کرنے والوں کے جتنا گناہ اس داعی کو ملے گا اور ان کے گناہ میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی، اور اسی طرح ہدایت کی طرف بلانے والے کی حالت ہوگی۔

حدیث نمبر ۲۲۱: حدثنا ابن مروان...من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من اتبعه...شيئا.

حدیث نمبر ۲۲۲: حدثنا محمد...من سن سنة حسنة عمل بها بعده كان له اجره ومثل اجورهم...من اجورهم شيئا.

حدیث نمبر ۲۲۳: حدثنا ابو بکر... یدعوا الی شیء الا وقف یوم القیامة لازما لدعوته ما دعا الیه وان دعا رجل رجلا.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر داعی کو اس کی دعوت کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا جس کی طرف اس نے بلایا خواہ کسی نے ایک آدمی کو بلایا ہے۔

تشریح: داعی کے پیچھے دعوت والا مجمع ہوگا سے کیا مراد ہے؟

یعنی اگر کوئی نیکی کی طرف بلائے تو جتنے اس دعوت میں شامل ہوں گے تمام قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوں گے، مثلا حضرت مولانا محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت یعنی مکمل تبلیغی مجمع ان کے پیچھے ہوگا ان شاء اللہ اور اگر کسی نے برائی کی طرف دعوت دی تو پورا مجمع اسی کے ساتھ ہوگا مثلا مرزا غلام احمد قادیانی مرزائی کی جماعت۔

۱۵. باب من احیا سنة قد امیتت

حدیث نمبر ۲۲۴: حدثنا ابو بکر... من احیا سنة من سنتی فعمل بها الناس کان له مثل اجر من عمل بها... شیئا.

مفہوم: کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ والد کے توسط سے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جو میری سنت کو زندہ کرے گا تو اس پر عمل کرنے والے جتنا ثواب اس کو ملے گا اس سے عامل کے عمل میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی، اور اسی طرح بدعت ایجاد کرنے والے کے ساتھ ہوگا۔

تشریح: زندہ کرنے سے کیا مراد؟

سرکار دو عالم کی سنت کے فضائل سنا کر لوگوں کو ترغیب دینا اور عمل پر ابھارنا تا کہ امت میں ہر سنت زندہ ہو۔

حدیث نمبر ۲۲۵: حدثنا محمد... من احیا سنة من سنتی... فان له من الاجر مثل اجر من عمل بها من الناس... شیئا.

باب فضل من تعلم القرآن وعلمه

حدیث نمبر ۲۲۶: حدثنا محمد... قال شعبة خیرکم وقال سفیان افضلکم من تعلم القرآن وعلمه.

مفہوم: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو سیکھنے اور اس کو سکھانے والا سب سے افضل ہے۔

تشریح: سب سے افضل کون لوگ ہیں؟

سب سے بہترین اور اچھا کلام باری تعالیٰ کا کلام ہے اس کو بہترین کلام کو سیکھنے اور سکھانے والے ہی بہترین اور اچھے ہو سکتے ہیں بشرطیکہ سیکھنا اخلاص پر مبنی ہو۔ یعنی سب سے بہتر مخلوق میں انبیاء علیہم السلام کے بعد یہی لوگ ہیں۔

حدیث نمبر ۲۲۷: حدثنا علی... قال رسول اللہ ﷺ افضلکم من تعلم القرآن وعلمه.

حدیث نمبر ۲۲۸: حدثنا ازهر... خیارکم من تعلم القرآن وعلمه قال واخذ بیدی فاقعدنی مقعدی هذا اقرئ.

حدیث نمبر ۲۲۹: حدثنا محمد... مثل المومن الذی یقرأ القرآن کمثل الاترجة طعمها طیب وریحها طیب... لها.

مفہوم: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج جیسی ہے کہ اس کا ذائقہ عمدہ اور خوشبو اچھی ہے۔ اور جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور کی طرح ہے کہ اس کا ذائقہ اچھا لیکن خوشبو اچھی نہیں۔ اور منافق کے قرآن پڑھنے کی مثال ریحان کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو تو عمدہ لیکن ذائقہ اچھا نہیں۔ اور منافق جو قرآن نہ پڑھیں ان کی مثال اس ایلوے جیسی ہے کہ جس کا ذائقہ کڑوا اور بدون خوشبو ہے۔

تشریح: قرآن کو تشبیہ درخت کے ساتھ کیوں دی؟

صرف اہمیت جتلانا مقصود ہے کہ پڑھنے اور عمل کرنے کے فوائد و ثمرات اور نہ پڑھنے اور عمل نہ کرنے کے نقصانات سے آگاہ کرنا مقصود ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۰: حدثنا بکر... ان لله اهلين من الناس قالوا يا رسول الله من هم قال هم اهل القرآن اهل الله و خاصته.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ اہل اللہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ کون ہے تو سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پڑھنے والے، وہی اللہ کے خاص بندے ہیں۔

تشریح: اہل القرآن کون لوگ ہیں؟

جو قرآن پاک کو پڑھنے، یاد کرنے اور اس کے معانی و مطالب میں غور کرنے میں اور عمل کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ قرآن کو ٹھیک و صحیح طور پر سمجھا نہیں جا سکتا جب تک "وما اتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم عنه فانتهوا" کے مصداق نہ بن جائیں، کیونکہ حدیث قرآن کی تفسیر و تشریح ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۱: حدثنا عمرو... من قرأ القرآن و حفظه ادخله الله الجنة... قد استوجب النار.

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو پڑھ کر یاد کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے اور اہل خانہ میں دس ایسے افراد کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو۔

تشریح: دس آدمیوں کی شفاعت کا کیا مطلب؟

گمراہ کن فرقوں میں سے معتزلہ پر رد ہے کیونکہ معتزلہ کہتے ہیں کہ جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے وہ ہمیشہ جہنمی رہیں گے لیکن حدیث میں صاف واضح ہے کہ جہنمی کی شفاعت ہوگی، یہ حافظ کیلئے فضیلت و خصوصیت کے ساتھ معتزلہ پر واضح رد ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۲: حدثنا عمرو... مثل القرآن ومن تعلمه فقام به كمثل جراب محشو مسكا يفوح ريحه... مسك.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دوجہاں ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کو سیکھ کر پڑھو اور راتوں کو جاگتے رہو کیونکہ کہ قرآن اور اس کے پڑھنے والے پھر رات بھر قیام کرنے والے کی مثال اس مشک جیسی ہے جس کی خوشبو ہر جگہ پھوٹ رہی ہو، اور جو قرآن سیکھے اور رات کو سوتا رہے اس کی مثال اس مشک جیسی ہے جس کا منہ بند کیا گیا ہو۔

تشریح: قرآن سیکھنے سے کیا مراد ہے؟

قرآن پاک سیکھنا اور اس کے معانی و مطالب سمجھنا اور اس پر عمل کرنا۔ قرآن پاک کا حفظ کرنا اس کا پڑھنا تمام نوافل

سے بہتر ہے بلکہ تمام فرائض کفایہ علوم سے بہتر و افضل ہے قرآن پاک سیکھنا۔

مشک بھر کر اس کا منہ بند کرنا:

منہ بند کرنا یعنی نہ پڑھنا یہ عمل کرنا یعنی قرآن پاک ہمیشہ تلاوت کرے اور اس پر ہمیشہ عمل کرے اور عمل کرتا رہے۔

حدیث نمبر ۲۳۳: حدثنا ابو مروان... ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواما ويضع به آخرين۔

مفہوم: حضرت نافع بن عبدالحارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے مقام عسفان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا عامل بنایا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے معلوم کیا کہ تم اہل وادی پر کس کو خلیفہ مقرر کر کے آئے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ ابن ابزی کو خلیفہ مقرر کیا، انہوں نے معلوم کیا کون ابزی میں نے کہا ہمارے غلاموں میں سے ایک شخص ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غلام کو خلیفہ بنانے کا کیا سبب ہے۔ میں نے کہا وہ کتاب اللہ کا قاری ہے فرائض کا جاننے والا ہے اور فیصلہ کرنے والا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ قوموں کو بلندی عطا کرے گا جب کہ دوسرے لوگوں کو اس کی وجہ سے گرائے گا۔

تشریح: قرآن کی وجہ سے قوموں کو بلند کرنا اور گرانا:

جو قوم قرآن پاک پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ معاشرے میں اس کو عزت و عظمت سے نوازتے ہیں اور جو قوم عمل نہ کرے اس سے پیٹھ پھیر لے تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و خوار کر کے معاشرے کی نظروں میں گرا دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۳۴: حدثنا العباس... يا اباذر لان تغدو فتعلم آية من كتاب الله خير لك من ان تصلي مائة ركعة... ركعة

مفہوم: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر بوقت سحر قرآن کی آیت سیکھنا سو رکعت نفل اور علم کا باب سیکھنا چاہے اس پر عمل نہ ہی کرے ایک ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے۔

۱۷۔ باب فضل العلماء والحث على طلب العلم

حدیث نمبر ۲۳۵: حدثنا بكر... من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس سے اچھائی کا ارادہ کرتے ہیں۔ اس کو دین کی فہم عطا کرتے ہیں۔

تشریح: دین کے اندر سمجھ بوجھ کا کیا مطلب ہے؟

اللہ تعالیٰ کسی کو ایسا ملکہ و مہارت تامہ نصیب فرمادیں وہ مسائل و احکام کی حقیقت تک آسانی سے پہنچ جائے۔ اور مسائل کا استخراج بھی کر سکے، یہ ہے دین میں سمجھ بوجھ۔

حدیث نمبر ۲۳۶: حدثنا هشام... الخير عادة والشر لجاجة من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين۔

مفہوم: حضرت یونس بن میسرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی جس میں سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ خیر ایک فطری بات ہے اور برائی من جانب نفس ہے، اللہ تعالیٰ جس کو خیر سے نوازنا چاہے تو اس کو دین کی فہم و فراست عطا فرماتا ہے۔

تشریح: خیر ایک عادت اور شر نفس کی طرف سے ہے:

انسان فطرتاً دین حنیف پر پیدا ہوتا ہے یعنی اسلام پر پیدا ہوتا ہے ماحول کی وجہ سے اسلام کو چھوڑتا ہے۔ لیکن نیکی اس کے رگ و ریشے میں سمائی ہوئی ہوتی ہے۔ نیکی سے روحانی خوشی وسکون نصیب حاصل ہوتا ہے لیکن برائی سے نفرت طبعی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گناہ کرنے کے بعد بے چینی ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۷: حدثنا هشام... فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ آدمی شیطان پر ہزار عابدوں سے سخت ہوتا ہے۔

تشریح: فقیہ شیطان پر بھاری ہوتا ہے:

فقیہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے واقف ہوتا ہے۔ اور شیطان کی چالوں اور اس کے جال سے بھی واقف ہوتا ہے۔ شیطان جب اپنے جال پھینکتا ہے تو عالم وفقیہ اسے اچھی طرح سمجھتا ہے، اس لئے شیطانی مکر وفریب سے خود بھی بچتا ہے اور دوسروں کو بھی بچاتا ہے۔ جبکہ عام آدمی وعبادت گذار اس کے مکروفریب سے ناواقف ہوتا ہے نتیجہ یہ کہ وہ گمراہی میں پھنس جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۸: حدثنا نصر... ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما... وافر.

مفہوم: کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص آیا کہنے لگا کہ اے ابودرداء رضی اللہ عنہ! میں آپ کی خدمت میں مدینہ رسول ﷺ کے شہر سے ایک حدیث کی وجہ سے حاضر ہوا مجھے معلوم ہوا کہ آپ نبی کریم ﷺ کی طرف سے اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تجھے تجارت نے تو نہیں لایا؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے معلوم کیا کہ تجارت کے علاوہ کوئی اور دوسری چیز نے تو نہیں لایا۔ اس نے جواب دیا نہیں تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور اکرم ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم کے تلاش کرنے کے لئے راستہ چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور اس طالب علم کی رضامندی کیلئے فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں اور آسمان وزمین کی تمام مخلوقات اس کیلئے دعائے مغفرت کرتی ہیں یہاں تک مچھلیاں پانی میں دعائیں کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد کے اوپر ایسی ہی ہے جیسی چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر، بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء وراثت میں دینار ودرہم نہیں چھوڑتے ہیں بلکہ وہ علم کو وراثت میں چھوڑتے ہیں پس جس نے اسے لیا اس نے ایک بڑا حصہ لیا۔

تشریح: فرشتوں کا پر بچھانا:

اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں:

(۱) پروں کو بچھانا بمعنی تواضع یعنی عزت کرتے ہیں۔

(۲) پروں کو جھکا کر سلام کرتے ہیں۔

(۳) طلباء کی سفر میں طلب علم میں حفاظت ومدد کرتے ہیں۔

(۴) فرشتے واقعی طلباء کیلئے حقیقتاً پر بچھاتے ہیں۔

عالم کی فضیلت چاند کی طرح:

چاند کی روشنی ہر خاص و عام تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح عالم کے علم کا فائدہ بھی عالم و خاص ہر شخص تک پہنچتا ہے۔ عابد کی عبادت اپنی ذات تک محدود ہوتی ہے۔

بعض انبیاء کرام علیہم السلام مال چھوڑ کر گئے وہ بھی تو وراثت تھا؟

عام شخص اور ایک امتی جو مال چھوڑے گا تو وارث اس کے گھر والے اولاد و بھائی وغیرہ ہوتے ہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت علم ہے اگر مال چھوڑا ہے تو جمیع امت کا ہوتا ہے نہ کہ اقرباء اور اولاد کا۔

حدیث نمبر ۲۳۹: حدثنا هشام... طلب العلم فريضة على كل مسلم... واللؤلؤ والذهب.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ بقدر ضرورت علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور علم کو کسی غیر اہل کے پاس رکھنے والا سور کے گلے میں جوہر، موتی اور سونے کا ہار ڈالنے والے کے مترادف ہے۔

تشریح: غیر اہل کو علمی نکات سکھانا:

اعلیٰ درجے کے ذہین و فطین طالب علم کو فقہ و اصول فقہ، علم کلام، بلاغت اور فلسفہ کی باریکیاں سمجھانا تو مناسب ہے لیکن ایک غبی اور ناقص الفہم طالب علم کے سامنے باریک نکات بیان کریں تو یقیناً اس کے اوپر سے گذریں گے۔

حدیث نمبر ۲۴۰: حدثنا ابوبكر... ومن سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له طريقا الى الجنة... لم يسرع به نسبه.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی مشقتوں میں سے کوئی مشقت دور کردے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن مشقت کو دور کردے گا اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا اور جو شخص کسی تنگ دست پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر آسانی پیدا کرے گا اور اللہ اس وقت تک بندے کی مدد فرمایا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اور جو شخص ایسے راستے کو طے کرتا ہے جس میں وہ علم تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ ہموار کردیتا ہے جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتی ہے اور آپس میں مذاکرہ کرتی ہے تو فرشتے اپنے پروں سے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے اور انہیں رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تذکرہ اپنے مقرب فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں اور جس نے عمل میں تاخیر کی تو نسب کام نہ آئے گا۔

تشریح: عمل نہ ہونے کی وجہ سے نسب بے فائدہ ہے:

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا رہے تو چاہیے کتنا ہی عالی نسب ہو یا کسی بزرگ یا ولی کا بیٹا ہو اسے والدیت بزرگی اور اچھا نسب فائدہ نہیں پہنچائیگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑائی کا معیار تقویٰ ہے "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"۔

حدیث نمبر ۲۴۱: حدثنا محمد... مامن خارج خرج من بيته في طلب العلم الا وضعت له الملائكة اجنحتها... يصنع.

مفہوم: حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں علم حاصل کرنے کیلئے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ مرادی کے پاس گیا تو انہوں نے حدیث سنائی جس میں سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ حصول علم کیلئے گھر سے نکلتا ہے تو فرشتے اس کیلئے پر بچھا دیتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۲۲: حدثنا ابوبکر... من جاء مسجدی هذا لم یأته الا لخیر یتعلمه او یعلمه فهو بمنزلة المجاهد... غیرہ.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد نبوی ﷺ میں علم سیکھنے یا سکھانے کیلئے آنے والا اللہ تعالیٰ کے راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے، اور کسی اور مقصد کیلئے آنے والا ایسا ہے جیسے دوسرے کے مال کو دیکھتا ہے۔

تشریح: حدیث الباب میں صرف مسجد نبوی ﷺ ہی کی خصوصیت ہے؟

جو مسلمان کسی بھی مسجد میں علم سیکھے اور سکھائے تو وہ اللہ کے راہ میں جہاد کرنے کے قائمقام ہے، البتہ مسجد نبوی ﷺ کی اضافی خصوصیت ضروری ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۳: حدثنا هشام... علیکم بهذا العلم قبل ان یقبض وقبضه ان یرفع وجمع بین اصبعیه الوسطی... الناس.

مفہوم: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ علم کو لازم پکڑو قبل اس کے کہ علم قبض کیا جائے، عالم اور متعلم دونوں ماجور ہوں گے، بخلاف دوسروں کے کہ ان کیلئے کوئی چیز نہیں ہے۔

تشریح: علم کیسے اٹھایا جائیگا؟

علم سے مراد یہ ہے کہ نامور اور جید علماء اٹھالئے جائیں جو ہر موضوع میں مہارت تامہ رکھتے ہوں گے جب جائیں گے تو ان کا خلا کوئی پر نہیں کر سکے گا نتیجہ یہ کہ آہستہ تمام راسخین فی العلم چلے جائیں گے اور کم علم رہ جائیں گے۔

حدیث نمبر ۲۲۴: حدثنا بشر... کل علی خیر هؤلاء یقرأون القرآن ویدعون الله فان شاء اعطاهم... معهم.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ سید الرسل ﷺ تشریف لائے تو مسجد میں دو گروہ دیکھے، ایک تلاوت اور دعاؤں میں مصروف تھا اور دوسرا علم سیکھنے اور سکھانے میں۔ اس پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ پہلا گروہ کو اگر اللہ چاہے تو عطا کردے اور چاہے نہ دے، اور دوسرے گروہ کے بارے میں فرمایا کہ میں بھی معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اور ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

تشریح: علم اور علماء کی فضیلت:

سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر والی مجلس کو چھوڑ کر علم والے حلقے اور مجلس میں تشریف لانا یہ علم اور علماء کیلئے فضیلت اور اعزاز ہے۔ اسلئے فرمایا "بُعِثْتُ مُعَلِّماً"۔

۱۸. باب من بلغ علما

حدیث نمبر ۲۲۵: حدثنا محمد... نضر الله امرأ سمع مقالتی فبلغها... والزوم جماعتهم.

مفہوم: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ میری بات دوسروں تک پہنچانے والے کو اللہ تعالیٰ خوش رکھے، بہت سارے حامل فقہ غیر فقیہ ہوتے ہیں اور بعض فقیہ سے فقہ پڑھنے والا زیادہ جانتا ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے میری بات کو آگے پہنچانے والے کو:

سید الاولین والآخرین ﷺ دعا فرما رہے ہیں ایسے شخص کیلئے کہ جو سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان کو سیکھے اور حاصل کرے پھر اس کی اشاعت میں مصروف رہے۔

حامل فقہ اپنے سے زیادہ فقیہ تک بات پہنچائے:

اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک شخص نے حدیث کو یاد کیا اس کے مطلب کو سمجھتا ہے لیکن وہ حدیث کسی ایسے عالم کے پاس پہنچائے جو بہت زیادہ فہم و سمجھ بوجھ رکھتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے ایک شخص نے صرف حدیث سنی، اس کے مطلب و مفہوم کو بالکل نہیں سمجھتا دوسرے شخص کے پاس پہنچاتا ہے تو اگلا شخص بہت زیادہ بصیرت رکھتا ہے جو مسائل کا استخراج بھی کر سکتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اجر و ثواب دونوں کو ملیگا۔

نصیحت ائمہ وامراء کے لئے:

حکمرانوں کو دین واسلام کی نشر واشاعت اور تبلیغ میں بھرپور مدد کرنی چاہیے، یا مسلمانوں سے دنیا و آخرت کے لحاظ سے خیر خواہی کرنا چاہئے۔

حدیث نمبر ۲۴۶: حدثنا محمد... نضر الله امرأ اسمع مقالتي فبلغها... الى من هو افقه منه.

حدیث نمبر ۲۴۷: حدثنا علي... عن ابيه عن النبي ﷺ بنحوه.

حدیث نمبر ۲۴۸: حدثنا محمد... نضر الله امرأ سمع منا حديثا فبلغه فرب مبلغ احفظ من سامع.

حدیث نمبر ۲۴۹: حدثنا محمد... ليبلغ الشاهد الغائب فانه رب مبلغ يبلغه اوعى له من سامع.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دسویں ذی الحجہ کے روز تقریر کر کے فرمایا کہ ہر حاضر غائب تک ان باتوں کو پہنچا دے کیونکہ اکثر ایسے لوگ جن کو حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ سامع سے زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

تشریح: حاضرین، غائبین تک پہنچادیں:

سرکار دو عالم ﷺ نے پورے دین کا نچوڑ پیش فرمادیا جس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہایت اختصار کے ساتھ بتادیا اور مختصر و مبادی اصول دین ارشاد فرما کر فرمایا اب اس کو دوسروں تک پہنچادو۔ میں نے اپنا حق پورا کردیا تم بھی اسے آگے پہنچاؤ۔

حدیث نمبر ۲۵۰: حدثنا ابو بكر... الا ليبلغ الشاهد الغائب.

حدیث نمبر ۲۵۱: حدثنا احمد... قال ليبلغ شاهدكم غائبكم.

مفہوم: حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ حاضرین، غیر حاضرین (یا غائبین) تک ان باتوں کو پہنچادیں۔

حدیث نمبر ۲۵۲: حدثنا محمد... نضر الله عبدا سمع مقالتي فوعاها ثم بلغها عني... من هو افقه منه.

۱۹. باب من كان مفتاحا للخير

حدیث نمبر ۲۵۳: حدثنا الحسين... ان من الناس مفاتيح للخير مغاليق للشر... جعل الله مفاتيح الشر على يديه.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ بھلائی کرتے ہیں اور برائی نہیں کرتے اور کچھ اس کے عکس ہیں، وہ شخص خوش نصیب ہے جو بھلائی کے کام کرتا ہے اور وہ شخص بدنصیب ہے جو برائی کے کام کرتا ہے۔

تشریح: بھلائی اور برائی والے کون لوگ ہیں؟

بھلائی والے وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں اور ان کو آگے پھیلاتے ہیں۔ اس میں دین کے تمام شعبے والے داخل ہیں، چاہے مدرسوں کے ذریعے اشاعت دین ہو، یا تصوف وخانقاہ کے ذریعے یا تبلیغ کے ذریعے یا جہاد کے ذریعے سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں، منزل مقصود اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا اور جنت کا حصول ہے۔

اس کے برخلاف جو برائی و غلط رسم ورواج کو پھیلاتے ہیں کسی بھی ذریعے سے یقیناً وہ لوگ گمراہ ہوتے اور گمراہی کو پھیلانے والے۔

حدیث نمبر ۲۵۴: حدثنا هارون... ان هذا الخير خزائن لتلك الخزائن... جعله الله مفتاحا للخير مغلاقا للشر... للخير.

مفہوم: حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ بھلائی کے خزانے ہیں اور ان کو کھولنے کیلئے کنجیاں ہیں، خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جس کو خیر کی کنجی اور برائی کو بند کرنے والا بنایا گیا اور بربادی ہے اس کیلئے جس کو برائی کی کنجی اور خیر کو بند کرنے والا بنایا گیا۔

تشریح: بھلائی کے خزانے کون کونسے ہیں؟

اس سے مراد پورا دین اسلام ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار اور رسالت کا اقرار وغیرہ سب خزانے ہیں۔

۲۰. باب ثواب معلم الناس الخير

حدیث نمبر ۲۵۵: حدثنا هشام... انه ليستغفر للعالم من في السموات ومن في الارض حتى الحيتان في البحر.

مفہوم: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ عالم کیلئے سمندر کے مچھلیوں سمیت زمین اور آسمان کی مخلوقات دعائیں کرتی ہیں۔

تشریح: مچھلیوں سمیت تمام مخلوق دعا کیوں کرتی ہے؟

وجہ یہ ہے کہ تمام فوائد و آسانیاں و راحتیں و برکتیں سب علم اور علم والوں کی بدولت ہیں، سب کو نعمتیں جو ملتی ہیں زندگی سمیت سب علم والوں کی برکت و بدولت ہیں، تو مچھلی کی زندگی بھی انہیں کی مرہون منت ہے تو اس لئے سب مخلوق مچھلی سمیت دعا کرتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۵۶: حدثنا احمد... من علم علما فله اجر من عمل به لاینقص من اجر العامل.

مفہوم: حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو علم سکھائے تو اس کو عمل کرنے والے کے عمل میں کمی کئے بغیر ثواب ملے گا۔

حدیث نمبر ۲۵۷: حدثنا اسماعیل... خیر مایخلف الرجل من بعده ثلاث ولد صالح یدعوا له... من بعده.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انسان اپنے مرنے کے بعد جو کچھ چھوڑتا ہے ان میں سب سے بہترین تین چیزیں ہیں اول نیک لڑکا جو اس کیلئے دعا کرے، دوم صدقہ جاریہ کہ اس کا اجر اس کو ملتا رہے، سوم وہ علم جس پر لوگ اس کے بعد عمل کریں۔

تشریح: کون خوش نصیب ہے جو تینوں چیزیں چھوڑ کر جائے؟

موت کے بعد کیونکہ نامۂ اعمال ٹھپ کر دیا جاتا ہے سلسلہ اعمال منقطع ہونے کے باوجود بھی تین اشخاص ایسے ہیں جن کا نامۂ اعمال کھلا رہتا ہے وہ نیک اولاد چھوڑنے والا، صدقہ جاریہ یعنی مدرسہ، خانقاہ، درخت، کنواں وغیرہ جس سے امت کو فائدہ پہنچتا رہے۔ تیسرا شخص وہ ہے جس نے اپنے علم وعمل کو چھوڑا مثلاً اسکے شاگرد ہوں جو اس کے علم پر عمل کریں یا اس نے کوئی کتاب لکھی اس کو لوگ جب تک پڑھتے اور اس پر عمل کرتے رہیں گے اسے اجر ملتا رہیگا۔

نوٹ: جب موت کا ہر ایک کو معلوم ہے "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" تو پھر کیوں نہ ہمیں ان تین صفات جلیلہ کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، تاکہ اس کے ثمرات مرنے کے بعد قبر میں حاصل کرتے رہیں۔

حدیث نمبر ۲۵۸: قال ابو الحسن و حدثنا ابو حاتم... سمعت رسول اللہ ﷺ فذکر نحوه.

حدیث نمبر ۲۵۹: حدثنا محمد... ان مما یلحق المومن من عمله و حسناته بعد موته علما علمه و نشره... من بعد موته.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ مؤمن کے مرنے کے بعد اس کے اعمال اور اس کی نیکیوں میں سے جو چیز لاحق ہوتی ہے ایک تو علم ہے جس کی وہ دوسروں کو تعلیم دے اور اس کی اشاعت کرے، دوسرا نیک لڑکا ہے جسے وہ چھوڑ کر مرا ہو، تیسرا قرآن کریم ہے کہ اس نیکی کو وارث بنایا ہو، چوتھی مسجد ہے جس کی اس نے تعمیر کی ہو، پانچواں وہ مکان جس کو اس نے مسافروں کے قیام کیلئے بنایا ہو، چھٹی نہر ہے جو اس نے جاری کی ہو، ساتواں وہ صدقہ ہے جو اس نے اپنی زندگی میں اور بحالت صحت اللہ کی راہ میں نکالا ہو یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کا ثواب موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۶۰: حدثنا یعقوب... افضل الصدقة ان یتعلم المرء المسلم علما ثم یعلمه اخاه.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ علم کی بات سیکھ کر دوسرے بھائی تک پہنچانا سب سے افضل صدقہ ہے۔

۲۱. باب من کره ان یوطا عقباه

حدیث نمبر ۲۶۱: حدثنا ابوبکر... یاکل متکئا قط و لا یطاعقبیه رجلان.

مفہوم: شعیب بن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نہ ٹیک لگا کے کھانا کھاتے تھے اور نہ ہی آپ ﷺ کے پیچھے دو آدمی چلتے تھے۔

تشریح: کھانا کھانے کا طریقہ اور ٹیک لگا کر کھانا ناپسندیدہ؟

سرکار دوعالم ﷺ نے کھانے کے ایسے طریقے اختیار فرمائے جو کبر سے بری ہیں، مثلاً دوزانوں کھانا یا ایک ٹانگ کھڑی کر کے دوسری بچھا کر کھانا کھایا ہے۔ لیکن کچھ اکابر حضرات کا اکڑوں بیٹھ کر کھانے میں اختلاف ہے کہ یہ ثابت نہیں۔

البتہ ٹیک لگا کر کھانا متکبرین ومغرور قسم کے لوگوں کا شیوہ ہے لہٰذا اس سے بچنا بہتر ہے۔

آجکل شادیوں اور پروگراموں میں کھانے؟

آجکل جتنی تقریبات ہوتی ہیں سب میں کھڑے ہو کر یا کرسیوں پر بیٹھ کر کھانا کھلایا جاتا ہے جو کہ خلاف سنت ہے اس سے احتراز مناسب اور بہتر ہے، بلکہ حتی المقدور کوشش کر کے بچنا چاہیے۔ لیکن اگر اس میں شمولیت ضروری ہو جائے اور بچنے کی کوئی سبیل نہ ہو یعنی انتہائی قریبی وعزیز کا پروگرام ہو تو پھر شمولیت کے بعد استغفار کر لینا مناسب ہے، ضروری نہیں۔

سرکار دوعالم ﷺ کا آگے آگے نہ چلنا:

اگر ایک ہی بندہ آگے آگے چلے باقی مجمع پیچھے ہو تو آگے چلنے والے کے دل میں کبر ضرور پیدا ہوگا۔ اپنے آپ کو سب سے اچھا اور پیچھے والوں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۲۴۲: قال ابو الحسن وحدثنا حازم... حماد بن سلمة.

حدیث نمبر ۲۴۳: حدثنا محمد... فلما سمع صوت النعال وقر ذلك في نفسه فجلس... لئلا يقع شيء من الكبر.

مفہوم: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بقیع غرقد تشریف لے جارہے تھے تو پتہ چلا کہ پیچھے کچھ لوگ آرہے ہیں تو دل میں برا سمجھا لہٰذا بیٹھ گئے تاکہ لوگ آگے نکل جائیں اور تکبر نہ کرے۔ نوٹ: امت کی تعلیم کے لئے بیٹھنا تھا ورنہ انبیاء علیہم السلام تکبر سے بری ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۴۴: حدثنا علي... اذا مشى اصحابه امامه وتركوا ظهره للملائكة.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوجہاں ﷺ چلتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آگے کرتے اور پچھلا حصہ فرشتوں کیلئے چھوڑتے تھے۔

۲۲۔ باب الوصاة بطلبة العلم

حدیث نمبر ۲۴۵: حدثنا محمد... يطلبون العلم فاذا رأيتموهم فقولوا لهم مرحبا مرحبا بوصية رسول الله... علموهم.

مفہوم: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پاس کئی قومیں علم طلب کرنے کیلئے آئیں گی تو ان کو میری وصیت کے مطابق مرحبا کہنا اور تلقین کرنا۔ راوی نے تلقین کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ علم سکھانا۔

حدیث نمبر ۲۴۶: حدثنا عبدالله... انه سيأتيكم اقوام من بعدي يطلبون العلم فرحبوا بهم وحيوهم وعلموهم... فيحفرونا

مفہوم: حضرت معلی بن ہلال حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے گھر عیادت کے لئے گئے یہاں تک کہ ان کا گھر بھر گیا، چنانچہ انہوں نے اپنا پاؤں سمیٹ لئے پھر کہا کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی عیادت کیلئے گئے یہاں تک وہ گھر بھر گیا چنانچہ انہوں نے اپنا پاؤں سمیٹ لیا، پھر فرمایا کہ سید البشر ﷺ کے پاس گئے یہاں تک گھر بھر گیا، اور آپ ﷺ پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے جب آپ ﷺ نے ہمیں دیکھا تو پاؤں مبارک سمیٹ لئے اور فرمایا کہ میرے بعد تمہارے پاس بہت سی قومیں تحصیل علم کیلئے آئیں گی تو تم انہیں مرحبا کہنا، مبارک بادی دینا اور انہیں تعلیم دینا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں بخدا ہم نے ان لوگوں کو پایا کہ جب ہم ان کے پاس گئے تو نہ ہمیں مرحبا کہا اور نہ ہی مبارک باد دی اور نہ ہی تعلیم دی، بلکہ جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے ہم پر ظلم کیا۔

تشریح: مرحبا نہ کہنے والے کون تھے؟

حدیث میں علم اور علم کے سیکھنے والوں کی بہت قدر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس وجہ سے صحابہ کرام علم اور طالب علم کی بہت قدر و حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کا زمانہ میں فساد و نفس پرستی شروع ہوگئی تھی لہٰذا بعد کے لوگ طلبہ کی ایسی حوصلہ افزائی نہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۶۷: حدثنا علی... قال لنا ان الناس لکم تبع وانهم سیاتونکم من اقطار الارض یتفقهون فی الدین... خیرا

مفہوم: ابو ہارون عبدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ تمہارے پاس مختلف جگہوں سے دین کی سمجھ سیکھنے کیلئے آئیں گے تو ان کو اچھائی کی تلقین کرو۔

۲۳. باب الانتفاع بالعلم والعمل به

حدیث نمبر ۲۶۸: حدثنا ابوبکر... اعوذبك من علم لاینفع ومن دعاء لایسمع ومن قلب لایخشع ومن نفس لاتشبع

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ اس طرح دعا کرتے تھے "اللھم انی اعوذ بك من علم لاینفع... الخ"۔

تشریح: حدیث کا سبق:

حدیث کا واضح پیغام ہے امت کیلئے کہ اگر علم کا مقصد اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی رضا ہے اور اخلاص کے ساتھ عمل بھی ہو رہا ہو تو اس علم کا حاصل کرنا مبارک ہے۔ لیکن اگر رضا جوئی مقصود نہیں محض دنیاوی مقاصد و نام و نمود کیلئے علم حاصل کر رہا ہے اور علم کے مطابق عمل بھی نہیں تو ایسے علم کا فائدہ نہیں بلکہ وبال جان ہے۔

حدیث نمبر ۲۶۹: حدثنا ابوبکر... اللھم انفعنی بما علمتنی وعلمنی ماینفعنی وزدنی علما والحمد لله علی کل حال.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ فرماتے تھے "اللھم انفعنی بما علمتنی.... الخ"۔

حدیث نمبر ۲۷۰: حدثنا ابوبکر... من تعلم علما مما یبتغی به وجه الله لایتعلمه الا لیصیب به عرضا من الدنیا... ریحها

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ علم جو اللہ کی رضا کیلئے حاصل کیا جاتا ہے تو کوئی

شخص اس کو کسی اور دنیاوی مقصد کیلئے حاصل کرے اس کو جنت کی خوشبو بھی نہیں ملے گی۔

تشریح: حدیث کی خوشبو نہ پانا سے کیا مراد ہے؟

(۱) یہ بات طے شدہ ہے کہ ہر مؤمن ایک نہ ایک دن ضرور جنت میں داخل ہوگا، رہی یہ حدیث کہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیگا کو تشدید و تغلیظ پر محمول ہے۔

(۲) یہ وعید اس بات کا اشارہ ہے کہ ایسا شخص جنت میں تو ضرور داخل ہوگا لیکن سزا بھگتنے کے بعد۔

حدیث نمبر ۲۷۱: قال ابو الحسن انبأنا ابو حاتم... فذکر نحوہ.

حدیث نمبر ۲۷۲: حدثنا هشام... من طلب العلم ليماري به السفهاء او ليباهي به العلماء... فهو في النار.

مفہوم: حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کو جہلاء سے لڑائی، علماء پر فخر اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے حاصل کرتا ہے وہ جہنم میں جائے گا۔

تشریح: کون دوزخ میں جائے گا؟

اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ ہو تو مؤمن عالم سزا بھگتنے جہنم میں جائیگا۔ لیکن داخل ہوا علم کے راستے میں اخلاص کے ساتھ بعد میں نیت میں "ریا و دکھلاوا" وغیرہ آگیا تو دنیاوی نہیں سمجھا جائے گا بلکہ جنت سے نکالا گیا انسان سمجھا جائیگا جس سے غلطی ہو سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۷۳: حدثنا محمد... لا تعلموا العلم لتباهوا به العلماء ولا تماروا به السفهاء... فالنار فالنار.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اس علم سے روکا ہے جس کے ذریعے وہ علماء پر رعب، جہلاء سے جھگڑا اور مجلس میں بڑا دکھائی دینے کیلئے حاصل کرے، اور جو کوئی ایسا کرے گا اس کیلئے آگ ہے آگ۔

حدیث نمبر ۲۷۴: حدثنا محمد... ان اناسا من امتي سيتفقهون في الدين ويقرؤون القرآن... الخطايا.

مفہوم: حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میری امت میں سے کچھ ایسے لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں گے اور قرآن کریم کی تلاوت کریں گے اور کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس اس لئے جاتے ہیں کہ تا کہ ہم ان سے دنیا حاصل کریں اور اپنے دین کو ان سے علیحدہ رکھتے ہیں حالانکہ یہ نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ کانٹے دار درخت سے پھل نہیں توڑا جا سکتا ہے مگر کانٹے لگیں گے ہی، اسی طرح اس کے قریب میں نہیں حاصل کریں گے مگر گناہ۔ محمد ابن صباح کہتے ہیں کہ سوائے گناہ کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

تشریح: حدیث میں مذمت کئے گئے علماء:

ایسے علماء کرام جو علم و تفقہ فی الدین کے بعد امراء و حکام کے درباروں میں جائیں گے مقصود اپنی بڑائی جتانا اور دولت و دنیا حاصل کرنا اور خطابات لینا مقصود ہوگا۔ لیکن اگر کوئی اعتراض کرے تو جواب دیں گے ہمارے دین کا نقصان نہیں حالانکہ یہ بالکل ناممکن ہے کہ دین و اخلاص کو بچا سکیں، نتیجہ یہ کہ محض دنیاوی اغراض و مقاصد کے پیچھے پڑ جائیں گے۔

کون سے امراء و حکام مراد ہیں؟

نیک و متقی عادل و منصف بادشاہ و حکام مراد نہیں ہیں بلکہ فاسق و فاجر اور ظالم حکمران مراد ہیں۔

حدیث نمبر ۲۷۵: حدثنا علی... عن ابی معاذ البصری.

حدیث نمبر ۲۷۶: ح وحدثنا علی... تعوذوا باللہ من جب الحزن قالوا یارسول اللہ وما جب الحزن... الجورۃ.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے جب الحزن سے پناہ مانگو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے خود دوزخ روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اس میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ فرمایا کہ یہ ان قاریوں کیلئے تیاری کی گئی ہے جو اپنے اعمال دکھا دکھا کر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ قراء ہیں جو امیروں کے یہاں آمد ورفت کرتے ہیں۔ محاربی کہتے ہیں کہ اس سے مراد ظالم امراء ہیں۔

تشریح: قراء حضرات کیلئے سخت وعید:

قرآن کے قاری اگر دنیاوی دکھاوے اور لوگوں کو خوش کرنے کیلئے یا اپنی واہ واہ کروانے کیلئے قراءت کرتے ہیں یا حکمرانوں کو خوش کرنے کیلئے قراءت دونوں کی مذمت کی گئی ہے، اور سخت وعید ہے کہ "جب الحزن" ٹھکانہ ہے سزا بھگتنے کیلئے ہمیشہ رہنے کیلئے نہیں۔ بہرحال ایک نہ ایک دن جنت میں داخل ہوں گے۔

حدیث نمبر ۲۷۷: قال ابو الحسن حدثنا حازم... ثم ذکر الحدیث نحوہ باسنادہ.

حدیث نمبر ۲۷۸: حدثنا ابراھیم... من جعل الھموم ھما واحدا ھم اخرتہ کفاہ اللہ ھم دنیاہ... ھلک.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر علماء کرام اس کی حفاظت کرتے اور اسے اس کے اہل لوگوں کے سامنے رکھتے تو وہ اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن جاتے، لیکن انہوں نے اس علم کو دنیا والوں کے سامنے ان سے دنیا حاصل کرنے کیلئے خرچ کیا، اس لئے وہ ذلیل ہو گئے۔ میں نے تمہارے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مختلف غموں کو اپنی آخرت کے واسطے صرف ایک غم کر دیا تو اللہ تعالیٰ دنیا کے غم سے اس کی کفایت فرمائے گا اور جو شخص دنیاوی احوال وامور کے غموں میں پریشان ہوتا رہا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ وہ کس وادی میں گر کر مرے۔

تشریح: کون سے علماء سردار بنیں گے؟

جو علمائے کرام علم واپنے مرتبے ووقار کا لحاظ کرتے ہوئے امراء وحکام اور دنیاوی مقاصد سے بچیں گے تو تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ ان کی دھاک بٹھا دیں گے اور پوری دنیا کو ان کے تابع بنا دیں گے۔ اس کے برعکس اگر دنیا کے پیچھے اور جاہ ومناصب کے پیچھے پڑ گئے تو ذلت مقدر بن جائیگی۔

آخرت کی فکر اور دنیا کی فکر:

اہل علم اگر دنیاوی جاہ ومنصب اور دنیاوی فکر سے آزاد ہو کر صرف اُخروی فکر کریں تو تمام دنیاوی مسائل اللہ تعالیٰ حل فرما دیں گے۔
اس کے برعکس اگر مطمع نظر دنیا ہی ہو تو پھر اللہ تعالیٰ دنیا کے حوالے کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا نتیجہ دنیا وآخرت کا نقصان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی کہ کہاں مارا مارا پھرتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۷۹: قال ابو الحسن حدثنا حازم۔۔۔ثم ذکر الحدیث بنحوہ باسنادہ۔

حدیث نمبر ۲۸۰: حدثنا زید۔۔۔من طلب العلم لغیر اللہ او اراد بہ غیر اللہ فلیتبوا مقعدہ من النار۔

مفہوم: حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ غیر اللہ کیلئے علم حاصل کرنے والا یا اس سے غیر اللہ کا ارادہ کرنے والا اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

حدیث نمبر ۲۸۱: حدثنا احمد۔۔۔لاتعلموا العلم لتباھوا بہ العلماء او لتماروا بہ السفھاء۔۔۔فھو فی النار۔

حدیث نمبر ۲۸۲: حدثنا محمد۔۔۔من تعلم العلم لیباھی بہ العلماء ویماری بہ السفھاء۔۔۔ادخلہ جھنم۔

۲۴۔ باب من سئل عن علم فکتمہ

حدیث نمبر ۲۸۳: حدثنا ابو بکر۔۔۔مامن رجل یحفظ علما فیکتمہ الا اتی بہ یوم القیامۃ ملجما بلجام من النار۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ علم کو حاصل کر کے چھپانے والے کے منہ میں قیامت کے دن لگام ہوگی۔

تشریح: کتمانِ علم سے کونسا علم مراد ہے؟

اس حدیث میں جس علم کے کتمان پر وعید ہے وہ ایسا علم ہے جو بنیادی اور ضروری ہے جس کا سیکھنا اور جاننا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔نماز،روزہ،اور پاکی حلال وحرام کے متعلق جاننا۔

کیا یہ وعید مطلقاً ہے؟

مطلق وعید نہیں بلکہ انتہائی حساس وباریک مسائل اور متشابہات،تقدیر اور مشاجرات صحابہ میں یہ وعید میں داخل نہیں ہے۔یا باری تعالیٰ کے متعلق کوئی پوچھے کہ کب،کہاں اور کیوں تو یہ سوال وجواب ممنوع ہیں۔

کیا کاروباری راز بھی کتمان علم وعید میں شامل ہیں؟

اگر کوئی شخص فیکٹری میں مصنوعات بناتا ہے کیمیکل،کپڑا سامان صنعتی تو ایسا شخص اپنی صنعت وحرفت اور کاروبار کے راز چھپا سکتا ہے۔

اکابر کی موجودگی میں مسئلہ نہ بتانا؟

اگر اکابر موجود ہوں تو اصاغر مسئلہ نہ بتائیں بلکہ یہ اشارہ کردیں کہ بڑوں سے پوچھو تو کوئی حرج نہیں یہ بھی کتمان کی وعید میں انشاء اللہ نہیں آئیں گے۔

اختلافی مسائل:

جب عوام کسی اختلافی مسئلہ کو جو ضروری نہ ہو زندگی وموت کا مسئلہ بنالیں یعنی فتنہ عروج پر پہنچ چکا ہو لڑائی،جھگڑا کو معمول بنا لیا جائے تو ایسے اختلافی مسائل بھی نہ بتانے سے وعید میں نہیں آئیں گے انشاء اللہ۔

حدیث نمبر ۲۸۴: قال ابو الحسن ای القطان وحدثنا ابو حاتم۔۔۔فذکر نحوہ۔

حدیث نمبر ۲۸۵: حدثنا ابو مروان.. لولا قول الله ان الذين يكتمون ما انزل الله من الكتاب الى اخر الايتين.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن ہرمز ؒ نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ قرآن میں دو آیتوں نے مجھے سید الرسل ﷺ کی حدیث کو بیان کرنے پر مجبور کیا ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۶: حدثنا الحسين.. اذا لعن اخر هذه الامة اولها فمن كتم حديثا فقد كتم ما انزل الله.

مفہوم: حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس امت کے لوگ جب اولین پر لعنت بھیجیں گے تو اس وقت حدیث کو چھپانے والا اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھپانے والا ہوگا۔

تشریح: حدیث بیان کرنا کب ضروری ہو جاتا ہے؟

جب بعد والے لوگ (یعنی گمراہ کن قوم و فرقے) متقدمین کو برا بھلا کہنے لگ جائیں تو پھر احادیث میں جو متقدمین کے فضائل ہیں وہ بیان کرنا اور لوگوں کو ان کے مناقب بتانا ضروری ہو جاتا ہے۔ مثلاً اہلِ باطل جو صحابہ کرام ؓ جیسی ہستی کو بھی معاف نہیں کرتے تو ایسے وقت میں صحابہ کرام کے فضائل ضروری ہیں کہ بیان کئے جائیں۔

حدیث نمبر ۲۸۷: حدثنا احمد... من سئل عن علم فكتمه الجم يوم القيامة بلجام من نار.

مفہوم: حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس سے علم کے متعلق سوال کیا گیا اور اس نے جواب کو مخفی رکھا تو روزِ قیامت اس کو آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

حدیث نمبر ۲۸۸: حدثنا اسماعيل... من كتم علما... في امر الناس امر الدين الجمه الله يوم القيامة بلجام من النار.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ علم کی وہ بات چھپانا جو دین میں نفع بخش تھی تو اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام لگائی جائے گی۔

حدیث نمبر ۲۸۹: حدثنا محمد... من سئل عن علم يعلمه فكتمه الجم يوم القيامة بلجام من نار.

تشریح: کتمانِ علم سے آگ کی لگام کیوں؟

انسان جب بات کرتا ہے تو بات کا ذریعہ زبان ہے جو منہ میں داخل ہے لہٰذا اس لئے لگام دی جائے گی۔ مدرسوں اور لائبریریوں والوں کو بھی خیال رکھنا چاہئے کہ طلباء لائبریری سے بغیر کسی رکاوٹ کے مستفید ہو سکیں ورنہ لائبریری والے بھی اس وعید میں داخل ہوں گے۔

بہر حال علماء کرام کو احتیاط رکھنی چاہئے کہ اگر کوئی مسئلہ پوچھتا ہے تو بتا دینا چاہئے ورنہ وعید میں داخل ہوں گے۔ ہاں اگر کوئی بندہ اپنے بڑوں کی موجودگی میں مسئلہ نہ بتائے، بڑوں کی طرف رجوع کا کہے یا فتنے اور لڑائی کا خوف ہو مسئلہ بتانے سے تو نہ بتانے پر وعید سے ان شاء اللہ محفوظ رہے گا۔

کتاب الطہارۃ

باب الماء يقع فيه النجاسة

مسئلہ: پانی میں نجاست گر جائے تو پانی ناپاک ہوتا ہے یا نہیں، اگر ناپاک ہوتا ہے تو کب ہوتا ہے؟ پانی کے قلیل یا کثیر ہونے کا مدار کیا ہے؟

اجمالی خلاصہ:۔۔۔۔۔ یہ باب پانچ حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) سب سے پہلے ائمہ اربعہؒ کے مذاہب بیان کئے جائیں گے، اور حد بندی میں اختلاف فقہاءؒ ذکر ہوں گے (۲) دوسرے نمبر پر مالکیہؒ، جمہورؒ کا اختلاف ذکر کیا جائے گا، اس میں پہلے مالکیہؒ کے دلائل اور ان کے جوابات پھر جمہورؒ کے دلائل دیئے جائیں گے (۳) تیسرے نمبر پر جمہورؒ کا اختلافی مسئلہ مسئلہ قلتین کو بیان کیا جائے گا (۴) چوتھے نمبر پر اختلافی مسئلے میں پہلے شوافعؒ وحنابلہؒ کی دلیل حدیث قلتین بیان ہوگی پھر اس حدیث کے سند، متن اور معنی کا اضطراب اور اس کا ضعف بیان کیا جائے گا (۵) آخر میں احناف کے دلائل اور احناف کی عقلی دلیل یعنی نظر طحاویؒ بیان کی جائے گی۔

(پہلا حصّہ) اتفاقی مسئلہ

ائمہ اربعہؒ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر پانی میں نجاست گر جائے اور پانی کے تین اوصاف میں سے کوئی ایک وصف یعنی رنگ، بو یا ذائقہ میں سے کوئی ایک وصف بدل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے خواہ پانی قلیل ہو یا کثیر، جاری ہو یا راکد اور اگر تغیر نہ ہو تو پھر جمہورؒ کے نزدیک قلیل وکثیر کا فرق ہے کہ قلیل بالاتفاق ناپاک ہے اور کثیر پاک ہے (معارف ۱/۲۲۱)

مسلکِ ظاہریہؒ

اہل ظواہر کا مذہب جمہورؒ سے مختلف ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق (ان الماء طهور لا ينجسه شيء) یعنی پانی ناپاک ہوتا ہی نہیں (تخب الافکار ۱/۱۸)

پانی کی حد بندی میں اختلاف فقہاءؒ

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک اگر تین اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے تو وہ پانی قلیل اور ناپاک ہے ورنہ کثیر اور پاک ہے۔

(۲) امام شافعیؒ وامام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک کثیر کی مقدار قلتین ہے۔ قلتین اور اس سے زیادہ کثیر ہے اور پاک ہے۔ اس سے کم قلیل وناپاک ہے۔

(۳) تیسرا مذہب ظاہریہؒ کا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ پانی میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا خواہ تغیر وصف ہو یا نہ ہو خواہ قلیل ہو یا کثیر۔

دلیل:۔ ان الماء طهور لا ينجسه شيء.

جواب:۔ اس حدیث میں استثناء اور قید ملحوظ ہے جو کہ اس روایت سے ظاہر ہے الا ما غلب على ريحه او طعمه او لونه لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں (اعلاء السنن ۱/۲۶۶)

(۴) احناف کے نزدیک چونکہ حد بندی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے لہذا اس میں مبتلی بہ کی رائے اور غلبہ ظن کا اعتبار ہے جیسے اشتباہ قبلہ کے وقت اور مکان یا کپڑوں کی نجاست میں اشتباہ کے وقت بھی غلبہ ظن کا اعتبار ہوتا ہے (فتح ۱۱۰)

فائدہ: اگر پانی میں ایک طرف واقع ہونے والی نجاست کا اثر دوسری طرف پہنچ جائے تو وہ قلیل اور ناپاک ہے ورنہ کثیر۔ مثلاً ایک طرف لید کا اثر دوسری طرف پہنچ جائے۔ یا تحریک بالید سے دوسری طرف حرکت ہو۔ یا ایک طرف وضو کی حرکت سے دوسری طرف حرکت ہو، یہ امام ابو یوسفؒ کے قول کا خلاصہ ہے (معارف ۲۲۲/۱ نخب الافکار ۱۹/۱)

فائدہ: حنفیہؒ کے نزدیک مشہور ہے کہ "دہ دردہ" کثیر اور اس سے کم قلیل ہے۔ یہ تحدید اگرچہ کسی امام کی نص سے ثابت نہیں لیکن یہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ارشاد سے مستنبط کیا گیا ہے، اور یہ عوام کی سہولت کے پیش نظر یہ قول اختیار کیا گیا (معارف ۲۲۲/۱ شامی ۱۹۲/۱)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) امام طحاویؒ کا فریق بنانا

امام طحاویؒ نے اس مسئلہ میں دو مذاہب بنائے ہیں۔

(۱) فریق اول "فذھب قوم" سے مراد مالکیہؒ ہیں۔ (۲) فریق ثانی "وخالفھم" سے مراد جمہورؒ یعنی احنافؒ شوافعؒ اور حنابلہؒ ہیں (امانی ۱۱/۱)

جمہورؒ میں فرق

شافعیہؒ کے نزدیک قلیل وکثیر پانی کا مدار قلتین پر ہے۔ قلتین اور اس سے زیادہ کثیر ہے قلتین سے کم قلیل ہے۔ لیکن احنافؒ کے نزدیک یہ مقدار تخمینی ہے یعنی مبتلی بہ کی رائے کے مطابق قلیل کا اطلاق ہوگا نہ کہ قلتین سے کم پر کیونکہ "قلتین" پر سنداً، متناً اور معناً اختلاف ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ حنفیہ کے دلائل صریح اور واضح ہیں، جو آگے آئیں گے۔

دلائل مذہب اول یعنی مالکیہؒ

امام طحاویؒ نے اس حدیث کو پانچ طرق سے بیان کیا ہے۔

پہلا طریق: حدثنا محمد ... كان يتوضأ من بير بضاعة ... والمحائض فقال ان الماء لا ينجس.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ بیر بضاعہ سے وضو فرماتے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس میں تو مردار اور حیض کے کپڑے ڈالے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

فریق اول کے دلائل کا نتیجہ

فذهب قوم الى هذه الآثار فقالوا لا ينجس الماء شئي وقع فيه الا ان يغير لونه او طعمه ... فقد نجس الماء.

مفہوم: (مالکیہؒ) نے احادیث کو ظاہر دیکھ کر یہ کہا کہ پانی کا جب تک رنگ، ذائقہ اور بو میں سے کوئی ایک وصف بھی تبدیل نہ ہو جائے اس وقت تک پانی پاک ہوتا ہے۔

مالکیہؒ کی دلیل کے جوابات

(۱) یہ حدیث ضعیف ہے۔

(۲) یہ حدیث بالاتفاق مؤول ہے یہاں نجاست کا وہم تھا ازالہ وہم کیلئے فرمایا۔
(۳) بیر بضاعہ کا پانی جاری تھا۔ باغات سیراب کئے جاتے تھے۔
(۴) رہا امام ابوداؤدؒ کی پیمائش کا واقعہ تو اس میں قیم اور دربان مجہول ہیں۔ بیر بضاعہ کا پانی جاری اور کثیر تھا'' باغوں کو اس سے سیراب کیا جاتا تھا'' (یعنی ڈول وغیرہ سے نکالا جاتا تھا) جیسے امام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے (بذل المجہود)

فریقِ اول کی دلیل کا جواب امام طحاویؒ کی تحقیق سے

و خالفهم في ذلك اخرون فقالوا ما ذكرتموهم من بير بضاعة فلا حجة لكم فيه ۔ ۔ ۔ و ان لم يعلم ذلك كان طاهرا.
مفہوم: (جمہور حضراتؒ) نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے یہ مذکورہ بات بیر بضاعہ کے بارے میں اختلاف کی بناء پر بغیر دلیل کے پیش کی ہے، اس لئے کہ جمہور کا خیال ہے کہ وہ پانی ٹھہرا ہوا نہیں تھا بلکہ باغوں تک رسائی کی ایک گزرگاہ تھی اور اس سے باغات سیراب کئے جاتے تھے، لہٰذا اس کا حکم ماء جاری جیسا ہوگا۔ لہٰذا جب تک اس میں تینوں اوصاف میں سے کوئی وصف تبدیل نہ ہو جائے تو یہ پاک رہے گا۔ یا نجاست کے اجزاء معلوم نہ ہو جائیں تو ناپاک نہیں ہوگا چاہے پانی قلیل ہو یا کثیر۔ (امانی ۱/۱۱)

جمہورؒ کے جواب پر مالکیہ کا اعتراض

کنواں انتہائی چھوٹا تھا اور کنویں کا پانی جاری بھی نہیں تھا بلکہ رکا ہوا پانی تھا؟
جواب: کنویں کا پانی ''کحکم ماء الانهار'' تھا یعنی ڈول وغیرہ کے ذریعے سے پانی باغوں کو پہنچایا جاتا تھا۔ جاری پانی کا قول تاریخ کے مستند امام، امام واقدیؒ نے بیان کیا ہے (امانی)

و قد حكى هذا القول الذي ذكرناه في بير بضاعة عن الواقدي حدثنيه ابو جعفر ۔ ۔ ۔ انها كانت كذلك.
مفہوم: یہ مذکورہ بات واقدیؒ سے روایت ہے، ہم سے ابوجعفر احمد بن ابوعمرانؒ نے، اور انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن شجاع ثلجیؒ سے اسی طرح بیان کیا۔

امام واقدیؒ پر مالکیہ کا اعتراض

کنویں کا پانی یعنی بیر بضاعہ کا پانی جاری تھا یہ بات ''سیر کے مستند و مسلّم امام واقدیؒ'' نے بتائی ہے البتہ حدیث کی روایت کے حوالے سے ان کی حیثیت کمزور ہے امام مالکؒ نے اگرچہ انہیں ''دجال'' کہا ہے۔
پہلا جواب: امام واقدی حدیث میں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن تاریخ کے امام مسلّم ہیں۔ تاریخ کی حیثیت سے تمام مذاہب والے حضرات ان کو ثقہ مانتے ہیں (امانی ۱/۱۳، کشف الافکار ۱/۲۲)

دوسرا جواب: و كان من الحجة ۔ ۔ فغلبت على طعم مائها او ريحه او لونه ان ماء ها ۔ ۔ ۔ قال المؤمن لا ينجس.
اس بارے میں ایک دلیل ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بات بھی متفق علیہ ہے کہ کنوئیں میں نجاست گرنے سے اگر پانی کا ذائقہ، رنگ یا بو میں سے کوئی وصف تبدیل ہو جائے تو کنواں ناپاک ہوگا، لیکن بیر بضاعہ اس کے خلاف ہے کیونکہ اس میں حیض کے کپڑے، کتے وغیرہ ڈالے جاتے ہیں، حالانکہ یہ طے شدہ بات ہے کہ اس سے کم چیز بھی کنوئیں میں گر جائے تو اس کا اوصاف میں سے کوئی نہ کوئی وصف تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور سید الرسل ﷺ کا اس کو جائز قرار دینا تسلیم شدہ بات ہے کہ پانی صاف تھا۔ زیادہ سے

زیادہ سرکار دو عالم ﷺ کے جواب کو ہم اس بات پر محمول کریں گے کہ یہ فرمان نجاست نکالنے کے بعد تھا، کیونکہ کتے اور گندگی زمانہ جاہلیت میں ڈالی جاتی تھی پھر زمانہ اسلام میں اس کو صاف کیا گیا لیکن صحابہ کے دلوں سے تردد اور شک کو دور کرنے کیلئے نبی کریم ﷺ نے اس کو پاک کہا۔ بہرحال مالکیہ کا اس حدیث کو اپنے حق میں پیش کرنا درست نہیں ہے۔ (نخب الافکار ۱/۴۴)

امام طحاویؒ نے فریق ثانی (یعنی جمہورؒ) کے جواب کی تائید میں کئی روایات نقل فرمائی ہیں

تائیدی روایت: حدثناه ابن ابی داود... وانا جنب فمد یده الی فقبضت یدی عنه وقلت... ان الارض لا تنجس.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ میں حالت جنابت میں سید البشر ﷺ کے ساتھ ملا تو آپ نے مجھے ہاتھ لگانا چاہا میں نے منع کر کے کہا کہ میں جنبی ہوں۔ فرمایا کہ مؤمن ہمیشہ پاک ہی ہوتا ہے۔

توضیح: یہاں حدیث کا ظاہری معنی مراد نہیں کہ مومن ناپاک ہی نہیں ہوتا بلکہ مومن ایسا ناپاک نہیں ہوتا کہ بالکل کچھ بھی نہ کر سکے یعنی ملنا ملانا مصافحہ اور کھانا پینا بھی نہ کر سکے ایسا نہیں ہوتا لیکن تلاوت اور نماز عبادت وغیرہ نہیں کرسکتا البتہ پاکی حاصل کرنے کے بعد سب کچھ کرسکتا ہے۔ اسی طرح نجاست والا پانی بھی نجاست یا گندگی کی موجودگی میں پاک نہیں ہوتا لیکن نجاست نکالنے کے بعد نیا آنے والا پانی پاک ہوتا ہے (امانی ۱/۱۰)

دوسری تائیدی روایت: حدثنا بذلک ابوبکرة... لیس علی الارض من انجاس الناس شیء... یصب علیه ذنوب من ماء.

مفہوم: حضرت حسن ؓ نے فرمایا کہ وفد ثقیف کیلئے حضور اکرم ﷺ نے مسجد میں خیمہ لگایا تو صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ یہ لوگ ناپاک ہیں۔ فرمایا کہ انسان کی نجاست قلبی ہوتی ہے زمین سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان کہ زمین ناپاک نہیں ہوتی، مراد یہ نہیں کہ باوجود نجاست لگنے کے وہ ناپاک نہیں ہوتی بلکہ مراد یہ ہے وفد ثقیف کے لوگ پڑاؤ ڈال رہے ہیں تو ان کے بدن یا اجسام کے ذریعے مس کرتے ہوئے زمین یعنی مسجد ناپاک نہیں ہوتی وہ تو پاک ہی رہتی ہے ہاں البتہ مشرک و کافر لوگ اعتقادی، دلی اور باطنی طور پر ناپاک ہوتے ہیں (امانی ۱/۱۹)

تیسری تائیدی روایت: حدثنا بذلک ابو بکرة... اذ جاء اعرابی فقام یبول فی المسجد... بدلو من ماء فشنه علیه.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی مسجد آیا اور پیشاب کرنے لگا، جب صحابہ کرام ؓ نے ان کو دیکھا تو روکنے کیلئے بھاگے اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو۔ پھر فراغت کے بعد اس کو بلا کر فرمایا کہ مسجد ذکر اور نماز کی جگہ ہے، پیشاب اور پاخانہ اس کے مناسب نہیں ہے۔ پھر ایک شخص کو اس پیشاب پر پانی بہانے کا حکم دیا (امانی ۱/۲۲)

امام طحاویؒ کا تائیدی روایات سے کیا مقصد ہے؟

امام طحاویؒ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جس طرح مسلمان حالت حدث میں نماز، تلاوت اور طواف نہیں کرسکتا لیکن پاکی حاصل کرنے کے بعد سب کچھ یعنی عبادت وغیرہ کرسکتا ہے۔ اسی طرح زمین کو مشرک و نجس آدمی کا جسم و بدن ناپاک نہیں کرسکتا۔ اور پیشاب وغیرہ پر پانی بہانے اور مٹی وغیرہ کھود کر نکالنے یا خشک ہونے سے زمین پاک ہوجاتی ہے اسی جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح بیر بضاعہ کے متعلق ثابت کررہے ہیں کہ بیر بضاعہ بھی گندگی وغیرہ نکالنے کے بعد پاک ہوگیا یہ مقصد نہیں کہ گندگی وغیرہ کی موجودگی میں بیر بضاعہ پاک ہے ایسا نہیں بلکہ پاک کرنے کے بعد پھر ناپاکی نہیں رہتی (امانی ۱/۲۰)

مزید تائیدی روایات

(۱)حدثنا علی ؓ...غیر انه لم یذکر قوله ان هذه المساجد الی اخر الحدیث۔

مفہوم: حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انہوں نے حضرت انس ؓ سے سنا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اسی طرح ذکر کرتے تھے البتہ انھوں نے یہ مساجد آخر تک کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

(۲)وروی طاؤس ان النبی ﷺ امر بمکانه ان یحفر. (۳) حدثنا بذلك ابو بکرة...بذلك ایضا.

(۴)حدثنا فهد...بال اعرابی فی المسجد فامر به النبی ﷺ فصب علیه دلو من ماء ثم امر به فحفر مکانه.

امام طحاویؒ کی وضاحت ان الارض لاتنجس کے بارے میں

قال ابو جعفر...ان الماء لاینجس لیس هو علی حال کون النجاسة فیها انما هو علی حال عدم النجاسة فیها.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان "ان الارض لاتنجس" کا مطلب یہ ہے کہ زمین نجاست دور کرنے کے بعد نجس نہیں ہوتی۔ یہ مطلب نہیں کہ نجاست کے ہوتے ہوئے نجس نہیں ہوتی۔ اسی طرح "ان الماء لاینجس" کا مطلب سمجھ لیں (امانی ۱/۲۷)

دلائل فریق ثانی یعنی جمہورؒ

وقد رایناه بین ذلك فی غیر هذا الحدیث.

پہلی دلیل: حدثنا صالح...انه قال نهی او نهی ان یبول الرجل فی الماء الدائم او الراکد ثم یتوضا منه او یغتسل منه.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے اور اس سے وضو کرنے سے سید الرسل ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

دوسری دلیل: حدثنا علی...قال لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل فیه.

تیسری دلیل: حدثنا یونس...قال لا یبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یتوضا منه او یشرب.

چوتھی دلیل: حدثنا یونس...لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم و هو جنب...فقال یتناوله تناولا.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں غسلِ جنابت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے پوچھا گیا کہ کیسے؟ فرمایا کہ اس سے پانی لیکر۔

پانچویں دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد...قال لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل منه.

چھٹی دلیل: حدثنا حسین...فذکر باسناده مثله.

ساتویں دلیل: حدثنا الربیع...لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری ثم یغتسل منه.

آٹھویں دلیل: حدثنا الربیع...لا یبولن احدکم فی الماء الراکد ولا یغتسل فیه.

نویں دلیل: حدثنا ابراهیم...مثله غیر انه قال ولا یغتسل فیه جنب.

دسویں دلیل: حدثنا محمد... انه نهى ان يبال في الماء الراكد ثم يتوضا فيه (ا/ ۱/۳۵)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصہ)　　احناف و شوافع کے اختلاف کا خلاصہ

مالکیہ کے مقابلے میں جمہور ائمہ کرام متفق ہیں لیکن پھر قلیل و کثیر پانی کے بارے میں جمہور کا آپس میں اختلاف ہے۔ شوافع کے نزدیک قلیل پانی کا اطلاق قلتین سے کم پر ہوتا ہے، قلتین اور اس سے زیادہ پانی کثیر ہوگا۔ احناف کے نزدیک مبتلیٰ بہ کی رائے کے مطابق کثیر و قلیل کا مدار رکھا گیا ہے۔ بہر کیف جمہور میں سے ہر ایک کے پاس دلائل ہیں وہ دلائل اور جوابات ملاحظہ کیجئے۔

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ)　　شوافع و حنابلہ کی سب سے بڑی دلیل

"اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث"

جوابات: (۱) اتنا بڑا اہم مسئلہ تھا پوری امت اسکی محتاج تھی۔ اگر یہ واقعہ صحیح (جس کے پس منظر میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے جیسا کہ حدیث باب سے ظاہر ہے) ومعروف ہوتا تو اکثر صحابہ کرام ؓ سے ثابت ہوتا لیکن صحابہ کرام ؓ میں سے حضرت ابن عمر ؓ کے علاوہ اس کا کوئی راوی نہیں ہے پھر ان کے شاگردوں میں سے بھی صرف عبید اللہ ہی راوی ہیں۔

نوٹ: اتنا اہم مسئلہ جس کا علم تمام صحابہ کرام ؓ اور تابعین کو ہونا چاہئے تھا صرف دو شخصیات کیوں؟

حدیث شریف سنداً اور متناً مضطرب ہے

اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے مثلاً ایک روایت میں "قلتین" دوسری جگہ یہ الفاظ ہیں "قلتين او ثلاثا" بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں "اربعین قلة" اور کہیں یہ الفاظ بھی ہیں "اربعين دلوا (معارف ۱/ ۲۶۲)

حدیث کے مطلب و معنی میں بھی اضطراب ہے

اس حدیث کے معنی میں بھی اضطراب ہے مثلاً قلة کا لفظ مشترک ہے۔ مشک، بڑا مٹکا، پہاڑ کی چوٹی وغیرہ (بذل ۱/ ۴۱، معارف ۱/ ۲۴۳)

علامہ خطابیؒ کے نزدیک قلہ کا مصداق

علامہ خطابیؒ لکھتے ہیں قلہ ایسے چھوٹے برتن کو کہا جاتا ہے جس سے پانی ڈال کر ہاتھوں میں اٹھایا جائے مثلاً جگ، گلاس وغیرہ (معالم ۱/ ۳۰)

صاحب عونؒ کے نزدیک قلہ کا مصداق

صاحب عون المعبودؒ نے "قلال هجر" مراد لیا ہے (عون ۱/ ۲۷)

جواب: اس کی تعیین پر کوئی دلیل نہیں۔ پھر قلال ھجر کے مصداق مختلف ہیں لیکن صغیر، کبیر وغیرہ کا ابہام تو پھر بھی باقی رہا۔

شوافع کی دلیل پر امام غزالیؒ کی تنقید

امام غزالیؒ نے فرمایا پانی کی ضرورت عام ہے قلتین کی قید درست نہیں اس سے وسوسوں کو راہ ملتی ہے اس شرط سے لوگوں کو دشواری ہوتی ہے یہ شرط سخت ہے اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کا سابقہ (یعنی واسطہ پڑے) رہتا ہو (احیاء العلوم)

امام خطابی کا قول

امام خطابی نے مسلک شافعی پر ہونے کے باوجود اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے (معالم ۳۱/۱)

قلتین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قلتین بالمعنی المعروف کا اعتبار نہیں دلیل یہ ہے (۱) ان حبشیا وقع فی زم زم ... (اعلاء السنن حدیث نمبر ۲۱۹) (۲) ان علیا رضی اللہ عنہ قال فی بیر وقعت فارة فماتت قال ینزح ماء ھا. ان واقعات پر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا انکار یا حدیث قلتین سے استدلال ثابت نہیں حالانکہ زمزم کا پانی قلتین یقیناً بالمعنی المعروف کی مقدار سے زائد تھا (آثار السنن ۱/۱۰)

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) دلائل احناف

(۱) لا یبولن أحدکم فی الماء الدائم (اعلاء حدیث نمبر ۲۱۶)

(۲) نھی رسول اللہ ﷺ ان یبال فی الماء الدائم (فتح ۶۱/۳)

(۳) اذا استیقظ احدکم من نومه فلا یغمس یده فی الماء حتی یغسلها ثلاثا (فتح ۳۷/۳، بدائع الصنائع)

(۴) قرآن پاک کی متعدد آیات میں محرمات اور نجاسات سے اجتناب و بچنے کا حکم ہے مثلاً (۱) ویحرم علیھم الخبائث (فتح ۶۲/۳)

(۲) انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر (۳) حرمت علیکم المیتة (٤) انما الخمر والمیسر ... فاجتنبوه لعلکم تفلحون.

مذکورہ بالا دلائل کا نتیجہ

یہ سب احادیث اور آیات اس پر دال ہیں کہ ان میں نہ تحدید ہے اور نہ تغیر کی قید اور محرمات کا استعمال منع ہے خواہ تنہا ہوں یا مخلوط۔ پس مبتلی بہ کا ظن غالب ہوا کہ حرام و نجس چیز کے اجزاء استعمال ہوئے ہیں تو حرام ہے احتراز لازم ہے (فتح ۶۳/۳)

امام طحاویؒ کی تحقیق قلتین پر

قال ابو جعفرؒ... الماء الراکد الذین لا یجری دون الماء الجاری علمنا بذلك ... ولا تداخل الماء الجاری.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ کا ٹھہرے ہوئے پانی کو خاص کرنے سے کی ضد کے حکم کا پتہ چلتا ہے یعنی ماء جاری کا کہ اس کا حکم پاکی کا ہے اسلئے کہ اس میں نجاست ٹھہرتی نہیں ہے (نخب الافکار ۵۳/۱)

وقد روی عن رسول اللہ ﷺ ایضا فی غسل الاناء من ولوغ الکلب ما سنذکره.. اذا کان الماء مقدار قلتین لم یحمل خبثا.

شافعیہؒ کی دلیل

احتجوا فی ذلك... سئل عن الماء وما ینوبه من السباع فقال اذا بلغ الماء قلتین فلیس یحمل الخبث.

مفہوم: ان کی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے جس میں سید الرسل ﷺ سے اس پانی کے بارے میں جس پر پرندے آتے جاتے ہیں پوچھا گیا تو فرمایا کہ پانی جب دو مٹکوں تک پہنچ جائے وہ ناپاک نہیں ہوتا معلوم ہوا کہ قلتین کی مقدار مانے گئے ہے (نخب الافکار ۵۳/۱)

وکما حدثنا الحسین... انه سئل عن الحیاض... فقال اذا بلغ الماء قلتین لم یحمل خبثا.

حدثنا محمد... عن رسول الله ﷺ مثله۔

وکما حدثنا یزید... عن النبی ﷺ مثله۔ حدثنا یزید... اذا کان الماء قلتین لم ینجس۔

مفہوم: حضرت حماد بن سلمہ ؒ نے فرمایا کہ ہم کچھ لوگ باغ میں تھے کہ نمازِ ظہر کا وقت آیا، حضرت عبید اللہ ؒ نے کنوئیں سے وضو کیا جس میں مردے کا چمڑا تھا، اس کو جب اس کے متعلق بتایا گیا تو گزشتہ والی روایت بیان کی (نخب الافکار ۱/۶۲)

وکما حدثنا ربیع... لم یضره ما وقعت فیه من النجاسة الا ما غلب علی ریحه او طعمه او لونه۔

مفہوم: جیسے حضرت یحییٰ بن حسان ؒ نے حضرت حماد بن سلمہ ؒ سے اسی طرح کی روایت حضرت ابن عمر ؓ پر موقوف بیان کی ہے۔ بعض بزرگوں (شوافعؒ وحنابلہؒ) نے فرمایا کہ پانی کے اس مقدار تک پہنچنے پر اگر نجاست اس میں گر جائے تو اس کے بو، ذائقے اور رنگ کے تبدیل ہونے تک اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے (نخب الافکار ۱/۶۳)

شوافعؒ کے دلائل کا جواب

واحتجوا فی ذلک بحدیث ابن عمر ؓ هذا فکان من الحجة علیهم لاهل المقالة التی صححناها... بذلک فی معنی الانهار۔

مفہوم: ان کا حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی روایت سے استدلال کرنا خود ان کے خلاف دلیل ہے جو آثار اور روایات سے قلتین کو ثابت نہیں کہتے، پس اس میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ قلتین کی مقدار مقام ہجر کے دو مٹکوں جتنی ہو دوسرا یہ کہ آدمی کے دو قدموں تک اس کی مقدار پہنچ جائے تو پانی کا نہروں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے وہ ناپاک نہیں (امانی ۱/۴۳)

شوافعؒ کا اعتراض

فان قلتم ان الخبر عندنا علی ظاهره و القلال هی قلال الحجاز المعروفة۔

حدیث میں مذکور قلتین سے مراد حجاز کے مشہور مٹکے ہیں۔

شوافعؒ کے اعتراض کا الزامی جواب

قیل لکم فان کان الخبر... فانه ینبغی ان یکون الماء اذا بلغ ذلک المقدار لا یضره النجاسة... علی ظاهره۔ تمہیں کہا جائے گا کہ اگر تم اس حدیث کو ظاہر پر محمول کرتے ہو اور پانی اس مقدار تک پہنچ جائے تو نجس نہیں ہوگا اسلئے کہ حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے (نخب الافکار ۱/۶۴)

شوافعؒ کا دوسرا اعتراض

فان قلتم فانه و ان لم یذکر فی هذا الحدیث فقد ذکره فی غیره۔ اس حدیث میں اگر چہ اس کا ذکر نہیں لیکن اگلی روایت میں مذکور ہے۔

مذکورہ دوسری روایت: فذکرتم ما حدثنا محمد... الماء ینجسه شئی الا ما غلب علی لونه او طعمه او ریحه۔ ہم سے محمد بن حجاج نے کئی واسطوں سے بیان کیا کہ حضرت معد ؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ پانی ناپاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ کوئی چیز اس کے رنگ، ذائقے اور بو پر غالب نہ آجائے۔

امام طحاویؒ جواب دیتے ہیں

قیل لکم هذا منقطع وانتم لا تثبتون المنقطع ولا تحتجون به فان کنتم قد جعلتم قوله فی القلتین... ومحمد رحمهم

اللہ۔ تمہیں کہا جائے گا کہ یہ روایت منقطع ہے اور اس کو نہ تو تم ثابت مانتے ہو اور نہ ہی اس سے استدلال کرتے ہو۔ پھر اگر تم قلتین سے خاص قسم کا مٹکا مراد لیتے ہو تو دوسرے لوگ پانی سے خاص پانی مراد لیں گے (یعنی ماء جاری) تو اس صورت میں یہ پہلی احادیث کے موافق ہوگا۔ پس پہلی روایات میں ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا اور بلی کے سور سے برتن کا ناپاک ہونا، عام ہیں اور اس میں پانی کی مقدار کا ذکر نہیں ہے تو اس سے مراد ماء جاری نہ ہوگا۔ لہٰذا قلتین سے ماء جاری مراد ہوگا اور ماقبل میں ذکر کردہ حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت جابرؓ کی روایت میں ماء دائم سے قلیل پانی مراد ہوگا۔ اور یہ تفصیل اس لئے بتانی پڑی تا کہ روایات باہم متضاد نہ ہو۔ اور یہ علماء ثلاثہؒ (یعنی احنافؒ) کا مذہب ہے (امانی ۱/۴۹۶ نخب الافکار ۱/۶۶)

احنافؒ کی تائید میں دلائل آثارِ صحابہؓ اور اقوال تابعین کرامؒ

وقد روی فی ذلك عمن تقدمهم ما یوافق مذهبهم.

مفہوم: علماء احنافؒ کا مذہب متقدمین (یعنی صحابہ کرامؓ) کے مذہب کے موافق ہے (صحابہ کرامؓ کا مذہب ملاحظہ کیجئے)

(نخب الافکار ۱/۶۸)

پہلی دلیل: فمما روی فی ذلك ما حدثنا صالح.. ان حبشیا وقع فی زمزم فمات فامر ابن الزبیر فنزح.. حسبکم.

مفہوم: حضرت عطاءؒ نے فرمایا کہ چاہ زمزم میں ایک حبشی گرا تو حضرت ابن زبیرؓ کے حکم پر پانی نکالا گیا لیکن پانی ختم نہ ہوا۔ پھر حجر اسود کے پاس ایک چشمہ دیکھا تو حضرت ابن زبیرؓ نے اس کو کافی قرار دیا تو اس سے ثابت ہوا کہ ماء قلیل وکثیر کا مدار قلتین پر نہیں بلکہ اس میں مبتلا بہ کی رائے کا اعتبار ہوگا، کبھی قلتین سے کم بھی ماء کثیر کہلائے گا اور کبھی چار یا پانچ قلتین ماء قلیل کہلائیں گی۔

دوسری دلیل: وما قد حدثنا حسین... وقع غلام فی زمزم فنزفت.

مفہوم: حضرت جابرؓ حضرت ابوالطفیلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کے ماء زمزم میں گرنے سے اس کا سارا پانی نکالا گیا۔

تیسری دلیل: وما قد حدثنا محمد ... قال فی بیر وقعت فیها فارة فماتت قال ینزح ماؤها.

مفہوم: حضرت علیؓ نے کنوئیں میں چوہا گرنے سے اس سے پانی نکالنے کا حکم فرمایا۔

چوتھی دلیل: وما قد حدثنا محمد.. اذا سقطت الفارة او الدابة فی البیر نزحها حتی یغلبك الماء.

مفہوم: گزشتہ روایت میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر چوہا یا کوئی اور جانور کنوئیں میں گر جائیں تو پانی غالب آنے تک نکالتے رہو۔

پانچویں دلیل: حدثنا محمد... لا فانه یمر به اخوه المسلم فیشرب منه ویتوضا وان کان جاریا فلیبل فیه ان شاء.

مفہوم: حضرت ابوسہمؒ نے کہا کہ حضرت ابوہریرہؓ سے گزرنے والے تالاب میں پیشاب کرنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ اس میں پیشاب نہیں کر سکتا علاوہ اس صورت کے کہ وہ پانی جاری ہو تو پھر پیشاب کر سکتا ہے۔

چھٹی دلیل: وما قد حدثنا محمد ... مثله. وما قد حدثنا ابوبکرة... یقع فی البیر قال ینزح منها اربعون دلوا.

مفہوم: حضرت زکریاؒ نے امام شعبیؒ سے پوچھا کہ اگر پرندہ، بلی اور اسی طرح کے دوسرے جانور کنوئیں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟

فرمایا کہ چالیس ڈول پانی نکالیں گے۔

ساتویں دلیل: حسین۔۔قال ینزح منها اربعون دلوا. آٹھویں دلیل: وما قد حدثنا صالح۔۔قال یدلوا منها سبعین دلوا.

مفہوم: اس روایت میں ستر ڈول پانی نکالنے کا ذکر ہے۔

نویں دلیل: وما قد حدثنافهد۔۔قال سالناه عن الد جاجة تقع فی البیر فتموت فیها قال ینزح منها سبعون دلوا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن سبرہ ہمدانیؒ نے امام شعبیؒ سے مرغی کے بارے میں پوچھا تو امام شعبی نے فرمایا کہ اگر کنوئیں میں مرغی گر جائے تو ستر ڈول پانی نکالو۔

دسویں دلیل: وما قد حدثنا صالح۔۔قال یدلوا منها اربعین دلوا قال المغیرة حتی یتغیر الماء.

مفہوم: حضرت مغیرہ ؓ نے پوچھا کہ اگر بڑا چوہا یا بلی کنوئیں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ چالیس ڈول پانی کے رنگ بدلنے تک نکالنے ہوں گے۔

گیارہویں دلیل: وما قد حدثنا محمد۔۔قال ینزح منها قدر اربعین دلوا. وما قد حدثنا حسین۔۔قال ینزح منها دلاء.

مفہوم: حضرت مغیرہ ؓ سے منقول ہے کہ چوہے کے کنوئیں میں گرنے پر حضرت ابراہیم ؒ نے کچھ ڈول پانی نکالنے کا حکم فرمایا۔

بارہویں دلیل: وما قد حدثناابن خزیمة۔۔قال ینزح منها قدر اربعین دلوا او خمسین ثم یتوضا منها.

مفہوم: حضرت حماد بن سلمہ ؒ سے منقول ہے کہ حضرت حماد بن ابی سلیمان ؒ نے مرغی کے کنوئیں میں گر جانے پر چالیس یا پچاس ڈول نکالنے کا اندازہ لگایا پھر اس کے بعد اس پانی سے وضو کیا (امانی ۱/۵۷)

نتیجہ: آثارِ صحابہ کرام ؓ کی وجہ سے احناف ؒ کا پلڑا بھاری ہے

فهذا من روینا عنه من اصحاب رسول الله ﷺ وتابعیهم قد جعلوا۔۔لم یرو عن احد خلافها.

مفہوم: یہ روایات صحابہ کرام ؓ اور تابعین ؒ کی ہے جو قلت و کثرت کا اعتبار کئے بغیر نجاست گرنے سے پانی کو ناپاک قرار دیتے ہیں اور یہاں سے ماء دائم اور ماء جاری کے درمیان فرق بتلانا چاہتے ہیں۔ کنوؤں میں نجاسات گرنے کے بارے میں پچھلی روایات اور اس روایات کو احناف نے لیا ہے۔ اس بارے میں چونکہ کسی نے مخالفت نہیں کی لہٰذا اب اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے (نخب الافکار ۱/۶۷)

شوافعؒ کا اعتراض

فان قال قائل فانتم قد جعلتم ماء البیر نجسا بوقوع النجاسة فیها۔۔فیها فکان ینبغی ان تطم.

سوال: شوافع فرماتے ہیں کہ اگر تمہارے نزدیک کنوئیں میں نجاست گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے پھر تو نجس پانی کا دیواروں میں جذب ہونے سے کنویں کی دیواریں بھی ناپاک ہوگی پھر تو وہ ہمیشہ کیلئے ناپاک ہوگا لہٰذا اس کی دیواروں کو توڑ دیا جائے (نخب الافکار ۱/۶۷)

جواب: قیل له لم تر العادات جرت علی هذا قد فعل۔۔فکذلک لا یومر بطم تلک البیر.

چونکہ حضرت ابن زبیر ؓ نے چاہ زمزم میں حبشی کے گرنے سے ایسے ہی کیا تھا پھر صحابہ کرام ؓ کی موجودگی میں اس کو توڑنے کا حکم

دیا لیکن کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ اسی طرح سرکار دو عالم ﷺ نے کتے کے سور والے برتن کو دھونے کا حکم دیا لیکن توڑنے کا حکم نہیں دیا۔ تو ہماری کنوئیں والی بات اسی پر قیاس کر لو (امانی ۱؍۵۷)

شوافعؒ کا دوسرا اعتراض

فان قال قائل فانا قد رأينا الاناء يغسل فلم لا كانت البير كذلك. شوافع اعتراض کرتے ہیں کہ برتن دھونے کا حکم تو ہوتا ہے لیکن کنوئیں کا نہیں، کیوں؟ (نخب الافکار ۱؍۷۷)

نظرِ طحاویؒ اور شوافعؒ کے اعتراض کا جواب

قيل له ان البير لا يستطاع غسلها لان ما يغسل به يرجع فيها...وهذا كله قول ابي حنيفةؒ وابي يوسفؒ ومحمدؒ. جواب یہ ہے کہ کنوئیں کا دھونا محال ہے کیونکہ اس کو دھونے سے وہ چیز یعنی کیچڑ وغیرہ دوبارہ اس میں چلی جاتی ہے، بخلاف برتن کے کہ اس کو دھویا جاتا ہے تو میل وکچیل وغیرہ کو گرا دیا جاتا ہے واپس برتن میں آنا محال ہوتا ہے۔ کنوئیں کا دھونا اس لئے بھی محال ہے کہ اس کی پاکی کی کوئی نہ کوئی صورت ہے کیونکہ اس کو نجس کے گرنے سے ناپاک سمجھنے والا کیچڑ نکالے بغیر پانی نکالنے کے بعد اس کو پاک سمجھتا ہے۔ اور یہ معلوم ہے کہ وہ کیچڑ بعد میں آنے والے پانی کو ناپاک نہیں کرتا تو دیواروں کا ناپاک نہ ہونا تو زیادہ بہتر ہوگا۔ ظاہراً تو دیواریں، کیچڑ نکالنا اور کھودے بغیر کنواں پاک نہ ہوتا۔ اور فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ کنویں کی کیچڑ اور اس کا کھودنا ضروری نہیں ہے تو دیواروں کا نہ دھونا تو زیادہ ضروری اور مناسب ہوگا۔ یہی قول امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے (امانی ۱؍۵۸، نخب الافکار ۱؍۷۸)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب سؤر الهرة

اجمالی خلاصہ......: یہ باب پانچ حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) سب سے پہلے جمہورؒ اور احنافؒ کا مذہب بیان ہوگا (۲) جمہورؒ کے دلائل بیان ہوں گے (۳) جمہورؒ کے دلائل کے جوابات (۴) احنافؒ کے دلائل احادیث وآثار صحابہ سے (۵) آخر میں فیصلہ کن..... نظرِ طحاویؒ۔

(پہلا حصہ) مذاہب

(۱) جمہورؒ کے نزدیک سؤرِ ہرہ پاک ہے۔

(۲) امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سؤرِ ہرۃ مکروہ تنزیہی ہے (معارف ۱؍۳۲۷)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) دلائلِ جمہورؒ

پہلی دلیل: حدثنا يونس...قال انها ليست بنجس انها من الطوافين عليكم او الطوافات.

مفہوم: حضرت کبشہ بنت کعبؓ نے فرمایا کہ حضرت ابو قتادہؓ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے وضو کیلئے پانی پیش کیا کہ اتنے میں ایک بلی آئی اور اس سے پانی پینے لگی۔ پھر بلی کے پانی پینے کے بعد مجھ سے فرمایا کہ حیرانگی کس بات پر، حالانکہ میں نے

سیدالرسل ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بلی طوافین وطوافات میں سے ہے یعنی بلی کا جھوٹا پاک ہے لہٰذا اس کو مکروہ کہنا درست نہ ہوگا۔

دوسری دلیل: حدثنا محمد...رایته یتوضا فجاء الھر فاصغی له حتی شرب من الاناء...قال ھی من الطوافین علیکم.

تیسری دلیل: حدثنا ابو بکرة...قالت کنت اغتسل انا و رسول الله من الاناء الواحد و قد اصابت الھر منه قبل ذلک.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بلی برتن میں موجود پانی کو جھوٹا کرتی پھر سیدالرسل ﷺ اور میں دونوں اس سے غسل کرتے تھے۔

چوتھی دلیل: حدثنا یونس...مثله. پانچویں دلیل: حدثنا علی...کان یصغی الاناء للھر و یتوضا بفضله.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ بلی کے پئے ہوئے پانی سے وضو کرتے تھے۔

صاحبینؒ کا مسلک بھی ائمہ ثلاثہؒ جیسا ہے

قال ابو جعفرؒ...و ممن ذھب الی ذلک ابو یوسفؒ و محمدؒ.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں ائمہ ثلاثہ یعنی جمہورؒ نے جن میں صاحبینؒ (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) بھی شامل ہیں روایات کے ظاہر کو اپنا کر بلی کے سؤر کو جائز قرار دیا ہے (نخب الافکار ۱/۸۲)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) احنافؒ کے دلائل اور ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل کے جوابات

و خالفھم فی ذلک اخرون فکرھوہ و کان من الحجة لھم علی اھل المقالة الاولی...ما یخالفھا فنظر نا فی ذلک.

مفہوم: ائمہ ثلاثہ کی مخالفت کرتے ہوئے احنافؒ نے اس کو مکروہ کہا ہے، گزشتہ روایات میں اسحٰق بن عبداللہ کا امام مالکؒ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ طوافین وطوافات میں سے ہے (۱) اس روایت میں تمہارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اس میں احتمال ہے ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد مس الثیاب ہو نہ کہ سؤر (۲) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے عمل کی وجہ سے سیدالرسل ﷺ کے فرمان میں دونوں احتمالات کی وجہ سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ جیسے کتوں کا جھوٹا مکروہ ہے لیکن اس کا گھروں میں رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ والی روایت کو شکار اور کھیتی باڑی پر محمول کریں گے لیکن اس کے جھوٹے ہونے پر اس میں کوئی دلیل نہیں ہے (۳) اور یہ روایت حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کا فعل ہے نہ کہ سرکار دوعالم ﷺ کا فعل (۴) قاعدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال واقوال میں اختلاف کے وقت ترجیح اس قول یا فعل کو دی جاتی ہے جو قرآن یا سنت کے زیادہ قریب ہو اور یہ روایت قرآن اور سنت میں سے کسی کے بھی قریب نہیں ہے۔ البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں اس جھوٹے کو مباح کہا ہے (۵) اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مخالفت میں سرور کونین ﷺ سے کچھ مروی ہے یا نہیں تحقیق کی ضرورت ہے۔ تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ احادیث اور آثار سے اس کی مخالفت ثابت ہوتی ہے۔ وہ احادیث و دلائل درج ذیل ہیں (نخب الافکار ۱/۸۶)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) احنافؒ کے دلائل احادیث وآثارِ صحابہ سے

فاذا ابو بکرة قد حدثنا...قال طھور الاناء اذا ولغ فیه الھران یغسل...بھذا اولی من القول بما خالفھم.

مفہوم: محمد بن سیرینؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلی کے جھوٹے کئے ہوئے برتن کو تین مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔

حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث پر اعتراض کہ کبھی موقوف کبھی مرفوع؟

فان قال قائل فان هشام بن حسان قد روى هذا الحديث عن محمد بن سيرين فلم يرفعه و ذكر في ذلك.

اعتراض کا جواب اور اصول کہ ابن سیرینؒ کے طریق سے تمام احادیث ابوہریرہؓ مرفوع ہوں گی

قيل له ليس في هذا ما يجب به فساد حديث قرة لان محمد بن سيرين قد كان يفعل... هذا مع ثبت قرة و ضبطه و اتقانه.

مفہوم: اس کو جواب دیا جائے گا کہ اس روایت میں حضرت قرہ کی روایت کے خلاف کوئی بات نہیں ہے، کیونکہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ سے یہ روایت کبھی موقوف اور کبھی مرفوع روایت کرتے ہیں۔ اس پر یحییٰ بن عیسیٰ کی بات دلالت کرتی ہے وہ فرماتے ہیں کہ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوہریرہؓ سے جب روایت کرتے تو ان سے دریافت کیا جاتا کیا یہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے تو فرماتے کہ آپ کی ہر بات سرکار دو جہاں ﷺ سے مروی ہوتی ہے وہ ایسا اس لئے کرتے ہوئے بیان کرتے۔ پس محمد بن سیرینؒ کو اس چیز نے جس کا انہوں نے ابن ابی داؤد کی روایت میں ذکر کیا، ہر اس حدیث کے رفع سے بے نیاز کر دیا جسے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے۔ اس سے حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث کا متصل ہونا ثابت ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ حضرت قرہ حافظ، ضابط اور مضبوط راوی ہیں۔

ثم قد روى ذلك ايضا عن ابي هريرة موقوفا من غير هذا الطريق و لكنه غير مرفوع.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ سے یہی روایت دوسرے طریقے سے موقوف (غیر مرفوع) مروی ہے۔

حدثنا ربيع... يغسل الاناء من الهر كما يغسل من الكلب.

مفہوم: ابوصالح السمانؒ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ کتے کی طرح بلی کے جھوٹے کئے ہوئے برتن کو دھویا جائے۔

حدثنا ابن ابي داؤد... مثله (نخب الافکار ۱/۸۸)

مذہب احنافؒ کی تائید میں آثار صحابہؓ سے مزید دلائل

و قد روى ذلك عن جماعة من اصحاب رسول الله ﷺ و تابعيهم.

پہلی دلیل: حدثنا يزيد... لايتوضا بفضل الكلب و الهر و ما سوى ذلك فليس به باس.

مفہوم: حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کتے اور بلی کے سؤر سے وضو نہیں فرماتے تھے، اس کے علاوہ باقی کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے (نخب الافکار ۱/۹۰)

دوسری دلیل: حدثنا ابن ابي داؤد... لا توضؤا من سور حمار ولا الكلب ولا السنور.

مفہوم: حضرت نافعؒ، حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ گدھے، کتے اور بلی کے سؤر سے وضو نہ کیا جائے۔

تیسری دلیل: حدثنا ابراهيم... اذا ولغ السنور في الاناء فاغسله مرتين او ثلثا.

مفہوم: حضرت قتادہؓ، حضرت سعیدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بلی اگر برتن کو جھوٹا کرے تو سے اس کو دو یا تین مرتبہ دھونا

چاہیے۔

چوتھی دلیل: حدثنا محمد... قال احدهما یغسله مرة وقال الآخر یغسله مرتین.

مفہوم: حضرت قتادہؒ نے سعید بن مسیبؒ اور حضرت حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے بلی کے سؤر کے بارے میں فرمایا کہ اس برتن کو ایک مرتبہ اور دوسرے نے دو مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔

پانچویں دلیل: حدثنا سلیمان... یقولان اغسل الاناء ثلثا یعنی من سور الهر.

مفہوم: اس روایت میں دونوں حضرات نے تین دفعہ دھونے کا حکم دیا ہے۔

چھٹی دلیل: حدثنا ابو بکرة... ولغ فی اناء او شرب منه قال یصیب ویغسل الاناء مرة.

ساتویں دلیل: حدثنا روح... لا یتوضا بفضله من الدواب فقال الخنزیر والکلب والهر.

مفہوم: حضرت یحیٰ بن ایوبؒ نے فرمایا کہ خنزیر، کتا وہ جانور ہیں جس کے جھوٹے سے وضو جائز نہیں ہے (نخب الافکار ۹۴/۱)

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) نظر طحاویؒ

وقد شد هذا القول النظر الصحیح وذلک انا راینا اللحمان... بذلک کراهة سور السنور. قول ابی حنیفة.

مفہوم: امام طحاویؒ نے اس مسئلہ میں تفکر وتدبر کے بعد فرمایا کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ سؤر اور گوشت لازم وملزوم ہیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے کیونکہ سؤر گوشت سے لگ کر نکلتا ہے۔ تو جو حکم گوشت کا ہوگا وہی حکم سؤر کا بھی ہوگا یعنی گوشت طاہر تو سؤر بھی طاہر اور گوشت نجس وناپاک تو سؤر بھی ناپاک گوشت مشکوک تو سؤر بھی یقیناً مشکوک اسی پر قیاس کرتے ہوئے حکم لگایا جا سکتا ہے کہ امام طحاویؒ یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ عقلی دلیل سے گوشت کی چار قسمیں ہوئی۔ پہلا کھایا جانے والا گوشت مثلاً اونٹ، گائے اور بکری کا ہے۔ ان کا گوشت بھی پاک اور ان کا سؤر پاک ہے۔ دوسرا گوشت وہ جو کھایا نہیں جاتا جیسے انسان کا گوشت جو کہ پاک ہے اور اس کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ تیسرا حرام گوشت، جیسے خنزیر اور کتے کا گوشت، اس کا سؤر بھی گوشت کی طرح حرام ہے۔ چوتھا وہ جس سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا، جو پھاڑ کر کھاتے ہیں جیسے گدھے اور درندوں کا گوشت۔ بلی اور اس طرح کے جانور بھی اس میں شامل ہیں۔ اس گوشت کو سید الرسل ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔ اس کے سؤر کا حکم بھی گوشت کی طرح ہے پھر چونکہ یہ چیز گھروں میں عام طور پر پائی جاتی ہے تو اس بناء پر اس کے سؤر میں کچھ تخفیف کرنی پڑے گی لہٰذا کہا جائے گا کہ ان کا سؤر مکروہ ہوا، سانپ، بچھو اور چوہے کے سؤر کا بھی یہی حکم ہے (نخب الافکار ۹۴/۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب سور الکلب

اجمالی خلاصہ...... یہ باب چھ حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) اول کتے کے نجس یا پاک ہونے کے بارے میں مذاہب (۲) مالکیہؒ کے دلائل اور جمہور کی طرف سے جواب (۳)

سؤرِ کلب سے وضو کا حکم (۴) سؤرِ کلب سے برتن کی پاکی کا حکم شافعیہؒ کے دلائل اور احناف کا جواب (۵) کتے کے سؤر کے مسئلہ میں شافعیہ کا اعتراض اور احناف کا جواب (۶) نظرِ طحاوی میں۔

(پہلا حصّہ) کتا پاک ہے یا نجس؟

مذاہب:

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک کتا پاک اور اس کا سؤر بھی پاک ہے۔ (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک کتا حرام اور اس کا سؤر ناپاک ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) دلائل امام مالکؒ

پہلی دلیل: (۱) قل لااجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دماً مسفوحاً اولحم خنزیر (القرآن) اس آیت مبارکہ میں حصر کیساتھ صرف چار محرمات کا ذکر ہے۔ جس میں کتا شامل نہیں ہے۔

جواب: اس آیت مبارکہ کے نزول کے وقت صرف چار محرمات تھے اسکے بعد "ویحرم علیهم الخبائث" کی تفسیری آیت اتری۔ کیونکہ کفارِ مکہ از خود "بحیرہ" "سائبہ" "وصیلہ" حرام سمجھتے تھے اور دم مسفوح خنزیر وغیرہ کو حلال سمجھتے تھے۔ تو انکی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

دوسری دلیل: شکاری کتے کا شکار حلال ہے۔ اگر کتے کا لعاب ناپاک ہوتا تو اسکے دھونے کا حکم ہوتا۔

جواب: شکار کی حلت کی اور شرطیں ہیں مثلاً مر چکا ہو لیکن زندہ کا ذبح ضروری ہے۔

نوٹ: اس آیت کو اگر مطلق رکھا جائے تو لازم آئیگا کہ کتے کے اندر کی غلاظت خون وغیرہ پاک ہو جبکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے۔

تیسری دلیل: "کانت الکلاب تقبل وتدبر فی المسجد.... فلم یکونوا یرشون شیئا من ذلك" (بخاری شریف) وجہ استدلال یہ ہے کہ کتے کے آنے جانے سے لعاب گرتا ہوگا اگر لعاب ناپاک ہوتا تو مسجد کو دھونے کا حکم ہوتا جب لعاب ناپاک نہیں تو سؤر بھی ناپاک نہیں۔

جواب: نجاست کے خشک ہونے سے زمین پاک ہو جاتی ہے۔ (اعلاء السنن)

نوٹ: امام مالکؒ سؤرِ کلب کو پاک فرماتے ہیں مگر غسل کا حکم بھی بطور امر تعبدی فرماتے ہیں (فتح ۱/۳۰۵)

دلائلِ جمہورؒ

(۱) "ویحرم علیهم الخبائث" القرآن (ایضاح الطحاوی ۱/۱۰۶)

(۲) نهی عن اکل کل ذی ناب من السباع "ابوداؤد" (اعلاء حدیث نمبر ۳۰۲)

(۳) حرم یوم خیبر کل ذی ناب من السباع "(ترمذی شریف)

وجہ استدلال

واضح ہوا کہ خبائث حرام ہیں اور کتا بھی خبائث اور ذی ناب میں سے ہے۔ جس سے یہاں منع کیا گیا ہے۔

(۴) طهور اناء احدکم اذا ولغ فیه الکلب ان یغسله سبع مرات " (مسلم شریف) اگر پانی پاک ہوتا تو گرانے اور ضائع کرنے کا حکم نہ ہوتا کیونکہ اسراف ممنوع ہے۔ خصوصاً عرب میں جہاں پانی کی قلت تھی"

(تیسرا حصّہ) سؤرِ کلب سے وضوء کا حکم

مذاہب: (۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک سورِ کلب ناپاک ہے اور اس سے وضو بھی جائز نہیں ہے (۲) امام مالکؒ کے نزدیک ایک قول کے مطابق وضو جائز ہے (۳) امام زہریؒ کے نزدیک سؤرِ کلب کے علاوہ کوئی اور پانی نہ ہو تو وضو جائز ہے (۴) سفیان ثوریؒ کے نزدیک سؤرِ کلب پاک ہی ہے لیکن دل میں کھٹکا ہوتا ہے لہذا وضو اور تیمم دونوں کرے (بذل ۴۶/۱)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) سؤرِ کلب سے برتن پاک کرنے کا طریقہ

(۱) احنافؒ کے نزدیک تطہیر کیلئے تثلیث غسل واجب ہے (معارف ۳۳۲/۱) (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک تسبیع غسل ضروری ہے۔ (فتح ۶/۳)

شافعیہؒ کے دلائل

حدثنا علي... اذا ولغ الكلب في الاناء فاغسلوه سبع مرات.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے کتے کے برتن میں منہ مارنے پر اس کو سات مرتبہ دھونے کا حکم فرمایا ہے۔

حدثنا فهد... عن رسول الله ﷺ مثله. حدثنا ابن ابي داؤد... وزاد اولاهن بالتراب.

مفہوم: گزشتہ حدیث کی مثل ہے اس میں اضافہ ہے کہ پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ دھولے۔ حدثنا ابو بكرة... مثله.

حدثنا علي... مثله غير انه قال اولها او السابعة بالتراب شك سعيد.

مفہوم: عبدالوہابؒ نے فرمایا کہ حضرت سعیدؓ سے کسی نے کتے کے برتن میں منہ مارنے کے بارے میں دریافت کیا تو گزشتہ حدیث بیان کیا اور فرمایا کہ پہلی یا ساتویں مرتبہ مٹی سے دھولے۔

فذهب قوم الى هذا الاثر فقالوا لايطهر الاناء اذا ولغ فيه الكلب حتى يغسل سبع مرات اولهن بالتراب كما قال النبي ﷺ.

مفہوم: ایک قوم نے ان احادیث کے ظاہر کو دیکھ کر کہا کہ کتے کے سؤر سے برتن مذکورہ احادیث کے تحت سات مرتبہ دھو کر پہلی بار مٹی کے ساتھ دھولیا جائے تب صاف ہو جائے گا۔

خالفهم في ذلك آخرون فقالوا يغسل الاناء من ذلك كما يغسل من سائر النجاسات.

مفہوم: بعض لوگوں نے مخالفت کی اور کہا کہ اس کو بھی دوسری نجاستوں کی طرح صاف کیا جائے۔

دلائل احنافؒ

واحتجوا في ذلك بما قد روي عن النبي ﷺ.

پہلی دلیل: حدثنا سليمان... اذا قام احدكم من الليل فلايدخل يده في الاناء حتى يفرغ عليها مرتين او ثلثا... بيده.

مفہوم: حضرت سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رات کو اٹھنے کے بعد برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس پر دو یا تین مرتبہ پانی بہالے۔ معلوم نہیں کہ ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے (نخب الافکار ۱۰۲/۱)

دوسری دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد...مثلہ۔ تیسری دلیل: حدثنا محمد...مثلہ۔
چوتھی دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد...مثلہ غیر انہ قال فلیغسل یدیہ مرتین او ثلثا۔
پانچویں دلیل: حدثنا ابن خزیمۃ...مثلہ۔ چھٹی دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد... کان اذا قام من النوم لفرغ علی یدیہ ثلثا۔
مفہوم: حضرت سالم رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ رات کو بیدار ہونے پر ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالتے تھے۔

احناف کا حدیث سے زبردست اور بہترین استدلال

قالوا فلما روی ھذا عن رسول اللہ ﷺ فی الطھارۃ من البول لانھم کانوا یتغوطون...وما لمو دون ذلک من النجاسات۔
مفہوم: فقہاء کرام رحمہم اللہ نے حضور اکرم ﷺ کی حدیث سے پیشاب کے بعد صفائی کے متعلق یہ بات بیان کی ہے اسلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قضائے حاجت اور پیشاب کے بعد استنجاء ثابت نہیں ہے۔ پھر آپ نے اس بات کا حکم دیا جب کوئی نیند سے بیدار ہو جائے تو ہاتھوں کو دھولیں کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے۔ یہ امکان ہے کہ نجاست پونچھنے کی جگہ لگے ہوں تو پسینے کی بناء پر وہ خشک ہوگیا ہو تو سونے کے دوران یہ احتمال ہے کہ نائم کا ہاتھ اس جگہ لگ جائے۔ اس وجہ سے سید الکونین ﷺ نے اس کو تین مرتبہ دھونے کا حکم فرمایا ہے۔

وقد دل علی ماذکرنا من ھذا ما قد روی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ من قولہ بعد رسول اللہ ﷺ۔
مفہوم: ہماری اس بات پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا آئندہ قول جو نبی کریم ﷺ کے بعد فرمایا ہے، دلالت کرتا ہے پھر پاخانہ، سؤر کلب سے غلیظ نجاست ہے جب اس کے ہاتھوں پر لگنے سے اس کو تین دفعہ دھونے سے ہاتھ پاک ہو جاتے ہیں تو سؤر کلب کا تین دفعہ دھونے سے پاک ہونا تو یقینی امر ہے۔ (نخب الافکار ۱/۱۰۹)

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) کتے کے سؤر کا مسئلہ

کما قد حدثنا اسمعیل...یلغ فیہ الکلب یغسل ثلث مرار...یطھر الاناء من ولوغ الکلب فیہ۔
مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کتے یا بلی کے جھوٹے برتن کو تین مرتبہ دھونے کا حکم فرمایا ہے (اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین بار دھونے سے وہ برتن پاک ہو جاتا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۱۰۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا پہلا قول منسوخ ہے

وقد روی عن النبی ﷺ ماذکرنا ثبت بذلک نسخ السبع لانا نحسن الظن بہ فلا نتوھم علیہ...روی ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ لانہ زاد علیہ۔
مفہوم: تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ نبی کریم ﷺ کا برتن کو سات بار دھونے کا فرمان منسوخ ہو جانے گا ان کے اچھے گمان کی بناء پر۔ لہٰذا یہ گمان بھی نہیں کیا جائے گا کہ انہوں نے سید الرسل ﷺ سے سن کر اس پر عمل کئے بغیر اس کو چھوڑ دیا ہو، پھر تو انکی عدالت ہی ختم ہو جائے گی اور ان کا قول غیر مقبول ہو جائے گا۔ اور اگر سات دفعہ دھونے والی روایت کو منسوخ نہ سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے تو پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت پر کچھ اضافے کے ساتھ سے عمل کرنا زیادہ اولیٰ ہوگا آگے یہی روایت مذکور ہے۔

حدثنا ابو بکرۃ...ثم قال اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات وعفروا الثامنۃ بالتراب۔
مفہوم: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ نے کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ برتن کو جھوٹا

کرنے سے اس کو سات مرتبہ دھو کر پھر آٹھویں دفعہ مٹی سے دھولو۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا وهب عن شعبة فذكر مثله.

شوافعؒ کا اعتراض

فهذا عبدالله بن المغفل رضی اللہ عنہ قد روى عن النبى ﷺ انه يغسل سبعا ويعفر الثامنة بالتراب۔ روى عبدالله ابن المغفل.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مغفل کتے کے سؤر کے بارے میں سات دفعہ دھونا اور آٹھویں بار مٹی سے صاف کرنا سرکار دوعالم سے روایت کرتے ہیں۔ یہ مذکورہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت پر زیادتی ہے اور زائد ناقص سے اولیٰ اور بہتر ہوتا ہے۔ تو مخالف کو اس پر عمل کرنا چاہئے اگر وہ اس پر عمل نہیں کرتا پھر تو یہ سات مرتبہ دھونے کو ترک کرنے کے مترادف ہوا۔ ابھی ہم نے ذکر کیا کہ جتنی بھی غلیظ نجاست ہو تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گی۔ تو اس سے کم تو بدرجہ اولیٰ تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گی۔ واضح ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت پر ہم نے عمل کیا ہے۔

جواب: قال الحسن فى ذلك مما روى عبدالله ابن المغفل رضی اللہ عنہ.

مفہوم: کیونکہ حضرت حسن بصریؒ نے اسی روایت کے مطابق فتویٰ دیا ہے اگلی روایت حضرت حسنؒ کی ہے۔ (نخب الافکار ۱/۱۱۴)

حضرت حسن بصریؒ کا فتویٰ

حدثنا ابوبكرة... غسل سبع مرات والثامنة بالتراب.

مفہوم: حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ کتے کا برتن میں منہ مارنے سے اس کو سات مرتبہ دھولے پھر آٹھویں دفعہ مٹی سے دھولے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) نظر طحاویؒ

اما النظر فى ذلك... وقد ذهب قوم فى الكلب يلغ فى الاناء ان الماء طاهر... ومحمد رحمهم الله تعالىٰ.

مفہوم: مالکیہؒ کے مطابق کتے کا جھوٹا پانی تو پاک ہوگا لیکن برتن کو سات مرتبہ دھونا پڑے گا۔ دلیل یہ ہے کہ یہ ایک عبادت ہے لہٰذا صرف برتن کا اعتبار کیا جائے گا۔ ان کے مخالف میں ہماری دلیل یہ ہے کہ سید الرسل ﷺ سے اس حوض کے متعلق دریافت کیا گیا جس پر درندے آتے جاتے ہیں تو فرمایا کہ پانی جب قلتین تک پہنچ جائے تو نجاست کو نہیں اٹھاتا۔ تو اس قلتین سے کم پانی کے بارے میں معلوم ہو گیا۔ لہٰذا اس سے کتے کے جھوٹے پانی کا ناپاک ہونا ثابت ہو گیا ہے کیونکہ کتا بھی ایک درندہ ہے اور یہی مذہب امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۱۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب سور بنی اٰدم

اجمالی خلاصہ...... یہ باب چھ حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) پہلے مذاہب ائمہ اربعہ (۲) حنابلہؒ کے دلائل (۳) پھر حنابلہؒ کے دلائل کے جوابات (۴) ائمہ ثلاثہ کے دلائل (۵)

سرکار دو عالم ﷺ بفضل المرأۃ سے طہارت حاصل کرنا (۲) جمہورؒ کے واضح دلائل، سور الرجل سے عورت کا پاکی حاصل کرنا۔

(پہلا حصّہ) مذاہب ائمہؒ بفضل طہور المرأۃ کے بارے میں

(۱) جمہورؒ کے نزدیک وضو بفضل طہور المرأۃ جائز ہے۔

(۲) حضرت احمد بن حنبلؒ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

توضیح: حضرت بنوریؒ نے اس کی مختلف صورتیں بیان فرمائی (۱) مرد کا بچا ہوا پانی (وضو یا غسل) مرد کیلئے جائز ہے (۲) عورت کا بچا ہوا پانی عورت کیلئے جائز ہے (۳) مرد کا عورت کیلئے جائز ہے (۴) دونوں نے اکٹھے وضو یا غسل کرلیا پھر بھی جائز ہے (۵) عورت کا بچا ہوا پانی مرد استعمال کرے اس میں جمہورؒ اور امام احمدؒ کا اختلاف ہے (معارف ۱/۲۱۷) حضرت بنوریؒ نے اس کے لئے چار احادیث نقل فرمائی ہیں۔ جن میں سے دو امام احمدؒ کا مستدل ہیں اور دو جمہورؒ کا مستدل ہیں (معارف ۱/۲۱۹) صاحب عونؒ، صاحب معارفؒ اور صاحب فتح الملہمؒ نے جمہورؒ کے قول کو راجح و اولی و افضل لکھا ہے (معارف، فتح، عون ۱/۱۰۴) علامہ شامیؒ نے فرمایا "نهى ان يتوضا... المرأة" یہ حدیث منسوخ ہے حضرت میمونہ ؓ والی حدیث سے (شامی ۱/۱۳۳) علامہ شامیؒ نے فرمایا کہ حقیقت میں کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ (شامی ۱/۱۳۳)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) حنابلہؒ کے دلائل

(۱) حدثنا محمد... ان يغسل الرجل بفضل المراة والمراة بفضل الرجل ولكن يشرعان جميعا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن سرجس ؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے عورت کے باقی ماندہ پانی سے مرد کا غسل کرنے سے اور مرد کے بچے ہوئے پانی سے عورت کا غسل کرنے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ دونوں ایک ساتھ شروع ہوں۔

(۲) حدثنا احمد... مثله. (۳) حدثنا علي... ان يتوضا الرجل بفضل المراة او بسور المراة لا يدري ابو حاجب ايهما قال.

مفہوم: حضرت حکم غفاری ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مرد کو عورت کے بچے ہوئے پانی سے یا اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے سے منع فرمایا۔

(۴) حدثنا حسين... قال نهى رسول الله ﷺ عن سور المراة.

قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذه الآثار فكرهوا ان يتوضا الرجل بفضل المراة او تتوضا المراة بفضل الرجل.

مفہوم: امام طحاویؒ نے فرمایا کہ ایک قوم نے مکروہ کہا کہ عورت مرد کے اور مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) حنابلہؒ کے دلائل کے جوابات

(۱) صاحب عون المعبودؒ نے فرمایا" اس کو نہی تنزیہی اور استحباب پر محمول کریں گے۔

(۲) حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا نہی اس وقت ہے جب عورت جنبی یا حائضہ ہو اگر عورت طاہر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے (عون ۱/۱۰۵)

(۳) علامہ شامیؒ نے نہی والی حدیث کو منسوخ فرمایا ہے یا اس کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہے (فتاوی شامی ۱/۱۳۳)

(۴) نہی کی حکمت: صاحب الورد الشذیؒ نے فرمایا کہ نہی کی احادیث سے دفع وسواس مقصود ہے ورنہ بقیہ طہور مراۃ کی ذات میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اگر کسی کا دل خالی عن الوسواس ہو تو بلا کراہت فضالہ مراۃ سے وضو جائز ہے۔

(۵) صاحب فتح الملہمؒ نے ثابت کیا ہے کہ اگر نظیفہ میں ہو تو جائز ہے وگرنہ کثیفہ (جو عورت صفائی کا خیال نہ رکھتی ہو) کے بچے ہوئے پانی میں کراہت ہے (فتح ۳/۲۶۱)

(۶) صاحب درالمختارؒ نے فرمایا اجنبی عورت وغیر محرم عورت کا فضل مکروہ ہے فتنہ کے خوف کی وجہ سے کہ لذت مقصود ہو (معارف ۱/۲۱۹)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ) ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا بأس بهذا كله وكان مما احتجوا به في ذلك.

مفہوم: لیکن دوسروں نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ان کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے (نخب الافکار ۱/۱۲۴)

پہلی دلیل: حدثنا ما حدثنا علي... نغتسل من اناء واحد.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں اور حضور اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

دوسری دلیل: حدثنا ابن خزيمة... مثله. **تیسری دلیل:** حدثنا صالح... مثله. **چوتھی دلیل:** حدثنا يونس... مثله.

پانچویں دلیل: حدثنا احمد... مثله. **چھٹی دلیل:** حدثنا علي... مثله. **ساتویں دلیل:** حدثنا نصر... مثله.

آٹھویں دلیل: حدثنا ابن ابي داؤد... قالت كنت اغتسل انا ورسول الله من اناء واحد.

نویں دلیل: حدثنا ابو بكرة... كانت تغتسل هي والنبي من اناء واحد.

دسویں دلیل: حدثنا فهد... قالت كنت اغتسل انا ورسول الله من اناء واحد. **گیارہویں دلیل:** حدثنا يزيد... مثله.

بارہویں دلیل: حدثنا ابن ابي داؤد... قالت كنت اغتسل انا ورسول الله من مركن واحد... ثم نفيض علينا الماء.

تیرہویں دلیل: حدثنا ابن مرزوق... كان رسول الله يغتسل هو والمرأة من نسائه من الاناء الواحد (نخب الافکار ۱/۱۲۹)

امام طحاویؒ کا حقیقت پسندانہ جائزہ

قال ابو جعفر... قد يجوز ان يكون كانا يغتسلان جميعا وانما التنازع بين الناس... فنظرنا في ذلك.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ نے فرمایا کہ یہ احادیث قائلین قول اول کے خلاف کوئی دلیل نہیں ہے اسلئے کہ بات دونوں کا اکٹھا غسل کرنے کے متعلق نہیں ہو رہی ہے بلکہ بات تو ایک کے غسل کرنے کے بعد دوسرے کیلئے جواز و عدم جواز کے متعلق ہو رہی ہے (نخب الافکار ۱/۱۳۰)

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) سرکار دو عالم ﷺ کا فضل المرأۃ سے طہارت حاصل کرنا

فاذا علي بن معبد قد حدثنا قال ثنا عبد الوهاب... يدي ويد رسول الله ﷺ في الوضوء من اناء واحد.

مفہوم: حضرت سالمؒ، حضرت ام حبیبہ جہنیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے

اور ہمارے ہاتھ ایک دوسرے کے بعد داخل ہوتے تھے۔

حدثنا یونس...مثلہ۔ ففی ھذا دلیل علی ان احدھما قد کان یاخذ من الماء بعد صاحبہ۔

مفہوم: اس میں ایک دوسرے کے بعد پانی لینے کے بارے میں دلیل ہے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ)

جمہورؒ کی تائید میں واضح دلائل یعنی سؤر الرجل سے عورت کا طہارت حاصل کرنا

پہلی دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد... کنت اغتسل انا ورسول اللہ ﷺ من اناء واحد بیدا قبلی۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اور سید الرسل ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے چنانچہ سرکار دو عالم پہلے ابتداء فرماتے تھے (نخب الافکار ۱/۱۳۱)

ففی ھذا دلیل علی ان سور الرجل جائز للمراۃ التطھیر بہ۔

مفہوم: یہاں سے پتہ چلتا ہے کہ مرد کے سؤر سے عورت کا پاکی وطہارت حاصل کرنا جائز ہے۔

دوسری دلیل: حدثنا احمد... کنت اغتسل انا ورسول اللہ ﷺ من اناء واحد یختلف فیہ ایدینا من الجنابۃ۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور سید الرسل ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے جس میں ہم یکے بعد دیگرے ہاتھ ڈالتے تھے (نخب الافکار ۱/۱۳۱)

تیسری دلیل: حدثنا ربیع...فذکر مثلہ باسنادہ۔ چوتھی دلیل: حدثنا علی... کنت انازع انا ورسول اللہ الغسل من اناء واحد من الجنابۃ۔ پانچویں دلیل: حدثنا سلیمن... کان یغتسلان من اناء واحد یغترف قبلھا و تغترف قبلہ۔

چھٹی دلیل: حدثنا ابن مرزوق... کنت اغتسل انا ورسول اللہ ﷺ من اناء واحد فاقول ابق لی ابق لی۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اور سرور کونین ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے اور سید الکونین ﷺ میرے کہنے پر میرے لیے پانی چھوڑتے تھے (نخب الافکار ۱/۱۳۲)

ساتویں دلیل: حدثنا محمد...فذکر باسنادہ مثلہ۔ آٹھویں دلیل: حدثنا ابن مرزوق...مثلہ۔

سرکار دو عالم ﷺ کا سؤر مرأۃ سے وضو کرنا جمہورؒ کی سب سے بڑی دلیل

حدثنا ابو بکرۃ...اغتسلت من جنابۃ فجاء النبی ﷺ یتوضا فقالت لہ فقال ان الماء لا ینجسہ شیء۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے غسل کیا۔ بعد میں نبی کریم ﷺ نے اسی پانی سے وضو فرمایا، ان کے بتانے پر کہ میں نے اس سے غسل کیا تھا سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ (نخب الافکار ۱/۱۳۲)

نظرِ طحاویؒ

فلما روینا فی ھذہ الآثار تطھر کل واحد من الرجل والمراۃ بسور صاحبہ... کان وضوئہ بعدہ من سورہ فی النظر ایضا۔

مفہوم: یہ مذکورہ تمام روایات پچھلی روایات کے خلاف ہیں۔ان میں عورت یا مرد کے جھوٹے سے دوسرے کیلئے وضو یا غسل کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔ان تمام روایات میں ہم یوں تطبیق کریں گے کہ مرد و عورت کا بیک وقت پانی میں ہاتھ ڈالنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ہم نے دیکھا کہ وضو سے پہلے یا وضو کرتے وقت نجاست کا پانی میں گرنا دونوں برابر ہے تو ہم اپنے اس مسئلہ کو اسی پر قیاس کریں گے،چنانچہ کہیں گے کہ مرد و عورت چاہے ایک ساتھ پانی میں ہاتھ ڈالیں یا ایک دوسرے کے بعد ڈالیں دونوں صورتوں میں جائز ہے۔یہی مذہب امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے۔(نخب الافکار ۱/۱۳۶)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب التسمية على الوضوء

اجمالی خلاصہ......: یہ باب سات حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) پہلے حصہ میں اختلاف مذاہب اور حنابلہؒ کا ظاہریہ سے فرق (۲) دلائل حنابلہؒ وظاہریہ (۳) ان کے دلائل کے جوابات (۴) جمہورؒ کے اجمالی اور تفصیلی دلائل (۵) نظرِ طحاوی اور نتیجہ (۶) حنابلہؒ کا اعتراض اور ان کو جواب اور نتیجہ (۷) آخر میں الفاظ تسمیہ۔

(پہلا حصہ) تسمیہ عند الوضوء میں فقہاء کرامؒ کے مذاہب

(۱) جمہورؒ کے نزدیک تسمیہ سنت یا مستحب ہے۔

(۲) ظاہریہؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک تسمیہ واجب ہے۔

ظاہریہؒ اور حنابلہؒ کے مذہب میں فرق؟

ظاہریہؒ کے نزدیک مطلقاً تسمیہ واجب ہے اور حنابلہؒ کے نزدیک یاد ہو تو واجب ہے اور اگر بھول جائے تو واجب نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) دلائل ظاہریہؒ وحنابلہؒ

پہلی دلیل: حدثنا محمد...لاصلوة لمن لا وضوء له ولا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سید البشر ﷺ نے عدمِ وضو سے نماز کی نفی کی اور بسم اللہ نہ پڑھنے سے وضو کی نفی کی۔(نخب الافکار ۱/۱۴۷)

دوسری دلیل: حدثنا عبدالرحمن...يقول ذلك. تیسری دلیل: حدثنا فهد...مثله.

فذهب قوم الى ان من لم يسم على وضوء الصلوة فلا يجزيه وضوءه.

وَاحْتَجُّوا فِيْ ذٰلِكَ بِهٰذِهِ الْآثَارِ.

مفہوم: ایک قوم کا موقف ہے کہ وضو پر تسمیہ نہ پڑھنے والے کا وضو نامکمل ہے اس سلسلے میں انہوں نے مذکورہ روایات سے استدلال کیا (نخب الافکار ۱/۱۴۲)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) حنابلہؒ اور ظاہریہؒ کے دلائل کے جوابات

(۱) حدیث باب جو حنابلہؒ وظاہریہؒ کا مستدل ہے "لاوضوء لمن لم يذكر اسم الله". کہ اس قسم کی سب احادیث ضعیف ہیں۔

امام احمدؒ نے فرمایا "ولا أعلم فیها حدیثاً ثابتاً" (نصب الرایه ۴۳/۱) امام منذریؒ نے فرمایا "فی هذا الباب احادیث لیست اسانیدها مستقیمة و بضد ذلك یدّعی" (معارف ۱۵۵/۱) حضرت بنوریؒ نے فرمایا "فلم یثبت علیه تعامل کثیر من السّلف" (معارف ۱۵۶/۱) امام مالکؒ کے نزدیک بدعت ہے۔ (معارف ۱۵۵/۱)

(۲) دوسرا جواب یہ ہے یہ لائے نفی کمال پر محمول ہے جیسے لاصلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد (بذل ۶۳/۱) تیسرا جواب امام ربیعہ بن عبدالرحمٰنؒ نے دیا کہ "تسمیہ" سے مراد نیت ہے۔ (معارف السنن ۱۵۶/۱)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) جمہورؒ کے دلائل

(۱) امام طحاویؒ نے حضرت مہاجر ابن قنفذ رضی اللہ عنہ کی روایت سے عدم وجوب کا استدلال فرمایا یعنی اس میں ہے "انه سلّم علی رسول الله ﷺ یتوضا فلم یرد علیه... الا انی کرهت ان اذکر الله الا علی طهارة" اور چونکہ واجب کبھی نہیں چھوڑا جاتا اور اس روایت میں سلام کا جواب بھی نہیں دیا تو ذکر تو بدرجہ اولیٰ نہیں کیا جائے گا۔ ورنہ کم از کم ایک دفعہ تو یقینی چھوٹ گیا "بسم الله" کے عدم وجوب کیلئے ایک دفعہ چھوڑنا بھی کافی ہے (طحاوی شریف ۲۴/۱) (۲) امام بیہقیؒ نے "حدیث رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ "إذا قمت فتوضا کما امرك الله" سے استدلال کیا ہے کہ اس میں "تسمیہ" کا ذکر نہیں ہے (نصب ۴۵/۱) (۳) بہت سی روایات میں وضو کا ذکر ہے لیکن تسمیہ کا ذکر نہیں ہے۔ (معارف ۱۵۶/۱)

جمہورؒ کی سب سے واضح دلیل

آیت قرآن "فاغسلوا وجوهکم وایدیکم... الخ" میں فرائض وضو بیان کرتے ہوئے تسمیہ کو ترک کردینا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ تسمیہ فرائض وضو میں سے نہیں اور حنابلہؒ اور ظاہریہؒ کے مذہب پر رد ہے۔

جمہورؒ کے تفصیلی دلائل

وخالفهم فی ذلك اخرون فقالوا من لم یسم علی وضوئه فقد اساء وقد طهر بوضوئه ذلك.

مفہوم: جمہورؒ نے وضو میں بسم اللہ ترک کرنے کو گناہ کہا لیکن اس سے وضو ہو جاتا ہے۔

واحتجوا فی ذلك.

پہلی دلیل: بما حدثنا علی... هو یتوضا فلم یرد علیه فلما فرغ من وضوئه... ان اذکر الله الا علی طهارة.

مفہوم: حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ پر حالتِ وضو میں سلام کیا، تو سرکار دو جہاں ﷺ نے جواب نہ دیا اور فراغت کے بعد فرمایا کہ مجھے بغیر طہارت کے ذکر کرنے نے، سلام کے جواب دینے سے روکا گیا ہے۔

جمہور کی مستدل عجیب مثالیں

ففی هذا الحدیث ان رسول الله کره ان یذکر الله الا علی طهارة ورد السلام... لیس بعد درجته فی المسکنة درجة.

مفہوم: تو اس روایت میں بغیر وضو کے سلام کا جواب دینے کو ناپسند فرمایا اور تسمیہ تو اس سے بلند درجہ رکھتا ہے پھر تسمیہ کو وضو سے پہلے بغیر وضو

کے کیسے ادا کر سکتے ہیں۔ اور " لاوضو لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ " کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے جس کو قوم اول نے اختیار کیا اور اس کو کمال وضو پر بھی محمول کر سکتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سید الرسل ﷺ کا فرمان کہ مسکین اس کو نہیں کہتے جس کو ایک یا دو کھجوریں یا لقمیں دے کر ٹال دو، کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اس کا مستحق نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ احتیاج نہیں ہے کہ اس پر محتاجی کی انتہا ہو (نخب الافکار ۱۴۹/۱)

دوسری مثال: حدثنا ابن ابی داؤد... لیس المسکین بالطواف الذی ترده التمرة... ما یغنیه ولا یفطن له فیعطی.

مفہوم: حضرت عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مسکین اس کو نہیں کہتے جو چکر لگائے اور ایک یا دو کھجور یا لقمیں دے کر اس کو واپس کر دیا جائے۔ صحابہ کرام نے پوچھا کہ پھر کون ہے؟ فرمایا کہ جسے مانگنے سے حیا آئے اور اس کے پاس اتنا بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ لوگوں سے بے پرواہ ہو جائے۔ اور لوگ بھی اس کے حال سے ناواقف ہوں۔

تیسری مثال: حدثنا علی... فذکر مثله باسناده. **چوتھی مثال:** حدثنا یونس... نحوه. **پانچویں مثال:** حدثنا ابو امیة... مثله. **چھٹی مثال:** حدثنا یونس... مثله او کماقال لیس المؤمن الذی یبیت شبعان و جاره جائع.

مفہوم: گزشتہ روایت کی طرح ہے اس کے آخر میں ہے کہ وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے مگر اس کا پڑوسی بھوکا رہے اس روایت میں بھی نفی نفس ایمان کی نہیں بلکہ کمال ایمان کی نفی مراد ہے " لا وضوء لمن لم یذکر " کو بھی مسکین اور ایمان پر قیاس کر لیں۔

ساتویں مثال: حدثنا بذلك ابو بکرة... لیس المؤمن الذی یبیت شبعان و جاره... الذی یوجب الثواب.

احتمالات میں درمیانی واسطہ

فلما احتمل هذا الحدیث من المعانی ما وصفنا ولم یکن هناك دلالة یقطع بها... به المتوضی من الحدیث الی الطهارة.

مفہوم: پھر جب اس حدیث میں دو احتمال پائے جاتے ہیں تو ایک کو دوسرے معنی پر ترجیح نہیں دی جائے گی بلکہ دونوں احادیث کے درمیان تضاد سے بچنے کیلئے حضرت مہاجر بن قنفذ ؓ کی حدیث پر عمل کریں گے۔ معلوم ہوا کہ بغیر بسم اللہ پڑھے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔ (نخب الافکار ۱۵۰/۱)۔

نظر طحاوی

واما وجه ذلك من طریق النظر فانا رأینا اشیاء لا یدخل فیها الا بکلام... فی الحج رکنا من ارکانها.

مفہوم: امام طحاویؒ یہاں سے بتانا چاہتے ہیں کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہے جو بغیر کلام کے ادا نہیں ہوتی، ان میں عقود جیسے خرید و فروخت، اجارہ وغیرہ جو اقوال کے ذریعے ہی متحقق ہوتے ہیں۔ اور ان میں کلام بھی واجب کرنے والا ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھ کو بیچا اور میں نے نکاح کیا، میں نے تجھ سے خلع کیا۔ یہ وہ عقود ہیں جو اقوال کے ذریعے منعقد ہو جاتے ہیں۔ پھر نماز میں چونکہ تکبیر اور حج میں تلبیہ کے ذریعے داخل ہوتے ہیں تو تکبیر نماز کیلئے اور تلبیہ حج کیلئے رکن ہوا۔

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصّہ)　غور و فکر اور نتیجہ

ثم رجعنا الی التسمیة فی الوضوء هل تشبه شیئا من ذلك فرأیناها غیر مذکور... تلك الاشیاء فیما یعمل فیه.

مفہوم: ہم نے ان چیزوں میں غور کیا تو تسمیہ کا ان مذکورہ چیزوں میں سے کسی کے ساتھ مشابہت نہیں پائی گئی، لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ تسمیہ وضوء کے ارکان میں سے نہیں ہے جس طرح تکبیر نماز کا اور تلبیہ حج کا رکن ہے۔ اس وجہ سے اس کا حکم بھی تکبیر اور تلبیہ سے جدا ہوگا۔ لہٰذا بسم اللہ کو وضو میں ضروری سمجھنے والے کا قول باطل ہوگا۔ (نخب الافکار ۱/۱۵۲)

☆☆☆☆☆

(چتھا حصّہ) حنابلہؒ اور ظاہریہؒ کا اعتراض

فان قال قائل فانا قد راینا الذبیحة لابدمن التسمیة عندھا ومن ترك...ذبیحته فالتسمیة ایضا علی الوضوء کذلك.

مفہوم: وضو میں تسمیہ پڑھنے کو ذبیحہ پر قیاس کریں جس طرح ذبیحہ پر تسمیہ پڑھنا ضروری ہے اور اس کو عمداً چھوڑنے والے کا ذبیحہ نہیں ہوگا اس طرح وضو بھی بسم اللہ کے بغیر جائز نہیں ہوگا۔

اعتراض کا جواب

قیل له ما ثبت فی حکم النظران من ترك التسمیة علی الذبیحة متعمدا انھا...بعضھم توکل وقال بعضھم لاتوکل.

مفہوم: اگر دیکھا جائے تو ذبیحہ پر عمداً تسمیہ چھوڑنے والے کے گوشت کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کھایا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

نتیجہ

فاما من قال لاتوکل فقد کفینا البیان لقوله.

مفہوم: عدمِ جواز والوں کا قول ہمارے لئے کافی ہے۔

واما من قال لاتوکل فانه یقول ان ترکھا ناسیا توکل وسواء عنده...من تطھر ایضا لابتسمیة لم یضره.

مفہوم: اس بارے میں وہی بات سمجھ لینی چاہیے جس کو ہم نے پچھلی روایت میں بلی کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کتے کا جھوٹا کیا ہوا برتن سات مرتبہ دھویا جایا گا کیونکہ یہ عبادت ہی تو ہے لہٰذا اس میں حکم کو بجالانا ہوگا۔ ان حضرات کی دلیل کا جواب دیں گے کہ نبی کریم ﷺ سے جب پرندے کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو فرمایا کہ پانی دو قلوں تک پہنچنے سے ناپاک نہیں ہوتا۔ تو اس بات سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ قلتین سے کم کا حکم اس کے خلاف ہوگا ورنہ قلتین کے ذکر کا کوئی فائدہ نہیں رہے گا۔ لہٰذا سید الرسل ﷺ کی اس روایت سے کتے کے جھوٹے کا نجس ہونا ثابت ہو گیا۔ اور یہ سب مذکورہ بات امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے مذہب کا ہے (نخب الافکار ۱/۱۵۲)

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) الفاظ تسمیہ

(۱) "بسم اللّٰه" (۲) بسم اللّٰه الرحمٰن الرّحیم (۳) بسم اللّٰهِ والحمدُللّٰه (عون ۱/۱۲۱) (۴) "بسم اللّٰهِ العظیم والحمدُللّٰهِ علی دِینِ الاسلام"

نوٹ: احنافؒ میں سے علامہ ابن ہمامؒ نے وجوب نقل کیا ہے یہ ان کا اپنا تفرد ہے جو مقبول نہیں ہے (معارف ۱/۱۵۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب الوضوء للصلوة مرة مرة وثلثاثلثا

اجمالی خلاصہ......:اجمالی خلاصہ چھ حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) پہلے حصہ میں اختلاف فقہاء (۲) وضو کے بارے میں امام نوویؒ کی وضاحت (۳) جامع حدیث اور ضروری تنبیہ (۴) احادیث سے پہلے تین تین مرتبہ دھونے والی احادیث ذکر ہیں (۵) پھر ایک ایک مرتبہ والی احادیث مذکور ہے (۶) آخر میں فیصلہ کن نتیجہ۔

(پہلا حصّہ) اعضاء مغسولہ کے دھونے میں مذاہب

(۱) جمہورؒ کے نزدیک ایک مرتبہ فرض ہے دومرتبہ مستحب اور تین مرتبہ سنت ہے۔

(۲) شوافعؒ کے نزدیک تین مرتبہ دھونا سنت ہے اس سے کم یا زیادہ مرتبہ دھونا خلاف سنت (اور ایک قول کے مطابق مکروہ تنزیہی ہیں)۔

ضروری وضاحت

امام طحاویؒ نے شروع میں "ثلاثاً ثلاثاً" کی روایتیں نقل کی ہیں۔ آخر میں "مرة مرة" کی روایتیں نقل کی ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جو ثلاثا ثلاثا وضو فرمایا وہ محض فضیلت حاصل کرنے کیلئے تھا۔ فرض پر عمل کرنے کے لئے نہیں۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) امام نوویؒ کی حاشیہ مسلم شریف میں وضاحت

امام نوویؒ نے فرمایا کہ "علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وضو میں اعضاء کا ایک بار دھونا فرض ہے اور تین بار دھونا سنت ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ ایک بار دھونا فرض، دومرتبہ مستحب اور تین بار دھونا سنت ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ ایک مرتبہ فرض دومرتبہ سنت اور تین مرتبہ اکمال سنت ہے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ)

اعضاء کے دھونے کی ایک جامع حدیث کہ ایک ایک دفعہ، دو دو دفعہ اور تین تین دفعہ دھونا ثابت ہے

"إن النبي ﷺ توضأ مرّة مرّة وقال هذا وضوء لا يقبل الله تعالى الصّلاة إلّا به و توضأ مرّتين مرّتين وقال هذا وضوء من يضاعف الله له الأجر مرّتين، و توضأ ثلاثاً ثلاثاً وقال هذا وضوئي و وضوء الأنبياء من قبلي فمن زاد على هذا أو نقص فقد تعدّى و ظلم" (نصب الرایہ ۱/۲۷)

ایک انتباہ تین مرتبہ سے زیادہ دھونے پر

تین مرتبہ سے زیادہ دھونا ممنوع ہے کیونکہ خلاف شریعت ہے نیز اپنے نفس کو تھکانا ہے اور پانی کا ضیاع بھی ہے۔ البتہ طمانیت قلب مقصود ہو یا وضو پر وضو ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ پہلے وضو سے کچھ عبادت وغیرہ کر چکا ہو (بذل ۱/۸۱)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) احادیث سے تین مرتبہ دھونے کا ثبوت

پہلی دلیل: حدثنا حسین۔۔انه توضأ ثلثا ثلثا ثم قال هذا طهور رسول الله ﷺ.

مفہوم: حضرت عبد خیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار وضو فرما کر اس کو مسنون ٹھہرایا (نخب الافکار ۱/۱۵۴)

دوسری دلیل: حدثنا حسین۔۔۔مثله. **تیسری دلیل:** حدثنا ابن ابی داؤد۔۔۔توضأ ثلثا وقال هكذا كان يتوضأ رسول الله ﷺ.

چوتھی دلیل: حدثنا احمد۔۔۔مثله. **پانچویں دلیل:** حدثنا ابن مرزوق۔۔۔انه توضا ثلثا ثلثا وقال رايت رسول الله ﷺ توضا هكذا. **چھٹی دلیل:** حدثنا ابن ابی داؤد۔۔۔ان النبی ﷺ توضأ ثلثا ثلثا (نخب الافکار ۱/۱۵۹)

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصّہ) احادیث سے ایک مرتبہ دھونے کا ثبوت

ففي هذه الآثار ان رسول الله ﷺ توضا ثلثا ثلثا وقد روی عنه ايضا انه توضا مرة مرة.

مفہوم: گزشتہ روایات میں اعضاء وضو کو تین بار دھونے کا ذکر تھا لیکن ان روایات میں ایک مرتبہ دھونا مذکور ہے۔

پہلی دلیل: حدثنا الربیع۔۔قال رايت رسول الله ﷺ توضا مرة مرة.

مفہوم: حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ اعضاءِ وضو کو ایک بار دھوتے تھے۔ (نخب الافکار ۱/۱۶۰)

دوسری دلیل: حدثنا ابن مرزوق۔۔۔قال الا انبئكم بوضوء رسول الله ﷺ مرة مرة او قال توضا مرة مرة. **تیسری دلیل:** حدثنا ابن ابی داؤد۔۔۔قال توضا رسول الله ﷺ مرة مرة. **چوتھی دلیل:** حدثنا ابن ابی داؤد۔۔۔ذكر باسناده مثله. **پانچویں دلیل:** حدثنا محمد۔۔۔قال رايت رسول الله ﷺ توضا ثلثا ثلثا ورايته غسل مرة مرة.

مفہوم: حضرت عبید اللہ بن رافع رضی اللہ عنہ اپنے والد کے توسط سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ تین دفعہ وضو اور ایک دفعہ غسل فرمایا کرتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تین مرتبہ سے کم مرتبہ دھونا خلاف سنت نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) فیصلہ کن نتیجہ

فثبت بما ذكرنا عن رسول الله ﷺ انه توضا مرة مرة فثبت بذلك ان ما كان۔۔۔هو لاصابة الفضل لا الفرض.

مفہوم: امام طحاویؒ نے فرمایا کہ اس روایت سے نبی کریم ﷺ کا ایک ایک مرتبہ وضو کرنا ثابت ہے، اور تین تین دفعہ وضو کرنا فضیلت کیلئے تھا نہ کہ فرضیت کیلئے۔ (نخب الافکار ۱/۱۶۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب فرض مسح الراس فی الوضوء

اجمالی خلاصہ......: اجمالی خلاصہ چھ چیزوں پر مشتمل ہے:

(۱) اول حصہ میں اختلاف مذاہب (۲) مالکیہؒ کے دلائل اور جمہورؒ کی طرف سے جواب (۳) جمہورؒ کی طرف سے جواب (۴) جمہور کے دلائل بعض بعض سر کے حصہ پر مسح کے بارے میں (۵) روایات کا اختلاف اور مسح کا صحیح عمل (۶) آخر میں نظر طحاوی۔

(پہلا حصّہ) سر کے مسح کے بارے میں مذاہب

(۱) جمہورؒ کے نزدیک سر کے بعض حصہ پر مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر پر مسح کرنا سنت ہے۔

(۲) مالکیہؒ کے نزدیک پورے سر پر مسح کرنا فرض ہے۔ (امانی الاحبار)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) مالکیہؒ کے دلائل

پہلی دلیل: حدثنا یونس...انه اخذ بیده فی وضوء ہ للصلوۃ ماء...واعمه فی مسح الرأس.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ سر کا مسح کرتے وقت ہاتھوں کو سر کی اگلی جانب سے شروع کر کے پچھلی جانب لے گئے پھر آگے لے کر آئے (نخب الافکار ۱/۱۶۸)

دوسری دلیل: حدثنا ابن مرزوق...رایت النبی مسح مقدم راسه حتی بلغ القذال من مقدم عنقه.

مفہوم: حضرت طلحہ بن مصرف ؓ اپنے والد کے توسط سے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے سر کے اگلے سرے کا مسح کیا اور ہاتھوں کو گردن تک لے گئے۔

تیسری دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد...فذکر مثله باسناده.

چوتھی دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد...فلما بلغ مسح راسه وضع...بلغ المکان الذی منه بدا.

مفہوم: حضرت ابوالازہر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ؓ نے لوگوں کو سرورکونین ﷺ کے وضو کا طریقہ سکھایا اس طور پر کہ ہاتھوں کو آگے کی جانب سے پچھلی جانب گدی تک لے گئے پھر واپس اپنی جگہ لے کر آئے۔ (نخب الافکار ۱/۱۷۷)

فذهب ذاهبون الی ان مسح الراس کله واجب فی وضوء...ذلک بهذه الاثار.

مفہوم: بعض فقہاء کرامؒ نے ان احادیث بالا سے استدلال کرتے ہوئے پورے سر کے مسح کو فرض قرار دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) جمہورؒ کی طرف سے جواب

وخالفهم فی ذلک اخرون فقالوا الذی فی اثارکم هذه...ولکن منه فرض ومنه فضل.

مفہوم: لیکن بعض فقہاءؒ نے ان سے مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ سرکار دوعالم ﷺ کے اس عمل کو فرضیت پر محمول کرنا درست نہیں ہے اسلئے کہ ایک تو یہاں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جو اس کی فرضیت پر دلالت کرے، اور دوسرا یہ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ سید البشر ﷺ سے وضو تین تین دفعہ کرنا ثابت ہے لیکن ہم نے جیسے وہاں کہا کہ اس کو ایک بار وضو کرنے پر افضلیت حاصل ہے اس کو فرض نہیں کہتے اسی طرح یہاں بھی سمجھ لیں۔ یہاں پر بھی بعض سر کا مسح کرنا فرض ہے اور پورے سر کا مسح کرنا افضلیت پر محمول ہے۔

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ) جمہورؒ کے دلائل بعض سر کے حصے پر مسح کے بارے میں

وقد روی عن النبی ﷺ من الاثار الدالۃ علی ما ذھبوا الیہ فی الفرض فی مسح الراس انہ علی بعضہ۔

مفہوم: سید الکونین ﷺ سے بعض ایسی روایات ثابت ہیں جو بعض سر کے مسح پر دال ہیں۔ (نخب الافکار ۱/۱۷۹)

دوسری دلیل: ماقد حدثنا ربیع ... توضا وعلیہ عمامۃ فمسح علی عمامتہ ومسح بناصیتہ۔

مفہوم: حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عمامہ اور پیشانی پر مسح فرمایا۔

تیسری دلیل: حدثنا حسین ... کنا مع رسول اللہ ﷺ فی سفر فتوضا للصلوۃ ... وقد ذکر الناصیۃ بشیء۔

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) روایات کا اختلاف اور مسح کے بارے میں عمل

ففی ھذہ الاثر ان رسول اللہ ﷺ مسح علی بعض الراس وھو الناصیۃ ... فھذا حکم ھذا الباب من طریق الاثار۔

مفہوم: اس روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیشانی کا مسح کیا اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ باقی سر کا بھی ظاہر جیسا حکم ہے کیونکہ مسح علی العمامہ ثابت ہونے پر مسح علی الخفین کی طرح ہوتا، اب کہ اگر کسی نے خفین پہنے ہیں اور اس کے پاؤں کا کچھ حصہ ظاہر ہے چونکہ ظاہر کو دھویا جائے گا تو باطن کا بھی یہی حکم ہوگا اسی طرح سر کا مسح ہے کہ ظاہر پر مسح ثابت ہونا باطن کے مسح کے ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ سر کا مسح کرنا پڑے گا۔ البتہ ناصیہ کی مقدار کو فرض میں شمار کر لیتے ہیں اور باقی جن روایات میں پورے سر کا ذکر ہے اس کو افضلیت پر محمول کریں گے، اس تفصیل کرنے سے مقصود روایات میں اختلاف سے بچنا ہے (نخب الافکار ۱/۱۸۷)

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) نظرِ طحاویؒ

واما من طریق النظر فانا راینا الوضوء یجب فی اعضاء فمنہا ما حکمہ ... فی ذلک عمن بعد النبی ﷺ ایضا ما یوافق ذلک۔

مفہوم: تفکر و تدبر کے بعد دیکھنے میں آتا ہے کہ واجبات وضو میں سے بعض اعضاء کو دھویا جاتا ہے جیسے پاؤں، اور بعض کا مسح کیا جاتا ہے جیسے سر۔ اب یہ اتفاقی مسئلہ ہے کہ پاؤں کو پورا دھونا ہی واجب ہے تو ایک قوم نے یہ موقف اختیار کیا کہ دھونے کی طرح مسح بھی پورے سر کا ہوگا نہ کہ بعض سر کا۔ لیکن بعض دوسرے حضرات نے بعض سر کے مسح کو واجب کہا ہے۔ ہم موزوں پر مسح کو دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کے نزدیک اس کے ظاہر اور باطن دونوں پر مسح کیا جائے اور بعض کے نزدیک صرف ظاہر کا تو موزوں کے مسح میں بالاتفاق بعض حصے کا مسح فرض ہے۔ اب سر کے مسح کو بھی اسی پر قیاس کر لو کہ سر کا بعض حصہ فرض ہے نہ کہ پورا سر۔ یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔ (نخب الافکار)

سر کے مسح کے بارے میں ابن عمر ؓ کا عمل

حدثنا ابن ابی داؤد ... کان یمسح بمقدم راسہ اذا توضا۔

مفہوم: حضرت سالم ؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ وضو کرتے ہوئے سر کے اگلے حصے کا مسح کیا کرتے تھے (نخب الافکار ۱/۱۸۹)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب حکم الأذنین فی وضوء الصلوة

اجمالی خلاصہ……: یہ باب چار حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) کان کے مسح کی حیثیت کیا ہے؟ (۲) سر کا مسح ایک یا تین دفعہ؟ (۳) سر کے مسح کیلئے نیا پانی یا سر کے ساتھ؟ (۴) مسح کی کیفیت پر مذاہب۔

(پہلا حصّہ) مذاہب فقہاء مسح کے بارے میں

(۱) احنافؒ وشوافعؒ اور جمہورؒ کے نزدیک سنت ہے (۲) حنابلہؒ کے نزدیک واجب ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) سر کا مسح ایک یا تین دفعہ؟

(۱) شافعیہؒ کے نزدیک تکرار مستحب ہے (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک تکرار مستحب نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) سر کے مسح کیلئے ماءِ جدید یا سر کے ساتھ مسح ہوگا؟

(۱) احنافؒ کے نزدیک ماءِ جدید ضروری نہیں (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک ماءِ جدید سے مسح کرنا سنت ہے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) مسح کی کیفیت پر مذاہب

(۱) بعض تابعینؒ کے نزدیک کانوں کا اگلا حصہ چہرہ کے ساتھ شامل ہے، چہرے کے ساتھ دھلے گا۔ پچھلا حصہ سر کے ساتھ ہے اسی کے ساتھ دھلے گا۔ "فذهب قوم" سے یہی حضرات مراد ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک کانوں کے دونوں حصے سر کے حکم میں ہیں۔ "وخالفهم" میں یہی حضرات مراد ہیں۔

دلائل فریقِ اول یعنی بعض تابعینؒ جو "فذهب" کا مصداق ہیں، کے دلائل

حدثنا فهد...يتوضا قلت بلى فداك ابى وامى فذكر...ثم مسح راسه وظهور اذنيه.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل کر کے میرے پاس تشریف لائے، پھر وضو کیلئے پانی منگوایا۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے ابن عباس رضی اللہ عنہ کیا میں آپ کو مسنون وضو نہ سکھاؤں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ پھر انہوں نے اچھے طریقے سے وضو کر کے دکھایا اور آخر میں سر اور کانوں کے پچھلے حصے پر مسح فرمایا۔

فذهب قوم الى هذا الاثر فقالوا ما اقبل من الاذنين فحكمه حكم الوجه...حكم الراس يمسح مع الراس.

مفہوم: ایک قوم نے کانوں کے اگلے حصے کو چہرے کا حصہ سمجھ کر دھونے کا اور پچھلا حصہ سر کے ساتھ سمجھ کر اس پر مسح کرنے کا کہا ہے (نخب الافکار ۱/۱۹۲)

دلائل فریقِ ثانی یعنی دلائل ائمہ اربعہ

وخالفهم في ذلك الاذنان من الراس يمسح مقدمهما... ومؤخرهما مع الراس.

مفہوم: ائمہ اربعہ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کانوں کے اگلے اور پچھلے دونوں حصوں کو سر کا حصہ سمجھ کر اس پر مسح کرنے کا کہا ہے۔

واحتجوا في ذلك بما.

پہلی دلیل: حدثنا ربيع... انه توضأ فمسح براسه واذنيه ظاهرهما وباطنهما وقال هكذا رايت رسول الله يتوضأ.

مفہوم: حضرت شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سر اور کانوں کے اگلی اور پچھلی جانب مسح کیا اور اس کو سید البشر ﷺ کی طرف منسوب کیا (نخب الافکار ۱/۱۹۳)

دوسری دلیل: حدثنا ابراهيم... ان رسول الله ﷺ توضأ فمسح براسه واذنيه.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے سر اور کانوں کا مسح فرمایا۔

تیسری دلیل: حدثنا علي... فذكر باسناده مثله غير انه قال مرة واحدة.

چوتھی دلیل: حدثنا محمد... رايت رسول الله ﷺ يتوضأ فلما بلغ مسح راسه وضع... ظاهرهما وباطنهما مرة واحدة.

مفہوم: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے سر کا مسح کرتے ہوئے اگلے حصے سے شروع کر کے ہاتھوں کو پیچھے لے گئے پھر پیچھے سے واپس اسی جگہ پر آئے۔ اور کانوں کے ظاہر و باطن پر مسح فرمایا۔

پانچویں دلیل: حدثنا فهد... توضأ فمسح راسه واذنيه داخلهما وخارجهما.

مفہوم: حضرت عبادہ بن تمیمؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے وضو کرتے ہوئے سر اور کانوں کے اندر اور باہر کا مسح کیا۔ (نخب الافکار ۱/۱۹۷)

چھٹی دلیل: حدثنا ابن ابي داؤد... اتي بوضوء فدلك اذنيه حين مسحهما.

ساتویں دلیل: حدثنا احمد... ان رجلا اتي نبي الله فقال كيف الطهور فدعا... وبالسباحتين باطن اذنيه.

مفہوم: حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سرور کونین ﷺ سے وضو کا طریقہ پوچھا تو پانی منگوایا، انہوں نے سنت کے مطابق وضو کیا اور کانوں کے باہر کے حصے پر انگوٹھے سے اور اندر کے حصے پر شہادت کی انگلی سے مسح کیا۔

آٹھویں دلیل: نصر... توضأ فمسح اذنيه مع الراس وقال الاذنان من الراس.

نویں دلیل: ربيع... توضأ عندها فمسح راسه على مجاري الشعر... واذنيه ظاهرهما وباطنهما.

مفہوم: حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے ان کے ہاں وضو فرمایا تو سر، کنپٹیوں اور کانوں کے ظاہر اور باطن کا مسح کیا۔

دسویں دلیل: حدثنا ابراهيم... فذكر باسناده مثله. **گیارہویں دلیل:** حدثنا ابو العوام... فذكر باسناده مثله.

بارہویں دلیل: حدثنا احمد... فذكر باسناده مثله. **تیرہویں دلیل:** حدثنا فهد... اتانا النبي فتوضأ فمسح ظاهر اذنيه وباطنهما. **چودہویں دلیل:** حدثنا ابن ابي داؤد... مثله.

تمام دلائل کا نتیجہ

قال ابو جعفرؒ ففی ھذہ الآثار ان حکم الاذنین ماقبل منھما و ما ادبر۔۔۔ ھذا الباب من طریق الآثار۔

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ نے فرمایا کہ ان آثار سے کانوں کی اگلی اور پچھلی دونوں طرف کا حکم، سر کے حکم کی طرح کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اس کے متعلق جتنی تواتر کے ساتھ روایات مذکور ہیں اس کے مخالف میں اتنی روایات کا ثبوت نہیں ملتا۔ لہذا اس قدر تواتر کے ساتھ روایات کے مقابلہ میں دوسری روایات پر عمل کرنا درست نہ ہوگا۔

نظرِ طحاویؒ

واما من طریق النظر فانا قد رایناھم لایختلفون ان المحرمۃ۔۔۔ حکم الراس فی المسح لاحکم الوجہ۔

مفہوم: امام طحاویؒ یہاں سے یہ بتانے چاہتے ہیں کہ بالاتفاق فقہاء کرامؒ حج میں عورت کو چہرہ ڈھانپنے کا نہیں بلکہ سر ڈھانپنے کا حکم ہے، اور عورت حج میں کانوں کے ظاہر اور باطن کو بالاتفاق ڈھانپے گی۔ یہ اس بات پر دال ہے کہ کانوں کا ظاہر اور باطن سر کے ساتھ ہے نہ کہ چہرے کے ساتھ۔ (نخب الافکار ۱/۱۹۸)

فیصلہ کن عقلی دلیل

وحجۃ اخری انا قد رایناھم لم یختلفوا ان ما ادبر منھما۔۔۔ فجعل مغسولا کلہ او ممسوحا۔۔۔ فی ھذا الباب۔

مفہوم: دوسری دلیل یہ ہے کہ سر کے ساتھ کانوں کے پچھلے حصے کا مسح کرنا بالاتفاق ہے۔ اور اگلے حصے میں اختلاف ہے۔ لیکن غور اور فکر کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ارکانِ وضو میں جو بالاتفاق فرض ہے تو اس میں یا تو مفروضہ عضو پورا دھویا جاتا ہے یا پورے عضو پر مسح کیا جاتا ہے۔ اور ہم کان کے اگلے حصے کو چہرے کے ساتھ مانتے ہیں تو اس کو دھونے کا حکم ہونا چاہیے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا مسح کیا جاتا ہے لہذا معلوم ہوا کہ کان سر کا حصہ ہے نہ کہ چہرے کا۔ اور یہی مذہب امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا ہے (نخب الافکار ۱/۱۹۹)

صحابہ کرامؓ کے فتاوی واقوال بھی جمہور کی تائید کرتے ہیں

وقد قال بذلک جماعۃ من اصحاب رسول اللہ ﷺ۔

حدثنا علی۔۔۔ فمسح اذنیہ ظاھرھما و باطنھما مع راسہ وقال ان ابن مسعود کان یامر بالاذنین۔

مفہوم: حضرت حمیدؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا آپ نے کانوں کے ظاہر و باطن پر مسح کیا اور فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اسی طرح حکم فرماتے تھے۔

حدثنا ابن ابی داؤد۔۔۔ فذکر مثلہ۔

حضرت علیؓ کا مسح

حدثنا علی۔۔۔ فمسح اذنیہ ظاھرھما و باطنھما۔

فھذا ابن عباس قد روی عن علی عن النبی ﷺ ما قد رویناہ فی اول۔۔۔ وترک ما حدثہ علیؓ عنہ عن النبی ﷺ۔

مفہوم: یہاں حضرت ابن عباسؓ کا حضرت علیؓ کے واسطے سے نبی کریم ﷺ کی حدیث ذکر کی ہے جس کا ذکر پیچھے ہو چکا

ہے۔اوران ہی سے عطاء بن یسارؒ نے ایک حدیث روایت کی ہے جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے۔

حضرت ابن عباس ﷺ کا اپنی روایت کے خلاف عمل

فهذا دليل على ان نسخ ماروى عن على قد كان ثبت عنده.

مفہوم: حضرت ابن عباس ﷺ کا حضرت علی ﷺ کی حدیث کو چھوڑنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ منسوخ ہو چکی ہے (نخب الافکار ۱؍۲۰۰)

حضرت ابن عمر ﷺ کا فرمان

حدثنا على... انه كان يقول الاذنان من الراس فامسحوهما.

مفہوم: نافع، حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کان، سر سے ہیں ان کا مسح کیا کرو۔

حدثنا على... يقول الاذنان من الراس.

آخری دلیل: حدثنا ابن مرزوق... كان يمسح اذنيه ظاهرهما و باطنهما يتتبع بذلك الغضون (نخب الافکار ۱؍۲۰۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب فرض الرجلين في وضوء الصلوة

اجمالی خلاصہ...... یہ باب نو حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) غسل رجلین کے بارے میں مذاہب فقہاء (۲) جمہورؒ کی وجوہِ ترجیح (۳) فریق اول کے دلائل (۴) جمہورؒ کے دلائل اور مختلف صحابہ کرام ﷺ کا عمل جو کہ جمہورؒ کی تائید میں ہے (۵) غسل رجلین کی فضیلت احادیث میں (۶) غسل رجلین پر گناہوں کی معافی (۷) پاؤں کے خشک رہنے پر وعیدیں (۸) مسح رجلین کی منسوخی حدیث میں (۹) آخر میں فیصلہ کن قول... نظرِ طحاویؒ۔

(پہلا حصّہ) غسل رجلین کے بارے میں مذاہب فقہاءؒ

(۱) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک پاؤں کا وظیفہ غسل ہے۔ (۲) امامیہ کے نزدیک پاؤں کا وظیفہ مسح ہے۔

نوٹ: بعض فقہاء کے نزدیک تخییر ہے غسل کرے یا مسح کرے (حاشیہ بذل ۱؍۸۸)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) جمہورؒ کی وجوہِ ترجیح

(۱) کسی حدیث سے مسح على الرجلين ثابت نہیں ہے (۲) دوسرا غسل احادیث صحیحہ سے ثابت ہے (۳) تیسرا تو غسل احوط ہے "والاحوط اولى بالعمل" (۴) غسل میں زیادہ نظافت ہے (۵) پانچواں تعامل الناس بھی غسل کی تائید کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) دلائل فریق اول

حدثنا ابن مرزوق... اتى بماء فمسح بوجهه و يديه و مسح براسه و رجليه و شرب... وهذا وضوء من لم يحدث.

مفہوم: حضرت نزال بن سبرہ ﷛ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت علی ﷛ نے نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ کر پانی طلب کیا۔ پانی لا کر آپ نے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا، پھر سر اور پاؤں کا مسح کیا۔ پھر فرمایا کہ اس کو مکروہ مت سمجھو بلکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور یہی باوضو شخص کا وضو ہے۔

امام طحاویؒ کا گزشتہ حدیث پر تبصرہ

قال ابو جعفر ولیس فی هذا الحدیث عندنا دلیل ان فرض الرجلین...ان یکون مسحه لرجله كذلك.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ نے فرمایا کہ اس حدیث میں پاؤں پر مسح کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ چہرہ پر مسح کرنے سے مراد اس کا دھونا ہے لہذا پاؤں پر مسح کرنے سے بھی دھونا مراد ہوگا (نخب الافکار ۱/۲۰۲)

دوسری دلیل: حدثنا فهد...وقد اراق الماء فدعا بوضوء فحتناه...فصك بها علی قدمه الیمنیٰ وفی الیسریٰ كذلك.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ نے پانی طلب کیا پھر مجھ سے پوچھا کہ کیا میں آپ کو مسنون وضو نہ بتاؤں؟ ایک طویل حدیث بیان کی پھر فرمایا کہ آخر میں ہاتھوں میں پانی لیا اور دونوں پاؤں پر ڈالا۔

تیسری دلیل: حدثنا علی...توضا رسول الله ﷺ فاحتمل ء كفه ماء فرش به علی قدميه وهو متنعل.

مفہوم: حضرت عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ نے فرمایا سرکار دو عالم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے چلو بھر کر نعلین پہنے ہوئے پاؤں پر پانی چھڑکا۔

چوتھی دلیل: حدثنا ابو امیة...انه توضا فمسح علی ظهر القدم...فعله لكان باطن القدم احق من ظاهره.

مفہوم: حضرت عبد خیرؒ نے فرمایا کہ حضرت علی ﷛ نے وضو کرتے ہوئے قدم کے ظاہری حصے پر مسح کر کے فرمایا کہ اگر میں سرکار دو عالم ﷺ کو پاؤں کے ظاہر پر مسح کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو قدم کے باطنی حصے پر مسح کرتا (نخب الافکار ۱/۲۰۵)

پانچویں دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد... كان اذا توضا ونعلاه فی قدميه مسح...كان رسول الله ﷺ یصنع هكذا.

چھٹی دلیل: حدثنا محمد...انه لا تتم صلوة احدكم حتی یسبغ الوضوء...ویمسح براسه ورجليه الی الكعبين.

ساتویں دلیل: حدثنا روح...ومسح علی القدمين وان عروة كان يفعل ذلك.

مفہوم: حضرت عبادہ بن تمیم ﷛ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ وضو کرتے ہوئے پاؤں پر مسح کرلیا کرتے تھے

(نخب الافکار ۱/۲۰۸)

فذهب قوم الی هذا وقالوا هكذا حكم الرجلين يمسحان كما يمسح الراس.

مفہوم: بعض لوگوں نے اوپر مذکورہ روایات کو اختیار کر کے پاؤں پر سر کی طرح مسح کرنے کا کہا ہے۔

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) دلائل جمہور

وخالفهم فی ذلك اخرون فقالوا بل یغسلان.

مفہوم: لیکن جمہورؒ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے پاؤں کے دھونے کا حکم دیا ہے۔

واحتجوا فی ذلک من الآثار.

حضرت علی ؓ کا پاؤں دھونا

پہلی دلیل: بما حدثنا حسین... فاتاہ بماء وطست فتوضأ فغسل رجلیہ ثلثا ثلثا وقال ھکذا کان طھور رسول اللہ ﷺ.

مفہوم: حضرت عبد خیرؒ نے فرمایا کہ حضرت علی ؓ نے اپنے غلام سے وضو کیلئے پانی طلب کیا تو وضو فرمایا اور تین دفعہ پاؤں دھوئے اور اس کو مسنون کہا معلوم ہوا کہ پاؤں کا دھونا ہی مسنون ہے نہ کہ اس پر مسح کرنا۔

دوسری دلیل: حدثنا حسین... نحوہ. **تیسری دلیل:** حدثنا علی... فذکر باسنادہ مثلہ. **چوتھی دلیل:** حدثنا ابن مرزوق... فذکر باسنادہ مثلہ. **پانچویں دلیل:** حدثنا ابن مرزوق... انہ توضأ فغسل رجلیہ ثلثا ثلثا وقال رایت رسول اللہ ﷺ توضا ھکذا. **چھٹی دلیل:** حدثنا یونس... مثلہ.

حضرت عثمان ؓ کا وضو میں پاؤں دھونا

ساتویں دلیل: حدثنا یزید... دعا بوضوء فتوضا ثلثا ثلثا فغسل رجلیہ ثلاثا ثلاثا... فلینظر الی وضوئی.

مفہوم: حضرت محمد بن عبد اللہؒ فرماتے ہیں کہ ان کو حضرت زید بن دارہ ؓ نے حدیث سنائی کہ اے ابو محمد! میں تجھے سید الرسل ﷺ کا وضو نہ سکھاؤں کہا کہ کیوں نہیں۔ فرمایا کہ حضرت عثمان ؓ نے وضو کرتے ہوئے تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے یہاں تک کہ پاؤں کو تین دفعہ دھوئے۔ فرمایا کہ یہی مسنون وضو ہے یہ روایت بھی پاؤں کے دھونے کے واسطے روشن اور واضح دلیل ہے (نخب الافکار ۱/۲۱۳)

آٹھویں دلیل: حدثنا یزید... توضا فغسل رجلیہ ثلثا ثلثا وقال لو قلت ان ھذا وضوء رسول اللہ ﷺ صدقت.

حضرت ابن شداد ؓ کی وضاحت

نویں دلیل: حدثنا ابن ابی عقیل... یدلک بخنصرہ مابین اصابع رجلیہ... ھو علی ظھور القدمین خاصۃ.

مفہوم: حضرت مستورد بن شداد قرشی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کے درمیان مل رہے تھے۔ یہ عمل صرف دھونے کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے۔ اسلئے مسح کا وہاں تک پہنچنا محال ہے۔

دسویں دلیل: حدثنا محمد... یتوضا فغسل رجلیہ ثلثا. **گیارہویں دلیل:** حدثنا یونس... یاتینا فیتوضا للصلوۃ فیغسل رجلیہ ثلثا ثلثا. **بارہویں دلیل:** حدثنا ابن ابی داؤد... توضأ فمضمض واستنشق ثلثا وغسل... ومسح براسہ ووضا قدمیہ.

عمرو بن شعیب ؒ کی روایت

تیرہویں دلیل: حدثنا احمد... فسالہ کیف الطھور فدعا بماء فتوضا... ھذا او نقص فقد اساء وظلم.

مفہوم: حضرت عمرو بن شعیبؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آکر سید الرسل ﷺ سے وضو کا طریقہ پوچھا تو سرکار دو عالم ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور تمام اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا پھر پاؤں کو دھونے کے بعد فرمایا کہ میرے اس وضو پر زیادتی اور کمی کرنے والا گناہ اور ظلم کا ارتکاب کرنے والا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۱۷)

حضرت ابن عاصم ؓ کا پاؤں دھونا

چودہویں دلیل: حدثنا یونس... ھل تستطیع ان ترینی کیف کان رسول اللہ ﷺ... فتوضا وغسل رجلیہ.

مفہوم: حضرت عمرو یحییٰ مازنیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سید الرسل ﷺ کے وضو کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے پانی منگوا کر وضو کیا اور پاؤں دھوئے یہ روایت بھی پاؤں دھونے کی فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کو تنبیہ

پندرہویں دلیل: حدثنا بحر... فامرله بوضوء فقال توضأ... فتوضا ثلثا ثلثا ثم مسح براسه وغسل رجليه.

مفہوم: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوجبیر رضی اللہ عنہ کو پانی لانے کا حکم فرمایا، پھر وضو کا حکم فرمایا تو انہوں نے منہ سے ابتداء کی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کرو کہ اس طرح کافر کرتے ہیں۔ پھر پانی طلب کیا اور تین تین مرتبہ وضو فرمایا، سر کا مسح کیا اور پاؤں دھوئے۔

سولہویں دلیل: حدثنا فهد ... ذكر مثله باسناده.

فهذه الآثار قد تواترت عن رسول الله ﷺ انه غسل قدميه في وضوئه للصلوة.

مفہوم: ان روایات میں سید الرسل ﷺ سے تواتر کے ساتھ وضو کرتے ہوئے پاؤں کا دھونا مذکور ہے۔

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) مزید دلائل واحادیث سے پاؤں دھونے کی فضیلت واجر

وقد روى عنه ايضا مايدل ان حكمهما الغسل.

مفہوم: کچھ ایسی روایات ہیں جو پاؤں کے دھونے پر دال ہے۔

فمما روى في ذلك.

حدثنا يونس... اذا توضا العبد المسلم او المومن فغسل... كل خطيئة مشت اليها رجلاه.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے تو اس کے دھلنے والے اعضاء سے صادر شدہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، پھر فرمایا پاؤں دھونے سے اس پر چلنے سے جو گناہ صادر ہوئے تھے وہ معاف ہو جاتے ہیں (نخب الافکار ۱/۲۲۰)

☆☆☆☆☆

(چھٹا حصہ) پاؤں دھونے پر گناہ معاف، جو کہ جمہور کی بیّن دلیل ہے

حدثنا حسين... يقول مامن مسلم يتوضافيغسل سائر... قطر الماء كل سيئة مشى بهما اليها.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص وضو کرتے ہوئے پاؤں کو اچھی طرح دھوئے گا تو پانی کے ہر قطرے سے اس کے وہ گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس نے پاؤں کے ذریعے چل کر کیے ہیں۔

حدثنا ابن ابی داؤدؒ... ازواجا وافرادامن عبد يتوضافيحسن ... غفر الله ماسلف من ذنبه.

مفہوم: حضرت ثعلبہ بن عباد عبدیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید البشر ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جو کوئی اچھی طرح وضو کرے، اور وضو کرتے ہوئے ٹخنوں تک پاؤں دھوئے اور پھر دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حدثنا عبدالله... فذکر مثله باسناده.

حدثنا محمد... اذادعاالرجل بطهوره فغسل وجهه سقطت... رجليه من بطون قدميه.

مفہوم: حضرت ابوقلابہؒ نے فرمایا کہ حضرت شرحبیل ﷺ نے حدیث سننے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت عمرو بن عبداللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی اچھی طرح وضو کرے تو ہر اعضاء کے دھونے سے اس سے سرزد ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، اسی طرح پاؤں کے بارے میں فرمایا کہ نچلے حصے سے صادر گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حدثنا بحر... اذاتوضات فغسلت يديك ثلثا خرجت... اغتسلت من عامة خطاياك.

مفہوم: میں گزشتہ حدیث جیسا کہ مفہوم ہے اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ پاؤں کے نچلے حصے کو دھونے سے عام گناہوں سے غسل کر لیا۔

امام طحاویؒ کا عجیب استدلال

فهذه الآثار تدل ايضا على ان الرجلين فرضهماالغسل لان فرضهما لو... ان فرضهما هو الغسل.

مفہوم: یہاں سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پاؤں کا دھونا فرض ہے اسلئے کہ اگر اس پر مسح کرنا فرض ہوتا تو اس کے دھونے پر وہ شخص ثواب کا مستحق نہ ہوتا۔ جیسے سر کا مسح کرنا فرض ہے لیکن اس کے دھونے پر ثواب نہیں ملتا۔ اور چونکہ پاؤں کے دھونے پر ثواب ملتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا دھونا ہی فرض ہے نہ کہ اس پر مسح کرنا (نخب الافکار ۱/۲۲۶)

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصہ) پاؤں خشک رہنے پر وعیدیں جمہورؒ کے واضح دلائل ہیں

وقد روى عن رسول الله ﷺ ايضا ما يدل على ذلك.

حدثنا فهد... راى النبي ﷺ في قدم رجل لمعة لم يغسلها فقال ويل للاعقاب من النار.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص نے جس کے پاؤں کا کچھ حصہ وضو کرتے ہوئے خشک رہ گیا تھا، فرمایا کہ ایڑیوں کیلئے آگ کا عذاب ہے۔

حدثنا ابو بكرة... ويل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء.

حدثنا ابو بكرة... اسبغ الوضوء فاني سمعت رسول الله ويل للاعقاب من النار.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن ﷺ کو وضو پورا کرنے کا فرمایا اور بتلایا کہ سید الرسل ﷺ نے ایڑیوں کے خشک رہنے پر وعید سنائی ہے۔

حدثنا ابو بكرة... فذكر مثله. حدثنا ابو بكرة... مثله. حدثنا ربيع... ذكر مثله.

حدثنا فهد... ويل للاعقاب من النار يوم القيمة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے قیامت کے دن ایڑیوں کیلئے آگ کی خرابی فرمایا ہے یعنی خشک ہونے کی وجہ سے (نخب الافکار ۱/۲۳۱)

حدثنا ابن مرزوق... ویل للاعقاب من النار. حدثنا ابن خزیمة... فذکر مثله باسناده.

حدثنا یونس... ویل للاعقاب وبطون الاقدام من النار. حدثنا ربیع... فذکر مثله.

حدثنا احمد... ویل للاعقاب من النار.

حدثنا ابن مرزوق... ان النبی ﷺ رای قوما توضؤا وکانهم ترکوا... من النار اسبغوا الوضوء.

حدثنا محمد... سافرنا مع رسول الله ﷺ من مکة الی المدینة ... من النار اسبغوا الوضوء.

حدثنا احمد ... تخلف عنا رسول الله ﷺ فی سفرة سافرناها فادرکنا... من النار مرتین او ثلثا.

حدثنا ابو بکرة... فذکر مثله.

☆☆☆☆☆

(آٹھواں حصّہ) مسح کے حکم کی منسوخی

قال ابو جعفر فذکر عبدالله ابن عمرو انهم کانوا یمسحون حتی امرهم رسول الله ﷺ... ما تاخر عنه مما ذکرنا.

مفہوم: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ عمرؓ پاؤں کو دھونے کی بجائے اس پر مسح کرتے تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو فرمایا کہ وضو مکمل کرو کہ ایڑیوں کیلئے نارِ جہنم ہے، یہ اس بات پر دال ہے کہ مسح والا حکم اس وقت سے منسوخ ہو چکا ہے۔

فهذا حکم هذا الباب من طریق الآثار.

نظرِ طحاویؒ

و اما وجهه من طریق النظر فانا قد ذکرنا فیما تقدم من هذا الباب عن رسول الله ﷺ... وهذا الذی ثبت بهذه الآثار.

مفہوم: قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ ماقبل کی روایات میں جب پاؤں کے دھونے پر ثواب ملتا ہے۔ تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا تعلق دھونے سے ہے نہ کہ مسح سے، کیونکہ یہ سر کی طرح نہیں ہے کہ اس پر مسح کیا جائے کہ پھر اس کے دھونے پر بھی کوئی ثواب نہیں ملتا حالانکہ ہم بتا چکے ہیں کہ اس پر ثواب ملتا ہے۔ یہ مذکورہ مسئلہ امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۳۸)

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) وارجلکم کے اعراب میں اختلاف

"ارجلکم" پر فتح پڑھنے کے دلائل

وقد اختلف الناس فی قوله تعالی وارجلکم فاضافه قوم الی قوله تعالی... ارجلکم علی الاضمار والنسق.

مفہوم: "وارجلکم" کے اعراب میں اختلاف ہے بعض لوگوں نے اس کو "وامسحوا برء وسکم" کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور بعض لوگوں نے "فاغسلوا وجوهکم وایدیکم" کی طرف منسوب کیا ہے اور اس کو منصوب پڑھا ہے۔

وقد اختلف فی ذلک اصحاب رسول الله ﷺ ومن دونهم.

مفہوم: اس کے متعلق صحابہ کرامؓ اور دوسرے حضرات کا اختلاف ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۴۲)

فمما روی عنہم فی ذلک.

ماحدثنا ابن مرزوق... قرأ وارجلکم بالفتح.

مفہوم: حضرت مرزوق فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے "وارجلکم" بالفتح پڑھا ہے۔

حدثنا ابن مرزوق... انہ قرأھا کذلک. حدثناابن مرزوق... مثلہ.

حدثنامحمد... انہ قراھا کذلک وقال عاد الی الغسل.

مفہوم: حضرت ابن عباسؓ نے اس پر فتح پڑھا ہے اور دھونے پر محمول کیا ہے۔

حدثناابن مرزوق... رجع القرائۃ الی الغسل وقراوارجلکم ونصبھا.

حدثناابن مرزوق... فذکر باسنادہ مثلہ. حدثناابن مرزوق... مثلہ. حدثناابن مرزوق... مثلہ.

امام شعبیؒ کا مسلک

حدثنابن مرزوق... نزل القران بالمسح والسنۃ بالغسل.

مفہوم: حضرت عاصمؒ نے شعبیؒ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ قرآن میں پاؤں کا مسح جبکہ سنت میں دھونا مذکور ہے۔

(کتب الافکار/۱/۴۳۵)

حضرت مجاہدؒ کا مسلک

حدثناابن مرزوق... انہ قراھا وارجلکم خفضھا.

مفہوم: حضرت حمید اعرج، حضرت مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کو بالجر پڑھا ہے۔

حدثناابن مرزوق... انہ قراھا کذلک.

وقد روی عن جماعۃ من اصحاب رسول اللہ ﷺ انہم کانوا یغسلون.

مفہوم: صحابہ کرامؓ سے پاؤں کے دھونے کے بارے میں روایات مروی ہیں۔

فمماروی فی ذلک.

حدثنا حسین... للاسود اکان عمر یغسل قدمیہ فقال نعم کان یغسلھما غسلا.

مفہوم: حضرت ابراہیمؒ نے حضرت اسودؓ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت عمرؓ پاؤں دھوتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں وہ پاؤں کو دھوتے تھے۔

حدثنا روح... توضا عمر فغسل قدمیہ. حدثنامحمد... یغسل رجلیہ ثلاثاثلاثا.

مفہوم: حضرت ابوحمزہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباسؓ تین دفعہ پاؤں دھوتے تھے۔

حدثناربیع... کان اذا غسل ذراعیہ کاد ان یبلغ نصف العضد... احد من الامم کذلک.

مفہوم: ابن محمدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ وضو کرتے ہوئے ہاتھوں کو نصف بازو کے قریب قریب دھوتے تھے۔ اور پاؤں دھوتے وقت نصف پنڈلی کے قریب قریب دھوتے تھے۔ میں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ میں چمک میں زیادتی کرنا

چاہتا ہوں اس لئے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میرے امتیوں کے اعضاء وضو چمک رہے ہوں گے۔

حضرت مجاہدؒ کی کھلی وصریح وضاحت

حدثنا ابن مرزوق... یغسل رجلیه غسلا وانا اسکب علیه الماء سکبا.

مفہوم: حضرت ابو بشرؒ، حضرت مجاہدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے موجودگی میں پاؤں پر مسح کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پاؤں کو دھوتے تھے اور میں اس پر پانی بہاتا تھا (نخب الافکار ۱/۲۵۱)

حدثنا ابن مرزوق... مثله. حدثنا ابن مرزوق... کان یغسل رجلیه اذا توضا.

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پاؤں پر مسح ثابت نہیں

حدثنا فهد... لعطاء ابلغك عن احد من اصحاب رسول الله ﷺ انه مسح علی القدمین قال لا.

مفہوم: عبدالملکؒ نے حضرت عطاءؒ سے پوچھا کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے پاؤں پر مسح کرنے کے متعلق آپ کو کچھ معلوم ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔ (نخب الافکار ۱/۲۵۲)

پاؤں پر مسح کا استدلال صحیح نہیں

وقد زعم زاعم ان النظر یوجب مسح القدمین فی وضوء الصلوة قال لانی... لا کحکم الوجه والیدین.

مفہوم: کسی زاعم کا خیال ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا واجب ہے کیونکہ اس کو سر کے حکم کے ساتھ زیادہ مشابہت ہے اسلئے کہ پانی کی عدمِ موجودگی میں تیمم فرض ہو جاتا ہے، جس میں چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا جاتا ہے اور پاؤں اور سر کا تیمم میں کوئی تعلق نہیں ہوتا حالانکہ وہ بھی فرائضِ وضو میں سے ہے، جب تیمم میں پاؤں اور سر کا مسح نہیں ہوا تو دھونے میں بھی پاؤں اور سر کا ایک جیسا حکم ہوگا، چہرے اور ہاتھ والا حکم نہیں ہوگا لہذا پاؤں پر مسح کا حکم دیا جائے گا۔ (نخب الافکار ۱/۲۵۳)

فکان من الحجة علیه فی ذلك انا راینا اشیاء یکون فرضها الغسل فی حال... مثل ما الزمها (نخب الافکار ۱/۲۵۴)

مفہوم: اس کے خلاف ہم یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ پانی کے پائے جانے کی صورت میں بعض چیزوں کا دھونا فرض ہوتا ہے لیکن پانی نہ ہونے کی صورت میں اس کا نعم البدل نہیں۔ اسی طرح حالتِ جنابت میں پانی سے تمام بدن دھویا جائے گا لیکن اگر پانی نہ ہو تو صرف چہرے اور ہاتھوں کا تیمم کیا جائے گا باقی تمام بدن کا دھونا ساقط ہو جائے گا اور کسی بدل کی طرف نہیں جائے گا۔ لہذا ضروری نہیں کہ جس چیز کا بدل نہ ہو تو پانی کی موجودگی کے وقت اس کا مسح فرض ٹھہرایا جائے۔ اسی طرح پانی کی عدم موجودگی کے وقت پاؤں کی فرضیت کا کسی بدل کی طرف جانے کی یہ وجہ نہیں کہ پانی کے موجودگی کے وقت اس کا حکم مسح تھا۔ اس سے مخالف کی علت باطل ہوگئی اسلئے کہ اس کا مخالف پر لازم کرنا خود اس پر لازم آرہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب الوضوء هل يجب لكل صلوة أم لا

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ ذکر کیا جارہا ہے، اصل بحث اس کے بعد شروع ہورہی ہے:

مسافر کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ اس کے لئے نیا وضو واجب نہیں البتہ مقیم کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام نوویؒ نے اس پر اجماع نقل فرمایا کہ مقیم کے لئے نیا وضو واجب نہیں۔ صاحب امانی الاحبارؒ نے اس بارے میں مختلف مذاہب نقل فرمائے ہیں۔

ہر نماز کے لیے تجدیدِ وضو میں مذاہب

(۱) ظاہریہؒ اور امامیہ تجدیدِ وضو کے وجوب کے قائل ہیں امام طحاویؒ کی کتاب میں "فذهب قوم" سے یہی لوگ مراد ہیں۔

(۲) ائمہ اربعہؒ و جمہورؒ فقہاء و محدثین کے نزدیک نیا وضو واجب نہیں ہے احادیث میں اس کی تاکید تحصیل فضیلت و استحباب کے طور پر ہے۔ کتاب میں "وخالفهم في ذلك آخرون" سے یہی مراد ہے (امانی الاحبار ار۲۱۷)

دلائل

امام طحاویؒ نے فریق اول کی دو دلیلیں ذکر فرمائی ہیں۔

دلیل فریق اول

(۱) "يا ايها الذين آمنوا إذا قمتم الى الصلوة" اس آیت میں صاف طور پر فرمایا کہ جب بھی تم نماز کیلئے تیار ہو تو پہلے وضو کرلو۔ اس سے بھی ہر نماز کیلئے نیا وضو کرنا واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔

جواب: (۱) اس سے نیا وضو ثابت نہیں ہوتا۔۔۔ کیونکہ وضو کے ذریعے حرج میں ڈالنا مقصود نہیں بلکہ تحصیل طہارت مقصود ہے۔ جب پہلے وضو کی وجہ سے طہارت حاصل ہے تو نئے وضو کی ضرورت نہیں ہے۔ (طحاوی شریف ار۴۲) (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہر نماز کیلئے نیا وضو فرماتے جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک وضو سے مختلف نمازیں ادا کرتے تھے۔

جواب: (۲) نیا وضو حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت تھی امت مستثنیٰ ہے (۳) امام ترمذیؒ نے لکھا "كان عليه الصلوة والسلام يتوضأ لكل صلوة" (ترمذی)

جوابات: (۱) یہ سرکار دو عالم ﷺ کی خصوصیت تھی امت کیلئے یہ قانون نہیں ہے (۲) استحباب پر محمول ہے (۳) ابتدائے اسلام پر محمول ہے بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔

جمہورؒ کے دلائلِ قویہ

(۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "سرکار دو عالم ﷺ ہر نماز کیلئے نیا وضو فرماتے تھے لیکن جب مکہ فتح ہوا تو ایک وضو سے پانچ نمازیں ادا فرمائیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس موقعہ پر عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ایک وضو سے مختلف نمازیں ادا فرمائی ہیں؟ تو جواب میں فرمایا میں نے قصداً ایسا کیا ہے۔ (طحاوی شریف ار۴۲) اس سے وجوبِ وضو ثابت نہیں ہوتا بلکہ طلب فضیلت ثابت ہوتی ہے بلکہ یہ تو ہماری دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے وضو قصداً چھوڑا اور تعلیم دی کہ ہر نماز کے لیے وضو ضروری نہیں (۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی

روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک انصاریہ عورت نے دعوت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے ظہر کی نماز کے لئے نیا وضو فرمایا اور عصر کی نماز بھی اسی وضو سے پڑھائی (۳) امام طحاویؒ نے تین جلیل القدر صحابہ کرام ؓ اور دو تابعینؒ کے فتاویٰ سے ثابت فرمایا ہے کہ ہر نماز کیلئے نیا وضو ضروری نہیں ہے (۴) صاحب معارف السننؒ نے "ایک حدیث نقل کی ہے کہ شروع میں تو ہر نماز کے لئے نئے وضو کا حکم تھا لیکن دشواری ہونے پر مسواک کا حکم دے دیا (معارف ۱/۲۰۳) (۵) صاحب معارفؒ نے حدیث نقل کی ہے: جس نے پاکی کی حالت میں نیا وضو کیا اسے دس نیکیاں ملیں گی (معارف ۱/۲۱۴) (۶) صاحب فتح الملہمؒ نے حدیث نقل کی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو ہر نماز کے لئے نیا وضو اور مسواک لازم کرتا۔ (فتح ۲/۲۰۶)

باب کا اجمالی خلاصہ...... یہ باب آٹھ حصوں پر مشتمل ہوگا:

(۱) اول مذاہب فقہاءؒ اور دلائل ظاہریہؒ وغیرہ ذکر ہوں گے (۲) ائمہ اربعہؒ کے دلائل (۳) ظاہریہ کا اعتراض اور جمہورؒ کی طرف سے جواب (۴) نیا وضو تو خصوصیت نبی ﷺ میں سے تھا (۵) پھر ظاہریہ کا اعتراض اور ان کا جواب (۶) نظر طحاویؒ اور عقلی دلیل (۷) بغیر حدث کے وضو پر وضو کی وعید (۸) قرآن سے استنباط اور صحابی ؓ کی وضاحت۔

(پہلا حصّہ) ہر نماز کے لئے نیا وضو واجب ہے یا نہیں؟

(۱) ظاہریہؒ اور امامیہ کے نزدیک ہر نماز کیلئے وضو واجب ہے مقیم و مسافر دونوں کیلئے۔ "فذھب" کا مصداق یہی حضرات ہیں۔
(۲) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک مقیم و مسافر دونوں کیلئے ہر نماز کیلئے نیا وضو واجب نہیں۔ "و خالفھم" کا مصداق یہی حضرات ہیں۔

ظاہریہؒ و امامیہ کے دلائل

حدثنا ابو بکرة... کان یتوضا لکل صلوة فلما کان الفتح صلی الصلوات بوضوء واحد.

مفہوم: حضرت سلیمان بن بریدہؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ہر نماز کیلئے وضو فرماتے تھے لیکن فتح مکہ کے دن ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائیں۔

دوسری دلیل: حدثنا ابن مرزوق... یوم فتح مکة خمس صلوات بوضوء واحد... فقال عمدا فعلته یا عمر.

مفہوم: گزشتہ حدیث کی مانند ہے اس میں ہے کہ پھر موزوں پر مسح کیا۔ حضرت عمر ؓ کے پوچھنے پر کہ اس طرح تو آپ پہلی دفعہ کر رہے ہیں، فرمایا کہ ایسا جان بوجھ کر کیا ہے۔

تیسری دلیل: حدثنا ابن مرزوق... انه کان یتوضا لکل صلوة.

مفہوم: حضرت سلیمانؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کونین ﷺ ہر نماز کیلئے وضو فرماتے تھے (نخب الافکار ۱/۲۵۶)

فذھب قوم الی ان الحاضرین یجب علیھم ان یتوضؤا لکل صلوة واحتجوا فی ذلک بھذا الحدیث.

مفہوم: ایک قوم نے مقیم پر ہر نماز کیلئے وضو کو واجب قرار دیا ہے اور ان مذکورہ بالا روایات سے استدلال کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) ائمہ اربعہؒ اور جمہورؒ کے دلائل

وخالفھم فی ذلک اکثر العلماء فقالوا لایجب الوضوء الا من حدث وکان مما... ما ذھبوا الیه فی ذلک.

مفہوم: اکثر علماء نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا وضو صرف بے وضو ہونے والے پر واجب ہے اس ضمن میں سید الکونین ﷺ کی یہ روایت ان کے مسلک کے موافق ہے۔

پہلی دلیل: ماحدثنا یونس۔۔۔ ذهب رسول الله ﷺ الی امراة من الانصار و معه۔۔۔ حانت العصر فصلی ولم یتوضا۔

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ کسی انصاری خاتون کے گھر تشریف لائے تو سرورِ کونین ﷺ نے بھنی ہوئی بکری کھائی پھر ظہر کی نماز کیلئے وضو کر کے نماز پڑھی پھر تشریف لا کر کھانا کھایا اور عصر کی نماز اسی وضو سے ادا فرمائی (نخب الافکار ۱/۲۵۹)

ہر نماز کے لئے نیا وضو تو فضیلت کے حصول کیلئے تھا

قال ابو جعفر ففی هذاالحدیث انه صلی الظهر والعصر بوضوء والذی کان۔۔۔ التماس الفضل لا علی الوجوب۔

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ سید البشر ﷺ کا ظہر کی نماز کیلئے وضو کرنا اور عصر کی نماز اسی وضو کے ساتھ پڑھنا اس روایت میں مذکور ہے۔ لیکن بعض دوسری روایات میں ہر نماز کیلئے وضو کرنا بھی ثابت ہے تو اس کو ہم طلب فضیلت پر محمول کریں گے نہ کہ وجوب پر۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصہ) ظاہریہ کا اشکال

فان قال قائل فهل فی هذا من فضل فلیلتمس۔

مفہوم: قائل کہتا ہے کہ اس میں کون سی فضیلت ہے جس کو طلب کیا جائے؟

جمہورؒ کی طرف سے امام طحاویؒ جواب دیتے ہیں

قیل له نعم۔

کہ ہر نماز کیلئے نیا وضو واجب نہیں بلکہ دس نیکیوں کیلئے ہے، جیسا کہ وضاحت سے حدیث آ رہی ہے۔

فقد حدثنا یونس۔۔۔ الظهر فانصرف فی مجلس فی داره فانصرفت۔۔۔ ذلك كان واجبا علیه۔

مفہوم: حضرت ابو غطیف ہذلیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے ساتھ میں نے نمازِ ظہر پڑھی پھر وہ ایک مجلس میں تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا، پھر اس کے بعد عصر کی نماز کا وقت آیا تو وضو کیلئے پانی منگوا کر عصر کی نماز پڑھی، پھر اپنی نشست کی طرف تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا اتنے میں مغرب کی آذان ہوئی تو نمازِ مغرب کیلئے وضو بنایا اور نماز پڑھی۔ میں نے پوچھا کہ کیا ایک وضو کافی نہیں تھا؟ فرمایا کہ نمازِ فجر کا وضو میری سب نمازوں کیلئے کافی ہے لیکن میں نے ہر نماز کیلئے وضو کیا اسلئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وضو پر وضو کرنے والے کیلئے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور میں نے اسی کی طرف رغبت کرتے ہوئے یہ کیا۔ لہٰذا سید الرسل ﷺ کا ہر نماز کیلئے وضو کرنا فضیلت کیلئے ہوگا جیسے حدیثِ حضرت ابن ہریرہ ؓ میں مذکور ہے۔ لہٰذا اس کو واجب کہنا درست نہ ہوگا۔ (نخب الافکار ۱/۲۶۲)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ) نیا وضو خصوصیتِ نبی ﷺ میں سے تھا

وقد روی انس بن مالك ایضا مایدل علی ما ذکرنا۔

حدثنا ابن مرزوق ۔۔۔ بوضوء فتوضا منه فقلت لانس اکان۔۔۔ من الآثار یدل علی هذاالمعنی۔

مفہوم: حضرت عمرو بن عامر، حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وضو کے متعلق میں نے حضرت انس ؓ سے دریافت کیا کہ سید الکونین ﷺ ہر نماز کیلئے وضو کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کہ آپ لوگ؟ فرمایا کہ ہم ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھتے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک ؓ ہے جنہوں نے ہر نماز کیلئے وضو کو فرض نہیں سمجھا۔ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ پہلے واجب تھا پھر منسوخ ہو چکا ہو۔ ان شاء اللہ ہم آئندہ ایسی روایات کو ذکر کریں گے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۶۳)

فاذا ابن ابی داؤد قد حدثنا قال ثنا... امر بالوضوء لکل صلوة طاهرا... یجزی مالم یکن الحدث.

مفہوم: حضرت محمد بن یحییٰ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عبداللہ ؓ سے حضرت ابن عمر ؓ کے ہر نماز کیلئے وضو کرنے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے حضرت اسماء ؓ کی حضور اکرم ﷺ سے مروی روایت بیان کی کہ سرکار دو عالم ﷺ ہر نماز کیلئے وضو فرمایا کرتے تھے اور پھر ہر نماز کیلئے مسواک کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر ؓ بھی طاقت کے مطابق ہر نماز کیلئے وضو فرمایا کرتے تھے۔

نوٹ: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر نماز کیلئے وضو کرنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے اور حقیقت وہی ہے جس کو ہم بیان کر چکے ہیں کہ جب تک بندہ بے وضو نہ ہو تب تک اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۶۴)

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) ظاہریہ کا دوسرا اشکال

فان قال قائل ففی هذا الحدیث ایجاب السواك لکل صلوة فکیف لاتوجبون... اذ کنتم قد عملتم ببعضه.

مفہوم: کوئی کہے کہ گزشتہ حدیث میں تو مسواک کا ذکر بھی ہے اس کو وجوب کیوں نہیں مانتے حالانکہ تم تمام حدیث پر عمل کرتے ہو جبکہ یہاں پر بعض حدیث پر عمل ہو رہا ہے۔

امام طحاویؒ جواب دیتے ہیں

قیل له قد یجوز ان یکون النبی ﷺ خص بالسواك لکل صلوة دون امته ویجوز... یدلنا علی شیء من ذلك.

جواب: یہاں پر مسواک کے بارے میں دو احتمال ہیں ایک تو یہ کہ ہر نماز کیلئے مسواک کرنا سید البشر ﷺ کے ساتھ خاص ہو۔ دوسرا یہ کہ اس میں سرور کونین ﷺ اور امتی سب برابر ہے لیکن اس حقیقت تک رسائی رہنمائی کرنے سے ہی ممکن ہے (نخب الافکار ۱/۲۶۵)

مسواک ضروری کیوں نہیں؟

فاذا علی بن معبد قد حدثنا قال ثنا... قال لو لا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك عند کل صلوة.

مفہوم: حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ میں امت کو مشقت اور گرانی کی وجہ سے ہر نماز کیلئے مسواک کا حکم نہیں دیتا۔

حدثنا ابو بکرة... مثل ذلك. حدثنا ابن مرزوق... مثله.

قال ابو جعفر هذا حدیث غریب ما کتبناه الا عن ابن مرزوق.

مفہوم: امام طحاویؒ نے اس حدیث کو غریب کہا ہے اور دوسرا یہ کہ اس حدیث کو ابن مرزوق سے روایت کیا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۶۹)

حدثنا علی... مثله. حدثنا علی... مثله.

حدثنا یونس...لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك مع كل صلوة.

حدثنا ابن مرزوق...لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك مع كل وضوء.

حدثنا یونس...لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك عند كل صلوة.

حدثنا ربیع...مثله. حدثنا حسین...مثله.

فثبت بقوله لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك عند كل صلوة انه...كان في ذلك غير حكمهم.

مفہوم: سید الکونین ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر میں اپنی امت پر گراں نہ سمجھتا تو ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو حکم نہیں دیا اور یہ ان پر واجب نہیں اور اس کا اتحاد دینا بالخصوص جبکہ یہی نماز کے لئے وضو کا بدل ہے اس سے مسواک کا ان پر واجب نہ ہونا اور نہ ہی اس کا حکم دینا ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ یہ حکم صرف سید الرسل ﷺ کیلئے تھا نہ کہ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کیلئے، اور اس سلسلے میں آپ کو الگ حکم تھا اور صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کو الگ حکم تھا۔

فهذا وجه هذا الباب من طريق تصحيح معاني الآثار وقد ثبت بذلك ارتفاع وجوب الوضوء لكل صلوة.

مفہوم: روایات کے تصحیح کے اعتبار سے اس باب کا بیان یہ ہے کہ ہر نماز کیلئے وضو کا واجب ہونا مرتفع ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ) نظرِ طحاویؒ

واما وجه ذلك من طريق النظر...حدث فاردنا ان ننظر...لا ينقض الغسل مرور وقت.

مفہوم: یہاں سے ہر نماز کیلئے وضو کے عدم وجوب کو قیاس سے ثابت کرتے ہیں، وضو کا مطلب حدث سے پاکی حاصل کرنا ہے۔ اب ہم احداث سے طہارت کا حکم معلوم کرتے ہیں کہ کیا چیز اس کو توڑ دیتی ہے، ہم اس کی دو قسمیں بیان کریں گے۔ پہلا غسل دوسرا وضو، غسل تو جماع کرنے اور جنبی ہونے سے واجب ہوتا ہے اور اس کے علاوہ پیشاب کرنا وغیرہ تو اس سے وضو واجب ہوتا ہے۔ پھر غسل کو احداث ہی توڑتی ہے وقت گزرنے کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ باقی احداث کو بھی وقت گزرنے کا کوئی دخل نہیں ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۸۰)

امام طحاویؒ عقلی دلیل پیش کرتے ہیں

وحجة اخرى انا راينا هم اجمعوا ان المسافر يصلي الصلوات كلها بوضوء...كذلك قياسا ونظرا على مابينا من ذلك.

مفہوم: ہم دیکھتے ہیں کہ تمام فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا اس بات پر اجماع ہے کہ مسافر جب تک بے وضو نہ ہو تمام نمازیں ایک وضو کے ساتھ ادا کر سکتا ہے۔ اختلاف مقیم کے بارے میں ہے پس ہم نے دیکھا کہ جماع، احتلام، قضائے حاجت، پیشاب اور ہر وہ چیز جو مقیم کے لئے حدث ہے اور اس پر طہارت کو واجب کرتی ہے۔ جب وہ مسافر سے وقوع پذیر ہو تو وہ بھی اسی طرح ہوگی اور اس پر اسی طہارت کا حصول واجب ہوگا جو مقیم ہونے کی صورت میں اس پر واجب ہوتا۔ ایک دوسری طہارت جو وقت گزرنے سے ٹوٹ جاتی ہے یعنی موزوں پر مسح اس میں بھی مسافر اور مقیم برابر ہیں۔ ان کی طہارت کسی نہ کسی وقت کے نکلنے سے ٹوٹ جاتی ہے اگرچہ سفر و حضر کے اعتبار سے وقت میں تفاوت ہے۔ جب ثابت ہوا کہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اسی طرح ہے اور جو چیز مقیم کی طہارت کو

توڑتی ہے۔ اس سے مسافر کی طہارت بھی ختم ہو جاتی ہے اور وقت کا نکلنا مسافر کی طہارت کو نہیں توڑتا، تو قیاس کا تقاضا ہے کہ وقت نکلنے سے مسافر کی طہارت بھی نہ ٹوٹے جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ یہ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول ہے۔

وقد قال بذلک جماعۃ بعد رسول اللہ ﷺ۔

مفہوم: سید الرسل ﷺ کے بعد ایک جماعت اس کو تسلیم کرتی رہی ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۸۲)

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصّہ) بغیر حدث کے نیا وضو کرنے پر قتل

حدثنا ابن خزیمۃ... توضؤا وصلوا الظہر فلما حضرت العصر... وھو یتوضأ من غیر حدث۔

مفہوم: حضرت انس بن مالک ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ کے شاگرد نماز ظہر کے بعد عصر کی نماز کیلئے وضو کرنے لگے تو حضرت ابوموسیٰ ﷺ فرمانے لگے کہ کیا تمہارا وضو نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ عنقریب ایک شخص بغیر حدث کے وضو کرنے پر اپنے والد، چچا اور چچازاد بھائی کو قتل کرے گا۔

صحابہ کرام ﷺ بغیر حدث کے وضو نہیں کرتے تھے

حدثنا ابوبکرۃ... کنا نصلی الصلوات کلھا بوضوء واحد مالم نحدث۔

مفہوم: حضرت عمرو بن عامر ﷺ نے فرمایا کہ حضرت انس بن مالک ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تک ہم محدث نہ ہوتے وضو نہ کرتے تھے۔

حدثنا ابوبکرۃ... کان یصلی الصلوات کلھا بوضوء واحد مالم یحدث۔

حدثنا ابن مرزوق... یتوضأ لکل صلوۃ ویتلوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم۔

مفہوم: گزشتہ مضمون جیسا ہے اس میں ہے کہ حضرت علی ﷺ ہر نماز کیلئے وضو کرتے تھے اور یہ آیت تلاوت فرماتے تھے "اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا... الخ"۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) آیت قرآنی سے نماز کیلئے نیا وضو مستنبط نہیں ہوتا

قال ابوجعفر ولیس فی ھذہ الایۃ عندنا دلیل علی وجوب الوضوء لکل... ان حکم الحاضر فیھا کذلک ایضا۔

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ آیت اس پر دلالت نہیں کرتی کہ ہر نماز کیلئے وضو کیا جائے اسلئے کہ ممکن ہے اس سے محدث ہونے کے بعد وضو کرنا مراد ہو۔ پھر تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ مسافر محدث ہونے کے بعد وضو کرے گا ہر نماز کیلئے اس پر وضو کرنا واجب نہیں ہے جو کہ اس آیت سے پتہ چل رہا ہے، اور چونکہ مسافر اور مقیم دونوں اس آیت میں برابر ہیں لہٰذا مقیم کا بھی وہی حکم ہوگا جو مسافر کا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۸۶)

صحابی رسول کی وضاحت

وقد قال ابن الفقواء انھم کانوا اذا احدثوا لم یتکلموا حتی یتوضؤا فنزلت... ھو القیام الی الصلوۃ بعد حدث۔

مفہوم: حضرت ابن فقواء ﷺ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام ﷺ جب بغیر وضو کے ہوتے تو بات نہیں کرتے تھے پھر یہ آیت نازل ہوئی "اذا

فمتم الی الصلوۃ.... الخ" اس میں ارشاد فرمادیا کہ اس سے مراد محدث ہونے کے بعد نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۸۹)

حدثنا ابن مرزوق... بذلک ولم یذکر عکرمۃ.

حدثنا ابن خزیمۃ... کان یصلی الصلوات کلھا بوضوء واحد.

مفہوم: حضرت ایوبؒ، حضرت محمدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ شریحؒ ایک ہی وضو کے ساتھ تمام نمازیں پڑھتے تھے۔

حدثنا ابن خزیمۃ... انہ کان لا یری بذلک باسا واللہ اعلم.

مفہوم: حضرت یزید بن ابراہیمؒ، حضرت حسنؒ سے روایت کرتے ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے (نخب الافکار ۱/۲۹۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب الرجل یخرج من ذکرہ المذی کیف یفعل

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ ذکر کیا جا رہا ہے، اصل بحث اس کے بعد شروع ہو رہی ہے۔

منی کی تعریف

سفید مائل گاڑھی غلیظ رینٹ کی شکل کی ہوتی ہے جو وفور شہوت کے وقت جوش سے نکلتی ہے۔ آگے اس کے بارے میں بحث ہوگی۔

مذی کی تعریف

یہ بیوی سے چھیڑ چھاڑ کرتے وقت نکلتی ہے اور پانی کی طرح لیس دار ہوتی ہے یہ خروج منی سے پہلے نکلتی ہے۔ آگے تفصیل آرہی ہے۔

ودی کی تعریف

طبعی امراض وعوارض کی بناء پر عام طور پر پیشاب سے پہلے یا بعد میں نکلتی ہے (معارف ۱/۳۷۲)

نوٹ: "ودی" کے بارے میں کوئی بحث نہیں ہوگی۔

حیوان کی منی کا حکم

(۱) احنافؒ ومالکیہؒ کے نزدیک "تمام حیوانوں کی منی ناپاک ہے" (۲) شافعیہؒ وحنابلہؒ کا اس بارے میں ایک قول پاکی اور ایک ناپاکی کا ہے۔

مذی کا حکم

(۱) فرقہ امامیہ کے نزدیک مذی پاک ہے (۲) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک مذی ناپاک ہے۔

مذی کی تطہیر میں مذاہب

(۱) حنابلہؒ کے نزدیک صرف چھینٹے مارنے سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

(۲) مالکیہؒ وشوافعؒ کے نزدیک پانی سے دھونا ضروری ہے۔

(۳) احنافؒ کے نزدیک پانی اور ڈھیلے دونوں سے طہارت حاصل ہو سکتی ہے چھینٹے مارنا کافی نہیں ہے۔

مذی کے خروج پر عضو کہاں تک دھونا چاہیے؟

(۱) مالکیہؒ کے نزدیک پورے ذکر کا دھونا ضروری ہے (۲) حنابلہؒ وامام اوزاعیؒ کے نزدیک ذکر اور خصیتین کا دھونا ضروری ہے۔ "فذھب قوم" کا مصداق یہی حضرات ہیں (۳) حنفیہؒ وشافعیہؒ کے نزدیک صرف موضع نجاست دھونا ضروری ہے اس سے زائد دھونا ضروری نہیں "وخالفھم" کا مصداق یہی حضرات ہیں (معارف ۱/۳۷۹)

اجمالی خلاصہ ...... یہ باب تین حصوں پر مشتمل ہے:

(۱) اول احنافؒ وشوافعؒ کے دلائل بیان کئے جائیں گے (۲) صحابہ ؓ وتابعینؒ کے فتاویٰ (۳) آخر میں فیصلہ کن قول یعنی نظر طحاویؒ بیان کیا جائے گا۔

(پہلا حصہ) مالکیہؒ وحنابلہؒ کے دلائل

حدثنا ابراهيم... ان يسال رسول اللهﷺ عن المذى فقال يغسل مذاكيره ويتوضا.

مفہوم: حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ سے نبی کریمﷺ سے مذی کا حکم پوچھنے کا فرمایا۔ پوچھنے پر سرور کونینﷺ نے عضو خاص دھونے کے بعد وضو کا حکم فرمایا۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان غسل المذاكير واجب على الرجل اذا امذى واذا بال.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ مالکیہؒ وحنابلہؒ کا موقف ہے کہ مذی یا پیشاب کرنے سے اعضائے تناسل کو دھونا واجب ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں مذکورہ روایت سے استدلال کیا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۹۳)

احنافؒ وشوافعؒ کے دلائل

وخالفهم فى ذلك آخرون فقالوا لم يكن ذلك من رسول اللهﷺ على ايجاب... ذلك فيه فلا يخرج.

مفہوم: بعض لوگوں نے مخالفت کرتے ہوئے سید الرسلﷺ کی اس حدیث کو مذی کو روکنے پر محمول کیا ہے اس سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سرکار دو عالمﷺ نے قربانی کیلئے لانے والے جانور کے بارے میں فرمایا کہ اگر اس کے تھنوں میں دودھ ہو تو دودھ روکنے کیلئے اس پر پانی کے چھینٹے مارے جائیں۔

وقد جاءت الآثار متواترة بمايدل على ما قالوا فمن ذلك.

مفہوم: ایسی متواتر روایات موجود ہیں جو مذہب احنافؒ وشوافعؒ کی مؤید ہیں۔ (نخب الافکار ۱/۲۹۳)

پہلی دلیل: ما حدثنا ابن ابى داود... كنت رجلا مذاء فامرت رجلا يسال النبى فقال فيه الوضوء.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو نبی کریمﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھنے کو کہا اس لئے کہ مجھے مذی زیادہ آتی تھی۔ پوچھنے پر فرمایا کہ ایسی صورت میں صرف وضو کافی ہے۔

دوسری دلیل: حدثنا صالح... يحدث عن ابيه قال كنت اجد مذيا فامرت... كان المذى ففيه الوضوء.

مفہوم: وہی گزشتہ مضمون ہے لیکن اس میں ہے کہ حضرت علیؓ نے شرم کی وجہ سے کسی دوسرے سے کہلوایا کیونکہ سرور کونینﷺ کی صاحبزادی آپ کے نکاح میں تھی۔ سید البشرﷺ نے فرمایا کہ ہر مذکر انسان کو مذی آتی ہے لہٰذا منی میں غسل اور مذی میں

وضو واجب ہوگا۔ (نخب الافکار ۱/۲۹۵)

تیسری دلیل: حدثنا محمد... کنت رجلا مذاء وکانت عندی بنت... فقال توضا واغسله.

چوتھی دلیل: حدثنا صالح... سئل النبی ﷺ عن المذی فقال فیه الوضوء وفی المنی الغسل.

پانچویں دلیل: حدثنا حسین... کنت رجلا مذاء فکنت اذا امذیت... فقال فیه الوضوء.

چھٹی دلیل: حدثنا ابن خزیمة... ثم ذکر باسناده مثله.

ساتویں دلیل: حدثنا ابن خزیمة... کنت رجلا مذاء فسالت النبی ﷺ... واذا رایت المنی فاغتسل.

آٹھویں دلیل: حدثنا ابو بکرة... کنت رجلا مذاء فاردت ان اسال النبی ﷺ... فقال یکفی منه الوضوء.

امام طحاویؒ کا حدیث سے استدلال

قال ابو جعفر افلا تری ان علیا لما ذکر عن النبی ﷺ ما اوجبه علیه فی ذلک ذکر... وجب له وضوء الصلوة.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سید الکونین ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا جو اس صورت میں واجب ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے نماز کے وضو کا ذکر فرمایا اس سے ثابت ہوا کہ وضو کے علاوہ جس بات کا آپ نے حکم دیا وہ اس سبب سے نہ تھا جس سبب سے مذی کی صورت میں وضو کرنا واجب ہے چنانچہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے سید الکونین سے جو کچھ روایت کیا وہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔

وقد روی سهل بن حنیف عن رسول الله ﷺ ما قد دل علی هذا ایضا.

مفہوم: حضرت سہل بن حنیف ؓ کی روایت بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے جس کو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔
(نخب الافکار ۱/۲۹۹)

تائیدی روایت: حدثنا نصر... انه سال النبی عن المذی فقال فیه الوضوء... ان یکون علیه مع الوضوء غیره.

مفہوم: حضرت سہل بن حنیف ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھا تو سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ اس پر وضو ہے۔ نبی کریم ﷺ کا وضو کے وجوب کا فرمانا اس کے غیر سے نفی ہے۔

حضرت عمر ؓ کے فتویٰ سے فریقِ اول کا استدلال

فان قال قائل فقد روی عن عمر بن الخطاب مایوافق ماقال اهل المقالة الاولی فذکر.

مفہوم: قائل کہتا ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ سے ایک روایت مروی ہے جو پہلے قول کے قائلین کے موافق ہے، وہ یہ ہے۔

ماحدثنا ابو بکرة... فاغسل فرجك وانثییك وتوضا وضوئك للصلوة.

مفہوم: حضرت ابو عثمان نہدیؒ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن ربیعہ باہلیؒ نے ایک عورت سے نکاح کیا وہ اس کے ساتھ کھیل کود کرتا تھا۔ انہوں نے اس بارے میں حضرت عمر فاروق ؓ سے پوچھا تو فرمایا کہ عضو خاص کو دھلوا اور وضو کرو یہ کافی ہے۔

جواب: قیل له یحتمل ان یکون وجه ذلك ایضا ماصرفنا الیه.

مفہوم: اس کی وجہ حضرت رافع بن خدیج والی روایت کی طرح ہو سکتی ہے۔ (نخب الافکار ۱؍۳۳۰)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) صحابہ ؓ وتابعینؒ کے فتاویٰ

وقد روی عن جماعة ممن بعده ما یوافق ذلك.

حضرت ابن عباس ؓ کا فتویٰ

حدثنا ابو بکرة... هو المنی والمذی والودی فالمذی والودی... واما المنی ففیه الغسل.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ مذی اور ودی سے وضو کافی ہوتا ہے البتہ منی میں غسل ہے۔

حضرت ابو جمرہ ؓ کا سوال

حدثنا ابو بکرة... انی ارکب الدابة فامذی فقال اغسل... امره مع الوضوء بغسل الذکر.

مفہوم: حضرت ابو جمرہ ؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے پوچھا کہ گھوڑے پر بیٹھے ہوئے مذی نکل جاتی ہے۔ فرمایا کہ عضو خاص کو دھو کر وضو کرلو۔ اگر دیکھا جائے تو حضرت ابن عباس ؓ نے مذی آنے سے صرف وضو کا حکم دیا۔ اور حضرت ابو جمرہ ؓ کے پوچھنے پر عضو تناسل کو دھونا اور وضو کرنا دونوں مذکور ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ مذی کے نکلنے سے صرف وضو کرلینا ہی کافی ہے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ (نخب الافکار ۱؍۳۰۲)

حدثنا ابو بکرة... یغسل فرجه ویتوضا وضوئه للصلوة.

حدثنا ابو بکرة... اذا امذی الرجل غسل الحشفة وتوضا وضوئه للصلوة.

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) نظرِ طحاوی

قال ابو جعفر فهذا وجه هذا الباب من طریق تصحیح معانی الآثار فقد... من البدن غیر التطهر للصلوة.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں یہ اسی باب کے معنی آثار کی تصحیح کے اعتبار سے بیان تھا اس سے وہ بات ثابت ہوئی جس کا ہم نے ذکر کیا۔ غور و فکر اور اجتہاد کے طریقے پر اس کا بیان یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں مذی کا نکلنا حدث ہے، بس ہم نے چاہا کہ دیکھیں احداث کے نکلنے کے صورت میں کیا واجب ہوتا ہے، تو بول و براز کے نکلنے کی صورت میں بدن کے اس حصے کو دھونا واجب ہے جہاں وہ (نجاست) لگی اس کے علاوہ کچھ بھی واجب نہیں۔ البتہ یہ کہ وہ نماز کیلئے طہارت حاصل کرے اس طرح خون کا نکلنا ہے جس جگہ سے بھی نکلے ان لوگوں کے نزدیک جو اس کو حدث قرار دیتے ہیں تو قیاس کا تقاضہ ہے کہ چونکہ مذی کا نکلنا بھی حدث ہے لہٰذا اس میں بھی بدن کا اتنا حصہ دھونا واجب ہو جس کو یہ لگی ہے۔ البتہ نماز کیلئے وضو کرنا ضروری ہے تو ہمارا موقف قیاس کے طریقے پر بھی ثابت ہوگیا۔ امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا یہی قول ہے۔ (نخب الافکار ۱؍۳۰۳)

❁❁❁❁❁❁

باب حکم المنی هل هو طاهر أم نجس

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ بیان کیا جارہا ہے، اصل بحث اس کے بعد شروع ہوگی۔

انسان کی منی کا حکم

شافعیہؒ وحنابلہؒ وظاہریہؒ کے نزدیک انسان کی منی پاک ہے ان کے نزدیک ناک کے رینٹ کے حکم میں ہے (معارف ۱/۳۸۵) (۲) حنفیہؒ ومالکیہؒ کے نزدیک انسان کی منی ناپاک ہے (طحاوی شریف ۱/۳۹)

اگر منی کپڑے کو لگ جائے تو؟

(۱) فریق اول کے نزدیک اس کو نظافت کیلئے دھوئیں گے نجاست کی وجہ سے نہیں کیونکہ یہ پاک ہے (۲) اور فریق ثانی کے نزدیک نجاست کی وجہ سے اس کا دھونا ضروری ہے۔ مالکیہؒ کے نزدیک چھینٹوں پر بھی اکتفاء کیا جا سکتا ہے۔ احنافؒ کے نزدیک یابس ہے تو فرک اور اگر رطب ہے تو دھونا ضروری ہے (طحاوی ۱/۳۹ معارف ۱/۳۸۲)

دلائل فریق اول

(۱) حدیث ابن عباس "سئل النبی ﷺ عن المنی یصیب الثوب قال انما هو بمنزلة المخاط أو البزاق انما یکفیك ان تمسحه...."

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا رفع وہم ہے۔ (معارف ۱/۳۸۵)

(۲) فقالت عائشة رضی الله عنها لقد رایتنی وما ازید علی ان افرکه من ثوب رسول الله ﷺ (طحاوی ۱/۳۸)

جواب: کپڑے دو قسم کے تھے ایک "صلوۃ" کے لئے اور ایک "نوم" کیلئے" سونے کے کپڑے سے منی کا کھرچنا ثابت ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں سونا جائز ہے۔ (طحاوی شریف ۱/۳۹)

نوٹ: صاحب عونؒ نے امام شافعیؒ کا مسلک "لا یجزئی الا الغسل" لکھا ہے البتہ امام احمدؒ کے نزدیک صرف نضح (چھینٹے مارنے) کا لکھا ہے۔ (عون ۱/۲۴۸)

مالکیہؒ واحنافؒ کے دلائل

(۱) عن ابی هریرة ﷺ قال فی المنی یصیب الثوب "ان رایته فاغسله والا فاغسل الثوب كله (طحاوی ۱/۱۱: ۱) (۲) سئل انس ابن مالك ﷺ عن قطیفة اصابتها جنابة لا یدری این موضعها قال اغسلها (اعلاء السنن ۳۷۶) (۳) حدیث عائشه رضی الله عنها "كنت افرك المنی من ثوب رسول الله ﷺ اذا كان یابسا واغسله اذا كان رطبا (معارف ۱/۳۸۲)

احنافؒ کی وجوہ ترجیح منی کے نجس ہونے پر

(۱) "مؤید بالاحادیث والآیات" احناف کا مسلک گیارہ احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے کہ منی نجس ہے اور قرآن کی روآیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں

(۲) قرینِ قیاس: عقل وقیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ منی نجس ہونی چاہئے کیونکہ جب مذی اور ودی نجس ہے اور ان سے وضو واجب ہوتا ہے۔ تو منی کو تو بطریق اولیٰ نجس ہونا چاہئے کیونکہ اس سے وضو کے ساتھ غسل بھی واجب ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

اجمالی خلاصہ...... یہ باب آٹھ حصوں پر مشتمل ہوگا:

(۱) فریق اول یعنی شافعیہؒ اور حنابلہؒ کے دلائل (۲) پہلے احنافؒ ومالکیہؒ کے دلائل بیان کیے جائیں گے (۳) منی کھرچنے والا عمل کس کپڑوں میں؟ (۴) شوافعؒ وحنابلہ کا حنفیہؒ ومالکیہؒ کے خلاف استدلال (۵) امام طحاویؒ کا فیصلہ کن تبصرہ (۶) کیا منی کے پاک ہونے کے متعلق کوئی دلیل ہے؟ (۷) صحابہ کرام ﷺ کا منی کی پاکی وناپاکی پر اختلاف (۸) اور آخر میں نظر طحاویؒ اور اختلاف کا نتیجہ ذکر کیا جائے گا۔

(پہلا حصہ) فریق اول یعنی شافعیہؒ اور حنابلہؒ کے دلائل:

پہلی دلیل: حدثنا ابن مرزوق... وهو يغسل اثر الجنابة من ثوبه او يغسل... افركه من ثوب رسول الله ﷺ.

مفہوم: حضرت ہمام بن حارث ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ ؓ کے گھر ان کو احتلام ہوا۔ منی پاک کرتے ہوئے حضرت عائشہ ؓ صدیقہ کی لونڈی نے دیکھا تو آپ سے کہہ ڈالا۔ فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے کپڑے سے منی کو کھرچ کر صاف کرتی تھی۔

دوسری دلیل: حدثنا ابو بكرة... فذكر باسناده مثله. **تیسری دلیل:** حدثنا فهد... نحوه (نخب الافكار ۱/۳۰۶)

چوتھی دلیل: حدثنا ابو بكرة... فذكر نحوه. **پانچویں دلیل:** حدثنا فهد... فذكر مثله باسناده.

چھٹی دلیل: حدثنا ابن ابى داؤد... مثله. **ساتویں دلیل:** حدثنا فهد... مثله.

آٹھویں دلیل: حدثنا ابو بكرة... مثله غير انه قال لقد رايتني وما ازيد على ان احته من الثوب فاذا جف دلكته.

نویں دلیل: حدثنا ابن ابى داؤد... انا اغسل جنابة من ثوبى فقالت لقد... هكذا تعنى يفركه. **دسویں دلیل:** حدثنا ابن ابى داؤد... كنت افركه من ثوب رسول الله ﷺ تعنى المنى. **گیارہویں دلیل:** حدثنا ابن ابى داؤد... مثله.

بارہویں دلیل: حدثنا ابن ابى داؤد... كنت افرك المنى من مرط رسول الله ﷺ وكانت مروطنا يومئذ الصوف.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ سید الرسل ﷺ کے اون کے چادرے میں منی کھرچ کر صاف کرتی تھی۔

تیرہویں دلیل: حدثنا احمد... كنت افرك المنى من ثوب رسول الله ﷺ... اذا كان رطبا شك الحميدى.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا کہ میں سرور کونین ﷺ کے کپڑے سے خشک منی کھرچتی اور تر منی کو دھوتی تھی یا پونچھ دیتی تھی۔

چودھویں دلیل: حدثنا ابن ابى داؤد... كنت افرك المنى من ثوب رسول الله ﷺ (نخب الافكار ۱/۳۱۰)

قال ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوى رحمه الله فذهب ذاهبون الى ان... واحتجوا فى ذلك بهذه الآثار.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ منی کو پاک کہتے ہیں حتی کہ منی پانی میں گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ اور اس کا حکم رینٹھ جیسا ہے۔ وہ ان مذکورہ بالا روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) احناف ؒ و مالکیہ ؒ کے دلائل

وخالفهم في ذلك اخرون فقالوا بل هو نجس وقالوا لا حجة لكم... نخالف شيئامما روي في ذلك عن النبي ﷺ.

مفہوم: بعض حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے منی کو ناپاک کہا ہے۔ اوران کے مذکورہ روایات کورد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ روایات رات کے کپڑوں کے متعلق ہے۔ لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ رات کے کپڑوں پر اگر خون یا اور کوئی نجاست ہو تو اس کو پہن کر سونے میں کوئی قباحت نہیں ہے، ہاں نماز اس میں جائز نہ ہوگی۔ تو منی بھی خون وغیرہ کی طرح ہوگا۔ اگر ناپاک کپڑوں میں سونا جائز نہ ہوتا تب یہ ہمارے خلاف دلیل بن سکتی تھی۔ جب کپڑوں میں سونا جائز ہے اور ہم حدیث کی موافق ہیں اور ہمارا موقف اس میں نماز پڑھنے کے بارے میں ہے کہ اس میں نماز جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ہم پر حدیث کی مخالفت کا الزام لگانا درست نہ ہوگا (نخب الافکار ۱/۳۶۲)

وقد جاء عن عائشة ؓ فيما كانت تفعل بثوب رسول الله ﷺ الذي كان يصلي فيه اذا اصاب المني.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ حضور اکرم ﷺ کے کپڑے پر منی لگنے سے اس کے ساتھ کیا عمل کرتی تھی اس بارے میں آئندہ روایات دیکھئے۔

پہلی دلیل: ماحدثنا يونس... كنت اغسل المني من ثوب رسول الله ﷺ... وان بقع الماء لفي ثوبه.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں سید الرسل ﷺ کے کپڑے کو منی لگنے سے اس کو دھوتی تھی۔ اور سرکار دو عالم ﷺ پانی کے اثرات ہوتے ہوئے اس میں نماز پڑھنے کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔

دوسری دلیل: حدثنا ابو بشر الرقي... فذكر باسناده نحوه. تیسری دلیل: حدثنا علي... فذكر باسناده مثله.

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) منی کھرچنے والا عمل کس کپڑوں میں؟

قال ابو جعفر فهكذا كانت عائشة تفعل بثوب النبي الذي... الذي كان لا يصلي فيه.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ ؓ سید الرسل ﷺ کے کپڑے پر منی لگنے سے اس کو دھوتی تھی۔ اور کھرچنے والا عمل اس کپڑوں میں کرتی تھی جس میں نماز نہ پڑھنی ہوتی تھی۔ (نخب الافکار ۱/۳۶۲)

حضرت ام حبیبہ ؓ کی وضاحت

وقد وافق ذلك ما روي عن ام حبيبة... هل كان النبي يصلي في الثوب الذي يضاجعك فيه فقالت نعم اذالم يصبه اذى.

مفہوم: حضرت معاویہ بن ابوسفیان ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ ؓ سے دریافت کیا کہ سید الرسل ﷺ ہمبستری والے کپڑوں میں نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ اگر نجاست نہ پہنچی تو اسی میں پڑھتے تھے۔

حدثنا يونس... فذكر باسناده مثله.

حضرت عائشہ ؓ کی کھلی وضاحت

وقد روي عن عائشة ايضا... حدثنا ابن ابي داؤد... كان رسول الله لا يصلي في لحف نسائه.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن شقیق ؒ، حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ سرور کونین ﷺ ہمبستری

والے کپڑوں میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

حدثنا فهد...مثله غير انه قال في لحفنا.

امام طحاویؒ کا لباس مبارک کے متعلق جائزہ

قال ابو جعفر فثبت ماذكرنا...ثوب النوم لافي ثوب الصلوة.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ مذکورہ تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جس لباس مبارک میں آرام فرماتے تھے اس پر نجاست لگنے کے بعد اس میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پھر یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اسودؒ اور ہمامؒ کی روایت سونے والے لباس کے متعلق ہے نہ کہ نماز کے لباس کے متعلق۔ (نخب الافکار ۱/۳۲۶)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) شوافعؒ وحنابلہؒ کا حنفیہؒ و مالکیہؒ کے خلاف استدلال

فكان من الحجة لاهل القول الاول على اهل القول الثاني في ذلك.

مفہوم: یہ اگلی روایات قول اول (شوافعؒ اور حنابلہؒ) کی طرف سے قول ثانی (حنفیہؒ و مالکیہؒ) کے خلاف مستدلات ہیں مثلاً۔

ما حدثنا علي...كنت افرك المني من ثوب رسول الله ﷺ...ثم يصلي فيه و لا يغسله.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے کپڑوں پر لگی ہوئی خشک منی کھرچ دیتی تھی۔ پھر سیدالکونین ﷺ اس کو دھوئے بغیر اس میں نماز پڑھتے تھے۔

حدثنافهد...مثله. حدثنامحمد...كنت افركه من ثوب رسول الله ﷺ ثم يصلي فيه.

حدثناربيع ...مثله. حدثنا نصر...مثله.

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصّہ) امام طحاویؒ کا فیصلہ کن تبصرہ

قالوا ففي هذه الآثار انها كانت تفرك المني من ثوب الصلوة كما تفركه من ثوب النوم.

مفہوم: ان حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رات کے لباس کی طرح نماز کے لباس سے بھی منی کھرچتی تھی۔ (نخب الافکار ۱/۳۲۶)

قال ابو جعفر وليس في هذا عندنادليل على طهارته فقد يجوز ان يكون...فيما اصاب النعل من الاذى.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات سے ان کا استدلال کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ دھونے سے کپڑا پاک ہوجاتا ہو لیکن منی بذات خود پھر بھی ناپاک ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے جوتے پر لگنے والی نجاست کے بارے میں روایات ہیں مثلاً۔

حدثنا فهد...اذا وطي احدكم الاذى بخفه او بنعله فطهورهما التراب.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا کہ موزے یا جوتے پر لگنے والی نجاست کو مٹی زائل کر دیتی ہے۔

(چھٹا حصہ) کیا منی کے پاک ہونے کے متعلق کوئی دلیل ہے؟

قال ابو جعفر فكان ذلك التراب يجزيء من غسلهما وليس في ذلك دليل علي... اطاهر هو ام نجس.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں ذات نجاست کے پاک ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور منی کے بارے میں بھی ان کا موقف یہ ہے کہ یہ بذات خود تو ناپاک ہے لیکن کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہو۔ یہ نجاست کی طرح ہے کہ نجاست خود تو ناپاک ہے لیکن اگر جوتے کو لگ جائے تو اس کو زائل کرنے سے جوتا پاک ہو جاتا ہے۔ اور ان مذکورہ روایات سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ خشک منی کو کھرچنا دھونے کے قائم مقام ہے۔ یہاں منی کی ذات کے پاک یا ناپاک ہونے کے متعلق کوئی دلیل نہیں ہے (نخب الافکار ۱/۳۲۲)

احنافؒ و مالکیہؒ کا موقف

فذهب ذاهب الي انه قد روي عن عائشة رضي الله عنها ما يدل... نجسا وذكر في ذلك.

مفہوم: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایسی روایات مروی ہے جو منی کے ناپاک ہونے پر دال ہیں۔

احنافؒ و مالکیہؒ کی تائیدی روایات

حدثنا ابن ابي داؤد... اذا اصاب الثوب اذا رايته فاغسله وان لم تره فانضحه.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کپڑے کو منی لگ جائے، اگر وہ مرئی ہو تو اس کو دھو لو اور غیر مرئی ہو تو پانی چھڑک لو۔

حدثنا ابو بكرة... فذكر باسناده مثله. حدثنا سليمن... مثله.

حدثنا ابن مرزوق... فهذا قد دل علي نجاسته عندها.

مفہوم: گزشتہ روایت کی طرح ہے اس میں حضرت شعبہؒ نے فرمایا کہ یہ روایات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک منی کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

قيل له ما في ذلك دليل علي ما ذكرت لانه لو كان حكمه عندها حكم... عندها بخلاف سائر النجاسات.

مفہوم: ان سے پوچھا گیا جو کچھ آپ نے بیان اس حدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں اس لئے کہ اگر ان کے نزدیک اس کا حکم باقی تمام نجاستوں مثلاً بول و براز، پیشاب اور خون جیسا ہوتا تو آپ پورے کپڑے کو دھونے کا حکم فرماتیں جب اس کی جگہ معلوم نہ ہوتی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر کپڑے میں پیشاب لگ جائے اور اس کی جگہ پوشیدہ ہو تو محض پانی بہانے (چھینٹے مارنے) سے وہ پاک نہیں ہوتا بلکہ پورے کپڑے کو دھونا ضروری ہے حتی کہ نجاست سے اس کا پاک ہونا معلوم ہو جائے پس جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک منی کا حکم یہ ہے کہ جب کپڑے میں اس کی جگہ معلوم نہ ہو تو چھینٹے ماریں جائیں تو اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک اس کا حکم دیگر نجاستوں کے خلاف ہے (نخب الافکار ۱/۳۲۸)

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا منی کی پاکی وناپاکی پر اختلاف

وقد اختلف اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك فروي عنهم في ذلك.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے عمل میں دونوں احتمال ہیں

حدثنا صالح... انه کان یفرك الجنابة من ثوبه... لالانه عنده طاهر.

مفہوم: حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ منی کو کپڑے سے کھرچتے تھے۔

اس میں دو احتمالات ہیں ایک تو یہ کہ منی ان کے نزدیک پاک ہے۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے منی کو دوسرے نجاستوں پر قیاس کیا تو اس صورت میں منی کا بذات خود پاک ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ (نخب الافکار ۱/۳۲۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے منی ناپاک معلوم ہوتی ہے

حدثنا یونس... وقد کاد ان یصبح فلم یجد ماء فی الرکب فرکب... ما رایت و انضح مالم اره.

مفہوم: حضرت یحیٰ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا جس میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رات کو پانی کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو احتلام ہوگیا، ساتھیوں کے پاس پانی نہیں تھا۔ پانی کے میسر ہوتے ہی آپ نے اس کو دھویا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے منی لگے ہوئے کپڑے کو پھینکنے کا مشورہ دیا کہ ہمارے پاس اور کپڑے ہیں۔ فرمایا کہ میں دکھائی دینے والی نجاست کو دھوؤں گا اور نہ دکھائی دینے والے پر پانی کے چھینٹے ماروں گا۔ (نخب الافکار ۱/۳۲۹)

حدثنا یونس... فقد احتلم ولم یغتسل فقال والله ما ارانی... ما رای فی ثوبه و نضح مالم یره.

فاما ما روی یحیی بن عبدالرحمن عن عمر فهو یدل علی ان عمر فعل مالا بد له... و یقول هذا البلل من الماء.

مفہوم: حضرت یحیٰ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ والی روایت کو وقت کی تنگی پر محمول کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت جو کچھ ضروری سمجھا وہ کرلیا۔ اور باقی ساتھیوں نے اس کا کوئی انکار نہیں کیا، یہ بات دال ہے کہ ان لوگوں نے آپ کی اتباع کی۔ اور آپ کا چھینٹے مارنا شک کو دور کرنے کیلئے تھا، تاکہ منی ہونے کا شک نہ رہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فتویٰ سے منی ناپاک معلوم ہوتی ہے

حدثنا ابو بکرة... ان رایته فاغسله والا فاغسل الثوب کله فهذا... کان یراه نجسا.

مفہوم: حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر منی کپڑے پر لگنے کے بعد دکھائی دے تو اس کو دھولو ورنہ سارے کپڑے کو دھولو۔ یہ روایت منی کے ناپاک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ (نخب الافکار ۱/۳۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتویٰ سے منی پاک معلوم ہوتی ہے

حدثنا حسین... قال امسحوا باذخر.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منی کو گھاس سے رگڑ لو۔ اس فتوی سے منی کا پاک ہونا معلوم ہوتا ہے۔

فهذا یدل علی انه قد کان یراه طاهرا.

مفہوم: یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک منی پاک ہے۔

حدثنا سلیمن... نحوه.

حضرت ابن عمر ﷺ کے عمل وفرمان میں دونوں احتمال ہیں

حدثنا ابو بكرة... قال انضحه بالماء.

مفہوم: حضرت جبلہ بن سحیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ﷺ نے منی پر چھینٹے مارنے کا فرمایا ہے۔

فقد يجوز ان يكون اراد بالنضح الغسل لان النضح قد يسمى غسلا... ان يكون ابن عمر اراد غير ذلك.

مفہوم: اس میں چھینٹے مارنے سے مراد دھونا ہے کیونکہ نضح بمعنی غسل کے ہے۔ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ سمندر جس کے کنارے سے ٹکراتا ہو میں ایسے شہر کو بھی جانتا ہوں یہاں نضح کا معنی موج کے ہے اور اس سے مراد دھلنا بالکل واضح ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابن عمر ﷺ کو اس سے کچھ اور مراد ہو۔ (نخب الافکار ۱/۳۳۱)

حضرت جابر ﷺ کے فتویٰ سے منی ناپاک معلوم ہوتی ہے

حدثنا ابو بكرة... صل فيه الا ان ترى فيه شيئا فتغسله ولا تنضحه فان النضح لا يزيده الا شرا.

مفہوم: حضرت عبدالملک بن عمیرؒ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت جابر ﷺ سے اس کپڑے میں نماز کے متعلق دریافت کیا جس میں وہ اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ فرمایا کہ اس میں نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اگر اس کو منی لگ جائے تو اس کو دھولے، چھینٹے نہ مارے کیونکہ ایسا کرنے سے خرابی بڑھتی ہے۔

حضرت انس ﷺ کے فتویٰ سے بھی منی ناپاک معلوم ہوتی ہے

حدثنا ابو بكرة... لا يدرى اين موضعها قال اغسلها.

مفہوم: حضرت عبدالکریمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ﷺ سے کسی نے اس چادر کے متعلق پوچھا جس پر منی لگ جائے اور اس کی جگہ معلوم نہ ہو تو انہوں نے اس کو دھونے کا حکم دیا۔ (نخب الافکار ۱/۳۳۲)

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) نظرِ طحاویؒ اور اختلاف کا نتیجہ

قال ابو جعفر فلما اختلف فيه هذا الاختلاف ولم يكن فيما روينا... ماروى فى ذلك عن النبى ﷺ (نخب الافکار ۱/۳۳٤)

مفہوم: قال ابو جعفر طحاویؒ نے فرمایا جب اس مسئلے میں یہ اختلاف ہے اور جو کچھ ہم نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا اس میں اس کے حکم پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ کیا ہے تو ہم نے قیاس کے طریقے پر اس کا اعتبار کیا ہم نے منی کا نکلنا سب سے زیادہ غلیظ حدث پایا، کیونکہ وہ سب سے بڑی طہارت کو واجب کرتا ہے، تو ہم نے چاہا کہ ان اشیاء کا حکم دیکھیں جن کا نکلنا حدث ہے تو دیکھا کہ بول وبراز کا نکلنا حدث ہے، اور وہ ذاتی طور پر ناپاک ہیں۔ اسی طرح حیض اور استحاضہ حدث ہیں اور وہ ذاتی طور پر ناپاک ہیں۔ رگوں کے خون کے بارے میں بھی قیاس یہی ہے۔ پس جب ہمارے اس بیان سے ثابت ہوا کہ ہر وہ چیز جس کا نکلنا حدث ہے وہ ذاتی طور پر ناپاک ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ منی کا نکلنا حدث ہے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ ذاتی طور پر ناپاک ہے، اس میں قیاس یہی ہے، البتہ یہ کہ اس کے خشک ہونے کی صورت میں ہم سید الکونین ﷺ کی احادیث کی روشنی میں اس کے جواز پر عمل کرتے ہیں۔

باب الذی یجامع ولا ینزل

اجمالی خلاصہ…… یہ باب گیارہ حصوں پر مشتمل ہوگا۔
(۱) اول حصے میں مذاہب فقہاءؒ اور فریق اول کے دلائل ذکر ہوں گے (۲) فریق ثانی کے دلائل (۳) فریق اول کے دلائل کے جوابات اور مزید تائیدی روایات (۴) "الماء من الماء" کا مطلب اور وضاحت (۵) صحابہ کرام ؓ کے اپنے فتاویٰ کے خلاف احادیث و اقوال (۶) اختلاف کا نتیجہ (۷) صحابہ کرام ؓ کا اجماع و اتفاق (۸) التقاء ختانین میں غسل کے وجوب پر مزید دلائل (۹) نظر طحاویؒ (۱۰) ائمہ اربعہؒ کا قیاس (۱۱) آخر میں حضرت عمر ؓ کا استدلال اور امام طحاویؒ کا تدبر۔

(پہلا حصہ) مذاہب فقہاءؒ

(۱) بعض تابعینؒ اور ظاہریہؒ کے نزدیک صرف التقاء ختانین سے غسل واجب نہیں ہوتا، انزال اگر نہ ہو تو (۲) ائمہ اربعہؒ اور جمہورؒ کے نزدیک اگر انزال نہ بھی ہو تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے التقاء ختانین پر۔

فریقِ اول کے دلائل

پہلی دلیل: حدثنا یزید… عن الرجل یجامع فلا ینزل قال لیس علیه الا… انه سال ابا ایوب فقال ذلک.

مفہوم: حضرت زید بن خالد جہنی ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان ؓ سے دریافت کیا کہ کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اس پر طہارت حاصل کرنا لازم نہیں ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ بات انہوں نے سرورِ کونین ﷺ سے سنی ہے۔

حدثنا یزید… مثله غیر انه لم یذکر علیا و سوال عروة ابا ایوب.

دوسری دلیل: حدثنا فهد… ثم یکسل قال لیس علیه غسل فاتیت الزبیر بن العوام… مثل ذلک عن النبی ﷺ.

مفہوم: اس روایت میں حضرت عثمان ؓ نے ان کو جواب میں فرمایا کہ اس پر غسل نہیں ہے۔ حضرت زبیر بن عوام ؓ اور ابی بن کعب ؓ سے بھی پوچھنے پر دونوں حضرات نے ایسا ہی جواب دیا۔

تیسری دلیل: حدثنا یزید… لیس فی الاکسال الا الطهور.

مفہوم: حضرت ابو ایوب انصاری ؓ، حضرت ابی بن کعب ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے شہوت ٹوٹنے پر غسل کو واجب قرار فرمایا ہے۔

چوتھی دلیل: حدثنا حسین… یغسل ما اصابه و یتوضا وضوءه للصلوة.

مفہوم: حضرت ابی بن کعب ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورِ کونین ﷺ سے بغیر انزال کے جماع کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اگر نجاست لگے تو اس کو دھو لے اور وضو کر لے۔

پانچویں دلیل: حدثنا ابو بکرة… انزلوا الامر کما تقولون الماء من الماء… مما قضی الله و رسوله.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے انصار بھائیوں سے کہا تم اپنے فیصلے پر قائم رہو کہ غسل، انزال کی

صورت میں ہوتا ہے تمہارا کیا خیال ہے میں غسل کروں؟ انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! یہاں تک کہ آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بارے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

چھٹی دلیل: حدثنا یزید... فخرج الیه وراسه یقطر ماء قال لعلنا اعجلناك... فقد مائك فعلیك الوضوء.

مفہوم: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ایک انصاری کو بلایا جبکہ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ فرمایا کہ لگتا ہے ہم نے بلانے میں جلدی کی۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ جب جلدی ہو اور پانی نہ ملے تو اس صورت میں وضو کر لیا کرو۔

ساتویں دلیل: حدثنا احمد... الماء من الماء.

مفہوم: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ غسل منی کے نکلنے سے ہے۔

آٹھویں دلیل: حدثنا ابو بکرة... مثله.

نویں دلیل: حدثنا یزید... ما حبسك قال کنت اصبت من اهلی فقمنا... والعسل علی من انزل.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک انصاری کو بلایا تو وہ جلدی نہ آیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ کیوں دیر کردی؟ فرمایا کہ صرف غسل جنابت کیا اور کچھ نہیں کیا۔ فرمایا کہ غسل انزال کی صورت میں واجب ہوتا ہے۔

قال ابو جعفر... من وطئ فی الفرج فلم ینزل فلیس علیه غسل واحتجوا فی ذلك بهذه الآثار.

مفہوم: بعض حضرات کا موقف ہے کہ انزال نہ ہونے کی صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا۔ انہوں نے مندرجہ بالا روایات سے استدلال کیا۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) فریقِ ثانی یعنی ائمہ اربعہؒ کے دلائل

وخالفهم فی ذلك آخرون فقالوا علیه الغسل وان لم ینزل.

مفہوم: جمہورؒ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے بغیر انزال کے بھی غسل کو واجب قرار دیتے ہیں۔

واحتجوا فی ذلك.

وجوبِ غسل کی پہلی دلیل

پہلی دلیل: حدثنا محمد... سئلت عن الرجل یجامع فلا ینزل فقالت فعلته انا ورسول الله فاغتسلنا منه جمیعا.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن قاسمؒ اپنے والد کے توسط سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں (میرے والد صاحب) نے ان سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص بغیر انزال کے جماع کرلے تو اس پر کیا ہے؟ فرمایا کہ میں اور سید الرسل ﷺ ایسا کرتے تھے اور دونوں ایک ساتھ غسل کیا کرتے تھے۔ (کتب الآثار ۱/۲۲۲)

شرم گاہ کے ملنے پر غسل واجب ہوتا ہے

دوسری دلیل: حدثنا محمد... قالت کان رسول الله ﷺ اذا التقی الختانان اغتسل.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ شرم گاہ ملنے سے سید الکونین ﷺ غسل فرماتے تھے۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا کا جواب کہ غسل واجب ہے

تیسری دلیل: حدثنا ربیع... اذا التقی الختانان ایجب الغسل فقالت کان رسول اللہ اذا التقی الختانان اغتسل۔

مفہوم: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان شرم گاہوں کے ملنے کا ذکر ہوا کہ کیا اس سے غسل واجب ہوتا ہے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اس میں غسل کو واجب فرمایا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۳۴۶)

چوتھی دلیل: حدثنا ابن خزیمة... فذکر باسنادہ مثلہ.

پانچویں دلیل: حدثنا یونس... فقال رسول اللہ ﷺ انی لافعل ذلک انا وھذہ ثم نغتسل.

قالوا فھذہ الآثار تخبر عن رسول اللہ ﷺ انہ کان یغتسل اذا جامع وان لم ینزل.

مفہوم: ان فقہاء کرامؒ نے فرمایا کہ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سید الکونین ﷺ جماع کے بعد غسل کرتے تھے چاہے انزال ہو یا نہ ہو۔

فقیل لھم ھذہ الآثار انما تخبر عن فعل رسول اللہ ﷺ... والآثار الاول تخبر عما یجب و مالا یجب اولی.

مفہوم: ان سے کہا جائے گا کہ ہوسکتا ہے نبی کریم ﷺ حصول فضیلت کے لئے عمل کرتے ہوں اور یہ ان پر غیر لازم ہو، البتہ باب کے شروع روایات میں تصریح ہو چکی ہے کہ غسل کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے اور کن صورتوں میں واجب نہیں ہوتا۔ لہٰذا اسی پر عمل کرنا زیادہ بہتر واولیٰ ہوگا۔ (نخب الافکار ۱/۳۴۸)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) فریقِ اول کے دلائل کے جوابات

فکان من الحجة... الماء من الماء... لاغسل علی من اکسل حتی ینزل... الاولی.

مفہوم: قائلین قولِ ثانی پہلے قول کے قائلین کے خلاف یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ پہلی فصل میں بیان کی جانے والی روایات کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم انزال کے بعد غسل کے وجوب کی۔ دوسری قسم سستی ہو جانے کے بعد غسل کے عدمِ وجوب کی۔ اور "الماء من الماء" کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے حضور اکرم ﷺ کی مراد یہ نہیں ہے۔ جس پر قائلین قولِ اول محمول کرتے ہیں کہ غسل صرف منی کے نکلنے پر موقوف ہے لہٰذا التقائے ختانین کے بعد اگر انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مسلک کی تصریح

حدثنا فھد... الماء من الماء انما ذلک فی الاحتلام اذا رای انہ یجامع ثم لم ینزل فلاغسل علیہ.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "الماء من الماء" یہ احتلام کی صورت میں ہے کہ جب وہ اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

فهذا ابن عباس... لاغسل عليه في ذلك حتى يكون الماء فانه قد روى عن النبي خلاف ذلك.

مفہوم: حضرت ابن عباس ﷺ اور قولِ اول کے قائلین کے درمیان تضاد ہے اسلئے کہ حضرت ابن عباس ﷺ نے اس حدیث کا مطلب ان کے موافق بیان نہیں کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ ﷺ کا فتویٰ

ابن مرزوق... اذا قعد بين شعبها الاربع ثم اجتهد فقد وجب الغسل.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ عورت کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ کر محنت کرنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے (نخب الافکار ۱/۳۴۸)

حدثنا محمد... فذكر باسناده مثله. حدثنا فهد... عن ابي هريرة عن النبي ﷺ مثله.

وجوبِ غسل کی مزید تائیدی روایات

حدثنا فهد... اذا قعد بين شعبها الاربع ثم الزق الختان الختان فقد وجب الغسل.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ شرمگاہ ملنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے (نخب الافکار ۱/۳۵۱)

حدثنا احمد... اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل.

متضاد روایات سے استدلال درست نہیں

قال ابو جعفر فهذه الآثار تضاد الآثار الاول وليس في شيء من ذلك دليل على الناسخ من ذلك ما هو فنظرنا في ذلك.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایات پہلی روایات کے خلاف تو ہے لیکن ان کیلئے ناسخ نہیں ہے۔ اس بارے میں ہم غور کرتے ہیں۔ (نخب الافکار ۱/۳۵۲)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) "الماء من الماء" کا مطلب

فاذا علي بن شيبة قد حدثنا قال ثنا الحماني... في اول الاسلام فلما احكم الله الامر نهي عنه.

مفہوم: حضرت سہیل بن سعد ﷺ، حضرت ابی بن کعب ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں "الماء من الماء" کو ابتدائے اسلام پر محمول کرتے ہیں بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس سے روک دیا۔

یہ عمل اوائلِ اسلام میں نافذ تھا

حدثنا احمد... جعل الماء من الماء رخصة في اول الاسلام ثم نهى عن ذلك وامر بالغسل (نخب الافکار ۱/۳۵۲)

مفہوم: حضرت ابی بن کعب انصاری ﷺ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نے اسلام کے شروع میں انزال کی صورت میں غسل کی اجازت فرمائی پھر اس سے منع کردیا گیا اور غسل کا حکم دیا گیا۔

حدثنا يزيد... ثم ذكر مثله.

''الماء من الماء'' منسوخ روایت ہے

قال ابو جعفر فهذا ابی یخبر ان هذا هو الناسخ لقوله الماء من الماء.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب ؓ اس حدیث کو "الماء من الماء" کیلئے ناسخ قرار دیتے ہیں۔ (نخب الافکار ۱/۳۵۴)

وقد روی عنه بعد ذلك من قوله ما يدل على هذا ايضا.

مفہوم: ان سے مروی مزید احادیث ہیں جو اس کی ناسخیت ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

حضرت زید بن ثابت ؓ کا فتویٰ

حدثنا علی... كان لا يرى فيه الغسل.. .قد نزع عن ذلك قبل ان يموت.

مفہوم: حضرت محمود بن لبیدؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت ؓ سے پوچھا کہ اگر کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اس پر غسل واجب ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب ؓ اس میں غسل کو واجب نہیں کہتے تھے۔ فرمایا کہ موت سے پہلے انہوں نے اپنی اس بات سے رجوع کر لیا تھا۔ (نخب الافکار ۱/۳۵۴)

حدثنا يونس... فذكر باسناده مثله.

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) حضرت کعب کے فتویٰ کے خلاف حدیث

قال ابو جعفر فهذا ابی قد قال هذا وقد روی عن النبی ﷺ خلاف ذلك فلا يجوز... ذلك عنده من رسول الله ﷺ.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب ؓ کی اس بات کے خلاف بھی سید الرسل ﷺ سے مروی ہے۔ چنانچہ جب تک اس کے ناسخ ہونے پر صریح حدیث موجود نہ ہو اس وقت تک اس کے خلاف عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت عثمان ؓ کا اپنے فتویٰ کے خلاف قول وفتویٰ

حدثنا يونس... اذا مس الختان الختان فقد وجب الغسل.

مفہوم: حضرت عثمان ؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتے ہیں کہ شرمگاہ کا شرمگاہ کے ساتھ ملنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۳۵۵)

فهذا عثمان ايضا يقول هذا وقد روی عن رسول الله ﷺ خلافه فلا يجوز هذا الا وقد ثبت النسخ عنده.

مفہوم: حضرت عثمان ؓ یہ فرماتے ہیں حالانکہ ان سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔ اگر ان کے نزدیک اس کا نسخ ثابت نہ ہوتا تو ان کے لئے یہ کہنا جائز ہی نہ ہوتا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ کا اپنے قول کے خلاف فتویٰ

حدثنا ابن مرزوق... اذا غابت المدورة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ غسل کو واجب کر دینے والی چیز کیا ہے؟ فرمایا کہ حشفہ کا غائب ہونا۔ (نخب الافکار ۱/۳۵۶)

وقد روی عن رسول اللہ ﷺ ما قد ذکرناہ عنہ فی هذا الباب ما یخالف ذلک فهذا ایضا دلیل علی نسخ ذلک.

مفہوم: جب ان سے اس کے خلاف بھی مروی ہے تو یہ اس کے نسخ پر دلالت کرتا ہے۔

سعید بن المسیبؒ کی وضاحت

حدثنا فهد... کان رجال من الانصار یفتون ان الرجل اذا جامع... لا یتابعونهم علی ذلک.

مفہوم: سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ بعض انصار کا فتویٰ تھا کہ بغیر انزال کے جماع کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ مہاجرین اس بات میں ان کی موافقت نہیں کرتے تھے (نخب الافکار ۱/۳۵۷)

☆☆☆☆☆

(چھٹا حصہ) اختلاف کا نتیجہ

فهذا دلیل علی نسخ ذلک ایضا لان عثمان والزبیر هما من المهاجرین وقد سمعا... رجوعهم ایضا الی قوله.

مفہوم: یہ بھی اس کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مہاجرین میں سے تھے اور ان دونوں نے سید الکونین ﷺ سے وہ بات سنی ہے جو ہم نے ان سے اس باب کے شروع میں روایت کی ہے پھر انہوں نے اس کے خلاف قول کیا پس یہ ان سے ہرگز جائز نہ ہوتی اگر ان دونوں کے نزدیک نسخ ثابت نہ ہوتا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ مسئلہ رکھا تو ان کے نزدیک ثابت نہ ہوا لہٰذا انہوں نے لوگوں کو اس کے علاوہ کی ترغیب دیتے ہوئے غسل کا حکم فرمایا اور اس سلسلے میں ان پر کسی ایک نے بھی اعتراض نہ کیا بلکہ سب نے تسلیم کر لیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان سب نے اسی بات کی طرف رجوع کر لیا (یعنی غسل واجب ہے)

حدثنا صالح... فلم ینزل الا ان یغسل فرجه ویتوضا وضوئه... ثم لم یغتسل الا جعلته نکالا.

مفہوم: حضرت عبید بن رفاعہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم زید بن ثابت کی مجلس میں تھے تو انزال کی صورت میں غسل پر ہماری گفتگو ہوئی حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کوئی انزال کے بغیر جماع کرے تو اس پر صرف اتنا لازم ہے کہ اپنی شرمگاہ دھوئے اور نماز کے وضو جیسا وضو کرے اہل مجلس میں سے ایک آدمی اٹھا اور اس نے آ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی آپ نے اس آدمی سے فرمایا تم خود جاؤ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو میرے پاس لے کر آؤ تا کہ تم اس پر گواہ رہو وہ گیا اور ان کو لے آیا اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے جن میں حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے نفس کے دشمن ہو یہ فتویٰ دیتے ہو، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کی قسم! میں نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ میں نے اپنے چچاؤں حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے سنی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ انہوں نے اس مسئلے میں اختلاف کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے بندو! تم اہل بدر بہترین لوگ ہو تمہارے بعد میں کس سے پوچھوں؟ حضرت علی نے فرمایا کسی کو نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کی طرف بھیجیں اگر ان کے پاس اس کے بارے میں کچھ ہوا تو وہ آپ کے سامنے ظاہر کر دیں گی۔ انہوں نے نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

کے پاس کسی کو بھیجا جس کے سوال پر انہوں نے فرمایا مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو انہوں نے فرمایا جب (مرد کی) شرمگاہ (عورت کی) شرمگاہ سے تجاوز کر جائے (یعنی داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو جاتا ہے اس وقت حضرت عمر نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوا کہ کسی نے ایسا کیا پھر غسل نہ کیا تو میں اسے عبرتناک سزا دوں گا۔

حدثنا ابن ابی داؤد... اذا جاوز الختان الختان فقد وجب... لا یغتسل الا انھکته عقوبة.

مفہوم: حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا اے امیر المومنین! حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ غسل جنابت کے بارے میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں جلد از جلد میرے پاس لائیں حضرت زید رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھ کر غسل جنابت کے بارے میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا امیر المومنین! اللہ کی قسم! میں اپنی رائے سے فتویٰ نہیں دیتا بلکہ میں نے اپنے چچاؤں سے جو کچھ سنا ہے پس وہی بات کہتا ہوں انہوں نے فرمایا تمہارے کون سے چچا؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بتایا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ نوجوان کیا کہتا ہے؟ میں نے عرض کیا ہم عہد رسالت میں ایسا کرتے تھے پھر غسل نہیں کرتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے اس بارے میں سید الکونین ﷺ سے کچھ پوچھا؟ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا لوگوں کو میرے پاس بلاؤ تو تمام نے اتفاق کیا کہ انزال کی صورت میں غسل ہے البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب شرمگاہ شرمگاہ سے مل جائے اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو غسل واجب ہو جاتا ہے انہوں نے کہا اے امیر المومنین! میں اس سلسلے میں سید الکونین ﷺ کے عمل کے بارے میں ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے زیادہ کسی کو علم والا نہیں پاتا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی بھیجا تو انہوں نے فرمایا مجھے علم نہیں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تو انہوں نے فرمایا جب شرمگاہ، شرمگاہ کو پار کر جائے تو غسل واجب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصہ میں آگئے اور فرمایا اگر مجھے کسی کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس نے ایسا کرنے کے بعد غسل نہیں کیا تو میں اسے سخت سزا دوں گا۔

حدثنا روح... اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل... الماء من الماء الا جعلته نکالا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عدی بن خیار سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس میں صحابہ کرام کا غسل جنابت کے بارے میں مذاکرہ ہوا بعض نے کہا جب شرمگاہ، شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے بعض نے کہا، انزال کی صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے پاس اختلاف کرتے ہو حالانکہ تم اہل بدر بہترین لوگ ہو تو تمہارے بعد والوں کا کیا حال ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین! اگر آپ یہ مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کسی کو ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے پاس بھیج کر پوچھ لیں چنانچہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا انہوں نے فرمایا جب شرمگاہ، شرمگاہ میں داخل ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں نے کسی سے سنا کہ صرف انزال کی صورت میں غسل واجب ہے تو میں اسے عبرتناک سزا دوں گا۔

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصّہ) صحابہ کرام ﷺ کا اتفاق اور اجماع

فھذا عمر قد حمل الناس علی ھذا بحضرۃ اصحاب رسول اللہ ﷺ فلم ینکر ذلک... و سائر اصحاب رسول اللہ ﷺ۔

مفہوم: یہ حضرت عمرؓ ہیں جن کی ترغیب کو صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے رد نہیں کیا۔ پھر حضرت رفاعہؓ کے قول "الماء من الماء" میں چونکہ دو احتمال پائے جاتے ہیں اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کو قبول نہ کیا۔ پہلا تو وہ احتمال جس کو بعض صحابہ کرامؓ نے اختیار کیا، دوسرا وہ جس کو حضرت ابن عباسؓ نے اختیار فرمایا اسلئے وہ حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے اپنی رائے کا ثبوت نہ دے سکے۔ اور حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرامؓ کی متفقہ رائے کو اختیار فرمایا (نخب الافکار ۱/۳۶۲)

☆☆☆☆☆

(آٹھواں حصّہ) غسل کے وجوب پر مزید دلائل

وقد روی عن آخرین منھم مایوافق ذلک ایضا۔

پہلی تائیدی روایت: حدثنا محمد... انہ ما اوجب علیہ الحد من الجلد والرجم... عثمان و علی رضی اللہ عنھم منھم۔

مفہوم: حضرت محمد بن علیؒ فرماتے ہیں کہ مہاجرین کا اتفاق تھا کہ کوڑے اور رجم تک پہنچانے والی چیز غسل کو واجب کر دیتی ہے۔ اور پہلے چار خلفاء مہاجرین میں سے ہیں۔

دوسری روایت: حدثنا یزید... اذا بلغت ذلک اغتسلت۔

مفہوم: حضرت ابراہیمؒ نے حضرت عبداللہؓ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا جو بغیر انزال کے جماع کرے۔ فرمایا کہ انزال تک پہنچنے پر غسل کرے۔ (نخب الافکار ۱/۳۶۳)

تیسری روایت: حدثنا یزید... مثلہ۔

چوتھی روایت: حدثنا یونس... اذا خلف الختان الختان فقد وجب الغسل۔

مفہوم: حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ختان کا ختان کے پیچھے آنا غسل کو واجب کر دیتا ہے۔

پانچویں روایت: حدثنا روح... فلما احتلمت جئت فنادیت فقلت ما یواجب الغسل... اذا التقت المواسی۔

چھٹی روایت: حدثنا یونس... ما یوجب الغسل فقالت اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل۔

ساتویں روایت: حدثنا یونس... اذا التقی الختانان فقد وجب الغسل۔

آٹھویں روایت: حدثنا احمد... اذا اختلف الختان الختان فقد وجب الغسل۔

نویں روایت: حدثنا احمد... مثلہ (نخب الافکار ۱/۳۶۶)

☆☆☆☆☆

(نواں حصّہ) نظرِ طحاویؒ

قال ابو جعفر فقد ثبت بهذا الآثار التي رويناها صحة قول من ذهب الى . . . ذلك محرم عليه في حجه وصيامه.

مفہوم۔ امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں ہم نے جو روایات بیان کی ہیں ان سے اُن لوگوں کے قول کی صحت ثابت ہوگئی جو شرمگاہوں کے مل جانے سے غسل کو واجب سمجھتے ہیں اس باب کا آغاز کے طریقے پر یہ مذکورہ بالا بیان ہے غور وفکر کے طریقے پر اس کا بیان یہ ہے کہ فقہاء کرام کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ شرمگاہ میں انزال کے بغیر جماع حدث ہے بلکہ ایک قوم نے کہا ہے کہ یہ سخت ترین حدث ہے پس انہوں نے اس میں اعلیٰ درجے کی طہارت واجب قرار دی ہے اور وہ غسل ہے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ کم درجے کے حدث کی طرح ہے لہٰذا انہوں نے ہلکے درجے کی طہارت واجب کی ہے اور وہ وضو ہے ہم نے چاہا کہ دو شرمگاہوں کے ملنے کے بارے میں غور کریں کہ کیا وہ سب سے سخت چیز ہے تاکہ ہم اس میں سخت ترین چیز واجب قرار دیں پس ہم نے ان اشیاء کو دیکھا جو جماع سے لازم آتی ہیں اور وہ روزے اور حج کا ٹوٹنا ہے اور بعض کے نزدیک کفارہ بھی لازم آتا ہے اگر شرمگاہ کے علاوہ جماع کرے تو حج کی صورت میں صرف دم قربانی دینا لازم آتا ہے جبکہ روزے کی صورت میں کچھ بھی لازم نہیں مگر یہ کہ اسے انزال ہوجائے اور یہ تمام کام حج اور روزے کی حالت میں حرام ہیں۔

وكان من زنى بامراة حد وان لم ينزل ولو فعل ذلك على وجه شبهة . . ما يجب في الاحداث وهو الغسل.

مفہوم: اور جو آدمی کسی عورت سے زنا کرے اسے حد لگائی جائے گی اگرچہ انزال نہ ہو اور اگر شبہے کی بنیاد پر ایسا کرے تو اس سے حد ساقط ہوجائے گی اور مہر واجب ہوجائے گا اور اگر وہ فرج کے علاوہ کرے تو اس پر نہ حد واجب ہوگی اور نہ ہی مہر لیکن اسے تعزیر کے طور پر سزا دی جائے گی جب وہاں شبہ نہ ہو۔ اور جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرکے اس سے خلوت کے بغیر جماع کرے پھر اسے طلاق دے تو اس پر مہر لازم ہوگا انزال ہو یا نہ ہو، اس پر عدت بھی واجب ہوگی اور یہ عمل اسے پہلے خاوند کے لئے حلال کردے گا اور اگر فرج کے علاوہ میں جماع کیا تو اس پر کچھ بھی واجب نہ ہوگا اور طلاق کی صورت میں اسے نصف مہر دینا ہوگا بشرطیکہ مہر مقرر کیا ہو اگر مہر مقرر نہیں کیا تو کچھ سامان کپڑے وغیرہ دینے ہوں گے ان صورتوں میں جن کا ہم نے ذکر کیا کہ انزال نہ ہو اس سے وہی سخت چیز لازم آئے گی جو انزال کی صورت میں جماع سے لازم آتی ہے یعنی حد نافذ ہوگی اور مہر بھی لازم ہوگا وغیرہ وغیرہ پس اس پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ حدث سب سے سخت قسم کا حدث ہوگا اور حدث کی صورت میں جو سخت ترین چیز لازم ہوتی ہے وہی لازم ہوگی اور وہ غسل ہے۔

☆☆☆☆☆

(دسواں حصّہ) ائمہ اربعہؒ کا قیاس

وحجة اخرى في ذلك انا راينا هذه الاشياء التي وجبت بالتقاء الختانين . . . كان معه انزال او لم يكن (نخب الافکار)

مفہوم: اس سلسلے میں دوسری دلیل یہ ہے کہ دو شرمگاہوں کے ملنے سے واجب ہونے والی چیزوں کو ہم نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اگر اس کے بعد انزال ہو تو انزال سے کوئی دوسرا حکم واجب نہیں ہوگا، حکم تو شرمگاہوں کے ملنے سے نافذ ہوگا کیا تم نہیں دیکھتے اگر کوئی شخص کسی عورت سے بطور زنا جماع کرے تو ان کی شرمگاہیں ملنے سے ان پر حد واجب ہوجائے گی اور اگر وہ اس پر برقرار رہے یہاں تک

کہ انزال ہو جائے تو اس حد کے علاوہ جو شرمگاہوں کے ملنے سے واجب ہوئی ہے کوئی دوسری سزا واجب نہیں ہوگی اور اگر وہ جماع شبہے کے طور پر ہوا تو شرمگاہوں کے ملنے سے اس پر مہر واجب ہوگا پھر اس پر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ انزال ہو گیا تو اب اس انزال سے اس کے سوا کچھ بھی لازم نہ ہوگا جو شرمگاہوں کے ملنے سے واجب ہو گیا ان صورتوں میں جو کچھ اس شخص پر لازم ہوگا جس نے جماع کیا اور انزال بھی ہو گیا وہی اس پر بھی لازم ہوگا جس نے جماع کیا لیکن انزال نہیں ہوا یہاں حکم شرمگاہوں کے ملنے پر لگے گا نہ اس انزال پر جو بعد میں ہوا غور و فکر سے معلوم ہوا کہ انزال کے ساتھ جماع کرنے والے پر غسل شرمگاہوں کے ملنے کے باعث ہوا نہ کہ اس انزال کی وجہ سے جو بعد میں ہوا اس سے ان لوگوں کی بات ثابت ہوگئی جو کہتے ہیں کہ جماع غسل کو واجب کرتا ہے اس کے ساتھ انزال ہو یا نہ ہو یہ امام ابو حنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور عام علماء کا قول ہے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) حضرت عمرؓ کا استدلال

وحجة اخرى فی ذلك...اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل.

مفہوم: اس بارے میں ایک اور دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو صالحؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمرؓ خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ انصار کی عورتیں فتویٰ دیتی ہیں کہ بغیر انزال ہوئے جماع کرنے سے عورت پر غسل واجب ہو جاتا ہے لیکن مرد پر نہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے در حقیقت شرم گاہ کا شرم گاہ سے تجاوز کرنا غسل کو واجب کر دیتا ہے۔

امام طحاویؒ کا تدبر و فکر

قال ابو جعفر ففی هذا الاثر ان الانصار كانوا يرون ان الماء من الماء...والنساء فی وجوب الغسل عليهم.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت سے انصار کی عورتوں کا انزال سے غسل کو واجب قرار دینا مردوں کے متعلق تھا اور عورتوں کے لیے یہ ہے کہ باہم ملنے ہی سے عورت پر غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ انزال کی صورت میں مرد اور عورت دونوں پر غسل واجب ہو جاتا ہے، لہٰذا قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ انزال نہ ہونے کی صورت میں بھی دونوں کا ایک حکم ہونا چاہیے چنانچہ کہا جائے گا کہ دونوں پر غسل واجب ہو جائے نہ کہ صرف عورت پر۔ (نخب الافکار ۱/۳۶۹)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب اكل ما غيرت النار هل يوجب الوضوء ام لا

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ بیان کیا جا رہا ہے، اصل بحث اس کے بعد آ رہی ہے۔

آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کے حکم کا خلاصہ

مذاہب فقہاءؒ:

(۱) جمہور صحابہ کرامؓ، خلفائے راشدینؓ، اکثر تابعینؒ اور ائمہ ثلاثہؒ "آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد عدم وضو کے قائل

ہیں (۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو طلحہ، حضرت ابو موسیٰ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس رضی اللہ عنہم اور بعض تابعین آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کو واجب قرار دیتے ہیں (حاشیہ طحاوی ۱/۴۹)

نوٹ: بعض حضرات نے حنابلہؒ کو بھی فریق ثانی میں رکھا ہے۔ "مذھب قوم" میں سرفہرست حضرات حنابلہؒ ہیں۔

قائلین مسلک ثانی کے دلائل کے جوابات کا خلاصہ

(۱) قائلین مسلک ثانی کی مستدل احادیث حدیث جابر رضی اللہ عنہ "کان آخر الامرین من رسول اللہ ﷺ ترك الوضوء مما مست النار" (کہ آپ کا آخری عمل آگ سے پکی ہوئی چیزوں کے بعد ترک وضو کا ہے) سے منسوخ ہیں (۲) وضو سے مراد چہرے اور ہاتھوں کا دھونا ہے (۳) سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ جب احادیث باب میں اختلاف ہو تو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل دیکھا جاتا ہے اور ان حضرات سے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنا ثابت ہے۔ (عون ۱/۲۲۷)

علامہ خطابیؒ کا قول

علامہ خطابیؒ لکھتے ہیں کہ (وضو مما مست النار) سے حکم وجوبی نہیں ہے بلکہ وضو بطور استحباب ہے۔ (معالم ۱/۶۰)

امام طحاویؒ نے بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات اور آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ سے "مما مست النار" غیر ناقض ہونا ثابت فرمایا ہے (طحاوی شریف ۱/۴۸)

نظر طحاویؒ

آگ پر پکی ہوئی چیز میں اختلاف ہے آگ پر پکنے سے پہلے کوئی اختلاف نہیں (یعنی اس سے وضو بالاتفاق نہیں ٹوٹتا) کیونکہ آگ پر پکنے کے بعد پانی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے مثلاً: پانی کو گرم کرلیا جائے تو وہی پانی ہوتا ہے جو گرم کرنے سے پہلے تھا لہذا پہلے اور بعد میں کوئی تغیر نہیں ہوتا تو ناقض وضو بھی نہیں ہوگا۔ (طحاوی شریف ۱/۵۳)

فیصلہ کن قول

اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ابتدائی دور میں اختلاف تھا لیکن پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوگیا تھا کہ (وضو مما مست النار) ضروری نہیں ہے۔ (معارف ۱/۲۹۶)

اجمالی خلاصہ......: اجمالی خلاصہ چودہ حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) پہلے نمبر پر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور حنابلہؒ کے دلائل بیان کئے جائیں گے (۲) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور حنابلہؒ کے مزید دلائل (۳) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور حنابلہؒ کی تائیدی مثالیں (۴) گوشت کھانے پر وضو (۵) فریق ثانی یعنی جمہورؒ کے دلائل (۶) جمہورؒ کی مزید تائیدی روایات جس میں کہیں بھی وضو کا ذکر نہیں (۷) دونوں قسم کی روایات کے بعد نتیجہ (۸) حضرت جابر رضی اللہ عنہ آخری بیان کرتے ہیں (۹) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اور فتاویٰ بھی جمہورؒ کے دلائل ہیں (۱۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اور فتاویٰ کا نتیجہ (۱۱) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کا وضو کرنا ثابت ہے (۱۲) اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم (۱۳) جمہورؒ کے دلائل (۱۴) اور آخر میں نظر طحاویؒ ذکر کیا جائے گا۔

(پہلا حصّہ) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور حنابلہؒ کے دلائل

حدثنا ابن ابی داؤد... الوضوء مما غیرت النار فال اخذہ... عن رسول اللہ ﷺ.

مفہوم: حضرت امامؒ نے مطر الوراقؒ سے حسن بصریؒ کے بارے میں پوچھا کہ آگ سے بدلنے والی چیز سے وضو واجب ہو جانے والی حدیث آپ نے کہاں سے لی ہے۔ فرمایا کہ میں نے حضرت انس ؓ اور انہوں نے حضرت ابوطلحہ ؓ سے اور انہوں نے سید الرسل ﷺ سے روایت کیا ہے۔

دوسری دلیل: حدثنا روح... انه اکل ثور اقط فتوضاء منه قال عمرو والثور القطعة.

مفہوم: حضرت ابوطلحہ ؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے پنیر کا ٹکڑا کھانے کے بعد وضو فرمایا۔ (نخب الافکار ۱/۳۷۰)

تیسری دلیل: ابو بکرة... توضؤا مما غيرت النار. چوتھی دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد... فذکر باسناده مثله.

پانچویں دلیل: حدثنا نصر... فذکر مثله باسناده. حدثنا فهد... فذکر مثله.

چھٹی دلیل: حدثنا ابو بکرة... توضؤا مما مست النار.

مفہوم: حضرت ابو سعید ؓ نے ستو پیا تو حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے ان کو وضو کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے وجہ دریافت کی تو حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے چھونے والی چیز سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) بعض صحابہ ؓ، تابعینؒ اور حنابلہؒ کے مزید دلائل

حدثنا ربيع... مثله غير انه قال يا ابن اخی. حدثنا ابن ابی داؤد... فذکر مثله باسناده.

حدثنا ابو بکرة... توضؤا مما غيرت النار ولو من ثور اقط. حدثنا محمد... توضؤا من ثور اقط (نخب الافکار ۱/۳۷۴)

حضرت ابن عباس ؓ کا حضرت ابو ہریرہ ؓ سے سوال

حدثنا ابن ابی داؤد... توضؤا مما مست النار ولو من ثور اقط... فلا تضرب له الامثال.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ؓ نے گزشتہ مضمون کی طرح روایت بیان کی تو حضرت ابن عباس ؓ نے ان سے پوچھا کہ ہم تیل کو آگ سے گرم کر کے استعمال کرتے ہیں اور وضو کا پانی گرم کرتے ہیں تو کیا ہم وضو کریں گے؟ فرمایا کہ اے بھتیجے! حدیث کے مقابلے میں مثالیں نہ دو۔ (نخب الافکار ۱/۳۷۵)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصہ) بعض صحابہ ؓ، تابعینؒ اور حنابلہؒ کی تائیدی مثالیں

حدثنا یونس... توضؤا مما مست النار.

حدثنا ربيع... اكلت من اثوار اقط فتوضات انی سمعت رسول الله توضؤا مما مست النار.

مفہوم: حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد کی چھت پر وضو کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے فرمایا میں نے پنیر کے کچھ ٹکڑے کھائے تھے پس میں نے وضو کیا کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ

سے سنا آپ نے فرمایا اس چیز سے وضو کرو جس کو آگ چھو جائے۔

حدثنا فهد...فذكر مثله باسناده. حدثنا ابن خزيمة...مثله. حدثنا ابن ابي داؤد...فذكر مثله باسناده.

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) گوشت کھانے پر وضو

فریق اول کے دلائل: حدثنا ابن ابي داؤد...من اكل لحما فليتوضا.

مفہوم: اس حدیث میں سہل بن حنظلہ ؓ نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ گوشت کھانے سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

آگ پر پکنے والی چیز پر وضو

حدثنا ابن خزيمة...كنا نتوضا مما غيرت النار...ولا نمضمض من التمر.

مفہوم: حضرت ابوقلادہ ؓ، ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہم آگ سے بدلنے والی ہر چیز سے وضو کرتے ہیں۔ دودھ کے بعد کلی کرتے اور کھجور کے بعد نہیں کرتے تھے (نخب الافکار ۱/۳۲۸)

فذهب قوم الى الوضوء مما غيرت النار واحتجوا في ذلك بهذه الآثار.

مفہوم: ایک قوم نے ان روایات سے استدلال کیا اور آگ سے بدلنے والی ہر چیز سے وضو کو لازم کہا ہے۔

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصّہ) فریق ثانی یعنی جمہورؒ کے دلائل

وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا لا وضوء في شيء من ذلك وذهبوا في ذلك الى ما روي عن رسول الله ﷺ في ذلك.

مفہوم: جمہورؒ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اس کے بعد وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ جمہورؒ کے پاس واضح اور روشن دلائل ہیں۔

پہلی دلیل: حدثنا يونس...اكل كتف شاة ثم صلى ولم يتوضا.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بکری کا شانہ کھانے کے بعد بغیر وضو کے نماز ادا فرمائی۔

دوسری دلیل: حدثنا ابن ابي داؤد...فذكر نحوه باسناده. **تیسری دلیل:** حدثنا علي...نحوه.

چوتھی دلیل: حدثنا احمد...مثله. **پانچویں دلیل:** حدثنا ابن ابي داؤد...مثله.

چھٹی دلیل: حدثنا ابن خزيمة...ثم ذكر مثله.

حضرت ابن عباس ؓ کا تعجب

ساتویں دلیل: حدثنا ربيع...ثم اتي بثريد فاكل منها ثم قام فخرج الى الصلوة ولم يتوضا.

مفہوم: حضرت محمد بن عمروؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ عجیب بات ہے کہ لوگ آگ کو چھونے والی چیز سے وضو کرتے ہیں حالانکہ ایک دفعہ سید الرسل ﷺ کے پاس ثرید لایا گیا تو آپ نے تناول فرمایا اور پھر وضو کئے بغیر نماز کیلئے تشریف لے

گئے۔ (نخب الافکار ۱/۳۸۴)

آٹھویں دلیل: حدثنا یونس... خرج الی الصلوۃ فنشلت له کتفا فاکل منها ثم خرج فصلی ولم یتوضا.

نویں دلیل: حدثنا ابوبکرۃ... فارسلوا الی ام سلمة زوج النبی ﷺ فسالوها ثم ذکر مثل حدیث شعبة.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان

دسویں دلیل: حدثنا ابن مرزوق... قربت الی رسول الله ﷺ جنبا مشویا فاکل منه ولم یتوضا.

مفہوم: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بھنا ہوا پہلو کھانے کے بعد وضو نہیں فرمایا۔ (نخب الافکار ۱/۳۸۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی شہادت

گیارہویں دلیل: حدثنا ابوبکرۃ... ثم قمنا الی الصلوۃ ولم یتوضا احدمنا ثم... ولم یمس احدمنا ماء.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے سید الرسل ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا پھر بغیر وضو کئے نماز کیلئے چلے گئے۔ اسی طرح واپسی پر باقی کھانا کھایا اور عصر کی نماز کیلئے گئے اور وضو نہیں کیا۔

حدثنا یونس... فذکر باسناده مثله.

بارہویں دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد... فدعا رسول الله ﷺ بالطهور فاکلنا ثم صلی ولم یتوضا.

تیرہویں دلیل: حدثنا ربیع... کان رسول الله ﷺ یاتینا له قلیناله حبة تکون فی المدینة کل منها ویصلی ولا یتوضا

مفہوم: اس روایت میں بھونے ہوئے دانے کھانے کے بعد وضو نہیں فرمایا۔ (نخب الافکار ۱/۳۸۷)

☆☆☆☆☆

(چھٹا حصہ) جمہور کی مزید تائیدی روایات جس میں کہیں بھی وضو کا ذکر نہیں

حدثنا ابن خزیمة... لو طبخت لنا من هذا البطن کذا... فاکل ولم یتوضا.

مفہوم: اس حدیث میں پیٹ کے گوشت کا ذکر ہے کہ اس کے کھانے کے بعد سرور کونین ﷺ نے وضو نہیں فرمایا۔

حدثنا ابن خزیمة... فاکل کتفا فاذنه بلال بالاذان فصلی ولم یتوضا.

حدثنا ابن مرزوق... طبخت لرسول الله ﷺ بطن شاة فاکل منها ثم صلی العشاء ولم یتوضأ.

حدثنا محمد... نحوه ولم یذکر العشاء. حدثنا محمد... ثم اکل عندنا کتف شاة ثم قام فصلی ولم یتوضا.

حدثنا ربیع... فشوی ثم اقیمت الصلوۃ فمسحنا ایدینا... فقمنا نصلی ولم نتوضا.

حدثنا ابن ابی داؤد... یاکل ذراعا یحتز منها فدعی الی الصلوۃ... فصلی ولم یتوضا.

مفہوم: حضرت جعفر بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بکری کا شانہ تناول فرمانے کے بعد وضو بنائے بغیر نماز ادا فرمائی۔ (نخب الافکار ۱/۳۹۰)

حدثنا یونس... اذا کانا بالصہباء وھی من ادنی خیبر... ثم صلی ولم یتوضا.

مفہوم: سوید بن نعمانؓ نے کہا کہ سیدالکونین ﷺ کے پاس فتح خیبر کے موقع پر ستو پیش کیا گیا تو آپ نے اس کو تناول فرمایا پھر مغرب کی نماز کیلئے تشریف لے گئے اور کلی کر کے بغیر وضو کئے نماز ادا فرمائی۔

حدثنا ابن خزیمة... فذکر نحوه باسناده غیر انه لم یقل وھی من ادنی خیبر.

حدثنا علی... اکل کتفا ثم قام فصلی ولم یتوضا.

حدثنا ابن مرزوق... بعرق فی مسجد بنی عبد الاشہل فعرقه ثم قام فصلی ولم یتوضا.

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصّہ) دونوں قسم کی روایات کے بعد نتیجہ

ففی ھذه الآثار ما ینفی ان یکون اکل ما مست النار حدثا لان رسول اللهﷺ لم یتوضا... ان نعلم ما الاخر من ذلك.

مفہوم: ان روایات سے آگ پر پکی ہوئی اشیاء کھانے کے بعد وضو کا غیر لازم ہونا ثابت ہوتا ہے اسلئے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ان اشیاء کے استعمال کے بعد وضو نہیں فرمایا۔ اور جن روایات میں وضو کرنے کا ذکر ہے اس میں وضو اور ہاتھ دھونے دونوں کا احتمال ہیں۔ بہر صورت سیدالرسل ﷺ سے وضو کرنا اور نہ کرنا دونوں ثابت ہیں۔ لہٰذا اب ہم آخری عمل معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ (نخب الافکار ۱/۳۹۶)

☆☆☆☆☆

(آٹھواں حصّہ) حضرت جابرؓ آخری عمل بیان کرتے ہیں

فاذا ابن ابی داؤد و ابو امیة و ابوزرعة الدمشقی قد حدثونا قالوا حدثنا علی... ترك الوضوء مما مست النار.

مفہوم: حضرت محمد بن منکدرؒ، حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد آخری عمل وضو نہ کرنا تھا۔ (نخب الافکار ۱/۳۹۶)

حدثنا محمد... اکل ثور اقط فتوضأ ثم اکل بعده کتفا فصلی ولم یتوضا.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پنیر کھانے کے بعد وضو فرمایا پھر شانہ کھانے کے بعد بغیر وضو کئے نماز ادا فرمائی۔

سرکار دو عالم کا آخری عمل

فثبت بما ذکرنا ان اخر الامرین من رسول اللهﷺ ھو ترك الوضوء مما غیرت النار... فقد نسخ بالفعل الثانی.

مفہوم: یہاں سے معلوم ہوا کہ سیدالبشر ﷺ کا آخری عمل وضو نہ کرنے کا تھا۔ اور اگر کہیں اس کے خلاف بھی مذکور ہو تو وہ اس دوسرے عمل کی بنا پر منسوخ ہو چکی ہے۔

حدیث سے استدلال

ھذا ان کان ما امر به من الوضوء یرید به وضوء الصلوة وان کان لا یرید به... ما مست النار لیس بحدث.

مفہوم: یہ اس صورت میں ہوگا کہ اگر وضو سے نماز والا وضو مراد لے، اگر نماز والا وضو مراد نہ لے تو اس صورت میں آگ سے بدلنے والے چیز سے حدث ثابت نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ آگ جس چیز کو چھو لے وہ حدث نہیں ہے (نخب الافکار ۱/۳۹۹)

☆☆☆☆☆

(نواں حصّه) صحابہ کرام ﷺ کے آثار اور فتاویٰ بھی جمہورؒ کے دلائل ہیں

وقد روی ذلك جماعة من اصحاب رسول اللهﷺ ایضا.

حدثنا ابو بكرة...واكلنا مع عمر خبزا ولحما ثم قام الى الصلوة ولم يمس ماء.

مفہوم: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ روٹی اور گوشت تناول کیا اور بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی۔ (نخب الافکار ۱/۴۰۰)

حدثنا ابن ابی داؤد...مثله. حدثنا یونس...اکل لحما ثم صلی ولم یتوضا.

حدثنا ابن ابی داؤد...اذا اكلته فهو طيب ليس عليك فيه...مثله.

مفہوم: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سلیمان بن ہشام نے مجھ سے کہا کہ یہ یعنی امام زہری ہمیں کسی چیز کے کھانے پر وضو کا حکم دیے بغیر نہیں چھوڑتے، میں نے کہا میں نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا انہوں نے فرمایا جب تم کوئی چیز کھاؤ تو وہ طیب ہے اس سے تم پر وضو لازم نہیں جب نکلے تو وہ ناپاک ہے اس سے تم پر وضو لازم ہو جاتا ہے انہوں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تم دونوں میں اختلاف ہے، کیا شہر میں کوئی شخص ہے (جو فیصلہ کرے) میں نے کہا ہاں جزیرہ عرب کا بزرگ ترین انسان ہے انہوں نے کہا وہ کون ہے؟ میں نے کہا وہ حضرت عطاء ہیں چنانچہ انہوں نے حضرت عطاء کو بلا بھیجا وہ تشریف لائے تو عرض کیا میرے سامنے ان دونوں کا اختلاف ہوا آپ کیا فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا ہم سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پہلی روایت کی مثل نقل کیا۔

حدثنا محمد...انه رای ابا بكر فعل ذلك. حدثنا ابو بكرة...فيها ثريد ولحم فاكلا فمضمض...ثم قام الى الصلوة.

مفہوم: حضرت ابراہیمؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علقمہؓ دونوں نماز کیلئے حضرت ابن مسعودؓ کے گھر تشریف لائے تو ثرید اور گوشت سے بھرا ایک پیالہ لایا گیا۔ دونوں نے تناول کیا پھر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اٹھے اور کلی کر کے نماز پڑھی۔

حدثنا ابن خزيمة...لان اتوضا من الكلمة المنتنة احب الى من ان اتوضأ من اللقمة الطيبة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ میں بے کار بات کرنے سے وضو کروں بنسبت پاک لقمے سے وضو کرنے سے۔

حدثنا یونس...ثم صلی ولم یتوضا. حدثنا یونس...اکل خبزا ولحما وغسل یدیه ثم مسح...ثم صلی ولم یتوضا.

مفہوم: حضرت ابن عثمانؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے روٹی اور گوشت تناول فرمانے کے بعد ہاتھ دھوئے اور اس کو چہرے پر پھیرا، اور بغیر وضو کئے نماز پڑھی۔

حدثنا ابن ابی داؤد...اتی بثرید فاكل ثم تمضمض ثم...فصلی للناس ولم یتوضا. حدثنا ابو بكرة...اكل

خبزا رقيقا ولحما حتى سال... فغسل يده وصلى المغرب. حدثنا ابو بكرة ... اتى بجفنة من ثريد ولحم عند... ثم صلى ولم يتوضا. حدثنا محمد... فاطعمهم طعاما ثم صلى بهم على طنفسة... وحياهم وما توضوا. حدثنا ابو بكرة... ما تقول في الوضوء مما غيرت النار... هذه الاية بل هم قوم خصمون.

کسی چیز کے کھانے سے وضو لازم نہیں

حدثنا روح... لا تتوضا من شيء تاكله.

مفہوم: حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کسی بھی چیز کو کھانے کے بعد وضو کو لازم قرار دینے سے منع فرمایا۔

خروج سے وضو نہ کہ دخول سے

حدثنا ابن خزيمة... اكل خبزا ولحما فصلى ولم يتوضا... وليس مما يدخل.

مفہوم: حضرت ابو غالبؒ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے روٹی اور گوشت کھانے کے بعد بغیر وضو کے نماز ادا فرمائی پھر فرمایا کہ وضو تو کسی چیز کے خروج سے واجب ہو جاتا ہے، اس کے دخول سے لازم نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆

(دسواں حصہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اور فتاویٰ کا نتیجہ

قال ابو جعفر فهؤلاء الجلة من رسول الله ﷺ لا يرون في اكل ما غيرت النار وضوءً ا.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ یہ ہیں اصحاب رسول ﷺ جو آگ سے بدلنے والی چیز کو کھانے سے وضو کو لازم نہیں سمجھتے۔

(نخب الافکار ۱/۳۰۸)

☆☆☆☆☆

(گیارھوں حصہ) بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وضو کرنا ثابت ہے

وقد روى عن اخرين منهم مثل ذلك ممن قد روى عنه عن رسول الله ﷺ انه امر بالوضوء مما غيرت النار.

مفہوم: بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہے جس میں آگ سے بدلنے والی چیز کو کھانے کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے وضو کا حکم فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا وضو کرنا

فمن ذلك ما حدثنا سليمان... فاكلنا ثم قمت الصلوة فتوضات... انهما افقه مني.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تھا اور دو صحابی اور تھے ہمارے پاس گرم کھانا لایا گیا تو تناول کرنے کے بعد میں نے وضو کیا، ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ عراقی بن گیا؟ پھر انہوں نے مجھے ڈانٹا۔ اس وقت میں ان کی فقہ کو جان گیا۔ (نخب الافکار ۱/۳۰۹)

حضرت ابو طلحہ ﷜اور حضرت ابوایوب ﷜کا اپنے قول کے خلاف فتویٰ وعمل ثابت ہے

حدثنا یونس... مثلہ و زاد فقام ابو طلحۃ وابی فصلیا ولم یتوضا الخ.

حدثنا ابن ابی داؤد... طعاما قد مسته النار فقمت لان... لقد جئت بهاعرافية.

فهذا ابو طلحة وابو ایوب قد صلیا بعد اکلهما مما غیرت النار ولم یتوضئا... هذا الباب من طریق الآثار.

مفہوم: تو یہ ہیں حضرت ابو طلحہ﷜ اور ابو ایوب انصاری﷜ جنہوں نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد (تازہ) وضو کیے بغیر نماز پڑھی حالانکہ ان دونوں نے سید الکونین ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے وضو کرنے کا حکم فرمایا۔ ہم اس باب میں ان دونوں سے روایت کر چکے ہیں لہٰذا ہمارے نزدیک یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے (پہلے) روایت کیا ان کے نزدیک اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو چکا ہو۔ روایات کے طریقے پر اس باب کا یہ بیان ہے۔

نظرِ طحاویؒ

واما وجهه من طریق النظر فانا قد راینا هذه الاشياء التی قد اختلف فی اکلها... ذلك قياسا ونظرا علی ما بينا.

مفہوم: بطور قیاس اور غور و فکر اس کا بیان یہ ہے کہ ہم نے ان چیزوں کو دیکھا جن کے بارے میں اختلاف ہے کہ جب ان کو آگ مس کرے تو ان سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اور اس بات پر اجماع ہے کہ اگر انہیں آگ نہ چھوئے تو ان سے وضو نہیں ٹوٹتا تو ہم نے غور کیا کہ کیا آگ کا کوئی ایسا حکم ہے کہ جب وہ ان اشیاء تک پہنچے تو وہ حکم ان کی طرف منتقل ہو جائے تو ہم نے دیکھا کہ خالص پانی پاک ہے اس کے ساتھ کئی فرائض ادا کیے جاتے ہیں پھر ہم نے دیکھا کہ جب اسے گرم کیا جائے اور ان چیزوں میں سے ہو جائے جن کو آگ نے مس کیا تو بھی طہارت کے سلسلے میں اسی کا وہی حکم ہے جو آگ کے اس تک پہنچنے سے پہلے تھا اور آگ نے اس میں کوئی ایسا حکم پیدا نہیں کیا کہ اب پہلے حکم کے خلاف کی طرف منتقل ہو جائے۔ جو کچھ ہم نے بیان کیا جب اس کی صورت یہ ہے تو وہ پاک کھانا جسے آگ کے پہنچنے سے پہلے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو آگ کے مس کرنے سے بھی اس کا حکم نہیں بدلے گا اور آگ پر پکنے کے بعد بھی وہی حکم ہوگا جو پہلے تھا۔ یہ بات ہم نے غور و فکر اور قیاس کے طور پر بیان کی ہے، امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ کا یہی قول ہے۔ (نخب الافکار ۱/۳۱۲)

☆☆☆☆☆

(بارھواں حصہ) اونٹ کے گوشت سے وضو کا حکم اجمالی خلاصہ

مذاہبِ فقہاء:

(۱) حنابلہؒ اور اسحٰق بن راہویہ کے نزدیک اونٹ کے گوشت کے کھانے پر وضو واجب ہے۔ "فذھب قوم" کا مصداق یہی ہیں۔

(۲) ائمہ ثلاثہؒ اور جمہورؒ کے نزدیک وضو واجب نہیں "وخالفھم" کا مصداق جمہورؒ ہیں۔

فریقِ اول کے دلائل:

وقد فرق قوم بین لحوم الغنم ولحوم الابل فاوجبوا فی اکل لحوم الابل الوضوء ولم یوجبوا ذلك فی اکل لحوم الغنم.

مفہوم: بعض لوگوں نے اونٹوں کے گوشت کو کھانے سے وضو کو واجب اور بکریوں کے گوشت کو کھانے سے وضو کو غیر واجب کہا ہے، گویا کہ ان دونوں میں فرق کرتے ہیں۔ (نخب الافکار ۱/۳۱۳)

حدثنا ابو بکرۃ...انتوضا من لحوم الابل قال نعم قیل افنتوضا من لحوم الغنم قال لا۔

مفہوم: حضرت جابر بن سمرہ ؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ سے اونٹوں کے گوشت کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا اس کے کھانے کے بعد وضو کرے؟ فرمایا کہ ہاں۔ اور بکریوں کے گوشت کے متعلق پوچھنے پر فرمایا کہ نہیں (نخب الافکار ۱/۳۱۴)

حدثنا علی...نحوہ. حدثنا محمد...ان شئت فعلت وان شئت لم تفعل...اتوضا من لحوم الابل قال نعم.

مفہوم: گزشتہ روایت کی طرح ہے لیکن اس روایت میں بکریوں کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے کا اختیار دیا ہے۔

حدثنا محمد...مثلہ.

☆☆☆☆☆

(تیرھواں حصہ) جمہورؒ کے دلائل

وخالفھم فی ذلک اخرون فقالوا لا یجب الوضوء للصلوۃ باکل شیء من ذلک...ذلک ترک الوضوء من لحوم الابل.

مفہوم: لیکن دوسرے لوگوں نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ان میں سے کسی کے کھانے سے وضو لازم نہیں آتا اس سلسلے میں ان کی دلیل یہ ہے کہ ممکن ہے وضو سے سید الکونین ﷺ کی مراد ہاتھ دھونا ہو انہوں نے اونٹ اور بکری کے گوشت میں اس لیے فرق کیا ہے کہ اونٹ کے گوشت میں چکناہٹ زیادہ ہوتی ہے لہذا کھانے والے کے ہاتھ پر چربی کے غلبہ کی وجہ سے اسے ہاتھ پر چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی اور چونکہ بکری میں یہ بات نہیں ہوتی لہذا اس کے لئے وضو نہ کرنا (ہاتھ نہ دھونا) جائز رکھا گیا ہے، ہم نے پہلے باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا کہ سید الکونین ﷺ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو کرنا چھوڑ دیا تھا جب آپ کا پہلا عمل یہ تھا کہ آپ وضو پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرتے تھے اور اس میں اونٹ کا گوشت وغیرہ برابر تھے تو اس کے چھوڑنے سے اونٹ کے گوشت سے وضو کا چھوڑنا بھی ثابت ہو گیا (نخب الافکار ۱/۳۲۰)

فھذا حکم ھذا الباب من طریق الآثار.

مفہوم: روایات کے طور پر اس باب کا حکم یہ ہے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) نظرِ طحاویؒ

واما من طریق النظر فانا قد راینا الابل...لا وضوء فی اکل لحوم الابل.

مفہوم: اگر دیکھا جائے اور غور و فکر کیا جائے تو اونٹ اور بکری کے خرید و فروخت میں کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح اس کے دودھ بیچنے اور گوشت بیچنے میں دونوں برابر ہیں، تو قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ ان دونوں کے گوشت کھانے کے بعد وضو کرنے میں اور نہ کرنے میں دونوں برابر ہو۔ لہذا بکری کے گوشت کھانے کی طرح اونٹ کے گوشت کو کھانے کے بعد وضو کرنا بھی ضروری نہیں ہے۔

یہی امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۰۳)

باب مس الفرج هل يجب فيه الوضوء ام لا

اجمالی خلاصہ

یہاں سے باب کا اجمالی خلاصہ بیان کیا جارہا ہے، اصل بحث اس کے بعد بیان کی جائے گی۔

مسِ ذکر سے وضو میں اختلاف خلاصہ

(۱) امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ کے نزدیک مسِ ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان کی طرف سے مطلق نقض کے بھی اقوال ہیں اور شرائط کیساتھ بھی اقوال ہیں مثلاً باطن کف سے پکڑنا، بغیر حائل کے پکڑنا یا لذت سے پکڑنا (۲) امام اعظمؒ کے نزدیک مسِ ذکر سے وضو واجب نہیں ہے۔

احنافؒ کی طرف سے مذکورہ احادیث کے جوابات

(۱) امام طحاویؒ نے فرمایا: ایک بات یہ ہے کہ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی صحبت حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کم رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پورے ذخیرہ احادیث میں حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں صرف ایک روایت ملتی ہے حالانکہ عموم بلوی کی وجہ سے اس کے راوی کثیر ہونے چاہئے نہ کہ قلیل کیونکہ طہارت سے متعلق یہ نہایت اہم مسئلہ ہے جو ہر ایک کو پیش آتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ محدثین نے اس روایت کو کمزور قرار دیا ہے۔ مثلاً حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "خون اور حیض میں انگلی ڈالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جو عضو پاک ہے (ذکر) اسکو پکڑنے سے وضو کیسے ٹوٹے گا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے تمام اصحاب کو اس بات پر متفق پایا کہ مسِ ذکر ناقض وضو نہیں ہے۔ (طحاوی ۱/۵۵)

صاحب معارف السننؒ نے اس حدیث کے ذیل میں ایک مناظرہ نقل فرمایا" ابن معینؒ علی بن مدینیؒ" امام علی بن موسیٰ اور امام احمد بن حنبلؒ کے درمیان جس سے واضح ہوتا ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ (معارف السنن ۱/۲۹۸)

فتاویٰ صحابہ

رہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ تو اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ انکے خلاف ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ منقول ہیں۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید اور انکے فتاویٰ پر عمل لازم ہوگا (طحاوی ۱/۵۵) حضرت بنوریؒ نے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ نقل فرمائے ہیں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے خلاف ہیں (معارف ۱/۲۹۹) جمہور کی تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے اور وہ ضعیف اور استحباب پر محمول ہے۔ (بذل ۱/۱۱۰)

دلائلِ احنافؒ اور ان کی وجوہ ترجیح

پہلی وجہ: اسی باب کی دوسری حدیث حضرت طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو کہ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے زیادہ قوی ہے۔

دوسری وجہ: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرامؒ کے فتاویٰ جو کہ امام طحاویؒ اور صاحب معارفؒ نے ذکر فرمائے ہیں اور جن

کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے۔اس کے علاوہ صحابہ کا تعامل بھی عدم نقض پر ہی رہا ہے۔

تیسری وجہ: حضرت طلق کی حدیث کے مقابلہ میں حضرت بسرہ کی حدیث مبہم ہے کیونکہ اس میں بہت سی قیود لگائی گئی ہیں اور بعض اوقات قیود کو مطلقاً کہا گیا جو کہ صاحب معارف السننؒ نے بیان کی ہیں (معارف ۱/۲۹۵)

چوتھی وجہ: حضرت ربیعہ کا تبصرہ جو کہ امام طحاویؒ نے ذکر فرمایا کہ جب خون اور حیض میں انگلی ڈالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو ذکر تو پاک ہے اس کو ہاتھ لگانے سے وضو کیسے ٹوٹے گا؟ (طحاوی ۱/۵۵)

پانچویں وجہ: صاحب اعلاء السننؒ نے "باب مس الذکر غیر ناقض" کے تحت دس روایات (۱۳۱ سے ۱۴۰ تک) ذکر کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ مس ذکر غیر ناقض ہے ان میں سے ایک ذکر کی جاتی ہے عن طلق بن علیؓ "قال : قال رجل مسست ذکری ، او قال الرجل یمس ذکرہ فی الصلوٰۃ أعلیہ وضوء؟ فقال النبی ﷺ "لا انما ھو بضعۃ منک" (اعلاء حدیث نمبر ۱۳۱)

چھٹی وجہ: صاحب اعلاء السننؒ نے فرمایا حضرت بسرہ کی روایت سے استدلال کرنے والے حضرات زیادتی بھی ذکر کرتے ہیں جو طبرانی میں ہے کہ جو چڈوں کو چھوئے تو وہ بھی وضو کرے" (مجمع الزوائد، اعلاء السنن) حالانکہ اس زیادتی پر تو جمہور بھی عمل نہیں کرتے اس صورت میں اس سے احتجاج ساقط ہوگا اور اس حدیث میں تاویل ہوگی اور کچھ نہیں تو یہ نسخ یا استحباب پر محمول ہوگی۔

اجمالی خلاصہ: اجمالی خلاصہ گیارہ حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) اوّلاً جمہورؒ کے دلائل ذکر کیے جائیں گے (۲) احناف کا مسلک اور دلائل (۳) امام طحاویؒ کا فرمان (۴) ابن لہیعہ کی حدیث سے استدلال (۵) جمہور کا استدلال (۶) عدم وجوب وضو کی احادیث (۷) فقہاء کا اتفاق (۸) کیا صحابہ کرام سے وضو کا وجوب ثابت ہے؟ (۹) حضرت ابن سعد کا اپنے قول کے خلاف قول و عمل (۱۰) صحابہ کرام کا اتفاقی فتویٰ (۱۱) امت کیلئے جمہور صحابہ کرام کی اتباع ضروری ہے۔

(پہلا حصّہ) جمہورؒ کے دلائل

حدثنا ابوبکرۃ...یامر بالوضوء من مس الفرج فکان عروۃ...یامر من مس الفرج.

مفہوم: حضرت زہریؒ، حضرت عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا مروان کے ساتھ اس بات میں بحث ہوئی کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو لازم ہوتا ہے یا نہیں۔مروان نے کہا کہ حضرت بسرہ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ مس ذکر کے بعد وضو کرتے تھے۔حضرت عروہ نے سر نیچے ہی رکھا تھا تو مروان نے بسرہ کے پاس سپاہی بھیجا۔اس نے واپس آنے پر بتایا کہ مجھ سے حضرت بسرہ نے یہی بیان کیا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۳۲۲)

فذھب قوم الی ھذا الاثر واوجبوا الوضوء من مس الفرج.

مفہوم: ایک قوم نے اس روایت کو اپناتے ہوئے ذکر کو چھونے سے وضو کو لازم قرار دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) احناف کا مسلک اور دلائل

وخالفھم فی ذلک اخرون فقالوا لا وضوء فیہ.

مفہوم: دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے وضو کو غیر لازم کہا ہے۔

واحتجوا فی ذلک علی اهل المقالة الاولی فقالوا فی حدیثکم هذا ان عروة... وقد تابعه علی ذلک غیره.

مفہوم: پہلے قول والوں کے خلاف ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عروہؓ نے حضرت بسرہؓ کی روایت کو دلیل کے قابل سمجھا۔ اور اگر حضرت عروہؓ نے ان کی حدیث کو قبول نہیں کیا ہوتا تو ان کو ضعیف قرار دینا اس بات کا تقاضہ کرتا کہ ان کی حدیث ساقط ہے۔ اس معاملے میں دوسرے بھی حضرت عروہؓ کے تبع ہوئے۔

حضرت ربیعہؓ کا عجیب استدلال

حدثنا یونس... ان بسرة شهدت علی هذه النعل لما اجزت... هذا الدین الا بسرة.

مفہوم: حضرت زیدؓ، حضرت ربیعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ خون یا حیض کو اگر میں اپنے ہاتھ پر رکھوں تو میرا وضو نہیں ٹوٹتا تو شرم گاہ کو چھونے سے کیسے ٹوٹ سکتا ہے؟ پھر فرمایا کہ حضرت بسرہؓ جیسی روایت کو کوئی قبول کرتا ہے؟ اللہ کی قسم اگر حضرت بسرہؓ مجھے اس جوتے کی گواہی بھی دے دی تو میں اس کو قبول نہیں کروں گا۔ دین نماز کے ساتھ اور نماز وضو کے ساتھ قائم ہے تو حضرت بسرہؓ کے علاوہ کوئی دوسرا دین کو کیوں قائم نہیں کرتا (نخب الافکار ۱/۴۳۰)

حضرت ابن زیدؓ کا قول کہ جب مروان غیر معتبر تو سپاہی کا کیا اعتبار

قال ابن زید علی هذا ادرکنا مشیختنا ما منهم واحد یری فی مس الذکر... یسمعه الزهری من عروة انما دلس به.

مفہوم: حضرت ابن زیدؓ نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔ اور حضرت عروہؓ کا حدیث قبول نہ کرنا اس لئے تھا کہ مروان ان کے نزدیک غیر معتبر تھا۔ جب حضرت عروہؓ کے نزدیک مروان غیر معتبر تھا تو سپاہی کا کیا اعتبار ہوگا۔ (نخب الافکار ۱/۴۳۰)

حضرت عروہؓ کا مسلک

وذلک ان یونس حدثنا قال ثنا شعیب... ما یتوضا منه فذکر مس الذکر.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیرؓ مروان بن حکم سے روایت کرتے ہیں کہ شرم گاہ کو ہاتھ لگانا وضو کو واجب کر دیتا ہے۔ مروان نے اس حدیث کو حضرت بسرہؓ کی طرف منسوب کیا۔ اس کے متعلق پیغام بھیجنے پر حضرت بسرہؓ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے ناقضِ وضو اشیاء کا ذکر فرمایا تو اس کو بھی اسی میں شمار کیا۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) امام طحاویؒ کا فرمان

قال ابو جعفر فصار هذا الاثر انما هو عن الزهری عن عبد الله بن ابی بکر... عندهم فی حدیثه بالمتقین.

مفہوم: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ زہریؒ نے اس روایت کو حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ سے اور انہوں نے حضرت عروہؓ سے روایت کیا ہے لہٰذا یہ حدیث اور کمزور ہوگئی اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کا حضرت عروہؓ سے روایت کرنا زہریؒ کا حضرت عروہؓ سے

روایت کرنے کی طرح نہیں ہے۔اور محدثین کے نزدیک ابن ابوبکر ؓ حدیث میں زیادہ مضبوط راوی نہیں ہے۔(نخب الافکار ۱/۴۳۳)

ابن عیینہؒ کا فرمان

لقد حدثني يحي بن عثمان قال ثنا ابن وزير قال سمعت الشافعي... باقل من كلام مثل ابن عيينة.

مفہوم: ابن عیینہؒ نے فرمایا کہ جب ہم فلاں فلاں کو حدیث لکھتے ہوئے دیکھتے تو ان کا مذاق اڑاتے کیونکہ وہ حدیث کو صحیح طرح نہیں جانتے اور عبداللہ بن ابوبکر ؓ ان میں سے ہے۔اور تم لوگ بھی اس شخص کی تضعیف کرتے ہو۔(نخب الافکار ۱/۴۳۴)

حضرت عروہ ؓ اور زہریؒ کی روایت

وقال اخرون ان الذي بين الزهري وبين عروة في هذا الحديث ابوبكر بن محمد.

مفہوم: اور بعض لوگوں نے کہا کہ روایت میں زہریؒ اور حضرت عروہ ؓ کے مابین ابوبکر بن محمدؒ کا واسطہ ہے۔(نخب الافکار ۱/۴۳۵)

حدثنا سليمن... يتوضا الرجل من مس الذكر فان قالوا فقد... ثم ذكروا في ذلك.

مفہوم: حضرت ابوبکر بن محمد عمرو بن حزم فرماتے ہیں حضرت عروہ ؓ نے بسرہ بنت صفوان ؓ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے (حضرت بسرہ نے) سید الکونین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد، آلہ تناسل کو چھونے سے وضو کرے۔اگر وہ کہیں کہ حضرت ہشام بن عروہ نے بھی یہ حدیث اپنے والد سے روایت کی ہے اور ہشام ان لوگوں میں سے نہیں جن کی روایت میں کچھ کلام کیا جاتا ہے پھر انہوں نے اس سلسلے میں ذکر کیا۔

ما حدثنا ابن ابي عمران... لا وضوء فيه فقال مروان عن مس الذكر... هذا الباب عن حسين بن مهدي.

حدثنا محمد... مثله غير انه قال فانكر ذلك عروة. حدثنا حسين... فذكر باسناده مثله.

حدثنا يونس ...اذا مس احدكم ذكره فلا يصلين حتى يتوضا. حدثنا ابن ابي داود... مثله.

ہشام بن عروہؒ کی حدیث

قيل له ان هشام ابن عروة ايضا لم يسمع هذا من ابيه وانما اخذه من ابي بكر ايضا فدلس به عن ابيه.

مفہوم: کہا جائے گا کہ ہشام بن عروہؒ نے اپنے والد سے یہ حدیث نہیں سنی بلکہ حضرت ابوبکر بن محمدؒ سے سنی ہے یعنی انہوں نے اپنے والد سے تدلیس کے ساتھ روایت کیا ہے۔(نخب الافکار ۱/۴۳۷)

حدثنا سليمن... ثم ذكر الحديث على ما ذكره ابن ابي عمران وابن... فذكروا في ذلك.

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) ابن لہیعہؒ کی حدیث سے استدلال

ما حدثنا محمد... مثله.

قيل لهم كيف تحتجون في هذا بابن لهيعة وانتم تجعلونه حجة لخصمكم... سقط الحديث باقل من هذا (نخب الافکار ۱/۴۳۹)

مفہوم: ان سے کہا جائے گا کہ تم اس سلسلے میں ابن لہیعہ سے کیسے استدلال کرتے ہو حالانکہ تم اس چیز میں جس کے ساتھ تمہارے

خلاف دلیل دی جاتی ہے اسے (ابن لہیعہ کو) اپنے مدمقابل کی طرف سے حجت قرار نہیں دیتے۔ اس سے میرا مقصد عبداللہ بن ابی بکر، ابن لہیعہ اور ان کے غیر پر طعن کرنا نہیں بلکہ مخالف کے ظلم کو ظاہر کرنا ہے پس اس شخص کی وجہ سے جو زہری اور عروہ کے درمیان داخل ہوا زہری کی روایت کا واہی (کمزور) ہونا ثابت ہوا جو حضرت عروہ اور بسرہ کے درمیان ہے کیونکہ حضرت عروہ نے اسے قبول نہیں کیا اور نہ اس کی طرف توجہ کی حالانکہ حدیث اس سے کم پر ہی ساقط ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس سلسلے میں (اس حدیث سے) استدلال کریں۔

وان احتجوا في ذلك.

بما حدثنا ابو بكرة...انه سمع رجلا يحدث في مسجد رسول الله ﷺ بذلك.

مفہوم: حضرت ہشامؒ، یحییٰ بن کثیرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک شخص مذکورہ حدیث سنا رہا تھا۔

ایسی حدیث سے استدلال ٹھیک نہیں

قيل لهم كفى بكم ظلما ان تحتجوا بمثل هذا.

مفہوم: تمہارا اس جیسی حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ (نخب الافکار ۱/۳۳۱)

وان احتجوا في ذلك مثلا. بما حدثنا علي...من مس فرجه فليتوضا.

مفہوم: اس حدیث میں ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو کرو۔ (نخب الافکار ۱/۳۳۱)

حدثنا ابن ابي داؤد...مثله.

جواب: قيل له انت لا تجعل محمد بن اسحق حجة في شيء اذا خالفه فيه مثل من خالفه...زيد بن خالد عن النبي ﷺ.

مفہوم: ان سے کہا جائے گا کہ تم محمد بن اسحٰق کو کسی بات میں حجت نہیں ٹھہراتے نہ اس وقت کہ جب کوئی ان سے اختلاف کرے جیسے اس حدیث میں ہے اور نہ ہی اس وقت جب وہ منفرد ہوں۔ علاوہ ازیں یہ حدیث منکر ہے اور ممکن ہے کہ غلط ہو کیونکہ جب مروان نے حضرت عروہ سے شرمگاہ کو ہاتھ لگانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اپنی رائے سے جواب دیا جب مروان نے حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا تو حضرت عروہ نے فرمایا میں نے یہ حدیث نہیں سنی اور یہ زید بن خالد کی وفات سے کتنا ہی عرصہ بعد کا واقعہ ہے تو اگر زید بن خالد نے یہ حدیث حضرت عروہ سے بیان کی ہوتی تو وہ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا انکار نہ کرتے۔

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) جمہورؒ کا استدلال

فان احتج في ذلك.

مفہوم: اگر اس سلسلے میں (اس حدیث سے) استدلال کیا جائے۔

جواب: بما حدثنا ربيع...بذلك. حدثنا ابن ابي داؤد...فذكر مثله باسناده.

قيل لهم انتم لا تسرعون خصمكم ان تحتج عليكم بمثل عمر بن شريح فكيف...لا عن عائشة ولا عن غيرها.

مفہوم: ان کو کہا جائے گا کہ تم اپنے مخالف کو عمر بن شریح جیسے لوگوں سے استدلال کی اجازت نہیں دیتے تو خود کیوں ان سے استدلال کرتے ہو نیز یہ حدیث بھی منکر ہے کیونکہ جب مروان نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کو بسرہ رضی اللہ عنہا کی روایت بتائی تو وہ اسے پہلے سے نہیں جانتے تھے نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور نہ ہی کسی اور سے۔

فان احتجوا فی ذلک.

مفہوم: اگر وہ اس سلسلے میں استدلال کریں۔

بما حدثنا یزید... بذلک.

ضعیف راوی کی روایت سے استدلال

قیل لھم صدقۃ بن عبد اللہ ھذا عندکم ضعیف فکیف تحتجون بہ وھشام بن زید فلیس... بروایتھم مثل ھذا.

مفہوم: کہا جائے گا کہ تم صدقہ بن عبداللہ" کو ضعیف سمجھتے ہوئے ان کی بات کو کیسے دلیل بناتے ہو۔ اور ہشام بن زید رحمہ اللہ کے اہل علم میں نہ ہونے کی وجہ سے ان سے ایسی بات کا ثبوت نہیں ملتا (نخب الافکار ۱/۴۴۶)

وان احتجوا فی ذلک.

مفہوم: اگر وہ اس روایت سے استدلال کریں۔

حدثنا یزید... انہ قال من مس فرجہ فلیتوضا.

ضعیف روایت سے استدلال غلط ہے

قیل لھم کیف تحتجون بالعلاء ھذا وھو عندکم ضعیف.

مفہوم: ان کو کہا جائے گا کہ علاء" تمہارے نزدیک چونکہ ضعیف ہے لہٰذا ان کی روایت سے تم کیسے استدلال کرتے ہو۔

وان احتجوا فی ذلک ایضا.

مفہوم: اگر وہ اس سے بھی استدلال کریں مثلاً

جواب: بما حدثنا یونس... من افضی بیدہ الی ذکرہ لیس بینھما ستر ولا حجاب فلیتوضا.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شرمگاہ کو بغیر کسی چیز کے حائل ہوئے چھوئے اس پر وضو واجب ہے۔

منکرِ حدیث سے استدلال جائز نہیں

قیل لھم یزید ھذا عندکم منکر الحدیث لا یستوی حدیثہ شیئا فکیف تحتجون بہ.

مفہوم: ان سے کہا جائے گا کہ یہ منکر الحدیث ہونے کی بناء پر ان کی روایت سے استدلال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

منقطع اور موقوف حدیث سے استدلال

وان احتجوا فی ذلک. بما حدثنا یزید... مثل حدیث یونس عن معن.

قيل لهم هذا الحديث كل من رواه عن ابن ابي ذئب من الحفاظ يقطعه و يوقفه على محمد بن عبدالرحمن

مفہوم: ان کو جواب دیا جائے گا کہ حفاظ میں سے جس نے یہ حدیث ابن ابی ذئب رحمہ اللہ سے روایت کی ہے انہوں نے اس کو محمد بن عبدالرحمنؒ پر موقوف کیا ہے۔

فمن ذلك ما حدثنا ابو بكرة قال ثنا ابو عامر قال ثنا ابن ابي ذئب ...عن النبي ﷺ بذلك.

فهؤلاء الحفاظ يوقفون هذا الحديث على محمد بن عبد الرحمن ويخالفون فيه ...وانتم لا تثبتون المنقطع.

مفہوم: اس روایت کو حفاظ حدیث نے محمد بن عبدالرحمنؒ پر موقوف کیا ہے وہ اس میں ابن نافع رحمہ اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور تم ابن نافع رحمہ اللہ کو ان پر حجت مانتے ہو محمد بن عبدالرحمنؒ کو حجت مانتے ہو اور تم حدیث منقطع کو نہیں مانتے پھر بھی اس سے استدلال کرتے ہو۔ (کشف الاستار ۳۳۸/۱)

وان احتجوا في ذلك بما حدثنا صالح ...من مس فرجه فليتوضا.

حدثنا ابن ابي داؤد ...فذكر باسناده مثله.

جواب: یہ روایت تو منقطع ہے

قيل لهم هذا حديث منقطع ايضا لان مكحولا لم يسمع من عنبسة بن ابي سفيان شيئا.

مفہوم: ہم کہیں گے کہ یہ روایت بھی مکحول کا ابن عیینہؒ سے عدم سماع کی وجہ سے منقطع ہے۔ (کشف الاستار ۳۴۹/۱)

حدثنا بذلك ابن ابي داؤد ...وانتم تحتجون في مثل هذا بقول ابي مسهر.

مفہوم: ابن داؤدؒ نے بیان کیا کہ میں نے ابومسہر سے یہ بات کہتے ہوئے سنا اور تم لوگ ان کے قول سے استدلال کرتے ہو۔

وان احتجوا في ذلك.

مفہوم: اگر وہ اس روایت سے استدلال کریں مثلاً:

بما حدثنا يونس ...فقالت المراة تضرب بيدها فتصيب فرجها قال تتوضا يا بسرة.

مفہوم: حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ عورت کا ہاتھ شرمگاہ سے لگتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اس پر وضو واجب ہے۔

حدثنا ابن ابي داؤد ...ايما رجل مس فرجه فليتوضا وايما امراة مست فرجها فلتتوضا.

مفہوم: اس حدیث میں سرکار دو عالم ﷺ نے عورت اور مرد دونوں کے شرمگاہ چھونے پر وضو کا حکم فرمایا ہے۔

جواب: عمرو بن شعیبؒ کی روایت کی تحقیق

قيل لهم انتم تزعمون ان عمرو بن شعيب لم يسمع من ابيه شيئا وانما حديثه ...الى ايجاب الوضوء من مس الفرج.

مفہوم: ان سے کہا جائے گا کہ تمہارے ظن کے مطابق عمرو بن شعیب کا اپنے والد سے سماع ثابت نہیں ہے بلکہ انہوں اس کو ان کے صحیفے سے نقل کیا ہے۔ تمہارے نزدیک یہ منقطع ہے اور تمہارے نزدیک منقطع روایت قابل استدلال نہیں ہوتا لہٰذا اس سے ان

کے مستدلات کا فساد ثابت ہو گیا جو عضو خاص کو ہاتھ لگانے سے وضو کے وجوب کے قائل ہیں۔ (نخب الافکار ۱/۵۷)

☆☆☆☆☆

(چھٹا حصہ) عدمِ وجوبِ وضو کی احادیث

وقد رویت آثار عن رسول اللہ ﷺ یخالف ذلک.

ذکر کو چھونے سے وضو نہیں

فمنہا ما حدثنا یونس... افی مس الذکر وضوء قال لا.

مفہوم: حضرت قیس بن طلق اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے سید الکونین ﷺ سے پوچھا کیا شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو واجب ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا "نہیں"۔

حدثنا ابو بکرة.. فذکر باسنادہ نحوہ. حدثنا محمد ...نحوہ.

حدثنا حسین... مثلہ. حدثنا ابو امیة... نحوہ.

جسم کے کسی عضو کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

حدثنا محمد... ماتری فی مس الرجل ذکرہ بعد ما.. الا بضعة منک او مضغة منک۔ (نخب الافکار ۱/۵۷)

مفہوم: حضرت قیس بن طلق اپنے والد سے، وہ سید الکونین ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ سے ایک آدمی نے پوچھا اے اللہ کے نبی! اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ سید الکونین ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے جسم کا ایک حصہ یا (فرمایا) گوشت کا ایک ٹکڑا ہی تو ہے۔

ملازمؒ کی روایت کا حکم

فہذا حدیث ملازم صحیح مستقیم الاسناد غیر مضطرب فی اسنادہ ولا فی متنہ... من الآثار المضطربة فی اسانیدھا.

مفہوم: ملازمؒ کی یہ روایت صحیح اور درست ہے اور اس کی سند اور متن میں اضطراب نہیں ہے۔ لہٰذا یہ روایت دوسری روایات کے مقابلے میں زیادہ معتبر ہے۔

ابن مدینیؒ کا ملازم کی حدیث کے متعلق رائے

ولقد حدثنی ابن ابی عمران قال سمعت عباس بن عبد العظیم ..ہذا احسن من حدیث بسرة.

مفہوم: علی بن مدینیؒ فرماتے ہیں کہ ملازم کی روایت حضرت بسرہؓ کی روایت سے زیادہ بہتر ہے۔

ملازمؒ کی روایت کی سنداً حیثیت

فان کان ہذا الباب یوخذ من طریق الاسناد واستقامة فحدیث ملازم ہذا احسن اسنادا.

مفہوم: اگر اس باب کو سند اور استقامت کے اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو ملازمؒ کی حدیث زیادہ بہتر ہے۔

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصّہ) فقہاءؒ کا اتفاق

ان کان یوخذ من طریق النظر فانا رایناھم لا یختلفون ان من مس ذکرہ بظہر... ایاہ ببطن کفہ کذلک

مفہوم: اگر اس بات کی طرف دیکھا جائے کہ شرمگاہ کو ہتھیلی کے پشت اور بازوؤں کے ساتھ چھونے سے وضو کے عدم لزوم پر سب فقہاء کرامؒ متفق ہیں۔ تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ ہتھیلی کے اندرونی حصے کا بھی یہی حکم ہو۔

امام طحاویؒ کا اجتہاد

وقد رایناہ لو ماسہ بفخذہ لم یجب علیہ بذلک وضوء والفخذ عورۃ فاذا کانت... ان لا یوجب علیہ وضوءا۔

مفہوم: ہم دیکھتے ہیں کہ ران کے ساتھ شرمگاہ کو چھونے سے وضو واجب نہیں ہوتا جبکہ ران ستر کے اعضاء میں سے ہے تو غیر ستر والے اعضاء کے ساتھ چھونے سے وضو کا عدم لزوم تو بدرجہ اولیٰ ثابت ہونا چاہئے۔ (نخب الافکار ۱/۳۵۸)

☆☆☆☆☆

(آٹھواں حصّہ) کیا صحابہ کرامؓ سے وضو کا وجوب ثابت ہے؟

فقال الذین ذھبوا الی ایجاب الوضوء منہ فقد اوجب الوضوء فی مماسته... رسول اللہ ﷺ فذکروا فی ذلک۔

مفہوم: اس صورت میں جو لوگ وضو کے وجوب کے قائل ہیں ان کا کہنا ہے کہ صحابہ کرامؓ سے اس کے چھونے سے وضو کا واجب ہونا ثابت ہے۔ وہ ان آنے والے روایات سے استدلال کرتے ہیں۔

ما حدثنا ابو بکرۃ... کنت امسك المصحف علی ابی فمسست فرجی فامرنی ان اتوضا۔

مفہوم: حضرت مصعب بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں قرآن تھا کہ میں نے اپنے شرمگاہ کو ہاتھ لگایا، اس پر میرے والد نے مجھے وضو کرنے کا حکم دیا (نخب الافکار ۱/۳۶۰)

حدثنا سلیمن... یقولان فی الرجل یمس ذکرہ فالا یتوضا... عن عطاء بن ابی رباح۔

حدثنا یونس... انی مسست فرجی فنسیت ان اتوضا۔ حدثنا ابن خزیمۃ... مثلہ۔

حدثنا ابن خزیمۃ... قد عرف ذلك ولکنی مست ذکری قال فتوضا واعاد الصلوۃ (نخب الافکار ۱/۳۶۱)

☆☆☆☆☆

(نواں حصّہ) حضرت ابن سعدؓ کا اپنے قول کے خلاف قول وعمل

قیل لھم اما ما رایتموہ عن مصعب بن سعد بن ابی وقاص فانہ قد روی عن... خلاف ما رواہ عنہ الحکم۔

مفہوم: ان سے کہا جائے گا کہ تم نے حضرت مصعب بن سعدؓ کی روایت ذکر کیا ہے حالانکہ حکمؒ نے ان سے اس کے خلاف بھی روایت کیا ہے (نخب الافکار ۱/۳۶۲)

حدثنا ابراھیم... کنت اخذ علی ابی المصحف فاحتککت فاصبت... یامرنی ان اتوضا۔

مفہوم: اس روایت میں ہے کہ حضرت مصعب بن سعدؓ نے قرآن کو پکڑے ہوئے شرمگاہ کو چھوا تو ان کے والد نے ان کو مٹی

میں ہاتھ ملنے کا حکم دیا وضو کرنے کا حکم نہیں دیا۔

صرف ہاتھ دھونے کا حکم ہے

وروی عن مصعب ایضا ان اباہ امرہ یغسل یدہ.

مفہوم: حضرت مصعب بن سعد ؓ سے ان کے والد کا ہاتھ دھونے کا حکم کرنا بھی مروی ہے (نخب الافکار ۱/۳۶۳)

حدثنا محمد... مثلہ غیر انہ قال قم فاغسل یدک.

مفہوم: اس روایت میں حضرت سعد کو ہاتھ دھونے کا حکم دیا۔

حدیث سے صرف ہاتھ دھونا مراد؟

فقد یجوز ان یکون الوضوء الذی رواہ الحاکم فی حدیثہ عن مصعب ھو غسل... لا یتضاد الروایتان.

مفہوم: حکمؒ نے مصعب ؓ سے جو روایت نقل کیا ہے ممکن ہے کہ اس میں وضو سے مراد ہاتھ دھونا ہو، جس طرح زبیر بن عدیس ؓ کی روایت میں مذکور ہے۔ تاکہ دونوں روایات میں تضاد نہ ہو (نخب الافکار ۱/۳۶۳)

حضرت سعد ؓ عدمِ وجوب وضو کے قائل تھے

وقد روی عن سعد من قولہ انہ لا وضوء فی ذلک.

مفہوم: حضرت سعد ؓ سے بھی اس سلسلے میں وضو کے عدم وجوب کا قول مروی ہے۔

حدثنا محمد... ان کان نجسا فاقطعہ لا باس بہ.

مفہوم: حضرت سعد ؓ نے اس بارے میں فرمایا کہ اس کو چھونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حدثنا صالح... مس ذکرہ وھو فی الصلوۃ فقال اقطعہ انما ھو بضعۃ منک.

حضرت سعد ؓ کا مسلک

فھذا سعد لما کشفت الروایات عنہ ثبت عنہ انہ لا وضوء فی مس الذکر.

مفہوم: یہ حضرت سعد ؓ ہیں جن کی روایت میں شرمگاہ کو چھونے سے عدمِ وضو کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ حضرت سعد ؓ کے نزدیک ذکر کو چھونے میں کوئی حرج نہیں (نخب الافکار ۱/۳۶۳)

حضرت ابن عباس ؓ کا اپنے قول کے خلاف فتوی

واما ما روی عن ابن عباس فی ایجاب الوضوء فیہ فانہ قد روی عنہ خلاف ذلک.

مفہوم: اور جو حضرت ابن عباس ؓ سے وجوب وضو کا حکم مروی ہے تو ان سے اس کے خلاف بھی مروی ہے (نخب الافکار ۱/۳۶۴)

حدثنا ابو بکرۃ... ما ابالی ایاہ مسست او انفی.

مفہوم: حضرت عطاء، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا میرا ہاتھ شرمگاہ کو چھو جائے یا ناک کو۔

حدثنا ابو بکرة... مثله. حدثنا صالح... کان لا یری فی مس الذکر وضوءا.

☆☆☆☆☆

(دسواں حصّہ) صحابہ کرام ﷺ کا اتفاقی فتویٰ

فهذا ابن عباس قد روی عنه غير ما رواه قتادة عن عطاء عنه فلم تعلم احدا من اصحاب ... اكثر اصحاب رسول الله.

مفہوم: حضرت ابن عباس ﷺ سے اس کے خلاف بھی روایت مروی ہے۔ حضرت ابن عمر ﷺ کے علاوہ اور کسی نے اس سے وضو کرنے کا فتویٰ نہیں دیا۔ لیکن اکثر صحابہ کرام ﷺ نے ان کی اس فتویٰ میں مخالفت کی ہے (نخب الافکار ۱/۴۶۶)

حدثنا محمد... ما ابالی انفی مسست او اذنی او ذکری.

حدثنا ابو بکرة... ما ابالی ذکری مسست فی الصلوة او اذنی او انفی.

حدثنا بکر... نحوه. حدثنا صالح... مثله. حدثنا صالح... مثله.

اخبرنا ابو بکرة قال ثنا سعید... فذکر مس الذکر فقال انما هو... وان لکفك موضعا غیره.

اخبرنا ابو بکرة قال ثنا ابو عامر... ما ابالی اياه مسست او انفی.

حدثنا محمد... نحوه. حدثنا ابن مرزوق... رجل اخر انهم کانوا لا یرون فی مس الذکر وضوءا.

حدثنا ابن خزیمة... نحوه. حدثنا صالح... مثله.

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ)

اُمت کیلئے جمہور صحابہ کرام ﷺ کی اتباع ضروری ہے

فان کان یجب فی مثل هذا تقلید ابن عمر فتقلید من ذکرنا اولی من تقلید... عن سعید بن المسیب والحسن.

مفہوم: اس مسئلے میں حضرت ابن عمر ﷺ سے زیادہ ان روایات میں مذکور صحابہ کرام ﷺ کی اتباع کرنا ضروری ہے۔ (نخب الافکار ۱/۴۶۷)

حدثنا عبد الله... کان لا یری فی مس الذکر وضوءا.

حدثنا ابو بکرة... مثله. حدثنا ابو بکرة... کان یکره مس الفرج فان فعله لم یر علیه وضوءا.

حدثنا صالح... یری فی مس الذکر وضوء فبهذا ناخذ وهو قول ابی حنیفة وابی یوسف ومحمد.

مفہوم: حضرت حسن ﷺ شرمگاہ کو چھونے سے وضو کو واجب قرار نہیں دیتے تھے۔ یہی ہمارا مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ (نخب الافکار ۱/۴۶۷)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب المسح علی الخفین کم وقته للمقیم والمسافر

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ بیان کیا جارہا ہے، اصل بحث اس کے بعد آرہی ہے۔

توقیت میں مذاہب کا خلاصہ

صاحب معارف السننؒ نے دو مذاہب بیان کئے ہیں(۱) جمہورؒ توقیت کے قائل ہیں(۲) امام مالکؒ عدم توقیت کے قائل ہیں۔امام مالکؒ کا مستدل دو حدیثیں ہیں(۱)"لو استزدناه لزادنا"(۲) "نعم وما شئت"

امام مالکؒ کی مستدل روایات کے جوابات

(۱) صاحب اعلاء السننؒ نے فرمایا کہ حضرت عمار بن یاسر ﷺ کی حدیث "اذا کنت فی سفر فامسح ما بدالك"یعنی سفر کی حالت میں جتنے دن چاہے مسح کرتا رہے"اس سے مالکیہ استدلال کرتے ہیں کہ مسح کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔

جوابات

(۱) ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ "مسح علی الخفین" کا حکم مؤید ہے منسوخ نہیں۔ (اعلاء السنن ۱/۲۰۷)(۲)"لو استزدناه لزادنا" کا جواب صاحب فتح الملہم نے دیا کہ سرکار دوعالم ﷺ کی عادت مبارکہ مشورہ کرنے کی تھی تو یہاں بھی مشورہ طلب فرمایا اس پر صحابی فرمارہے ہیں" زیادتی کی درخواست کرتے تو قبول ہوجاتی لیکن اس مدت پر ہم نے قناعت کی جب کہ اس وقت شرعی تحدید نہیں تھی۔ جب مدت مقرر ہوگئی تو اب مخالفت قطعاً جائز نہیں ہے (۳) صاحب نصب الرایہؒ نے فرمایا کہ یہ جملہ ضعیف ہے(فتح ۳/۳۳)(۴) صاحب معارفؒ نے فرمایا کہ زیادتی ظنی ہے اس کو کیسے حجت تسلیم کرلیں(معارف ۱/۳۳۵)(۵) اسی طرح حدیث ابی بن عمارہ ﷺ کی بہت حضرات نے تضعیف کی ہے(فتح ۳/۳۳،معارف ۱/۳۳۵) توقیت مسح کے بارے میں عمدہ وبہترین کلام امام طحاویؒ کا ہے(۶) اس کو حالت عذر پر محمول کریئے۔ برفانی علاقے میں موزے اتارنے سے پاؤں کے مفلوج ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے وہاں حسب ضرورت مسح کرتے رہیں گے(۷) عدم توقیت پر جتنی احادیث ہیں وہ سب ضعیف ہیں(نصب الرایہ ۱/۱۷۵) توقیت کی جتنی احادیث ہیں وہ سب مرفوع احادیث ہیں اور عدم توقیت کی احادیث ان کے مقابلے میں حجت نہیں ہیں۔امام طحاویؒ نے فرمایا کہ حضرت ابی بن عمارہ ﷺ کی روایت کے خلاف اجل صحابہ ﷺ سے متواتر سندوں سے مرفوع روایات ہیں جن کے اندر مقیم کیلئے ایک دن رات مسافر کیلئے تین دن تین رات سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے تو ان متواتر روایات کے مقابلے میں یہ روایت قابل استدلال وحجت نہیں ہے۔

امام خطابیؒ کا قول

امام خطابیؒ لکھتے ہیں "لو استزدناه لزادنا" یہ راوی کا گمان اور ظن ہے جو کہ حجت نہیں بن سکتا کیونکہ حکم تو سرور کونین ﷺ کے قول وفعل وعمل سے ثابت ہوتا ہے رواۃ کے ظن وگمان پر حکم ثابت نہیں ہوتا(معالم ۱/۵۷)

دلائل جمہورؒ: صاحب اعلاء السننؒ نے صحیح ابن حبان کی روایت توقیت کے بارے میں ذکر فرمائی۔یعنی موزوں پر مسح کرنے کی

مدت مقرر ہے مسافر کیلئے تین دن اور مقیم کیلئے ایک دن اور رات ہے (اعلاء حدیث نمبر ۳۱۴)

نوٹ: امام طحاویؒ نے سات روایات بائیس سندوں سے ذکر فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے عن علی ؓ "قال جعل رسول اللہ ﷺ ثلثة ایام ولیالیهن للمسافر ویوما ولیلة للمقیم یعنی المسح علی الخفین" (طحاوی شریف ۶۱/۱)

جمہور کی وجوہ ترجیح: "توقیت" جمہور صحابہ ؓ اور تابعینؒ سے مروی ہیں اور احادیث "توقیت" صحیح بھی ہیں اور کثیر بھی۔ لہٰذا ائمہ ثلاثہؒ کا مسلک مذہب ثانی کے مقابلے میں راجح ہے۔ اور خود امام مالکؒ ایک قول میں ائمہ ثلاثہؒ کی موافقت کرتے ہیں۔ گویا یہ ایک اجماعی مسئلہ ہے۔

اجمالی خلاصہ...... یہ باب چھ حصوں پر مشتمل ہے۔

(۱) سب سے پہلے دلائلِ مالکیہؒ بیان کئے جائیں گے (۲) سنت کا مطلب (۳) جمہورؒ کے روشن وواضح دلائل (۴) صرف ایک روایت سے استدلال کیوں؟ (۵) مزید تائیدی دلائل (۶) دوسرے صحابہ کرام ؓ کی روایات۔

(پہلا حصہ) دلائل مالکیہؒ

حدثنا ابن ابی داؤد...انه قال یا رسول اللہ ﷺ امسح علی الخفین...بلغ سبعا ثم قال امسح ما بدالك.

مفہوم: حضرت ابی بن عمارہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمارہ ؓ نے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق دریافت کیا کہ ایک دن مسح کروں؟ فرمایا کہ ہاں۔ پھر پوچھا دو دن یہاں تک کہ سات دن تک کا پوچھا اور سرکار دو عالم ﷺ یہی فرماتے تھے کہ ہاں۔ ساتویں مرتبہ فرمایا کہ جتنا مناسب سمجھو اتنے دن مسح کرو (نخب الافکار ۴۷۳/۱)

حدثنا ابن ابی داؤد...نحوه. حدثنا روح...نحوه.

مالکیہؒ کا حضرت عمر ؓ کے قول سے استدلال

فذهب قوم الی هذا فقالوا لا توقت للمسح علی الخفین فی السفر ولا...ایضا فذکروا.

مفہوم: ایک قوم نے اسے اختیار کرتے ہوئے موزوں پر مسح کرنے کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں کی ہے۔ اس سلسلے میں وہ حضرت عمر ؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ اس بارے میں بیان کرتے ہیں۔

ما حدثنا سلیمان...لی متی عهدك یا عقبة بخلع خفیك...وهذه الجمعة فقال لی اصبت السنة.

مفہوم: حضرت عقبہ بن عامر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عمر ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے موزے پہن رکھے تھے۔ حضرت عمر ؓ نے مجھے موزے اتارنے کا پوچھا تو میں نے عرض کیا پچھلے جمعہ کو پہنے تھے اور کل جمعہ کو اتاروں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے سنت پر عمل کیا۔ (نخب الافکار ۴۷۷/۱)

حدثنا ابو بکرة...بمثله. حدثنا یونس...فذکر مثله غیر انه قال فقال اصبت ولم یقل السنة.

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) سنت کا مطلب

قالوا فقول عمر ؓ هذا العقبة اصبت السنة یدل ان ذلك عنده عن النبی ﷺ لان السنة لا تکون الا عنه.

مفہوم: فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر ؓ کا حضرت عقبہ بن عامر ؓ کو اس کے عمل پر سنت کہنا مطلب یہ ہے کہ سرورِ کونین

ﷺ کی سنت، اور سنت آپ ﷺ کے طریقے کو کہتے ہیں (نخب الافکار ۱/۲۷۷)

جمہور ائمہؒ کے دلائل اور سنت کی تشریح

وخالفهم في ذلك اخرون فقالوا بل يمسح المقيم على خفيه يوما وليلة... وسنة الخلفاء الراشدين المهديين.

مفہوم: بعض حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مقیم کیلئے مدت مسح ایک دن ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن تین رات ہیں۔ اور ضروری نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ کا سنت کہنے سے سید الرسل ﷺ کی سنت مراد ہو اسلئے کہ صحابہ کرامؓ کے عمل کو بھی سنت کہا جاتا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کی اتباع لازم ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۸۰)

حدثنا به ابو امية... انما السنة يريد قول زيد بن ثابتؓ.

مسافر و مقیم کیلئے مدت کا واضح ثبوت

فقد يجوز ان يكون عمرؓ راى ما قال لعقبة وهو من خلفاء الراشدين المهديين... حديث ابی بن عمارةؓ.

مفہوم: حضرت عمرؓ کا حضرت عقبہ بن عامرؓ کے عمل کو سنت کہنا اس بناء پر تھا کہ وہ خود خلفائے راشدینؓ میں سے تھے۔ چنانچہ حضرت ابی بن عمارہؓ کی روایت کے علاوہ سید البشر ﷺ سے ایسی متواتر روایات مروی ہے جس میں آپ نے مسافر اور مقیم کیلئے مدتِ مسح مقرر فرمایا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۸۰)

حضرت علیؓ کا مسح کے بارے میں حدیث بیان کرنا

فمما روى عنه في ذلك ما حدثنا حسين... ويوما وليلة للمقيم يعني المسح على الخفين.

مفہوم: حضرت علیؓ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے مسح علی الخفین مسافر کیلئے تین دن راتیں اور مقیم کیلئے ایک دن رات مقرر فرمایا ہے (نخب الافکار ۱/۲۸۴)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصہ) جمہورؒ کے روشن و واضح دلائل

پہلی دلیل: حدثنا روح... كنا نؤمر اذا كنا سفرا ان نمسح ثلثة ايام ولياليهن واذا كنا مقيمين فيوما وليلة.

مفہوم: حضرت شریح بن ہانی فرماتے ہیں میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو ان سے موزوں پر مسح کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ سفر میں ہوں تو تین دن رات اور مقیم ہوں تو ایک دن رات مسح کریں۔

دوسری دلیل: حدثنا ربيع... كنا سفرا مع رسول الله ﷺ امرنا ان لا ننزع خفافنا ثلثة ايام وثلث ليال. **تیسری دلیل:** حدثنا يونس... انه جعل المسح على الخفين للمسافر ثلثة... له السائل في مسئلته لزاده. **چوتھی دلیل:** حدثنا ربيع... فذكر باسناده مثله الا انه قال ولو استزدناه لزادنا. **پانچویں دلیل:** حدثنا ابن مرزوق... مثله الا انه لم يقل ولو استزدناه لزادنا. **چھٹی دلیل:** حدثنا ربيع... فذكر مثله باسناده. **ساتویں دلیل:** حدثنا ابوبكرة... فذكر باسناده مثله. **آٹھویں دلیل:** حدثنا ابوبكرة... فذكر باسناده مثله. **نویں دلیل:** حدثنا سليمن... انه شهد ان النبي قال ذلك. **دسویں دلیل:**

حدثنا محمد...مثله. **گیارہویں دلیل**:حدثنا ابن خزیمة...باسناده مثله. **بارہویں دلیل**:حدثنا ابن ابی داؤد...انی اسافر بین مكة والمدينة...ثلثة ايام للمسافر ويوم وليلة للمقيم. **تیرہویں دلیل**:حدثنا يونس...كنا اذا كنا سفرا او مسافرين امرنا ان لا...الا من جنابة ولكن من غائط وبول. **چودہویں دلیل**:حدثنا ابن مرزوق...فذكر باسناده مثله. **پندرہویں دلیل**:حدثنا ابن خزيمة...فذكر باسناده مثله. **سولہویں دلیل**:حدثنا ابن مرزوق...فقال للمسافر ثلث وللمقيم يوم وليلة مسحا على الخفين (نخب الافكار ۱/۴۹۷) **سترہویں دلیل**:حدثنا ابوبكرة...مثله وزاد اذا البستهما على طهارة. **اٹھارہویں دلیل**:حدثنا صالح...مثله في التوقيت خاصة وزاد انه جعل ذلك في غزوة تبوك. **انیسویں دلیل**:حدثنا ربيع...فذكر باسناده مثله. **بیسویں دلیل**:حدثنا ابن مرزوق...فتوضا ومسح على الخفين فكانت...ايام ولياليهن وللمقيم يوم وليلة. **اکیسویں دلیل**:حدثنا فهد...في المسح على الخفين للمقيم يوم وليلة وللمسافر ثلثة ايام ولياليهن(نخب الافكار ۱/۴۹۸)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) صرف ایک روایت سے استدلال کیوں؟

فهذه الآثار قد تواترت عن رسول الله ﷺ بالتوقيت في المسح على الخفين...الى مثل حديث ابى بن عمارة.

مفہوم: ان مذکورہ بالا متواتر روایات سے مدتِ مسح کی تعیین ہوئی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بعض حضرات ان متواتر روایات کو چھوڑ کر ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو لیتے ہیں۔(نخب الافکار ۱/۴۹۹)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے قول کے خلاف عمل وفتوٰی ثابت ہے

واما ما احتجوا به مما رواه عقبة عن عمر فانه قد تواترت الآثار ايضا عن عمر بخلاف ذلك

حدثنا ربيع.. وكان اجرانا على عمر سله عن المسح على الخفين...ولياليهن وللمقيم يوم وليلة.

مفہوم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جس روایت کو وہ بطور دلیل پیش کرتے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔ بنانہ جعفیؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مسافر کیلئے تین دن تین رات اور مقیم کیلئے ایک دن ایک رات۔(نخب الافکار ۱/۵۰۰)

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصّہ) مزید تائیدی دلائل

حدثنا ابوبكرة...امسح عليهما يوما وليلة.

مفہوم: حضرت سوید بن غفلہ فرماتے ہیں کہ حضرت بنانہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس (موزوں پر مسح) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں ان پر ایک دن رات مسح کرتا ہوں۔

حدثنا صالح...للمسافر ثلثة ايام ولياليهن وللمقيم يوم وليلة. حدثنا ابوبكرة...مثله.

حدثنا ابوبكرة... مثله. حدثنا ابوبكرة...مثله. حدثنا ابن خزيمة...مثله.

حدثنا فهد... من ادخل قدميه وهما طاهرتان فليمسح عليهما الى مثل ساعته من يومه وليلته.

حدثنا ابن خزيمة... كتب الينا عمر في المسح على الخفين... وللمقيم يوم وليلة.

حضرت عمرؓ کی حدیث مسح کے بارے میں موجود ہے

فهذا عمر قد جاء في هذا ما يوافق ما رويناه عن رسول الله ﷺ في التوقيت للمسافر وللمقيم.

مفہوم: حضرت عمرؓ کی حضور اکرم ﷺ سے ایسی روایات موجود ہیں جس میں مقیم اور مسافر کے۔لئے تعیین مدت کا ذکر ہے۔

حضرت عقبہؓ کی روایت میں احتمال؟

وقد يحتمل حديث عقبة ايضا ان يكون ذلك الكلام كان من عمر لانه علم... فاخبره بما اخبره.

مفہوم: حدیث حضرت عقبہ بن عامرؓ میں ممکن ہے کہ وہ کلام حضرت عمرؓ کا ہو کیونکہ حضرت عقبہؓ کا جس راستے پر گزر ہوتا تھا اس میں پانی نہیں ہوتا تھا لہذا ان کو تیمم کا حکم تھا اس وجہ سے حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا اور انہوں نے جواب دیا۔

تمام روایتوں میں تطبیق

وهذا الوجه اولى ما حمل عليه هذا الحديث ليوافق ما روى عن عمر سواه ولا يضاده.

مفہوم: اور ہمارا اس روایت کو اس بات پر محمول کرنا اس لئے تھا تاکہ حضرت عمرؓ کی باقی روایات کے ساتھ اس کی موافقت ہو جائے۔(نخب الافکار ۱/۵۰۱)

☆☆☆☆☆
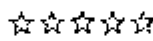
(آخری حصہ) دوسرے صحابہ کرامؓ کی روایات

وقد روى عن غير عمر من اصحاب رسول الله ﷺ ما يوافق ما روينا في التوفيق.

مفہوم: ہمارا اس روایت میں تطبیق دینا حضرت عمرؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہے۔

حدثنا فهد... فانه اعلمهم بوضوء رسول الله ﷺ كان يسافر... ايام ولياليهن للمسافر (نخب الافكار ۱/۵۰۳)

مفہوم: حضرت شریح بن ہانی فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جاؤ وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں، وہ حضور ﷺ کے ساتھ سفر کرتے تھے، چنانچہ میں نے ان کے پاس جا کر سوال کیا تو انہوں نے فرمایا مقیم کے لئے ایک دن اور رات اور مسافر کے لئے تین دن راتیں ہیں۔

حدثنا حسين... جعل عبد الله المسح على الخفين ثلثة ايام للمسافر وللمقيم يوما.

حدثنا ابن خزيمة... فكان لا ينزع خفية ثلثا. حدثنا ابن مرزوق... للمسافر ثلثة ايام ولياليهن وللمقيم يوم وليلة.

حدثنا ابو بكرة... فذكر باسناده مثله. حدثنا صالح... يقول ذلك. حدثنا ابن ابي داؤد... مثله.

حدثنا ابن خزيمة... مثل ذلك. حدثنا ابن خزيمة... مثله.

دلائل کا نتیجہ و مسلکِ احناف

فہذہ اقوال اصحاب رسول اللہ ﷺ قد اتفقت علی ما ذکرنا من التوقیت فی المسح... ذکرناہ ایضا۔

مفہوم: صحابہ کرام ؓ کے یہ مذکورہ اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسافر اور مقیم کیلئے مدت مسح مقرر ہے۔ اور کسی کیلئے اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں ہے۔ یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا مذہب ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۰۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب ذکر الجنب والحائض... وقراءتهم القران

اجمالی خلاصہ......: یہ باب دس حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے فریق اول کے دلائل ذکر ہوں گے (۲) فریق ثانی کے دلائل (۳) خلاصہ مذہب فریق ثانی (۴) مسلک ائمہ اربعہؒ اور دلائل (۵) بغیر طہارت کے ذکر کا ثبوت (۶) کلام طحاویؒ (۷) حضرت ابن عباس ؓ و ابن عمر ؓ کا بغیر وضو کے تلاوت کرنا (۸) تمام روایات کا نچوڑ کہ جنبی اور حائضہ کیلئے تلاوت ممنوع ہے لیکن محدث کیلئے جائز ہے (۹) مسلک احنافؒ (۱۰) اشکال۔

(پہلا حصہ) فریقِ اول کے دلائل

حدثنا علی... یتوضا فلم یرد علیہ فلما فرغ من وضوئہ قال انہ... الا علی طہارۃ۔

مفہوم: حضرت مہاجر بن قنفذ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ پر حالت وضو میں سلام کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے جواب نہ دیا۔ فراغت کے بعد فرمایا کہ بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مجھے پسند نہیں اس لئے جواب نہیں دیا۔

حدثنا محمد... کان یبول او قال مررت بہ وقد بال فسلمت... من وضوئہ ثم رد علی (نخب الافکار ۱/۵۰۴)

فذهب قوم الی هذا فقالوا لا ینبغی لاحد ان یذکر اللہ تعالی بشیء الا وهو علی حال یجوز لہ ان یصلی علیها۔

مفہوم: بعض لوگوں نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ بغیر طہارت کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) فریقِ ثانی کے دلائل

وخالفہم فی ذلک اخرون... مما احتجوا بہ فی ذلک۔

مفہوم: جمہورؒ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ سلام کا جواب دینے کیلئے اگر وہ بے وضو ہے تو تیمم کرے۔ البتہ سلام کے علاوہ اذکار وغیرہ میں یہ حضرات پہلے والوں کے موافق ہیں۔ ان کی مستدل روایات یہ ہیں۔

ما حدثنا ربیع... وقد خرج من غائط او بول فسلم علیہ فلم... الا انی کنت لست بطاهر۔

مفہوم: حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سید الرسل ﷺ کو قضائے حاجت کے بعد سلام کیا تو سرور کونین ﷺ نے تیمم کر کے اس کا جواب دیا اور فرمایا کہ میں بے وضو تھا اسلئے جواب نہیں دیا (نخب الافکار ۱/۵۱۷)

حدثنا ابن ابی داؤد... یبول فلم یرد علیہ حتی اتی حائطا فتیمم۔

حدثنا ربیع۔۔حتی اقبل علی الجدار فمسح وجھہ ویدیہ ثم رد علیہ السلام. حدثنا ابو زرعۃ۔۔مثلہ.

مسلکِ ثانی کی بنیاد مذکورہ دلائل پر ہے

قالوا فبھذہ الآثار رخصنا للذی یسلم علیہ۔۔۔وذکروا فی ذلک.

مفہوم: ان حضرات نے مذکورہ روایات سے استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی بے وضو ہو تو تیمم کر کے سلام کا جواب دیں۔ یہ مسئلہ جنازہ اور عید کی طرح ہے کہ ان دونوں میں بھی تیمم کی رخصت ہے اگر وضو کرنے پر جنازہ یا نماز عید کی نکلنے کا خوف ہو۔ جمہور نے اس بارے میں یہ روایات ذکر کی ہیں۔ (نخب الافکار ۵۲۱/۱)

ماحدثنا سلیمن۔۔تفجاہ الجنازۃ وھو علی غیر وضوء قال یتیمم ویصلی علیھا.

مفہوم: حضرت عطاءؒ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر نماز جنازہ میں جلدی ہو اور وضو نہ ہو تو کیا کیا جائے؟ فرمایا کہ تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھو۔

حدثنا ابن ابی داؤد۔۔مثلہ. حدثنا ابو بکرۃ۔۔مثلہ. حدثنا ابو بکرۃ۔۔۔مثلہ.

حدثنا حسین۔۔۔مثلہ. حدثنا صالح۔۔نحوہ. حدثنا ابو بکرۃ۔۔یقول ذلک.

حدثنا یونس۔۔۔مثلہ. حدثنا ابو بشر۔۔۔مثلہ.

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصہ) خلاصہ مذہب فریق ثانی

فلما کان قد رخص فی التیمم فی الامصار خوف فوت الصلوۃ علی الجنازۃ۔۔۔احد الا علی طھارۃ.

مفہوم: اگر شہروں میں نماز جنازہ اور عید کے فوت ہونے کا خوف ہو تو اس میں تیمم کی رخصت ہے کیونکہ ان کی قضاء نہیں ہوتی اسی طرح اگر سلام کا جواب دینا ہو تو بھی تیمم کر لینا چاہئے کیونکہ اگر فوراً جواب نہیں دے گا اور بعد پر چھوڑ دے گا تو بعد میں جواب، جواب نہیں ہوگا۔ اور وہ جن کے فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو اس کو بغیر طہارت کے ادا کرنا درست نہ ہوگا یا جن کا قائم مقام موجود ہو تو بغیر طہارت کے درست نہ ہوگا مثلاً نماز جمعہ کہ اس کا قائم مقام نماز ظہر ہے تو اگر وضو کرنے سے اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو وضو کر لو اور ظہر کی نماز ادا کر لو تیمم کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (نخب الافکار ۵۲۶/۱)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ) مسلکِ ائمہ اربعہؒ اور دلائل

وخالفھم فی ذلک اخرون فقالوا لا باس ان یذکر اللہ تعالی فی الاحوال کلھا۔۔ان یقرا القران.

مفہوم: بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بغیر وضو کے درست ہے لیکن جنبی اور حائضہ کیلئے قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں ہے۔

واحتجوا فی ذلک.

پہلی دلیل: بما حدثنا ابن مرزوق۔۔۔ثم دخل المخرج ثم خرج فاخذ حفنۃ من۔۔۔ذلک شیء لیس الجنابۃ.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

کہ اپنی طاقت سے دین کی مدد کرو۔ پھر آپ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے گئے، باہر آتے ہی پانی سے چہرے کا مسح کیا اور قرآن کی تلاوت کرنے لگے۔ ان دونوں نے آپ کے اس عمل کو ناپسند کیا تو فرمایا کہ سید الرسل ﷺ جنابت کے علاوہ ہر حالت میں قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ (نخب الافکار ۱/۳۰۰ ۵)

دوسری دلیل: حدثنا ابن مرزوق ... یقضی حاجته فیقرأ القرآن۔ **تیسری دلیل:** حدثنا حسین ... فذکر باسناد مثله۔ **چوتھی دلیل:** حدثنا محمد ... فذکر باسناده۔ **پانچویں دلیل:** حدثنا فهد ... کان رسول الله ﷺ یقرأ القرآن علی کل حال الا الجنابة۔ **چھٹی دلیل:** حدثنا محمد ... کان رسول الله ﷺ یعلمنا القرآن علی کل حال الا الجنابة۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ جنابت کے سوا ہر حالت میں ہمیں قرآن سکھاتے تھے۔

مذکورہ روایات کا نتیجہ

قال ابو جعفر ففیما روینا عن رسول الله ﷺ اباحة ذکر الله تعالیٰ علی غیر وضوء ... من قرأة القرآن خاصة۔

مفہوم: امام ابوجعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ ان روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اللہ اور قرآن کی تلاوت کرنا بغیر وضو کے جائز ہے۔ اور جنبی صرف قرآن کی تلاوت نہیں کرسکتا (نخب الافکار ۱/۳۰۲ ۵)

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصّہ) بغیر طہارت کے ذکر کا ثبوت

وقد روی عن رسول الله ﷺ ایضا فیما یدل علی اباحة ذکر الله تعالیٰ علی غیر طهارة۔

مفہوم: سرور کونین ﷺ سے ایسی مروی روایات موجود ہیں جو بغیر طہارت کے ذکر اللہ کے جواز پر دلالت کرتی ہیں مثلاً اگلی حدیث

بغیر وضو کے رات کا ذکر

ماحدثنا فهد ... ما من امرئ مسلم یبیت طاهرا علی ... والاخرة الا اعطاه ایاه۔

مفہوم: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو رات باوضو ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے سو جائے پھر رات کو اٹھ کر بغیر وضو و طہارت کے اللہ تعالیٰ سے جو چیز بھی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے سوال کو رد نہیں کرتا۔ (نخب الافکار ۱/۳۰۲ ۵)

حدثنا ابن مرزوق ... مثله غیر انه لم یذکر قوله علی ... قلت لحماد عن معاذ قال عن معاذ۔

حدثنا ربیع ... فذکر مثله باسناده۔

نیند کے بعد ذکر بغیر طہارت کے

فهذا ایضا بعد النوم ففی ذلك اباحة ذکر الله تعالیٰ بعد الحدث۔

مفہوم: ان مذکورہ بالا روایت میں نیند کے بعد کا ذکر ہے تو اس سے بغیر وضو کے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے جواز کا پتہ چلتا ہے مثلاً

ہر وقت ذکر کا ثواب

حدثنا علی ... کان رسول الله ﷺ یذکر الله علی کل احیانه

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید الرسل ﷺ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔

کیا تلاوتِ قرآن پاک جائز ہے؟

ففی هذا اباحة ذكر الله عزوجل فی حال الجنابة وليس فيه ولا فی حديث...وذكر الله فی حال الجنابة.

مفہوم: اس روایت سے حالتِ جنابت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا جواز ملتا ہے لیکن قرآن کی تلاوت کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں قرآن اور ذکر اللہ کے مابین فرق معلوم ہوتا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۳۸)

حالتِ جنابت میں تلاوت ممنوع ہے

وقد روی ایضا فی النهی عن قرائة القرآن فی حال الجنابة. ما حدثنا ابن ابی داؤد...لا يقرأ الجنب ولا الحائض القرآن.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے حالتِ جنابت اور حالتِ حیض میں قرآن کی تلاوت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۴۰)

حدثنا ابن ابی داؤد...هو جنب فاخبرت عمر بن الخطاب فجرنی الی...ولا اقرأ حتی اغتسل.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت اور نتیجہ

ففی هذين الاثرين منع الجنب من قرائة القرآن...فی حال الجنابة والحيض.

مفہوم: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حالتِ جنابت اور حالتِ حیض میں قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے حالتِ حدث میں قرآن پڑھنے اور ذکر الٰہی کرنے کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔ لیکن جنبی اور حائضہ کیلئے قرآن پڑھنا حرام ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۴۱)

☆☆☆☆☆

(چھٹا حصّہ) کلامِ طحاویؒ

فاردنا ان ننظر الى هذه الآثار باخر فنجعله ناسخا لما تقدم فنظرنا فی ذلک.

مفہوم: پس ہم وہ روایت دیکھیں گے جو بعد میں آئی ہوں اور پہلے والی روایات کیلئے ناسخ ہو تو اس بارے میں ہم نے غور کیا۔

آیت کے نزول سے پہلے گفتگو وجواب

فاذا ابن ابی داؤد قد حدثنا...اذا قمتم الی الصلوة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن علقمہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حالتِ جنابت میں نہ ہمارے ساتھ گفتگو فرماتے اور نہ ہی ہمارے سلام کا جواب دیتے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی "یایها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوة....الخ"۔

پہلا حکم کب منسوخ ہوا؟

قال ابو جعفر فاخبر علقمة فی هذا الحديث عن النبی ﷺ ان حكم الجنب كان عنده قبل...من اراد الصلوة خاصة.

مفہوم: اس روایت میں ہے کہ پہلے سید البشر ﷺ حالتِ جنابت میں نہ کلام فرماتے اور نہ ہی سلام کا جواب دیتے لیکن مذکورہ آیت نازل ہونے کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا اور نماز کے علاوہ کیلئے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پچھلی روایات کا نسخ

فثبت بذلک ان حدیث ابی الجھم و حدیث بن عمر و ابن عباس ﷺ... متاخر عن الحکم الذی فیھا۔

مفہوم: اس روایت سے پہلی تمام روایات جو حضرت ابوالجہم ﷺ، حضرت ابن عمر ﷺ، حضرت ابن عباس ﷺ اور حضرت مہاجر ﷺ سے مروی ہیں ان کی نسخ ثابت ہوتی ہے اور حضرت علی ﷺ کی روایت کا متاخر ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۴۲)

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصّہ) حضرت ابن عباس ﷺ وابن عمر ﷺ کا بغیر وضو کے تلاوت کرنا

ماحدثنا فھد... یقرئان القران وھما علی غیر وضوء۔

مفہوم: حضرت سعید بن جبیر ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس ﷺ اور حضرت ابن عمر ﷺ بغیر وضو کے قرآن کی تلاوت کرتے تھے۔ (نخب الافکار ۱/۵۴۶)

حدثنا سلیمن... فذکر باسنادہ نحوہ۔ حدثنا محمد... مثلہ۔

حدثنا ابراھیم... انہ کان یقرا حزبہ وھو محدث۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن بریدہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ابن عباس ﷺ بغیر وضو کے اپنا وظیفہ پڑھتے تھے۔

حدثنا ابن خزیمۃ... اذا اھرقت الماء اذکر اللہ قال ای شیء... قال نعم اذکر اللہ۔

فھذا ابن عباس و ابن عمر قد رویا عن النبی ﷺ لم یرد السلام فی حال الحدث حتی... قد ثبت النسخ ایضا عندھما۔

مفہوم: یہ حضرت ابن عباس ﷺ اور حضرت ابن عمر ﷺ ہیں جن سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ حالت حدث میں نہ تکلم فرماتے اور نہ ہی سلام کا جواب دیتے تھے اور ان روایات میں دونوں سے حالت حدث میں خود قرآن پڑھنا مذکور ہے۔ اور یہ اس وقت صحیح ہوگا جب تک اس کی نسخ پر کوئی روایت دلالت نہ کرے۔

مزید صحابہ ﷺ کا بغیر وضو تلاوت کا ثبوت

وقد تابعھما علی ماذھبا الیہ من ھذا قوم۔

حدثنا ابن خزیمۃ... ان یقریء رجلا فلما انتھی الی شاطی... یقرا و جعل یفتح علیہ۔

مفہوم: حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود ﷺ ایک آدمی کو قرآن پڑھارہے تھے کہ وہی آدمی دریا فرات کے کنارے ٹھہر گیا آپ نے وجہ پوچھی تو کہا کہ میرا وضو ٹوٹ گیا اسلئے وضو کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ قرآن پڑھو وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۴۷)

حدثنا ابن خزیمۃ... احدث فجعل یقرا فقیل لہ اتقرا وقد حدثت... انی لست بجنب۔

حدثنا سلیمن... کان ابو ھریرۃ ربما قرا السورۃ وھو غیر طاھر۔

حدثنا ابن مرزوق... مثلہ۔ حدثنا ابن خزیمۃ... مثلہ۔

☆☆☆☆☆

(آٹھواں حصہ)

تمام روایات کا نچوڑ کہ جنبی اور حائضہ کیلئے تلاوت ممنوع ہے لیکن محدث کیلئے جائز ہے

فقد ثبت بتصحیح ما روینا نسخ حدیث ابن عباس ومن تابعه وثبوت حدیث علی...بما نذکر ان شاء الله تعالیٰ.

مفہوم: ان تمام روایات سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے متبعین کی روایت کا نسخ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کے ثابت ہونے پر ہم بھی اسی پر عمل پیرا ہوئے یہ حضرات جنبی اور حائضہ کیلئے قرآن پڑھنے کی ممانعت اور محدث کیلئے قرآن پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں (نخب الافکار ۱/۵۴۷)

وقد روی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی منع الجنب ایضا من قراءة القران ما یوافق ماقلنا.

مفہوم: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی جنبی کیلئے قرآن پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔

حدثنا ابراهیم...کان عمر یکره ان یقرأ القران وهو جنب.

مفہوم: حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حالتِ جنابت میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔

حدثنا فهد...فذکر مثله باسناده.

☆☆☆☆☆

(نواں حصہ) مسلکِ احناف

فهذا عندنا اولی من قول ابن عباس لما قد وافقه مما قد رویناه عن رسول الله ﷺ...ومالك بن عبادة.

مفہوم: یہ روایت ہمارے نزدیک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے زیادہ بہتر اور اچھا ہے اسلئے کہ یہ دوسرے حضرات کی روایات کے موافق ہیں۔ یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے (نخب الافکار ۱/۵۵۰)

وقد روی عن ابن عباس ایضا ما یدل علی خلاف ما رواه نافع عنه فی...تقدم فی کتابنا هذا.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسی روایت مروی ہے جو حضرت نافع رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس کو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کے مخالف ہے۔

ذکر کے لئے وضو کیوں نہیں کیا؟

حدثنا یونس...فقیل له تتوضا فقال انی لا ارید ان اصلی فاتوضا.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے اور کھانا تناول فرمایا۔ پوچھا گیا کہ وضو کیوں نہیں کیا؟ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ میں تو صرف نماز کے لئے وضو کرتا ہوں (نخب الافکار ۱/۵۵۱)

حدثنا ابو بکرة...فذکر مثله باسناده. حدثنا ابن ابی داؤد...فذکر مثله باسناده. حدثنا محمد...مثله باسناده.

بغیر وضو ذکر کے جواز کی دلیل

افلا تری ان رسول الله ﷺ لما قیل له الا تتوضا فقال ارید الصلوة فاتوضا فاخبر ان الوضوء انما یراد للصلوة لا لذکر.

مفہوم: ان روایات میں سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر کرنا "میں نے نماز کا ارادہ نہیں کیا کہ وضو کروں" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ذکر الٰہی کیلئے وضو ضروری نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت منسوخ

فهذا معارض لما رويناه عن ابن عباس... انه هو الناسخ.

مفہوم: یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے معارض ہے اور یہی زیادہ اچھا ہے اسلئے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرورِ کونین ﷺ کے وصال کے بعد اسی پر عمل کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل اس کیلئے ناسخ ہے۔ (نخب الافکار ار ۵۵۵)

فان عارض في ذلك معارض بما حدثنا فهد... الخلاء الا توضا حين يخرج منه وضوئه للصلوة.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے اور وضو فرمایا۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) اشکال

قالوا فهذا يدل على فساد ما رايتموه عن عائشة ان رسول الله ﷺ كان يذكر الله على كل احيانه.

اگر معترض کہے کہ یہ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کے خلاف ہے جس میں ہے کہ سید البشر ﷺ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

جواب: قيل له ما في هذا دليل على ما ذكرت لانه قد يجوز ان يكون كان يذكر الله... ولا يتضاد من ذلك شيء.

اس کو جواب دیا جائے گا کہ ممکن ہے کہ یہاں مراد یہ ہو کہ سرکار دو عالم ﷺ وضو اور حدث دونوں حالتوں میں ذکر کرتے تھے تا کہ دونوں روایات تعارض سے بچی رہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کے بھی خلاف ہے جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کا ارادہ کرتے اس وقت وضو بناتے۔ چنانچہ ہم حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس روایت کے ساتھ تطبیق یوں دیں گے کہ ہو سکتا ہے کہ سرورِ کونین ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لانے کے بعد نماز کا ہی ارادہ کیا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا یہ عمل آیت "یایها الذین آمنوا اذا قمتم .... الخ" کے نزول سے پہلے ہو (نخب الافکار ار ۵۵۲)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب حكم بول الغلام والجارية قبل ان ياكلا الطعام

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ بیان کیا جا رہا ہے، اصل بحث اس کے بعد آ رہی ہے۔

بول صبی پاک ہے یا نجس؟

(۱) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک "بول صبی" نجس ہے (۲) داود ظاہریؒ کے نزدیک "بول صبی" پاک ہے۔

طریقہ تطہیر میں ائمہ اربعہؒ کے اختلاف کا خلاصہ

(۱) مالکیہؒ وحنفیہؒ کے نزدیک دونوں (صبی اور صبیہ) کا غسل ضروری ہے (۲) شوافعؒ وحنابلہؒ نے فرمایا دونوں میں فرق ہے بول صبی

میں نضح کافی ہے جبکہ بول صبیہ میں غسل ضروری ہے (معارف ۱/۲۶۸)
نوٹ: مالکیہ کا بھی ایک قول شوافعؒ کے ساتھ ہے۔

شوافعؒ وحنابلہؒ کی دلیل

(۱) حدیث الباب ''یہاں لفظ ''فنضحہ'' آیا ہے اور اسی طرح وہ احادیث جس میں ''نضح'' یا ''رش'' کا فرمایا گیا ہے۔ ان حضرات کی دلیل ہے صاحب عون المعبودؒ نے صفحہ ۱/۲۵ پر بہت سی مثالیں ذکر کی ہیں پھر آخر میں فرمایا کہ والحاصل ان النضح یجئی لمعان "منها الرش ومنها الغسل ومنها الازالة" ومنها غیر ذلك ۔لکن استعماله بمعنی الرش اکثر و اغلب و اشهر حتی لا یفهم غیر هذا المعنی الابقرینة تدل علی ذلك۔۔۔الخ۔
جواب: نضح یا رش سے مراد غسل خفیف ہے (عون ۱/۲۵)
اشکال: امام مسلمؒ نے ''فنضحه ولم یغسله غسلا'' حدیث بیان فرمائی۔
جواب: یہاں مبالغہ اور غسل میں مبالغہ کی نفی ہے (عون ۱/۳۶) حضرت بنوریؒ نے فرمایا: امام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ نے ''نضح'' اور ''رش'' کو غسل کے معنی میں لیا ہے مثلاً (۱) امام مسلمؒ ''ثم تنضحه ثم تصلی فیه'' امام ترمذیؒ ''ثم رشیه و صلی فیه'' واضح ہوا ہے کہ یہ نضح اور رش غسل کے مترادف ہیں نہ کہ اس میں متضاد۔ (معارف ۱/۲۷۰)

احنافؒ کی واضح دلیل

سیدہ ام الفضل لبابہ نے دو مختلف حدیثوں ''النضح'' ''الصب'' استعمال کیا ہے فحمل النضح علی الصب (معارف ۱/۲۷۰) امام محمدؒ نے فرمایا: بچے کے کھانا شروع کرنے تک حدیث سے اس کے بول میں تخفیف ثابت ہے۔ یعنی بول صبی میں نضح ثابت ہے اور بول جاریہ میں غسل لیکن بول صبی میں غسل اولیٰ ہے (معارف ۱/۲۷۰)

بول صبی اور صبیہ میں فرق کی وجہ؟

(۱) عورتوں کے مزاج میں رطوبت و برودت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے لڑکی کا پیشاب زیادہ غلیظ ہوتا ہے اس لئے غسل شدید ضروری ہے اس کے برخلاف لڑکے کے پیشاب میں حرارت ہوتی ہے اور رقیق ہوتا ہے۔ (فتح الملہم ۳/۲۷) (۲) عورت کے پیشاب کی جگہ کھلی اور کشادہ ہوتی ہے پیشاب منتشر ہوتا ہے جبکہ مرد کی تنگ ہوتی ہے اور پیشاب پھیلتا نہیں۔ (طحاوی شریف ۱/۶۸) (۳) لڑکے کو لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں اور اس کو گود میں زیادہ اٹھایا جاتا ہے۔ اور اس صورت میں ''بول'' کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے عموم بلوہ کی وجہ سے اس کے پیشاب میں تخفیف کردی بخلاف لڑکی کے۔ (فتح ۳/۲۷) امام طحاویؒ نے النضح بمعنی الصب کے ثبوت پر پانچ دلیلیں پیش کی ہیں مثلاً (۱) انی لاعرف مدینة ینضح البحر بجانبها۔ (طحاوی شریف ۱/۶۸)

نظر طحاویؒ

صبی اور صبیہ دونوں جب کھانا شروع کردیں تو دونوں کے بول کا حکم دھونے کا ہے۔ جب اس صورت میں کوئی فرق نہیں تو کھانا شروع ہونے سے قبل بھی فرق نہ ہونا چاہیے (طحاوی ۱/۶۸) صاحب اعلاء السننؒ نے ''باب وجوب غسل الثوب من بول الغلام الرضیع'' کے تحت پانچ روایات سے ثابت فرمایا ہے کہ دھونا لازم ہے ان میں ایک حدیث مذکور ہے عن عائشة رضی اللہ عنہا

قالت:"اتی رسول اللهﷺ بصبي يرضع فبال في حجره فدعا بماء فصبه عليه"(اعلاء حدیث نمبر ۳۹۸)

اجمالی خلاصہ...... یہ باب چار حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل بیان کئے جائیں گے (۲) احنافؒ کے دلائل اور نضح کا مطلب (۳) نضح بمعنی "دھونا" کے دلائل (۴) اور آخر میں ساری بحث کا حاصل بیان کیا جائے گا۔

(پہلا حصّہ) ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل

پہلی دلیل: حدثنا احمد... انه قال في الرضيع يغسل بول الجارية وينضح بول الغلام.

مفہوم: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے دودھ پیتے بچے اور بچی کے پیشاب کے متعلق فرمایا کہ اگر کپڑے پر لگے تو بچی کا پیشاب دھویا جائے اور بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکے۔

دوسری دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد... بال علی النبی ﷺ فقلت اعطني ثوبك اغسله... وينضح من بول الذكر.

تیسری دلیل: حدثنا فهد... فذكر مثله باسناده. **چوتھی دلیل**: حدثنا يونس... لم ياكل الطعام الى رسول الله ﷺ فاجلسه... بماء فنضحه ولم يغسله. **پانچویں دلیل**: حدثنا يونس... فذكر مثله باسناده. **چھٹی دلیل**: حدثنا ابن خزيمة... بصبي يحنكه ويدعوا له فبال عليه فدعا بماء فنضحه ولم يغسله(نخب الافکار ۱/۵۶۰)

قال ابو جعفر فذهب قوم الى التفريق بين حكم بول الغلام وبول الجارية قبل... وبول الجارية نجس.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچہ اور بچی اگر کھانا نہیں کھاتے تو ان میں سے لڑکے کا پیشاب پاک اور لڑکی کا ناپاک ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) احنافؒ کے دلائل اور نضح کا مطلب

وخالفهم في ذلك اخرون فسووا بين بوليهما جميعا وجعلوهما نجسين وقالوا... اراد يلزق بجانبها.

مفہوم: دوسرے بعض حضرات نے ان کی مخالفت کر کے دونوں کے پیشاب کو ناپاک کہا ہے اور سرکار دو عالم ﷺ کے فرمان کہ بچے کے پیشاب پر پانی چھڑکو اس سے پانی بہانا مراد ہے کیونکہ اہل عرب میں "نضح" سے یہی مراد ہے جس پر سرور کونین ﷺ کی ایک روایت دلالت کرتی ہے جس میں "نضح" سے پانی ڈالنا ہی مراد لیا گیا ہے (نخب الافکار ۱/۵۶۲)

لڑکی اور لڑکے کیلئے دو لفظ مختلف کیوں استعمال ہوئے؟

قالوا وانما فرق بينهما لان بول الغلام يكون في موضع واحد لضيق مخرجه... وهذا محتمل لما ذكرناه.

مفہوم: بعض فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ دونوں کے پیشاب میں فرق اسلئے کیا گیا کہ لڑکے کا مخرج تنگ ہونے کی بناء پر پیشاب ایک جگہ ہوتا ہے اور لڑکی کا مخرج کشادہ ہونے کی وجہ سے متفرق جگہ ہوتا ہے اس وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے لڑکے کیلئے نضح فرمایا اور اس سے مراد ایک جگہ پانی ڈالنا ہے۔ اور لڑکی کے پیشاب کو دھونے کا فرمایا کہ یہ متفرق جگہ پر ہوتا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۶۲)

ابن مسیبؒ کے نزدیک دونوں پیشاب ناپاک ہیں

وقد روی عن بعض المتقدمین ما یدل علی ذلک فمن ذلک ما حدثنا محمد۔۔۔ والصب بالصب من الابوال کلھا۔

مفہوم: حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ تمام پیشاب میں چھڑ کنے کے ساتھ چھڑکنا اور بہانے کے ساتھ بہانا ہے۔(نخب الافکار۱/۵۷۰)

حضرت حسنؒ کے نزدیک بھی دونوں کے پیشاب ناپاک ہیں

حدثنا محمد۔۔۔ وبول الغلام یتتبع بالماء۔

مفہوم: حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ بچی کے پیشاب کو اچھی طرح دھونا اور بچے کے پیشاب پر مسلسل پانی ڈالنا ہے۔

افلا تری ان سعیدا قد سوی بین حکم الابوال کلھا من الصبیان وغیرھم۔۔۔ عنده بضیق مخرجھا وسعته۔

مفہوم: حضرت سعید بن مسیبؒ نے دونوں کے پیشاب کا ایک حکم فرمایا ہے۔ اور ان کی روایت کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ناپاک ہیں اور مخرج کے تنگ ہونے اور کشادہ ہونے میں فرق بیان کیا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ کچھ پاک ہوگا اور کچھ ناپاک ہوگا(نخب الافکار۱/۵۷۱)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) نضح بمعنی ''دھونا'' کے دلائل

ثم اردنا بذلک ان تنظر فی الآثار۔۔۔ ما یدل علی شیء مما ذکرنا۔

مفہوم: اب ہم ایسی روایت تلاش کرتے ہیں کہ جو ہمارے اس موقف پر دلالت کریں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نظر میں نضح بمعنی دھونا

فنظرنا فی ذلک فاذا محمد بن عمرو بن یونس قد حدثنا قال ثنا ابو معاویة۔۔۔ صبوا علیه ماء صبا۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کونین ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تا کہ سرکار دو عالم ﷺ ان کیلئے دعا کریں، ایک بچے کو لایا گیا تو اس نے آپ پر پیشاب کیا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے اس پر اچھی طرح پانی بہانے کا حکم فرمایا۔

حدثنا ربیع۔۔۔ فذکر باسناده مثله۔

حدثنا ربیع۔۔۔ اتی بصبی فبال علیه فاتبعه الماء ولم یغسله۔

مفہوم: اس روایت میں سید البشر ﷺ نے پیشاب پر پانی تو ڈالا لیکن اس کو اچھی طرح دھویا نہیں۔ پانی ڈالنے کا حکم دھونے کی طرح ہے جیسے جب کسی شخص کے کپڑے کو پاخانہ لگ جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس پر پانی ڈالو تو اس سے پاک ہو جاتا ہے۔

حدثنا یونس۔۔۔ مثله غیر انه لم یقل ولم یغسله واتباع الماء حکمه۔۔۔ ان ثوبه قد طهر۔

حدیث زائدہؒ میں نضح کا معنی دھونا

وقد روی هذا الحدیث زائدة۔۔۔ ان النضح عندهم هو الصب۔

مفہوم: حضرت زائدہؒ کی روایت جس کو انہوں نے حضرت ہشام بن عروہؒ سے روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابو معاویہ ؒ کی

روایت میں چھڑکنے سے مراد پانی ڈالنا ہی ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۷۶)

حضرت ابن ابو لیلیٰ ؒ کی نظر میں صب کا مطلب بھی دھونا ہے

-حدثنا فهد... بوله صب عليه الماء.

مفہوم: حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ پر پیشاب کیا تو لوگ ان کو اٹھانے لگے اس پر سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو چھوڑنے کا فرمایا پھر فراغت کے بعد اس پر پانی ڈالا (نخب الافکار ۱/۵۷۶)

حدثنا فهد... فذكر مثله باسناده. حدثنا ابن ابي داؤد ... عنى بطنه او على صدره حسن او حسين... فدعا بماء فصبه عليه. حدثنا فهد... اعطني ازارك اغسله قال انما يصب على بول الغلام ويغسل بول الجارية.

مفہوم: حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت کے بعد میں نے سید الرسل ﷺ سے خود ان کی کفالت کا اظہار کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو میری کفالت میں دے دیا، جب میں ان کو لائی تو انہوں نے آپ کی چادر پر پیشاب کیا۔ میں نے دھونے کیلئے کہا تو حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بچے کے پیشاب پر پانی ڈالا جائے اور بچی کے پیشاب کی جگہ دھوئی جائے (نخب الافکار ۱/۵۷۶)

حدیث ام الفضل رضی اللہ عنہا میں صب بمعنی دھونا

قال ابو جعفر فهذه ام الفضل... صب على البول الماء.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاوی فرماتے ہیں کہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کی روایت میں بچے کے پیشاب پر پانی ڈالنے کا ذکر ہے جبکہ گزشتہ روایت میں پانی چھڑکنے کا۔ چنانچہ یہاں چھڑکنے سے پانی ڈالنا ہی مراد ہوگا تا کہ دونوں روایتوں میں تضاد نہ ہو۔ اور حضرت ابن ابو لیلیٰ کی روایات مختلف نہیں ہے جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو پیشاب پر پانی ڈالتے ہوئے دیکھا تھا۔ (نخب الافکار ۱/۵۷۷)

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) ساری بحث کا حاصل

فثبت بهذه الآثار ان حكم بول الغلام هو الغسل... هذا الباب من طريق الآثار.

ان روایات سے ثابت ہوا کہ بچے اور بچی دونوں کے پیشاب کو دھونے کا ذکر ہے لیکن الفاظ میں فرق (لفظی فرق) ہے معنوی فرق نہیں ہے۔ اور اس کی علت وہی ہے جس کا بیان گزر چکا ہے کہ بچے کا مخرج تنگ اور بچی کا کشادہ ہوتا ہے۔

نظرِ طحاویؒ

واما وجهه من طريق النظر فانا رأينا الغلام والجارية حكم ابوالهما... فبول الغلام ايضا نجس.

مفہوم: قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ جب بچہ اور بچی کھانا کھانے کے لائق ہو جائے تو دونوں کے پیشاب کا حکم برابر ہے اسی طرح کھانا کھانے سے پہلے بھی دونوں برابر ہونا چاہیے کہ بچی کا پیشاب ناپاک ہے تو بچے کا بھی ناپاک ہوگا۔ یہی امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۷۷)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب الرجل لا يجد الا نبيذ التمر هل يتوضا به او يتيمم

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ بیان کیا جارہا ہے، اصل بحث اس کے بعد آرہی ہے۔

نبیذِ تمر کے بارے میں فقہاءؒ کے اختلاف کا خلاصہ

(۱) نبیذ تمر ایسی جس میں مٹھاس نہ ہو (۲) نبیذ تمر ایسی جس میں سکر (نشہ) ہو (۳) نبیذ تمر ایسی کہ اس میں مٹھاس ہو سکر اور نشہ نہ ہو۔
پہلی میں بالاتفاق آئمہ اربعہؒ کے وضو جائز ہے دوسری میں بالاتفاق آئمہ اربعہؒ کے وضو نا جائز ہے تیسری میں اختلاف ہے امام صاحبؒ اور جمہورؒ کے مابین لیکن امام صاحبؒ سے رجوع ثابت ہے اس لئے دلائل کا تذکرہ میں لمبی چوڑی بحث کرنا فضول ہے (شامی ۱/۲۲۸)

امام اعظمؒ کا اپنے اس قول سے رجوع

صاحب بدائع الصنائعؒ نے نبیذ تمر کا حکم "شرائط ارکان وضو میں الجامع المروزی" سے نقل فرمایا ہے کہ امام صاحبؒ نے اپنے مسلک سے رجوع فرمالیا تھا اپنے قول سے" باوجود رجوع کرنے کے علامہ کاسانیؒ نے اسی باب میں امام صاحبؒ کی مستدل حدیث ابن مسعودؓ، کبار صحابہ کرامؓ اور تابعین کرامؒ کے فتاویٰ کے ساتھ پہلے قول کے دلائل بھی نقل فرمائے۔ اور ثابت فرمایا ہے کہ پہلا قول بھی دلائل پر مبنی تھا' علامہ کاسانیؒ نے امام اوزاعیؒ کا مسلک ذکر کیا ہے کہ انکے نزدیک نبیذ کی تمام اقسام سے وضو جائز ہے یہی ہو یا پکی۔

امام اعظمؒ کے دلائل

صاحب اعلاء السننؒ "باب الدليل على جواز الوضوء بنبيذ التمر" کے تحت سات روایات (۲۷۶ سے ۲۸۲ تک) لائے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قول میں بھی امام صاحب تنہا نہیں تھے بلکہ ان کا مسلک صحابہ کرامؓ وتابعین کرامؒ کے موافق تھا ان میں سے ایک روایت یہ ہے عن عبد الله بن عباسؓ "ان رسول اللهﷺ قال لابن مسعود ليلة الجن: معك ماء؟ قال: لا الا نبيذ في سطيحة فقال رسول اللهﷺ تمرة طيبة وماء طهور صب علي قال: فصببت عليه فتوضا" (اعلاء السنن حدیث نمبر ۲۷۷)
علامہ شامیؒ نے فرمایا "امام صاحبؒ سے تین روایات منقول ہیں لیکن ضابطہ کے تحت پہلا قول درست ہونا چاہیے جو (مرجوح قول) ہے۔ (فتاویٰ شامی ۱/۲۲۷)

امام طحاویؒ کا منصفانہ کلام

امام طحاویؒ نے حدیث ابن مسعودؓ کو دو سندوں سے ذکر فرمایا پھر تبصرہ فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ جمہورؒ کے چھ دلائل پیش فرمائے اور راجح مذہب جمہور کا قرار دیا۔

نظر طحاویؒ

زبیب اور سرکہ وغیرہ نبیذ تمر کے نظائر ہیں ان سے وضو جائز نہیں تو پھر نبیذ سے بھی جائز نہیں ہونا چاہئے آخری دلیل میں یہ فرما کر کہ" نبیذ تمر سے وضو آیت تیمم سے منسوخ ہے" بات ہی ختم کردی (طحاوی شریف ۱/۷۰)
اجمالی خلاصہ......: یہ باب چار حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے فریقِ اول یعنی امام اعظمؒ کے دلائل بیان کئے جائیں گے (۲) فریقِ ثانی یعنی جمہورؒ کے دلائل (۳) جمہور کے قول کی تائید احادیث سے (۴) اور آخر میں فیصلہ کن قول یعنی نظرِ طحاویؒ بیان کیا جائے گا۔

(پہلا حصّہ) فریقِ اول یعنی امام اعظمؒ کے دلائل

حدثنا ربیع... اصبب علی فتوضا به وقال شراب وطهور.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "لیلۃ الجن" میں حضور اکرم ﷺ کے پاس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ان سے پانی طلب کیا تو عرض کیا کہ صرف نبیذ تمر ہے۔ پھر آپ نے اس سے وضو کیا اور فرمایا کہ یہ مشروب ہے اور پاک کرنے والا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۷۹)

حدثنا ابو بكرة ... احتاج الى ماء يتوضأ به ولم يكن معه الا النبيذ... فتوضا به رسول الله ﷺ.

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ان من لم يجد الا نبيذ التمر في سفره توضا بهذ الآثار وممن ذهب الى ذلك ابو حنيفةؒ.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کا موقف ہے کہ سفر میں اگر کسی کو پانی نہ ملے تو وہ نبیذ تمر سے وضو کر سکتا ہے اور اسی روایت سے استدلال کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۸۱)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) فریقِ ثانی یعنی جمہورؒ کے دلائل

وخالفهم في ذلك اخرون فقالوا لا يتوضا بنبيذ التمر ومن لم يجد غيره تيمم ولا يتوضا به وممن ذهب الى هذا القول ابو يوسف.

مفہوم: لیکن بعض حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے نبیذ تمر سے وضو کرنا ناجائز کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کیا جائے گا۔ امام ابو یوسف بھی انہیں میں سے ہے۔ ان کی دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

وكان من الحجة لاهل هذا القول على اهل القول الاول ان عبد الله بن مسعود انما روى ما ذكرنا عنه... الذين ذكرنا.

مفہوم: پہلے قول کے قائلین کے خلاف ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت جسے ہم نے باب کے شروع میں نقل کیا جن طریقوں سے مروی ہے وہ ان لوگوں کے نزدیک جو خبر واحد قبول کرتے ہیں ایسے طریقے پر نہیں ہیں جو حجت بن سکے، کیونکہ راوی نے وضاحت کے ساتھ بیان نہیں کیا تاکہ متواتر طرق سے مروی روایت بھی قبول ہوتی۔ لہٰذا اس روایت کے مطابق دونوں طریقوں کے مطابق عمل کرنا صحیح نہیں۔

ولقد روى عن ابى عبيدة بن عبد الله ما يدل على ان عبد الله لم يكن مع رسول الله ﷺ ليلتئذ.

مفہوم: حضرت ابو عبیدہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جو کچھ مروی ہے اس کے مطابق اس رات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ نہیں تھے۔

حدثنا ابن ابى داؤد... قال قلت لابى عبيدة أكان عبد الله بن مسعود مع رسول الله ﷺ.

مفہوم: حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "لیلۃ الجن" میں حضرت عبداللہ بن مسعود

رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کے ہمراہ تھے، انہوں نے فرمایا "نہیں"۔

حدثنا ابن مرزوق... ان اباه كان مع رسول الله ﷺ ليلتئذ وهذا امر لا يخفى مثله على مثله... اذ كان معه.

پچھلی روایت ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے منقطع ہے

فان قال قائل الآثار الاول اولى من هذا لانها متصلة وهذا منقطع لان اباعبيدة لم يسمع من ابيه شيئا.

مفہوم: اگر کوئی کہے کہ پہلی والی روایت متصل ہونے کی وجہ سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ روایت منقطع ہے اس لئے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے کچھ نہیں سنا۔

جواب منقطع ہونے کے اعتبار سے استدلال نہیں کیا بلکہ علمی تقدم اور قربت کی وجہ سے معتبر ہے

قيل له ليس من هذه الجهة احتججنا بكلام ابي عبيدة انما احتججنا به... وصفت.

مفہوم: ہم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے کلام سے اس بناء پر حجت نہیں لیا بلکہ اس کے علمی تقدم اور اپنے والد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قربت کی بناء پر حجت لیا ہے کیونکہ ایسے قسم کے امور آپ پر مخفی نہیں ہوسکتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا ثبوت

وقد روينا عن عبدالله ابن مسعود من كلامه بالاسناد المتصل ما قد وافق ما قال ابو عبيدة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود سے ان کا کلام متصل سند کے ساتھ بھی مروی ہے جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق ہے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصہ) جمہورؒ کے قول کی تائید احادیث سے

حدثنا ابن ابي داؤد... لم اكن مع النبي ﷺ ليلة الجن ولو ددت اني كنت معه.

مفہوم: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ لیلۃ الجن میں نہیں تھا۔ (نخب الافکار ۱/۵۸۸)

حدثنا ربيع... لم يصحبه منا احد ولكن فقدناه ذات ليلة فقلنا استطير... اقرئهم القران فارانا آثارهم (نخب الافکار ۱/۵۸۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا لیلۃ الجن میں موجودگی سے انکار

فهذا عبدالله قد انكر ان يكون كان مع رسول الله ﷺ ليلة الجن فهذا الباب ان كان يوخذ من... ومتنه وثبت رواته.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لیلۃ الجن میں حاضر ہونے کا خود انکار کرتے ہیں۔ اگر اس کو صحتِ اسناد کے طریق پر قبول کیا جائے تو یہ طریق روایت اور راویوں کے ثبت کی وجہ سے زیادہ اولیٰ و بہتر ہوگا (نخب الافکار ۱/۵۹۰)

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) نظرِ طحاویؒ

وان كان من طريق النظر فانا قد راينا الاصل المتفق عليه انه لا يتوضا على ذلك... وهو النظر عندنا والله اعلم.

مفہوم: اور اگر غور و فکر کے طریقے پر دیکھا جائے تو ہمارے سامنے ایک متفق علیہ ضابطہ ہے کہ کشمش کے رس اور سرکے کے ساتھ وضو نہ کیا جائے۔ تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ کھجور کے رس کا بھی یہی حکم ہو، علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ پانی کی موجودگی میں کھجور کے رس سے وضو نہ کیا جائے کیونکہ وہ پانی نہیں ہے تو جب پانی کی موجودگی میں وہ پانی کے حکم سے خارج ہے تو پانی نہ ہونے کی صورت میں بھی یہی بات ہوگی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت جس میں کھجور کے رس سے وضو کرنا مذکور ہے اس میں یہ ہے کہ آپ نے اسی سے غیر حالت سفر میں وضو کیا کیونکہ آپ مکہ مکرمہ سے ان (جنوں) کے ارادے سے باہر تشریف لے گئے تھے پس کہا گیا ہے کہ آپ نے اس جگہ کھجور کے رس سے وضو کیا جو مکہ مکرمہ کے حکم میں ہے کیونکہ آپ نے نماز پوری پڑھی تو آپ کا وہاں نبیذ استعمال کرنا، مکہ مکرمہ میں استعمال کرنے کے حکم میں ہے پس اگر اس روایت سے ثابت ہو جائے کہ نبیذ ان چیزوں میں سے ہے جن سے شہروں اور وادیوں میں وضو کرنا جائز ہے تو ثابت ہوگا کہ پانی کی موجودگی اور غیر موجودگی دونوں صورتوں میں اس سے وضو جائز ہوگا۔ پس اس کے ترک پر اجماع اور اس کے خلاف پر عمل ہے تو انہوں نے شہروں میں اس کے ساتھ وضو جائز قرار نہیں دیا اور نہ ہی ان مقامات میں جو شہروں کے حکم میں ہیں، اس سے وضو جائز ہے تو اس سے ان کا اس حدیث کو چھوڑنا ثابت ہو گیا اور اس نبیذ کا حکم پانیوں کے حکم سے خارج ہو گیا اور ثابت ہوا کہ اس کے ساتھ کسی حالت میں بھی وضو کرنا جائز نہیں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے اور ہمارے نزدیک قیاس کا مقتضیٰ بھی یہی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (نخب الافکار ۱/۵۹۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب المسح علی النعلین

اجمالی خلاصہ...... یہ باب چار حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے مذاہب بیان کئے جائیں گے (۲) دلائل ائمہ اربعہ (۳) حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احتمال (۴) آخر میں امام طحاویؒ کی عقلی دلیل بیان کی جائے گی۔

(پہلا حصّہ) مذاہب

(۱) بعض صحابہ کرام اور بعض ظاہریہؒ کے نزدیک نعلین پر مسح جائز ہے۔ "فذهب قوم" کا مصداق یہی حضرات ہیں (۲) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک نعلین پر مسح ناجائز ہے۔ "وخالفهم" کا مصداق یہی حضرات ہیں۔ (معارف ۱/۳۲۸)

اصحاب ظواہر کے دلائل

حدثنا ابوبکرة... رأیت ابی... فقال رأیت رسول الله ﷺ یمسح علی النعلین.

مفہوم: حضرت اوس بن ابی اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو جوتوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ آپ جوتوں پر مسح کر رہے ہیں، فرمایا کہ اسی طرح میں نے سید البشر ﷺ کو نعلین پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تھا (نخب الافکار ۱/۵۹۲)

حدثنا فهد... قال فتوضا و مسح علی نعلیه فقلت له انتعل هذا فقال... رأیت رسول الله ﷺ فعل.

قال ابو جعفر فذهب قوم الی المسح علی النعلین کما یمسح علی الخفین و قالوا قد شد ذلک ما روی عن علی.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ موزوں کی طرح جوتوں پر بھی مسح کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت اس

کو تقویت بخشتی ہے۔ اس بارے میں انہوں نے ذکر کیا جیسا کہ اگلی روایت میں وضح ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جوتوں پر مسح کرنا

فذکروا فی ذلک ما حدثنا ابو بکرۃ... ثم دعا بماء فتوضا ومسح علی نعلیہ... نعلیہ ثم صلی.

مفہوم: حضرت ابوظبیانؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر وضو کیا اور جوتوں پر مسح کیا۔ پھر مسجد تشریف لے گئے اور نماز پڑھی (نخب الافکار ۱/۵۹۳)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ)　　دلائل ائمہ اربعہؒ

وخالفھم فی ذلک آخرون... وکان من الحجۃ لھم... ومسحہ علی النعلین فضل.

مفہوم: بعض حضرات اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ سید الکونین ﷺ نے جو مسح کیا تھا وہ حقیقت میں موزوں پر تھا جو نعلین کے نیچے پہنی ہوئی تھی نعلین پر مسح کرنا مقصود نہیں تھا۔ اور وہ موزے ایسے ہوں کہ جوتے کے بغیر بھی اس پر مسح کیا جاتا تو آپ نے موزوں پر مسح کا ارادہ کیا ہو نہ کہ جوتوں پر۔ لہٰذا اصل مسح موزوں پر تھا جوتوں پر مسح زائد تھا۔ وضاحت اگلی حدیث میں ہے۔ (نخب الافکار ۱/۵۹۴)

پہلی دلیل: وقد بین ذلک ما حدثنا علی... مسح علی جوربیہ ونعلیہ.

مفہوم: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے موزوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔

دوسری دلیل: حدثنا ابو بکرۃ... بمثلہ. **تیسری دلیل:** فاخبر ابوموسی والمغیرۃ عن مسح النبی ﷺ علی نعلیہ کیف کان منہ.

مفہوم: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کی مسح کی کیفیت مذکور ہے۔

چوتھی دلیل: وقد روی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ فی ذلک وجہ آخر حدثنا ابن ابی داؤد... یمسح علی نعلیہ یمسح علی قدمیہ.

مفہوم: حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وضو کرتے وقت اگر نعلین پہنے ہوتے تو قدموں کے ظاہر پر مسح کرتے اور اس کو سرکار دو عالم ﷺ کی طرف منسوب کرتے۔ (نخب الافکار ۱/۵۹۹)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ)　　حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں احتمال

فقد یحتمل ان یکون ما مسح علی قدمیہ ھو الفرض... جواز المسح علی النعلین.

مفہوم: اس بات کا بھی احتمال ہے کہ آپ کا پاؤں پر مسح کرنا فرض ہو اور نعلین پر مسح زائد ہو۔ پس حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی روایت میں سید الکونین ﷺ سے جو نعلین پر مسح کا ذکر ہے اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے جو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا بھی احتمال ہے اگر وہ احتمال ہو جو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی تو ہمارا بھی یہی قول ہے کیونکہ ہمارے نزدیک جرابوں پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ دبیز ہوں۔ حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے یہی فرمایا اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جرابوں پر مسح جائز نہیں جب تک وہ دبیز نہ ہوں اور ان پر چمڑا چڑھا ہوا نہ ہو اس

وقت وہ موزوں کی طرح ہوگی۔ اور اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق ہو تو اس میں پاؤں پر مسح کا اثبات ہے تو اس کا ثبوت معارضہ اور "نسخ فرض القدمین" کے باب میں گذر چکا ہے تو حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی روایت کا جو بھی معنی ہو، حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ احتمال مراد ہو (دونوں صورتوں میں) نعلین پر مسح کے جائز ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) امام طحاویؒ کی عقلی دلیل

فلما احتمل حدیث اوس ما ذکرنا ونم یکن فیه حجة... اللذین لا یغیبان القدمین.

مفہوم: حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی ذکر کردہ روایت میں ایک احتمال تو وہی ہے جس کو ہم ذکر چکے ہیں، اور اس میں نعلین پر مسح کے جواز کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اب ہم نعلین کا حکم معلوم کرنے کیلئے قیاس کی طرف جاتے ہیں تو ہم نے دیکھا کہ وہ موزے جن پر مسح جائز ہے اگر وہ پھٹے ہوں اور دونوں پاؤں کا اکثر حصہ نظر آتا ہو تو اس پر بالاتفاق مسح کرنا جائز نہیں ہے یعنی موزوں میں پاؤں کا چھپا ہوا ہونا چاہئے اگر ظاہر ہوگا تو مسح جائز نہیں ہوگا، اور نعلین سے پاؤں چھپتا نہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ نعلین سے مسح جائز نہیں ہے (نخب الافکار ۱/۲۰۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب المستحاضة کیف تتطهر للصلوة

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ بیان کیا جا رہا ہے، اصل بحث اس کے بعد آ رہی ہے۔

(۱) مستحاضہ کی چار قسمیں ہیں: ممیزہ غیر معتادہ

ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک تمیز لون کا اعتبار ہے۔ احنافؒ کے نزدیک تمیز لون کا اعتبار نہیں ہے۔

(۲) معتادہ غیر ممیز

احنافؒ وحنابلہؒ کے نزدیک عادت کا اعتبار ہوگا شافعیہؒ و مالکیہؒ عادت کے ساتھ (انتظار، احتیاط) کے قائل ہیں یعنی مزید تین دن۔

(۳) غیر معتاد غیر ممیزہ

اس کی دو قسمیں ہیں (۱) مبتداۃ (۲) متحیرہ۔ مبتداۃ ممیزہ ہو تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اعتبار ہے احنافؒ کے نزدیک اعتبار نہیں ہے۔

(۴) غیر ممیز غیر معتادہ

اگر دونوں متفق ہوں تو فلا اشکال ورنہ احنافؒ وحنابلہ کے نزدیک عادت کا اعتبار ہوگا۔ جو خون ہو وہ حیض ہوگا۔ (اوجز ۱/۳۴۱)

مستحاضہ کیلئے غسل

جمہورؒ اور احنافؒ کے نزدیک آخر میں ایک ہی بار غسل ہوگا ہر نماز کیلئے غسل نہیں ہوگا بلکہ وضو ہوگا۔ مالکیہؒ کے نزدیک وضو مستحب ہے واجب نہیں۔ شوافعؒ کے نزدیک ہر نماز کے لئے غسل مستحب ہے اور وضو واجب ہے۔ (بذل ۱/۱۶۹)

پہلا مذہب

صاحب امانی الاحبارؒ نے تین مذاہب نقل فرمائے ہیں (۱) ظاہریہ، امامیہ وغیرہ کے نزدیک مستحاضہ "غسل لکل صلوۃ" کرے گی "فذهب قوم" کے مصداق یہی لوگ ہیں ابن عمرؓ و ابن زبیرؓ کا مسلک بھی یہی ہے (امانی، اوجز ۱/۲۵۷)

دلائل

(۱) حدیث ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو سات سال تک "مرض مستحاضہ" میں مبتلا رہیں۔ سید الرسل ﷺ نے انہیں فرمایا: یہ حیض کا خون نہیں بلکہ رحم کے واسطے شیطان کی ایڑی کی چوٹ ہے اس لئے یہ خون زخم کا ہے نماز کو نہیں روک سکتا ایام حیض میں نماز روزہ کو چھوڑ دیں اس کے بعد ہر نماز کیلئے غسل کرلیا کریں۔ یہ وجوب غسل کی دلیل ہے (۲) حضرت علی وابن عباس وابن عمرؓ کا فتویٰ کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے غسل کرے گی (امانی الاحبار ۲/۷۷)

جوابات

(۱) امام طحاویؒ نے جوابات دیے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو غسل لکل صلوۃ کا حکم دیا گیا وہ منسوخ ہے حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کیونکہ حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو "غسل لکل صلوۃ" کا حکم دیا گیا تھا لیکن جب غسل ان پر شاق وگراں گزرا تو حکم غسل لکل صلاۃ کو منسوخ کر کے جمع بین الصلاتین کا حکم دیا گیا (امانی الاحبار ۲/۷۷) (۲) غسل لکل صلوۃ" کا حکم از قبیل احکام نہیں بلکہ از قبیل علاج ہے اس لئے غسل کرنے سے رحم کا اندرونی حصہ سکڑ جاتا ہے جس سے خون کا سیلان بند ہو جاتا ہے (امانی الاحبار) (۳) حضرت علیؓ وابن عباسؓ وغیرہم نے پہلے "غسل لکل صلوۃ" کا حکم دیا تھا بعد میں مستحاضہ عورت کی پریشانی کو دیکھ کر انہوں نے اپنے پہلے فتوی سے رجوع کرلیا اور بعد میں جمع بین الصلوتین کا فتوی دیا لہٰذا بعد والا فتوی راجح ہے (امانی الاحبار) (۴) علامہ کشمیریؒ نے فرمایا: غسل لکل صلوۃ کا حکم ٹھنڈک، قلت دم کیلئے اور دفع تقطیر کیلئے ہے (فیض ۱/۳۴۳) (۵) حضرت شیخ الحدیث زکریاؒ نے لکھا ہے کہ "غسل لکل صلوۃ" والی تمام احادیث ضعیف ہیں جیسے ابن عبدالبرؒ نے فرمایا۔ امام طحاویؒ نے منسوخ ثابت کیا ہے۔ ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ غسل صرف ایک ہی ہے "لکل صلوۃ" نہیں ہے (اوجز ۱/۲۵۸) بعض حضرات نے فرمایا "غسل لکل صلوۃ" استحباب پر محمول ہے نہ کہ وجوب پر۔ حضرت شیخ الحدیث زکریاؒ نے لکھا کہ متحیرہ کی بعض صورتوں میں غسل لکل صلوۃ کا حکم ہے (اوجز ۱/ ۲۵۹، معارف ۱/۴۳۸) حضرت بنوریؒ نے فرمایا: جمہورؒ کے نزدیک متحیرہ کے بغیر غسل لکل صلوۃ استحباب پر محمول ہے (معارف ۱/۴۳۷)

دوسرا مذہب

(۲) امام ابراہیم نخعیؒ وعبداللہ بن شدادؒ کے نزدیک مستحاضہ تین غسل روزانہ کرے گی۔ "وخالفهم فی ذلك آخرون" کے مصداق یہی لوگ ہیں یعنی مستحاضہ ظہر وعصر کو ساتھ پڑھے گی اور ایک غسل کرے گی۔ اسی طرح مغرب وعشاء میں ایک غسل اور فجر کیلئے ایک غسل۔

دلیل

حدیث زینب بنت جحش، حدیث عائشہ وحدیث اسماء رضی اللہ عنہن تینوں کے روایات میں تین دفعہ غسل کا حکم ہے (امانی الاحبار ۲/۸۳)

جواب

(۱) امام طحاویؒ نے جواب دیا "فریق ثانی نے جو احادیث جمع بین الصلاتین کے بارے میں پیش کی ہیں وہ سب قابل تاویل

ہیں۔ مثلاً جمع بین الصلوتین کی روایات کا مدار "عبدالرحمٰن بن قاسم" ہے عبدالرحمٰن کے چار شاگردوں کی روایت میں اختلاف ہے کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ بیان کیا ہے (۲) امام طحاویؒ نے فرمایا جمع بین الصلوتین کی روایت میں پانچ اضطراب ہیں مثلاً سفیان ثوریؒ نے اس حدیث کو مسند زینب رضی اللہ عنہا قرار دیا۔ امام شعبہؒ نے اس روایت کو مسند عائشہ رضی اللہ عنہا قرار دیا۔

تیسرا مذہب

(۳) ائمہ اربعہؒ و جمہور فقہاءؒ کے نزدیک "مستحاضہ" استحاضہ کے درمیان وضو لکل صلوۃ کرے گی۔ امام مالکؒ کے نزدیک مستحاضہ کیلئے وضو کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ خون پاک ہے (امانی ۲/۸۱)

دلائلِ ائمہ اربعہ مع جواباتِ فریق اوّل وثانی

(۱) حدیث "سید الانبیاء ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا ایام حیض میں نماز روزہ ترک کردیں۔ اس کے بعد پاک ہونے کیلئے غسل کریں پھر کسی نماز کیلئے غسل کی ضرورت نہیں، بلکہ ہر نماز کیلئے وضو کریں اگر چہ چٹائی پر خون کے قطرے ٹپکتے ہوں (۲) حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مستحاضہ کیلئے "وضو لکل صلاۃ" کا حکم مروی ہے۔

(۳) **حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ:** امام طحاویؒ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین قسم کی روایات ہیں (یعنی غسل لکل صلوۃ، جمع بین الصلوتین اور وضو لکل صلاۃ) لیکن ان کا آخری فتویٰ "وضو لکل صلاۃ" کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ سرکار دو عالم ﷺ کے بعد کا ہے اور انہیں اپنے فتویٰ کے موافق ومخالف دونوں طرح کی روایتوں کا علم تھا اس کے باوجود انہوں نے فتویٰ "وضو لکل صلوۃ" کا دیا جو پہلے والے مسلک و روایات کی منسوخیت کی کھلی دلیل ہے۔

فقہاء کا اصول: فقہاء ومحدثین کے ہاں اصول ہے کہ اگر راوی اپنی ہی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو اس کی روایت منسوخ سمجھی جائے گی۔ خدانخواستہ اگر ایسا نہ ہو تو راوی کی روایت کا اعتبار نہ ہوتا (۴) علامہ زیلعیؒ نے احنافؒ وجمہورؒ کی مستدل پانچ احادیث لائے ہیں مثلاً: حدیث سودۃ "قال رسول الله ﷺ المستحاضه تدع الصلوة ايام اقرائها التي كانت تجلس فيها ثم تغتسل غسلا واحدا ثم توضا لكل صلوة" (نصب الرایہ ۱/۲۰۵) (۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک روزانہ ایک بار غسل کرنا ہے۔

دلیل: حدیث عائشه وانس وابن عمر رضی اللہ عنہم (حاشیہ بذل ۱/۱۷۴، اوجز ۱/۳۵۲) (۲) حسن بصریؒ وغیرہ کے نزدیک ظہر سے ظہر تک غسل کرنا ہے۔

دلیل: آگے مستقل باب آرہا ہے امام مالکؒ نے فرمایا: میرے نزدیک ظہر سے ظہر تک نہیں بلکہ طہر سے طہر ہے (اوجز ۱/۳۵۲)

مستحاضہ کے علاوہ دوسرے معذوروں کا حکم؟

فقہاءؒ نے تمام معذوروں کو مستحاضہ پر قیاس کیا ہے لہٰذا ان کا یہی حکم ہوگا جو مستحاضہ کا ہے (اعلاء ۱/۳۷۱)

مستحاضہ سے وطی کا حکم

مستحاضہ سے وطی جائز ہے اگر چہ خون بہہ رہا ہو یا خون میں ملوث ہو۔ (شامی ۱/۵۴۴) صاحب اعلاء السننؒ نے مستحاضہ سے وطی کے جواز میں تین احادیث نقل کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ "المستحاضه لا باس ان ياتيها زوجها" (اعلاء السنن ۱/۳۷۲) امام احمدؒ کے نزدیک "ایک قول میں جائز نہیں ہے الا یہ کہ گناہ میں پڑنے کا خوف ہو۔ (اوجز ۱/۳۵۲)

حائضہ اور نفساء سے وطی کا حکم؟

حائضہ اور نفساء سے وطی حرام ہے۔ البتہ کفر کا حکم واضح نہیں ہے لیکن کلام کیا گیا ہے البتہ کفر کے بارے میں اختلاف ہے لیکن ''حرام'' ہونا تو واضح وروشن ہے (شامی ۱/۵۴۲)

مستحاضہ معتدہ کا حکم اور تعریف؟

''ایسی عورت جس کا خون جاری ہو اور ایام متعین ہوں یہ عورت ایام حیض میں نماز وروزہ چھوڑ دیگی ایام حیض گذرنے کے بعد ایک دفعہ غسل کرے گی پھر ہر نماز کیلئے وضو کرے گی (طحاوی)

مستحاضہ متحیرۃ وضالہ کی تعریف وحکم

وہ عورت جس کا خون بھی جاری ہو ایام بھی متعین نہ ہوں متحیرۃ ہر نماز کیلئے غسل کرے گی کیونکہ ہر وقت حیض سے پاک ہونے اور مستحاضہ ہونے کا احتمال رکھتی ہے احتیاطاً غسل کا حکم ہے (طحاوی)

مستحاضہ متخللہ کی تعریف اور حکم

ایسی عورت جس کا خون مسلسل تو جاری نہ ہو البتہ تھوڑی دیر جاری ہو اور تھوڑی دیر بند ہو ایام حیض بھی متعین نہ ہوں ایسی عورت کا جب خون بند ہو تو اس وقت غسل کرے دوبارہ خون کے جاری ہونے تک جتنی نمازیں پڑھے پڑھ سکتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان دس صحابیات کا ذکر شعر میں کیا ہے جن کا تذکرہ حدیث میں بطور مستحاضہ ہوا ہے ذو التحیضت فی زمان المصطفی بنات جحش سھلة وبادية۔ وھند والسماء سورہ فاطمہ۔ وبنت مرثد رواھا الراویة (نوعر ۱/۳۶۰)

مستحاضہ اور معذورین کیلئے قائلین وضو لکل صلوۃ کے درمیان اختلاف

(۱) احنافؒ کے نزدیک ''ہر نماز کے وقت کیلئے وضو کرنا لازم ہے ایک وقت کے اندر جتنی چاہے نمازیں پڑھیں درست ہے فرض ہو یا واجب یا نفل وغیرہ (۲) شافعیہؒ وحنابلہؒ کے نزدیک ''ہر فرض نماز کیلئے علیحدہ وضو لازم ہے (امانی الاحبار ۲/۱۰۴)

دلیل:'' حدیث میں مذکور ہے "فتوضأ لکل صلوۃ"۔

جواب: دلیل شافعیہ میں لام ظرفیت کیلئے ہے یعنی "لوقت کل صلوۃ" حضرت سہارنپوریؒ نے لکھا ''شافعیہ کا مستدل "فتوضأ لکل صلوۃ" سے مراد دن رات کی پانچ نمازوں کے وقت وضو کرنا مراد ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ فرض نماز کیلئے وضو کرے پھر سنن ونوافل وو تر پڑھنا چاہے تو الگ وضو کرے (بلکہ ایک وضو سے فرض ونفل اور وتر وسنن وقت کے اندر پڑھ سکتا ہے) (بذل ۱/۱۷۹) (۳) مالکیہؒ کے نزدیک "بالاستحباب لکل صلوۃ" (معارف ۱/۴۴۳)

مبتدعہ:...... ایسی عورت جو بالغ ہونے کے ساتھ ہی مرض استحاضہ میں مبتلا ہوگئی بالغ ہوتے وقت دم حیض شروع ہوا پھر یہ سلسلہ ختم ہی نہیں ہوا۔ **معتادہ:**...... وہ عورت جس کو پہلے حیض آچکا تھا بعد میں مرض استحاضہ میں مبتلا ہوگئی استحاضہ سے پہلے دم حیض کی عادت متعین تھی۔

ممیزۃ:...... ایسی عورت جو'' دم حیض'' اور'' دم استحاضہ'' میں امتیاز کرسکتی ہو۔ **متحیرۃ:**...... وہ عورت جو دم حیض اور دم استحاضہ میں تمیز نہیں کرسکتی اور حیض کے دن اور تاریخ بھی یاد نہیں۔

اجمالی خلاصہ...... یہ باب پندرہ حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے مذاہب بیان کئے جائیں گے (۲) فریق ثانی یعنی ابراہیم نخعیؒ و بعض حضرات کا مسلک و دلائل (۳) فریق ثانی کے مسلک کا نتیجہ (۴) پہلی روایات کا نسخ (۵) ائمہ اربعہؒ کے دلائل (۶) امام اعظمؒ کی روایت پر اشکال (۷) ائمہ اربعہ کا مسلک واضح ہے (۸) فریق اول (ظاہریہ) وغیرہ کی دلیل غسل لکل صلوۃ کا جواب (۹) فریق ثانی کی دلیل جمع بین الصلوتین کا جواب (۱۰) مستحاضہ کے مختلف معنی ومطالب (۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تینوں قسم کی روایات میں سے قوی وضو لکل صلوۃ ہے (۱۲) کیا ہر نماز کیلئے وضو اور ہر دو نماز کیلئے غسل متضاد ہیں؟ (۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت (۱۴) جمہور کا آپس میں اختلاف (۱۵) آخر میں نظر طحاویؒ ذکر کیا جائے گا۔

(پہلا حصہ)

استحاضہ کی حالت میں نماز کیلئے طہارت کرنے کی کیا صورت ہوگی

مذاہب:

(۱) ظاہریہؒ اور امامیہؒ کے نزدیک مستحاضہ عورت غسل لکل صلوۃ کرے گی۔ "فذہب قوم" کا مصداق یہی حضرات ہیں۔

(۲) بعض تابعینؒ مثلاً امام ابراہیم نخعیؒ کے نزدیک مستحاضہ عورت روزانہ جمع بین الصلوتین کرے گی یعنی روزانہ تین غسل کرے گی۔

(۳) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک ہر قسم کی مستحاضہ عورت استحاضہ کے دوران وضو لکل صلوۃ کرے گی۔ "وخالفہم" کا مصداق یہی حضرات ہیں۔

نوٹ: مالکیہؒ کے نزدیک مستحاضہ عورت کیلئے دوران استحاضہ وضو لکل صلوۃ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے (بدایۃ المجتہد ۱/۴۱)

فریق اول یعنی ظاہریہ و بعض تابعینؒ کے دلائل

حدثنا محمد... لیست بالحیضۃ ولکنہا رکضۃ من الرحم لتنظر قدر قروئہا... کل صلوۃ وتصلی۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو بہت خون آتا تھا اس کے بارے میں سرکار دو عالم ﷺ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ یہ حیض نہیں ہے اس کو چاہئے کہ حیض کے دن شمار کر کے باقی ایام میں ہر نماز سے پہلے غسل کریں (نخب الافکار ۱/۱۰۱)

حدثنا ابن ابی داؤد... بالغسل لکل صلوۃ فان کانت لتغتسل فی المرکن... لغالبہ ثم تصلی۔

قال ابو جعفر فذہب قوم الی ان المستحاضات تدع الصلوۃ ایام اقرائہا ثم تغتسل... علی عہد النبی ﷺ۔

مفہوم: امام ابو جعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ایک قوم کے نزدیک مستحاضہ عورت ایام عدت میں نماز چھوڑ دے پھر ہر نماز کیلئے غسل کرے، مذکورہ دونوں روایات ان کی مستدل ہے۔ (نخب الافکار ۱/۱۰۵)

حدثنا الربیع... ان ہذہ لیست بحیضۃ ولکنہ عرق فتقہ ابلیس... منعہا ذلک من الصلوۃ۔

مفہوم: حضرت عروہ اور عمرہ رضی اللہ عنہما، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا خون آیا۔ انہوں نے سید الکونین ﷺ سے دریافت کیا تو سرکار دو عالم نے فرمایا یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ ہے جسے شیطان نے کھول دیا ہے جب حیض کی مدت ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھو جب حیض آجائے تو نماز چھوڑ دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بعض اوقات وہ اپنی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ٹب (وغیرہ) میں غسل کرتیں اور وہ (حضرت عائشہ) سید الکونین ﷺ کے پاس ہوتیں تو خون کی سرخی پانی پر غالب آجاتی پھر وہ سرکار دو عالم ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھتیں تو آپ ﷺ

ان کو نماز سے نہ روکتے۔

حدثنا ربیع ...ذلک فامرها ان تغتسل وقال ان هذه عرق ولیست...هی تغتسل لکل صلوة. حدثنا یونس ...امر ام حبیبة ان تغتسل عند کل صلوة. حدثنا اسمعیل ...مثله ولم یذکر قول اللیث. حدثنا اسمعیل ...مثله (نخب الافکار ۱/۶۱۱)

ام حبیبہ ؓ کا ہر نماز کے لئے غسل

قالوا فهذه ام حبیبة قد کانت تفعل هذا فی عهد رسول الله ﷺ ...لکل صلوة.

مفہوم: یہ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ ان روایات میں سرور کونین ﷺ نے ام حبیبہ ؓ کو ہر نماز کیلئے غسل کرنے کا حکم دیا (نخب الافکار ۱/۶۱۲)

حضرت علی ؓ وابن عباس ؓ کا فتوی بھی غسل لکل صلاۃ ہے

وقد قال ذلک علی وابن عباس من بعد رسول الله ﷺ وافتیا بذلک.

مفہوم: عہد رسالت کے بعد حضرت علی ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ کا بھی اسی مذکورہ بات پر فتوی ہے۔ آنے والی روایات میں فتوی مذکور ہے۔

حدثنا سلیمن ...کماهذرمه الغلام المصری فاذا فیه بسم الله الرحمن الرحیم ...بما هو اشد منه.

مفہوم: حضرت سعید بن جبیر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ؓ کے پاس ایک عورت خط لے کر آئی، آپ ؓ نے اس کو کسی سے پڑھوایا اس میں لکھا تھا کہ میں نے حضرت علی ؓ سے استحاضہ کے خون کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ غسل کر کے نماز پڑھے۔ اس نے کہا کہ وہ ٹھنڈا علاقہ ہے ہر نماز کیلئے غسل نہیں کر سکتی۔ اس پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ مشکل میں ڈال دے گا۔ (نخب الافکار ۱/۶۱۳)

حدثنا سلیمان ...انی امراة مسلمة اصابنی بلاء وانما استحضت ...فتتابعوا علی ذلک.

حدثنا محمد ...مثله غیر انه قال تدع الصلوة ایام حیضها.

فجعل اهل هذه المقالة علی المستحاضة ان تغتسل لکل صلوة لما ذکرنا من هذه الآثار.

مفہوم: ان مذکورہ بالا روایات کو استدلال بنا کر بعض لوگوں نے مستحاضہ کو ہر نماز کیلئے غسل کرنا ضروری کہا ہے (نخب الافکار ۱/۶۱۵)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) فریقِ ثانی یعنی ابراہیم نخعیؒ وبعض حضرات کا مسلک ودلائل

وخالفهم فی ذلک اخرون ...للظهر ولعصر ...وتغتسل للصبح غسلا.

مفہوم: بعض حضرات نے کہا کہ اس پر دن میں تین غسل فرض ہے ایک ظہر وعصر کیلئے، ظہر کی نماز آخری وقت میں اور عصر شروع وقت میں پڑھے گی۔ ایک غسل مغرب وعشاء کیلئے اور ایک غسل فجر کیلئے فرض ہے (نخب الافکار ۱/۶۱۶)

فریقِ ثانی کی پہلی دلیل

پہلی دلیل: وذهبوا فی ذلک الی ...ثم تغتسل وتؤخر الظهر وتعجل ...وتغتسل للفجر.

مفہوم: حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے استحاضہ کا مسئلہ پیش کیا تو فرمایا کہ ایام حیض میں نماز نہ پڑھیں پھر ایک غسل کرے اور ظہر کو تاخیر سے اور عصر کو جلدی پڑھیں پھر اسی طرح ایک اور غسل کر کے مغرب اور عشاء اسی طرح ادا کریں، پھر صبح کیلئے الگ غسل کریں (نخب الافکار ۱/۶۱۶)

دوسری دلیل: حدثنا یونس ...ثم ذکر نحوہ الا انہ قال قدر ایامھا۔

تیسری دلیل: حدثنا ابن مرزوق... فامرت ثم ذکر نحوہ غیر انہ لم یذکر ترکھا... ولا ایام حیضھا۔

چوتھی دلیل: حدثنا فھد...فاذا رت صفرۃ فوق الماء فلتغتسل للظھر والعصر...من حدیث شعبۃ و سفیان۔

مفہوم: گزشتہ حدیث کی طرح ہے۔ اس میں وضو کا ذکر کرنا یہ احتمال رکھتا ہے کہ ناقضِ وضو اشیاء پائے جانے کے وقت نیا وضو کرے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ فجر کیلئے وضو کریں (نخب الافکار ۱/۶۲۰)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصہ) فریقِ ثانی کے مسلک کا نتیجہ

قالوا فھذہ الآثار...فی جمع الظھر والعصر...ھذا ناسخ لذلک۔

مفہوم: یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ان روایات سے ہمارے موقف کو تقویت ملتی ہے کہ مستحاضہ کو ظہر و عصر کیلئے ایک غسل، مغرب و عشاء کیلئے ایک غسل اور فجر کیلئے ایک غسل کرنا چاہئے۔ اور ایسی روایات آئی ہے جو پہلی روایات کو منسوخ کرتی ہے ان کا ذکر اگلی روایات میں آرہا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۶۲۰)

فذکروا ما حدثنا ابن ابی داؤد... کان یامرھا بالغسل عند کل صلوۃ...و تغتسل للصبح۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت سہلہ بن سہیل رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا خون آیا تو حضور اکرم ﷺ نے ان کو ہر نماز کے لئے غسل کا حکم دیا۔ پھر جب ان کے لیے یہ عمل مشکل رہا تو فرمایا کہ ظہرین کیلئے ایک غسل اور مغربین کے لئے ایک غسل پھر فجر کے لئے ایک غسل کریں۔

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ) پہلی روایات کا نسخ

قالوا فدل ذلک علی ان ھذا الحکم ناسخ للحکم الذی فی الآثار الاول لانہ...من القول بالآثار الاول۔

مفہوم: یہ حضرات کہتے ہیں کہ اس روایت میں مذکور حکم پہلی روایات کے حکم کیلئے ناسخ ہے اسلئے کہ سید البشر ﷺ نے پہلے ہر نماز کیلئے غسل کا حکم دیا پھر اس کو تبدیل کر دیا لہٰذا ہمارا موقف ہی بہتر ہوگا (نخب الافکار ۱/۶۲۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ کا اپنے پہلے فتویٰ کے خلاف فتویٰ

قالوا وقد روی ذلک ایضا عن علی رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ۔

مفہوم: وہ کہتے ہیں کہ ایسی بات حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدثنا ابن ابی داؤد...ان کاد لیکفرك قال ثم سالت علی بن ابی...الاما قال علی.

مفہوم: حضرت سعید بن جبیر، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مستحاضہ عورت اُن کے پاس حاضر ہو کر مسئلہ پوچھنے لگی تو انہوں نے فتوی نہ دیا اور فرمایا کسی دوسرے سے پوچھو۔ حضرت سعید فرماتے ہیں پھر وہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوئی اور مسئلہ پوچھا انہوں نے فرمایا جب تک خون دیکھو نماز نہ پڑھو، پھر وہ حضرت ابن عباس ﷜ کی طرف لوٹ گئی اور اس بات کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالی ان پر رحم کرے۔ قریب تھا کہ وہ تمہیں کفر تک پہنچا دیتے، راوی فرماتے ہیں پھر اس عورت نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ ایک شیطانی ٹھوکر ہے یا رحم میں زخم ہے ہر دو نمازوں کے لئے ایک غسل کر کے نماز پڑھو اس کے بعد اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملاقات کر کے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا میں تمہارے لئے وہی بات پاتا ہوں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے۔

حدثنا ابن خزیمة...تؤخر الظهر وتعجل العصر وتغتسل لهما غسلا...وتغتسل للفجر غسلا (نخب الافکار ۱/۶۲۳)

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) ائمہ اربعہؒ کے دلائل

وخالفهم فی ذلك آخرون فقالوا تدع المستحاضة الصلوة...وتتوضا لكل صلوة وتصلی.

مفہوم: بعض لوگوں نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ مستحاضہ ایامِ حیض میں نماز ترک کرے گی پھر اس کے بعد پاکی کیلئے غسل کرے گی پاکی کے بعد ہر نماز کیلئے صرف وضو کرے گی۔

حضرت فاطمہ ﷞ کی حدیث میں وضاحت کہ ہر نماز کیلئے وضو کافی ہے

وذهبوا فی ذلك...علی الحصیر قطرا.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت جحش ﷞ کو خون آتا تھا جو رکتا نہیں تھا، اس بارے میں سرکارِ دوعالم ﷺ سے دریافت کیا تو فرمایا کہ ایامِ حیض کے گزرنے کے بعد پاکی کیلئے غسل کرلو اور پھر ہر نماز کیلئے وضو کرلیا کرو خون نکلنے کی پرواہ نہ کرو۔ (نخب الافکار ۱/۶۲۵)

حدثنا صالح...ان ذلك لیس بحیض وانما ذلك عرق من دمك فاذا...عند كل صلوة.

حدثنا علی...قال المستحاضة تدع الصلوة ایام حیضها ثم تغتسل...وتصوم وتصلی (نخب الافکار ۱/۶۲۲)

قالوا وقد روی عن علی مثل ذلك. فذكروا ما حدثنا فهد...الذی ذكرناه فی الفصل الذی قبل هذا.

قال فیما روینا عن رسول اللہ ﷺ وعلی من هذا القول....

مفہوم: وہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں ہم نے نبی کریم ﷺ سے اور حضرت علی ﷜ سے روایت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

(چھٹا حصہ) امام اعظمؒ کی روایت پر اشکال

فعارضهم معارض فقال اما حدیث ابی حنیفة...علی غیر ذلك.

مفہوم: ایک معترض نے مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی روایت جو انہوں نے ہشامؒ کے واسطے سے عروہؓ سے روایت کیا ہے غلط ہے کیونکہ ہشامؒ سے اس کے علاوہ بھی مروی ہے۔

فذکروا ما حدثنا یونس... واللہ ما اطہر افادع الصلوۃ ابدا فقال رسول اللہ ﷺ... عنك الدم ثم صلی.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابوحبیش رضی اللہ عنہا کو بہت زیادہ خون آتا تھا اس سلسلے میں انہوں نے سید الرسل ﷺ سے دریافت کیا تو سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ ایام حیض میں نماز ترک کرو پھر خون دھو کر نماز ادا کرو (نخب الافکار ۱/۶۳۴)

حدثنا محمد... مثلہ. فھکذا روی الحفاظ ھذا الحدیث عن ھشام بن عروۃ لا کما رواہ ابو حنیفۃ (نخب الافکار ۱/۶۳۵)

مفہوم: یہ حدیث حضرت ہشام بن عروہؓ سے مروی ہے جو امام ابوحنیفہؒ کی روایت کے خلاف ہے۔

اشکال کا جواب

فکان من الحجۃ علیھم ان حماد بن سلمۃ قد روی ھذا الحدیث... یدل علی موافقتہ لابی حنیفۃ.

مفہوم: ان کے خلاف دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث حماد بن سلمہؒ نے حضرت ہشامؒ سے روایت کی ہے اور اس میں ایک ایسے حرف کا اضافہ کیا ہے جو امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ موافقت پر دلالت کرتا ہے (نخب الافکار ۱/۶۳۵)

حدثنا محمد... فاذا ذھب قدرھا فاغسلی عنك الدم وتوضئی وصلی.

مفہوم: حضرت حماد بن سلمہؒ، ہشام بن عروہؓ سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس حدیث کی مثل روایت کرتی ہیں جو یونسؒ نے ابن وہبؒ سے اور محمد بن علیؒ نے سلیمان بن داؤدؒ سے روایت کی البتہ انہوں نے فرمایا کہ جب اس (حیض) کی مدت کا اندازہ گذر جائے تو اپنے آپ سے خون دھو کر وضو کرو اور نماز پڑھو۔

ففی ھذا الحدیث ان رسول اللہ ﷺ امرھا بالوضوء مع امرہ ایاھا بالغسل فذلك الوضوء ھو... بن الحارث.

مفہوم: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے غسل کے ساتھ ساتھ ان کو وضو کا حکم بھی دیا تھا۔ اور امام ابوحنیفہؒ کی روایت میں بھی یہی مذکور ہے۔

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصہ) ائمہ اربعہؒ کا مسلک واضح ہے

فقد ثبت بما ذکرنا... فی المستحاضۃ انھا تتوضا فی حال... لہ فی ھذا الباب.

مفہوم: پس ہمارے ذکر کردہ باتوں سے معلوم ہوا کہ مستحاضہ کیلئے ہر نماز کیلئے وضو کرنا ضروری ہے۔ اور سرکار دو عالم ﷺ سے اس بارے میں مزید روایات مذکور ہے جس کو ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں (نخب الافکار ۱/۶۳۹)

☆☆☆☆☆

(آٹھواں حصہ) فریق اول (ظاہریہ) وغیرہ کی دلیل غسل لکل صلوۃ کا جواب

فاردنا ان ننظر فی ذلك لنعلم ما الذی ینبغی ان یعمل بہ من ذلك فکان ما... من الغسل لکل صلوۃ.

مفہوم: ہم اب تفکر و تدبر سے کام لیں گے کہ کونسا عمل زیادہ مناسب ہے چنانچہ ہم نے دیکھا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ نے ہرنماز کیلئے وضو کرنے کا حکم فرمایا، یہ روایت اس روایت کیلئے ناسخ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے پہلے ہرنماز کیلئے غسل کرنے پھر جب مشکل ہوا تو ظہرین کیلئے ایک غسل، مغربین کیلئے ایک غسل اور صبح کیلئے ایک غسل کا حکم فرمایا۔ اور یہ دوسرا فرمان (ظہرین کیلئے ایک غسل۔۔۔۔الخ) پہلے فرمان (الغسل لکل صلوۃ) کیلئے ناسخ ہے۔

☆☆☆☆☆

(نواں حصہ) فریق ثانی کی دلیل جمع بین الصلاتین کا جواب

فاردنا ان ننظر فیما روی فی ذلک کیف معناہ ... مستحاضۃ ھی (نخب الافکار ۱؍۳۹۶)

مفہوم: پس ہم نے ارادہ کیا کہ اس سلسلے میں مروی روایات کے مفہوم میں غور کریں تو دیکھا عبدالرحمٰن بن قاسم نے عہد رسالت کے مستحاضہ کے بارے میں اپنے والد سے روایت کیا تو اس سلسلے میں حضرت عبدالرحمٰن سے اختلاف کیا گیا حضرت ثوری نے ان سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی کریم نے انہیں اس بات کا حکم دیا اور فرمایا کہ حیض کے دنوں میں ماز چھوڑ یں۔ ابن عیینہ نے بھی عبدالرحمٰن کے واسطہ سے ان کے والد سے روایت کیا لیکن انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں کیا البتہ انہوں نے متن حدیث کے مفہوم میں ثوری سے موافقت کی ہے اور یہ اسی استحاضہ کے دنوں میں خاص طور پر دو نمازوں کو ایک غسل کے ساتھ جمع کرنا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ان کے ایام حیض معروف تھے۔ پھر حضرت شعبہ نے بواسطہ عبدالرحمٰن ان کے والد سے انہوں نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ثوری اور ابن عیینہ کی طرح روایت کیا لیکن انہوں نے ایام حیض کا ذکر نہیں کیا اس سلسلے میں محمد بن اسحٰق نے ان کی اتباع کی ہے۔ پس یہ حدیث یوں مروی ہے جیسے ہم نے ذکر کیا کہ اس میں ان کا اختلاف ہے تو ہم نے اس کو واضح کیا تا کہ معلوم ہو سکے کہ اختلاف کہاں سے آیا۔ ایام حیض کا ذکر جو بواسطہ قاسم حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ان کی روایت کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کا غیر قرار دیا جائے پس حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی روایت جس میں حیض کا ذکر ہے حدیث منقطع ہے محدثین کے نزدیک وہ ثابت نہیں کیوں کہ وہ حدیث منقطع سے استدلال نہیں کرتے۔ انقطاع اس لئے پیدا ہوا کہ حضرت قاسم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا اور وہ ان کے زمانے میں پیدا نہیں ہوئے تھے کیونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ان کا انتقال ہو چکا تھا اور سید الکونین ﷺ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے ان کا ہی انتقال ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ایام حیض کا ذکر نہیں اس میں صرف یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے مستحاضہ کو ایک غسل کے ساتھ دو نمازیں جمع کرنے کا حکم دیا جیسا کہ حدیث میں ہے اور یہ بیان نہیں کیا کہ وہ کون سی مستحاضہ تھیں۔

☆☆☆☆☆

(دسواں حصہ) مستحاضہ کے مختلف معانی و مطالب

فقد وجدنا استحاضۃ قد تکون علی معانی مختلفۃ.

فمنھا ان یکون مستحاضۃ قد استمر بھا الدم وایام حیضھا معروفۃ لھا فسبیلھا ان ... و تتوضا بعد ذلک.

مفہوم: پہلا مطلب یہ ہے کہ دمِ استحاضہ مسلسل جاری ہو اور حیض کے دن معلوم ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ حیض کے دن گزرنے کے بعد ہر نماز کیلئے وضو کرے گی (نخب الافکار ۱/۶۴۰)

ومنها ان يكون مستحاضة لان دمها قد استمر بها فلا ينقطع عنها وايام... لها فتؤمر بالغسل.

مفہوم: دوسرا یہ کہ خونِ استحاضہ تو جاری ہو لیکن حیض کے دن معلوم نہ ہو تو اس صورت میں وہ احتیاطاً ہر نماز کیلئے غسل کرے گی۔

ومنها ان تكون مستحاضة قد خفيت عليها ايام حيضها ودمها غير مستمر بها ينقطع... ان امكنها ذلك.

مفہوم: تیسرا یہ کہ ایامِ حیض اس پر مخفی ہو اور خون کبھی کبھی بند ہوتا ہو پھر جاری ہوتا ہو تو اس صورت میں ایک غسل کرے گی اور جتنی نمازیں چاہے وقت کے اندر اندر پڑھ سکتی ہے (نخب الافکار ۱/۶۴۰)

مستحاضہ کے مختلف معانی کا خلاصہ

فلما وجدنا المرأة قد تكون مستحاضة بكل وجه من هذه الوجوه التي معانيها... بدليل يدلنا على ذلك.

مفہوم: پس جب ہمیں معلوم ہوا کہ استحاضہ کے مختلف معانی ہیں تو اب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو اس میں کسی ایک معانی پر محمول کرنا جائز نہ ہوگا جب تک کسی ایک معانی پر دلیل موجود نہ ہو۔

مستحاضہ کے متعین مطلب کی دلیل

فنظرنا في ذلك هل نجد فيه دليلا فاذا بكر بن ادريس... وتتوضا عند كل صلوة (نخب الافكار ۱/۶٤۰)

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مستحاضہ حیض کے دنوں میں نماز کو ترک کرے پھر ایک غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے۔

حدثنا حسين... فذكر باسناده مثله.

☆☆☆☆☆

(گیارھواں حصّہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تینوں قسم کی روایات میں سے فتویٰ وضو لکل صلوۃ پر ہے

فلما روي عن عائشة ما ذكرنا من قولها الذي افتت به بعد رسول الله ﷺ وكان ما... وقد روي ذلك كله عنها.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے گزشتہ روایات میں کئی حدیثیں مروی ہے جس میں ہر نماز کیلئے غسل کا ذکر ہے اور دو دو نمازیں ایک غسل کے ساتھ پڑھنے کا ذکر بھی اور ہر نماز کیلئے غسل اور وضو کرنے کا ذکر بھی ہے۔

ثبت بجوابها ذلك ان ذلك الحكم هو الناسخ للحكمين الاخرين لانه لا يجوز عندنا... ولم يجز خلافها.

مفہوم: اس جواب سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ روایت گزشتہ روایات کیلئے ناسخ ہے کیونکہ یہ بات درست نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ناسخ کو چھوڑ کر منسوخ کو اپنایا ہو۔ لہذا جب یہ ثابت ہوا تو اس پر عمل کرنا واجب ہوگا اور اس کی مخالفت کا مجاز کسی کو نہ ہوگا۔ (نخب الافکار ۱/۶۴۱)

هذا وجه قد يجوز ان يكون معاني هذه الآثار عليه.

(بارھواں حصہ) کیا ہر نماز کیلئے وضو اور ہر دو نماز کیلئے غسل متضاد ہیں؟

وقد یجوز فی هذا وجه اخر... ماصرفناه ایضا الیه.

مفہوم: اوراس کے علاوہ دوسرے معانی بھی ہو سکتے ہیں جیسے آنے والی روایت میں علاج مراد ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کیلئے حکم صرف علاج کیلئے تھا

واما حدیث ام حبیبة فقد روی مختلفا.. ولم تعرف ایامها.

مفہوم: رہا مسئلہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا والی حدیث کا تو وہ اختلاف کے ساتھ مروی ہے بعض راوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نے ان (ام حبیبہ) کو ہر نماز کے وقت وضو کرنے کا حکم فرمایا اوران کے ایام حیض کا ذکر نہ فرمایا پس جائز ہے کہ آپ ﷺ نے یہ حکم علاج کے طور پر دیا ہو کیونکہ یہ رحم میں خون کو ختم کر دیتا ہے اور وہ جاری نہیں ہوتا اور بعض نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ سید الکونین نے ان کو حکم دیا کہ ایام حیض میں نماز چھوڑ دیں پھر ہر نماز کے لئے غسل کریں اگر یہ بات اسی طرح ہے تو جائز ہے کہ اس سے علاج مراد لیا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے وہ بات مراد ہو جس کا ہم نے اس سے پہلی فصل میں ذکر کیا کیونکہ ان کا خون ہمیشہ جاری رہتا تھا تو ہر نماز کے وقت حیض سے پاک ہونے کا احتمال ہوتا اور غسل کے بعد ہی نماز پڑھ سکتی تھیں تو اس بنیاد پران کو غسل کا حکم فرمایا۔ اگر بات اسی طرح ہو تو ہم اس عورت کے بارے میں جس کا خون جاری ہو اور ایام حیض معلوم نہ ہوں۔ یہی بات کہتے ہیں۔ (کشف الاذکار ۱۳۵/۱)

☆☆☆☆☆

(تیرھواں حصہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات

فلما احتملت هذه الاثار ما ذکرنا... بعد رسول الله ﷺ ما وصفنا.

مفہوم: یہ روایات اس بات کا احتمال رکھتی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول کو بھی اسی معانی میں لیا۔

ثبت ان ذلك هو حکم المستحاضة التی لا تعرف ایامها و ثبت ان ما خالف... افتی فیها بذلك.

مفہوم: تو ثابت ہوا کہ یہ اس اس مستحاضہ کا حکم ہے جس کے دن معروف نہ ہوں اور ثابت ہوا کہ جو کچھ اس کے خلاف بواسطہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سید الکونین ﷺ سے مستحاضہ کے بارے میں مروی ہے اوراس استحاضہ کے علاوہ ہے یا اس مستحاضہ کے بارے میں ہے جس کا استحاضہ اس کی مثل ہے مگر یہ کہ اس سے جو بھی مراد ہو جو کچھ فاطمہ بنت ابی جیش رضی اللہ عنہا کے معاملے میں مروی ہے وہ اولی ہے کیونکہ سید الکونین ﷺ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے ہی اختیار فرمایا حالانکہ آپ کو علم تھا کہ سید الکونین ﷺ کا کون سا قول اس کے موافق یا مخالف ہے اسی طرح جو کچھ ہم نے مستحاضہ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ ہر نماز کے لئے غسل کرے اور جو کچھ ہم نے ان سے روایت کیا کہ وہ ایک غسل کے ساتھ دو نمازیں جمع کرے نیز انہی سے مروی ہے کہ وہ حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر ہر نماز کے لئے غسل اور وضو کرے تو اس سلسلے میں آپ کے اقوال کا اختلاف اس استحاضہ کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے جس کے بارے میں آپ نے فتویٰ دیا۔

واما رووا عن ام حبیبة فی اغتسالها لکل صلوٰة فوجه ذلك عندنا انها کانت تتعالج به.
مفہوم: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو جو ہر نماز کیلئے غسل کرنے کا حکم دیا وہ بطور علاج کے تھا۔

فهذا حکم هذا الباب من طریق الآثار وهی التی یحتج بها فیه (نخب الافکار ۱/۶۴۶)

☆☆☆☆☆

(چودھواں حصّہ) جمہور کا آپس میں اختلاف

ثم اختلف الذین قالوا انها تتوضأ لکل صلوٰة... ذکرا الوقت فی ذلك.
مفہوم: پھر ہر نماز کیلئے وضو کو واجب کہنے والوں کے درمیان اختلاف ہوا، بعض کے نزدیک ہر نماز کے وقت کیلئے وضو کرے گی۔ یہی امام ابوحنیفہؒ، امام زفرؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔ دوسرے ائمہ کے نزدیک ہر نماز کیلئے وضو کرنا ہے۔ وہ اس روایت میں "الوقت" کے ذکر سے واقف نہیں ہیں (نخب الافکار ۱/۶۴۷)

احنافؒ کے دلائل

فاردنا نحن ان نستخرج من القولین قولا صحیحا فرایناهم قد اجمعوا انها اذا... ما دامت فی الوقت.
مفہوم: پھر ہم نے ان دونوں اقوال میں سے صحیح قول کو معلوم کرنا ہے تو ہم نے دیکھا کہ اگر مستحاضہ عورت ہر نماز کیلئے وضو کرے گی تو وہ ایک نماز پڑھ کر وقت نکلنے کا انتظار کرے گی پھر وقت نکلنے کے بعد نیا وضو کرے گی اور اگر وہ نماز کے وقت کیلئے وضو کرے گی تو اس وقت کے اندر اندر جتنی نمازیں چاہے پڑھ سکتی ہے۔ (نخب الافکار ۱/۶۴۷)

فدل ما ذکرنا ان الذی ینقض تطهرها هو خروج الوقت وان وضوئها... لغیر الصلوٰة وهو الوقت
مفہوم: جو کچھ ہم نے ذکر کیا وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا وضو وقت نکلنے سے ٹوٹ جاتا ہے اور وقت (کے دخول) سے ہی اس پر وضو واجب بھی ہوتا ہے نماز سے نہیں اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اگر اس سے کچھ نمازیں رہ جائیں اور وہ ان کو قضا کرنا چاہے تو وہ ان کو ایک وقت میں ایک وضو کے ساتھ جمع کر سکتی ہے اگر ہر نماز کے لئے وضو واجب ہوتا تو اس پر لازم ہوتا کہ فوت شدہ نمازوں میں سے ہر نماز کے لئے وضو کرے جب وہ ان تمام نمازوں کو ایک وضو کے ساتھ پڑھ سکتی ہے تو ثابت ہوا کہ وضو کا وجوب غیر نماز یعنی وقت کے سبب سے ہے۔ (نخب الافکار ۱/۶۴۷)

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) نظرِ طحاویؒ

وحجة اخری انا قد راینا الطهارات تنتقض باحداث منها الغائط والبول... لکل وقت صلوٰة.
مفہوم: اور دوسری دلیل یہ ہم دیکھتے ہیں کہ حدثوں کے ساتھ وضو ٹوٹ جاتا ہے ان حدثوں میں سے پاخانہ اور پیشاب بھی ہے بعض طہارتیں وقت نکلنے کے ساتھ بھی ٹوٹ جاتی ہیں مثلاً موزوں پر مسح کی طہارت، مسافر کا وقت اور مقیم کا وقت نکلنے سے ٹوٹ جاتی ہیں۔ ان طہارتوں کے بارے میں جن پر سب کا اتفاق ہے ان کو توڑنے والی چیزوں میں ہم نماز کو نہیں پاتے انہیں یا تو حدث توڑتا ہے یا وقت کا نکلنا پس ثابت ہوا کہ مستحاضہ کی طہارت ایسی طہارت ہے جو حدث یا غیر حدث سے ٹوٹتی ہے ایک قوم نے کہا یہ غیر حدث یعنی

وقت کے نکلنے سے ٹوٹتی ہے اور دوسروں نے کہا وہ نماز سے فراغت کے ساتھ ٹوٹتی ہے اور ہم اس کے علاوہ کہیں فراغت نماز کو حدث کے طور پر نہیں پاتے البتہ وقت کا نکلنا اس کے علاوہ بھی حدث ہے لہذا بہتر بات یہ ہے کہ ہم اس حدث کے بارے میں جس میں اختلاف ہے رجوع کر کے اسے اس حدث کی طرح قرار دیں جس پر اتفاق ہے اور اس کی کوئی اصل بھی ہے ہم اسے اس کی طرح قرار نہیں دیں گے جس پر ائمہ کا اتفاق بھی نہیں ہے اور اس کی کوئی اصل بھی نہیں پس اس سے ان لوگوں کا قول ثابت ہو گیا جن کا موقف یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کرے، امام ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ اور امام محمد بن حسنؒ کا یہی قول ہے۔(نخب الافکار ۱۴۸/۱)

☆☆☆☆☆☆☆

باب حکم بول ما یو کل لحمہ

اجمالی خلاصہ......: یہ باب پانچ حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے حنابلہؒ و مالکیہؒ کے دلائل ذکر ہوں گے (۲) احنافؒ و شوافعؒ کے دلائل (۳) حنابلہؒ کی دلیل کا جواب (۴) احنافؒ و شوافعؒ کی عقلی دلیل (۵) اور آخر میں پیشاب سے علاج کے جواز کے بارے میں متقدمین کے اقوال بیان ہوں گے۔

(پہلا حصہ)　　حنابلہؒ و مالکیہؒ کے دلائل

حدثنا ابو بکرۃ...لو خرجتم الی ذود لنا فشربتم من البانہا...قد حفظ عنہ ابوالہا.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ عرینہ کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے کہ مدینے کی ہوا ان کی مخالف نکلی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اونٹوں کے پاس جا کر اس کا دودھ اور پیشاب پیا کریں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے "ابوال" کا لفظ سنا ہے اس روایت میں پیشاب پینے کی صراحت اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے(نخب الافکار ۱/۶۵۰)

دوسری دلیل

حدثنا عبداللہ...مثلہ وقال من البانہا وابوالہا.

مفہوم: اس روایت میں دودھ اور پیشاب دونوں کا ذکر ہے(نخب الافکار ۱/۶۵۴)

فذہب قوم الی ان بول ما یو کل لحمہ طاہر وان حکم ذلک کحکم لحمہ ومن...علقمۃ بن وائل بن حجر.

مفہوم: ایک قوم اس بات کی طرف گئی ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کا پیشاب بھی پاک ہے اور اس کا حکم گوشت کی طرح ہوگا۔ محمد بن حسنؒ کا بھی یہی قول ہے کیونکہ سید البشر ﷺ کا اپنے فرمان میں پیشاب کا ذکر کرنا بطور دوا وعلاج کے تھا اگر یہ حرام ہوتی تو آپ ان کو کیوں حکم فرماتے۔ سرکار دو عالم ﷺ کا حکم دینا ہی اس کی پاکی پر دلالت کرتا ہے(نخب الافکار ۱/۶۵۴)

شراب بذاتِ خود بیماری ہے

حدثنا ربیع...قال ذاک داء ولیس بشفاء وکما قال عبداللہ بن مسعود وغیرہ من اصحاب رسول اللہ.

مفہوم: حضرت طارق بن سوید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کونین ﷺ سے عرض کیا کہ کیا ہم انگور کا رس پی سکتے ہیں؟ فرمایا کہ نہیں پھر عرض کرنے پر فرمایا کہ نہیں۔ پھر عرض کیا کہ اس سے ہم علاج کرتے ہیں فرمایا کہ یہ بیماری ہے، دوا نہیں۔

حدثنا ابراھیم ابن مرزوق...ما کان اللہ لیجعل فی رجس او فیما حرم شفاء.

مفہوم: ابوالاحوصؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ حرام اور ناپاک چیزوں میں شفاء نہیں ہوتی۔ (نخب الافکار ۱/۶۵۵)

شراب کو دوا بنانے پر بددعا

حدثنا حسین... ان اللہ لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم۔

مفہوم: حضرت عاصم، حضرت ابووائل سے روایت کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا تو میں نے اسے ایک نشہ آور چیز بتائی پھر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے ان سے پوچھا، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر جو کچھ حرام کیا ہے اس میں تمہارے لئے شفاء نہیں رکھی۔

حدثنا ابن مرزوق... اللھم لا تشف من استشفی بالخمر۔

مفہوم: عطاءؒ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دعا مانگ کر فرمایا کہ اے اللہ! شراب سے علاج کرنے والوں کی بیماری برقرار رکھنا (نخب الافکار ۱/۶۵۶)

قالوا فلما ثبت بھذہ الآثار ان الشفاء لا یکون فیما حرم علی العباد ثبت بالاثر الاول... دواء انہ طاھر غیر حرام۔

مفہوم: وہ کہتے ہیں کہ جب ان آثار سے حرام جانوروں سے عدم شفاء ثابت ہوا تو پہلی روایت سے جس میں اونٹ کے پیشاب میں علاج رکھا ہے اس کا غیر نجس ہونا ثابت ہو گیا۔ (نخب الافکار ۱/۶۵۶)

اونٹوں کے پیشاب میں شفا

وقد روی عن رسول اللہ ﷺ فی ذلک ایضا ما حدثنا الربیع... ان فی ابوال الابل والبانھا شفاء لذربۃ بطونھم۔

مفہوم: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کا پیشاب اور دودھ بیماری کیلئے شفاء ہے۔ (نخب الافکار ۱/۶۵۶)

قالوا ففی ذلک تثبیت ما وصفنا ایضا۔

مفہوم: وہ فرماتے ہیں کہ جس بات کو ہم نے بیان کیا اوپر مذکورہ روایت میں اس کو ثابت کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) احنافؒ و شوافعؒ کے دلائل

وخالفھم فی ذلک آخرون فقالوا ابوال الابل نجسۃ... عن رسول اللہ ﷺ۔

مفہوم: بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اونٹوں کا پیشاب ناپاک ہے اور اس کا حکم اس کے خون کی طرح ہے گوشت اور دودھ کی طرح نہیں ہے۔ اور قبیلہ عرینہ کے بارے میں جس روایت کا ذکر کیا ہے وہ ضرورت کی وجہ سے تھا۔ اور یہ ضروری نہیں کہ ضرورت کی وجہ سے جائز کی ہوئی چیز اس کے بغیر بھی مباح ہوگا، اسلئے کہ ایسی بہت سی روایات آئی ہے جس میں یہی مذکور ہے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) حنابلہؒ کی دلیل کا جواب

حدثنا حسین... القمل فرخص لھما فی قمیص الحریر... منھما قمیصا من حریر۔

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ایک غزوہ میں حضور اکرم ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے ان کو ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے خود ان کو ریشمی قمیص پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۵۹)

پیشاب کی حرمت پر ریشمی کپڑے کی مثال

فھذا رسول اللہ ﷺ قد اباح الحریر لمن اباح له اللبس... حرام فی حال الضرورة.

مفہوم: اس روایت میں سید الرسل ﷺ نے ریشمی قمیص کو بطور ضرورت جائز قرار دیا تو اس میں غیر ضرورت کے وقت اس کے پہننے کیلئے جواز کی کہیں دلیل نہیں ہے۔ اسی طرح اہل عرینہ کو پیشاب پینے کا حکم علاج کیلئے تھا اس سے غیر ضرورت کے وقت اس کا مباح ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جب ریشمی لباس پہننے کی حرمت سے ضرورت کے وقت اس کی حرمت کی نفی نہیں ہوتی تو پیشاب کو بھی اسی پر قیاس کرلیں۔ (نخب الافکار ۱/۲۶۱)

حنابلہؒ کی دلیل کا جواب

فثبت بذلک ان قول رسول اللہ ﷺ فی الخمر انه داء ولیس بشفاء... فیما حرم علیکم.

مفہوم: اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا شراب کو بیماری کہنا اور شفاء کی نفی کرنا اس طور پر تھا کہ وہ اسے شراب سمجھ کر اس سے شفاء حاصل کرتے تھے اور یہ حرام ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کی ہوئی چیزوں میں شفاء نہیں رکھی، یہ شراب کی تعظیم اور نافع ہونے کی وجہ سے تھا اس لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ حرام اشیاء میں تمہارے لئے شفاء نہیں ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۶۱)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ)　احنافؒ و شوافعؒ کی عقلی دلیل

فھذہ وجوہ ھذہ الآثار فلما احتملت ما ذکرنا... فنعلم کیف حکمه.

مفہوم: پھر جب ان روایات میں یہ احتمال بھی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ بھی کہ اس میں پیشاب کی پاکی پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اب ہمیں قیاس کی طرف جانا ہوگا جو کہ درج ذیل ہے (نخب الافکار ۱/۲۶۱)

خلاصہ دلیل

فنظرنا فی ذلک فاذا لحوم طاھرة وان ابوالھم حرام نجسة... فھذا ھو النظر وھو قول ابی حنیفة.

مفہوم: اس بارے میں غور و فکر کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ باتفاق ائمہؒ گوشت پاک ہے اور پیشاب ناپاک ہے اور پیشاب خون کی طرح ہے گوشت کی طرح نہیں تو قیاس اس بات کا مقتضی ہے کہ اونٹ کے سلسلے میں بھی اس کے خون کا حکم لگایا جائے نہ کہ گوشت کا تو اس صورت میں اونٹ کا پیشاب اس کے خون کی طرح ناپاک ہوگا۔ (نخب الافکار ۱/۲۶۱)

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ)

پیشاب سے علاج کے جواز کے بارے میں متقدمین کے اقوال

وقد اختلف المتقدمون فی ذلک فمما روی عنھم فی ذلک ما حدثنا حسین... لاباس بابوال الابل... ان یتداوی بھا۔

مفہوم: محمد بن علیؒ نے فرمایا کہ اونٹ، گائے اور بکری کے پیشاب کو بطور دوا استعمال کیا جا سکتا ہے (نخب الافکار ۱/۶۶۲)

محمد بن علیؒ کے قول کا مطلب؟

فقد یجوز ان یکون ذھب الی ذلک لانھا عندہ حلال... فی غیر حال الضرورۃ۔

مفہوم: اس قول میں یہ امکان پایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک تمام حالات میں پیشاب پاک ہو جیسے محمد بن حسنؒ کا بھی یہی موقف ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ بطور علاج کے استعمال کیا ہو تو اس سے ضرورت کے وقت پاک ہونا ثابت ہوا۔ (نخب الافکار ۱/۶۶۲)

حدثنا حسین... کانوا لیستشفون بابوال الابل لا یرون بھا باسا۔

فقد یحتمل ھذا ایضا ما احتمل قول محمد بن علی رضی اللہ عنھما۔

حدثنا حسین... کل ما اکلت لحمہ فلا باس ببولہ۔ فھذا حدیث مکشوف المعنی۔

حدثنا بکر... انہ کرہ ابوال الابل والبقر والغنم او کلاما ھذا معناہ (نخب الافکار ۱/۶۶۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب صفة التیمم کیف ھی

اجمالی خلاصہ:...... یہ باب گیارہ حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے جمہورؒ کی وجوہ ترجیح بیان کی جائے گی (۲) یدین کا وظیفہ کیا ہے؟ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ کا ہار گم ہونا (۴) تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ کہاں تک ہے؟ (۵) ائمہ اربعہؒ کے دلائل (۶) امام شہاب زہریؒ کی دلیل کا جواب (۷) تیمم کی شرعی حیثیت (۸) حضرت عمار تیمم میں فرق سمجھتے تھے (۹) ہتھیلیوں اور کہنیوں تک مسح کا ثبوت (۱۰) نظر طحاویؒ (۱۱) اور آخر میں جمہور حضراتؒ کا اختلاف کہ تیمم مرفقین یا رسغین تک؟

تیمم میں ضربیں اور ان کا حکم

(۱) امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ایک ہی ضرب للوجہ وللکفین کے لئے کافی ہے (۲) جمہورؒ کے نزدیک دو ضربیں للوجہ وللیدین کے لئے مسنون ہیں۔ (معارف ۱/۴۷۷)

دلیلِ حنابلہؒ

حدیث عمار رضی اللہ عنہ "امرہ بالتیمم للوجہ وللکفین"۔

جواب

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم ﷺ نے طریقہ تیمم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پوری تعلیم دینا مقصود نہیں تھا بلکہ صرف اشارہ مقصود تھا۔

(پہلا حصّہ) جمہور کی وجوہِ ترجیح

(۱) چونکہ تیمم وضو کا خلف ہے اسلئے اس کو زیادہ سے زیادہ وضو کے طریقے پر کرنے کی کوشش کی جائے گی کیونکہ قرآن میں تیمم کا حکم مجمل ہے تو وضو میں وجہ اور یدین کیلئے علیحدہ علیحدہ پانی لیا جاتا ہے تو تیمم میں بھی دو علیحدہ علیحدہ ضربیں لگانی پڑیں گی اور اس طرح مرفقین کا معاملہ بھی ہے (۲) چونکہ رسغین اور مرفقین میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے اسلئے عام پر عمل کرنے سے حصولِ خاص ہو جاتا ہے بخلاف اس کے برعکس کہ خاص پر عمل کرنے سے عام پر عمل نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) یدین کا وظیفہ کیا ہے؟

(۱) امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک یدین کا وظیفہ رسغین تک ہے (۲) جمہورؒ کے ہاں یدین کا وظیفہ مرفقین تک ہے (معارف ۱/۴۷۸)

دلائلِ حنابلہؒ

امام احمد بن حنبلؒ حدیث عمارؓ سے استدلال فرماتے ہیں جمہورؒ کے مستدلات تقریباً نو روایات ہیں۔ حضرت بنوریؒ نے تیمم کے بارے میں حدیث عمارؓ اور حدیث ابی جہیمؓ کے علاوہ باقی تمام احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (معارف ۱/۴۷۹)

امام احمد بن حنبلؒ کی مستدل حدیث کے جوابات

(۱) حدیث عمارؓ میں اجمالی تعلیم تھی مفصل تعلیم ان نو روایات میں ہے جس میں دو ضربیں اور مرفقین یا ذراعین تک کا حکم ہے (۲) امام طحاویؒ نے ان کے درمیان اچھا محاکمہ فرمایا ہے حضرت عمارؓ کا اپنی روایات کے خلاف فتوی ثابت ہے جو کہ مؤخر ہے اس سے ثابت ہوا کہ پہلا عمل مرجوح ہے (طحاوی شریف ۱/۶۷)

نظر طحاوی

تیمم میں تخفیف مطلوب ہے تیمم کا وظیفہ وضو کے وظیفہ سے تجاوز نہیں کرسکتا جب یدین میں وضو کا وظیفہ مرفقین تک ہے تو تیمم میں بھی مرفقین تک ہوگا (طحاوی شریف ۱/۶۸)

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار گم ہونا

صحیح قول یہ ہے کہ واقعہ تیمم غزوہ بنی مصطلق میں پیش آیا اور دو غزوات میں ہار گم ہوئے۔ بعض نے کہا ہار دو مختلف سفروں میں گم ہوا بعض حضرات نے فرمایا ایک ہی سفر میں گم ہوا۔

تیمم میں نیت شرط ہے یا نہیں

(۱) امام زفرؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک نیت شرط نہیں ہے۔ تیمم وضو کا خلیفہ ہے جب وضو میں نیت شرط نہیں ہے تو اس میں کیسے شرط ہوسکتی ہے (۲) جمہورؒ کے نزدیک نیت شرط ہے کیونکہ صاحب معارفؒ نے تیمم کے معنی قصد اور نیت کے کئے ہیں تو یہاں حقیقی معنی کو کیسے ترک کیا جاسکتا ہے۔

تیمم کن چیزوں سے ہوسکتا ہے؟

صاحب بدائع الصنائع تیمم کی فصل تیمم میں فرماتے ہیں کہ (۱) حضرات احناف ؒ کے ہاں مٹی کی جنس سے تیمم جائز ہے جو چیزیں آگ میں ڈالنے سے نہ جلتی اور نہ ڈھلتی ہوں وہی "زمین کی جنس" سے ہیں (۲) شوافع ؒ نے فرمایا کہ صرف "مٹی" سے تیمم جائز ہے۔

(بدائع ۱/۱۸۱، معارف ۱/۴۹۵)

صاحب بذل المجہود ؒ نے فرمایا

علماء کرام کا اس صورت میں اختلاف ہے کہ آیا تیمم مشروع ہے یا نہیں (۱) حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ نے فرمایا کچھ بھی ہو غسل کرے تیمم نہ کرے چاہے مرجائے (۲) امام مالک ؒ نے فرمایا "تیمم کرے چونکہ یہ مریض کے مانند ہے (۳) امام اعظم ؒ نے فرمایا "حضر میں بھی تیمم درست ہے۔ حضرات صاحبین ؒ نے حضر میں اختلاف کیا ہے (۴) امام شافعی ؒ نے فرمایا "کہ اگر جان کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن پھر نماز لوٹائے کیونکہ اس عذر پر رخصت مشکل ہے (بذل ۱/۲۰۲)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصّہ) تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ کہاں تک ہے

مذاہب:

(۱) امام شہاب زہری کے نزدیک تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ مونڈھوں اور بغلوں تک ہے۔ "ذہب قوم" کا مصداق امام شہاب صاحب ہیں (۲) ائمہ اربعہ ؒ کے نزدیک تیمم میں ہاتھوں کا وظیفہ مرفقین تک ہے۔ "وخالفہم" کا مصداق یہی حضرات ہیں۔

نوٹ: حنابلہ ؒ اور مالکیہ کا معمولی سا اختلاف ہے لیکن نتیجہ میں جمہور ؒ کے ساتھ ہیں (معارف السنن ۱/۴۷۸)

امام شہاب زہری کے دلائل

حدثنا ابن ابی داؤد...حین نزلت اٰیة التیمم فضربنا ضربة واحدة...ظهرا وبطنا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، حضرت عمار ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ آیت تیمم کے نزول کے وقت ہم سید الکونین ﷺ کے پاس تھے، ہم نے ایک ضرب چہرے کیلئے اور دوسری ضرب ہاتھوں کیلئے ماری جس سے کندھوں تک ظاہر وباطن کا مسح کرنا تھا (نخب الافکار ۱/۶۶۵)

حدثنا ابن ابی داؤد...فذكر باسناده مثله. حدثنا ابن ابی داؤد...بالتراب فمسحنا وجوهنا وايدينا الى المناكب.

حدثنا محمد...مثله. حدثنا ابو بكرة...مع النبى الى المناكب. حدثنا على...فهلك عقد لعائشة فطلبوه حتى اصبحوا...وباطنها الى الاباط. حدثنا محمد...مثله (نخب الافكار ۱/۶۷۱)

قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا فقالوا هكذا التيمم ضربة للوجه وضربة للذراعين الى المناكب والاباط.

مفہوم: امام طحاوی ؒ فرماتے ہیں کہ ایک قوم کے نزدیک تیمم دو ضربیں ہیں ایک چہرے کے لئے اور دوسرا ہاتھوں کے لئے جو مناکب اور آباط تک ہے۔

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) ائمہ اربعہؒ کے دلائل

وخالفهم في ذلك آخرون فافترقوا فرقتين... فامسحوا بوجوهكم وايديكم منه.

مفہوم: جمہورؒو ائمہ اربعہؒ نے ان کی مخالفت کی تو وہ بھی دو گروہ میں بٹ گئے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ تیمم چہرے اور بازوؤں کے لیے ہے جب کہ کہنیوں تک ہو۔ دوسری جماعت کہتی ہے کہ تیمم چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے ہے۔ ان دو جماعتوں کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بات مذکور نہیں کہ سید الرسل ﷺ نے ان کو اس طرح تیمم کرنے کا حکم فرمایا ہے انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے بارے میں خبر دی ہے لہذا اس بات کا احتمال ہے کہ جب آیت اتری تو وہ مکمل نہ اتری ہو اور اس کا صرف یہی حصہ نازل ہوا ہو "تو پاک مٹی سے تیمم کرو" اور ان کے لیے تیمم کا طریقہ بیان نہ کیا ہو، اور ان کے نزدیک تیمم کا وہی طریقہ ہو جس طرح انہوں نے کیا تہ اس کے لیے وقت مقرر ہو اور نہ کوئی خاص عضو مقصود ہو یہاں تک کہ اس کے بعد نازل ہوا "پس اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس (پاک مٹی) سے مسح کرو" (نخب الافکار ۱/۶۷۴)

☆☆☆☆☆

(چھٹا حصہ) امام شہاب زہریؒ کی دلیل کا جواب

ومما يدل على ما قلنا من ذلك ما حدثنا احمد... فانزلت اية التيمم.

مفہوم: اسی سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں سرکار دوعالم ﷺ کے ساتھ واپس آئے مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر میں رات کے وقت سوگئی اور میں نے ایک ہار پہن رکھا تھا جو رات کو میرے گلے سے نکل گیا۔ صبح میں نے اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تمہاری ماں کا ہار گم ہوگیا ہے اسے تلاش کرو چنانچہ لوگوں اسے تلاش کرنے لگے اور ان کے پاس پانی نہیں تھا، تلاش کرتے کرتے نماز کا وقت آگیا انہیں ہار مل گیا لیکن ان کے پاس پانی نہیں تھا ان میں سے بعض نے ہتھیلیوں تک تیمم کیا بعض نے کندھوں تک اور بعض نے پورے جسم کا۔ حضور اکرم ﷺ کو جب معلوم ہوا تو اس پر آیت تیمم نازل ہوئی۔ (نخب الافکار ۱/۶۷۵)

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصہ) تیمم کی شرعی حیثیت

ففي هذا الحديث ان نزول اية التيمم كان بعد ما تيمموا ..وجه حديث عمار عندنا.

مفہوم: معلوم ہوا کہ آیت تیمم کے نازل ہونے سے پہلے تیمم شروع تھا اور اس میں اختلاف تھا ہاتھوں کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ کے قول "آیت تیمم نازل ہوئی" میں جو کچھ اترا وہی تیمم کا اصل طریقہ ہے۔

ومما يدل ايضا على ان هذه الاية تنفي ما فعلوا من ذلك ان عمار بن ياسر... عمله بعد ذلك خلاف ذلك.

مفہوم: یہ آیت ان کے اعمال کا انتفاء کرتی ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے وہ اسی پر عمل کرتے تھے جو ان کے پہلے والے عمل کے خلاف ہے۔ (نخب الافکار ۱/۶۷۶)

فمنه ما حدثنا علي... عن التيمم فامره بالوجه والكفين.

مفہوم: حضرت سعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو چہرے اور ہتھیلیوں کے مسح کا حکم فرمایا۔

حدثنا ابو بكرة... اما انت فكان يكفيك وقال بيديه فضرب بهما... ومسح بهما وجهه وكفيه.

☆☆☆☆☆

(آٹھواں حصّہ) حضرت عمار رضی اللہ عنہ تیمم میں فرق سمجھتے تھے

ففعل عمار اذا تمرغ يريد بذلك التيمم... رسول الله ﷺ انهما سواء.

مفہوم: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا غسل کیلئے تیمم کرنا آیت تیمم کے بعد تھا۔ دراصل وہ حدث اور غسل کے تیمم کو جدا جدا سمجھتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ نے دونوں کیلئے ایک طریقہ بتایا۔ (نخب الافکار ۱/۶۸۴)

حدثنا ابو بكرة... انه قال لي المفصل ولم يرفعه.

مفہوم: حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیمم کہنیوں تک ہے۔

حدثنا محمد... انما يكفيك ان تقول هكذا وضرب... ومسح بهما وجهه وكفيه.

حدثنا محمد... كان يكفيك هكذا وضرب شعبة بكفيه... ثم مسح وجهه وكفيه.

قال ابو جعفر هكذا قال محمد ابن خزيمة في اسناد هذا الحديث عن عبدالرحمن... عبدالرحمن عن ابيه.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن خزیمہؒ نے اس روایت کی سند میں فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ درمیان میں بیٹے کا واسطہ لاتے ہیں۔

حدثنا ابو بكرة... نحوه قال سلمة لا ادري بلغ الذراعين ام لا.

حدثنا ابن مرزوق... مثله وزاد فمسح بهما وجهه ويديه الى انصاف الذراع. حدثنا ابو بكرة... فذكر باسناده مثله.

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث مضطرب ہے

فقد اضطرب علينا حديث عمار هذا غير انهم جميعا... احد القولين الآخرين.

مفہوم: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت مضطرب ہے لیکن راویوں نے کاندھوں یا بغلوں تک پہنچنے کی نفی کی ہے اس سے اس بات کی نفی ہوئی جس کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ان کے والد یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لہذا آخری دو قولوں میں سے ایک قول ثابت ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

(نواں حصّہ) ہتھیلیوں اور کہنیوں تک مسح کا ثبوت

فنظرنا في ذلك... انه تيمم وجهه وكفيه فذلك... قرائة القرآن للحائض.

مفہوم: غور کرنے کے بعد ہم نے دیکھا کہ ابوجہم ﷺ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کیا یہ ہتھیلیوں تک تیمم کے قائلین کی دلیل ہے۔ اور حضرت ابن عباس ﷺ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کہنیوں تک مسح کیا (نخب الافکار ۱/۶۹۱)

وقد حدثنا محمد... قم فتيمم صعيدا طيبا ضربتين ضربة... يا اسلع قم فاغتسل.

مفہوم: حضرت اسلع تمیمی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں سرکار دو عالم ﷺ کے ہمراہ تھا کہ مجھے غسل کی حاجت ہوئی اور پانی بھی ساتھ نہیں تھا تو اس وقت سرور کونین ﷺ پر آیت تیمم نازل ہوئی پھر مجھ سے فرمایا کہ اٹھو اور دو ضربیں لگاؤ ایک چہرے کیلئے اور دوسری بازوؤں کے ظاہر و باطن کیلئے۔ پھر پانی ملنے پر غسل کرنے کا حکم فرمایا۔

☆☆☆☆☆

(دسواں حصّہ) نظرِ طحاویؒ

فلما اختلفوا في التيمم كيف هو واختلفت هذه الروايات فيه رجعنا... ان لا يجب على ما لا يوضأ.

مفہوم: جب تیمم کے بارے میں فقہاء کرامؒ کا بھی اختلاف ہے اور روایات بھی اس بارے میں مختلف ہیں تو ہم اس میں سے صحیح قول کو نکالیں گے، لہٰذا ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جن اعضاء پر وضو فرض کیا ہے تیمم کے وقت ان میں سر اور پاؤں ساقط ہو جاتے ہیں تو اب تیمم بھی مفروضہ اعضاء پر ہوگا اس سے زائد پر نہیں ہوگا تو اس سے ان لوگوں کا قول باطل ہو گیا جو کندھوں تک مسح کرنے کے قائل ہیں۔

(نخب الافکار ۱/۶۹۲)

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) جمہور حضراتؒ کا اختلاف کہ تیمم مرفقین یا رسغین تک؟

ثم اختلف في الذراعين هل يؤممان ام لا فراينا الوجه يؤمم بالصعيد كما يغسل... على ما بينا من ذلك.

مفہوم: پھر بازوؤں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کا تیمم کیا جائے گا یا نہیں تو ہم نے دیکھا کہ مٹی کے ساتھ چہرے کا تیمم کیا جاتا ہے جیسا کہ وہ پانی سے دھویا جاتا ہے سر اور پاؤں کو دیکھا تو ان میں سے کسی کا تیمم نہیں ہوتا تو گویا جس عضو کے بعض حصے کا تیمم ساقط کیا گیا اس پورے عضو کا تیمم بھی ساقط ہوا اور جس حصے پر واجب کیا گیا وہاں وضو اور تیمم کا ایک ہی حکم رکھا گیا کیونکہ اسے وضو کا بدل قرار دیا گیا ہے پس جب ثابت ہوا کہ پانی کی موجودگی میں ہاتھوں کے جس بعض حصے کو دھویا جاتا ہے پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم بھی اسی حصے کا کیا جاتا ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ ہاتھوں کا تیمم (مسح) کہنیوں تک ہے قیاس اور غور و فکر کا یہی تقاضا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ (نخب الافکار ۱/۶۹۲)

حضرت ابن عمر ﷺ و حضرت جابر ﷺ کا فتویٰ

وقد روى ذلك عن ابن عمر وجابر.

مفہوم: حضرت ابن عمر ﷺ اور حضرت جابر ﷺ سے بھی یہی مروی ہے۔

حدثنا يونس... فضرب بيديه الى الارض ومسح بهما يديه... فمسح بهما ذراعيه.

مفہوم: حضرت نافع ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیمم کے بارے میں حضرت ابن عمر ﷺ سے دریافت کیا انہوں نے زمین پر ضرب

مار کر چہرے اور ہاتھوں کا مسح اور دوسری ضرب مار کر اس سے بازوؤں کا مسح کیا (نخب الافکار ۱/۲۹۶)

حدثنا علی...مثله. حدثنا روح...مثله.

حدثنا یونس...اذا کان بالمربد تیمم صعیدا طیبا فمسح...الی المرفقین ثم صلی.

حدثنا فهد...احمرت حمارا وضرب بیده الی الارض...ففین وقال هکذا التیمم.

حسن بصریؒ کا فتویٰ

وقد روی مثل ذلک ایضا عن الحسن.

مفہوم: حضرت حسنؒ سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔

حدثنا محمد...ضربة للوجه والکفین وضربة للذراعین الی المرفقین.

حدثنا محمد...مثله ولم یقل الی المرفقین (نخب الافکار ۱/۲۰۱)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب غسل یوم الجمعة

خلاصہ

یہاں سے باب کا خلاصہ ذکر کیا جا رہا ہے، اصل بحث اس کے بعد آ رہی ہے۔

غسلِ جمعہ کا خلاصہ

امام طحاویؒ نے غسل جمعہ کے حکم وحیثیت کے بارے میں مختلف مذاہب نقل فرمائے ہیں (۱) اصحاب ظواہرؒ، امام حسن بصریؒ، امام ثوریؒ کے نزدیک غسل جمعہ واجب ہے (۲) ائمہ اربعہ جمہور فقہاءؒ ومحدثینؒ کے نزدیک غسل جمعہ سنت ہے (طحاوی شریف ۱/۸۲) امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز غسل کرنا تاکیداً مستحب ہے جبکہ بعض علماء کرام اس کے وجوب کا فتویٰ دیتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے جب ایک دوسرے کو برا کہتے تھے تو برائی میں اس شخص سے تشبیہ دیتے جو جمعہ کے روز نہ نہائے اور یہ کہتے تھے کہ تو جمعہ کے روز نہ نہانے والوں سے بھی بدتر ہے پھر مذکورہ حدیث ذکر فرمائی۔ امام صاحبؒ آگے لکھتے ہیں "حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک غسل جائز ہے اگر کسی شخص کو غسل جنابت کی ضرورت ہو اور وہ جمعہ کی نیت سے ہی اپنے جسم پر ایک بار پانی بہا لے اور دونوں کی نیت کر لے تو زیادہ ثواب ملے گا (احیاء العلوم ج۱ باب جمعہ)

صاحب اعلاء السننؒ نے "باب عدم وجوب غسل الجمعة وکونه سنة ..." کے تحت آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن سے غسل جمعہ واجب نہیں بلکہ سنت ثابت ہوتا ہے مثلاً حدیث نمبر ۱۷۶ میں غسل جمعہ خوشبو اور مسواک کا حکم فرمایا اس سے سنیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ غسل کو مسواک اور خوشبو کے ساتھ ملایا ہے اور مسواک اور خوشبو دونوں عمل سنت ہیں تو غسل بھی سنت ہوگا۔ حدیث نمبر ۱۷۴ میں ہے کہ جس نے وضو کیا تو اس نے رخصت پر عمل کیا اور اچھی خصلت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ غسل افضل ہے۔ حدیث نمبر ۱۷۷ میں چار مقامات پر غسل کو مستحب فرمایا "جمعہ، عرفہ، عید الفطر، عید الاضحیٰ" اگرچہ یہ صحابی رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن حکماً

مرفوع ہے اور سنن زوائد میں سے ہے اور یہی مسلک احناف کا ہے (اعلاء السنن حدیث نمبر ۱۷۳ سے ۱۸۰)

صاحب احیاء السنن ؒ نے فرمایا ''وہ احادیث جن میں غسل جمعہ کو واجب کہا گیا ہے درج بالا احادیث کی روشنی میں وہاں واجب سے مراد استحباب کو مؤکد کرنا ہے۔ نہ کہ وجوب اصطلاحی کو بیان کرنا اس کا قرینہ حضرات صحابہ کرام ؓ کا اسے مستحب کہنا ہے (بزار و طبرانی۔ احیاء السنن ۱/۱۴۷) علامہ شامیؒ ج ۱ ص ۱۶۸ پر فرماتے ہیں 'غسل جمعہ سنت ہے یعنی سنن زوائد میں سے ہے جس کے ترک پر عتاب نہیں ہے۔ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ مذکورہ چار اشیاء مستحب ہیں۔ امام محمدؒ نے فرمایا ''ان غسل الجمعة حسن'' اختلاف اس میں ہے کہ غسل جمعہ کے دن کیلئے ہے یا نماز کیلئے ہے۔ حسن بن زیادؒ کے نزدیک غسل جمعہ کے دن سنت ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نماز جمعہ کیلئے سنت ہے۔

فتاوی خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر غسل نماز جمعہ کے بعد کیا تو معتبر نہیں ہے باقی عید، جمعہ اور جنابت سب کیلئے ایک ہی غسل کافی ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔ یہ غسل اربعہ طہارت کیلئے نہیں بلکہ نظافت کیلئے ہیں۔ اگر جمعرات یا لیلۃ الجمعہ کو غسل کیا تو بھی مقصود حاصل ہو گیا اور وہ ہے بدبو کا دور کرنا (فتاوی شامی ج ۱ ص ۱۴۹) علامہ کاسانیؒ نے فرمایا 'غسل جمعہ مستحب ہے۔ باقی جن حضرات نے واجب فرمایا تو ان کا جواب خود حضرت عائشہ صدیقہ ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ نے یہ دیا ہے کہ ''ابتداء اسلام میں تنگی تھی دوران نماز پسینہ آتا تھا جس کی بدبو لوگوں کو ناگوار گزرتی اس لئے غسل کا حکم دیا لیکن جب حالات اچھے ہو گئے اور لوگوں نے اچھا لباس پہننا شروع کر دیا اور محنت و مشقت کم ہو گئی تو حکم منسوخ ہو گیا'' (بدائع۔ جمعہ کے مستحبات ۱/۶۰۲)

امام طحاویؒ نے دونوں فریقین کے دلائل ذکر کئے پھر جمہورؒ کی طرف سے بہترین جواب دیا۔ فریق اول کے دلائل کو صحابہ کرام ؓ سے بیس سندوں کے ساتھ نقل فرمایا ''جس میں صیغہ امر کے ذریعے غسل جمعہ کا حکم فرمایا امام طحاویؒ نے جواب میں فرمایا کہ یہ حکم معلول بعلت ہے علت ختم تو حکم بھی ختم۔ علت اوپر علامہ کاسانیؒ کے حوالہ سے نقل کر دی گئی ہے امام طحاویؒ نے مزید دلائل اور اکابر کے فتاویٰ بھی نقل فرمائے کہ غسل جمعہ واجب نہیں۔ (طحاوی باب غسل یوم الجمعۃ ۱/۸۲)

صاحب بذل المجہودؒ لکھتے ہیں ''حضرت عمر ؓ کا حضرت عثمان غنی ؓ سے پوچھنا غسل کیلئے واپس نہ بھیجنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ غسل جمعہ واجب نہیں اور یہ عمل تمام صحابہ کرام ؓ کی موجودگی میں ہوا تھا اور اس پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا اگر یہ واجب ہوتا تو صحابہ ؓ کیوں سکوت اختیار فرماتے سب سے پہلے تو خود حضرت عمر ؓ جو دینی امور میں نہایت سخت تھے (ایک ان کی جبلی سختی کی کہ سیدالانبیاء ﷺ ایک دفعہ جنازہ پڑھانے لگے تو آگے کھڑے ہو گئے۔ اور اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابی ہریرہ ؓ کو مکا مار کر گرا دینا اسی طرح اور بھی واقعات ہیں) ان سے یہ کیسی توقع ہو سکتی ہے کہ دینی حکم پر خاموش رہیں؟ امام شافعیؒ نے فرمایا: یہ بات واضح ہے کہ یہ عمل اختیاری و استحبابی تھا۔ غسل نماز کیلئے ہے جمعہ کے دن کے لئے نہیں۔ (بذل ۱/۲۰۸)

اجمالی خلاصہ......: اس باب میں نو حصوں کا ذکر ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے بعض تابعینؒ اور ظاہریہؒ کے دلائل ذکر ہوں گے (۲) ائمہ اربعہؒ کے دلائل (۳) جمعہ کے دن غسل کی وجہ و علت (۴) خلیفہ راشد حضرت عمر ؓ کے نزدیک غسل ضروری نہیں تھا (۵) امام طحاویؒ کا تبصرہ (۶) غسل کے عدم وجوب پر صحابہ کرام ؓ کا اجماع (۷) روایات کا نچوڑ و نتیجہ (۸) حضرت علی ؓ کی روایت کا جواب (۹) حضرت ابو ہریرہ ؓ کے فتویٰ کا جواب۔

(پہلا حصہ) بعض تابعینؒ اور ظاہریہؒ کے دلائل

حدثنا محمد... اغتسلوا یوم الجمعة... واما الطیب فلا اعلمه.

مفہوم: طاؤسؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن غسل کرتے اور خوشبو لگاتے تھے۔ فرمایا کہ غسل کے بارے میں تو صحیح کہتے ہیں اور خوشبو کے بارے میں انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا (نخب الافکار ۱/۲۰۳)

حدثنا ابن ابی داؤد... ثم ذکر مثله. حدثنا ابو بکرة... مثله.

حدثنا ابن مرزوق... امرنا به رسول الله ﷺ. حدثنا فهد... یقول ذلک.

حدثنا ابن مرزوق... بذلک. حدثنا ابن مرزوق... بذلک.

حدثنا یونس... بذلک. حدثنا ابن ابی داؤد... بذلک.

حدثنا ابو بکرة... بذلک. حدثنا عبدالرحمن... بذلک.

حدثنا محمد... یقول اذا جاء احدکم الجمعة فلیغتسل.

حدثنا محمد... انه قال علی کل محتلم الروح الی الجمعة وعلی من راح الی المسجد الغسل.

حدثنا روح... فذکر مثله باسناده. حدثنا علی... کان یامر بالغسل یوم الجمعة.

جمعہ کے دن غسل لازم ہے

حدثنا فهد... حق علی کل مسلم ان یغتسل یوم الجمعة... من طیب ان کان عنده.

مفہوم: اس روایت میں سرکار دو عالم ﷺ نے جمعہ کے دن غسل کو لازم کہا ہے اور اگر خوشبو میسر ہو تو وہ بھی لازم ہے (نخب الافکار ۱/۲۰۹)

ہفتے میں ایک دن غسل ضروری ہے

حدثنا ابن ابی داؤد... الغسل واجب علی کل مسلم فی کل اسبوع.

مفہوم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سید الکونین ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر ہفتے میں ایک دن غسل کرنا واجب ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے۔

ہر بالغ پر غسل واجب ہے

حدثنا یونس... الغسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سید الکونین ﷺ سے مرفوع حدیث روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

حدثنا یونس... فذکر باسناده مثله.

مسلمانوں کے حقوق میں سے غسل کرنا بھی ہے

حدثنا صالح... ان من الحق علی کل مسلم ان یغتسل یوم الجمعة (نخب الافکار ۱/۲۱۱)

مفہوم: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سید الکونین ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل

کرے اور اگر گھر میں خوشبو ہو تو لگائے اگر ان کے پاس خوشبو نہ ہو تو پانی بھی خوشبو ہے۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى ايجاب الغسل يوم الجمعة واحتجوا فى ذلك بهذه الآثار.

مفہوم: امام ابوجعفر طحاویؒ فرماتے ہیں ایک قوم نے ان مذکورہ بالا روایات سے استدلال کرتے ہوئے جمعہ کے دن غسل کو واجب کہا ہے۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) ائمہ اربعہؒ کے دلائل

وخالفهم فى ذلك آخرون فقالوا ليس الغسل يوم الجمعة بواجب ولكنه...لمعان قد كانت.

مفہوم: بعض حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جمعہ کے دن غسل واجب نہیں بلکہ اس کا حکم تو حضور اکرم ﷺ نے کسی خاص وجہ سے دیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اپنی روایت کے خلاف روایت

فمنها ما روى عن ابن عباس ذلك.

حدثنا فهد... فخرج رسول الله فى يوم حار وقد عرق الناس فى ذلك الصوف حتى ثارت رياح...ووسع مسجدهم.

مفہوم: حضرت عکرمہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں لیکن یہ پاک کرنے والا اور بہتر ہے پس جس نے غسل کیا تو اچھا ہے اور جو غسل نہ کرے اس پر واجب نہیں اور میں عنقریب تمہیں بتاؤں گا کہ یہ کیسے شروع ہوا لوگ محنت مشقت کرتے تھے اونی لباس پہنتے اور پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے تھے مسجد تنگ تھی اور چھت قریب تھی گویا وہ ایک قسم کا سائبان تھی ایک گرم دن سید الکونین ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کو اونی لباس میں پسینہ آیا ہوا تھا بو پھیل گئی حتی کہ انہیں ایک دوسرے سے اذیت پہنچی، سرکار دو عالم ﷺ نے یہ بو محسوس فرمائی تو ارشاد فرمایا لوگو! جب یہ دن آئے تو غسل کر لیا کرو تیل اور خوشبو جو بھی پاؤ لگا لیا کرو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ خوشحالی لایا اور لوگوں نے غیر اونی لباس پہنا محنت و مشقت سے کچھ فراغت ہوگئی اور مسجد بھی وسیع ہوگئی۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصہ) جمعہ کے دن غسل کی وجہ و علت

فهذا ابن عباس يخبر ان ذلك الامر الذى كان من رسول الله ﷺ...انه كان يامر بالغسل.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ پہلے سید البشر ﷺ کسی وجہ سے غسل کا حکم فرماتے تھے پھر اس کی وجہ اور علت کی اختتام پر وجوب غسل ختم ہوگیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان راویوں میں سے ہیں جن سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے غسل کا حکم فرمایا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۱۵۷)

کام کاج کے بعد غسل کا حکم دیتے

وقد روى عن عائشة فى ذلك حدثنا يونس... كان الناس عمال انفسهم فيروحون بهيأتهم فقال لو اغتسلتم.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لوگ اپنے کام کاج سے نماز جمعہ کیلئے آتے تو نبی کریم ﷺ ان سے فرماتے کہ اگر تم غسل

کرتے تو بہتر ہوتا۔

حضرت عائشہ ؓ کا اپنی روایت کے خلاف روایت

فهذه عائشة تخبر بان رسول اللهﷺ...يامر بالغسل في ذلك اليوم.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ ان راویوں میں سے ہے جن سے باب کے شروع میں جمعہ کے دن غسل کرنے کی حدیث مروی ہے۔ اور یہاں انہوں نے اس غسل کو اس علت کی طرف منسوب کیا جس کا ذکر حضرت ابن عباس ؓ نے کیا کہ ان پر غسل لازم نہیں تھا۔ (نخب الافکار ۱/۱۷)

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ) خلیفہ راشد حضرت عمرؓ کے نزدیک غسل ضروری نہیں تھا

وقد روى عن عمر بن الخطاب...لم يقع عنده موقع الفرض.

مفہوم: حضرت عمر ؓ بھی ایسی بات بیان کرتے ہیں جس میں غسل کا حکم فرض کے قائم مقام نہیں تھا (نخب الافکار ۱/۱۸)

حدثنا علي...مازدت على ان توضات حين سمعت النداء...ام الناس جميعا قال لا ادري.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن جمعۃ المبارک کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص آیا وہ مسجد میں داخل ہوا تو آپ نے فرمایا اس وقت اور صرف وضو کر کے آئے ہو اس نے عرض کیا میں اذان سننے کے بعد وضو سے زائد کچھ نہیں کر سکا پھر میں حاضر ہو گیا جب امیر المومنین (خانہ اقدس میں) داخل ہوئے تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! میں نے سنا جو کچھ اس شخص نے کہا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے کیا کہا؟ میں نے عرض کیا اس نے کہا جب میں نے اذان سنی تو صرف وضو کیا اور آ گیا آپ نے فرمایا اس کو معلوم ہے کہ ہمیں اس کے علاوہ کا حکم دیا گیا میں نے پوچھا وہ کیا چیز ہے؟ فرمایا "غسل" میں نے کہا اے پہلے ہجرت کرنے والے حضرات! آپ تمام لوگوں کی بنیاد ہیں انہوں نے فرمایا مجھے کچھ معلوم نہیں۔

حدثنا يونس...فمازدت على ان توضات فقال عمر الوضوء ايضا...والرجل عثمان بن عفان.

حدثنا ابن ابي داؤد...مثله غير انه لم يذكر قول مالك انه عثمان. حدثنا ابو بكرة...مثله.

حدثنا محمد...مثله. وحدثنا فهد...ما كان الا الوضوء ثم الاقبال فقال عمر والوضوء...انا كنا نؤمر بالغسل.

☆☆☆☆☆

(پانچواں حصہ) امام طحاویؒ کا تبصرہ

قال ابو جعفر ففي هذه الآثار غير معنى ينفي وجوب الغسل...لامر رسول اللهﷺ اياه بالغسل.

مفہوم: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ ان روایات سے ہمیں ایک بات مزید ملتی ہے جو غسل کے وجوب کی نفی کرتی ہے وہ یہ کہ حضرت عثمان ؓ نے وضو پر اکتفاء کیا اور غسل کی حاجت محسوس نہیں کی۔ حضرت عمر ؓ نے اس صحابی سے فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ سرکار دو عالمﷺ ہمیں غسل کا حکم دیتے تھے۔

غسل وجوبی نہیں بلکہ مستحب ہے

ففی ذلك دلیل علی ان الغسل الذی کان امر به لم یکن عندهما علی الوجوب... ولم یامروا بخلافه.

مفہوم: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس غسل کا حکم دیا گیا تھا وہ ان دونوں حضرات کے نزدیک واجب نہ تھا وہ اس سبب سے تھا جس کا ذکر حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے کیا یا کسی اور سبب سے تھا اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غسل کرنا نہ چھوڑتے اور نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واپس کرنے کے حکم سے خاموش رہتے یہاں تک کہ وہ غسل کر لیتے اور یہ صحابہ کرام ﷺ کی موجودگی میں ہوا جنہوں نے سید الکونین ﷺ سے سنا صحابہ کرام ﷺ وہ مفہوم سمجھ گئے جو ان کی مراد تھی لہٰذا انہوں نے نہ تو ان کی بات کا انکار کیا اور نہ اس کے خلاف حکم دیا۔

☆☆☆☆☆

(چھٹا حصّہ) غسل کے عدمِ وجوب پر صحابہ کرام ﷺ کا اجماع

ففی هذا اجماع منهم علی نفی وجوب الغسل.

مفہوم: اس میں وجوبِ غسل کی نفی پر صحابہ کرام ﷺ کا اجماع ہو چکا ہے۔ (نخب الافکار ۱/۲۴۳)

غسل اور وضو اختیاری ہے

وقد روی عن رسول الله ﷺ ما یدل علی ان ذلك کان من طریق الاختیار واصابة الفضل.

مفہوم: حضور اکرم ﷺ سے ایسی روایات بھی مروی ہیں جو اختیار اور فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔

جمعہ کیلئے وضو بھی کافی ہے

حدثنا ابراهیم... من توضا یوم الجمعة فبها و نعمت ومن اغتسل فالغسل حسن.

مفہوم: حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ دن غسل کرنا بہتر ہے لیکن اگر وضو کر لیا جائے تو بھی کافی ہو جائے گا (نخب الافکار ۱/۲۴۵)

حدثنا ابن مرزوق... مثله غیر انه قال ومن اغتسل فالغسل افضل. حدثنا احمد... مثله.

حدثنا احمد ... مثله. حدثنا ابن ابی داؤد... من توضا یوم الجمعة فبها و نعمت وقد... لا علی انه فرض.

☆☆☆☆☆

(ساتواں حصّہ) روایات کا نچوڑ نتیجہ

ان روایات میں سید الرسل ﷺ نے فرمادیا کہ جمعہ کے دن وضو فرض ہے غسل کرنا افضلیت کیلئے ہے نہ کہ فرضیت کے لئے۔ (نخب الافکار ۱/۲۴۹)

غسل کے وجوب کے راوی وفتاوی

فان احتج محتج... عن علی وسعد وابی قتادة وابی هریرة.

مفہوم: مثلاً اگر کوئی حضرت علی، حضرت سعد، حضرت ابوقتادہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے استدلال کرے۔

غسل کے متعلق حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فرمان

حدثنا ابن مرزوق... فذكر الغسل يوم الجمعة... يدع الغسل يوم الجمعة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے جمعہ کے دن کے غسل کا ذکر کیا تو ان کے صاحبزادے نے کہا کہ میں نے غسل نہیں کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن سارے مسلمان غسل کرتے تھے۔

حدثنا ابن مرزوق... ويوم الاضحى.

اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے غسل بھی ہے

حدثنا يونس... حق لله واجب على كل مسلم فى كل سبعة ايام... ان كان لاهله.

مفہوم: حضرت طاؤس فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کا حق اور مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر ہفتے (ایک بار) غسل کرے اپنے جسم سے ہر چیز دھو ڈالے اور خوشبو لگائے اگر گھر میں ہو۔

حدثنا ربيع... فقد اغتسلت للجنابة.

صرف وضو کرتے تھے

حدثنا صالح... يوم الجمعة فيتوضا ولا يعيد الغسل.

مفہوم: حضرت سعید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے والد جمعہ کے دن غسل کے بعد اگر وضو ٹوٹ جاتا تو دوبارہ غسل نہیں کرتے تھے بلکہ وضو کرتے تھے۔

☆☆☆☆☆

(آٹھواں حصّہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب

قيل له اما ما روى عن على رضى الله عنه فلا دلالة فيه على الفرض... غسل يوم الجمعة.

مفہوم: معترض سے کہا جائے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں تمہارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے اسلئے کہ حضرت زاذان نے باعثِ فضیلت والے غسل کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فضیلت والے غسل کے جو دن بتائے تو اس دن غسل کرنا فرض نہیں اور جمعہ چونکہ ان میں شامل ہے تو جمعہ کے دن بھی غسل نہیں ہوگا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب

واما ما روى عن سعد من قوله ما كنت ارى ان مسلما يدع الغسل يوم الجمعة... مع خفة مؤنته.

مفہوم: اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ کسی مسلمان کو جمعہ کے دن بغیر غسل کے نہیں دیکھا تھا مطلب یہ ہے کہ وہ تھوڑی سی تکلیف برداشت کر کے فضیلت کے مستحق ہوتے تھے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) حضرت ابوہریرہ ﷺ کے فتویٰ کا جواب

واما ما روی عن ابی هريرة من قوله حق لله واجب.. عنده كذلك.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ﷺ کی روایت میں غسل کے ساتھ خوشبو کا ذکر کرنا اور خوشبو کے بارے میں کہنا کہ اگر میسر ہو تو، یہ عدم فرضیت کی دلیل ہے اور خوشبو کی عدم فرضیت سے غسل کی عدم فرضیت ثابت ہوگئی۔ اور حضرت عمر ﷺ نے حضرت عثمان ﷺ کو نماز جمعہ کیلئے بغیر غسل کے آنے پر کچھ نہیں کہا یعنی غسل کا حکم نہیں دیا اور حضرت ابوہریرہ ﷺ نے ان کی مخالفت نہیں کی، تو یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے نزدیک غسل واجب نہیں ہے۔

حضرت ابوقتادہ ﷺ کے فتویٰ کا جواب

واما ما روی عن قتادة مما ذكرنا عنه في ذلك... في هذا الباب.

مفہوم: حضرت ابوقتادہ ﷺ سے جو مروی ہے تو ان کی مراد فضیلت حاصل کرنی تھی۔ اور عبدالرحمن بن ابزیٰ ﷺ سے اس کے خلاف بھی مروی ہے۔ یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب الاستجمار

اجمالی خلاصہ...... یہ باب پانچ حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے اتفاقی مسئلہ اور اختلافی مسئلہ ذکر ہوں گے (۲) شوافعؒ وحنابلہؒ کے دلائل (۳) شوافعؒ وحنابلہؒ کے دلائل کے جوابات (۴) احنافؒ ومالکیہؒ کے دلائل (۵) اور آخر میں نظرِ طحاویؒ اور دلیلِ قوی ذکر کیے جائیں گے۔

(پہلا حصّہ) اتفاقی مسئلہ

(۱) ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے کہ ''انقاء'' سب کے نزدیک واجب ہے (۲) اسی طرح ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے کہ ''ایتار'' سب کے نزدیک مستحب ہے۔

تثلیث اختلافی مسئلہ

(۱) شوافعؒ اور حنابلہؒ کے نزدیک تثلیث واجب ہے، ورنہ استنجاء جائز نہیں۔ ''فذہب قوم'' کا مصداق یہی حضرات ہیں (۲) حنافؒ ومالکیہؒ کے نزدیک تثلیث واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ یہی حضرات ''وخالفہم'' کا مصداق ہیں۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) شوافعؒ اور حنابلہؒ کے دلائل

حدثنا يونس... من استجمر فليوتر.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے استنجاء کیلئے طاق عدد میں ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

حدثنا يونس... مثله. حدثنا ابن ابی داؤد... مثله. حدثنا ابن مرزوق... مثله.

حدثنا ابن ابی داؤد... یامرنا اذا اتی احدنا الغائط بثلثة احجار.

حدثنا محمد... اذا خرج احدکم الی الغائط فلیذھب بثلثة... بھا فانھا ستکفیه.

حدثنا ابن ابی داؤد... قال استجمر فلیوتر. حدثنا ابوبکرة... یامرنا بثلثة احجار یعنی فی الاستجمار.

حدثنا روح... فی الاستجمار بثلثة احجار لیس فیھا رجیع. حدثنا فھد... نھینا ان نکتفی باقل من ثلثة احجار.

فذھب قوم الی ان الاستجمار لا یجزی باقل من ثلثة احجار... من ھذہ الاثار.

مفہوم: ایک قوم نے ان روایات سے استدلال کرتے ہوئے تین پتھروں سے کم میں استنجاء کرنے کو نا کافی قرار دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) شوافعؒ وحنابلہؒ کے دلائل کے جوابات

وخالفھم فی ذلك اخرون فقالوا ما استجمر به منھا فانقی.. کان ذلك طھرہ.

مفہوم: بعض دوسرے حضرات نے ان کی مخالفت کی اور کہا کہ استنجاء سے اصل مقصود پاکی حاصل کرنی ہے وہ چاہے تین پتھروں سے حاصل ہو یا اس سے کم یا اس سے زیادہ۔

شوافعؒ وحنابلہؒ کے دلائل محتمل ہیں

وکان من الحجة لھم فی ذلك ان امر النبی فی ھذا بالوتر... ھو اقل منه.

مفہوم: یہ (دوسرے فریق والے) انہی روایات سے اپنے استدلال کے دو طریقے بیان کرتے ہیں، پہلا یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ نے یہ حکم بطور استحباب کے دیا ہو۔ دوسرا یہ کہ اس حکم سے مراد یہ ہو کہ اگر تین پتھروں سے کم میں پاکی حاصل نہ ہوتی ہو تو تین سے استنجاء کرنے کا حکم دیا ہو۔

احادیث سے احتمال کی تائید

فنظرنا فی ذلك ھل نجد... من ذلك.

فاذا یونس... فقد احسن ومن لا فلا حرج... بمقاعد بنی ادم.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سرمہ تین دفعہ لگاؤ، کرلو تو بہتر اور نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح استنجاء کرتے وقت تین ڈھیلے استعمال کرو، کرلو تو ٹھیک ورنہ کوئی حرج نہیں ہے۔ خلال کرتے وقت ریزوں کو باہر نکال لو اور زبان سے نکلنے والے ریزے کو نگل لو۔ کرلو تو بہتر ورنہ کوئی حرج نہیں ہے۔ قضائے حاجت کرتے وقت پردہ کرلو اگر ریت ہو تو اس کو آڑ بنالے اسلئے شیطان انسان کی شرم گاہ سے کھیلتا ہے۔

حدثنا ابن مرزوق... مثله وزاد من استجمر فلیوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج.

طاق عدد کا مقصد حصولِ فضیلت تھا

فدل ذلك ان رسول اللہ ﷺ انما امر بالوتر فی الاثار الاول... لا یجزی الا ھو.

مفہوم: اس روایت میں ذکر کردہ طاق عدد کا ذکر ہے وہ فضیلت کیلئے تھا نہ کہ فرضیت کیلئے۔

فضیلت کے حصول کی تائید

وقد روی عن عبداللہ بن مسعود عن النبی ﷺ ما قد بین ذلک ایضا۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی سرورِ کونین ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

(چوتھا حصہ) احنافؒ و مالکیہؒ کے دلائل

حدثنا احمد... فاتی الغائط فقال ایتنی بثلثة احجار... وقال انها رکس۔

مفہوم: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے اور مجھ سے پتھر مانگے تو میں نے دو پتھر اور ایک لید دے دیا۔ سید الرسل ﷺ نے لید کو پھینک کر فرمایا کہ یہ ناپاک ہے اور پتھروں کو لے لیا۔

دوسری دلیل: حدثنا ابن ابی داؤد... فذکر نحوہ۔

ففی هذا الحدیث ما یدل ان النبی قعد للغائط فی مکان لیس فیه احجار... و لامر عبداللہ ان یبغیه ثالثا۔

مفہوم: اس روایت میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ سید الکونین ﷺ قضائے حاجت کے لئے ایسے مقام پر بیٹھے جہاں پتھر نہ تھے کیونکہ آپ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے تین پتھر لا دو اگر وہاں کوئی ایسی چیز نہ ہوتی تو آپ دوسری جگہ سے حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہ فرماتے جب حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ پتھر اور لید لے کر آئے تو آپ نے لید پھینک دی اور دو پتھر لے لئے یہ آپ کے دو پتھر استعمال کرنے دلیل ہے، اور اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اس جگہ جہاں تین پتھر کفایت کرتے ہیں دو پتھروں کو کافی سمجھتے تھے کیونکہ اگر تین پتھروں سے کم کافی نہ ہوتے تو آپ دو پتھروں پر اکتفانہ کرتے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو تیسرا پتھر تلاش کرنے کا حکم فرماتے۔

ففی ترکه ذلک دلیل علی اکتفائه بالحجرین فهذا وجه هذا الباب من طریق تصحیح معانی الآثار۔

مفہوم: اس روایت میں لید کو چھوڑ کر پتھر استعمال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ دو پتھروں سے استنجاء کرنا کافی ہے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصہ) نظرِ طحاویؒ اور دلیلِ قوی

واما من طریق النظر فانا راینا الغائط والبول اذا غسلا بالماء مرة... او کثر وهذا هو النظر۔

مفہوم: جبکہ غور و فکر اور قیاس کے طریقے پر بیان یہ ہے کہ جب پاخانہ اور پیشاب پانی کے ساتھ ایک بار دھو دیئے جائیں اور اس سے ان کا اثر اور بو زائل ہو جائے یہاں تک کہ ان دونوں میں کچھ بھی باقی نہ رہے تو وہ جگہ پاک ہو جاتی ہے اور اگر اس (ایک بار دھونے) کے ساتھ ان کا رنگ اور بو زائل نہ ہوں تو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگی۔ اگر دوبارہ دھونے سے ان کا رنگ اور بو دور ہو جائیں تو اس صورت میں بھی پاک ہو جائے گا جس طرح ایک بار دھونے سے پاک ہو گیا تھا اگر دوبارہ دھونے سے بھی رنگ اور بو زائل نہ ہوں تو مزید دھونے کی حاجت ہوگی حتی کہ ان (نجاستوں) کا رنگ اور بو ختم ہو جائے گویا ان کے دھونے سے جو چیز مقصود

ہے وہ ان نجاستوں کا دور ہونا ہے جتنی بار دھونے سے بھی زائل ہوں۔ دھونے کی کوئی معلوم مقدار مراد نہیں کہ اس سے کم کفایت نہ کرے۔ پس قیاس کا تقاضا ہے کہ پتھروں سے استنجاء کی صورت میں بھی پتھروں کی معلوم مقدار مراد نہیں کہ ان سے کم کے ساتھ استنجاء نہ ہوسکے بلکہ اس قدر پتھر کافی ہیں جن سے نجاست دور ہو جائے کم ہوں یا زیادہ قیاس یہی چاہتا ہے اور یہی امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن رحمہم اللہ کا قول ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب الاستجمار بالعظام

اجمالی خلاصہ...... یہ باب تین حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے ہڈی اور گوبر سے استنجاء میں مذاہب ذکر کیے جائیں گے (۲) شافعیہ وحنابلہ کے دلائل (۳) شوافع وحنابلہ کی دلیل کا جواب۔

☆☆☆☆☆

(پہلا حصہ) ہڈی اور گوبر سے استنجاء میں مذاہب

(۱) شوافع، حنابلہ اور مالکیہ کے ایک قول کے مطابق ہڈی اور گوبر سے استنجاء بالکل نہیں ہوتا یعنی جائز ہی نہیں، اگر استنجاء کرلیا تو ایسے ہے جیسے کیا ہی نہیں (۲) احناف اور مالکیہ کے قول ثانی کے مطابق ہڈی اور گوبر سے استنجاء مکروہ ہے۔ صفائی ہو جائے تو استنجاء ہو جاتا ہے۔ (امانی الاحبار ۲/۱۷۵)

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصہ) شافعیہ وحنابلہ کے دلائل

حدثنا یونس... نهى ان يستطيب احد بعظم او بروثة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید البشر ﷺ نے ہڈی یا لید سے پاکی حاصل کرنے سے منع فرمایا۔

دوسری دلیل: حدثنا فهد... نهينا ان نستنجي بعظم او رجيع.

تیسری دلیل: حدثنا یونس... انه نهى ان يستطيب احد بعظم او روثة او جلد.

چوتھی دلیل: حدثنا حسين... نهى ان يستنجي بروث او رمة والرمة العظام.

پانچویں دلیل: حدثنا محمد... لعل الحيوة ستطول بك فاخبر الناس ان من استنجى... محمدا منه برئ.

قال ابو جعفر فذهب قوم الى انه لا يستنجي بالعظام... ذلك بهذه الآثار.

مفہوم: امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا کہ ایک قوم نے کہا ہے کہ ہڈیوں سے استنجاء نہیں ہوتا اور اگر کوئی کرلے تو وہ نہ کرنے والے کے حکم میں ہے، انہوں نے مندرجہ بالا روایات سے استدلال کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) شوافعؒ وحنابلہؒ کی دلیل کا جواب

وخالفهم في ذلك اخرون فقالوا لم ينه عن الاستنجاء بالعظم... لا يقذروه عليهم.

مفہوم: بعض حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہڈی سے استنجاء کرنے کی ممانعت اس لئے نہیں آئی کہ وہ پتھر سے استنجاء کی طرح نہیں بلکہ اسلئے کہ یہ جنات کی خوراک ہے اور انسان کو اسے ناپاک کرنے سے روکا گیا ہے۔

ہڈی سے منع کی وجہ؟

وقد بين ذلك ما حدثنا حسين... لا تستنجوا بعظم ولا روث فانهما ازواد اخوانكم الجن.

مفہوم: حضرت عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ نے ہڈی سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ جنات کی غذا ہے۔

حدثنا علي... كل عظم يقع في ايديكم... اخوانكم من الجن.

حدثنا ربيع... فلما قضى حاجته اتبعته فسالته... وجدوا عليه طعاما. حدثنا احمد... مثله.

باب کا خلاصہ وروایات کا نچوڑ

فثبت بهذه الآثار ان رسول الله ﷺ انما نهى عن الاستنجاء... بالعظام انه يطهر.

مفہوم: ان روایات سے ثابت ہوا کہ لید سے ممانعت اس سے عدم حصول طہارت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ اس لئے تھا کہ یہ جنوں کی خوراک ہے۔ اور یہی امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب الجنب يريد النوم او الاكل او الشرب او الجماع

اجمالی خلاصہ...... یہ باب چار حصوں پر مشتمل ہوگا۔

(۱) سب سے پہلے مذاہب بیان ہوں گے (۲) فریق اول کی دلیل کا جواب اور دو احتمال (۳) دوسرا احتمال "ماء الغسل" والا (۴) آخر میں ائمہ اربعہؒ کے دلائل ذکر ہوں گے۔

(پہلا حصّہ) مذاہب

جنبی اگر جنابت کی حالت میں سونا چاہے تو وضو کر کے سو سکتا ہے یا نہیں؟

(۱) بعض تابعینؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک وضو کا کوئی فائدہ نہیں، نہ ہی ثواب ملے گا۔ "فذهب قوم" کا مصداق یہی حضرات ہیں

(۲) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک وضو مستحب ہے اس کا فائدہ بھی ہوگا۔ یہی حضرات "وخالفهم" کا مصداق ہیں۔ (امانی ۲/۱۷۹۔ نیل ۱/۲۰۸)

فریق اول کے دلائل

حدثنا ابن مرزوق... انه كان ينام وهو جنب ولا يمس الماء.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ رات کو غسل کے بغیر حالت جنابت میں سو جاتے تھے۔

حدثنا ابن ابي داؤد... اذا رجع من المسجد صلى... ولا يمس الماء.

حدثنا ملك... یجنب ثم ینام ولا یمس ماء... فیغتسل. حدثنا صالح... فذکر مثله باسناده.

حدثنا صالح... فذکر مثله باسناده. حدثنا صالح... فذکر مثله باسناده.

فذهب قوم الی هذا وممن ذهب الیه ابویوسف فقالوا لا نری... حال الجنابة الی حال الطهارة.

مفہوم: ایک قوم کا یہی موقف ہے کہ جنبی اگر بغیر وضو کیے سو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے امام ابو یوسف کا بھی یہی موقف ہے کیونکہ وضو حالتِ جنابت کو دور نہیں کر سکتا۔

☆☆☆☆☆

(دوسرا حصّہ) فریقِ اول کی دلیل کا جواب اور دو احتمال

وخالفهم فی ذلك اخرون... فاخطا فی اختصاره اياه.

مفہوم: بعض لوگوں نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جنبی کیلئے چاہئے کہ وہ وضو کر کے سوئے۔ اور ابو اسحٰقؒ سے اپنی روایت کردہ حدیث میں غلطی ہوئی ہے کیونکہ وہ ایک طویل حدیث تھی جس کو انہوں نے مختصر کیا ہے۔

ابو اسحٰقؒ کی دوسری حدیث وضو والی

وذلك ان فهدا حدثنا قال ثنا... ثم ان کانت... وضوء الرجل للصلوة.

مفہوم: ابو اسحٰقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسود بن یزیدؒ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ رات کے پہلے حصے میں آرام فرماتے پھر آخری حصے میں عبادت کرتے پھر اگر حاجت ہوتی تو اس کو زوجہ مطہرہ کے ساتھ پورا کرتے (حاجت سے مراد جماع ہے) اس کے بعد پانی کو چھوئے بغیر سو جاتے اور آذانِ اول کے ساتھ جاگتے اور اپنے اوپر پانی بہاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے غسل کے الفاظ مروی نہیں ہیں۔ میں تمہارا غرض جانتا ہوں، اگر جنبی ہوتے تو وضو کرتے تھے۔

فهذا الاسود بن یزید قد ابان فی حدیثه... کان اذا اراد ان ینام... یغتسل به لا علی الوضوء.

مفہوم: اس روایت میں اسود بن یزیدؒ نے بتا دیا کہ سید الرسل ﷺ رات کو حالتِ جنابت میں سونے سے پہلے وضو کرتے تھے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمان کہ جماع کے بعد سرور کونین ﷺ پانی کو چھوتے تک نہیں تھے، مراد اس سے غسل کے پانی کا اندازہ لگانا ہے، اس سے وضو کی نفی نہیں ہوتی۔

ابو اسحٰقؒ کی وضو والی دوسری حدیث

وقد بین ذلك غیر ابی اسحق عن الاسود عن عائشة ان رسول الله ﷺ کان یتوضا وضوئه للصلوة.

مفہوم: ابو اسحٰقؒ کے علاوہ دوسرے حضرات نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وضو کرنے کے متعلق روایت کیا ہے۔

وذلك ما حدثنا ابن مرزوق... اذا اراد ان ینام او یاکل وهو جنب یتوضا.

مفہوم: ابراہیمؒ، اسودؒ کے توسط سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اگر جنابت کی حالت میں

ہوتے تو کھانے اور سونے سے پہلے وضو فرما لیتے تھے۔

وضو والی تیسری حدیث

ثم روی عن الاسود من رایہ مثل ذلک.

حدثنا روح...اذا اجنب الرجل فاراد ان ینام فلیتوضا...ما رواہ ابراھیم.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے یہ بات بیان کرنا ممکن نہیں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سوتے سے پہلے پانی کو ہاتھ تک نہیں لگاتے تھے۔ اور حضرت اسود ؒ کو وضو کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ اس بارے میں ابراہیم ؒ کی روایت ہی ہے۔

وضو والی چوتھی حدیث

وقد روی غیر الاسود عن عائشۃ ما یوافق ذلک ایضا.

مفہوم: اس کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

حدثنا یونس...اذا اراد ان ینام وھو جنب توضا وضوءہ للصلوۃ.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جب رات کو حالتِ جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر لیتے تھے۔

حدثنا ابوبکرۃ...مثلہ. حدثنا محمد...مثلہ. حدثنا ربیع...مثلہ.

حدثنا علی...مثلہ وزاد ویغسل فرجہ. حدثنا ربیع...مثل حدیث الزھری عن ابی سلمۃ.

فھذا غیر الاسود قد روی عن عائشۃ عن رسول اللہ ﷺ...عن عائشۃ عن رسول اللہ.

مفہوم: یہ روایت حضرت اسود ؒ کے علاوہ دوسرے لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے توسط سے اس کی مثل نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے جو ابراہیم ؒ سے مروی ہے۔

وضو والی پانچویں حدیث

وقد روی عن عائشۃ...حدثنا یونس...اذا اصاب احدکم المراۃ ثم اراد ان ینام فلا ینام حتی یتوضا وضوءہ للصلوۃ.

مفہوم: حضرت ھشام بن عروہ ؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جو کوئی بھی رات کو حالتِ جنابت میں سونا چاہے تو وہ وضو کر کے سو جائے۔

حدثنا یزید...لا یدری لعل نفسہ تصاب فی نومہ...ھذا ثم تفتی بھذا.

مفہوم: یہ بات ممکن نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بات ہو پھر وہ اس کے خلاف فتویٰ دیں۔

فثبت بما ذکرنا فساد ما روی عن ابی اسحق عن الاسود مما ذکرنا وثبت ما روی ابراھیم عن الاسود.

مفہوم: اس روایت سے ابو اسحٰق ؒ کی اسود سے غلط ہونا اور ابراہیم ؒ کی اسود سے صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(تیسرا حصّہ) دوسرا احتمال ''ماء الغسل'' والا

وقد یحتمل ایضا ان یکون ما اراد ابو اسحٰق بعنی الغسل فان... من ھذا شیئا.

مفہوم: پھر ابو اسحٰق'' کی روایت میں یہ احتمال بھی ہے کہ پانی کو ہاتھ نہ لگانے سے مراد غسل کرنا ہو۔ امام ابوحنیفہؒ اس بارے میں ان سے کچھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا ابن مرزوق... کان رسول اللہﷺ یجامع ثم یعود ولا یتوضا وینام ولا یغتسل.

مفہوم: امام ابوحنیفہ'' کچھ واسطوں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ جماع کرتے پھر دوبارہ اس کو دہراتے اور وضو اور غسل کئے بغیر سوجاتے۔

فکان ما ذکر انه لم یکن یفعله اذا جامع قبل نومه ھو الغسل فذلک لا ینفی الوضوء.

مفہوم: اس روایت میں سونے سے پہلے غسل نہ کرنے کا ذکر ہے لیکن اس سے وضو کرنے کی نفی نہیں ہوتی۔

☆☆☆☆☆

(آخری حصّہ) ائمہ اربعہؒ کے دلائل

وقد روی عن ابن عمر عن رسول اللہﷺ... حدثنا علی... اینام احدنا وھو جنب قال نعم ویتوضا.

مفہوم: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے سید الرسلﷺ سے عرض کیا کہ حالتِ جنابت میں سونا کیسا ہے؟ فرمایا کہ وضو کرکے سویا جائے۔

حدثنا علی... وزاد وضوءه للصلوة. حدثنا یزید... مثله. حدثنا ابن مرزوق... مثله وزاد واغسل ذکرک.

حدثنا ابن مرزوق... فذکر باسناده مثله. حدثنا یونس... فذکر مثله باسناده.

ائمہ اربعہ'' کی دوسری دلیل

وروی عن عمار ابن یاسر وابی سعید عن النبیﷺ... اذا اراد ان ینام او یشرب او یاکل ان یتوضا وضوءه للصلوة.

مفہوم: حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ جنبی کو کھانے، پینے اور سونے سے پہلے وضو کرلینا چاہئے۔

حدثنا ربیع... اصبت اھلی وارید النوم قال توضا وارقد.

فقد تواترت الآثار عن رسول اللہﷺ فی الجنب اذا اراد النوم... من رایھا فیما تقدم.

مفہوم: ایسی روایات تواتر کے ساتھ آئی ہیں جس میں حضور اکرمﷺ سے جب جنبی کے سونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وضو کرکے سوئے۔ اور اس کے بعد بعض صحابہ کرامؓ کا بھی اسی پر عمل ہوا، ان میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی ہے۔

ائمہ اربعہ'' کی تیسری دلیل

وقد روی ذلک ایضا عن زید بن ثابت. حدثنا یونس... اذا توضا الجنب قبل ان ینام فقد بات طاھرا.

مفہوم: حضرت قبیصہ بن ذویبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جنبی سونے سے پہلے

وضو کر کے سوئے گویا کہ طہارت کی حالت میں رات گزاری۔

فهذا زيد بن ثابت يخبر انه اذا توضا قبل ان ينام ثم نام كان كمن قد اغتسل قبل ان ينام... لمن بات طاهرا.

مفہوم: یہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے جنبی کا سونے سے پہلے وضو کرنا ایسا سمجھا جیسا کہ انہوں نے رات طہارت کی حالت میں گزاری اور وہ غسل کر کے سویا۔

جنبی کے کھانے پینے سے پہلے وضو کرنے میں مذاہب

مذاہب

(۱) حنابلہ، علامہ حبیب مالکیؒ اور داؤد ظاہریؒ کے نزدیک جنبی کا کھانے پینے سے پہلے وضو لازم ہے۔

(۲) احناف، شوافع و مالکیہ کے نزدیک کھانے پینے سے قبل وضو مستحب ہے۔ (نخب الافکار ۱/۷۹۰)

فریق اول کی دلیل

وقد ذكرنا حديث الحكم عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة.. ان يطعم حتى يتوضا.

مفہوم: ہم نے حکم بن ابراہیمؒ کے توسط سے انہوں نے اسود سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سرور کونین ﷺ حالتِ جنابت میں کھانا تناول کرنے سے پہلے وضو فرماتے تھے۔ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اس جیسی روایت مروی ہے۔ ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ جنبی کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ کھانے سے پہلے وضو کرلے۔

فریق ثانی کی دلیل

وخالفهم فى ذلك اخرون فقالوا لاباس ان يطعم وان لم يتوضا... فى ذلك ان فهذا.

مفہوم: لیکن بعض حضرات نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے بغیر وضو کئے بھی جنبی کے کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ اگلی روایت ان کی دلیل ہے۔

حدثنا قال اخبرني سحيم الحراني... اذا اراد ان ياكل وهو جنب غسل كفيه.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید الرسل ﷺ سے حالتِ جنابت میں سونے کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ وضو کر کے سوجایا کر۔

فقد روى عن عائشة ما ذكرنا وروى عنها خلاف ذلك ايضا... الذي له توضا.

مفہوم: جو کچھ ہم نے ذکر کیا یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حالانکہ آپ رضی اللہ عنہا سے اس کے خلاف بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کی طرح کا وضو فرماتے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا سے مروی روایات میں تضاد ہوگیا تو ہمارے نزدیک یہ احتمال ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ وضو اس وقت ہو جس کا ہم نے اس کے علاوہ باب میں ذکر کیا کہ جب آپ پانی دیکھتے تو گفتگو نہ کرتے پس آپ گفتگو کرنے کے لئے وضو کرتے پھر بسم اللہ پڑھتے اور کھانا تناول فرماتے پھر یہ منسوخ ہوگیا تو آپ ﷺ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے ہاتھوں کو دھوتے اور وضو چھوڑ دیا اسی طرح سونے کے وقت آپ کے وضو میں یہ احتمال ہے کہ آپ سونے کے لئے وضو کرتے ہوں پھر یہ

حکم منسوخ ہوگیا اور جنبی کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا جائز ہوگیا لہٰذا وہ علت باقی نہ رہی جس کے لئے آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔

فریق ثانی کی دوسری دلیل

وقد روينا في غير موضع عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ خرج من الخلاء فقيل له...او الاكل او الشرب.

مفہوم: ایک اور روایت ہے جو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے تو کسی نے دریافت کیا کہ وضو کرلیں؟ فرمایا کہ میں صرف نماز کیلئے وضو کرتا ہوں۔ سرکار دو عالم ﷺ کا یہ فرمان نماز کے علاوہ اشیاء کیلئے وضو کرنے کی نفی کرتا ہے اور کھانا حالتِ جنابت میں سونا ان میں داخل ہے۔

فریق ثانی کی تیسری دلیل

ومما يدل على نسخ ذلك ايضا ان ابن عمر...قال بعد رسول الله ﷺ.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں سید البشر ﷺ نے جو جواب دیا تھا۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول نبی کریم ﷺ کے بعد یہ ہے۔

ما حدثنا ابن خزيمة...اذا اجنب الرجل واراد ان ياكل او يشرب...ثبت النسخ لذلك عنه.

مفہوم: حضرت نافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جنبی کھانے، پینے یا سونے سے پہلے وضو کی طرح اعضاء کو دھوئے لیکن پاؤں نہ دھوئے۔

اس روایت میں جس وضو کا ذکر ہے وہ پورا نہیں ہے حالانکہ سرور کونین ﷺ نے اس صورت میں مکمل وضو کا حکم دیا ہے۔ پس یہ روایت اس کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

وقد روى عن رسول الله ﷺ في الرجل يجامع اهله ثم يريد المعاودة.

مفہوم: نبی کریم ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ جو بندہ دوبارہ جماع کریں۔

دوبارہ جماع سے قبل وضو میں مذاہب

(۱) ظاہریہ، حبیب مالکی کے نزدیک پہلے جماع کے بعد دوبارہ جماع سے قبل وضو واجب ہے۔

(۲) جمہور کے نزدیک وضو مستحب ہے۔

(۳) امام ابو یوسف کے نزدیک مستحب بھی نہیں ہے (امانی الاحبار ۱۹۳/۱)

پہلی دلیل: ما حدثنا بحر...اذا اتى احدكم اهله ثم اراد ان يعود فليتوضا.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بیوی کے ساتھ دوبارہ جماع کرنے سے پہلے وضو کرنا چاہئے۔

دوسری دلیل: حدثنا يزيد...ثم ذكر مثله باسناده.

جواب: فقد يجوز ان يكون امر بهذا في حال ما كان الجنب لا يستطيع ذكر الله حتى يتوضا...فارتفع ذلك.

مفہوم: ممکن ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کا یہ حکم کرنا اس وقت ہو جب حالتِ جنابت میں ذکر کرنے کی اجازت نہ ہو تو وضو کا حکم دیا ہو، تاکہ دوسری

مرتبہ جماع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ سکے۔لیکن بعد میں حالتِ جنابت میں ذکر کرنے کی اجازت دے دی گئی تو یہ حکم بھی ختم ہو گیا۔

پچھلی روایت منسوخ ہے

وقد روی عن عائشة ان رسول الله ﷺ کان یجامع ثم یعود ولا یتوضا... ناسخ لذلك.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ دوبارہ جماع کرنے سے پہلے وضو نہ کرتے تھے۔تو یہ ہمارے نزدیک ناسخ ہے۔

اشکال: فان قال قائل فقد روی عنه انه کان یطوف علی نسائه فکان یغتسل کلما جامع واحدة منهن.

مفہوم: اگر کوئی کہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد غسل کرتے تھے،اور اس آنے والی روایت سے استدلال کریں۔

وذکر فی ذلك ما حدثنا ابن مرزوق... کان اذا طاف علی نسائه فی یوم... واطهر واطیب.

مفہوم: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ ایک رات کئی ازواج کے پاس تشریف لے گئے تو ہر ایک کے پاس غسل کر لیتے تھے۔کسی نے دریافت کیا کہ ایک غسل ہی کر لیں؟ فرمایا کہ اس میں پاکیزگی بہت ہے۔

اشکال کا جواب: قیل له فی هذا ما یدل علی ان ذلك لم تکن علی الوجوب لقوله هذا ازکی واطیب واطهر.

مفہوم: جواب یہ دیا جائے گا کہ اس روایت میں مذکورہ بات کہ اس میں پاکیزگی ہے غسل کے عدم وجوب پر ہی دلالت کرتی ہے۔

ایک رات میں تمام ازواج سے جماع کے بعد ایک ہی غسل

وقد روی عنه انه طاف علی نسائه بغسل واحد.

مفہوم: اور ایک ہی غسل سے کئی ازواج مطہرات کے پاس جانا بھی مروی ہے۔

ایک غسل کی تائید میں روایات

حدثنا یونس... طاف علی نسائه بغسل واحد.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کئی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور ایک ہی غسل کر لیتے تھے۔

حدثنا علی... مثله. حدثنا فهد... فذکر باسناده مثله. حدثنا علی... مثله. حدثنا احمد... مثله.

نسائی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الطھارۃ

تاویل قولہ عز وجل اذا قمتم الی الصلوۃ.... المرافق

حدیث نمبر ۱: اخبرنا قتیبۃ... اذا استیقظ احدکم من نومہ فلا یغمس یدہ فی وضوئہ حتی یغسلھا ثلاثا... یدہ.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی نیند سے بیدار ہو تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ ہاتھوں کو دھو لے، اس لئے کہ معلوم نہیں ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے۔

باب السواک اذا قام من اللیل

حدیث نمبر ۲: اخبرنا اسحق... کان رسول اللہ ﷺ اذا قام من اللیل یشوص فاہ بالسواک.

مفہوم: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رات کو اٹھ کر مسواک سے منہ صاف کرنا مسنون ہے۔

تشریح: لفظ سواک کے لغوی معنی دانت رگڑنے کے ہیں۔ نہایہ میں ہے کہ سواک بالکسر اور مسواک دونوں مترادف ہیں۔ دانت صاف کرنے کی لکڑی کو کہتے ہیں۔ ابن ملک نے کہا کہ سواک مسواک کرنے کو کہتے ہیں اور مسواک کو بھی لیکن اگر معنی ثانی مراد ہیں تو یہاں اس سے اس کا استعمال کرنا مراد ہے، اس لئے ایک مضاف محذوف ماننا پڑے گا" ای باب استعمال السواک اذا قام من اللیل"

اذا قام من اللیل:

صحیح مسلم کی روایت میں "اذا قام للتھجد من اللیل" آیا ہے کہ جب آپ رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو اپنے دانتوں کو مسواک سے صاف فرماتے تھے، لہٰذا نسائی کی روایت کے بھی یہی معنی ہیں۔

یشوص فاہ بالسواک:

لفظ یشوص ماخوذ ہے شوص سے جس کے معنی عرض میں مسواک کرنے کے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسواک دانت کی چوڑان پر کرے نہ کہ طول پر کیونکہ اس سے مسوڑھے چھلتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول رہا ہے کہ جب رات کو نیند سے اٹھتے تو مسواک سے منہ اور دانت صاف فرماتے تھے کہ سونے کی وجہ سے جو بخارات معدہ سے چڑھ کر زبان پر جم جاتے ہیں۔ اس سے زبان پر کثافت آجاتی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ازالے کے لئے مسواک کرتے تھے تاکہ نماز کے دوران قرأت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

باب کیف یستاک

مسواک کس طرح سے کی جائے اس کے بیان میں

حدیث نمبر ۳: اخبرنا احمد... دخلت علی رسول اللہ وھو یستاک وطرف السواک علی لسانہ وھو یقول عاعا.

مفہوم: حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے مسواک زبان پر رکھی ہوئی تھی اور "عا عا" کی آواز حلق سے نکل رہی تھی۔

اخبرنا احمد بن عبدة قال اخبرنا حماد بن زيد قال اخبرنا غيلان بن جرير عن ابي بردة عن ابي موسىٰ عليه السلام قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يستن وطرف السواك علىٰ لسانه وهو يقول عاعا.

حضرت ابوموسیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اس وقت اپنی زبان پر مسواک فرما رہے تھے درآنحالیکہ آپ کے منہ سے عاعا کی آواز نکل رہی تھی۔

و طرف السواك على لسانه

حضرت ابوموسیٰ علیہ السلام اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ مسواک کا وہ سرا جو دانت پر پھیر لیا جاتا ہے۔ آپ اسے زبان پر رکھ کر اس کے اوپر کی سطح پر مسواک فرما رہے تھے چنانچہ مسند احمد کی روایت میں ہے، یستن الیٰ فوق، اس سے دو چیزیں معلوم ہوئیں۔ ایک تو مسواک کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے مسواک صرف دانتوں پر پھیر لینے پر اکتفاء نہ کرے بلکہ دانتوں پر پھیر لینے کے ساتھ ساتھ زبان پر بھی آہستہ آہستہ پھیر لی جائے۔

شاہ ولی اللہ کا فرمان: ...... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب آدمی مسواک کرے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ اچھی طرح منہ کے اندر تک مسواک کرے اور حلق اور سینہ کا بلغم نکالے اور منہ میں اندر تک کرنے سے مرض قلاع (یعنی پھنسیاں جو لبوں اور منہ میں ہوں) دور ہو جاتا ہے اور آواز صاف ہو جاتی ہے اور منہ خوشبودار ہو جاتا ہے۔

وهو يقول عاعا: ...... بخاری کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں "فوجدته يستن بسواك بيده يقول اع اع والسواك في فيه كانه يتهوع" یعنی راوی نے لفظ عاعا یا اُع اُع سے اس آواز کی حکایت کی ہے جو زبان کی سطح پر مسواک کرتے وقت پیدا ہوتی ہے چنانچہ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیغمبر علیہ السلام کے مسواک کرنے کی کیفیت بیان کرنے میں کہتے ہیں کہ آپ کے منہ سے مسواک کرتے وقت اُع اُع کی آواز نکل رہی تھی جیسے کوئی قے کرتے وقت نکالتا ہے۔

باب هل يستاك الامام بحضرة رعيته

حدیث نمبر ۴: اخبرنا عمرو... يستاك فكلاهما يسال العمل... فكاني انظر الى سواكه تحت شفته... معاذ بن جبل.

مفہوم: حضرت ابوموسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ میں اور قبیلہ اشعر کے دو حضرات بھی میرے ساتھ تھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ سید البشر ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ ان دونوں نے سرکار دو عالم ﷺ سے نوکری کی خواہش کی تو میں نے قسم اٹھا کر کہا کہ مجھے ان کی نوکری کے متعلق کوئی علم نہیں تھا کہ یہ نوکری مانگنے کیلئے آئے ہیں۔ اس پر سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ ہم نوکری کی خواہش مند حضرات کو نوکری نہیں دیتے لیکن حضرت ابوموسیٰ ؓ نے فرمایا کہ جاؤ ہم نے تمہیں یمن کا حاکم بنایا اور حضرت معاذ ؓ کو ان کا ردیف بنایا۔

امام نسائی کا ترجمہ: ...... امام نسائی نے ترجمے کو لفظ امام کے ساتھ مقید کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ دوسرے کے

سامنے مسواک کا استعمال اس وقت مناسب ہے جبکہ وہ اپنے مخصوص لوگ ہوں کہ اپنے امام وغیرہ کی مسواک سے بلحاظ امام و مقتدائے قوم وغیرہ ہونے کے کراہت اور نفرت کا اظہار نہ کرتے ہوں (واللہ اعلم)

ومعی رجلان :...... یہ دونوں آدمی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا کے بیٹے تھے چنانچہ صحیح مسلم کی روایت میں و رجلان من بنی عم آیا ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بڑی کوشش کے باوجود مجھے ان کا نام معلوم نہ ہوسکا۔

قلت والذی:...... اس کلام سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اظہار معذرت کیا کہ یارسول اللہ مجھے ان دونوں ہم سفر کے عزائم کا علم نہ تھا اور نہ انہوں نے کبھی میرے سامنے آپ سے عہدہ طلبی کے بارے میں تذکرہ کیا، لہٰذا ان کے اس عہدہ طلبی کے معاملے میں میرا کچھ دخل نہیں۔

عہدہ ولایت طلب کرنے والے کی شرعی حیثیت :...... یعنی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی طلب امارۃ کو نہایت تاکید سے مسترد کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم منصب حکومت جیسے دین کے اہم شعبہ کو ایسے شخص کے حوالے نہیں کرسکتے جو ازخود ہم سے مانگے اور نہ اس کو جو اس کی حرص کرے چنانچہ بعض روایات میں "ولا احد حرص علیہ" کے الفاظ آئے ہیں کیونکہ طلب امارۃ اور اس کی حرص ایسی چیز ہے جو شرف و جاہ اور ریاست کی محبت پر دلالت کرتی ہے جو آخر میں دین کے لئے مضر ہوتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کو حاکم نہ بنانے کی یہ حکمت بیان کی ہے کہ الفاظ حدیث اس پر شاہد ہیں کہ انہوں نے ازخود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منصب ولایت کا سوال کیا تھا۔

منصب ولایت خود طلب کرنے والے کیلئے مدد خدوندی کا نہ ہونا:...... جو سوال کی راہ سے حکومت پر فائز ہوتا ہے اسے اسی کی طرف سونپا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد نہیں آتی جیسا کہ حضرت عبدالرحمن بن سمرۃ کی حدیث "قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسئل الامارۃ الخ" میں اس کی تصریح ہے اور ظاہر بات ہے کہ جب اعانت خداوندی شامل نہ ہوگی تو ایسا حاکم امارۃ کے دشوار تر فرائض کسی طرح بھی انجام نہیں دے سکتا بلکہ وہ آخر میں دین و دنیا کی تشویش اور خرابی کا باعث بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ علیہ السلام کے دونوں رفقاء کو عہدۂ ولایت نہیں دیا۔ نیز اگر ان کے سوال پر مطلوبہ عہدہ دے دیا جاتا تو طالب وحریص کو تہمت کا موقع مل جاتا تو اس خدشے کے پیش نظر ان کو طلب کردہ منصب نہیں دیا گیا۔

یہ تو تھی حدیث باب کے متعلق بحث اب رہی یہ بات کی ولایت کا سوال کیا علی الاطلاق مذموم ہے یا اس میں کچھ تفصیل ہے؟ اس کے بارے میں بحث انشاء اللہ آگے کتاب الامارۃ میں آئے گی۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اس منصب کے مستحق تھے :...... یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ اس منصب کے مستحق تھے، اس لئے انہیں یمن کے حاکم بنا کر بھیج دیا۔

نبی کریم ﷺ کی دوصحابہ کو ہدایت:...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی معاونت کے لئے ان کے پیچھے بھیجا اور دونوں کو یہ ہدایات فرمادیں "یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا" لوگوں سے آسانی کا معاملہ کرو اور دشواری میں نہ ڈالو، بشارت دو اور عذاب خدا سے لوگوں کو بہت نہ ڈراؤ۔ یہاں تک کہ رحمت خداوندی سے مایوس ہوجائیں، اور

اتفاق سے کام کرو اور اختلاف نہ کرو۔

باب الترغيب في السواك
مسواک کی ترغیب کا بیان

حدیث نمبر ۵: اخبرنا حميد... قال السواك مطهرة للفم مرضاة للرب.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ منہ کو صاف کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب مسواک ہی ہے۔

السواك مطهرة للفم ومرضاة للرّب: ...... امام نووی کا فرمان: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں لکھا ہے کہ لفظ مطہرۃ میم کے کسرہ اور فتح دونوں طرح سے مستعمل ہے اور ابن السکیت وغیرہ نے بھی یہی دونوں لغتیں نقل کی ہیں لیکن کسرہ کے ساتھ زیادہ مشہور ہے جس کے معنی آلۂ نظافت کے ہیں۔ یعنی مسواک منہ کی صفائی اور پاکی کا آلہ ہے، زین العرب نے لکھا ہے کہ لفظ مطہرۃ اور مرضاۃ میم کے فتح کے ساتھ دونوں مصدر ہیں جو اسم فاعل کے معنی میں ہے "ای مُطهِرة للفم و مُرضية للرّب تعالىٰ" یعنی مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے اور پروردگار کو خوش کرنے والی ہے۔ یعنی اس کے استعمال سے رب تعالیٰ خوش ہوتے ہیں یا تو دونوں اپنی مصدریہ پر باقی ہیں "ای سبب الطهارة والرضا" یعنی منہ کی صفائی اور رضا الٰہی کا ذریعہ ہے، امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم السواک مطہرۃ الخ مثل الولد مبخلة مجبنة کے ہے یعنی جس طرح اولاد کنجوسی اور بزدلی پر اکسانے والی چیز ہے اسی طرح مسواک کا استعمال طہارۃ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

دو فائدوں کا تذکرہ کیوں؟ اس حدیث میں خاص طور سے صرف دو فائدوں کے بیان پر شاید اس لئے اقتصار فرمایا ہے کہ یہ دونوں بقیہ دوسرے فوائد سے افضل اور اہم ہیں ورنہ ان کے علاوہ مسواک کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ مثلاً مسواک کے عمل سے شیطان بھاگ جاتا ہے اور فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ دانتوں کی زردی ختم ہو جاتی ہے۔ آنکھ کی بینائی تیز ہوتی ہے اور گناہ معاف ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ تفصیل کے لئے شرح الاحياء للزبيدي میں دیکھئے غرض جب اس کے اتنے فوائد ہیں خصوصاً اس عمل سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو ہر خاص و عام کو مسواک کے عمل کی پابندی کر کے ان سے مستفید ہونا چاہئے۔

باب الاكثار في السواك
مسواک کے بارے میں بہت زیادہ ارشاد فرمانے کا بیان

حدیث نمبر ۶: اخبرنا حميد... قال رسول الله ﷺ قد اكثرت عليكم في السواك.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں مسواک کے بہت سے فضائل بیان کئے ہیں۔

قد اكثرت عليكم في السواك: ...... حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں نے بار بار دھرا دھرا کر مسواک کی طلب و ترغیب کے سلسلے میں تم سے بہت کچھ بیان کیا یا یہ مطلب ہے کہ جتنی احادیث مسواک کی ترغیب میں وارد ہوئی ہیں انہیں تمہارے سامنے تفصیل سے بیان کر دیا۔ ابن التین نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے "ای اكثرت عليكم و حقيق ان

افعل و حقیق ان تطیعوا" یعنی میں نے مسواک کے فضائل وفوائد کے بارے میں تم سے بہت کچھ بیان کیا۔اب اس کا مقتضی یہ ہے کہ میں خود بھی اس کا اہتمام کروں اور تمہارے لئے بھی مناسب ہے۔اس کا اہتمام کیا کرو،غرض آپ کے اس ارشاد مبارکہ سے مقصود مسواک کی ترغیب اور تاکید ہے حتیٰ کہ علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کی فضیلت میں چالیس (۴۰) احادیث وارد ہوئی ہیں مگر افسوس ہے کہ اس سنت کی طرف سے عام طور پر بے توجہی ہے عوام کا کیا کہنا علماء بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے حالانکہ دین، فرائض واجبات اور سنن وغیرہ کے مجموعے کا نام ہے۔

باب الرخصة فی السواك بالعشی للصائم

روزہ دار کیلئے شام کے وقت مسواک کرنے کی اجازت ہے

حدیث نمبر ۷: اخبرنا قتیبة...قال لو لا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواك عند كل صلوة.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ ہوتی تو ان کو ہر نماز کیلئے مسواک کرنے کا حکم کرتا۔

ابوزناد کون؟......آپ ابوالزناد سے مشہور ہیں۔ان کا اصل نام عبداللہ بن ذکوان القرشی ابوعبدالرحمن مدنی ہے،ثقہ اور فقیہ تھے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "ابو الزناد عن الاعرج عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه" والی اسناد کو اصح الاسانید قرار دیا ہے۔

حافظ ذھبی کا فرمان:......حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "وهو ثقة حجة لا يعرف به جرح.

امام ابویوسف کا فرمان:......امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ جب میری حاضری مدینہ منورہ میں ہوئی تو وہاں دیکھا کہ ربیعہ کے پاس بہت سے لوگوں کا مجمع ہے حالانکہ اس وقت ابوالزناد اس سے زیادہ فقیہ تھے مگر ایسے افقہ الرجلین کے بارے میں ربیعہ نے کہا "لیس بثقة و لا رض" کہ وہ معتمد اور مستند نہیں پھر اس پر میں نے کہا "لا یستمع قول ربیعة فانه' كان بينهما عداوة ظاهرة" ربیعہ کا قول ناقابل تسلیم ہے۔اس لئے کہ دونوں کے درمیان کھلی ہوئی عداوت تھی،ان کا انتقال ۱۳۰ھ یا اس کے بعد ہوا۔

اعرج کون؟......ان کا نام عبدالرحمن بن ہرمز ہے۔ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا مولیٰ تھا اور ثقہ مستند اور دیانت دار تھا ان کا انتقال ۱۱۷ھ میں ہوا۔

لو لا ان اشق علیٰ امتی کا مطلب؟ قاضی بیضاوی وغیرہ نے کہا کہ لولا حرف امتناع یعنی ایک شی کے وجود کی بنا پر دوسری شی کے وجود کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے مثلاً کہتے ہیں "لو لا زید لا کرمتك" کہ اگر زید موجود نہ ہوتا میں تیری عزت کرتا مگر چونکہ زید موجود ہے،اس لئے میں تمہاری عزت نہیں کرسکتا تو ظاہر ہے کہ مخاطب کے عدم اکرام کا سبب زید کا وجود ہے۔ایسا ہی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسواک کے عدم امر کا سبب خوف مشقت تھا۔اب اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر مجھے اپنی ضعیف امت پر دشواری اور مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کے استعمال کا حکم دیتا مگر امت کے مشقت میں پڑنے کا

خوف دامنگیر ہوا، اس لئے آپ نے ہر وضو صلوٰۃ کے وقت اس کے لئے مسواک کا وجوبی حکم نہیں دیا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ارشاد نبوی "لا مرتیھم الخ" میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ مسواک کا عمل واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتا تو امت پر مشقت کا اندیشہ ہو یا نہ ہو بہر صورت ان کو مسواک کرنے کا حکم دیتے اور یہی عدم وجوب کا قول اکثر اہل علم کا ہے بلکہ بعض اہل علم نے تو عدم وجوب پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔

قاضی عیاض کا قول:...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کلام نبوی لامرتیھم ان علماء کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام کا امر وجوب کے لئے آتا ہے اور یہی قول اکثر فقہاء اور بعض متکلمین کا ہے، اس لئے کہ مشقت واجبات کے ساتھ لاحق ہوتی ہے نہ کہ مندوبات کے ساتھ لہٰذا اگر پیغمبر علیہ السلام مسواک کا امر فرما دیتے تو اس کا بجالانا واجب ہوتا اور کسی کا کوئی اختیار نہ چلتا چاہے کرے یا نہ کرے مگر چونکہ بطور امر ایجاب کی صورت میں آپ کو امت کے لوگوں کے مشقت میں پڑنے کا اندیشہ لاحق ہوا اس لئے رعایت مصلحت وسہولت امت کو مدنظر رکھتے ہوئے مسواک کا حکم نہیں دیا، البتہ تاکید وترغیب مسواک کی بہت زیادہ فرمائی حتی کہ وجوب تک کا خیال ہوا تھا۔

مسواک اور موجودہ سائنس:...... آج کے ڈاکٹروں نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ یہ بہت اچھا عمل ہے اور اس میں بڑی حکمت ہے جو کسی دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتی کیونکہ اکثر امراض دانتوں سے پیدا ہوتے ہیں، لہٰذا ان کا علاج یہی ہے کہ بطور حفظ ماتقدم مسواک کی جائے۔ بہر حال اس کے ظاہری اور معنوی فوائد بہت ہیں جو کتابوں میں مذکور ہیں۔

ظاہریہ پر رد:...... اس تقریر مذکور سے ظاہریہ کا مذہب رد ہوگیا کیونکہ وہ وجوب کے قائل ہیں جو اجماع کے خلاف ہے۔

مسواک کے عدم وجوب پر ائمہ کا اجماع ہے:...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسواک کے عدم وجوب پر ائمہ کا اجماع نقل کیا ہے اور کہا کہ مسواک کرنا سنت ہے کسی حال میں واجب نہیں ہے، نہ قیام الی الصلوٰۃ کے وقت واجب ہے اور نہ اس کے علاوہ دوسرے اوقات میں واجب ہے، اسی پر علماء کا اجماع ہے۔

مسواک کا تعلق وضو سے ہے یا نماز سے:...... دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مسواک کے عمل پر سب متفق ہیں اختلاف اس میں ہے کہ وہ سنن وضو میں سے ہے یا سنن صلوٰۃ میں سے۔

حنفیہ کا مسلک:...... حنفیہ مسواک کو سنن وضو میں داخل کرتے ہیں۔

شوافع کا مسلک:...... شوافع سنن صلوٰۃ میں سے کہتے ہیں۔

ثمرہ اختلاف:...... اختلاف کا ثمرہ جب ظاہر ہوگا کہ ایک شخص نے مسواک کر کے وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر اسی وضو سے متعدد نمازیں پڑھیں تو آپ کیا یہ نمازیں سنت مسواک کے ساتھ ادا کی گئیں یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک ادا کی گئیں اور شافعیہ کے نزدیک نہیں ہر فریق حدیث سے استدلال کرتا ہے۔

احناف کی دلیل:...... احناف نے جب دیکھا کہ مسواک "اقرب الی الطھارۃ" اور فرض وضو سے ملصق ہے اس لئے وہ سنن وضوء میں داخل کرتے ہیں اور اس پر حضرت عبداللہ بن حنظلہ کی حدیث دلالت کررہی ہے جس کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اور

ابوداؤد نے روایت کیا، اس میں آیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے لئے باوضو ہو یا بے وضو وضو کا حکم دیا گیا ہے، پھر جب ہر نماز کے لئے وضو کرنا آپ پر دشوار ہوا تو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دے دیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ مسواک متعلقات وضو سے ہے جب ہی تو اسے وضو کے قائم مقام کیا گیا۔ علاوہ ازیں نسائی کی دوسری روایت میں عند کل وضوء آیا ہے اور اس کو ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے اور امام بخاری نے بھی اس کو بطور تعلیق کتاب الصوم میں نقل کیا ہے۔ (کذافی نصب الرایہ)

امام طحاوی کا قول: ...... امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مع کل وضوء کے لفظ کے ساتھ "باب الوضوء ھل یجب لکل صلوٰۃ" میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح بیہقی اور امام احمد نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ اس حدیث کے تمام راوی معتبر اور مستند ائمہ ہیں جیسا کہ ابن قدامہ مقدسی نے اس کی تصریح کی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو مع کل وضوء کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام احمد وغیرہ کی ایک روایت میں عند کل طہور کا لفظ مرفوعاً آیا ہے، تو یہ تمام روایات مذہب حنفیہ کی تائید میں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کی بنا پختہ اور مضبوط دلیل پر ہے۔

شوافع کی دلیل میں دو احتمال: ...... اور عند کل صلوٰۃ والی روایت جس سے شوافع نے استدلال کیا ہے، دو چیزوں کو محتمل ہے۔

پہلا احتمال: ...... ایک تو یہ کہ مسواک کرنا بدون وضو کے نماز کے ساتھ ہو۔

دوسرا احتمال: ...... دوسرے یہ کہ وضو للصلوٰۃ کے ساتھ ہو، لیکن مع کل وضوء کا لفظ سوائے ایک طریقے کے اور کوئی احتمال نہیں رکھتا۔ **خلاصہ کلام:** ... بہرحال اس مسئلے میں جتنی احادیث مسلک حنفیہ کی تائید میں ہیں، وہ زیادہ ہیں ان روایات کے مقابلے میں جو مسلک شافعیہ کی تائید میں ہیں

عقلی دلیل: ...... اگر اس کو عقلی طور پر دیکھا جائے تو مسواک وضو کے وقت زیادہ موزوں و مناسب ہے کیونکہ فرمایا السواک مطھرۃ للفم تو اس کا طہور کے ساتھ ہونا مناسب ہے وضو خود طہارت ہے مگر تمام بدن کے لئے لیکن خاص منہ کے لئے مسواک ہے، لہٰذا وضو کے ساتھ ہونی چاہئے نہ کہ نماز کے ساتھ، نیز جو لوگ مسواک کے عادی نہیں انہیں اکثر خون نکل آتا ہے اور خون نواقض وضو سے ہے، لہٰذا اس کی تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے گی، اس لئے اس کو سنن صلوٰۃ کے ساتھ قرار دینے کے بجائے سنن وضوء سے قرار دینا زیادہ بہتر ہے۔

بقول شاہ صاحب احناف و شوافع کے درمیان کوئی اختلاف نہیں: ...... معارف السنن (۱۴۵/۱) میں حضرت انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب کا قول نقل فرمایا ہے کہ ہمارے اور شافعیہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

مسواک پانچ مقامات پر مستحب ہے: ...... شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں پانچ مقامات پر مسواک کے استحباب کی تصریح کی ہے۔ وہ یہ ہیں کہ جب دانت زرد ہو جائیں، منہ میں بدبو پیدا ہو جائے، سونے کے بعد جب بیدار ہو، نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت اور وضو کے وقت، یہاں پر اگر۔

اشکال: ...... اشکال کیا جائے کہ سنیت اور استحباب کے اندر تو فرق ہے اور تم نے وضو کے وقت سنت ہونے کا قول کیا ہے حالانکہ

شیخ ابن ہمام کی عبارت نماز اور وضو کے وقت استحباب پر دلالت کرتی ہے۔

جواب:......تو اس کا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ دونوں متقارب ہیں۔۔ان کے درمیان کوئی تخالف وتضاد نہیں اور دفع خلاف کے لئے اس قدر کافی ہے۔

امام طحاوی کا قول:......اسی لئے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلے کے بارے میں شرح معانی الآ ثار میں دونوں مذہبوں کے درمیان کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا بلکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز سے اور تاتارخانیہ کی عبارت "ویستحب السواك عندنا عند كل صلوة وضوء الخ" سے جس کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

علامہ ابن ہمام کی صراحت:......شیخ ابن ہمام کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ مسواک کرنا سنن صلوٰۃ میں سے بھی ہے جیسا کہ سنن وضو میں سے ہے۔اب عند کل صلوٰۃ میں ایک مضاف مقدر مان کر عند وضوء کل صلوٰۃ کے ساتھ تاویل وتکلف کی ضرورت نہیں رہے گی جس کو بعض حنفیہ نے اختیار کیا ہے۔

روزہ دار زوال کے بعد مسواک کرسکتا ہے:......بعض ائمہ روزہ دار کو شام کے مسواک کرنے کو منع کرتے ہیں۔حنفیہ کے نزدیک مسواک ہر وقت مستحب ہے۔

امام نسائی نے حنفیہ کی موافقت کی ہے:......اس مسئلے میں امام نسائی نے حنفیہ کی موافقت کی ہے اور یہ بات ان کے ترجمے سے جو حدیث مذکور سے نکالا ہے معلوم ہوتی ہے وہ اس طرح سے ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسواک کو ہر نماز کے وقت واجب کردینے سے سوائے خوف مشقت کے لوگوں پر اور کوئی چیز مانع نہ تھی جس سے سمجھا گیا کہ صوم یعنی روزہ مسواک سے مانع نہیں ہے۔اس سے قائم کردہ ترجمہ استنباط کیا گیا ہے جو امام نسائی کی وقت نظر یعنی باریک بینی اور بیدار مغزی کا نتیجہ ہے۔فللّٰه درّه ما ادق فهمه۔

باب السواك في كل حين
ہر وقت میں مسواک کرنے کا بیان

حدیث نمبر ۸: اخبرنا علی...اذا دخل بيته قالت بالسواك.

مفہوم: حضرت شریح بن حبان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ سرکار دو عالم ﷺ گھر میں قدم رکھنے کے بعد پہلا کام کیا کرتے تھے؟ فرمایا مسواک کرتے تھے۔

راوی کا مختصر تعارف:......اس حدیث کے راوی مقدام بن شریح بن ہانی بن یزید حارثی کوفی کی امام احمد،ابوحاتم،نسائی،اور یعقوب بن سفیان نے توثیق کی ہے۔ان کے والد کا نام شریح ہے۔اس نے زمانہ رسالت پایا تھا مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات وصحبت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اصحاب میں سے تھے۔۷۸ھ میں عبیداللہ بن ابی بکرہ کے ساتھ سجستان میں مارے گئے،امام احمد،ابن معین اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

قالت بالسواک کا مطلب:......یعنی سائل کے جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اول عمل حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کا نقل کرتی ہیں کہ آپ گھر میں تشریف لانے کے بعد مسواک فرماتے تھے۔ بعض شارحین نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج مبارک نہایت لطیف پاکیزہ تھا تو شاید لوگوں سے گفتگو کرنے کی وجہ سے کچھ تغیر آ گیا ہو اس لئے اس کو دور کرنے کے لئے باہر سے گھر میں تشریف لانے کے بعد مسواک فرماتے تھے تو درحقیقت اس عمل سے امت کو تعلیم دی ہے کہ اپنے متعلقین سے حتی کہ اپنے گھر والوں سے حسن معاشرۃ کا اہتمام رکھیں حتی کہ گفتگو اور میل جول کرنے سے پہلے مسواک کرلیا کریں تاکہ منہ کی بدبو اور بے مزگی سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

امام قرطبی کا فرمان:...... امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں نوافل بہت ہی کم پڑھا کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ فرائض کے بعد گھر پر تشریف لے جاتے اور وہاں نفلیں پڑھتے تھے تو غالباً مسواک کا عمل صلوٰۃ نافلہ شروع کرنے سے پہلے کرتے ہوں گے۔

علامہ سندھی کا فرمان:...... علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گھر میں داخل ہونے کا کوئی مخصوص وقت مقرر نہیں تھا۔ اسی طرح مسواک کے لئے بھی کوئی خاص وقت مقرر نہ تھا تو لوگوں سے علیحدہ ہو کر گھر میں داخل ہونے کے بعد آپ کا مسواک کرنا جس کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اول عمل بتلا رہی ہیں، شاید وہ وحی کے لئے اس کی آمد سے پہلے فرماتے ہوں گے۔

نوٹ:...... بہرحال مسواک کرنا صرف وضو اور نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اس حدیث سے دیگر اوقات میں بھی مسواک کی فضیلت اور اس کا اہتمام معلوم ہوتا ہے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

باب ذکر الفطرة الاختتان

حدیث نمبر ۹: اخبرنا الحارث...قال الفطرة خمس الاختتان والاستحداد وقص الشارب وتقليم الاظفار ونتف الابط.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پانچ اشیاء کو فطری سنت ٹھہرایا (۱) ختنہ کرنا (۲) زیر ناف بال کاٹنا (۳) مونچھوں کے بال کاٹنا (۴) ناخن کاٹنا (۵) بغلوں کے بال کاٹنا۔

باب تقليم الاظفار

حدیث نمبر ۱۰: اخبرنا محمد...خمس من الفطرة قص الشارب ونتف الابط وتقليم الاظفار والاستحداد والختان.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطری سنتیں ہیں (۱) مونچھوں کا کترنا (۲) بغل کے بال صاف کرنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) ناف کے نیچے کے بال صاف کرنا (۵) ختنہ کرنا۔

باب نتف الابط

حدیث نمبر ۱۱: اخبرنا محمد...خمس من الفطرة الختان وحلق العانة ونتف الابط وتقليم الاظفار واخذ الشارب.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطری چیزیں ہیں (۱) ختنہ کرنا (۲) ناف کے نیچے کے بال مونڈنا (۳) بغل کے بال اکھاڑنا (۴) ناخن تراشنا (۵) مونچھ کے بال کترنا۔

باب حلق العانة

حدیث نمبر ۱۲: اخبرنا الحارث... الفطرة قص الاظفار واخذ الشارب وحلق العانة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں فطری سنت میں سے ہے (۱) ناخن کاٹنا (۲) مونچھ کاٹنا (۳) زیر ناف بال کاٹنا۔

باب قص الشارب

حدیث نمبر ۱۳: اخبرنا علی... من لم یاخذ شاربه فلیس منا.

مفہوم: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مونچھ کے بال نہ کاٹنے والے کو اپنی جماعت سے خارج ٹھہرایا ہے۔

باب التوقیت فی ذلك

حدیث نمبر ۱۴: اخبرنا قتیبة... وقت لنا رسول اللہ ﷺ فی قص الشارب... ان لا نترك اكثر من اربعین یوما... اربعین لیلة.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ مونچھ کاٹنا، ناخن کاٹنا، زیر ناف بال کاٹنا اور بغل کے بال صاف کرنا، ان چیزوں کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے۔ ایک مرتبہ چالیس راتیں فرمائیں۔

باب احفاء الشارب واعفاء اللحی

حدیث نمبر ۱۵: اخبرنا عبید اللہ... قال احفوا الشوارب واعفوا اللحی.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مونچھوں کو کم کرنے اور داڑھی کو بڑھانے کا حکم دیا ہے۔

باب الابعاد عند ارادة الحاجة

حدیث نمبر ۱۶: اخبرنا عمرو... قال خرجت مع رسول اللہ ﷺ الی الخلاء وكان اذا اراد الحاجة ابعد.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ قضائے حاجت کیلئے دور تشریف لے جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷: اخبرنا علی... كان اذا ذهب المذهب ابعد قال فذهب لحاجته وهو فی بعض اسفاره... القاری.

مفہوم: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کہ قضائے حاجت کیلئے دور تشریف لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ سفر میں قضائے حاجت کیلئے گئے تو مجھ سے وضو کیلئے پانی لانے کا فرمایا۔ میرے پانی لانے پر آپ نے وضو بنایا اور موزوں پر مسح کیا۔

باب الرخصة فی ترك ذلك

حدیث نمبر ۱۸: اخبرنا اسحق... فانتهی الی سباطة قوم فبال قائما فتنحیت عنه... ومسح علی خفیه.

مفہوم: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے کوڑا کرکٹ کے پاس کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔ میرے بٹنے سرکار دو عالم ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا، فراغت پر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

باب القول عند دخول الخلاء

حدیث نمبر ۱۹: اخبرنا اسحٰق... اذا دخل الخلاء قال اللّٰھم انی اعوذبك من الخبث والخبائث.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت پر تشریف لے جانے پر اللہ تعالیٰ سے بھوتوں اور چڑیلوں سے پناہ مانگتے تھے۔

باب النهي عن استقبال القبلة عند الحاجة

حدیث نمبر ۲۰: اخبرنا محمد... اذا ذهب احدكم الى الغائط او البول فلا يستقبل القبلة ولا يستدبرها.

مفہوم: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب وہ ملک مصر میں رہتے تھے تو اس طرح سے فرماتے خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ان بیت الخلاؤں کے ساتھ کیا کروں؟ حالانکہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب، پاخانہ کرنے کیلئے جائے تو قبلہ کی جانب نہ تو چہرہ کرے اور نہ پشت کرے بلکہ مشرق یا مغرب کی جانب رُخ کیا کرو۔

باب النهي عن استدبار القبلة عند الحاجة

قضائے حاجت کے وقت استدبار قبلہ کی ممانعت کا بیان

حدیث نمبر ۲۱: اخبرنا محمد... لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها بغائط او بول ولكن شرقوا او غربوا.

مفہوم: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قضائے حاجت کے وقت چہرہ قبلہ رو نہ کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔

قوله ولكن شرقوا او غربوا کا مطلب:...... یعنی فراغت کے وقت مشرق کی جانب رُخ کر کے بیٹھو یا مغرب کی جانب اس حدیث میں چار سمتوں کا بیان آیا ہے اور اہل مدینہ اور جو لوگ اس سمت پر رہتے ہیں انہی کو خطاب ہے کہ تمہارے لئے فراغت کے وقت جانب شمال اور جنوب استقبال و استدبار کی اجازت نہیں کیونکہ اہل مدینہ کا قبلہ جنوبی ہے۔ البتہ مشرق یا مغرب کی جانب رُخ کر کے قضائے حاجت کی اجازت ہے کیونکہ جب منہ اور پیٹھ جنوب کی طرف نہیں کریں گے تو مشرق یا مغرب کی جانب ہوگی لیکن جو لوگ مشرق یا مغرب کی سمت پر رہتے ہیں، ان کے لئے یہی حکم نہیں ان کے لئے تو حکم ہے کہ شمال یا جنوب کی طرف منہ کر کے فراغت حاصل کریں۔

نماز میں عین قبلہ کی طرف منہ کرنے کی پابندی کس کیلئے نہیں:...... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ نماز میں استقبال قبلہ جو فرض ہے وہ صرف جہت قبلے کی طرف رخ کرنے سے ادا ہو جائے گا۔ عین قبلہ کی طرف منہ کرنے کا پابند نہیں بنایا گیا مگر یہ صورت دور دراز علاقوں میں رہنے والوں کے لئے ہے۔

بیت اللہ کے قرب و جوار والوں کا حکم:...... جو لوگ بیت اللہ کے قریب ہوں ان کے واسطے جہت کعبہ کی طرف رخ کرنا کافی نہیں بلکہ عین کعبہ کا رخ کرنا ضروری ہوگا۔ حدیث کی بقیہ تشریح عنوان سابق کی حدیث کے ماتحت آچکی ہے۔

باب الامر باستقبال المشرق والمغرب عند الحاجة

قضائے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کی طرف کرنے کا حکم دینا

حدیث نمبر ۲۲: اخبرنا یعقوب... اذا اتی احدکم الغائط فلا یستقبل القبلة ولکن لیشرق او لیغرب۔

مفہوم: حضرت ابوایوب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب، پاخانہ کرنے کیلئے جائے تو بیت اللہ کی جانب چہرہ کر کے نہ بیٹھے بلکہ مشرق یا مغرب کی جانب رُخ کر کے بیٹھے۔

اذا اتی احدکم الغائط:...... اس روایت میں صرف "فلا یستقبل القبلة" یعنی ممانعت استقبال کا بیان ہے ذکر استدبار سے ساکت ہے بلکہ اس کے علاوہ دوسری اکثر روایات ذکر استدبار سے خاموش ہیں اور ایسی ایک روایت بھی مروی نہیں ہے کہ جس میں استقبال قبلہ سے منع نہ کیا گیا ہو، لہٰذا کہا جائے گا کہ بہ نسبت استدبار کے استقبال کی کراہت اشد ہے اور ممکن ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت شاذہ میں استدبار کے جواز کا جو قول منقول ہے اس کا قائل انہیں وجوہ کی بناء پر ہوا ہو۔

حضرت امام اعظم کا مشہور مسلک اس مسئلہ میں:...... آپ کی مشہور روایت یہی ہے کہ استقبال و استدبار کھلے میدان اور آبادی میں مکروہ تحریمی ہے بلکہ "کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه" میں لکھا ہے کہ حنفیہ کے ہاں فراغت کے وقت بھی استقبال و استدبار کی کراہت تحریمی ہے۔

احناف کے نزدیک استنجاء بالماء یا بالحجر کے وقت بھی قبلہ رخ نہ بیٹھے:...... استنجاء بالماء یا بالحجر کے وقت بھی اگر کوئی غلطی سے بیٹھ گیا تو یاد آتے ہی رخ بدل لے بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو۔

اس صورت میں مالکیہ کا مسلک:...... مالکیہ وغیرہ کے نزدیک استنجاء یا ڈھیلے استعمال کرتے وقت استقبال و استدبار صرف مکروہ ہے حرام نہیں، غرض کہ اس حدیث میں اہل مدینہ کو ہدایت فرمادی گئی کہ احترام قبلہ کا خیال رکھیں اور وہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ وہ قضائے حاجت کے وقت مشرق یا مغرب کے طرف منہ کر کے بیٹھیں نہ کہ شمال اور جنوب کی طرف کیونکہ ان کا قبلہ جنوبی ہے۔

باب الرخصة فی ذلک فی البیوت

مکانات کے اندر استدبار قبلہ کی اجازت ہے

حدیث نمبر ۲۳: اخبرنا قتیبة... فرایت رسول اللہ ﷺ علی لبنتین مستقبل بیت المقدس لحاجته۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سید الرسل ﷺ کو دو اینٹوں پر قضائے حاجت کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ کا چہرہ بیت المقدس کی طرف تھا۔

قوله لقد ارتقیت علی ظهر بیتنا:...... بخاری کی روایت میں بعض حاجتی کی عبارت زائد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت سے گھر کی چھت پر چڑھا تھا تو وہاں انہوں نے جو واقعہ مشاہدہ کیا اسے اس روایت میں نقل کیا ہے۔ یہاں روایات کے الفاظ مختلف وارد ہوئے ہیں۔ نسائی کی روایت میں علی ظهر بیتنا کا لفظ ہے۔ بخاری کی ایک روایت میں علی ظهر بیت لنا کے

الفاظ آئے ہیں اور ایک روایت میں مثل الفاظ نسائی کے علیٰ ظہر بیتنا کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں علیٰ بیت اختی حفصہ کے الفاظ ہیں اور ابوداؤد میں علیٰ ظہر البیت کا لفظ ہے اور ترمذی میں علیٰ بیت حفصہ ہے۔ یہ روایات سب صحیح ہیں۔ ان میں تطبیق جمع یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مکان کی نسبت مجازاً ہے۔ اس لحاظ سے کہ وہ انکی بہن کا مکان تھا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بطور اسناد حقیقی کے لیکن۔

علیٰ ظہر بیتنا میں نسبت مجازی ہے:...... علامہ سندھی نے لکھا کہ جس طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مکان کی نسبت باعتبار ان کی بہن ہونے کے مجازی ہوئی ہے۔ اسی طرح مکان کی اضافت حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف بھی تعلق سکنیٰ کی وجہ سے بطور مجاز کے ہوئی ہے ورنہ درحقیقت اس مکان کے مالک تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرات شوافع رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے باعث حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں تخصیص کرتے ہیں کہ ان کی روایت کا تعلق کھلے میدان سے ہے آبادی سے نہیں۔ امام نسائی نے اس مسئلے میں شوافع کی موافقت فرمائی ہے۔ انہوں نے اس مقصد کے اثبات کے لئے سب سے پہلے "النهي عن استقبال القبلة عند الحاجة" کا عنوان قائم کیا۔ اس کے بعد اور دو ترجمے لائے، پھر "الرخصة في ذالك في البيوت" کا ترجمہ قائم کیا اور اس کے ماتحت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پیش کردی، حضرات حنفیہ کی طرف سے اس حدیث کے متعدد جوابات عنوان "النهي عن استقبال القبلة عند الحاجة" کے ذیل میں نقل کردہ حدیث کی شرح میں گزر چکے ہیں۔ وہاں ملاحظہ ہو۔ ان کے علاوہ ایک اور جواب جس کو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور اسے فیض الباری میں بھی نقل کیا گیا اور اس کے متعلق۔

حضرت شاہ صاحب کا فرمان:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس جواب کی طرف لوگوں کے عام اذہان نہیں گئے اور مجھے بھی اس کا علم ایک عرصہ کے بعد ہوا وہ یہ کہ دراصل حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے خیالات کی تردید فرمائی ہے کہ جو پیشاب پاخانہ کے وقت بیت اللہ کے ساتھ بیت المقدس کو بھی برابر کا درجہ دے رہے تھے اور کہتے تھے کہ قضائے حاجت کے وقت بیت المقدس کا استقبال جائز نہیں تو انہی پر انکار فرمانے کی غرض سے مذکورہ حدیث روایت کی ہے اور انہوں نے استقبال یا استدبار بیت اللہ کے مسئلے سے قصداً کوئی بحث نہیں کی۔ اس کی وضاحت صحیح مسلم کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو محمد بن یحییٰ نے اپنے چچا واسع بن حبان سے کی ہے۔

واسع بن حبان کا فرمان:...... واسع بن حبان کہتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اور عبداللہ بن عمر تکیہ لگائے ہوئے قبلہ کی طرف پشت کئے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوکر ان کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جب تم قضائے حاجت کے لئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھو اور نہ بیت المقدس کی طرف حالانکہ میں ایک گھر کی چھت پر چڑھا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو اینٹوں پر بیت المقدس کی طرف چہرہ مبارک کئے ہوئے قضائے حاجت فرما رہے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود:...... حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد ان لوگوں کے خیالات کی تردید ہے جو بیت اللہ کی طرح بیت المقدس کے استقبال کو بھی منع سمجھتے ہیں اور دونوں کو برابری کا درجہ دے رہے ہیں۔ بیت اللہ کا معاملہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقصود میں داخل ہی نہیں ہے، اس لئے انہوں نے اپنا مشاہدہ بیان کرتے

وقت صرف استقبال بیت المقدس کی خبر دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ استدبار کعبہ کا ان کی حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس توجیہ کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ روایت کا استقبال یا استدبار قبلہ سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ اسی حدیث ابن عمر کی بنا پر۔

امام احمدؒ کا فرمان:...... امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت بیت المقدس کے استقبال و استدبار کے لئے ناسخ ہے لیکن بعض روایات میں جو مستدبر الکعبہ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک کعبہ کی طرف تھی وہ لزومی اعتبار سے اضافہ کئے گئے ہیں جو تحقیق کئے گئے ہیں جو تحقیق سمت پر مبنی ہے کہ بیت اللہ اور بیت المقدس چونکہ ایک خط مستقیم پر واقع ہے، اس لئے بیت المقدس کے استقبال سے بیت اللہ کا استدبار لازم آتا ہے حالانکہ واقع میں ایسا نہیں۔

بیت اللہ اور بیت المقدس ایک ہی سمت میں واقع نہیں:...... بلکہ اس حقیقت کو تو علم جغرافیہ اور عرض بلدتین سے (مکہ اور بیت المقدس) واقف علماء ماہرین نے صاف کر دیا ہے کہ دونوں ایک ہی سمت میں واقع نہیں ہیں۔

خلاصہ کلام:...... لہٰذا بیت المقدس کے استقبال سے بیت اللہ کا استدبار لازم نہیں آتا۔ پھر جب روایات میں مستدبر الکعبۃ کا ذکر ہی نہیں ہے بلکہ لزومی اعتبار سے اس کی زیادتی کی گئی ہے جس کا درست نہ ہونا معلوم ہو گیا تو پھر کیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی وجہ سے حضرت ابوایوب انصاری کی حدیث مطلق کو فضاء کے ساتھ مخصوص کیا جا سکتا ہے کیونکہ بیان سابق کے مطابق تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت موضوع ہی سے خارج ہے۔ (ایضاح البخاری)

باب النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة

حدیث نمبر ۲۴: اخبرنا يحيى... قال اذا بال احدكم فلا يأخذ ذكره بيمينه.

مفہوم: حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ قضائے حاجت کے وقت اپنے عضو خاص کو دائیں ہاتھ کے ساتھ نہ پکڑو۔

حدیث نمبر ۲۵: اخبرنا هناد... اذا دخل احدكم الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه.

مفہوم: حضرت ابوقتادہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو اپنا عضو مخصوص دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے۔

باب الرخصة في البول في الصحراء قائما

حدیث نمبر ۲۶: اخبرنا مؤمل... ان رسول الله ﷺ اتى سباطة قوم فبال قائما.

مفہوم: حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے قوم کے کوڑے پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

حدیث نمبر ۲۷: اخبرنا محمد... قال ان رسول الله ﷺ اتى سباطة قوم فبال قائما.

حدیث نمبر ۲۸: اخبرنا سليمان... ان النبي ﷺ مشى الى سباطة قوم فبال قائما... ولم يذكر منصور المسح.

باب البول في البيت جالسا

حدیث نمبر ۲۹: اخبرنا علی... من حدثکم ان رسول اللہ ﷺ بال قائما فلاتصدقوہ ما کان یبول الا جالسا.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا اس کی تصدیق مت کرنا کیونکہ حضور اکرم ﷺ صرف بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔

باب البول الى سترة يستترها

حدیث نمبر ۳۰: اخبرنا هناد... وفی یدہ کھیئة الدرقة فوضعها ثم جلس خلفها فبال الیها... فعذب فی قبرہ.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین لوگوں کے پاس تشریف لائے اور اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ڈھال جیسی ایک شے تھی تو آپ ﷺ نے اس کو اپنے سامنے رکھا اور اس کی آڑ میں بیٹھ کر اس کی طرف پیشاب کیا۔ تو قوم کے بعض مشرکین نے کہا کہ ان کو دیکھو کہ یہ نبی کس طریقہ سے خواتین کی طرح سے پیشاب کرتے ہیں۔ سید البشر ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو جو کہ قوم بنی اسرائیل کے ایک کو پہنچی، اور قوم بنی اسرائیل کیلئے یہ ہدایت تھی کہ جب ان کے کپڑے پر ناپاکی لگ جاتی تھی تو ان کو وہ کپڑا ناپاکی کی جگہ سے کاٹ ڈالنے سے منع کیا تو اس وجہ سے وہ شخص عذاب قبر میں مبتلا ہوا۔

باب التنزه عن البول

حدیث نمبر ۳۱: اخبرنا هناد... انهما یعذبان وما یعذبان فی کبیر اما هذا فکان لایستنزه من بوله... ولم یذکر طاؤسا.

مفہوم: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ دو قبروں کے مردے عذاب دیئے جا رہے ہیں اور یہ لوگ کسی بڑی وجہ کے سبب عذاب نہیں دیئے جا رہے ہیں بلکہ ان میں سے ایک شخص پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری میں مبتلا رہتا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کھجور کی تازہ شاخ منگائی اور اس کو درمیان سے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک مردہ کی قبر پر ایک ایک شاخ گاڑ دی اور فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوں اس وقت تک ان دونوں شخصوں کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

باب البول في الاناء

حدیث نمبر ۳۲: اخبرنا ایوب... کان للنبی قدح من عیدان یبول فیه ویضعه تحت السریر.

مفہوم: حضرت امیمہ بنت امیمہ بنت حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ لکڑی کے پیالے میں پیشاب کرتے اور اس کو اپنے تخت کے نیچے رکھ دیتے تھے۔

باب البول في الطست

حدیث نمبر ۳۳: اخبرنا عمرو... اوصی الی علی لقد دعا بالطست لیبول فیها فانخنث نفسه... وہ ابن سعد السمان.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی حالانکہ

سید الکونین ﷺ نے ایک طشت پیشاب کرنے کیلئے طلب فرمایا تو سرکار دو عالم ﷺ کا جسم دوہرا ہوگیا اور احساس نہ ہوا، پھر کس کو وصیت کی، یہ معلوم نہیں ہے۔

باب كراهية البول في الجحر

حدیث نمبر ۳۴: اخبرنا عبید اللہ... قال لایبولن احدکم فی جحر... یقال انها مساکن الجن.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں جنات رہتے ہیں۔

عن عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سرجس کون؟ لفظ سرجس سین کے فتح راء کے سکون اور جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ علمیت اور عجمہ کی وجہ سے اس کو غیر منصرف پڑھنا چاہئے۔ یہ مزنی ہیں اور بنی مخزوم کے حلیف تھے اور صحابی ہیں بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ اس حدیث کو حضرت قتادہ نے ان سے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت قتادہ کا سماع ان سے ثابت ہے جیسا کہ شیخ ولی الدین وغیرہ نے فرمایا کہ اگرچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ کے سماع کی حضرت عبداللہ بن سرجس سے نفی کی ہے لیکن ابوزرعہ اور ابو حاتم نے سماع ثابت کیا ہے۔ اس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے زہر الربی میں اور علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ نسائی میں نقل کیا ہے۔

لا یبولن احدکم فی جحر: ...... پیشاب کرنے کا ایک ادب: یہ بھی پیشاب کے آداب میں سے ہے کہ سوراخ میں پیشاب نہ کرے، اس لئے کہ سانپ بچھو وغیرہ وہاں سے نکل کر ایذا پہنچائیں گے۔ نیز اگر اس میں چیونٹی وغیرہ کمزور جانور ہوں تو وہ مر جائیں گے اور بعضوں نے کہا کہ وہاں جنات رہتے ہیں چنانچہ منقول ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ خزرجی نے زمین حوران میں ایک سوراخ میں پیشاب کیا تو ان کو جنوں نے مار ڈالا اور یہ شعر پڑھتے تھے

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عباد

ورمیناه بسهمین فلم نخط فؤاده

بل میں پیشاب نہ کرنے کی ایک حکمت: ...... قال میں جو ضمیر ہے حضرت قتادہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ یعنی جب لوگوں نے قتادہ سے پوچھا کہ سوراخ میں پیشاب کرنے سے کیوں منع کیا گیا ہے تو انہوں نے اس کی وجہ "انها مساکن الجن" بتائی یعنی اس میں حواس انسانی سے پوشیدہ چیزیں رہتی ہیں۔ یہاں لفظ جن سے مراد صرف احد الثقلین یعنی جنات نہیں ہے بلکہ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کی نظروں سے پوشیدہ ہو کہ حشرات الارض اور زہریلے سانپ بچھو وغیرہ سب کو شامل ہے اور انها کی ضمیر مؤنث افراد جنس کے اعتبار سے ہے یا تو خبر کی رعایت کر کے ضمیر مؤنث استعمال کی ہے۔

خلاصہ کلام: ...... بہر حال کراہت کی وجہ یا تو وہ ہے جو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی یا تو اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ سوراخ میں سے زہریلے جانور سانپ بچھو وغیرہ نکل کر ضرر پہنچائیں گے، لہٰذا سوراخ میں پیشاب کرنے سے احتراز کرنا چاہئے لیکن بعض حضرات نے کہا کہ اگر سوراخ پیشاب ہی کے لئے بنایا گیا ہو تو اس میں پیشاب کرنا درست ہے۔

باب النهي عن البول في الماء الراكد

حدیث نمبر ۳۵: اخبرنا قتيبة...انه نهى عن البول في الماء الراكد.

مفہوم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

باب كراهية البول في المستحم

حدیث نمبر ۳۶: اخبرنا علي...قال لايبولن احدكم في مستحمه فان عامة الوسواس منه.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غسل خانے میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا کہ اس سے وساوس پیدا ہوتے ہیں۔

باب السلام على من يبول
ایسے شخص کو سلام کرنا جو پیشاب کر رہا ہے

حدیث نمبر ۳۷: اخبرنا محمود...مر رجل على النبي ﷺ وهو يبول فسلم عليه فلم يرد عليه السلام

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ پر قضائے حاجت کے وقت سلام کیا تو سرورکونینا نے سلام کا جواب نہیں دیا۔

فلم يرد عليه السّلام : ......یعنی پیغمبر علیہ السلام پیشاب میں مشغول تھے، اس لئے اس شخص کے سلام کا جواب نہ دیا۔

پیشاب کرتے ہوئے سلام کا جواب واجب نہیں: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کی حالت میں کوئی شخص سلام عرض کرے تو باوجود یکہ سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن ایسی حالت میں وہ سلام کرنے والا شخص جواب کا مستحق نہیں ہے اور نہ جواب دینا ضروری ہے، لہٰذا جو شخص پیشاب میں مشغول ہو اسے سلام نہ کرنا چاہئے۔

بحالت پیشاب سلام مکروہ ہے: ......فقہا حنفیہ وغیرہ نے بحالت پیشاب سلام کو مکروہ کہا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور مواقع پر بھی سلام کرنا مکروہ ہے چنانچہ ان کی تفصیل صدر الغزی کے نظم میں جسے صاحب درالمختار نے نقل کیا ہے مذکور ہے۔

سلامك مكروه على من ستسمع	ومن بعد ما ابدى يسن و يشرع
مصل وتال و ذاكر و محدث	خطيب و من يصغي اليهم ويسمع!
مكرر فقه جالس لقضائه	ومن بحثوا في الفقه دعهم لينفعوا
مؤذن ايضاً او مقيم مدرس	كذا اجنبيات الفتيات امنع
ولعاب شطرنج و شبه بخلقهم	ومن هو مع اهل له' يتمتع!
ودع كافراً ايضاً و مكشوف عورة	ومن هو في حال التغوط اشنع
ودع اكلاً الا اذا كنت جائعاً	و تعلم منه انه' ليس يمنع!

بحالت پیشاب سلام کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا:......اور بحالت بول سلام کی کراہت اس وجہ سے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت میں سلام دینے کی ممانعت فرمادی ہے، جس کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے جو انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ ایک شخص کا گزر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب میں مشغول تھے۔ "**فسلم علیه**" یعنی اس شخص نے سلام عرض کیا "**فقال له** رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا رایتنی مثل هذه الحالة، فلا تسلم علی ان فعلت ذالك لم ارد علیك" تو اس سے معلوم ہوا کہ بحالت بول سلام کی کراہت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کی وجہ سے ہے، لہٰذا ایسی حالت میں سلام کرنے سے احتراز کرے اور قضائے حاجت کی حالت میں سلام کا جواب دینا بھی مکروہ ہے۔ جس کی طرف ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت جو ابوداؤد وغیرہ میں ہے اشارہ کر رہی ہے کہ قضائے حاجت کے وقت کشف عورۃ ہوتا ہے اور ایسی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے اور جب گفتگو کرنا مکروہ ہے تو تعری کی حالت میں ذکر اللہ یعنی سلام کا جواب دینا بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہوگا۔

اشکال:...... یہاں پر اگر یہ اشکال کیا جائے کہ حدیث باب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث "کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یذکر الله عزوجل علی کل احیانه" کے مخالف ہے (رواہ مسلم) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ کو یاد کرتے تھے۔

جواب:...... اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث ہٰذا میں جو لفظ احیان وارد ہوا ہے۔ اس سے مراد طہارت اور حدث یعنی بے وضو کی حالت ہے نہ کہ کشفِ عورۃ اور پاخانہ کی حالت اب حدیثِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حالت میں خواہ طہارت کی ہو یا بے وضو کی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوتے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ پاخانہ اور کشفِ عورۃ کی حالت میں ذکر کرتے۔ اور بعض علماء نے غور وفکر کرنا یہ کسی حالت میں نہ چھوڑتے تھے۔

علامہ سندھی کا قول:...... علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب بحالت بول آپ کو اس شخص نے سلام دیا تو فوراً اس کا جواب نہ دینا تادیب کی غرض سے تھا تاکہ آئندہ ایسے موقع پر سلام سے احتراز کرے۔ اب "**فلم یرد علیه السلام**" کا مطلب یہ ہوگا کہ اسی وقت سلام کا جواب نہیں دیا بلکہ تاخیر سے دیا ہے جیسا کہ مہاجر بن قنفذ کی حدیث جو آگے آرہی ہے وہ اس پر دلالت کرتی ہے اور تاخیر سے جواب دینا اس شخص کی تادیب کے لئے کافی ہے۔

رد السلام بعد الوضوء

وضو کے بعد سلام کا جواب دینا

حدیث نمبر ۳۸: اخبرنا محمد... مسلم علی النبی وهو یبول فلم یرد علیه حتی توضا فلما توضا رد علیه.

مفہوم: وہی گزشتہ حدیث کی مانند ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ قضائے حاجت سے فراغت پر وضو کر کے سلام کا جواب دیا۔

عن حضین ابی ساسان:...... ابوساسان کون؟ راوی حدیث حضین کے والد کا نام منذر بن حارث الرقاشی ہے۔ رقاش بنت قیس بن ثعلبہ کی طرف نسبت کر کے رقاشی کہتے ہیں۔ ابوساسان ان کا لقب ہے اور ابومحمد ان کی کنیت ہے۔ بصری ہیں۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھنڈا انہی کے ہاتھ میں دیا تھا۔ ان کا انتقال ۱۰۰ھ کے شروع میں ہوا امام نسائی

وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن خراش نے انہیں صدوق کہا اور ابن حبان نے بھی ثقات میں شمار کیا ہے۔

عن المهاجر بن قنفذ:...... قنفذ کون تھا؟ لفظ قنفذ ضمہ قاف اور فاء کے ساتھ ہے یہ عمیر بن جدعان بن عمرو التیمی القرشی کا بیٹا ہے اور مہاجر کے والد کا نام ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ لفظ مہاجر اور قنفذ دونوں لقب ہیں اور اصل نام مہاجر کا عمرو اور قنفذ کا نام خلف ہے اور عسکری نے الصحابۃ میں بواسطہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا ہے کہ جب وہ ہجرت کرنے لگے تو مشرکوں نے ان کو پکڑ لیا اور ایک اونٹ پر رسی سے مضبوط باندھا۔ پھر ایک چابک ان کو اور ایک اونٹ کو مارتے تھے۔ بہر حال وہ کسی طرح سے بچ نکلے اور مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا "هذا المهاجر حقا" ابن سعد وغیرہ نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجر بن قنفذ کو اپنے دور خلافت میں محکمہ پولیس کا حاکم مقرر کیا تھا۔

آپ ﷺ نے سلام کا جواب کب دیا تھا؟...... یعنی جس وقت مہاجر قنفذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کیا۔ اس وقت آپ پیشاب میں مشغول تھے، اس لئے ان کو سلام کا جواب نہیں دیا۔ بعد ازاں چونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باوضو نہیں تھے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناسب نہ جانا کہ بغیر وضو خدا کا نام لیں کیونکہ سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا پڑتا ہے اور حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ سلام باری تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا وضو فوراً جواب نہیں دیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ پھر ان کو سلام کا جواب عنایت فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے دیر سے جواب دینے کا عذر بھی بیان کیا:...... نسائی کی یہ روایت مختصر ہے تفصیلی روایت ابوداؤد میں ہے اس میں آیا ہے "ثم اعتذر اليه قال انى كرهت ان اذكر الله الا على طهر" یعنی جواب عنایت فرمانے کے بعد یہ عذر بھی بیان فرمایا کہ مجھے یہ بات ناپسند معلوم ہوئی کہ غیر طہارۃ کی حالت میں اللہ کا ذکر کروں، اس لئے وضو کے بعد جواب دیا۔

بسبب عذر فوراً جواب نہ دے سکنے والے کیلئے حکم استحبابی:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جو کوئی بسبب عذر کے فوراً سلام کا جواب دینے سے قاصر ہو تو مستحب ہے کہ اس کو بعد ازاں بیان کر دے تا کہ تکبر کی طرف منسوب نہ کیا جاوے۔

تین واقعات اور ان کے متعلق پیدا ہونے والے سوال کا جواب:...... یہاں دو قصے بیان ہوئے ہیں۔ ایک مہاجر بن قنفذ کا ہے۔ دوسرے کا ذکر اسی عنوان سے متصل سابق عنوان کے ماتحت حضرت ابن عمر کی روایت میں ہو چکا ہے۔ آگے باب التیمم میں تیسرا واقعہ ابوجہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آ رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ تینوں واقعات الگ الگ ہیں یا تینوں ایک ہی ہیں۔ اس بارے میں مجھے کافی تردد رہا۔

علامہ سید فخر الدین احمدؒ کا میلان:...... ایضاح البخاری میں علامہ سید فخر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر نظر سے گزری جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں نقل شدہ واقعہ اور وہ واقعہ جو آگے حدیث ابی جہیم میں آ رہا ہے الگ الگ ہیں چنانچہ وہاں باب التیمم فی الحضر کے ماتحت حضرت ابوجہیم کا واقعہ نقل کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ سلام کرنے والے نے اس وقت سلام کیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب میں مشغول تھے لیکن آیا یہ روایت اور وہ

روایت (روایت ابوجہیم) الگ الگ ہیں یا ایک ہی ہیں۔ اس سلسلے میں محدثین کرام نے بڑی بحثیں کی ہیں اور آخر کار فیصلہ یہ ہوا کہ یہ دونوں روایات الگ الگ ہیں۔

حضرت بنوریؒ کا میلان:...... اسی طرح علامہ بنوری کا میلان ورجحان بھی الگ الگ واقعات ہونے کی طرف ہے۔ آپ نے معارف السنن (۱/۳۱۸) میں لکھا ہے کہ عمدۃ القاری (۲/۱۶۷، ۱۶۸) میں نقل کردہ احادیث الباب وطرق ومخارج کے پیش نظر مجھے واضح اور یقینی طور سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ابوجہیم کا واقعہ حدیث ابن عمر کے واقعہ سے الگ ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ شاید حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہی واقعہ مہاجر بن قنفذ ہو بلکہ عمدۃ القاری میں اور بھی واقعات ہیں جو کوئی چاہے وہاں دیکھ لے۔

تعارض احادیث:...... اس کے بعد دوسری بحث یہ ہے کہ حدیث باب میں وہو یبول کا لفظ وارد ہوا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنے والے نے اس وقت سلام کیا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ فراغت کے بعد وضو کیا، پھر ان کو سلام کا جواب دیا اور یہی لفظ یعنی وہو یبول ابوداؤد اور صحیح مسلم وغیرہ میں بھی آیا ہے لیکن اس کے برعکس مسند احمد، امام طحاوی اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں وہو یتوضا کا لفظ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کرنے والے نے بحالت وضو ہی سلام عرض کیا تھا۔ اب بظاہر روایات میں تعارض ہے کہ آیا سلام بحالت بول کیا تھا یا بول سے فراغت کے بعد وضو کے وقت۔

دفع تعارض:...... محدثین کرام نے اس کے یہ جوابات دیئے ہیں کہ چونکہ صحیح مسلم میں بروایت نافع عن ابن عمر وہو یبول کا لفظ وارد ہوا ہے، اس لئے روایات بول کو ترجیح دی جائے گی یا دو واقعات مختلفہ پر حمل کیا جائے گا کیونکہ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب تیمم کرکے دیا ہے اور اسی کو صاحب امانی الاحبار نے اولیٰ قرار دیا ہے اور اگر صورت ترجیح کو اختیار کیا جائے تو پھر وہو یتوضا والی روایت کو بول پر محمول کیا جائے گا کیونکہ بول مقدمات وضو میں سے ہے۔ "**كما قال العلامة السندى رحمة الله عليه فى حاشية ابن ماجه**"

شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:...... شیخ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے انجاح الحاجۃ فی حاشیۃ ابن ماجہ میں لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ بطریق استعارہ توضأ سے مراد بول ہو کیونکہ استعارہ سبب ومسبب ہونے کے درمیان مناسبات میں سے ہے اور یہاں مناسبت ظاہر ہے، لہٰذا اب روایات کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:...... یہاں ایک اور اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ حدیث باب بدون طہارۃ کے ذکر اللہ کی کراہت پر دلالت کرتی ہے حالانکہ اس کے برعکس حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بدون طہارۃ کے ذکر اللہ کا جواز معلوم ہوتا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "**انه اى النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا خرج من الخلاء يقول غفرانك**" اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور حاکم وابوحاتم وابن خزیمہ اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "**كان يقول اذا خرج من الخلاء الحمد لله الذى اذهب عنى الاذى و عافانى**" (اخرجه ابن ماجه) تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد آپ دعا کو پڑھتے تھے حالانکہ اس وقت پیغمبر علیہ السلام نہ باوضو ہوتے تھے اور نہ باتیمم؟

دفع تعارض اور ذکر کی قسمیں: ......اس تعارض کا جواب مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بذل المجہود میں یہ دیا ہے کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو وقت کے ساتھ مختص ہے دوسرا وقت کے ساتھ مختص نہیں ہے تو جو ذکر وقت کے ساتھ مختص ہے۔ اسے اپنے وقت مخصوص ہی میں بجالانا مستحب ہے خواہ طہارۃ کی حالت ہو یا غیر طہارت کی حالت میں اب پیغمبر علیہ السلام کا وہ عمل جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مذکور میں نقل کیا ہے کہ آپ بیت الخلاء سے نکلنے کے بعد بدون وضوء یا تیمم کے "غفرانك یا الحمد لله الذی اذهب الخ" پڑھ لیا کرتے تھے۔ یہ قسم اول میں داخل ہے کہ ایسے ذکر گواہی کے وقت مخصوص میں گو غیر طہارت کی حالت میں ہو پڑھ لینا افضل ہے۔ اس کے لئے وضو یا تیمم تک توقف نہیں کیا جائے گا لیکن سلام کا جواب اس کے فوراً بعد دینا ضروری نہیں بلکہ وضو یا تیمم تک جواب کو مؤخر کر دینا جائز ہے۔ البتہ اس کا خیال رکھا جائے کہ سلام کا جواب فوت نہ ہونے پائے اور اگر سلام کا جواب فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو مثلاً سلام کرنے والا شخص چلا جارہا ہو تو ایسے وقت میں بدون طہارۃ کے جواب دے دے تا کہ سلام کا قرض اپنے ذمے باقی نہ رہ جائے لیکن اگر اس طرح کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو پھر سلام کے جواب دینے کا افضل طریقہ جو حدیث باب سے مفہوم ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ وضو یا تیمم کر کے دیا جائے۔

خلاصہ کلام: ......اس تقریر مذکور کے مطابق دونوں قسم کے ذکر کے درمیان فرق واضح ہو گیا اور الحمد للہ دونوں قسم کی روایات میں تطبیق ہو گئی۔

باب النهی عن الستطابة بالروث

حدیث نمبر ۳۹: اخبرنا احمد... نهی ان یستطیب احدکم بعظم او روث.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ہڈی اور لید سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر ۴۰: اخبرنا یعقوب... وکان یامر بثلاثة احجار و نهی عن الروث والرمة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے ہمیں تعلیم فرمایا کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کرو اور نہ ہی پشت کرو اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے استنجاء کرو، تین پتھروں سے استنجاء کرنے کا حکم فرمایا اور ہڈی اور گوبر سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا۔

باب النهی عن الکتفاء فی الستطابة باقل من ثلاثة احجار

استنجاء میں تین ڈھیلوں سے کم پر کفایت کرنے کی ممانعت

حدیث نمبر ۴۱: اخبرنا اسحق... نهانا ان نستقبل القبلة بغائط او بول او نستنجی بایماننا او نکتفی باقل من ثلاثة احجار.

مفہوم: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ تمہارے نبی ﷺ نے تمہیں قضائے حاجت تک کے طریقے سکھلائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں، اور ہمیں قضائے حاجت کے وقت قبلہ رو اور دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت سلمان کون؟ ......آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے کہ یہود سے ان کو خرید اور آزاد کر دیا اور وہ شرفاء صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے تھے اور ان تین شخصوں میں سے ایک ہیں، جن کے لئے جنت مشتاق ہے۔ ان کی اصل فارس سے ہے۔ قوم رام ہرمز سے جو ابلق گھوڑے پوجتے تھے اور وہ دین کی طلب میں رہتے تھے تو اول دین

نصرانیت اختیار کیا اور کتابیں پڑھیں اور پے در پے مشقتوں پر صبر کیا۔ پھر ان کو ایک قوم عرب نے پکڑ لیا اور یہود کے ہاتھ بیچ دیا اور کہتے ہیں کہ وہ کچھ اوپر دس شخصوں کی ملک میں آئے۔ حتی کہ نوبت بنوبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ جب آپ مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور اسلام قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں "سلمان من اھل البیت" فرمایا اور ان کی عمر بڑی طویل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ تین سو پچاس برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں اڑھائی سو برس اور یہی صحیح ہے۔ آپ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔ مدائن میں ۳۵ھ میں ان کی وفات ہوئی اور ان سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے۔ (کذا فی المرقاۃ)

جملہ کی تحقیق: ...... اول قال کا فاعل عبدالرحمٰن بن یزید ہے جنہوں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ابن معین اور ابن سعد وغیرہ نے ان کو ثقہ کہا، اور ثانی قال کا فاعل رجل ہے اور لہٗ کی ضمیر کا مرجع حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے جن کے ساتھ اس شخص نے "ان صاحبکم لیعلمکم حتی الخراءۃ" طنزیہ کلمات سے تمسخر کیا تھا۔ یہ شخص مشرکین میں سے تھا جو ابن ماجہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، اس میں "من المشرکین" ہے۔ اس سے مفہوم ہوا کہ ایسی بے سلیقہ کی بات کہنے والا مشرک ہی تھا۔

لفظ خراءۃ کی لغوی تحقیق: ...... حدیث میں لفظ خراءۃ آیا ہے۔ اس کو خاء مکسورہ اور راء کے زبر اس کے بعد مدود الف کے ساتھ پڑھنا چاہئے جس کے معنی قضائے حاجت کے وقت بیٹھنے کے طریقے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے اپنی شرح میں علامہ خطابی کا قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ عوام الناس۔

لفظ خراءۃ کا معنی: ...... اس لفظ کو خاء مفتوحہ کے ساتھ پڑھتے ہیں جو صحیح نہیں کیونکہ اس سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں، لہٰذا اسے خاء مکسورہ اور الف ممدودہ کے ساتھ پڑھنا چاہئے لیکن علامہ سندھی نے صحاح میں لکھا ہے، شرح مسلم میں ہے کہ لفظ خراءۃ خاء کے زیر اور الف ممدودہ اور تاء کے ساتھ ہے کہ فعل حدث کو اور کسرہ اور فتح اور مد کے ساتھ بدون تاء کے نفس حدث کو کہتے ہیں۔

جوہری کا فرمان: ...... جوہری نے کہا ہے کہ خاء کے زبر کے ساتھ مصدر ہے اور کسرہ کے ساتھ اسم ہے، ھیأۃ حدث کو کہتے ہیں۔

امام اخفش کا فرمان: ...... اخفش نے کہا کہ اجل اور نعم دونوں حرف ثبوت اور نفی کی تصدیق کے لئے آتے ہیں، اس لئے حرف تصدیق کہلاتے ہیں لیکن خبر میں اجل کا استعمال نعم سے زیادہ بہتر ہے اور استفہام میں نعم کا استعمال اجل سے زیادہ بہتر ہے۔

دین اسلام کی اہمیت: ...... غرض جب اس مشرک نے بقصد استہزاء یہ بات کہی کہ تمہارے نبی تم کو ادنیٰ ادنیٰ باتوں کی بھی تعلیم دیتے ہیں حتی کہ قضاء حاجت کے وقت قعود کے طور طریق کی بھی تعلیم دیتے ہیں یہ بھی کوئی دین ہے جس کو تم نے قبول کیا ہے، اس کی اس نازیبا حرکت پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا پورا حق تھا کہ اس کو زجر و توبیخ فرماتے یا بالکل جواب ہی نہ دیتے لیکن ایسا نہیں کیا بلکہ اس کی ناشائستہ بات سے صرف نظر کرتے ہوئے نہایت خوش اسلوبی سے اس کو جواب دیا جس طرح ایک مرشد کامل مخلص سائل کے جذبہ طلب کو بھانپ کر فائدے کی چیزیں بتلا دیا کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی برکت سے جو دین ملا ہے وہ ایک جامع دین ہے۔ اس میں بڑی چھوٹی جتنی بھی دین کی باتیں ہیں ہمارے نبی ان سب کی تعلیم دیتے ہیں حتی کہ بول و براز کے آداب بھی سکھائے ہیں۔

اسلام ایک مکمل دین ہے:...... لہٰذا یہ اس بات کی پکی دلیل ہے کہ ہمارا دین کامل و مکمل ہے اور جس دین کی یہ شان ہے اس پر طعن و تشنیع کرنا اور اس کا ہنسی مذاق اڑانا جس طرح تم کرتے ہو مبغوض ہے بلکہ وہ دین حق ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے، لہٰذا عناد اور مخالفت چھوڑ دو اور طریق مستقیم کو اختیار کرو تاکہ تمہارے ظاہر و باطن کفر و شرک کی گندگیوں سے پاک و صاف ہو جائیں۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان امور کا ذکر فرمایا جن کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضائے حاجت کے وقت ممانعت فرمادی ان میں اول دونوں امر کی تشریح پیچھے ہو چکی ہے۔

تین احجار کا مسئلہ اختلافیہ:...... تیسری چیز کہ استنجا میں تین احجار کا عدد ضروری ہے یا نہیں یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔

شوافع وحنابلہ استنجاء میں تین پتھر ضروری ہیں:...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وامام احمد واسحٰق بن راہویہ اور ابو ثور کے نزدیک استنجاء میں انقاء محل کے ساتھ تثلیث یعنی تین ڈھیلوں کا ہونا ضروری ہے۔

پہلی دلیل:...... ان کی ایک دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جو اوپر والے عنوان کے تحت نقل کی گئی ہے۔ اس میں "و کان یامر بثلاثة احجار" کے الفاظ آئے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ تثلیث شرط ہے۔

دوسری دلیل:...... دوسری دلیل حدیث باب ہے۔ اس میں "او نكتفي باقل من ثلثة احجار" کے الفاظ آئے ہیں۔ اس روایت میں تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

طرز استدلال:...... طرز استدلال یہ ہے کہ اگر کوئی عدد معین کا شریعت میں اعتبار نہ ہوتا تو بصیغۂ امر یا نہی اس کے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ استنجاء میں تین کا عدد بھی مطلوب ہے۔ اگرچہ مقصود یعنی انقاء محل تین عدد سے کم ڈھیلوں سے حاصل ہو جائے۔ ان حضرات نے اپنے قول کی توثیق وتقویت میں ایک نظیر یہ پیش کی ہے کہ قرآن پاک میں ہے کہ حیض کے مسئلے میں تین حیض کا عدد مطلوب ہے۔ اگرچہ رحم کی پاکی وصفائی کا مقصد ایک ہی حیض سے حاصل ہو جاتا ہے لیکن شریعت کی نظر میں تین کا عدد بھی مطلوب ہے، اس لئے تین حیض کا انتظار ضروری ہوگا۔ اسی طرح استنجاء کے مسئلے میں متعدد روایات میں ثلاث کا لفظ آیا ہے بلکہ بعض روایات میں اس کے متعلق صیغۂ امر بھی وارد ہوا ہے جس سے عدد ثلاث کے وجوب کا خیال اور بھی پختہ ہو جاتا ہے لیکن اگر تین ڈھیلوں سے بھی صفائی محل کی حاصل نہ ہو تو بقدر ضرورت تین سے زائد کا استعمال کرنا واجب ہے تاکہ طہارت کا مقصد حاصل ہو جائے۔ البتہ ان زیادہ ڈھیلوں میں ایتار کا لحاظ رکھنا مستحب ہوگا چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوداؤد کی روایت "من استجمر فليوتر من فعل فقد احسن و من لا فلا حرج" کے یہی معنی مراد لئے ہیں کہ تین سے زیادہ کے استعمال میں ایتار کی رعایت مستحب ہے یہ ہے حضرات شوافع کے استدلال کا خلاصہ۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا مذہب:...... حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور داؤد ظاہری وغیرہ کے نزدیک تثلیث شرط نہیں اصل مقصد انقاء محل ہے۔ ان حضرات کی دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جو اگلے باب میں آرہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجا میں دو پتھر استعمال فرمائے تیسرے کا استعمال ثابت ہی نہیں اس کے متعلق مزید بحث وہاں آئے گی۔

شوافع کو جوابات:...... حضرات شوافع کے مستدلات کے جوابات یہ ہیں کہ آپ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کی بنا پر استنجاء میں تثلیث و ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ اصل مدار استنجاء میں محل کی صفائی اور ضرورت کے پورا ہونے پر ہے اور چونکہ اکثر حالات میں محل استنجاء کی صفائی کے لئے تین عدد ڈھیلے کافی ہو جاتے ہیں، اس لئے تین کا عدد احادیث میں کثرت سے وارد ہوا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت جو ابوداؤد میں ہے اس بات کی طرف رہنمائی کررہی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء جائے تو پاکی حاصل کرنے کے لئے اپنے ساتھ تین پتھر لے جائے "فانها تجزء عنه" اس لئے کہ یہ تین پتھر اس کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ اس حدیث کی اسناد صحیح اور حسن ہے کما قال الشوکانی " اس کو امام ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے آخری جملہ "فانها تجزی عنه" میں جس علت کا بیان ہوا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ تین ڈھیلوں کو ساتھ لے جانے کا حکم احتیاط کی بنا پر دیا گیا ہے، اس لئے کہ عام حالات میں وہ حصول انقاء کے کافی ہو جاتے ہیں نہ اس بنا پر صحابہ کرام کو تین پتھر لے جانے کا حکم ہوا ہے کہ تثلیث عندالشرع مطلوب اور شرط ہے غرض اگر حدیث باب میں جو تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، اس کی وہی توجیہ کی جائے گی جس کی طرف حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ "فانها تجزی عنه" اشارہ کررہے ہیں۔ یعنی اسے غالب حالات پر محمول کیا جائے گا کہ جن حالات میں تین ڈھیلوں کے بغیر محل کی صفائی کا مقصد حاصل ہونا ممکن نہ ہو لیکن اگر محل کی صفائی ایک یا دو ڈھیلوں سے حاصل ہو جائے یا اس کے لئے تین سے بھی زیادہ کی ضرورت پڑے تو بیشک استعمال کرسکتا ہے۔ اس میں کوئی کراہت نہیں۔ پھر اگر ایک ڈھیلا کافی ہو جائے تو دوسرے کا استعمال ضرورت سے زائد ہوگا اور اگر دو سے محل کی صفائی ہو جائے تو تیسرے کا استعمال بلاضرورت ہوگا تو ایک پاک چیز کو بلاضرورت ناپاک کرنا لایعنی عمل نہیں تو اور کیا ہے۔

اصل مقصود انقاء محل ہے:...... بہر حال اصل مقصود انقاء محل ہے وہ جتنے ڈھیلوں سے بھی حاصل ہو جائے کسی خاص عدد کی کوئی شرط نہیں ہے اور حنفیہ کے اس قول کی نظیر شوافع کا وہ قول ہے جس کے وہ محرم کے واقعہ میں قائل ہیں کہ ایک شخص عمرہ کا احرام باندھ کر آیا اور وہ جبہ پہنا ہوا تھا جو خوشبو سے لت پت ہے، اس نے دریافت کیا ہے کہ عمرہ کس طرح کیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے انتظار میں سکوت فرماتے ہیں۔ پھر وحی نازل ہوتی ہے۔ آپ اس کو بلا کر فرماتے ہیں کہ جبہ کو اتار دو اور تین مرتبہ دھو کر خوشبو دور کرو "فاغسله ثلث مرات" میں تثلیث کی تصریح موجود ہے مگر شوافع میں سے کوئی بھی تین دفعہ دھونے کے وجوب کا قائل نہیں ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جبہ کو تین مرتبہ دھونے کا حکم اس بناء پر دیا گیا ہے تاکہ اس سے خلوق کا رنگ اور خوشبو بالکل ختم ہو جائے تو معلوم ہوا کہ یہاں صرف اس کا اثر اور خوشبو کا ازالہ واجب ہے نہ کہ تین کا عدد، تو اگر ایک ہی مرتبہ دھونے سے خلوق کا رنگ اور خوشبو دور ہو جائے تو بھی کافی ہے۔ مزید دو یا تین مرتبہ دھونا کوئی ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح استنجاء میں ثلاث کے عدد کو سمجھ لیں کہ یہ عدد بذات خود مطلوب نہیں بلکہ عام طور پر چونکہ تین ڈھیلوں سے انقاء محل حاصل ہوتا ہے، اس لئے روایات میں ان کا ذکر آتا ہے چنانچہ اوپر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں "فانها تجزی عنه" کا ارشاد گزر چکا ہے جس سے یہ بات بخوبی واضح ہے۔ اب سمجھ میں نہیں آتی کہ شوافع دونوں حکموں میں فرق کیوں کرتے ہیں کہ استنجاء میں عدد ثلاث کو واجب کہتے ہیں لیکن یہاں جبہ میں لگائی ہوئی خوشبو کو دھونے کے مسئلے میں ان میں سے کوئی بھی تین مرتبہ دھونے کے وجوب کا قائل نہیں ہے حالانکہ جس طرح وہاں عدد ثلاث کی تصریح آئی ہے ایسا ہی یہاں بھی "فاغسله ثلاث

مراۃ" کی تصریح موجود ہے اور اگر ان کی طرف سے یہ کہا جائے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے قول مذکور سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد خلوق کا اثر اور خوشبو کا ازالہ ہے اور چونکہ عام طور پر تین مرتبہ دھونے سے اس کا اثر پوری طرح ختم ہو جاتا ہے، اس لئے "فاغسله ثلاث مرات" کا حکم دیا گیا ہے لیکن اگر یہی مقصد ایک ہی مرتبہ دھونے سے حاصل ہو جائے تو بھی کافی ہے۔ مزید دو تین بار دھونا ضروری نہیں تو ہم کہیں گے کہ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک بھی یہاں تین کا عدد مقصود نہیں بلکہ خلوق کا اثر اور خوشبو کا ازالہ ہے خواہ وہ ایک ہی دفعہ دھونے سے دور ہو جائے تو اگر یہی بات حنفیہ نے استنجاء میں کہی کہ چونکہ عام طور پر تین ڈھیلے کفایت کر جاتے ہیں، اس لئے روایات میں بار بار اس کا ذکر آتا ہے ضرورت کی حد تک کسی عدد کو واجب نہیں کہتے تو اس میں ان کا کیا قصور ہے۔ نیز یہ کہ حدیث کے ظاہری لفظ پر شوافع بھی عمل نہیں کرتے کیونکہ اگر ایک ڈھیلے کے تین گوشوں کو استعمال کیا جائے تو ان کے نزدیک جائز ہے حالانکہ ایک کلوخ کے تین گوشوں کا استعمال کرنا ظاہر حدیث کے مطابق نہیں ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ تثلیث احجار آپ کے نزدیک بھی واجب نہیں ہے۔

حضرات شوافع کا مسلک عدم انقاء کی صورت میں:...... نیز شوافع یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر تین عدد سے محل کی صفائی حاصل نہ ہو تو اس سے زائد کا استعمال کرنا واجب ہے حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت مذکورہ صاف بتلا رہی ہے کہ تین ڈھیلے کفایت کر جاتے ہیں لیکن شوافع عدم کفایت کا قول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تین کلوخ سے انقاء محل ممکن نہ ہو تو ان سے زائد کا استعمال واجب ہے جس سے لازم آتا ہے کہ وہ خود بھی ظاہر حدیث پر عمل نہیں کرتے اور خود انہوں نے عدد ثلاث کی تحدید کو چھوڑ دیا ہے جس کا ذکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی حدیث میں آیا ہے۔ اب رہا یہ کہ انہوں نے جس استنجاء کے مسئلے کو ثلاثۃ قروء پر قیاس کیا تو وہ بھی درست نہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں کیونکہ عدت کے مسئلے میں تین کا عدد نص قرآنی اور حدیث کی رو سے شرط ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری نص معارض نہیں ہے بخلاف اس عدد معین کے جو استنجا کے معاملے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کی روایت میں آیا ہے۔ اس کے معارض موجود ہے، چنانچہ ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق سے روایت ہے "**من استجمر فليوتر من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج**" ظاہر ہے کہ یہ روایت ان روایات کے معارض ہے جن میں تین ڈھیلوں کا حکم دیا گیا ہے، تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجاء کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ اس روایت میں ایتار یعنی طاق عدد لینے کے بارے میں فرمایا کہ جس شخص نے ایتار کی رعایت کی اس نے اچھا کیا اور جس نے نہیں کی تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس ایتار میں تین کا عدد بھی داخل ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ تین ڈھیلے کا حکم وجوب اور ضرورت کے درجے کا نہیں ہے بلکہ استحباب کے درجے کی چیز ہے۔

خلاصہ کلام:...... غرض کہ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ استنجاء کے معاملے کو عدت بالقراء پر قیاس کرنا ان کے لئے مفید نہیں۔

باب الرخصة في الاستطابة بحجرين

استنجاء دو پتھروں سے بھی جائز ہے

حدیث نمبر ۴۲: اخبرنا احمد... فوجدت حجرين... فاخذ الحجرين والقى الروثة... الركس طعام الجن.

مفہوم: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ قضائے حاجت پر تشریف لے جانے پر مجھ سے تین ڈھیلے لانے کا

فرمایا، تو میں نے دو پتھر اور گوبر کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے پتھر تو لے لئے اور گوبر کے بارے میں فرمایا کہ یہ تو ''رکس'' ہے۔

حافظ ابن حجرؒ کا فرمان:...... حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں لکھا ہے کیونکہ ابوعبیدہ کا سماع اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح طور سے ثابت نہیں ہے۔ اس وجہ سے وہ روایت منقطع تھی، اس لئے ابواسحٰق نے ان کی روایت کو باوجود اس کے اعلیٰ ہونے کے چھوڑ دیا اور اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن اسود کی روایت موصولہ کو اختیار کیا۔ گویا ابواسحٰق اس کلام مذکور کو نقل کر کے یہ کہنا چاہتے ہیں "ای لست ارویہ الآن عن ابی عبیدۃ و انما ارویہ عن عبد الرحمن" یعنی میں اس وقت ابوعبیدہ کے طریق سے جس میں انقطاع ہے روایت نہیں کرتا بلکہ عبدالرحمٰن بن اسود کے طریق سے جو متصل ہے اس کو ذکر کر رہا ہوں۔

اسود کون:...... راوی حدیث اسود بیٹے ہیں یزید بن قیس نخعی کے ابوعبدالرحمٰن ان کی کنیت ہے اور ابراہیم نخعی کے ماموں اور حضرت ابن مسعود کے شاگرد ہیں ثقہ فقیہ اور زاہد تھے۔ ان کا انتقال ۷۵ھ میں ہوا ابن التین نے کہا کہ وہ اسود بن عبد یغوث الزہری ہے نہ کہ ابن یزید النخعی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اس بات کو بالکل غلط قرار دیا ہے کیونکہ اسود زہری تو اسلام تک نہیں لائے تھے چہ جائیکہ وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے تک زندہ رہا ہو۔

خلاصہ کلام:...... بہرحال اس حدیث کی روایت متعدد طرق سے ہوئی ہے لیکن امام نسائی نے یہ روایت بطریق زہیر عن ابی اسحٰق عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن ابیہ عن عبداللہ بن مسعود ذکر کی ہے اور ساتھ ہی ابواسحٰق کا وہ قول مذکور بھی نقل کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک ابواسحٰق کے شاگرد زہیر کا طریق راجح ہے جس سے اسناد متصل ہو جاتی ہے نہ کہ اسرائیل کا طریق جو ابواسحٰق کے دوسرے شاگرد ہیں جس سے اسناد منقطع ہو جاتی ہے کیونکہ بقول حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے ابوعبیدہ کا سماع اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو ترجیح دی ہے جو زہیر کے طریق سے ہے اور اپنی جامع صحیح میں اسی کو جگہ دی ہے لیکن ان کے شاگرد امام ترمذی نے یہ روایت بطریق اسرائیل عن ابی اسحٰق عن ابی عبیدہ نقل کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ ان کی روایت کا طریق امام بخاری کے طریق روایت سے زیادہ صحیح ہے۔ پھر اول تو انہوں نے اپنے استاد امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زہیر سے کی ہوئی روایت پر کلام کیا ہے اور آخر میں اپنی اسرائیل والی روایت پر بھی انقطاع کا اعتراف کیا ہے کہ ابوعبیدہ کا سماع اپنے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اس روایت میں انقطاع ہے۔

اب رہے یہ سوالات کہ امام ترمذی نے امام بخاری کی نقل کردہ زہیر والی روایت پر کیا نقل کیا ہے اور محدثین نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اس کا کیا جواب دیا ہے۔ پھر انہوں نے جامع ترمذی میں اسرائیل کے طریق سے کی ہوئی روایت پر بھی منقطع ہونے کا جو اعتراض کیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں اگر صحیح ہے جیسا کہ وہ خود فرما رہے ہیں تو پھر انہوں نے زہیر والی روایت موصولہ کو چھوڑ کر اسے اپنی کتاب میں کیوں ذکر کیا اور اگر ان کا اعتراض غیر معقول ہے جیسا کہ حافظ عینی وغیرہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ابوعبیدہ کا سماع اپنے والد حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اور انہوں نے اس کو دلیل سے ثابت کیا ہے۔ غرض کہ ان سب امور کے ذکر کا محل یہاں نہیں ہے ان کے لئے شروحات بخاری عینی وغیرہ اور شرح ترمذی معارف السنن للعلامۃ البنوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کریں۔

حضرات حنفیہ کا استدلال:...... میں پچھلے عنوان میں اشارہ کر چکا ہوں کہ حضرات حنفیہ کی دلیل حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ یہی حدیث ہے۔ امام نسائی باوجود شافعی المسلک ہونے کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پر "الرخصة في الاستطابة بحجرين" کا عنوان رکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تحقیق پر بھی اس موقع پر صرف دو پتھروں کا استعمال ثابت ہے۔

امام طحاوی کا استدلال:...... امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث سے تثلیث کے عدم وجوب پر استدلال کیا ہے کیونکہ اگر تین کا لینا ضروری ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیسرا پتھر ضرور طلب فرماتے حالانکہ کسی مستند ومعتبر روایت سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے بعد میں تلاش کرایا ہو اس سے معلوم ہوا کہ استنجاء میں تین ڈھیلوں کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر کے طرف سے جواب:...... لیکن حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ استدلال مذکور ضعیف ہے، اس لئے کہ مسند احمد میں معمر کے طریق نے مذارکس کے بعد 'ائتنی بحجر' کا جملہ بھی نقل ہوا ہے۔ یعنی فرمایا کہ یہ گوبر کا ٹکڑا ناپاک ہے۔ ایک اور پتھر لے آؤ جس سے معلوم ہوا کہ آپ نے تیسرا پتھر تلاش کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ پھر آگے چل کر حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا "ورجاله ثقات" یعنی اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں اگر یہ اشکال کیا جائے کہ ابو اسحاق کا سماع علقمہ سے نہیں ہے تو کرابیسی نے اس حدیث کا سماع ثابت کیا ہے اور اگر مرسل ہی مان لیا جائے تو وہ بھی مخالفین کے نزدیک حجت ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ شاید امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو مسند احمد کی اس روایت سے غفلت ہوئی ہے۔ (فتح الباری، ۱/۱۸۱)

علامہ عینی کا جواب:...... محقق عینی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے غفلت نہیں ہوئی بلکہ غفلت انہی لوگوں سے ہوئی ہے جو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے وسیع النظر حافظ حدیث کی طرف غفلت کو منسوب کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو بطریق ابی اسحق علقمہ سے روایت کیا ہے اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ابو اسحق کا عدم سماع علقمہ سے متیقن ہے، لہٰذا حدیث مذکور تحقیقی نظر سے منقطع ہے جس پر محدثین کرام اعتماد نہیں کرتے۔ مزید تفصیل کے لئے عمدۃ القاری (۱/۷۳۷) میں ملاحظہ ہو۔

علی نبیل التسلیم:...... جو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر مرسل ہی مان لیا جائے الخ وہ ہمیں تسلیم نہیں کیونکہ ہم حدیث مرسل کو علی الاطلاق حجت نہیں مانتے بلکہ حدیث مرسل بالمعنی المتعارف کو حجت مانتے ہیں نہ کہ اس کو جو مترادف ہے منقطع کے نیز یہ کہ صرف تیسرے کی تلاش کرنے کا حکم دینے سے یہ کہاں سے ثابت کرو گے کہ واقع میں تیسرا ڈھیلا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے بھی آئے تھے ظاہر تو یہی ہے کہ آپ نہ لا سکے اور ایک روایت جو لانے کے ثبوت میں ابو الحسن بن القصار مالکی سے مروی ہے، اس کو خود حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قابل اعتبار نہیں سمجھا اور اسے لا یصح کہہ کر رد کر دیا ہے۔ غرض یہ کہ جب تیسرا ڈھیلا لانا ثابت نہیں ہے تو امام طحاوی پر اعتراض کیسا؟ فیض الباری (۱/۲۶۰)۔

حضرت شاہ صاحب کا فرمان:...... حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول مذکور ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ پر تو اعتراض کیا ہے کہ ان کا "والقى الروثة" سے استنجا بالحجرین پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے اس

جملہ کے بعد "وائتنی بثالث" کی زیادتی بھی منقول ہے آپ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ صرف امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ پر کیوں برستے ہیں ان پر جو اعتراض کیا ہے وہی اعتراض امام ترمذی پر بھی پڑ رہا ہے کیونکہ انہوں نے بھی اس حدیث پر ترجمۃ باب الاستنجاء بالحجرین قائم کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی زیادتی مذکور یعنی "وائتنی بثالث" کو قبول نہیں کیا۔ اسی طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر "الرخصة في الاستطابة بحجرين" کا عنوان رکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی مذکورہ زائد عبارت کو محدثانہ نقطۂ نظر سے ناقابل قبول سمجھا ہے۔ اب ہم حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے تو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی غفلت بتائی ہے کیا وہی غفلت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی کی طرف منسوب کی جائے گی۔

حنفیہ کی دلیل:...... علاوہ اس کے حضرات حنفیہ کی بڑی دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے جس کو امام ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے "من اكتحل فليوتر من فعل فقد احسن و من لا فلا حرج و من استجمر فليوتر من فعل فقد احسن و من لا فلا حرج" حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی اسناد کو عمدہ کہا ہے کما فی نیل الاوطار اس حدیث میں ایتار کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ایتار یعنی طاق عدد کی رعایت کی تو اس نے بوجہ استحباب پر عمل کرنے کے اچھا کیا اور اس ایتار میں تین کا عدد بھی داخل ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ استنجاء تین پتھروں سے کرنا شرط اور واجب نہیں ہے جیسا کہ شوافع اس کے قائل ہوئے ہیں بلکہ اس سے کم کے ساتھ بھی استنجاء جائز ہے اس لئے اگر کسی نے ایک ہی پتھر سے استنجا کیا ہے تو اس نے اس حدیث کے مقتضیٰ پر بلا شبہ عمل کیا ہے۔ اسی طرح حدیث کا جزء ثانی یعنی "ومن لا فلا حرج" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس شخص نے استنجاء میں طاق عدد کی رعایت نہیں کی خواہ وہ ایک پتھر ہو یا تین بلکہ دو پتھروں سے استنجا کیا تو فلا حرج فیہ یعنی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تین پتھروں کا استعمال ضروری نہیں ہے کیونکہ اگر ضروری ہوتا تو پھر اس کے چھوڑ دینے پر فلا حرج فیہ فرمانا کیسے درست ہوگا۔

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئی:...... غرض کہ اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں کہ نہ ایتار ضروری ہے اور نہ تین ڈھیلوں کا استعمال ضروری ہے بلکہ تمام روایات پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام کا اصل مقصود محض نجاست کی صفائی ہے۔ اب وہ جتنے ڈھیلوں سے بھی حاصل ہو جائے کافی ہے ضرورت کی حد تک کسی عدد خاص کو وجوب کا درجہ نہیں دیا جا سکتا لیکن چونکہ عام طور پر نجاست کو دور کرنے کے لئے تین ڈھیلے کافی ہو جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ایتار کی بھی رعایت ہوتی ہے جو عند الشرع مستحسن ہے، اس لئے احادیث میں ان کا ذکر اکثر آتا ہے، عجیب بات ہے کہ شوافع تین ڈھیلے پیشے کو واجب کہتے ہیں لیکن اگر ان سے طہارت حاصل نہ ہو تو تین سے زیادہ استعمال کرنا ان کے نزدیک واجب ہے جس سے وہ خود ظاہر حدیث کی تحدید کو چھوڑ رہے ہیں۔ علاوہ اس کے دوسری بات یہ ہے کہ جب شریعت ایتار یعنی طاق عدد کا حکم دیتی ہے تو اس کے ساتھ "من فعل فقد احسن و من لا فلا حرج" کے الفاظ سے تخییر کو بھی ظاہر کر دیتی ہے اور جب عدد ثلاث کو بیان کرتی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اجزاء اور اکتفاء یعنی تین ڈھیلے کافی ہو جانے کو بتلاتی ہے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں "فليذهب معه بثلاثة احجار" کے بعد "فانها تجزی عنه" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ ایتار کی طرح تثلیث بھی مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے اور بعض روایات میں جو تین ڈھیلوں سے کم کے ساتھ استنجاء کی ممانعت آئی ہے وہ نہی تنزیہی پر محمول

ہے۔ یہی مسلک احناف کا ہے لیکن تعجب ہے کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت مذکورہ کی تاویل اپنے مطلب کے مطابق کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ "من فعل فقد احسن الخ" وتر بعد الثلاث کے بارے میں فرمایا ہے یعنی تین پتھروں کا استعمال تو ہر حالت میں ضروری ہے لیکن اگر تین سے انقاء محل ممکن نہ ہو اور اس سے زیادہ استعمال کی ضرورت پڑے تو اس صورت میں ایتار ضروری ہے یا نہیں اس کے متعلق فرمایا "من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج" ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جو بات بیان فرمائی گئی ہے، اس کو بعد الثلاث کے ساتھ خاص کر دینا ایک بے دلیل بات ہے اور اگر ان کی یہ تاویل درست مان لی جائے تو پھر اس سے لازم آتا ہے کہ ایتار بعد الثلاث بھی مستحب ہو کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد مذکور میں ایتار کا حکم دیا ہے حالانکہ ان کے نزدیک اگر تین عدد سے محل نجاست کی صفائی حاصل ہو جائے تو زیادہ علی الثلاث مستحب نہیں ہے بلکہ بدعت ہے اور اگر تین عدد سے محل کی صفائی ممکن نہ ہو تو تین سے زائد ڈھیلوں کا استعمال واجب ہے، جس کو چھوڑ دینا درست نہیں ہے۔ (الجوہر النقی:......۱۰۴)

رکس کا معنی: ...... یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ڈھیلے لئے اور لید کو پھینک دیا اور فرمایا ہذہ رکس یعنی یہ پلٹا ہوا ہے کہ اپنی اصلی حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت میں آ گیا ہے۔ یعنی طہارت کی حالت سے نجاست کی طرف آ گیا ہے اور طعام کی حالت سے حالت روث کی طرف آ گیا ہے۔

علامہ خطابی ودیگر علماء کا فرمان: ...... علامہ خطابی وغیرہ نے یہی معنی بیان کئے ہیں، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لفظ رکس اس حدیث میں راء کے کسرہ اور کاف کے سکون کے ساتھ آیا ہے۔ بعض شارحین نے کہا ہے کہ یہ رجس بالجیم کی ایک لغت ہے جس کے معنی پلید اور ناپاک چیز کے ہیں اور اس کی تائید ابن ماجہ اور ابن خزیمہ کی روایت سے ہوتی ہے چنانچہ ان کی روایت میں بجائے رکس کے رجس بالجیم واقع ہے۔ اسی طرح ترمذی کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ اس میں آیا ہے ہذا رکس یعنی نجسا لیکن امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے رکس کا ترجمہ طعام الجن سے کیا ہے شارحین حیران ہیں کہ رکس کے معنی طعام الجن کس طرح بیان کئے ہیں حالانکہ لغت کی کتابوں سے اس کا ثبوت نہیں ملتا اور اگر اسے صحیح بھی مان لیں تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ استنجے میں ایسی چیز کا استعمال درست نہیں ہے جس سے غذائیت کا تعلق ہو ممانعت کا حکم اب بھی قائم رہا۔

رکس کی وجہ: ...... البتہ فرق یہ ہو گیا کہ علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے بیان کردہ معنی کے مطابق اس کا استعمال نجاست کی وجہ سے ممنوع ہے اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ معنی کے مطابق غذا ہونے کی وجہ سے ممنوع ہوا بہر حال حدیث باب سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ڈھیلوں سے استنجاء فرمایا جس سے مسلک حنفیہ کا اثبات ہوتا ہے کہ شریعت میں استنجاء کی سنیت کو کسی عدد میں منحصر نہیں رکھا گیا بلکہ اس کا مدار انقاء محل پر رکھا گیا ہے وہ جتنے ڈھیلوں سے بھی حاصل ہو جائے پوری بحث ماقبل میں گزر چکی ہے۔

باب الرخصة فی الستطابة بحجر واحد

ایک ہی پتھر سے استنجاء کی رخصت کا بیان

حدیث نمبر ۴۳: اخبرنا اسحق.. قال اذا استجمرت فاوتر.

مفہوم: حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ استنجاء طاق ڈھیلوں کے ساتھ کرنا چاہیے۔

امام نسائی نے اپنے مسلک کے خلاف اس مسئلہ کو اختیار فرمایا: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا میلان شافعی المسلک کی طرف ہونے کے باوجود عنوان "باب الرخصة في الاستطابة بحجر واحد" کا قائم کیا ہے۔ اس سے پہلے انہوں نے "باب الرخصة في الاستطابة بحجرين" کا عنوان رکھا ہے جس کے ماتحت حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی جس سے دو پتھروں سے استنجا کرنے کا ثبوت ہوتا ہے اور اس عنوان کے ماتحت حدیث سلمۃ بن قیس لائے ہیں، جس میں علی الاطلاق ایتار کا ذکر ہے، اس لئے وہ اکتفا بالواحد کو بھی شامل ہے، اس لئے اگر ایک ڈھیلا کفایت کر جائے تو دوسرے کا استعمال ضرورت سے زائد ہوگا۔ ایک پاک چیز کو بلا ضرورت ناپاک کرنا لایعنی عمل نہیں تو اور کیا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے واللہ اعلم کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ استنجا میں تین ڈھیلے لینے کو شرط اور ضروری نہیں قرار دیتے بلکہ حنفیہ و مالکیہ و مزنی شافعی کے مسلک کو راجح سمجھتے ہیں کہ استنجے کے لئے عدد ثلاث کو وجوب کا درجہ نہیں دیا جا سکتا بلکہ اصل مقصود انقاء محل ہے وہ جتنے بھی ڈھیلوں سے حاصل ہو جائے کافی ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ: ۱/۳۰) میں ہے "ليس في الاستنجاء عدد مسنون وانما الشرط هو الانقاء حتى لو حصل بحجر واحد يصير مقيماً للسنه ولو لم يحصل بثلثة احجار لا يصير مقيماً للسنة"

باب الاجتزاء في الاستطابة بالحجارة دون غيرها

صرف پتھر کے ساتھ استنجاء کرنے پر بس کرنا نہ کہ دوسری چیز سے

حدیث نمبر ۴۴: اخبرنا قتيبة... اذا ذهب احدكم الى الغائط فليذهب معه بثلاثة احجار فليستطب بها فانها تجزى عنه.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ پیشاب، پاخانہ کیلئے جاتے ہوئے تین پتھر لے جانا، اسلئے کہ یہ استنجاء کیلئے کافی ہیں۔

ابی حازم کون؟ آپ اس حدیث کے راویوں سے ہیں۔ ان کا اصل نام سلمہ بن دینار ہے جو اسود بن سفیان الاعرج کا آزاد کیا ہوا غلام تھا۔ ان کا شمار نامور حفاظ حدیث میں ہے اور ثقہ تھے۔ ان کا انتقال خلافت منصور کے دور میں ۱۳۵ھ یا اس کے بعد ہوا۔

مسلم بن قرط کون: ...... یہ ابو حازم کے شیخ ہیں جن سے وہ روایت کرتے ہیں لفظ قرط قاف کے پیش اور راء کے سکون کے ساتھ ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے مگر انہوں نے یہ بھی کہہ دیا ہے "هو يخطى" یعنی وہ غلطی کرتے تھے۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ وہ بہت ہی کم روایت کرتے تھے اور جبکہ وہ باوجود قلت حدیث کے غلطی کرتے تھے تو ان کا شمار ضعیف راویوں میں سے ہوگا۔ آگے چل کر کہتے ہیں "وقد قرات بخط الذهبي لايعرف" مگر دار قطنی نے ان کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

داؤد ظاہری کا مسلک: ...... داؤد ظاہری کے نزدیک علاوہ پتھر کے اور کسی چیز سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔

جمہور ائمہ کا مسلک: ...... جمہور ائمہ کہتے ہیں کہ احادیث میں احجار کا جو ذکر آیا ہے وہ تخصیص حکم کے لئے نہیں ہے۔

استنجاء کس چیز سے کیا جائے: ...... اس لئے ہر وہ چیز جس میں جذب کی صلاحیت ہو اور نجاست کو دور کرنے کی صلاحیت

رکھتی ہو بشرطیکہ غیر محترم ہو وہ بھی پتھر ہی کے حکم میں ہے، لہٰذا اس سے استنجا کرنا درست ہے اور حدیث میں احجار کا ذکر غالباً اس لئے آیا ہے کہ وہ عرب میں ہر جگہ بسہولت ملتے تھے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا فرمان: ...... حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تنقیح مناط چونکہ منصوصات میں بھی جاری ہوتی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان: ...... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روشنی میں فرمایا کہ اگرچہ حدیث میں صرف پتھر ہی کا ذکر آتا ہے لیکن حکم عام رہے گا، اس لئے ہر غیر محترم پاک وصاف چیز کو جس سے ازالہ نجاست ہو سکے تحصیل مقصود میں مشارک حجر قرار دیا ہے۔ پھر آگے چل کر۔

حضرت شاہ صاحب کا فرمان: ...... حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ پیغمبر علیہ السلام کی تعلیم کا طریقہ تعلیم بالعمل ہے یعنی جو کچھ امت سے کرانا چاہا اس کو اپنے عمل سے بتلا دیا۔ پھر ان کو اس کی پیروی کا حکم دیا آپ کا طریقہ یہ نہیں تھا کہ ایک جامع مانع عبارت درست کر کے اسے لوگوں کے سامنے پیش کر دیں کیونکہ یہ تو ایک ایسا طریق محدث ہے جو مقتضی فطرت کے خلاف ہے۔

خلاصہ کلام: ...... جب یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ شارع علیہ السلام کا طریقہ عملی تعلیم دینے کا ہے، اس لئے آپ نے اہل حجاز کی عادت کے مطابق استنجا میں پتھروں کا استعمال فرمایا تیز وہ باآسانی ہر جگہ ملتے تھے مگر اس سے آپ کی غرض عام تھی، اس لئے آپ کا افعال یا قول سے صرف احجار کے ساتھ استنجا کو جائز اور دوسری چیزوں سے عدم جواز ثابت کرنا صحیح نہیں جیسے داؤد ظاہری اور ان کے متبعین اسی کے قائل ہوئے۔

باب الاستنجاء بالماء

حدیث نمبر ۴۵: اخبرنا اسحق... اذا دخل الخلاء احمل انا وغلام معي نحوي اداوة من ماء فيستنجي بالماء۔

مفہوم: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ پاخانہ کے بعد پانی سے استنجاء کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۶: اخبرنا قتيبة... مرن ازواجكن ان يستطيبوا بالماء فاني استحييهم منه ان رسول الله ﷺ كان يفعله۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے خواتین سے اپنے خاوندوں کو پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کا حکم دیا، کیونکہ میں یہ بات بتلانے میں شرم محسوس کرتی ہوں، اور حضور اکرم ﷺ بھی پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے۔

باب النهي عن الاستنجاء باليمين

حدیث نمبر ۴۷: اخبرنا اسمٰعيل... واذا اتى الخلاء فلا يمس ذكره بيمينه ولا يتمسح بيمينه۔

مفہوم: حضرت ابوقتادہؓ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ پانی پیتے ہوئے برتن میں سانس نہ لے، اور پاخانہ کرتے وقت اپنے عضو خاص کو دائیں ہاتھ کے ساتھ نہ چھوئے اور نہ ہی دائیں ہاتھ کے ساتھ صاف کرے اور نہ جھاڑے۔

حدیث نمبر ۴۸: اخبرنا عبدالله... نهى ان يتنفس في الاناء وان يمس ذكره بيمينه وان يستطيب بيمينه۔

مفہوم: حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تین چیزوں کی ممانعت کی ہے، پانی میں پھونک مارنے سے،

دائیں ہاتھ سے عضو خاص کو چھونے اور استنجاء کرنے سے۔

حدیث نمبر ۴۹: اخبرنا عمرو... نهانا ان يستنجي احدنا بيمينه ويستقبل القبلة... بدون ثلاثة احجار.

مفہوم: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکین نے ان سے کہا کہ تمہارے نبی ﷺ نے تمہیں پاخانہ تک کا طریقہ سکھلایا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے اور استنجاء کرتے وقت قبلہ رو ہونے سے منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ تین ڈھیلوں ہی سے استنجاء کرو۔

باب دلك اليد بالارض بعد الاستنجاء

حدیث نمبر ۵۰: اخبرنا محمد... ان النبي ﷺ توضا فلما استنجى دلك يده بالارض.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے وضو کے بعد استنجاء کیا اور ہاتھ زمین سے رگڑے۔

حدیث نمبر ۵۱: اخبرنا احمد... فاتى الخلاء فقضى الحاجة... فاستنجى بالماء وقال بيده فدالك بها الارض... نحوه.

مفہوم: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ بیت الخلاء تشریف لے گئے اور فراغت پر مجھ سے پانی لانے کا فرمایا۔ میرے پانی لانے پر آپ نے استنجاء کیا اور ہاتھ کو زمین سے رگڑا۔

باب التوقيت في الماء

حدیث نمبر ۵۲: اخبرنا هناد... سئل عن الماء وماينوبه من الدواب والسباع فقال اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث.

مفہوم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے کسی نے درندوں اور چوپاؤں کے پانی کے متعلق پوچھا۔ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ پانی دو قلوں تک ہو جانے پر ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

باب ترك التوقيت في الماء

حدیث نمبر ۵۳: اخبرنا ابو سعد... ان الماء طهور لاينجسه شيء.

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی کے مسجد پر پیشاب کرنے پر لوگ اس کے پیچھے دوڑے تو سرور کونین ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔ پیشاب سے فراغت پر حضور اکرم ﷺ نے ڈول میں پانی منگوایا اور اس پر بہایا۔

حدیث نمبر ۵۴: اخبرنا قتيبة... فقال رسول الله ﷺ دعوه لاتزرموه فلما فرغ دعا بدلو فصبه عليه... لاتقطعوا عليه.

حدیث نمبر ۵۵: اخبرنا قتيبة... بال اعرابي في المسجد فامر النبي ﷺ بدلو من ماء فصب عليه.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے لوگوں نے بئر بضاعہ سے وضو کرنے کے متعلق پوچھا حالانکہ اس میں حیض کے کپڑے، مرے ہوئے کتے اور بدبودار اشیاء ڈالتے ہیں۔ اس پر سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اور اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی ہے۔

حدیث نمبر ۵۶: اخبرنا سويد... جاء اعرابي الى المسجد فبال... اتركوه فتركوه حتى بال ثم امر بدلو فصب عليه.

حدیث نمبر ۵۷: اخبرنا عبدالرحمن... قام اعرابي فبال في المسجد... دعوه واهريقوا على بوله دلوا من ماء... معسرين.

مفہوم: گزشتہ حدیث کی طرح ہے اوراس کے آخر میں یہ اضافہ ہے کہ دنیا میں آسانی اور یسر کیلئے بھیجے گئے ہو۔

باب الماء الدائم

حدیث نمبر ۵۸: اخبرنا اسحق... لایبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یتوضأ منہ... عن النبی ﷺ.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا کہ اس سے تم وضو کرتے ہو۔

حدیث نمبر ۵۹: اخبرنا یعقوب... لایبولن احدکم فی الماء الدائم ثم یغتسل منہ... لا تحدث بھذا الحدیث الا بدینار.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے گزشتہ حدیث کی مانند مروی ہے لیکن اس میں ہے کہ پھر اس سے غسل کرے۔

باب فی ماء البحر
سمندر کے پانی کا بیان

حدیث نمبر ۶۰: اخبرنا قتیبۃ... فقال رسول اللہ ﷺ ھو الطھور ماءہ الحل میتتہ.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سید الرسل ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم سمندر میں ہوتے ہیں اور پانی کی قلت ہوتی ہے اس صورت میں ہم سمندر کے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ سمندری پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔

مغیرہ بن ابی بردہ کا تعلق: ...... یعنی راوی حدیث مغیرہ بن ابی بردہ کا تعلق بنی عبد الدار سے ہے اور قریش کے ایک قبیلہ کا نام ہے جو عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرہ کی طرف منسوب ہے اور نسبت کے وقت عبدری کہتے ہیں۔

اخبرہ: ..... کی ضمیر سعید بن سلمہ کی طرف راجع ہے۔ یعنی مغیرہ نے سعید بن سلمہ کو خبر دی۔

ضمیر کا مرجع: ...... کی ضمیر کا مرجع مغیرہ بن ابی بردہ ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن حبان وغیرہ نے ان کو ثقات میں سے شمار کیا ہے۔

سائل رجل کون تھا: ...... یہ سوال کرنے والا شخص بنی مدلج سے تھا جیسا کہ بعض دوسری روایات میں اس کی تصریح آئی ہے اور زیلعی نے اس کو نقل کیا ہے۔ اس شخص کا نام عبداللہ ہے اور بعض نے کہا عبید ہے کما فی التلخیص اور بعض نے کہا حمید بن صخرہ ہے کما فی الزرقانی علی الموطا۔

سوال کیوں کیا؟ اس سائل کو یہ سوال کیوں پیش آیا منشاء سوال کیا تھا۔ شارحین نے اس کی متعدد وجوہ بیان کی ہیں۔

سوال کی وجہ (۱): ...... بعض نے سوال کی وجہ یہ بتائی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث مرفوع میں جو عند المحدثین ضعیف ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ تم بجز حج یا عمرہ یا جہاد فی سبیل اللہ کے دریا کا سفر نہ کرو کیونکہ دریا کے نیچے آگ ہے اور آگ کے نیچے دریا ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد کتاب الجہاد میں لائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ طبقہ جہنم ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا محل ہے اور جس چیز کی شان ایسی ہو وہ آلہ طہارت کیسے بن سکتی ہے۔ اس کی

تحقیق کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تھا۔

دوسری وجہ (۲): ...... بعض نے کہا کہ چونکہ دریا میں بے شمار جانور مرتے ہیں، اس لئے تردد پیدا ہوا کہ جب دریا کا یہ حال ہے تو پھر نہ معلوم اس کے پانی کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے اور تردد سے شفا حاصل کرنے کا طریقہ سوال ہے، اس لئے تمہید بیان کر کے سوال کیا۔

علامہ خطابی کا فرمان: ...... علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ تردد کی وجہ سے ہے کہ دریا کا پانی کھارا اور بدمزہ اور رنگ بدلا ہوا ہوتا ہے اور اس کو پیا بھی نہیں جا سکتا، اس لئے ممکن ہے سائل کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ اس کی کیفیت دوسرے پانی سے مختلف ہے۔ اب ایسی حالت میں معلوم نہیں اس سے طہارت جائز ہو سکتی ہے یا نہیں اس لئے شارع سے سوال کیا آپ نے فرمایا "هو الطهور ماءه" یعنی اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اس میں تردد کی کیا بات ہے کیا یہ امر یقینی نہیں کہ وہ ان دو سمندروں میں سے ایک سمندر ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان جتایا ہے۔ فرمایا "وهو الذی مرج البحرين هذا عذب فرات سائغ شرابه و هذا ملح اجاج" لہٰذا سمندر کے پانی سے طہارت بلاشبہ جائز ہے۔

جواب: ...... جواب بصیغۂ حصر دیا ہے کہ اس کا پانی پاک کرنے والا ہی تو ہے یہ اسلوب جواب میں اس لئے اختیار فرمایا تا کہ اس کے خیال کی تردید اچھی طرح ہو جائے کہ اگر سمندر کا پانی ناپاک ہو جائے تو دنیا کا کونسا پانی پاک ہوگا۔

کیا حکمت پوشیدہ تھی: ...... اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ سائل کے سوال یعنی "انتوضا بماء البحر" کے جواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "هو الطهور ماءه" فرمایا توضؤ ابا نعم کے ساتھ جواب نہیں دیا۔

معارف السنن میں جوابات ووجہ: ...... اس کی کیا وجہ ہے معارف السنن میں اس کے یہ جوابات دیئے ہیں کہ اگر توضؤا یا نعم فرماتے تو سائل یہ خیال کرتے کہ صرف وضوء کرنا جائز ہے۔ غسل کرنا جائز نہیں کیونکہ سوال میں وضو کا ذکر ہے نہ کہ غسل کا اسی لئے "هو الطهور ماءه" فرمایا تا کہ تخصیص بالوضوء کا وہم ختم ہو جائے یا یہ کہ بظاہر سائل ضرورت اور مجبوری کی حالت میں استعمال کی اجازت طلب کر رہا ہے جیسا کہ اس کے سوال سے یہ بات مفہوم ہو رہی ہے تو اگر "توضؤوا" یا اس جیسا کوئی لفظ فرماتے تو سائل یہ رائے قائم کر لیتے کہ صرف ضرورۃ اور مجبوری کی خاص حالت میں سمندر کے پانی سے وضوء کرنا جائز ہے لیکن غیر ضروری حالت میں جائز نہیں ہوگا۔ اسی شبہ کو ختم کرنے کے لئے سمندر کے پانی سے جواز طہارت کے حکم کو بطور حصر مستقل جملہ سے بیان فرمایا تا کہ معلوم ہو جائے یہ حکم حالت مجبور کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ حکم عام ہے یا یہ کہ اگر لفظ توضؤوا فرماتے تو ان کو یہ شبہ پیدا ہوتا کہ سمندر کے پانی سے طہارت کی اجازت جبکہ ہم بحری سفر کریں صرف ہمارے واسطے خاص ہے۔ دوسروں کے لئے اجازت نہیں ہے، اسی شبے کی گنجائش کو دور فرمانے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے "هو الطهور ماؤه" کے الفاظ سے ایک عام جواب دیا کہ تا کہ سائل اور غیر سائل سب کو شامل کرے اور تخصیص کا احتمال ختم ہو جائے۔ اس طرز سے جواب دینا محاسن بلاغۃ اور کمال فصاحت کے باب سے ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب: ...... یہاں پر ایک اشکال یہ ہے کہ سائل نے صرف سمندر کے پانی سے متعلق سوال کیا تھا۔ اس کے جواب میں "هو الطهور ماؤه" کافی ہے۔ اس پر "والحل ميتته" کا جملہ کیوں اضافہ فرمایا۔

ملا علی قاری کا فرمان:...... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ماء بحر کے متعلق سوال کیا گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کرلیا کہ وہ لوگ اس کے پانی کے حکم سے ناواقف ہیں تو اسی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرمایا کہ یہ لوگ سمندر کے شکار کے حکم سے بھی ناواقف ہوں گے، اس لئے بطور ارشاد و ہدایت کے جواب میں "الحل میتتہ" کا جملہ اضافہ فرمایا اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی ماہر حکیم جو مریض کے مرض اور دوا کو اچھی طرح جاننے والا ہو وہ مریض کی دریافت کی ہوئی باتوں کا جواب دیتے وقت اور بھی بہت سی فائدہ کی باتیں اس کے پوچھے بغیر بتا دیتا ہے۔علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کئی وجوہ بیان کی ہیں۔

ایک حکمت:...... ایک تو یہ کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا کہ جس طرح وہ لوگ بحری سفر میں شیریں پانی کے محتاج ہوتے ہیں۔اسی طرح طعام کی بھی ضرورت ہوتی رہتی ہے،اس لئے ان کی حاجت کے پیش نظر جواب میں دونوں کو شامل فرمایا۔

سمندر کے میتہ ذکر کرنے کی حکمت:...... دوسری یہ کہ پانی کی طہارت کا علم تمام لوگوں کے نزدیک خواہ خاص ہو یا عام ایک مشہور بات ہے لیکن سمندر کے میتہ اور اس کے حلال ہونے کا علم واقع میں مشکل مسئلہ ہے تو جب شارع علیہ السلام نے دیکھا کہ سائل کو ان دونوں چیزوں میں سے جو زیادہ ظاہر ہے اس چیز کے بارے میں بھی علم نہیں ہے،لہٰذا جو مشکل مسئلہ ہے یعنی میتہ کا مسئلہ اس کے بارے میں بدرجۂ اولیٰ علم نہ ہوگا،اس لئے طہارت ماء کے بیان کے ساتھ میتہ کے حلال ہونے کا مسئلہ بھی بیان فرمادیا۔

ایک اور حکمت:...... تیسری یہ کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سمندر کے پانی کی طہارت کا حکم بتلادیا حالانکہ سمندر میں بے شمار جانور مرتے رہتے ہیں اور مردار ناپاک ہے تو ایسی صورت حال میں اس کا پانی کس طرح پاک ہوسکتا ہے اس شبہ کو ختم کرنے کی غرض سے میتہ کا حکم بھی بیان فرمادیا تاکہ سائل مردہ جانوروں کی وجہ سے پانی کی نجاست کا وہم نہ کرے۔

سمندر کے مردار کا حکم:...... بہرحال حدیث باب سے معلوم ہوا کہ سمندر کا مردار حلال ہے۔میتہ اس کو کہتے ہیں جو بغیر ذبح کئے خود بخود مرجائے۔یہاں اس سے مراد مچھلی ہے۔اس کا شکار کرنا اور اس کا پانی سے نکالنا یہی اس کا ذبح ہے دریائی جانوروں میں سے مچھلی بالاتفاق حلال ہے۔

حنفیہ کا مسلک:...... البتہ حضرات حنفیہ کے نزدیک طافی حلال نہیں ہے۔

طافی کا مطلب:...... طافی اس مچھلی کو کہتے ہیں جو پانی میں بغیر سردی وگرمی کی آفت کے طبعی موت سے مر کر پانی کے اوپر آجائے اور اگر سردی وگرمی کی آفت سے مرجائے تو حلال ہے۔مچھلی کے علاوہ دوسرے جانوروں میں اختلاف ہے اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھ لیں۔

حدیث میں لفظ الحل کا معنیٰ:...... حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے معارف السنن میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل ہوا ہے۔آپ نے فرمایا کہ اس حدیث میں لفظ الحل حلال کے معنیٰ میں نہیں ہے جو حرام کی ضد ہے بلکہ طاہر کے معنیٰ میں ہے اس کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لفظ حل بمعنیٰ طاہر کے روایات سے ثابت ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب البیوع کے آخر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔اس میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں۔"حتی بلغنا الصهباء حلت فبنى بها الخ" اور

غزوۂ خیبر کے قصے میں بھی اسی طرح کے الفاظ یعنی حلت بالصہباء آئے ہیں۔ یہاں لفظ حلت بمعنی طہرت کے آیا ہے۔ نیز ایک دوسری حدیث حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصب الرایہ ص ۱۱۰ ج ا میں نقل کی گئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "قال له النبي صلى الله عليه وسلم يا سلمان كل طعام و شراب وقعت فيه دابة ليس بها دم فماتت فهو لك حلال اكله و شربه و وضوءه"

حضرت شاہ صاحب کا مقصود: بہر حال حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود اصلی یہ بتانا ہے کہ یہاں حلال پر اکل و شرب اور وضو تینوں چیزوں کو مرتب فرمایا ہے لیکن وضو کی صورت میں حلال کے جو معنی ہیں وہ اس معنی کے مغائر ہیں جس کے ساتھ اکل و شرب کا تعلق ہے۔ لہٰذا یہاں اکل و شرب کی صورت میں لفظ حلال کے معنی حلال چیز کے ہیں جو حرام کی ضد ہے اور وضو کی صورت میں اس کے معنی طاہر کے ہیں۔ غرض کہ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ لفظ حل بمعنی طاہر کے آتا ہے اور یہی معنی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار ہے۔ ان حضرات کے قول کی بناء پر جواب میں کوئی زیادتی نہیں فرمائی بلکہ الحل میتۃ ارشاد جواب سابق کے لواحق حکم میں سے ہے اور یہ محاسن فتویٰ کے قبیل سے ہے کیونکہ اسے اگر بیان نہ فرماتے تو سائل وہم میں مبتلا ہو جاتے اور یہ خیال کرتے کہ سمندر میں اس قدر بے شمار جانور مرتے ہیں۔ اس کا پانی کیسے پاک ہو سکتا ہے۔ اس کے اس وہم کو دور کرنے کی غرض سے الحل میتۃ فرمایا کہ سمندر کے مردہ جانور پاک ہیں۔ ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ نیز اس توجیہ پر حدیث باب ان حضرات کی دلیل نہیں بن سکتی ہے جو سمندر کے مردہ جانوروں کی حلت پر استدلال کرتے ہیں۔

باب الوضوء بالثلج
برف کے پانی سے وضو کرنا

حدیث نمبر ۶۱: اخبرنا علي... اللهم اغسلني من خطاياي بالثلج والماء والبرد.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو کچھ دیر تک خاموش رہتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے والدین آپ پر قربان آپ ﷺ اس خاموش رہنے کے وقفہ کے دوران کیا پڑھتے ہیں؟ فرمایا کہ میں یہ دعا پڑھتا ہوں "اللهم باعد بيني و بين خطاياي... الخ"

مباعدت اور تنقیہ کے معنی کی وضاحت:...... حدیث باب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اس میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت سے پہلے دعا مذکور پڑھتے تھے۔ اس دعا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جملے استعمال فرمائے ہیں بظاہر یہ تینوں جملے تاسیس کے لئے ہیں کیونکہ تنقیہ اخص ہے مباعدت سے اسی طرح غسل اخص ہے تنقیہ سے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ دعوات ثلثہ میں ازمنۂ ثلاثہ کی طرف اشارہ فرمایا ہو مباعدت سے مستقبل کے گناہ کی طرف اشارہ ہو غسل سے ماضی کی طرف اور تنقیہ سے حال کی طرف اشارہ ہو اور مستقبل کو اہتمام کے لئے مقدم فرمایا ہو۔

مباعدت اور تنقیہ کی وجوہات:...... نیز ممکن ہے کہ مباعدت کی درخواست ان گناہوں سے متعلق ہو جو مطلقاً واقع نہیں ہوئے اور تنقیہ کا تعلق حال اور استقبال کے گناہ سے ہو اور غسل کا تعلق زمانہ ماضی کے گناہ سے ہو جو واقع ہو چکے ہیں اور چونکہ گناہ

کے مراتب مختلف ہیں، اس لئے اخیر کے جملے میں غسل کا تعلق زمانہ ماضی کے گناہ سے ہو جو واقع ہو چکے ہیں اور چونکہ گناہ کے مراتب مختلف ہیں، اس لئے اخیر کے جملے میں غسل کے متعدد آلات ذکر فرمائے ہیں، جن میں سے ہر ایک کی شان تطہیر کے معاملے میں ایسی ہے کہ صرف انہیں میں سے کسی ایک کے ذریعے سے طہارت کاملہ کا حصول ممکن ہے اور بدون اس کے اس کا حصول ہی نہیں ہوسکتا تو ان آلات تطہیر کا ذکر فرما کر انواع مغفرت کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ یاالٰہی طرح طرح بخششوں کے ساتھ مجھ کو ہر قسم کے گناہ سے پاک کر تو مغفرت میں کمال مبالغہ منظور ہے ورنہ ان چیزوں سے حقیقتاً دھونا مراد نہیں۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:...... علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں درحقیقت ان آلات غسل کے مسمیات یعنی متعین نامزد چیزوں کی ذوات کا ارادہ نہیں فرمایا بلکہ یہ امثال ہیں جن کے ذکر سے بطور استعارہ گناہوں کی تطہیر اور قلع وقمع ہونے میں نہایت تاکید اور مبالغہ مقصود ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:...... علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ماء کے ذکر کے بعد ثلج اور برد کا ذکر شاید اس لئے فرمایا ہو کہ معافی کے بعد انواع رحمت اور مغفرت کی طلب میں عموم وشمول مقصود ہوتا ہے کہ وہ اس آگ کی حرارت کو جو انتہائی درجے کی ہوگی بجھانے کے لئے وسیلہ بن جائے۔

جامع دعا:...... بہرحال یہ ایک جامع دعا ہے جس کا پڑھنا تکبیر اور قرأت کے درمیان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت ہے۔

ایک سوال:...... یہاں ایک اہم سوال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے گناہ سے معصوم تھے۔ پھر اس کے باوجود توبہ واستغفار کیوں کرتے تھے۔

جواب:...... اس کا جواب علماء نے یہ دیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود معصوم ہونے کے استغفار کرنا اس بناء پر نہیں تھا کہ واقع میں کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں بلکہ اس کا اصل داعیہ یہی ہے کہ مقام عصمت کی نزاکت اور رب العزت کی شان بے نیازی کا استحضار اپنے نفس کی برأت اور تزکیہ کا آپ کو تصور کرنے نہیں دیتا، اس لئے اس بارگاہ صمدیت میں جہاں تقدس کا دعویٰ کرنا ہی سب سے بڑا قصور ہے اپنے لئے توبہ واستغفار کرتے رہتے ہیں۔

معصوم ہونے کے باوجود دعا:...... بعض شارحین نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ گناہ سے معصوم تھے مگر اس کے باوجود اعتقاد میں جانتے تھے کہ مجھ سے بندگی میں قصور ہوا رب العزت کی شایان شان نہیں ہوئی۔ اس واسطے استغفار کرتے تھے تو اصل مقصود امت کو تعلیم وترغیب دینا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود معصوم ہونے کے استغفار کرتے تھے تو امت کے لوگوں کو بطریق اولیٰ اس کی کثرت کرنی چاہئے۔

امام نسائی کا استنباط:...... امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث باب سے یہ مسئلہ مستنبط فرمایا کہ نماز کے لئے بجائے گرم پانی کے ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا افضل اور بہتر ہے، اس لئے کہ وضو اور نماز سے مقصود گناہوں کی آگ کو بجھانا ہے۔ استنباط یوں کیا ہے کہ اس دعا میں یعنی

اس دعا میں دو چیزوں کی طرف اشارہ ہے:...... "اللھم اغسلنی من خطایای بالثلج والماء والبرد" میں دو چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

پہلی چیز:...... ایک تو گناہوں کی نجاست کی طرف کہ ان کے دھونے کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا، اس لئے کہ دستور یہ ہے کہ ناپاک چیز کو دھوتے ہیں پاک چیز کو نہیں دھوتے۔

دوسری چیز:...... دوسری گناہوں کی حرارت اور گرمی کی طرف کہ برف اور اولوں کے پانی سے اس کے بجھانے کی درخواست کی اس لئے کہ اگر معاصی میں صرف نجاست ہوتی اور حرارت نہ ہوتی تو ممکن تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بجائے برف اور اولے کے پانی کے گرم پانی سے گناہوں کے دھونے کی درخواست فرماتے لیکن ایسی کوئی درخواست نہیں فرمائی تو معلوم ہوا کہ گناہوں میں نجاست کے ساتھ حرارت کا اثر بھی ہے، اس لئے نجاست کی تطہیر کے علاوہ تبرید اور اطفاء حرارت کی بھی ضرورت ہے۔ گرم پانی سے اگرچہ تطہیر نجاست ہوسکتی ہے لیکن تبرید اور تسکین کا مقصد خوب اچھی طرح برف اور اولے ہی کے پانی سے حاصل ہوسکتا ہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے گرم پانی کے مبردات یعنی برف اور اولے کے پانی سے جو ٹھنڈا ہوتا ہے گناہوں کے دھونے کی دعا فرمائی۔ (کذا قال العلامۃ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

باب الوضوء بماء الثلج
برف کے پانی سے وضو کرنے کا بیان

حدیث نمبر ۶۲: اخبرنا اسحق... یقول اللھم اغسل خطایای بماء الثلج والبرد... کما تنقی الثوب الابیض من الدنس۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولوں سے دھو ڈال اور میرے گناہوں کو سفید کپڑے سے میل صاف کرنے کی طرح صاف کردے۔

باب الوضوء بماء البرد
اولے کے پانی سے وضو کرنے کا بیان

حدیث نمبر ۶۳: اخبرنا ھارون... واغسلہ بالماء والثلج والبرد ونقہ من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس۔

مفہوم: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ نے جنازے میں یہ دعا فرمائی اے اللہ اس کی مغفرت فرما، اس پر رحم فرما، اس کو عافیت دے، اس کے گناہوں کو معاف فرما، اس کی مہمان نوازی کر، اس کی قبر کو وسیع فرما اور اس کے گناہوں کو برف اور اولوں سے اس طرح دھو ڈال جس طرح سفید کپڑے سے گندگی دور کی جاتی ہے۔

تشریح:...... تراجم کے ذیل میں روایت کردہ الفاظ حدیث پر نظر رکھ کر پہلا عنوان بدون لفظ ماء کی قید کے رکھا پھر دوسرا اور تیسرا ترجمہ مقید منعقد فرمایا ہے ورنہ اصل مقصد برف اور اولے کے پانی سے جواز وضو کا اثبات باقی تحقیق تشریح پیچھے آچکی ہے۔

دعا پڑھنے کا محل:...... اس باب کے ذیل کی حدیث میں جو دعا میت پر پڑھنے کی وارد ہوئی ہے، اس کو تیسری تکبیر کے بعد آہستہ پڑھنا مستحب ہے جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کے واسطے پکار کر پڑھی جب ہی تو حضرت عوف

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میت پر یہ دعا پڑھتے سنا ہے "اللھم اغفرلہ الخ"۔

باب سؤر الکلب

حدیث نمبر ۶۴: اخبرنا قتیبۃ... قال اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الابرار ﷺ نے فرمایا کہ اگر کتا برتن کو جھوٹا کردے تو اس کو سات مرتبہ دھو ڈال۔

حدیث نمبر ۶۵: اخبرنا ابراھیم... اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات۔

حدیث نمبر ۶۶: اخبرنا ابراھیم... عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ مثلہ۔

باب الامر باراقۃ ما فی الاناء اذا وقع فیہ الکلب

حدیث نمبر ۶۷: اخبرنا علی... اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیرقہ ثم لیغسلہ سبع مرات... فلیرقہ۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا کسی برتن میں منہ ڈال کر پانی پی لے تو اس میں موجودہ اشیاء کو بہا دو اور اس کو دھولو۔

باب تعفیر الاناناء الذی ولغ فیہ الکلب بالتراب

حدیث نمبر ۶۸: اخبرنا محمد... اذا ولغ الکلب فی الاناء فاغسلوہ سبع مرات وعفروہ الثامنۃ بالتراب۔

مفہوم: حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ کتوں کو مارو لیکن شکاری کتے اور محافظ کتے اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اور اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال کر پانی پیئے تو اس کو سات مرتبہ دھو کر آٹھویں مرتبہ مٹی سے دھولو۔

باب سؤر الھرۃ

حدیث نمبر ۶۹: اخبرنا قتیبۃ... قال انھا لیست بنجس انما ھی من الطوافین علیکم والطوافات۔

مفہوم: حضرت کبشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے پھر کوئی ایسی بات کی کہ جس کے یہ معنی تھے کہ میں نے ان کیلئے وضو کا پانی لا کر رکھا کہ اس دوران بلی آگئی اور وہ پینے لگی۔ حضرت ابوقتادہ نے اس بلی کے پینے کیلئے پانی کا برتن ٹیڑھا کر دیا یہاں تک کہ اس نے جی بھر کر پانی پی لیا۔ حضرت کبشہ نے کہا کہ پھر مجھ کو جو دیکھا تو میں ان کی جانب دیکھ رہی ہوں تو انہوں نے مجھ سے کہا اے میری بھتیجی! کیا تم تعجب اور حیرت کر رہی ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ تو انہوں نے کہا کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلی تو ناپاک نہیں ہے کیونکہ وہ تمہارے آس پاس گھومنے والوں میں سے ہے۔

باب سؤر الحمار

حدیث نمبر ۷۰: اخبرنا محمد... ان اللہ ورسولہ ینھاکم عن لحوم الحمر فانھا رجس۔

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا کہ یہ ناپاک ہے۔

باب سؤر الحائض

حدیث نمبر ۷۱: اخبرنا عمرو... وضعت وانا حائض وکنت اشرب من الاناء فیضع فاہ حیث وضعت وانا حائض۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں ہڈی کو چوستی تھی جبکہ میں حائضہ تھی، اور رسول اکرم ﷺ نے بھی اسی جگہ سے چوسا۔ اسی طرح حیض کی حالت میں، میں برتن کے جس جگہ سے پانی پیتی تھی اسی جگہ سے سرکار دو عالم ﷺ بھی پانی پیتے تھے۔

باب وضوء الرجال والنساء جمیعا

حدیث نمبر ۷۲: اخبرنا ھارون... کان الرجال والنساء یتوضؤن فی زمان رسول اللہ ﷺ جمیعا۔

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ کے دور میں مرد اور عورتیں ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے۔

باب فضل الجنب

حدیث نمبر ۷۳: اخبرنا قتیبۃ... انھا کانت تغتسل مع رسول اللہ ﷺ فی الاناء الواحد۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سید الکونین ﷺ کے ساتھ ایک ہی برتن میں غسل کرتی تھی۔

باب القدر الذی یکتفی بہ لرجل من الماء الوضوء

حدیث نمبر ۷۴: اخبرنا عمرو... ان رسول اللہ ﷺ یتوضأ بمکوک ویغتسل بخمس مکاکی۔

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک مکوک پانی سے وضو اور پانچ مکوک پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۵: اخبرنا محمد... توضأ فأتی بماء فی اناء قدر ثلثی المد... غسل ذراعیہ وجعل یدلکھما... ظاھرھما۔

مفہوم: حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ کے پاس ایک برتن جس میں دو تہائی مد پانی تھا، لایا گیا جس سے سرکار دو عالم ﷺ نے دونوں ہاتھ دھوئے اور کانوں میں مسح کیا۔

باب النیۃ فی الوضوء

حدیث نمبر ۷۶: اخبرنا یحیی... انما الاعمال بالنیات وانما لامرئ ما نوی... فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ۔

مفہوم: حضرت عمر فاروق سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ اعمال کا اعتبار نیت پر ہے اور ہر ایک شخص کیلئے وہی ہے جس کیلئے اس نے نیت کی ہے، تو جس کی نیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہوگی وہ شخص عند اللہ اجر و ثواب کا مستحق ہے اور جس کی ہجرت دنیا کیلئے ہوئی تو اس کی نیت اسی کیلئے ہے کہ جس کیلئے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت کے حاصل کرنے کی نیت کرنے سے وہ نیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا مندی کیلئے نیت شمار نہ ہوگی۔

باب الوضوء من الاناء

حدیث نمبر ۷۷: اخبرنا قتیبۃ... وامر الناس ان یتوضؤا فرأیت الماء ینبع من تحت اصبعہ حتی توضؤا من عند آخرھم۔

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز عصر کا وقت تھا اور پانی کی قلت تھی تو سرکار دو جہاں ﷺ کے پاس پانی لایا گیا، نبی

کریم ﷺ نے اس پانی میں ہاتھ ڈالا پھر لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم فرمایا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا سرکار دو عالم ﷺ کے ہاتھ سے پانی ٹپک رہا تھا اور سارے لوگوں نے اس سے وضو کیا یہاں تک کہ ایک آدمی بھی بغیر وضو کے نہیں بچا۔

حدیث نمبر ۷۸: اخبرنا اسحٰق۔۔۔فاتی بتور فادخل یدہ فلقد رأیت الماء یتفجر من بین اصابعہ۔۔۔وخمس مائۃ۔

مفہوم: گزشتہ حدیث کی طرح ہے اس میں ہے کہ سرور کونین ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم پاک پانی اور اللہ تعالیٰ کی برکت کے پاس آ جاؤ۔

باب التسمیة عند الوضوء

حدیث نمبر ۷۹: اخبرنا اسحٰق۔۔۔توضؤا بسم اللّٰہ فرأیت الماء یخرج من بین اصابعہ۔۔۔قال نحوا من سبعین۔

مفہوم: گزشتہ حدیث کی مانند ہے اس میں ہے کہ جب حضرت انس ﷛ سے آدمیوں کی تعداد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ ستر آدمی تھے۔

باب صب الخادم الماء علی الرجل للوضوء

حدیث نمبر ۸۰: اخبرنا سلیمان۔۔۔سکبت علی رسول اللّٰہ ﷺ حین توضأ فی غزوۃ تبوک فمسح علی الخفین۔۔۔المغیرۃ۔

مفہوم: حضرت مغیرہ ﷛ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک کے وقت میں پانی ڈالتا رہا اور سید الرسل ﷺ وضو فرماتے رہے پھر دونوں موزوں پر مسح فرمایا۔

باب الوضوء مرة مرة

حدیث نمبر ۸۱: اخبرنا محمد۔۔۔قال الا اخبرکم بوضوء رسول اللّٰہ ﷺ فتوضأ مرۃ مرۃ۔

مفہوم: حضرت ابن عباس ﷛ سے مروی ہے کہ انہوں نے وضو کرتے ہوئے تمام اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا اور اس کو حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب کیا۔

باب الوضوء ثلاثا ثلاثا

حدیث نمبر ۸۲: اخبرنا سوید۔۔۔توضأ رسول اللّٰہ ﷺ فتوضأ ثلاثا ثلاثا یسند ذلک الی النبی۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ انہوں نے وضو کرتے ہوئے اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا اور اس کو مسنون ٹھہرایا۔

باب صفة الوضوء غسل الکفین

حدیث نمبر ۸۳: اخبرنا محمد۔۔۔وذھب لیغسل ذراعیہ وعلیہ جبۃ شامیۃ ضیقۃ الکمین فاخرج یدہ۔۔۔ما سبقنا۔

مفہوم: حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷛ سے روایت ہے کہ ہم لوگ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ نے میرے پیٹ میں اپنا عصا چبھویا۔ اس کے بعد آپ مڑ گئے۔ یہاں تک کہ آپ ایک ایسی زمین پر تشریف لائے جو کہ ایسی ایسی تھی۔ آپ نے اس جگہ اونٹ بٹھلایا پھر آپ تشریف لے گئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ میری نگاہ سے غائب ہو گئے، اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس پانی موجود ہے؟ اس وقت میرے پاس ایک پانی کا مشکیزہ تھا۔ میں اس کو لے کر حاضر ہوا اور آپ پر پانی ڈالا۔ آپ نے دونوں پہونچے اور چہرہ دھویا، اس کے بعد دونوں ہاتھوں کے دھونے کا قصد فرمایا

لیکن آپ ایک جبہ پہنے ہوئے تھے جو کہ ملک شام کا تیار کردہ تھا کہ جس کی آستین تنگ تھی اس وجہ سے اس کی آستین اوپر نہ چڑھ سکی۔ سیدالرسل نے اپنا ہاتھ جوتہ کے نیچے سے نکال لیا۔ اور چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے۔ اس کے بعد حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے عمامہ اور پیشانی کا حال بیان فرمایا۔ حضرت ابن عون فرماتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے کہ جو بات میں چاہتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے موزوں پر مسح فرمایا اس کے بعد فرمایا اب تم ضرورت سے فارغ ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا مجھے ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد ہم لوگ آئے تو اس وقت امام حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اس وقت نماز فجر کی ایک رکعت ادا فرما چکے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو مطلع کر دوں کہ سیدالانبیاء ﷺ تشریف لا چکے ہیں لیکن آپ ﷺ نے اس بات کی ممانعت فرمادی پھر جس قدر ہمیں جماعت سے نماز ملی تھی اس کو پڑھا اور جس قدر نماز ہم سے قبل ادا کی جا چکی تھی اس کو سلام کے بعد مکمل فرمایا۔

باب کم تغسلان

حدیث نمبر ۸۴: اخبرنا احمد... قال رایت رسول اللہ ﷺ استوکف ثلاثا۔

مفہوم: حضرت ابن ابی اوس رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ اپنے پہونچوں پر پانی ڈالا۔

باب المضمضة والاستنشاق

حدیث نمبر ۸۵: اخبرنا سوید... توضا فافرغ علی یدیہ ثلاثا فغسلھما ثم تمضمض واستنشق... ما تقدم من ذنبہ۔

مفہوم: حضرت حمران بن ابان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو انہوں نے تین مرتبہ پانی ڈال کر ان کو دھویا۔ اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرہ تین مرتبہ دھویا اس کے بعد کہنی تک اپنا دایاں ہاتھ تین مرتبہ دھویا اس کے بعد پھر بایاں ہاتھ اسی طرح تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا اور پھر انہوں نے بایاں پاؤں بھی دھویا پھر فرمایا کہ میں نے سیدالرسل ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اس میرے وضو جیسا وضو کیا اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص میری طرح سے وضو کرے، پھر دو رکعت نماز ادا کرے اور دل میں لغو اور بیہودہ خیالات نہ لائے تو اس کے اگلے گناہ تمام کے تمام معاف ہو جائیں گے۔

باب بای الیدین یتمضمض

حدیث نمبر ۸۶: اخبرنا احمد... ثم ادخل یمینہ فی الوضوء فتمضمض واستنشق ثم غسل وجھہ ثلاثا... من ذنبہ۔

مفہوم: حضرت حمران سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا اور اپنے ہاتھ پر پانی ڈالا، دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا، اس کے بعد دایاں ہاتھ پانی میں ڈال کر کلی کی اور ناک صاف کیا اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا اور کہنی تک دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے پھر سر کا مسح کیا اور ہر ایک پاؤں کو تین تین مرتبہ دھویا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح سے وضو کیا جیسا میں نے یہ وضو کیا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص میری طرح سے وضو کرے کہ میں نے جس طرح وضو کیا ہے اس کے بعد وہ شخص کھڑے ہو کر خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرے اور نماز کے دوران لغو اور بے ہودہ خیالات اور وسوسے نہ لائے تو اس کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

وضو کا طریقہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلی اور ناک میں پانی داخل کرتے وقت داہنے ہاتھ کا استعمال مسنون طریقہ ہے۔ یعنی داہنے ہاتھ میں پانی لیں اور کلی کرتے وقت اسی کو استعمال کریں۔ اسی طرح ناک میں پانی داخل کرتے وقت بھی داہنے

ہاتھ کو استعمال کریں۔ حدیث کے الفاظ "ثم ادخل يمينه في الوضوء" اسی پر دلالت کرتے ہیں بائیں ہاتھ سے یا دونوں ہاتھ سے کلی اور ناک میں پانی چڑھانا خلاف سنت ہے لیکن منہ دھوتے وقت مسنون طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے ساتھ بایاں ہاتھ بھی استعمال کرے بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں "ثم اخذ غرفة من ماء فجعل بها هكذا اضافها الى يده الاخرى فغسل بها وجهه" کے الفاظ آئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی داہنے ہاتھ سے لیا جائے لیکن منہ دھوتے وقت اس کے ساتھ بایاں ہاتھ بھی لگالیا جائے اور دونوں ہاتھ سے دھولیں یہی مسنون طریقہ ہے۔

باب اتخاذ الاستنثار

حدیث نمبر ۸۷: اخبرنا محمد... قال اذا توضا احدکم فليجعل في انفه ماء ثم ليستنثر.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈال کر اس کو صاف کرو۔ یا فرمایا کہ ناک تین بار صاف کرو۔

باب المبالغة في الاستنشاق

حدیث نمبر ۸۸: اخبرنا قتيبة... قال اسبغ الوضوء وبالغ في الاستنشاق الا ان تكون صائما.

مفہوم: حضرت لقیط بن صبرہ ﷺ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید الرسل ﷺ سے وضو کے طریقے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرو اور اگر روزے سے نہ ہو تو ناک صاف کرنے میں مبالغہ کرو۔

باب الامر بالاستنثار

حدیث نمبر ۸۹: اخبرنا قتيبة... قال من توضا فليستنثر ومن استجمر فليوتر.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرنے والا شخص ناک صاف کرے اور استنجاء طاق عدد میں کرے۔

حدیث نمبر ۹۰: اخبرنا قتيبة... قال اذا توضات فاستنثر واذا استجمرت فاوتر.

باب الامر بالاستنثار عند الاستيقاظ من النوم

حدیث نمبر ۹۱: اخبرنا محمد... اذا استيقظ احدكم من منامه فتوضا فليستنثر ثلاث مرات فان الشيطان يبيت على خيشومه.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سو کر اٹھنے والا شخص اگر وضو کا ارادہ کرے تو ناک تین مرتبہ صاف کرے کیونکہ شیطان ناک کی جڑ میں رہتا ہے۔

باب بای اليدين يستنثر

حدیث نمبر ۹۲: اخبرنا موسى... فتمضمض واستنشق ونثر بيده اليسرى ففعل هذا ثلاثا ثم قال هذا طهور نبي الله.

مفہوم: حضرت علی ﷺ سے مروی ہے کہ انہوں نے وضو کرتے ہوئے کلی کی اور ناک میں پانی ڈال کر اس کو بائیں ہاتھ سے صاف کیا۔ یہ عمل تین مرتبہ دہرایا اور اس کو سرور کونین ﷺ کی طرف منسوب کیا۔

باب غسل الوجه

حدیث نمبر ۹۳: اخبرنا قتیبة... ثم غسل وجهه ثلاثا وغسل یده الیمنی ثلاثا... وضوء رسول الله ﷺ فهو هذا.

مفہوم: حضرت عبد خیر سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اس وقت نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ انہوں نے وضو کا پانی منگوایا۔ ہم نے کہا کہ یہ اس پانی کا کیا کریں گے، یہ نماز سے تو فارغ ہو چکے ہیں شاید ہمیں طریقہ وضو بتلانے کیلئے پانی منگوایا ہے بہر حال ان کے پاس ایک برتن آیا کہ جس میں پانی تھا اور ایک طشت آیا۔ انہوں نے برتن سے اپنے ہاتھ پہ پانی ڈالا اور اس کو تین مرتبہ دھویا اس کے بعد کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا اور اسی ہاتھ سے پانی ڈالا کہ جس ہاتھ سے وہ پانی لے رہے تھے۔ اس کے بعد تین مرتبہ چہرہ، تین مرتبہ دایاں ہاتھ اور تین ہی مرتبہ بایاں ہاتھ دھویا اور ایک مرتبہ سر کا مسح فرمایا۔ پھر دایاں اور بایاں پاؤں بھی تین مرتبہ دھویا اور اس کے بعد انہوں نے فرمایا جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ سید الرسل ﷺ کس طریقہ سے وضو کیا کرتے تھے تو اس کیلئے یہی وضو ہے۔

باب عدد غسل الوجه

حدیث نمبر ۹۴: اخبرنا سوید... ثم مضمض واستنشق بکف واحد ثلاث مرات وغسل وجهه ثلاثا... عرفطة.

مفہوم: حضرت عبد خیر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کرسی لائی گئی وہ اس پر بیٹھ گئے پھر ایک برتن منگوایا کہ جس میں پانی موجود تھا اور تین مرتبہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنا برتن جھکا کر ڈالا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک ہی چلو سے تین مرتبہ پھر تین تین مرتبہ انہوں نے چہرہ دھویا اور دونوں بانہیں دھوئیں۔ اس کے بعد پانی لیا اور سر کا مسح کیا اپنی پیشانی سے اپنی گدی تک پھر فرمایا کہ مجھے علم نہیں کہ گردن سے ہاتھ کو پھر وہ پیشانی تک لائے یا نہیں اور دونوں پاؤں تین تین مرتبہ دھوئے۔ اس کے بعد کہا کہ جس شخص کو حضور اکرم کے وضو کو دیکھنے کی خواہش ہو تو سرور کونین ﷺ کا یہی وضو ہے۔

باب غسل الیدین

حدیث نمبر ۹۵: اخبرنا عمرو... ثم غسل وجهه ثلاثا ویدیه ثلاثا ثلاثا... فهذا وضوءه.

مفہوم: حضرت عبد خیر سے بخوشی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی نے کرسی منگوائی اور اس پر بیٹھے اور وضو کیلئے پانی مانگا۔ پانی لانے پر ہاتھوں کو دو مرتبہ دھویا اس کے بعد مسنون وضو کا طریقہ مذکور ہے۔ پھر فرمایا کہ سید الرسل ﷺ اس طرح وضو کرتے تھے۔

باب صفة الوضوء

حدیث نمبر ۹۶: اخبرنا ابراهیم... فغسل کفیه ثلاث مرات قبل ان یدخلهما فی وضوئه ثم مضمض ثلاثا... قائما.

مفہوم: حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے وضو کا پانی طلب فرمایا میں نے وضو کا پانی پیش خدمت کر دیا۔ انہوں نے وضو کرنا شروع کر دیا تو انہوں نے پہلے دونوں پہونچوں کو پانی کے اندر ہاتھ ڈالنے سے قبل دھویا۔ اس کے بعد تین مرتبہ کلی کی اور تین مرتبہ ناک صاف کی پھر چہرہ کو تین مرتبہ دھویا اس کے بعد دائیں ہاتھ کو اسی طرح دھویا پھر سر پر ایک ایک مرتبہ مسح فرمایا۔ پھر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ مجھے پانی دے دو۔ میں نے وہی برتن لیا کہ جس میں وضو کا پانی بچا ہوا تھا۔ انہوں

نے کھڑے کھڑے اس میں پانی پی لیا اس پر میں نے حیرت ظاہر کی انہوں نے کہا تم حیرت میں نہ پڑو کیونکہ میں نے تمہارے والد (یعنی نانا) نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ وہ بھی اس طریقہ سے کیا کرتے تھے جس طرح میں نے تم کو بتلایا اور دکھلایا اور آپ ﷺ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے کھڑے پیا کرتے تھے۔

باب عدد غسل الیدین

حدیث نمبر ۹۷: اخبرنا قتیبة...توضو فغسل كفيه حتى انقاهما...وغسل ذراعيه ثلاثا ثلاثا...طهور النبى ﷺ.

مفہوم: حضرت ابی حیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہی گزشتہ حدیث کی روایت ہے اس میں ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک دھوئے۔

باب حد الغسل

حدیث نمبر ۹۸: اخبرنا محمد...فدعا بوضوء فافرغ على يديه فغسل يديه مرتين ثم تمضمض واستنشق...رجليه.

مفہوم: عمرو بن یحییٰ نے اپنے والد یحییٰ بن عمارہ سے سنا کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے (جو صحابی اور حضرت عمرو بن یحییٰ کے دادا تھے) کہا کہ کیا تم لوگ دکھلا سکتے ہو کہ سرکار دو عالم ﷺ کس طریقہ سے وضو فرمایا کرتے تھے؟ فرمایا جی ہاں! تب انہوں نے وضو کا پانی طلب کیا اور اس کو اپنے ہاتھ پر ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو دو دو مرتبہ دھویا۔ اس کے بعد کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا۔ اس کے بعد دو مرتبہ ہاتھوں کو کہنی تک دھویا پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا اور دونوں ہاتھ پیشانی سے گدی تک لے گئے اس کے بعد ہاتھوں کو اپنی پیشانی تک لے گئے پھر دونوں پاؤں کو دھویا۔

باب صفة مسح الراس

حدیث نمبر ۹۹: اخبرنا عتبة...ثم مسح راسه بيديه فاقبل بهما وادبر بدا بمقدم راسه ثم ذهب بهما الى قفاه...رجليه.

مفہوم: عمرو بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زید سے عرض کیا کہ آپ مجھے یہ دکھلا سکتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ کس طریقہ سے وضو کیا کرتے تھے؟ کہا جی ہاں! اور پھر انہوں نے پانی منگوا کر دائیں ہاتھ پر ہاتھ پر ڈالا اور ہاتھوں کو دو دو مرتبہ دھویا پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا، پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا پھر دو مرتبہ دونوں بازو کہنیوں تک دھوئے۔ پھر ہاتھوں سے سر کا اس طریقہ سے مسح کیا کہ دونوں ہاتھوں کو آگے کی جانب سے پیچھے کی طرف لے گئے، پھر ہاتھوں کو پیچھے کی طرف سے آگے کی جانب لائے۔ یہاں تک کہ اسی جگہ ہاتھوں کو واپس لائے کہ جس جگہ سے شروع کیا تھا پھر دونوں پاؤں کو دھویا۔

باب عدد مسح الراس

حدیث نمبر ۱۰۰: اخبرنا محمد...توضا فغسل وجهه ثلاثا ويديه مرتين وغسل رجليه مرتين ومسح براسه مرتين.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے تین مرتبہ چہرہ، دو مرتبہ ہاتھ، دو مرتبہ دونوں پاؤں اور دو مرتبہ سر کا مسح کیا۔

حدیث کی تحقیق: محدثین کرام نے کہا کہ اس حدیث میں "الذى ارى النداء" کا اضافہ کر کے خواب میں کلمات اذان دیکھنے کی جو نسبت حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کی ہے وہ غلط ہے کیونکہ حدیث وضو کے جو راوی ہیں وہ عبداللہ بن زید

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عاصم زمانی ہیں اور کلمات اذان کے راوی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدربہ ہیں، لہٰذا رؤیت نداء کی نسبت حدیث باب کے راوی کی طرف کرنا صحیح نہیں ہے۔ (**كذا قال العلامة السندهي رحمة الله عليه**)

دو مرتبہ مسح کی روایت جرح: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ کے ذیل میں سفیان بن عیینہ کی حدیث لائے ہیں وہ مسح کے بارے میں مرتین کا لفظ نقل کررہے ہیں حالانکہ دوسرے حفاظ حدیث نے اس کے خلاف روایت کی ہے۔

امام بیہقی نے بھی خلاف ذکر کیا ہے:...... چنانچہ بیہقی نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، وہیب، سلیمان بن بلال، اور خالد واسطی وغیرہ نے سفیان بن عیینہ کے خلاف عمرو بن یحییٰ سے مسح سر کے بارے میں "**ثم مسح رأسه بيديه فاقبل بهما وادبر**" کے الفاظ نقل کئے ہیں اور وہیب کی روایت میں تو مرۃ واحدۃ کی تصریح آئی ہے۔

اقبال وادبار سے مراد مرتین نہیں بلکہ حرکت ہے:...... یعنی اقبال وادبار کے ساتھ سر کا مسح ایک ہی مرتبہ کیا ہے نہ کہ دو مرتبہ لیکن راوی حدیث سفیان مرتین کہہ رہے ہیں جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تکرار مسح ہوا ہے حالانکہ واقع میں ایسا نہیں مسح کا عمل ایک ہی بار ہوا ہے البتہ اس کی حرکتیں دو ہوگئیں۔ ایک ادبار دوسری اقبال کی پہلے دونوں ہاتھوں کو سامنے کی طرف سے گدی تک لے گئے پھر لوٹا کر پیشانی کی طرف لائے تو یہ رد یعنی پیچھے سے دونوں ہاتھوں کو لوٹا کر آگے کی جانب لے جانے کی حرکت کو مسح ثانی کہنا صحیح نہیں بلکہ وہ مسح اول کی تکمیل اور اس کا استیعاب ہے کیونکہ ظاہر بات ہے کہ مسح اول سے پورے سر کا مسح حاصل نہیں ہوسکتا، اس کے لئے رد یعنی پچھلی طرف سے دونوں ہاتھوں کو لوٹا کر سامنے کی طرف لانے کی ضرورت ہے۔ اس دوسری حرکت سے استیعاب حاصل ہوجاتا ہے۔

نتیجہ:...... غرض کہ مسح کے عمل میں کوئی تعدد نہیں وہ ایک ہی بار ہوا ہے مگر یہ حرکتیں دو ہوگئیں۔

مثال:...... یہ ایسا ہے جیسا کہ "**انفلق القمر في عهد النبي صلى الله عليه وسلم مرتين**" تو یہ بات مسلم ہے کہ شق قمر صرف ایک مرتبہ ہوا ہے مگر تعبیر دو سے یوں کردی گئی کہ اس کے دو ٹکڑے ہوگئے تھے تو ایسا ہی مسح کے مسئلے میں بھی سمجھ لیں کہ ایک مرتبہ سر کا مسح کیا لیکن اس کے دو ٹکڑے اس طرح ہوگئے کہ شروع ناصیہ سے کیا اور دونوں ہاتھ گدی تک لے گئے پھر لوٹا کر ناصیہ (ماتھے کے بال) تک لائے یہی مسح کا اعادہ ہے جس کو راوی مرتین سے تعبیر کررہا ہے حالانکہ اقبال وادبار کی دونوں حرکتیں مسح رأس کے استیعاب کے لئے تھیں اور بدون اس کے مسح کا استیعاب نہیں ہوسکتا لیکن راوی نے صورت مسح پر نظر رکھ کر اس مسح کو "**ومسح برأسه**" مرتین سے تعبیر کیا ہے۔

مسح میں تکرار نہیں:...... بہرحال اس تقریر مذکور سے ثابت ہوا کہ مسح رأس میں تکرار نہیں ہے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ ہے۔ یہی مسلک حنفیہ اور جمہور علماء کا ہے۔

جمہور کا مسلک:...... چنانچہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مذہب جمہور جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا یہ ہے کہ مسح رأس میں تکرار مستحب نہیں ہے۔

امام شافعی کا مسلک:...... لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تکرار مستحب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک قول اسی طرح کا منقول ہے۔

امام شافعیؒ کی دلیل نقلی:...... حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی روایت پر اعتماد کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا میں تم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی کیفیت نہ بتادوں؟ اس میں ہے "ثم توضأ ثلاثا" اس سے معلوم ہوا کہ تین بار کرنا ثابت ہے اور یہ عام ہے جس میں مسح بھی آگیا نیز سنن ابوداؤد میں ہے "انہ مسح براسہ ثلاثا" کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح بھی تین مرتبہ کیا۔

دلیل عقلی:...... نیز وہ اعضاء وضوء میں سے ایک عضو ہے، لہٰذا دوسرے اعضاء کو جس طرح تین بار دھویا جاتا ہے، اسی طرح مسح بھی تین بار ہونا چاہئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس دلیل نقلی وعقلی کے بعد۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:...... علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پہلا مذہب جو جمہور کا ہے زیادہ صحیح ہے کیونکہ صحیح احادیث جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ ان سے ایک ہی مرتبہ مسح کرنا ثابت ہوتا ہے، اسی لئے امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام احادیث صحیحہ بتلاتی ہیں کہ مسح راس ایک بار کیا ہے تو گویا وہ اپنے اس قول سے تثلیث والی روایت کو غیر صحیح قرار دے رہے ہیں کیونکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح احادیث کی بنا پر صاف کہہ رہے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک پر مسح ایک ہی مرتبہ کیا تھا۔

دلیل نقلی کا جواب:...... حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مفصل حدیث نے مجمل حدیث کی مراد کو کھول کر بیان کردیا ہے کہ تین مرتبہ دھونا ان اعضاء کے ساتھ مخصوص ہے جو دھوئے جاتے ہیں، لہٰذا سر کے مسح میں تکرار نہیں ہے۔ وہ ایک ہی مرتبہ ہے۔

مثال سے وضاحت:...... اور اس کو یوں سمجھ لیں جیسا کہ فرمایا جب تم اذان کے کلمات سنو تو "فقولوا مثل مایقول المؤذن" یہ مجمل ہے۔ اس کی تفسیر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نے کردی کہ حیعلہ یعنی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے وقت لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ لیا کرو تو پہلی حدیث میں اجمال ہے۔ اس کی وضاحت اور تفسیر دوسری خاص روایت سے ہوگئی۔

دلیل عقلی کا جواب:...... نیز عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ مسح میں تکرار مسنون نہیں ہونا چاہئے جیسے مسح خف ومسح فی التیمم اور جبیرہ میں تکرار نہیں ہے اور مسح کو غسل کے ساتھ ملحق کرنے سے (جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے) مسح کو مسح کے ساتھ ملحق کرنا زیادہ اولیٰ ہے کیونکہ اگر مسح میں تکرار ہو تو وہ بھی غسل کی طرح ہو جائے گا۔ (فتح الملہم ۱/۳۹۱)

امام بیہقی کی حق گوئی:...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس کے کہ وہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بڑی کوشش کرتے ہیں مگر اس موقع پر کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تکرار مسح کے اثبات میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث یعنی "توضأ ثلاثا ثلاثا" کو مستدل بنایا ہے حالانکہ روایت مطلق ہے اور حمران (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام) سے جتنی روایات مفسرہ مروی ہیں سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تکرار مسح سر کے علاوہ دوسرے اعضا وضو میں واقع ہوا تھا مگر مسح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا "انہ' مسح براسہ مرۃ واحدۃ" کہ آپ نے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ کیا۔

جمہور علماء کے دلائل:...... دلائل جمہور ائمہ سے یہ بھی ہیں کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے باب غسل الوجہ کے ذیل میں بواسطہ عبد خیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے۔

دلیل نقلی اول:...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پورا نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے۔ اس میں "ومسح براسه مرة واحدة" پھر باب صفة الوضوء کے تحت حدیث حسین بن علی عن ابیہ کی سند سے روایت کی ہے اس میں یہ الفاظ آئے ہیں "ثم مسح براسه مسحة واحدة"۔

دلیل نقلی ثانی:...... پھر ابواب مسح المراة راسها" کے ذیل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث نقل کی ہے۔ اس میں آیا ہے "ثم مسحت راسها مسحة واحدة" کہ آپ نے سر کا ایک ہی بار مسح کیا۔

دلیل نقلی ثالث:...... نیز حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کا مسح ایک بار کیا۔

دلیل نقلی رابع:...... طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے۔ اس میں "و مسح براسه مرة" کا لفظ وارد ہوا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "اسنادهٗ صالح" کہ اسناد اس حدیث کی ٹھیک ہے۔

دلیل نقلی خامس:...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع کی حدیث روایت کی ہے اس میں "مرة واحدة" کا لفظ آیا ہے اور اس کو حسن اور صحیح کہا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ مختلف طریقوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے "انه مسح براسه مرة" کا لفظ نقل کیا گیا ہے اور اکثر اصحاب کرام اور تابعین وغیرہ کا عمل اسی پر ہے۔

اشکال:...... اگر یہ سوال کیا جائے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت میں سر کا مسح تین بار کرنا منقول ہے جیسے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بواسطہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور آپ نے خالد بن علقمہ سے اور انہوں نے عبدالخیر کے طریق سے حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کی ہے۔ اس میں و مسح راسه ثلثا" آیا ہے۔

جواب:...... صاحب ہدایہ نے اس کا جواب دیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو تثلیث کی روایت مروی ہے وہ اس پر محمول ہے کہ ایک ہی پانی سے تین بار کیا جائے اور یہ مشروع ہے جیسے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ بار بار پانی نہ لیا جائے تا کہ غسل کی صورت نہ بن جائے بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ تو ہر مرتبہ ماء جدید کے ساتھ تین بار مسح کے قائل ہیں۔ دونوں میں بڑا فرق ہے۔ دوسرے یہ کہ بقول۔

علامہ عینی کا فرمان:...... علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کہ اگرچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ایسی بھی مروی ہے لیکن حنفیہ کا مختار مذہب تو افراد ہی ہے۔ تثلیث نہیں جیسا کہ اس کی تفصیل ماقبل میں مع الدلائل آ چکی ہے۔ اور صاحب ہدایہ نے روایت تثلیث کو جس پر محمول کیا ہے اس کی تائید حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو صفت وضوء سے متعلق ہے اور جس کو طبرانی نے اپنی کتاب مسند الشامیین میں روایت کیا ہے، اس میں ہے "و مسح راسه ثلاثا بماء واحد"۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:...... حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ تثلیث مسح کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو ان کو ارادہ استیعاب پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ ان کو پورے سر کے لئے مستقل مسحات پر محمول نہیں کیا جاسکتا اس توجیہ سے جمع بین الادلہ حاصل ہوتا ہے۔

باب مسح المرأة راسها

حدیث نمبر ۱۰۱: اخبرنا الحسین... ووضعت یدھا فی مقدم راسھا ثم مسحت راسھا مسحة واحدة... الیوم.

مفہوم: حضرت ابوعبداللہ سالم فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ ان کی دیانت اور امانت کی بہت زیادہ قائل تھیں چنانچہ وہ اکثر ان سے معاوضہ پر کام لیا کرتی تھیں ایک مرتبہ حضرت عائشہ ﷞ نے مجھے دکھلایا کہ حضور اکرم ﷺ کس طریقہ سے وضو فرماتے تھے انہوں نے تین تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر چہرہ پھر دایاں ہاتھ اور پھر بایاں ہاتھ تین تین مرتبہ دھویا پھر ہاتھ کو سر کے آگے رکھ کر پیچھے کی طرف لے گئے اور سر کا مسح ایک ہی مرتبہ کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پہلے کانوں پر اور پھر دونوں رخساروں پر پھیرا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں مکاتب تھا اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا اور وہ مجھ سے پردہ نہیں کیا کرتی تھیں بلکہ میرے سامنے آجاتی تھیں اور وہ مجھ سے گفتگو تک فرمالیتی تھیں یہاں تک کہ ایک دن میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ آپ ﷞ میرے واسطے خیر و برکت کی دعا فرمائیں۔ فرمایا کس وجہ سے؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آزادی کی نعمت سے نوازا ہے اس پر وہ فرمانے لگیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو خیر و برکت سے نوازے اور اس کے بعد سے وہ پردہ فرمانے لگ گئیں اور اس روز کے بعد سے پھر کبھی میں نے ان کی زیارت نہیں کی۔

مسح کے حکم میں مرد عورت یکساں ہیں:...... اس باب کے انعقاد سے امام نسائی یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مسح رأس کے حکم میں عورت مرد کی طرح ہے۔ دونوں کے مسح میں کوئی فرق نہیں چنانچہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اقبال وادبار کے ساتھ پورے سر کا مسح کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اقبال وادبار کی کیفیت کے ساتھ سر کا جو مسح ہوتا ہے اس کو ایک ہی مسح سمجھا جاتا ہے، اس لئے راوی حدیث اس کو "مسحة واحدة" کہتا ہے۔ یہ حدیث بھی جمہور ائمہ کی دلیل ہے کہ مسح رأس میں تکرار نہیں ہے سر کا مسح ایک ہی مرتبہ ہے۔

مسح کے بعد رخساروں پر ہاتھ پھیرنا:...... یعنی مسح رأس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دونوں ہاتھ رخساروں پر پھیر لئے شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ بعض اوقات چہرہ دھونے کے بعد کچھ پانی رخساروں پر باقی رہتا ہے تو آدمی خالی ہاتھ دونوں رخساروں پر پھیر لیا کرتا ہے یا پانی کی رطوبت دور کرنے کے لئے خصوصاً سردی کے موسم میں دونوں ہاتھ پھیر لئے جاتے ہیں۔

سالم رحمۃ اللہ علیہ کا قول:...... سالم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آمدورفت رکھتا تھا حالانکہ مکاتب تھا اس بات پر مبنی ہے کہ مکاتب غلام ہی رہے گا جب تک کہ اس کے ذمے بدل کتابت سے ایک درہم بھی باقی رہتا ہے اور شاید کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعض رشتہ داروں کا غلام تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے:...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے یہ تھی کہ وہ غلام کی آمدورفت کو اپنی مالکہ اور اس کے رشتہ داروں کے پاس جائز سمجھی تھیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم کذا قالہ العلامة السندھی رحمة اللہ علیہ) اور ارخاء حجاب یعنی پردہ ڈال دینے کا معاملہ بدل کتابت ادا کرنے کے بعد واقع ہوا ہے۔ اس کے بعد سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سالم رحمۃ اللہ علیہ سے پردہ کرتی تھیں۔

باب مسح الاذنین

دونوں کانوں کا مسح کرنا

حدیث نمبر ۱۰۲: اخبرنا الھیثم... ومسح براسہ واذنیہ مرۃ.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اچھی طرح وضو کیا اور ایک مرتبہ سر اور کانوں کا مسح کیا۔

ناک اور منہ کیلئے پانی کا حکم: ...... اس سے معلوم ہوا کہ کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا دونوں کام ایک چلو سے کئے ہیں یہ وصل کی صورت ہے جس کو شافعیہ افضل کہتے ہیں اور احناف بھی اس کو جائز کہتے ہیں مگر افضل ان کے نزدیک فصل ہے کہ دونوں عمل چھ غرفات سے کئے جائیں۔ اس کی تفصیل مع دلائل پیچھے گزر چکی ہے۔

تطبیق: ...... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح نقایہ میں وصل اور فصل دونوں قسم کی روایات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان روایات کی صحت کے بعد تطبیق یہ ہے کہ ہر راوی نے جو کچھ دیکھا اس کی حکایت کی ہے تو درحقیقت اصل سنت کے حصول میں ان روایات کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔ البتہ زیادہ فضیلت میں اختلاف ہے۔

حضرت شاہ صاحب کا فرمان: ...... حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ظہیریہ میں یہ مسئلہ پایا ہے کہ اگر پہلے کلی کرے اور پھر ناک میں پانی داخل کرے۔ ایک ہی چلو سے تو پانی مستعمل نہیں ہوگا لیکن اس کے برعکس کی صورت میں مستعمل ہو جائے گا لہٰذا بہتر قول یہی ہے کہ اگر کوئی وصل کے ساتھ تین چلو سے دونوں کام کرے تو بلا کراہت اصل سنت ادا ہو جائے گی کیونکہ اس کا ثبوت متعدد احادیث میں آیا ہے اور شیخ ابن ہمام بھی اسی کے قائل ہیں۔ البتہ کمال سنت صرف فصل یعنی چھ غرفات سے حاصل ہو سکتی ہے۔ (معارف السنن ۱/۱۶۷)

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان: ...... علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ دونوں لفظ مفعول مطلق کی بناء پر منصوب ہیں اور بیان کیت کے لئے، علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مصدریت کی بناء پر منصوب ہیں "ای غسل کل عضو مرۃ واحدۃ" یعنی ہر ایک عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن التین نے اس حدیث سے تخلیل لحیہ کے عدم وجوب پر استدلال کیا ہے کیونکہ جب چہرہ کو ایک مرتبہ دھویا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زائد اس قدر پانی موجود نہیں تھا جس سے خلال کر سکیں اور ابن التین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا کہ اس حدیث سے ان لوگوں کا قول رد ہوتا ہے کہ جو تین دفعہ دھونے کو فرض کہتے ہیں۔

ملا علی قاری کا فرمان: ...... ملا علی قاری نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وضو کی حکایت کر رہے ہیں، اس وضو میں اس وقت ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا تھا ورنہ بے شمار صحیح روایات میں اس سے زیادہ مرتبہ دھونے کا ذکر آیا ہے اور اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل بیان جواز کے لئے کیا تھا۔

خلاصہ کلام: ...... بہر حال اس تقریر سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ اور دائمی عمل کی حکایت نہیں کر رہی بلکہ فعل جزئی کی حکایت کر رہی ہے جس سے مقصد بیان جواز یا بیان فرض ہو سکتا

ہے۔ اس روایت میں اگرچہ غسل رجلین کا ذکر نہیں ہے لیکن دوسری روایت میں اس کا ذکر آیا ہے جیسا کہ عبدالعزیز بن محمد راوی حدیث کہتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی ہے جس نے ابن عجلان یعنی محمد بن عجلان سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں "وغسل رجلیه" بھی آیا ہے چنانچہ اگلے عنوان کے ماتحت کی حدیث میں انہوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب مسح الاذنین مع الرأس وما یستدل به علی انهما من الرأس

دونوں کانوں کا سر کے ساتھ مسح کرنے اور جس چیز سے دونوں کان سر میں سے ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے اس کے بیان میں۔

حدیث نمبر ۱۰۳: اخبرنا مجاهد... فغسل یده الیسری ثم مسح براسه واذنیه باطنهما بالسباحتین... الیسری.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کے مسنون وضو کے متعلق روایت ہے اور اس میں ہے کہ سرور کونین ﷺ نے سر اور کانوں کے اندرونی حصہ کو شہادت کی انگلی سے اور باہری حصہ کو انگوٹھے سے مسح فرمایا۔

عبداللہ الصنابحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون؟ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ صنابحی تین ہیں۔ ایک تو عبداللہ صنابحی ہیں۔ یہ صحابی ہیں۔ دوسرے عبدالرحمٰن صنابحی ہیں۔ یہ تابعی ہیں۔ تیسرے صنابح ہیں بدون یائے نسبت کے اور بھی ان کو صنابحی بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی صحابی ہیں۔ ان کے والد کا نام اعسر احمسی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ صنابح ایک بطن ہے مراد کا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا کہ عبدالرحمٰن صنابحی کا سماع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ صنابحی اور ابوعبداللہ صنابحی دو الگ الگ شخص ہیں (اصابہ) تقریب میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن عسیلہ مرادی وہی ابوعبداللہ صنابحی ہے جو ثقہ اور کبار تابعین میں سے ہے وہ مدینہ منورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے پانچ دن بعد پہنچا تھا اور یہ بات بخاری کی روایت سے معلوم ہوتی ہے۔ بخاری کی کتاب المغازی کے آخر میں (۶۴۳) میں ہے کہ ابوالخیر نے صنابحی سے پوچھا کہ "متی هاجرت" تم نے کب ہجرت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ میں بقصد ہجرت یمن سے نکلا اور مقام جحفہ (یہاں سے اہل شام احرام باندھتے ہیں) تک پہنچا اتفاق سے ایک سوار میرے سامنے آ گیا میں نے اس سے پوچھا کیا خبر ہے بتاؤ اس نے جواب دیا "دفنا النبی صلی الله علیه وسلم منذ خمس" اس سے معلوم ہوا کہ ابوعبداللہ صنابحی شرف زیارت سے محروم رہے۔ ان کا انتقال عبدالملک کی خلافت کے زمانے میں ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ عبداللہ صنابحی اور ابوعبداللہ صنابحی دو الگ الگ شخص ہیں اول صحابی ہیں۔ دوسرے تابعی ہیں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

خرجت الخطایا من فیه: ...... متوضی جب کلی کرتا ہے تو تمام گناہ منہ کے راستے سے خارج ہو جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب کلی کے ساتھ تمام گناہ منہ کے مسام یعنی سوراخ سے نکل گئے تو پھر بقیہ اعضاء سے کیا خارج ہوں گے کیونکہ کوئی گناہ ہی باقی نہیں رہا حالانکہ بعد کے جملے بتلا رہے ہیں کہ دوسرے اعضاء کو بھی دھونے اور مسح کرنے کے ساتھ ساتھ گناہ خارج ہو جاتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ الخطایا میں لام تعریف مضاف الیہ کے بدلے میں ہے "ای خطایا الفم من فیه و خطایا الانف من انفه علیٰ هذا القیاس" یا بقرینہ کلام مابعد الف لام عہدی ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ ہر عضو انفرادی طور پر گناہوں سے پاک ہو

صاف ہوجاتا ہے کیونکہ عضو سے خطایا کا خارج ہوجانا بذات خود اس عضو کی طہارت کی فرع ہے، لہذا ہر عضو کی تطہیر کے ساتھ اسی سے متعلق تمام گناہ خارج ہوجاتے ہیں، اب کوئی اشکال نہیں رہا۔

ایک روایت میں "خسرت" آیا ہے، جس کے معنی جھڑ جانے کے ہیں۔ بہرحال حدیث باب سے معلوم ہوا کہ وضو کی بدولت تمام گناہ اعضاء وضوء سے خارج ہوجاتے ہیں لیکن اختلاف اس میں ہے کہ آیا صرف صغائر کا خروج ہوتا ہے یا صغائر و کبائر دونوں کا؟ متاخرین نے کہا کہ فقط صغائر کا خروج ہوتا ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے "ان الحسنات یذھبن السیات" نیز دوسری احادیث میں "ما اجتنب الکبائر" اور "سالم یغش الکبائر" یا مثل اس کے الفاظ کی قید بھی لگی ہوئی ہے، جس سے بطور ضابطہ کلیہ کے معلوم ہوا کہ صغائر کی معافی ضرور ہوگی۔ اب رہے کبائر تو وہ توبہ سے معاف ہوسکتے ہیں بغیر توبہ کے نہیں اگر کوئی کہے کہ اس سے تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وضو سے صغائر معاف ہونے کے۔ لئے ترک کبائر شرط ہے تو ہم کہیں گے کہ اس کے یہ معنی نہیں جو بظاہر مفہوم ہورہا ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وضو سے ان تمام گناہوں کا خروج تو ضرور ہوگا جو پہلے ہوچکے ہیں لیکن اگر ماتقدم کبائر ہوں تو وہ وضو سے خارج نہ ہوں گے وہ توبہ سے معاف ہوں گے یا اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادیں تو معاف ہوسکتے ہیں لیکن متقدمین کی رائے اس کے برخلاف ہے وہ صغائر کے ساتھ مقید کرنے کے قائل نہیں ہیں جیسے متاخرین قائل ہیں متقدمین نے صغائر و کبائر میں سے کسی ایک کے ساتھ مقید کئے بغیر مغفرت ذنوب کا معاملہ باری تعالیٰ کی مشیت اور مرضی پر چھوڑ دیا ہے وہ چاہے تو معاف فرمادے خواہ صغائر ہوں یا کبائر یا سزا دے۔ اس مقام پر اشکال یہ ہے کہ حدیث میں "خرجت الخطایا" آیا ہے خروج چاہتا ہے کہ خارج شی مجسم ہو لیکن یہاں خطایا یا معانی اور اعراض میں سے ہیں۔ ان کا خروج کیونکر متحقق ہوسکتا ہے۔ شارحین نے اس کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔

امام نوویؒ کا فرمان: ...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہاں خروج کے معنی حقیقی مراد نہیں ہیں کیونکہ گناہ غیر مجسم ہیں بلکہ خروج خطایا سے مجازاً مغفرت مراد لی گئی ہے۔

ابن عربی کا فرمان: ...... ابن العربی شرح ترمذی میں لکھتے ہیں کہ خطایا افعال اور اعراض ہیں جو باقی نہیں رہتے اور جب غیر قارالذات یعنی ثابت و قائم نہیں رہتے ہیں تو پھر ان کا اتصاف دخول یا خروج سے کیونکر ہوسکتا ہے، لہذا ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "خرجت الخطایا" سے مراد "غفرت الخطایا" لی جائے گی۔ ہاں! جب باری تعالیٰ نے مغفرت کو عضو کی طہارت کاملہ پر موقوف کیا تو اس کو سمجھانے کے لئے بطور تمثیل لفظ خروج کا استعمال کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح شی مجسم نکل جاتی ہے۔ اسی طرح گناہ بھی خارج ہوجاتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ اس میں تاویل و توجیہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں شارع علیہ السلام کا قول علی العین والرأس آپ نے جیسا فرمایا اسی طرح اس کو مان لیں پھر اس کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں۔

وضو کی فضیلت: ...... علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "خرجت الخطایا" اپنی حقیقت پر محمول ہے کیونکہ گناہ سے ظاہر و باطن پر سیاہ دھبے لگ جاتے ہیں جن پر صاحب احوال اور اہل کشف مطلع ہوتے ہیں اور طہارت ان کا ازالہ کرتی ہے اور اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ۔

گناہوں کے سرزد ہونے کے بعد کی کیفیت: .... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ پھر اگر توبہ کرلیتا ہے تو

وہ نقطہ مٹا دیا جاتا ہے اور قلب صاف ہو جاتا ہے ورنہ لگاتار گناہوں سے وہ سیاہ نقطہ بڑھتا رہتا ہے حتی کہ قلب پر غالب آ جاتا ہے اور یہ وہی رین (میل وزنگار) ہے جس کو قرآن کریم نے ان الفاظ سے تعبیر کیا ہے:

کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

نیز امام احمد اور ابن خزیمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حجر اسود جنت کا سفید یاقوت ہے وہ پتھر برف سے بھی زیادہ سفید تھا "وانما سودته خطايا المشركين" کہ مشرکین کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے۔ تو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب گناہوں نے پتھر پر اثر ڈالا ہے تو ان کے کرنے والے کے جسم پر بطریق اولیٰ اثر ڈالیں گے، اس لئے یا تو حدیث میں لفظ خطایا سے پہلے مضاف محذوف مانا جائے گا اور تقدیر عبارت یوں ہے "خرجت آثار الخطايا من فيه" کہ گناہوں کے اثار اس کے منہ سے خارج ہو جاتے ہیں یا یہ کہا جائے کہ گناہ بذات خود بدن کے ساتھ قائم ہے اور متحسس رہتا ہے مگر یہ اس بات پر مبنی ہے کہ اس عالم عنصری (مادی دنیا) کے علاوہ اور ایک عالم مثال ثابت کیا جائے چنانچہ اہل حقائق اس کو ثابت مانتے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ کا فرمان:...... علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں بھی اسی کا قائل ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کیونکہ بہت سی احادیث اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں (حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ البالغہ میں بہت سی احادیث کی روشنی میں اس کو ثابت کیا ہے وہاں ملاحظہ کیجئے) تو اس عالم میں وہ خطایا جو ہر اور جسم ہیں عرض نہیں اور ہر وہ چیز جو اس عالم عنصری میں عرض ہے۔ اس کے لئے عالم مثال میں ایک صورت ہے جو وہاں جوہر بن جاتی ہے، اسی لئے تو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے عالم مثال میں پھر فرشتوں کے سامنے اعراض کو پیش کرنے کا قول صحیح ہے۔ اسی بنا پر صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ خطایا جو عالم مثل میں جوہر اور جسم ہیں وضو سے انہی کا خروج ہوتا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:...... یہاں پر اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ماقبل کی تقریر سے معلوم ہوا کہ وضوء کی بدولت گناہوں کا اثر خارج ہو جاتا ہے ہم اسے کیسے اعتبار کریں کیونکہ ہم نے تو کبھی دیکھا ہی نہیں تو جواب یہ ہے کہ وہ اثر ہماری ان ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہوتا ہے، اس لئے ہمیں اس کے تسلیم کرنے میں تردد ہوتا ہے حالانکہ ہمیں کسی چیز کا نظر نہ آنا اس کے عدم ثبوت کے لئے دلیل نہیں بہت سی چیزیں واقع میں موجود ہیں مگر ہمیں نظر نہیں آتیں مثلاً ایک دو قطرے کا پانی ہے، اس میں خوب گہری نظر ڈال کر دیکھ لو کوئی چیز نظر نہیں آتی لیکن اگر اس کو خوردبین سے دیکھو تو اس میں بہت سے چھوٹے کیڑے نظر آئیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدون اس کے نظر نہ آنا ان کے عدم کو مستلزم نہیں تو جس طرح یہاں خوردبین سے کیڑے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح اہل بصیرت حقیقت شناس آنکھ سے خروج ذنوب کو دیکھ لیتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کرامت:...... چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجلس میں ایک شخص آیا جو راستے میں کسی اجنبی عورت کو دیکھ کر آیا تھا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ہماری مجلس میں آتے ہیں جبکہ راستے میں آنکھوں کے زنا کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس گناہ کا اثر اس کی آنکھوں میں موجود تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو بصیرت سے معلوم کر لیا تو یہ قیام اثر کا واقعہ معلوم ہوا جس کا آپ نے مشاہدہ کیا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت:......دوسرا واقعہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کی جامع مسجد کے وضو خانے میں تشریف لے گئے اور لوگ وضو کررہے تھے۔آپ نے ایک جوان شخص کے اعضاء وضوء سے جو پانی ٹپک رہا تھا اس کو دیکھ کر فرمایا "یا ولدی تب عن عقوق الوالدین" اس نے کہا"تبت الی اللہ عن ذالک" کہ میں نے اس گناہ سے توبہ کرلی ہے۔

امام صاحب کی ایک اور کرامت:......اور دوسرے ایک شخص کا غسالہ دیکھ کر فرمایا اس سے "یا اخی تب من الزناء" اس نے کہا کہ میں نے اس سے توبہ کرلی اور ایک تیسرے شخص کا غسالہ دیکھ کر فرمایا "یا اخی تب من شرب الخمر و سماع آلات اللهو" اس نے کہا تبت منهما" تو یہ امور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مثل اشیاء محسوسہ کے تھے کہ آپ نے پانی میں جو بدن سے گزر رہا تھا گناہوں کے اثرات دیکھے تھے اور معلوم کر لیتے تھے کہ ان کا استعمال کرنے والا کس گناہ کا مرتکب ہے۔اس واقعہ سے معلوم ہوگیا کہ گناہوں کے اثرات خارج ہوجاتے ہیں لیکن اس کے لئے چشم بصیرت کی ضرورت ہے۔ہر کس و ناکس کی بات نہیں غالباً یہی وجہ ہوگی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ماء مستعمل کے متعلق متعدد اقوال منقول ہیں، جہاں خروج کبائر دیکھا وہاں نجاست غلیظ فرمایا اور جہاں خروج صغائر دیکھا وہاں نجس بنجاست خفیفہ کا حکم دیا اور جہاں ترک اولیٰ کا اثر دیکھا وہاں طاہر غیر مطہرہ کا فتویٰ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کشف کی حالت میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ماء مستعمل کے متعلق گناہوں کے ان اثرات کے تابع تھا، جن کو آپ غسالہ میں دیکھتے تھے لیکن بعد میں وہ کشف اٹھالیا گیا چنانچہ منقول ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی کہ یا الٰہی مجھ سے یہ کشف اٹھالے اور حجاب فرمادے کیونکہ اس سے لوگوں کے عیوب منکشف ہوتے رہیں گے جو احترام اور اکرام مسلم کے خلاف ہے اور یہ دعا مقبول ہوئی۔پھر آپ کسی متوضی کے عیب پر متنبہ نہیں ہوئے (واللہ اعلم بالصواب) (فتح الملهم: ۱/۴۰۹)

کانوں اور سر کا حکم:......اس سے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ دونوں کان داخل سر ہیں کیونکہ مسح رأس کی وجہ سے دونوں کانوں سے گناہوں کا خروج اس وقت درست ہوگا جبکہ وہ سر میں سے ہوں۔

ایک سوال اور اس کا جواب:......سوال یہ ہے کہ اس مسئلے کے اثبات کے لئے کہ دونوں کان داخل سر ہیں اور ان کا مسح سر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔حدیث مشہور موجود ہے اور وہ "الاذنان من الرأس" ہے تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث سے ہٹ کر حدیث باب کو کیوں اختیار کیا۔علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث مشہور سے ہٹ کر یہ حدیث اس لئے اختیار کی ہے کہ اس حدیث مشہور کے متعلق حماد نے تردد کیا ہے کہ آیا وہ مرفوع ہے یا موقوف اور اس کی اسناد مضبوط نہیں۔اس میں کلام کیا گیا ہے ہاں اگرچہ اس کا جواب محدثین نے دیا ہے کہ یہ حدیث "الاذنان من الرأس" طریق متعددہ سے بطریق مرفوع نقل کی گئی ہے جس سے اس کے مرفوع ہونے کو تقویت حاصل ہے اور حدیث ضعف سے خارج ہوگئی ہے۔تاہم مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ نہایت عمدہ اور بہتر ہے جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی دقت فہم اور وسعت نظر کا نتیجہ ہے۔

حنفیہ کی دلیل:......یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے، اس لئے کہ جب مسح سے اس کے تمام گناہ کانوں کے راستے خارج ہوجاتے ہیں تو یہ اس بات پر صاف دلالت کرتی ہے کہ دونوں کان سر کے تابع ہیں۔

حنفیہ اور مالکیہ کا مسلک:......لہٰذا کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینا مسنون نہیں بلکہ وہ پانی کافی ہے جو مسح رأس کے لئے لیا گیا ہے اور اکثر احادیث قولیہ اور فعلیہ سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا

ہے اور ایک روایت کے مطابق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وامام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک اور قول بھی نقل کیا گیا ہے جو مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:...... حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں کانوں کا مسح الگ پانی سے کرنا سنت ہے اور اس کے متعلق ایک حدیث مرفوع وارد ہوئی ہے۔ حاکم نے اس کو بسند حرملہ عن ابن وہب عن عمرو بن الحارث عن حبان بن واسع عن ابیہ عن عبداللہ بن زید روایت کیا ہے۔ اس میں آیا ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے "فاخذ ماء لاذنیہ خلاف الماء الذی مسح برأسه" حاکم نے کہا کہ یہ حدیث علی شرط الشیخین صحیح ہے۔ اس سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ استدلال کرتے ہیں کیونکہ اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کے مسح کے لئے ماء جدید لیا ہے۔ احناف اس کا جواب دیتے ہیں کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت شاید ہاتھ میں تری باقی نہ رہی ہو اس لئے نیا پانی لیا ہے ورنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایک ہی پانی سے سر اور کانوں کا مسح کرتے تھے۔ بہر حال تجدید ماء ہاتھ میں تری باقی نہ رہنے کی صورت میں صرف جواز بتانے کے لئے اختیار فرمائی تھی اور اس روایت کو جس میں دونوں کانوں کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کا ذکر آیا ہے اسی پر محمول کیا جائے گا۔ اسی سے دونوں قسم کی احادیث میں مطابقت ہو جاتی ہے اور حنفیہ اس کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر دونوں ہاتھ میں تری باقی ہے تو کانوں کا مسح سر کے بچے ہوئے پانی سے کرے نیا پانی لینے کی کوئی ضرورت نہیں ورنہ ماء جدید لینا جائز ہے جیسا کہ شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں اس کی صریح کی ہے۔

وصلاته نافلة له' کا مطلب:..... یعنی اس کا مسجد کی طرف چلنا اور اس کا نماز پڑھنا اس کے واسطے زائد چیز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو سے تو وہ تمام گناہوں سے پاک ہو چکا۔ اب نماز کا عمل زائد ہے جو سبب ہوتا ہے بلندی درجات کا، قالہ الطیبی رحمۃ اللہ علیہ۔ یا اس کی نماز زائد ہے اعضاء وضوء کے گناہوں کی تکفیر سے اب نماز کی بدولت بقیہ خطایا معاف ہو جائیں گے۔

حدیث نمبر ۱۰۴: اخبرنا قتیبة... فاذا مسح براسه خرجت الخطایا من راسه حتی تخرج من اذنیه... قال.

مفہوم: حضرت عبداللہ صنابحی ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مؤمن وضو کرتا ہے اور وہ دوران وضو کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے اس کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ ناک سنکتا ہے تو ناک سے اور چہرہ دھوتا ہے تو چہرہ سے یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پلک سے بھی ہونے والے تمام کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں پھر جب دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ان سے ہونے والے گناہ اور یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ اسی طرح سر کا مسح کرنے سے سر سے اور حتیٰ کہ دونوں کانوں سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں اور پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ان کے ناخنوں کے نیچے تک کے گناہ نکل جاتے ہیں پھر جب بندہ مسجد کی جانب چل دیتا ہے اور مسجد میں نوافل ادا کرنے لگتا ہے تو ان کا اجر وثواب علیحدہ ہے۔ حضرت قتیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ روایت حضرت صنابحی اور انہوں نے سرور کونین ﷺ سے سنا۔

باب المسح علی العمامه

عمامہ پر مسح کرنے کا بیان

حدیث نمبر ۱۰۵: اخبرنا الحسین... قال رایت النبی ﷺ یمسح علی الخفین والخمار.

مفہوم: حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ موزوں اور عمامہ پر مسح کرتے تھے۔

مسح علی العمامہ میں اختلاف مذاہب: ...... روایت میں آیا ہے "یمسح علی الخمار الخ" یہاں خمار سے مراد عمامہ ہے۔ عمامہ پر مسح جائز ہے یا نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری و ابن مبارک رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ مسح راس کا فریضہ صرف عمامہ پر مسح کرنے سے ادا نہیں ہوگا۔ اسی کو خطابی رحمۃ اللہ علیہ اور ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر علماء کا مذہب نقل کیا ہے۔

امام ترمذی کا فرمان: ...... امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جمہور صحابہ اور تابعین کا یہی مذہب ہے۔

جمہور علماء کا استدلال: ...... جمہور علماء باری تعالیٰ کے قول "وامسحوا برؤسکم" سے تمسک کرتے ہیں، اس میں صراحتاً مسح راس کا حکم ہے جو غسل رجلین سے بھی زیادہ صریح ہے کیونکہ وہاں تو دو قراتیں ہیں لیکن یہاں مسح راس کے حکم میں یہ احتمال نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ مسح راس بدون حائل کے ہونا چاہئے اور ہاتھ کی تری سر پر پہنچ جانی چاہئے اور چونکہ عمامہ سر نہیں اس لئے جس طرح موزے پر مسح کرنے والے کو پاؤں پر مسح کرنے والا کہنا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح عمامہ پر مسح کرنے والا کو مسح راس کہنا صحیح نہیں ہے۔ بہر حال مسح راس کا حکم نص قطعی سے ثابت ہے۔ اسی طرح سنت متواترہ سے بھی ثابت ہے لیکن مسح علی العمامہ کا ثبوت اخبار آحاد سے ہے، اس لئے وہ احادیث متواترہ کا مقابلہ کیسے کر سکتی ہے۔ نیز یہ کہ سر اعضاء وضو میں سے ہے۔ اس کی طہارۃ مسح ہے، اس لئے بغیر سر کے تنہا حائل (عمامہ) پر مسح جائز نہیں ہے۔ جیسے تیمم میں کسی نے چہرہ اور ہاتھ پر مسح کر لیا مگر بلا حائل نہیں پر مسح کیا تو باتفاق ائمہ اس کا مسح درست نہیں ہے۔

خلاصہ کلام: ...... بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ صرف عمامہ پر جواز مسح کا قول درست نہیں ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ...... اسی لئے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا میں فرمایا ہے کہ ہمیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بواسطہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خبر دی ہے کہ جب ان سے مسح عمامہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا "لاحتی یمس الشعر الماء" کہ جب تک بالوں کو پانی نہ چھوئے مسح درست نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف مسح عمامہ کافی نہیں کیونکہ قرآن کریم مسح راس کا حکم دے رہا ہے نہ کہ مسح علی العمامہ کا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فتویٰ بالکل قرآن کے موافق ہے۔

اب رہی یہ بات کہ مسح راس کے مقدار مفروض۔

حنفیہ کا مسلک: ...... حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر ہے۔

شوافع کا مسلک: ...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو تین بال ہیں تو اس مقدار مفروض پر مسح کرنے کے بعد پھر اس کی تکمیل عمامہ پر کر لی جائے یہ درست ہے یا نہیں؟

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقدار مفروض پر مسح کرنے کے بعد اگر مسح کی تکمیل عمامہ پر کر لی جائے تو سنت استیعاب ادا ہو جاتی ہے مگر یہ بھی اس وقت ہے جب کہ عمامہ کھولنے میں تکلیف ہوتی ہے ورنہ تکمیل بھی سر پر ہی کی جائے گی۔

امام صاحب سے کوئی قول منقول نہیں:......امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اصل مذہب میں کوئی قول منقول نہیں ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے صرف یہ بات نقل کی گئی ہے کہ عمامہ پر مسح ابتداء میں جائز تھا۔ پھر منسوخ ہو گیا البتہ احناف میں سے بعض شارحین حدیث نے مسح علی العمامہ کی احادیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ دراصل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقدر ناصیہ سر کا مسح کیا تھا اور اس کی تکمیل عمامہ پر فرمائی گویا یہ حضرات شارحین تکمیل کے درجے میں جواز کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔

بعض حضرات کے ہاں مسح علی العمامہ پر اکتفاء جائز ہے:......امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ و اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ مسح عمامہ پر اکتفاء کرنا جائز ہے۔ پھر ان میں سے بعض حضرات تو بدون شرائط کے جائز کہتے ہیں مگر امام احمد وغیرہ کچھ شرائط کے ساتھ جائز کہتے ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ وہ عمامہ محنک ہو یعنی پگڑی کو ٹھوڑی کے نیچے سے لا کر باندھا گیا ہو جو نہ اٹھانے سے اٹھے اور نہ کھولنے سے کھلے دوسرے یہ کہ عمامہ طہارۃ کاملہ کے بعد باندھا گیا ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ عمامہ پورے سر کو چھپانے والا ہو اور سر کا کوئی حصہ مکشوف نہ ہو ان شرائط کے ساتھ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ صرف عمامہ کا مسح جائز فرماتے ہیں۔ ان حضرات کی دلیل حدیث باب ہے جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اس میں "یمسح علی الخمار" کا لفظ آیا ہے اور خمار سے مراد عمامہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ پر مسح کیا۔

علامہ سندھی کا فیصلہ:......علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ چونکہ جمہور علماء مسح عمامہ کے قائل نہیں اس لئے اس حدیث باب کا جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث اخبار آحاد میں سے ہے اس لئے کتاب اللہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ قرآن کریم میں "وامسحوا برؤسکم" فرمایا ہے اس سے مسح راس کی فرضیت ثابت ہوتی ہے اور مسح عمامہ کو مسح راس کہنا صحیح نہیں ہے۔ علاوہ ازیں حدیث باب میں حکایت حال کا بیان ہے، اس لئے ممکن ہے کہ وہ عمامہ جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا تھا چھوٹا اور پتلا ہو جس سے تری سر تک سرایت کرتی ہے جیسے لفظ خمار سے اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو بالوں کے ڈھانکنے کے لئے عورت اپنے سر پر باندھتی ہے اور وہ حسب عادت ایسا ہوتا ہے جس سے تری سرایت کرتی ہے جبکہ ہاتھ میں تری زیادہ ہو تو گویا راوی نے بوجہ چھوٹا ہونے اس عمامہ کے مثل خمار کے اس کو لفظ خمار سے تعبیر کیا ہے۔ علاوہ اس کے ایک اور جواب یہ بھی ہے کہ ممکن ہے یہ واقعہ حدیث کا نزول آیت مائدہ سے پہلے کا ہو اور آیت مائدہ کے نزول سے منسوخ ہو گیا ہو۔

علامہ سندھی کے جوابات کی تائید:......علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دونوں جوابات کی تائید میں حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جواب اول کی تائید حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بطریق عبدالرحمٰن بن عوف نقل کیا ہے، اس میں ومسح علی خفیہ وعلی خمار العمامۃ کے الفاظ آئے ہیں۔ نیز امام احمد نے مسند میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے و مسح علی الخفین و علی الخمار ثم العمامۃ" ان دونوں روایات سے معلوم ہوا کہ خمار عمامہ کے علاوہ دوسرا کپڑا ہے اور شاید اس سے وہ کپڑا مراد ہے جو سر پر عمامہ کے نیچے لپیٹا جاتا ہے جس سے عمامہ تیل وغیرہ کے اثر سے محفوظ رہتا تھا اور وہ بحسب عادت باریک اور پتلا ہوتا تھا۔ اگر ہاتھ میں تری زیادہ ہو تو اس سے تری سر تک سرایت کرتی۔ اب جب اس میں اس کا احتمال موجود ہے تو اس سے مسح عمامہ پر استدلال باطل ہے۔

مسح علی العمامہ منسوخ ہو چکا ہے:......جواب ثانی کی تائید امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ہوتی ہے جو موطا میں ہے

فرمایا "بلغنا ان المسح علی العمامة کانت فترك" کہ عمامہ پر مسح پہلے جائز تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

اور یہی جواب حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محمد بن راشد کی حدیث قولی میں بھی جاری ہوگا بشرطیکہ ان احادیث کی صرف عمامہ کے مسح پر اکتفا کرنے پر صراحتاً دلالت (یہ حدیث ثوبان کی طرف اشارہ ہے جو ابوداؤد میں ہے) کو اور باعتبار اسناد اس کی صحت کو (یہ اشارہ ہے حدیث محمد بن راشد امسحوا علی الخفین والخمار کی طرف جو مسند احمد میں ہے) تسلیم کر لیا جائے۔ (استدراک الحسن:......۱۲،۱۱/۱)

علامہ خطابی کا قول:...... علامہ خطابی نے معالم السنن میں لکھا ہے کہ اصل حکم تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سر پر مسح کو فرض کیا ہے اور اس حدیث باب میں تاویل کا احتمال ہے، اس لئے حکم قطعی کو احتمال والی حدیث کی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے۔

علامہ ماردینی کا فرمان:...... علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کو اس کی اسناد میں اضطراب کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے چنانچہ بعض نے اس کو بلا واسطہ عن ابن ابی لیلیٰ عن بلال روایت کیا ہے اور بعض نے بواسطہ روایت کیا ہے۔ پھر اس واسطہ میں اختلاف ہو گیا۔ بعض راویوں نے ابن ابی لیلیٰ اور حضرت بلال کے درمیان کعب بن عجرہ کو داخل کیا ہے اور بعض نے براء بن عازب کو داخل کیا ہے اور بعض نے اس کو عن علی بن ابی طالب عن بلال کے عنوان سے روایت کیا ہے۔ استدراک الحسن (۵/۱) میں۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:...... علامہ ظفر احمد عثمانی نے لکھا ہے کہ بعض نے اس کو بواسطہ عبد الرحمٰن بن عوف عن بلال روایت کیا ہے جیسے مسند احمد (۱۲/۶) میں ہے، اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کو محمد بن راشد نے بواسطہ مکحول عن نعیم بن حمار عن بلال قولاً روایت کیا ہے۔ علاوہ اس کے متن حدیث میں بھی اضطراب ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی تو کہتے ہیں "مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الخفین والخمار" جیسے صحیح مسلم میں ہے اور کبھی کہتے ہیں "رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح علی الخفین والخمار کما ھو عند النسائی" اور کبھی کہتے ہیں "مسح علی خفیه وعلی خمار العمامة (کماھو عند احمد بطریق عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنه)" اور کبھی کہتے ہیں "کان یمسح علی الخفین والخمار" یہ روایت بھی مسند احمد میں ہے۔

ان تمام روایات میں باوجود اختلاف متون اور اضطراب اسناد کے فعل کی حکایت ہے۔ شارع کا قول نہیں کیونکہ تمام حفاظ حدیث جنہوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ان سب نے صرف فعل شارع ہونے کی حکایت کی ہے مگر محمد بن راشد کی ایک روایت جو تمام ثقہ راویوں کے خلاف مسند احمد (۱۳/۶) میں لفظ امر کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔ اس کی روایت میں آیا ہے "امسحوا علی الخفین والخمار"۔

حدیث پر کلام:...... بہر حال اس بیان مذکور سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ حدیث باب کی سند اور متن میں بہت اضطراب ہے اور ایسی مضطرب روایت سے بدون رفع اضطراب کے استدلال صحیح نہیں ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت صحیح مسلم میں جیسی ہے۔ اکثر راویوں نے ویسی ہی روایت کی ہے تو شاید اس حدیث کے تمام طرق اور متن میں سے وہ طریق راجح اور

محفوظ ہو جس کو امام مسلم نے اختیار کیا ہے، اس لئے کہ اس کو اپنی صحیح میں داخل کیا ہے۔ اب اس بات میں کوئی خفا نہیں نے کہ یہ حدیث فعلی ہے کیونکہ تمام ثقہ راویوں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فعل شارع ہونے کو بیان کیا ہے۔ صرف محمد بن راشد کی روایت مذکورہ میں قول ہونے کو بیان کیا گیا ہے مگر محفوظ ہی حدیث فعل ہے جس کو محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ فعلی حدیث کا جواب بعد میں دیں گے قولی حدیث جس کو محمد بن راشد نے روایت کیا ہے۔

قولی حدیث کا جواب: ...... اس کا جواب یہ ہے کہ حافظ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ محمد بن راشد جس مکحول سے روایت کرتے ہیں۔ اس کا سماع نعیم بن حمار سے ثابت نہیں ہے۔ دونوں کے درمیان ایک واسطہ کثیر بن مرۃ کا حذف ہے، لہٰذا حدیث منقطع ہے اور باوجود اس عیب انقطاع کے احتمال ہے کہ وہ حدیث خاص معذور لوگوں کے لئے وارد ہوئی ہو جیسے حضرت ثوبان کی حدیث جس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ خاص ضرورت اور عذر کی حالت میں معذور لوگوں کے حق میں وارد ہوئی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ بطور عام سب کے لئے فرمایا ہو اور ایک احتمال یہ بھی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فعلی حدیث جو امام مسلم اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے اسی کو بعض راویوں نے تصرف کر کے قول سے بیان کر دیا ہو۔

حدیث فعلی کا جواب: ...... اب کلام فعلی حدیث میں ہے کہ بدون سر کے صرف عمامہ پر مسح درست ہے یا نہیں تو اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ اگر عمامہ پر مسح جائز ہوتا تو اس بارے میں بطریق نقل متواتر احادیث وارد ہوتیں جیسے مسح خفین کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول: ...... امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نسخ قرآن سنت سے جائز ہے بشرطیکہ وہ نقل میں مسح علی الخفین کی حدیث کے برابر ہو مگر عمامہ کا مسح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور تواتر ثابت نہیں ہے، اس لئے اس پر مسح دو وجہ سے جائز نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ قرآن پاک کی آیت **وامسحوا برؤسکم** "مسح راس کو بتلاتی ہے، اس لئے جب تک کوئی قطعی حدیث جو موجب یقین ہو مثل مسح علی الخفین کے سامنے نہ آ جائے مسح راس کے حکم قطعی سے عدول کرنا جائز نہیں ہے اور مسح عمامہ سے متعلق جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہوں یا اور کسی راوی کی ان کی سندوں میں اضطراب ہے۔

ابن عبدالبر کا قول: ...... اور بقول حافظ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے سب معلول ہیں اور اگر ان کو درست بھی مان لیا جائے تب بھی وہ کتاب اللہ کی آیت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں کیونکہ وہ اخبار احاد ہیں جن میں تاویل کا احتمال موجود ہے، لہٰذا ان کو قرآن کے مقابلے میں چھوڑ دیا جائے گا۔

ماسح علی العمامہ عرفاً ماسح علی الرأس شمار نہیں ہوتا: ...... دوسرے یہ کہ اگر کسی نے عمامہ پر مسح کیا ہے تو عرف میں یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے سر پر مسح کیا ہے کیونکہ سر تو حقیقت میں عضو معروف کو کہتے ہیں جو بالوں سے ڈھکا ہوا ہے اور وہ عمامہ کے مغائر ہونا بالکل ظاہر بات ہے اب عمامہ پر مسح کرنے کو درحقیقت مسح راس نہیں کہا جا سکتا، اس لئے وہ آیت کے مفہوم میں داخل نہیں ہوگا۔

محدثین کا فیصلہ: ...... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محدثین نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہذا میں اختصار ہو گیا ہے۔ مفصل روایت میں ناصیہ اور عمامہ دونوں پر مسح کا ذکر آیا ہے، اس لئے مجمل روایت میں بھی وہی مراد ہے اس تاویل کی

حضرت بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے معلوم ہوتی ہے کہ حدیث بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض طرق میں دونوں کا ذکر ہے چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بواسطہ ادریس حدیث بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے "مسح علی الخفین و ناصیتہ و العمامة" روایت حدیث کے بعد انہوں نے کہا کہ اس کی سند حسن ہے اور یہ مثل حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ہے جس میں عمامہ اور ناصیہ دونوں پر مسح کرنے کی تصریح آئی ہے۔

حدیث باب سے حنابلہ کا استدلال درست نہیں:...... اب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث باب سے حنابلہ کا اس بات پر استدلال درست نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدون مسح راس کے صرف عمامہ کے مسح پر اکتفا فرمایا تھا بلکہ ظاہر یہی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر اور عمامہ دونوں پر مسح کا ذکر کیا ہے لیکن راویوں نے صرف مسح عمامہ پر اقتصار کیا ہے اس لئے کہ وہ غیر متعارف چیز تھی اور بعض نے دونوں کا ذکر کیا ہے اور بعض نے صرف مسح راس کا ذکر کیا ہے۔ مسح عمامہ کا ذکر ہی نہیں کیا جیسے کہ آگے باب المسح علی الخفین کے ماتحت ایک روایت آرہی ہے۔ اس میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں "و مسح برأسه و مسح علی الخفین ثم صلی" اور غالباً یہ وہی واقعہ ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ کلام:...... بہرحال حدیث باب مجمل ہے۔ اس کے تمام طرق کے الفاظ کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے اور واضح ہو جاتی ہے کہ اس واقعہ میں ضرور مسح راس ہوا ہے۔ اگر پورے سر کا نہیں تو بقدر ناصیہ یعنی چوتھائی سر کا مسح ضرور ہوا ہے جس کو راوی کبھی ذکر کر دیتا ہے۔ اس لئے اس حدیث سے حنابلہ وغیرہ کا تنہا مسح عمامہ کے جواز پر استدلال درست نہیں ہے۔ جب تک کہ کوئی ایسی دلیل پیش نہ کریں کہ جس سے قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدون مسح راس کے صرف عمامہ پر مسح کیا تھا۔

اس موضوع پر تفصیلی، کافی، شافی بحث اعلاء السنن جلد اول میں کی گئی ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۶: اخبرنا الحسین... قال رأيت رسول الله ﷺ يمسح على الخفين.

مفہوم: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ موزوں پر مسح کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۷: اخبرنا هناد... قال رأيت رسول الله ﷺ يمسح على الخمار و الخفين.

باب المسح على العمامة مع الناصية
پیشانی کے ساتھ عمامہ پر مسح کرنے کے بیان میں

حدیث نمبر ۱۰۸: اخبرنا عمرو... توضا فمسح ناصيته و عمامته و على الخفين... عن ابيه.

مفہوم: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید البشر ﷺ نے پیشانی، عمامہ اور موزوں پر مسح فرمایا۔

حدیث کس سے مروی ہے:...... عروہ اور حمزہ دونوں حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں اور دونوں سے حدیث مروی ہے لیکن اس روایت میں ابن مغیرہ سے مراد حمزہ ہے جیسا کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن حمزہ سے مراد اس حدیث میں حمزہ ابن مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور محدثین کے نزدیک یہی صحیح ہے۔ البتہ عروہ ابن

مغیرہ دوسری احادیث کے راوی ہیں اور یہ دونوں حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بیٹے ہیں اور دونوں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں لیکن بکر بن عبداللہ المزنی کی روایت ابن المغیرہ غیر مسمّی اور حمزہ بن مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے، اس لئے وہ عن ابن المغیرہ یا عن حمزۃ بن المغیرۃ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں عن عروۃ نہیں کہتے اور جس نے بکر بن عبداللہ عن عروۃ کہا اس سے غلطی واقع ہوگئی۔

مسح کی مقدار:...... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی عنہ مسح راس کا عمل نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقدر ناصیہ سر مبارک کا مسح کیا۔ پھر اس کے بعد عمامہ پر مسح کیا اور موزوں پر بھی مسح کیا۔ پچھلے باب میں گزر چکا ہے۔

جمہور علماء کا مسلک:...... جمہور علماء کے نزدیک بغیر سر کے صرف عمامہ پر مسح جائز نہیں ہے۔ تفصیل وہاں گزر چکی ہے۔ اس حدیث میں حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے مسح ناصیہ کو مسح عمامہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے۔ یہ صورت درست ہے یا نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اور ان کے نزدیک بقدر واجب سر پر مسح کے بعد باقی مسح عمامہ پر کر لینے سے سنت استیعاب ادا ہو جاتی ہے۔

علامہ خطابی کا فرمان:...... یہ بات امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بھی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے کہا کہ مسح عمامہ کا انکار اکثر فقہاء نے کیا ہے اور ان حضرات نے حدیث مسح عمامہ کی یہ تاویل کی ہے کہ بعض اوقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سر کے کچھ حصے کے مسح پر اکتفا فرماتے سامنے اور پیچھے کی طرف سے پورے سر کا مسح نہیں فرماتے تھے اور نہ عمامہ کو سر سے اتارتے اور نہ اس کو کھولتے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کو اسی صورت کی تفسیر مانا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا حال بیان کرتے ہوئے کہا "فمسح ناصته و عمامته" کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بقدر ناصیہ سر مبارک کا مسح کیا۔ اس کے بعد عمامہ پر مسح کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے مسح ناصیہ کو مسح عمامہ کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے تو اس کیفیت سے مسح کی صورت میں جتنی مقدار کا مسح واجب ہے۔ وہ مسح ناصیہ کے برابر سر پر مسح کرنے سے ادا ہو گیا کیونکہ ناصیہ بھی سر کا جز ہے اور عمامہ پر مسح بالتبع کیا ہے جیسا کہ مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا اور بالتبع اس کے نچلے حصے پر بھی کیا (معالم السنن: ...... ۵۷/۱)

خلاصہ کلام:...... بہر حال اس سے شوافع کے نزدیک سنت استیعاب مسح راس یعنی پورے سر پر مسح کی سنت ادا ہو جاتی ہے بشرطیکہ ان کے مسلک کے مطابق بقدر مفروض سر پر مسح کر لیا ہو۔

حنفیہ کا قول:...... اب رہی یہ بات کہ حنفیہ کیا کہتے ہیں تو اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی منقول نہیں نیز اکثر احناف مطلق مسح عمامہ کا انکار کرتے ہیں۔ البتہ امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں تصریح کی ہے کہ اگر بقدر ناصیہ سر پر مسح کیا۔ پھر تکمیل عمامہ پر کر لی تو ہمارے نزدیک جائز ہے۔ اگر اس صورت میں استیعاب مسح راس کی سنت ادا نہ ہوتی تو جواز کا قول بظاہر بے فائدہ ہے، لہذا جواز کا قول اختیار کرنا دلیل ہے سنت استیعاب ادا ہونے کی۔

بہر حال اگر دونوں کا مسح ثابت ہو جائے تو بقول امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کی کوئی وجہ نہیں لیکن بدون مسح راس کے صرف مسح عمامہ پر اکتفاء کا انکار کرتے ہیں۔

امام مالک کا قول:...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مسح ناصیہ کافی نہیں اور نہ وہ عمامہ پر مسح کو جائز کہتے ہیں کیونکہ ان

کے نزدیک مسح راس میں استیعاب بدون حائل کے ضروری ہے اور اصحاب مالک رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کو اس پر محمول کرتے ہیں کہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں تکلیف تھی، اس لئے عمامہ پر مسح کیا تھا۔

ابن رشد کا فرمان:...... قاضی ابوالولید محمد بن رشد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حائل پر مسح جائز نہیں الا علۃ مگر عذر کی وجہ سے اور ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔

امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:...... دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اسی حدیث باب سے حنفیہ اور شافعیہ نے استیعاب مسح راس کی عدم فرضیت پر استدلال کیا ہے اور اسی حدیث سے حنفیہ نے ناصیہ یا چوتھائی سر کے مسح کی فرضیت پر استدلال کیا ہے، اس لئے یہ حدیث مالکیہ اور شافعیہ پر حجت ہے۔ امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ یہ بات تو یقینی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقدار مفروض کو نہیں چھوڑتے تھے اور ممکن ہے کہ غیر مفروض حصہ کا بطور سنت کرتے ہوں گے۔ اب جب دونوں عمل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کہ بعض اوقات مقدار ناصیہ کے مسح پر اقتصار مروی ہے اور دوسری روایت سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے سر کا مسح کیا ہے۔

تطبیق:...... تو ہم نے دونوں قسم کی احادیث پر عمل کیا ہے کہ مقدار ناصیہ کو فرض قرار دیا ہے کیونکہ اس سے کم مقدار پر مسح کی کوئی روایت منقول نہیں ہے اور ناصیہ سے زائد حصے پر مسح کو ہم نے سنت قرار دیا ہے۔ نیز اگر مقدار ناصیہ سے کم مفروض ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدار مفروض کو بیان کردینے کی غرض سے بعض اوقات اس پر اکتفاء فرماتے جیسا کہ بعض احوال میں مسح ناصیہ پر اکتفاء فرمایا ہے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدار ناصیہ سے کم کا مسح ثابت نہیں تو یہ عدم ثبوت اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مقدار ناصیہ ہی مفروض ہے۔

ابن رشد کا جواب اور ابوبکر جصاص کا اس پر رد:...... ابن رشد نے اس کا جواب دیا ہے کہ احتمال ہے کہ ناصیہ کا مسح کسی عذر کی بنا پر کیا ہو یا بغیر حدث کے وضوء علی الوضوء کی حالت میں کیا ہوگا، امام ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جواب کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر اس موقع پر کوئی عذر ہوتا تو ضرور نقل کیا جاتا جیسے مسح عمامہ وغیرہ کو نقل کیا گیا ہے اور اس کا قائل ہونا کہ مسح ناصیہ وضوء علی الوضوء کی حالت میں ہوا ہوگا۔ ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ ایسی تاویل ہے جو نا قابل اعتبار ہے کیونکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قضاء حاجت کی پھر وضو فرمایا اور ناصیہ پر مسح کیا۔ اس سے صاف معلوم ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بعد حدث کے کیا تھا اور اگر مسح ناصیہ کے بارے میں اس تاویل مذکور کو جائز مان لیا جائے تو پھر مسح خفین میں بھی یہی تاویل کرو کیونکہ اس وضو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر بھی مسح کیا تھا تو کیا یہاں بھی مالکیہ اس کے قائل ہوں گے کہ شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح ضرورۃ اور عذر کی وجہ سے کیا ہوگا یا بغیر حدث کے وضوء علی الوضوء کی حالت میں کیا ہوگا حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں، غرض یہ کہ جب ربع راس یعنی چوتھائی سر سے کم کی کوئی روایت موجود نہیں تو اس لئے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو آیت مبارکہ ﴿وامسحوا برؤسکم﴾ کے اجمال کا بیان قرار دے کر مراد متعین کی گئی کہ وہ ربع راس ہے جس کو ناصیہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور ناصیہ آگے کی جانب سے چوتھائی حصہ سر کو کہتے ہیں۔ ابوداؤد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس کی مقدار ربع راس بیان کی

گئی ہے۔"فمسح مقدم رأسه ولم ينقض العمامة" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے اور جس جگہ سند سے سکوت کرتے ہیں۔ وہ ان کے نزدیک قابل تسلیم ہوتی ہے۔اب آیت کریمہ کی مراد متعین ہوگئی کہ وہ ربع راس ہے اور جن روایات میں پورے سر پر مسح کا ذکر آیا ہے وہ سنت اور کمال پر محمول ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۹:...... اخبرنا عمرو...فغسل ذراعيه ومسح بناصيته وعلى العمامة وعلى خفيه.

مفہوم:...... حضرت مغیرہ ﷛ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں سرورکونین ﷺ نے مجھ سے پانی طلب کیا، میں نے پانی لایا تو سرکار دوعالم ﷺ نے اچھی طرح وضو فرمایا۔ حدیث کے آخر میں ہے کہ آپ نے آستین سے ہاتھ نکال کر دونوں ہاتھ دھوئے، پیشانی، عمامہ اور موزوں پر مسح فرمایا۔

باب كيف المسح على العمامة

عمامہ پر مسح کی کیفیت کا بیان

حدیث نمبر ۱۱۰: اخبرنا يعقوب...ومسح بناصيته وجانبي عمامته ومسح على خفيه...فقضى ماسبق به.

مفہوم: حضرت مغیرہ بن شعبہ ﷛ سے روایت ہے کہ دو ایسی باتیں ہیں کہ جن کے بارے میں میں کسی سے نہ دریافت کروں گا۔ جو کہ میں خود سید البشر سے دیکھ چکا ہوں۔ ہم لوگ آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ آپ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے واپس تشریف لا کر وضو فرمایا اور پیشانی اور عمامہ کے دونوں کناروں اور موزوں پر مسح فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے کہ امام اپنی رعایا میں سے کسی شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرے تو کیا یہ درست ہے؟ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سفر میں تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا تو صحابہ کرام ﷡ نے نماز شروع فرمادی اور لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے نماز پڑھانا شروع فرمادی۔ اسی دوران نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ کی اقتداء میں جس قدر نماز باقی تھی وہ ادا فرمائی۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷛ نے سلام پھیرا تو آپ کی جس قدر نماز باقی رہ گئی تھی وہ پڑھی۔

سفر سے مراد غزوہ تبوک:...... اس سفر سے مراد غزوہ تبوک کا سفر ہے جیسا کہ ابوداؤد وغیرہ میں عباد بن زیاد کی روایت میں اس کی تصریح ہے اور یہ غزوہ ۹ھ میں ہوا تھا اور حدیث میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ سفر سے واپس آنے کے وقت واقع ہوا تھا۔ حضرت مغیرہ کی یہ حدیث طرق کثیرہ سے مروی ہے۔ یہاں تک کہ بزار نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے کہ حضرت مغیرہ کی حدیث کو ان سے ساٹھ راویوں نے روایت کیا ہے مگر الفاظ مختلف ہیں پچھلے باب کی روایت میں "فمسح ناصيته و عمامته" کے الفاظ آئے ہیں۔ بعض روایات میں "وضع يده على عمامته" اور بعض میں "ومسح فوق العمامة" جیسے ابوداؤد میں ہے اور حدیث باب میں "ومسح جانبي عمامته" آیا ہے وغیرہ ذالک۔

حدیث مغیرہ سے مسح راس کی وضاحت:...... بہرحال حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وضو میں تمام سر کا مسح نہیں فرمایا بلکہ سر کی اگلی جانب سے بقدر ناصیہ یعنی چوتھائی سر کا مسح فرمایا۔ پھر ادائے سنت کے واسطے بجائے تمام مسح سر کے پگڑی پر مسح کر لیا۔ عمامہ پر مسح کس طرح کیا اس کا بیان اس حدیث میں ہے جس کو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "وجانبي عمامته" کے عنوان سے ذکر فرما رہے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے عمامہ کے دونوں کناروں پر مسح فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام سر کا مسح فرض نہیں ہے۔ فتح الباری اور عینی میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ چوتھائی سر کا مسح کافی ہے۔ اس سے فرض ادا ہو جاتا ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سر کا مسح کرنا چاہتے "رفع القلنسوۃ و مسح مقدم راسہ" تو ٹوپی اٹھا کر سر کے اگلے حصے کا مسح کرتے تھے۔ اس کو دارقطنی نے روایت کیا ہے اور تعلیق المغنی میں ہے سندہٗ صحیح کہ اس کی سند صحیح ہے اور ان کے اس عمل پر صحابہ کرام میں سے کسی نے انکار نہیں کیا جیسے ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

سلف اور استیعاب مسح رأس: ...... تو معلوم ہوا کہ استیعاب مسح رأس سلف کے نزدیک بھی فرض نہیں تھا۔

اس حدیث سے متعلق بعض دوسرے مسائل ماقبل میں صفۃ الوضوء کے ماتحت گزر چکے ہیں۔

باب ایجاب غسل الرجلین

حدیث نمبر ۱۱۱: اخبرنا قتیبۃ...قال ابو القاسم ویل للعقب من النار.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ ایڑی کے عذاب سے بربادی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲: اخبرنا محمود...یتوضؤن فرای اعقابھم تلوح فقال ویل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء.

مفہوم: گزشتہ حدیث والی بات ان لوگوں کے متعلق فرمائی جن کی ایڑیاں وضو کرتے وقت خشک رہ گئی تھی۔

باب بای الرجلین یبدا بالغسل

حدیث نمبر ۱۱۳: اخبرنا محمد...کان یحب التیامن مااستطاع فی طھورہ ونعلہ وترجلہ...مااستطاع.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ حسب استطاعت پاکی حاصل کرنے میں، جوتا پہننے میں اور کنگھا کرنے میں دائیں ہاتھ استعمال کرتے تھے۔

باب غسل الرجلین بالیدین

حدیث نمبر ۱۱۴: اخبرنا محمد...فغسلھما مرۃ وغسل وجھہ وذراعیہ مرۃ مرۃ غسل رجلیہ بیمینہ کلتاھما.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد قیسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں پانی پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر چہرہ اور بازو دو مرتبہ دھوئے، اور پھر پاؤں دھونے سے پہلے دونوں ہاتھ دھوئے۔

باب الامر بتخلیل الاصابع

حدیث نمبر ۱۱۵: اخبرنا اسحٰق...اذا توضات فاسبغ الوضوء وخلل بین الاصابع.

مفہوم: حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کا خلال کرو۔

باب عدد غسل الرجلین

حدیث نمبر ۱۱۶: اخبرنا محمد...ومسح براسہ وغسل رجلیہ ثلاثا ثلاثا ثم قال ھذا وضوء رسول اللہ ﷺ.

مفہوم: حضرت ابوحیہ وداعی ؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی ؓ نے اچھی طرح وضو کیا اور وضو کے آخر میں تین مرتبہ پاؤں دھویا اور اس کو حضور اکرم ﷺ کی طرف منسوب کیا۔

باب حد الغسل

حدیث نمبر ۱۱۷: اخبرنا احمد... فتوضا فغسل کفیه ثلاث مرات ثم مضمض واستنشق ثم غسل وجهه... من ذنبه.

مفہوم: حضرت حمران سے روایت ہے کہ انہوں نے خبر دی کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ نے وضو کا پانی منگوایا اور دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین مرتبہ منہ دھویا پھر دایاں اور بایاں بازو تین تین مرتبہ دھویا پھر سر کا مسح کیا پھر دایاں پاؤں ٹخنوں تک تین مرتبہ دھویا پھر بایاں پاؤں دھویا۔ پھر فرمایا کہ میں نے سید الرسل ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس طریقہ سے وضو کیا کہ جس طرح میں نے وضو کیا پھر بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس طریقہ سے وضو کرے کہ جیسے میں نے وضو کیا ہے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت ادا کرے اور دل میں کسی طرح کے وسوسے نہ لائے، تو اس شخص کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

باب الوضوء في النعل

حدیث نمبر ۱۱۸: اخبرنا محمد... تلبس هذه النعال السبتية وتتوضا فيها قال ايت رسول الله ﷺ يلبسها ويتوضا فيها.

مفہوم: حضرت عبید بن جریج ؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر ؓ سے کہا کہ آپ چمڑے کے جوتے پہن کر وضو کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں! اسی طرح کا وضو نبی کریم ﷺ بھی کرتے تھے۔

باب المسح على الخفين

حدیث نمبر ۱۱۹: اخبرنا قتيبة... فقيل له اتمسح فقال قد رايت رسول الله ﷺ يمسح... قبل موت النبي بيسير.

مفہوم: حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح کیا۔ لوگوں نے مسح کرنے کی وجہ دریافت کی، تو فرمایا کہ سرور کونین ﷺ بھی اس طرح کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲۰: اخبرنا العباس... انه رای رسول الله ﷺ توضا ومسح على الخفين.

مفہوم: حضرت جعفر بن عمرو امیہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے وضو کرتے ہوئے موزوں پر مسح فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۲۱: اخبرنا عبدالرحمن... ثم توضا فغسل وجهه ويديه ومسح براسه ومسح على الخفين ثم صلى.

مفہوم: حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ اور حضرت بلال ؓ دونوں تشریف لے گئے اور حضور اکرم ﷺ حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ پھر انہوں نے حضرت بلال ؓ سے سرکار دو عالم ﷺ کے عمل کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ قضائے حاجت سے فراغت پر وضو کیا اور آخر میں سر اور موزوں پر مسح کر کے نماز ادا کی۔

حدیث نمبر ۱۲۲: اخبرنا سليمان... انه مسح على الخفين.

مفہوم: حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ نے موزوں پر مسح کیا۔

حدیث نمبر ۱۲۳: اخبرنا قتيبة... عن رسول الله في المسح على الخفين انه لا باس به.

مفہوم: حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موزوں پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث نمبر ۱۲۴: اخبرنا علی ... فضاقت به الجبة فاخرجهما من اسفل الجبة فغسلهما ومسح علی خفیه ثم صلی بنا.

مفہوم: اس طرح کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵: اخبرنا قتیبة ... فصب علیه حتی فرغ من حاجته فتوضا ومسح علی الخفین.

باب المسح علی الجوربین والنعلین

حدیث نمبر ۱۲۶: اخبرنا اسحٰق ... مسح علی الجوربین والنعلین.

مفہوم: حضرت مغیرہ ؓ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا۔

باب المسح علی الخفین فی السفر

حدیث نمبر ۱۲۷: اخبرنا محمد ... کنت مع النبی ﷺ فی سفر ... فغسل وجهه ویدیه ومسح براسه ومسح علی خفیه

مفہوم: حضرت مغیرہ بن شعبہ ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے مغیرہ! تم میرے پیچھے رہو اور آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ مجھ سے آگے آگے جاؤ۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے پیچھے ہی رہا میرے ساتھ پانی کا ایک لوٹا تھا لوگ روانہ ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کے اعضاء پر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ اُس وقت آپ ﷺ تنگ آستین کا ایک چوغہ پہنے ہوئے تھے جو کہ ملک روم کا تیار کردہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے ہاتھ نکالنا چاہا تو وہ تنگ پڑ گئے تب آپ ﷺ نے چوغے کے نیچے سے ہاتھ نکال لیا اور چہرہ اور ہاتھوں کو دھویا اور آپ ﷺ نے سر پر مسح فرمایا۔

باب التوقیت فی المسح علی الخفین للمسافر

حدیث نمبر ۱۲۸: اخبرنا قتیبة ... اذا کنا مسافرین ان لا ننزع خفافنا ثلاثة ایام ولیالیهن.

مفہوم: حضرت صفوان بن عسال ؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حالتِ سفر میں موزوں پر تین دن اور تین رات تک نہ اتارنے کی رخصت دی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۹: اخبرنا احمد ... اذا کنا مسافرین ان نمسح علی خفافنا ولا نزعها ثلاثة ایام من غائط وبول ... جنابة.

مفہوم: حضرت زر ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صفوان بن عسال ؓ سے موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ سید الکونین ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ جب تم سفر میں ہو تو حالتِ جنابت کے علاوہ باقی پیشاب، پاخانہ اور سونے کے وقت اس کو نہیں اتارنا چاہیے بلکہ تین روز تک اس پر مسح کرنا چاہیے۔

باب التوقیت فی المسح علی الخفین للمقیم

حدیث نمبر ۱۳۰: اخبرنا اسحٰق ... جعل رسول اللہ ﷺ للمسافر ثلاثة ایام ولیالیهن ویوما ولیلة للمقیم یعنی فی المسح.

مفہوم: حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موزوں پر مسح کرنا مسافر کیلئے تین دن تین رات اور مقیم کیلئے ایک دن ایک رات ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱: اخبرنا هناد... كان رسول الله ﷺ يامرنا ان يمسح المقيم يوما وليلة والمسافر ثلاثا.

مفہوم: حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ مجھ سے اچھی طرح جانتے ہیں۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ ہمیں مقیم کیلئے ایک روز اور مسافر کیلئے تین روز تک مسح کرنے کا حکم کرتے تھے۔

باب صفة الوضوء من غير حدث

حدیث نمبر ۱۳۲: اخبرنا عمرو... فاخذ منه كفا فمسح به وجهه... رايت رسول الله يفعله وهذا وضوء من لم يحدث.

مفہوم: حضرت نزال بن سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو پانی پیش کیا گیا آپ نے چہرہ، دونوں ہاتھ، سر اور دونوں پاؤں پر مسح کیا اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا، اور فرمایا کہ وضوء علی الوضوء کا یہی طریقہ ہے۔ اور نبی کریم ﷺ ایسے ہی وضو کرتے تھے۔

باب الوضوء لكل صلوة

حدیث نمبر ۱۳۳: اخبرنا محمد... قال كنا نصلي الصلوات مالم نحدث قال وقد كنا نصلي الصلوات بوضوء.

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا تو آپ نے اس سے وضو کیا۔ حضرت عمرو بن عامر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا سرکار دو عالم ﷺ ہر نماز کیلئے نیا وضو کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کہ آپ بھی؟ فرمایا کہ ہم جب تک وضو نہیں ٹوٹتا نماز پڑھتے رہتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۴: اخبرنا زياد... فقال انما امرت بالوضوء اذا قمت الى الصلوة.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ کے پاس قضائے حاجت کے بعد کھانا لایا گیا تو بعض نے کہا کہ کیا ہم پانی پیش کریں؟ فرمایا کہ وضو تو صرف نماز سے پہلے کرنا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۵: اخبرنا عبيدالله... يتوضا لكل صلوة فلما كان يوم الفتح صلى الصلوات بوضوء واحد... ياعمر.

مفہوم: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرتے تھے فتح مکہ کے دن ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا فرمائی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ دریافت کی۔ فرمایا کہ میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے۔

باب النضح

حدیث نمبر ۱۳۶: اخبرنا اسماعيل... اذا توضا اخذ حفنة من ماء فقال بها هكذا ووصف شعبة نضح به فرجه... الثقفي.

مفہوم: حضرت حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید البشر ﷺ وضو کرتے وقت اپنی شرمگاہ پر پانی چھڑکتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳۷: اخبرنا العباس... رايت رسول الله ﷺ توضا ونضح فرجه قال احمد فنضح فرجه.

باب الانتفاع بفضل الوضوء

حدیث نمبر ۱۳۸: اخبرنا ابو داؤد... توضا ثلاثا ثلاثا ثم قام فشرب فضل وضوئه وقال صنع رسول الله ﷺ كما صنعت.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کے بچے ہوا پانی پیتے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۹: اخبرنا محمد... واخرج بلال فضل وضوئه فابتدره الناس فنلت منه شيئا... يمرون بين يديه.

مفہوم: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقام بطحا میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سید الرسل ﷺ کا بچا ہوا پانی نکالا اور لوگوں کو دیتے رہے، میں نے بھی پیا، پھر میں نے زمین پر سترہ گاڑا تو سرکار دو عالم ﷺ نے امامت کرائی۔

حدیث نمبر ۱۴۰: اخبرنا محمد... فتوضا رسول الله ﷺ فصب على وضوءه.

مفہوم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار تھا تو سرور کونین ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عیادت کیلئے تشریف لائے تو مجھے بے ہوش پایا، پھر نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور بچا ہوا پانی میرے اعضاء کے اوپر ڈالا۔

باب فرض الوضوء

حدیث نمبر ۱۴۱: اخبرنا قتيبة... لايقبل الله صلوة بغير طهور ولاصدقة من غلول.

مفہوم: حضرت ابو الملیح رضی اللہ عنہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں کرتے، صدقہ چوری اور خیانت کے مال سے قبول نہیں کرتے۔

باب الاعتداء فی الوضوء

حدیث نمبر ۱۴۲: اخبرنا محمود... فاراه الوضوء ثلاثا ثلاثا... فمن زاد على هذا فقد اساء وتعدى وظلم.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دیہاتی آیا اور حضور اکرم ﷺ سے وضو کا طریقہ سیکھنا چاہا تو تین تین مرتبہ وضو کر کے دکھایا، پھر فرمایا کہ جو اس پر زیادتی کرے گا اس نے برا کیا اور ظلم کیا۔

باب الامر باسباغ الوضوء

حدیث نمبر ۱۴۳: اخبرنا يحيى... بشيء دون الناس الا بثلاثة اشياء... ولا ننزى الحمر على الخيل.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہم لوگ حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ سرور کونین ﷺ نے ہمیں تین باتوں کا حکم فرمایا یہ کہ اچھی طرح وضو کرے، زکوۃ استعمال نہ کرنے کا اور گدھوں کو گھوڑیوں پر نہ چڑھائیں۔

حدیث نمبر ۱۴۴: اخبرنا قتيبة... اسبغوا الوضوء.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو اچھی طرح کرنے کا حکم دیا۔

باب الفضل فی ذلک

حدیث نمبر ۱۴۵: اخبرنا قتيبة... ويرفع به الدرجات اسباغ الوضوء... فذلكم الرباط فذلكم الرباط.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں گناہوں کو ختم کرنے اور درجات بلند کرنے والی چیز نہ

بتاؤں؟ فرمایا کہ وضو کو اچھی طرح کرنا اس وقت جب سخت معلوم ہو، مسجد جاتے ہوئے زیادہ قدم اٹھانا اور دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھنا۔

باب ثواب من توضا کما امر

حدیث نمبر ۱۴۶: اخبرنا قتیبة... من توضا کما امر وصلی کما امر... اکذلک یا عقبة قال نعم.

مفہوم: حضرت عاصم بن سفیان سے روایت ہے کہ ہم لوگ سلاسل کے مقام کی جانب جہاد کرنے کیلئے روانہ ہوئے لیکن جنگ نہ ہوئی پھر بھی ہم لوگ وہیں پر جمے رہے۔ بعد میں ہم لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آگئے اور اس وقت ان کے پاس حضرت ابوایوب اور حضرت عقبہ بن عامر تشریف فرما تھے۔ حضرت عاصم نے فرمایا اے ابوایوب! ہم کو جہاد نہیں مل سکا اور ہم نے یہ بات سنی ہے کہ جو شخص چار مسجدوں میں نماز ادا کرے تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے! ہم تم کو اس سے زیادہ آسان بات بتلاتے ہیں میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص حکم کے مطابق وضو اور نماز ادا کرے تو اس شخص کی مغفرت کر دی جائے گی۔ چاہے وہ شخص پہلے جو عمل بھی کر چکا ہو۔ حضرت عاصم نے کہا کہ اے عقبہ! کیا مسئلہ اسی طرح سے ہے؟ فرمایا جی ہاں۔

حدیث نمبر ۱۴۷: اخبرنا محمد... من اتم الوضوء کما امره الله عزوجل فالصلوات الخمس کفارات لما بینهن.

مفہوم: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اچھی طرح وضو کرے اس کے پانچ نمازوں کے بیچ رونما ہونے والے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۸: اخبرنا قتیبة... ما من امری یتوضا فیحسن وضوئه ثم یصلی... و بین الصلوة الاخری حتی یصلیها.

مفہوم: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر وہ شخص جو اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے تو جب تک وہ دوسری نماز ادا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۹: اخبرنا عمر... اذا توضات فغسلت کفیك فانقیتهما خرجت... و وعاه قلبی من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم.

مفہوم: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وضو کرنے کا کس قدر اجر و ثواب ہے؟ فرمایا کہ جب تم نے وضو کرلیا اور صاف کر کے تم نے دونوں پہونچے دھوئے تو تمہارے تمام گناہ نکل گئے۔ تمہارے ناخنوں اور ہاتھ کے پوروں سے، پھر جب تم نے کلی کرلی اور ناک کے دونوں سوراخوں کو تم نے صاف کرلیا اور چہرہ اور ہاتھ دھوئے دونوں کہنیوں تک اور تم نے سر پر مسح کرلیا اور دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے تو تم اکثر گناہوں سے نکل گئے اب اگر تم نے اپنا چہرہ زمین پر رضائے خداوندی کیلئے رکھ لیا تو تم اپنے گناہوں سے اس طریقہ سے کل گئے جیسے تم اس دن تھے کہ جس دن تمہاری ماں نے تم کو جنم دیا۔ حضرت ابوامامہ نے جو اس حدیث کو حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا اے عمرو بن عبسہ! تم ذرا غور کر کے بات کہو کہ کیا ہر ایک انسان کو اس قدر نعمتیں ہر ایک مجلس میں حاصل ہو جاتی ہیں۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سن لو، خدا کی قسم میں بوڑھا ہو گیا اور میری وفات کا زمانہ نزدیک ہے اور میں ضرورت مند اور محتاج بھی نہیں ہوں بلاشبہ اس کو میرے کانوں نے سنا اور میرے قلب نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محفوظ رکھا۔

باب القول بعد الفراغ من الوضوء
وضوء سے فارغ ہونے بعد دعا پڑھنے کا بیان

حدیث نمبر ۱۵۰: اخبرنا محمد... من توضا فاحسن الوضوء ثم قال اشهد ان لا ... یدخل من ایها شاء.

مفہوم: حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو وضو کے بعد یہ دعا پڑھے تو اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر اس کو دخول میں اختیار دیا جاتا ہے، وہ دعا یہ ہے "اشهد ان لا اله الا الله ... الخ"۔

وضوء کر کے کیا پڑھے:...... طیبی نے کہا کہ وضو کے بعد شہادتین کے پڑھنے میں اس بات پر اشارہ ہے کہ پاخانہ پیشاب اور حدث سے اعضاء وضوء کی طہارت کے بعد اپنے قلب کو شرک اور ریا سے پاک کر لینا اور عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خالص بنا لینا ہے۔

وضو کے بعد شہادتین کا پڑھنا متفق علیہ ہے: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ تو متفق علیہ مسئلہ ہے کہ وضو کے بعد شہادتین کے دونوں کلموں کو پڑھنا مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ شہادتین کے ساتھ ان کلمات کو بھی ملا لیا جائے جو ترمذی کی روایت میں آئے ہیں۔ "اللهم اجعلنی الخ" پھر ان کے ساتھ ان کلمات کو بھی ملا لینا اچھا ہے جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل الیوم واللیل میں مرفوعاً نقل فرمائے ہیں "سبحانك اللهم و بحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك و اتوب اليك"۔

صاحب غسل کیلئے حکم استحبابی:...... علماء احناف اس وظیفہ کو غسل کرنے والے کے لئے بھی مستحب کہتے ہیں۔

بہر حال جو شخص وضو کے بعد اس دعا کو پڑھے اس کے واسطے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

اشکال:...... اشکال یہ ہے کہ دوسری احادیث سے تقسیم ابواب جنت معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابواب جنت تیار کیے گئے ہیں۔ اعمال مخصوصہ کی اہلیت رکھنے والے کے واسطے مثلاً جس پر صوم کا رنگ غالب تھا وہ باب الریان سے داخل ہوگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس اب وضو کرنے کے بعد دعا مذکور پڑھنے والے کے واسطے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جانے کی روایت بظاہر ان احادیث کے خلاف ہے، جن میں مصلی باب الصلوٰۃ سے اور مجاہد باب الجہاد سے اور روزہ دار باب الریان وغیرہ ذالک سے جنت میں داخل ہونے کا بیان آیا ہے۔

جواب:...... اس کا جواب یہ ہے کہ بطور اعزاز و اکرام اس متوضی کے لئے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے لیکن داخل اسی باب سے ہوگا کہ جس عمل کا رنگ اس پر غالب تھا۔

جواب کی وضاحت ایک مثال سے:...... یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا ارحم امتی بامتی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا ان کے علاوہ دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں رحم کا وصف موجود نہیں تھا بے شک تھا مگر حضرت ابوبکر کی شان میں غلبہ کی وجہ سے ارحم امتی فرمایا گیا ہے جیسا کہ ہمارے محاورات میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مولانا کوئی نہیں کہتے (شاہ اس کو کہتے ہیں جس پر صفت درویشی غالب ہو اور مولانا وہ جس پر صفت علم کا غلبہ ہو یہ عرف ہے) حالانکہ ان پر صفت علم کا کیا پوچھنا؟ وہ تو اعلیٰ مرتبے کے علوم کے صاحب تھے۔ مولانا قاسم و مولانا رشید احمد کہتے ہیں، اس لئے کہ ان پر صفت علم کا غلبہ تھا سب میں علم و درویشی تھی لیکن شاہ صاحب

پرصفت درویشی علم پر غالب تھی اور مولانا پر صفت علم غالب تھی۔ اسی طرح عاملین میں بھی کسی پر کسی صفت کا غلبہ ہوتا ہے۔ ایک عابد ہے تمام رات عبادت کرتا ہے مگر اس سے جہاد وغیرہ نہیں ہوسکتا اور ایک وہ ہے کہ گو پوری رات عبادت نہیں کرتا لیکن اگر ذرا سی بات پر بھی جو اللہ کے اور رسول کے خلاف دیکھی تو پھر جان دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت:...... غرض کہ مراد یہی ہے کہ جس پر صلوٰۃ کا رنگ غالب ہے وہ باب الصلوۃ سے داخل ہوگا اور جس پر دوسری صفت غالب ہوگی وہ دوسرے دروازے سے داخل ہوگا۔ اسی حدیث میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ کوئی ایسا بھی ہوگا جو ان سب دروازوں سے داخل ہو تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں! "وارجوان تکون منھم" کہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ تم ہو، متعدد دروازوں سے دخول میں صرف شرف وکمال کا اظہار ہے۔

جنت وجہنم کے دروازوں کی تعداد میں حکمت:...... حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حکمت لکھی ہے کہ دوزخ کے دروازے سات ہیں اور جنت کے آٹھ اس کی حکمت کیا ہے بہت لطیف بات لکھی ہے کہ ایک جماعت وہ بھی ہوگی جو بلا حساب داخل فی الجنۃ ہوگی اور جہنم میں دخول بلاوجہ خلاف عدل ہے تو جنت میں وہ قوم اس آٹھویں دروازے سے داخل ہوگی لیکن دوزخ میں بلاوجہ اور حساب کے دخول نہیں ہوگا لہٰذا اس کے سات دروازے ہیں۔

باب حلیة الوضوء

حدیث نمبر ۱۵۱:...... اخبرنا قتیبة... لو علمت انکم ھھنا ما توضأت ھذا الوضوء... حلیة المؤمن حیث یبلغ الوضوء۔

مفہوم: حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وضو بنا رہے تھے میں پیچھے کھڑا تھا تو انہوں نے بغلوں تک ہاتھ دھوئے۔ حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ نے اس کی وجہ دریافت کی، تو فرمایا کہ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ آپ کھڑے ہیں تو میں کبھی بھی ایسے نہ کرتا، سنئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مؤمن کا زیور وہ جگہ ہے جہاں تک وضو کا پانی پہنچے۔

حدیث نمبر ۱۵۲: اخبرنا قتیبة... لا کان لرجل خیل غر محجلة فی خیل بھم دھم... وانا فرطھم علی الحوض۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع کی جانب تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم لوگوں پر سلامتی ہو اے گھر والو، صاحب ایمان لوگو! تم پر سلامتی ہے یہ مکان ہے اہل اسلام واہل ایمان کا اور ہم لوگ ان شاء اللہ تم سے ملاقات کرنے والے ہیں، مجھے تمنا ہے کہ میں اپنے مسلمان بھائیوں کی زیارت کروں، ان سے ملوں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ تمہارا مقام تو اس سے کہیں زیادہ ہے تم لوگ میرے صحابی اور ساتھی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو کہ ابھی دنیا میں نہیں آئے اور میں قیامت کے دن حوضِ کوثر پر ان لوگوں کا "فرط" ہوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کس طریقہ سے پہچانیں گے کہ جو لوگ دنیا میں آپ کے بعد آئیں گے؟ فرمایا غور کرو اگر کسی شخص کے سفید چہرہ اور سفید پاؤں کے گھوڑے خالص مشکی گھوڑوں میں شامل ہو جائیں تو وہ شخص اپنے گھوڑوں کی شناخت نہیں کرے گا؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا اس طریقہ سے وہ میرے بھائی قیامت کے دن آئیں گے اور ان کے چہرے اور ہاتھ اور پاؤں وضو کے نور سے چمکتے دمکتے ہوں گے اور میں حوضِ کوثر پر ان لوگوں کا فرط ہوں گا۔

باب ثواب من احسن الوضوء

حدیث نمبر ۱۵۳: اخبرنا موسیٰ...من توضا فاحسن الوضوء ثم صلی رکعتین یقبل علیھما بقلبه ووجھه وجبت له الجنة۔

مفہوم: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کیلئے جنت واجب ہے جو اچھے طریقہ سے وضو کرکے دو رکعت خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے۔

باب ما ینقض الوضوء وما لاینقض الوضوء من المذی

حدیث نمبر ۱۵۴: اخبرنا ھناد...فقلت لرجل جالس الی جنبی سله فساله فقال فیه الوضوء۔

مفہوم: حضرت ابوعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مذی آتی تھی جبکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی نکاح میں تھی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھنے میں شرم محسوس کی تو کسی اور کے ذریعے دریافت کیا۔ سرورکونین ﷺ نے فرمایا کہ اس پر صرف وضو ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۵: اخبرنا اسحٰق...فساله فقال یغسل مذاکیره ویتوضا وضوئه للصلوة۔

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک آدمی عورت کی قربت اختیار کرلے اور اس سے مذی نکلے تو یہ مسئلہ سرکار دوعالم ﷺ سے دریافت کرلو، مجھے پوچھنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ جب انہوں نے یہ مسئلہ سید البشر ﷺ سے دریافت کیا تو سید الکونین ﷺ نے شرم گاہ دھونے اور وضو کرنے کا حکم فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۵۶: اخبرنا قتیبة...یسال رسول اللہ ﷺ اجل ابنته عندی فقال یکفی من ذلك الوضوء۔

مفہوم: گزشتہ حدیث کی طرح ہے اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے ذریعے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا۔

حدیث نمبر ۱۵۷: اخبرنا عثمان...ان یسال رسول اللہ ﷺ عن المذی فقال یغسل مذاکیره ویتوضا۔

حدیث نمبر ۱۵۸: اخبرنا عتبة...اا وجد احدکم ذلك فلینضح فرجه ویتوضا وضوئه للصلوة۔

حدیث نمبر ۱۵۹: اخبرنا محمد...ان اسال النبی ﷺ عن المذی...فامرت المقداد بن الاسود فساله فقال فیه الوضوء۔

باب الوضوء من الغائط والبول

حدیث نمبر ۱۶۰: اخبرنا محمد...امرنا ان لاننزعلاثا الا من جنابة ولکن من غائط وبول ونوم۔

مفہوم: زر بن جیش سے مروی ہے کہ میں ایک صاحب کے پاس گیا جن کو حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا۔ میں ان کے دروازہ پر بیٹھ گیا جب وہ باہر آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا کام ہے؟ میں نے کہا کہ میں علم کی خواہش رکھتا ہوں۔ فرمایا بے شک فرشتے طالب علم کیلئے اپنے پر خوشی کے ساتھ بچھاتے ہیں۔ پھر پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا کہ میں موزوں کے بارے میں مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ جواب میں فرمایا کہ جب سرکار دوعالم ﷺ کے ساتھ ہم لوگ سفر میں رہتے تھے تو آپ ﷺ ہم کو موزوں کے نہ اتارنے کا حکم فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگ حالت سفر میں تین روز تک موزہ نہ اتاریں سوائے حالت جنابت میں لیکن آپ پیشاب،

پاخانہ یا سوکر اٹھنے کی حالت میں موزے اتارنے کا حکم نہ فرماتے۔

باب الوضوء من الغائط

حدیث نمبر ۱۶۱: اخبرنا عمرو... امرنا ان لاننزعه ثلاثا الا من جنابة ولكن من غائط وبول ونوم.

مفہوم: حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حالت سفر میں تھے تو سید الرسل ﷺ نے ہمیں پیشاب، پاخانہ اور نیند سے بیداری پر موزے نہ اتارنے کا حکم فرمایا مگر یہ کہ جنابت کی حالت میں موزے اتارنے کا۔

باب الوضوء من الريح

حدیث نمبر ۱۶۲: اخبرنا قتيبة... قال لاينصرف حتى يجد ريحا ويسمع صوتا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو نماز میں وضو ٹوٹنے کا وہم ہوتا تھا، اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا، تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ وضو اس وقت تک نہیں ٹوٹتا جب تک بدبو یا آواز نہ سن لے۔

باب الوضوء من النوم

حدیث نمبر ۱۶۳: اخبرنا اسمعيل... اذا استيقظ احدكم من منامه فلايدخل يده في الاناء... اين باتت يده.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ نیند سے بیداری پر ہاتھوں کو برتن میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھو ڈالو اس لئے وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھوں نے رات کہاں گزاری۔

باب النعاس

حدیث نمبر ۱۶۴: اخبرنا بشر... اذا نعس الرجل وهو في الصلوة فلينصرف لعله يدعو على نفسه وهو لايدرى.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں اونگھ آنے پر نماز کو ترک کر دو، ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بددعا دے رہا ہو اور اس کو خبر ہی نہ ہو۔

باب الوضوء من مس الذكر

حدیث نمبر ۱۶۵: اخبرنا هرون... يقول اذا مس احدكم ذكره فليتوضا.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن مروان بن حکم کے پاس گیا تو ہم نے ان باتوں کا بھی ان کے سامنے تذکرہ کیا کہ جن سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔ مروان نے جواب دیا کہ شرم گاہ کے چھونے سے بھی وضو لازم ہو جاتا ہے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ مروان نے کہا کہ مجھے حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے اطلاع دی۔ انہوں نے سید البشر ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے تم میں سے جب کوئی شخص اپنی شرم گاہ چھوئے تو وہ وضو کر لے۔

حدیث نمبر ۱۶۶: اخبرنا احمد... ويتوضا من مس الذكر... حدثني عنها مروان.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مروان بن حکم مدینے منورہ کے حاکم تھے انہوں نے نقل کیا کہ شرم گاہ کے چھونے سے وضو کرنا لازم ہو جاتا ہے جبکہ کوئی شخص اس کو اپنے ہاتھ سے چھوئے۔ میں نے اس بات سے انکار کر دیا اور کہا اس پر

وضو لازم نہیں۔ مروان نے کہا کہ مجھ سے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا نے نقل فرمایا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان چیزوں کے بارے میں کہ جن سے وضو کرنا ضروری ہے تو فرمایا کہ شرم گاہ چھونے سے وضو کرے۔ حضرت عروہ نے کہا کہ میں مروان سے برابر جھگڑا کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مروان نے اپنے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی کو طلب کیا اور اس کو حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کروایا تو حضرت بسرہ نے اس سے وہ بات کہلائی کہ جو مروان نے نقل کی تھی۔

باب ترك الوضوء من ذلك

حدیث نمبر ۱۶۷: اخبرنا هناد... ماترى في رجل مس ذكره في الصلوة قال وهل هو الا مضغة او بضعة منك.

مفہوم: حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سرکار دو عالم ﷺ سے بیعت ہوئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ کر جب فارغ ہوئے تو ایک شخص نے پوچھا کہ اگر کوئی آدمی بحالت نماز شرم گاہ کو چھولے تو اس پر وضو ہے؟ فرمایا کہ یہ تو جسم کا ایک حصہ ہے۔

باب ترك الوضوء من مس الرجل امراته من غير شهوة

حدیث نمبر ۱۶۸: اخبرنا محمد... ان كان رسول الله ﷺ ليصلي واني لمعترضة بين يديه اعتراض الجنازة... برجله.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں سامنے لیٹی رہتی تھی اور سید الرسل ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۹: اخبرنا يعقوب... يصلي فاذا اراد ان يسجد غمز رجلي فضممتها الي ثم يسجد.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید الکونین ﷺ نماز ادا فرماتے رہتے اور میں سامنے لیٹی رہتی، جب سجدہ ادا کرتے کرتے وقت میرے پاؤں کو دباتے تو میں اپنا پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ ﷺ سجدہ فرماتے۔

حدیث نمبر ۱۷۰: اخبرنا قتيبة... فاذا قام بسطتهما والبيوت يومئذ ليس فيها مصابيح.

حدیث نمبر ۱۷۱: اخبرنا محمد... فقدت النبي ذات ليلة... فوقعت يدي على قدميه... وهو ساجد... على نفسك.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات موجود نہیں تھے تو میں ان کو تلاش کرنے لگی کہ اتنے میں میرا ہاتھ آپ ﷺ کے پاؤں کو لگا تو آپ سجدے کی حالت میں تھے اور یہ دعا کر رہے تھے "اعوذ برضاك من سخطك.... الخ"۔

باب ترك الوضوء من القبلة

حدیث نمبر ۱۷۲: اخبرنا محمد... كان يقبل بعض ازواجه ثم يصلي ولا يتوضا... لا شيء.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کا بوسہ لینے کے بعد بغیر وضو کے نماز ادا فرماتے تھے۔

باب الوضوء مما غيرت النار

حدیث نمبر ۱۷۳: اخبرنا اسحق... سمعت رسول الله ﷺ يقول توضؤا مما مست النار.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے پکائی گئی اشیاء سے وضو کرو۔

حدیث نمبر ۱۷۴: اخبرنا هشام... سمعت رسول الله ﷺ یقول توضئوا مما مست النار.

حدیث نمبر ۱۷۵: اخبرنا الربیع... سمعت رسول الله ﷺ یامر بالوضوء مما مست النار.

حدیث نمبر ۱۷۶: اخبرنا ابراهیم... ان رسول الله ﷺ قال توضئوا مما مست النار.

حدیث نمبر ۱۷۷: اخبرنا محمد... ان رسول الله ﷺ قال توضئوا مما مست النار.

حدیث نمبر ۱۷۸: اخبرنا عمرو... قال النبی ﷺ توضئوا مما مست النار.

حدیث نمبر ۱۷۹: اخبرنا عبیدالله... قال توضئوا مما غیرت النار.

حدیث نمبر ۱۸۰: اخبرنا هرون... قال توضئوا مما انفحت النار.

حدیث نمبر ۱۸۱: اخبرنا هشام... یقول توضئوا مما مست النار.

حدیث نمبر ۱۸۲: اخبرنا هشام... توضئوا مما مست النار.

حدیث نمبر ۱۸۳: اخبرنا الربیع... یقول توضئوا مما مست النار.

باب ترك الوضوء مما غيرت النار

حدیث نمبر ۱۸۴: اخبرنا محمد... ان رسول الله ﷺ اکل کتفا فجاءه بلال فخرج الی الصلوة ولم یمس ماء.

مفہوم: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے دست کا گوشت تناول فرمانے کے بعد وضو کئے بغیر نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

حدیث نمبر ۱۸۵: اخبرنا محمد... قربت الی النبی جنبا مشویا فاکل منه ثم قام الی الصلوة ولم یتوضا.

مفہوم: حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ صبح اٹھ کر حالت جنابت میں ہوتے پھر بھی روزہ رکھ لیتے اور یہ حالت ہمبستری کی وجہ سے تھی نہ احتلام کی وجہ سے۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے بھنی ہوئی پسلی تناول فرمائی پھر بغیر وضو کئے نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔

حدیث نمبر ۱۸۶: اخبرنا محمد... اکل خبزا ولحما ثم قام الی الصلوة ولم یتوضا.

حدیث نمبر ۱۸۷: اخبرنا عمرو... قال کان آخر الامرین من رسول الله ﷺ ترك الوضوء مما مست النار.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا یا نہ کرنا دونوں منقول ہے لیکن آخری قول وضو ترک کر دینے کا ہے۔

باب المضمضة من السويق

حدیث نمبر ۱۸۸: اخبرنا محمد... فاکل واکلنا ثم قام الی المغرب فتمضمض وتمضمضنا ثم صلی ولم یتوضا.

مفہوم: حضرت سعید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوہ خیبر والے سال میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا۔ مقام "صہبا" پہنچ کر وہاں ٹھہرے، عصر کی نماز ادا فرمائی پھر سفر کے لیے صحابہ سے توشہ منگوایا تو صرف ستو پیش کیا گیا فرمایا اس میں ستو گھول لو جب ستو گھول لیا گیا تو آپ ﷺ کے ساتھ ہم نے بھی وہ ستو کھایا۔ اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی اور وضو کئے

بغیر نماز مغرب ادا فرمائی۔

باب المضمضة من اللبن

حدیث نمبر ۱۸۹: اخبرنا قتیبة...ان النبی شرب لبنا ثم دعا بماء فتمضمض ثم قال ان له دسما۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے دودھ نوش فرمانے کے بعد صرف کلی فرمائی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔

باب ذکر مایوجب الغسل وما لا یوجبه

حدیث نمبر ۱۹۰: اخبرنا عمرو...انه اسلم فامره النبی ﷺ تغتسل بماء وسدر۔

مفہوم: حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو سید الکونین ﷺ نے ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرنے کا حکم فرمایا۔

باب تقدیم غسل الکافر اذا اراد ان یسلم

حدیث نمبر ۱۹۱: اخبرنا قتیبة...انطلق الی نخل قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد...ان یعتمر مختصر۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ثمامہ بن اثال حنفی نے کھجور کے درخت نیچے غسل کیا پھر کلمہ شہادت پڑھ کر فرمایا کہ اے محمد! میرے نزدیک زمین تجھ سے زیادہ مبغوض کوئی نہیں تھا لیکن اب آپ ﷺ میرے نزدیک سب سے محبوب ہیں۔ میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا کہ آپ سواروں نے مجھے پکڑ لیا اب آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ سید الکونین ﷺ نے اس کو خوشخبری دے کر عمرہ کرنے کا حکم فرمایا۔

باب الغسل من مواراة المشرك

حدیث نمبر ۱۹۲: اخبرنا محمد...اتی النبی فقال ان اباطالب مات فقال اذهب فواره...فقال لی اغتسل۔

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سید الکونین ﷺ سے عرض کیا کہ ابوطالب حالت شرک میں فوت ہوئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ اور ان کو زمین میں دبا دو پھر جب ہم نے ان کو زمین میں دبایا تو فرمایا کہ غسل کرو۔

باب وجوب الغسل اذا التقی الختانان

حدیث نمبر ۱۹۳: اخبرنا محمد...اذا جلس بین شعبها الاربع ثم اجتهد فقد وجب الغسل۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد عورت کے چار شاخوں پر بیٹھ کر اپنی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں داخل کر دے تو اس سے غسل کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹۴: اخبرنا ابراهیم...اذا قعد بین شعبها الاربع ثم اجتهد فقد وجب الغسل...کما رواہ خالد۔

باب الغسل من المنی

حدیث نمبر ۱۹۵: اخبرنا قتیبة...اذا رایت المذی فاغسل ذکرك وتوضا وضوئك للصلوة واذا فضخت الماء فاغتسل۔

مفہوم: حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ ان کو مذی بہت زیادہ آتی تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں مذی آئے تو عضوِ مخصوص دھو کر وضو کرو، اور اگر منی دیکھو تو غسل کرو۔

حدیث نمبر ۱۹۶: اخبرنا عبداللّٰہ... اذا رایت المذی فتوضا واغسل ذکرک واذا رایت فضخ الماء.

باب غسل المراۃ تری فی منامها ماتری الرجل

حدیث نمبر ۱۹۷: اخبرنا اسحٰق... سالت النبی عن المراۃ تری فی منامها مایری الرجل قال اذا انزلت الماء فلیغتسل.

مفہوم: حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام سلیم ؓ نے سید الکونین ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر عورت رات کو مرد کی طرح خواب دیکھ لے (یعنی ان کو احتلام ہو جائے) تو کیا کرے؟ فرمایا اگر پانی نکلے تو وہ عورت غسل کر لے۔

حدیث نمبر ۱۹۸: اخبرنا کثیر... تری المراۃ ذلک فالفت الی رسول اللّٰہ ﷺ فقال تربت یمینک فمن این یکون الشبه.

حدیث نمبر ۱۹۹: اخبرنا شعیب... اتحتلم المرۃ فقال رسول اللّٰہ ﷺ ففیم یشبهها الولد.

حدیث نمبر ۲۰۰: اخبرنا یوسف... تحتلم فی منامها فقال اذا رات الماء فلتغتسل.

باب الذی یحتلم ولا یری الماء

حدیث نمبر ۲۰۱: اخبرنا عبدالجبار... قال الماء من الماء.

مفہوم: حضرت ابوایوب ؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ پانی (غسل) پانی (احتلام) سے واجب ہوتا ہے۔

باب الفصل بین ماء الرجل وماء المراۃ

مرد اور عورت کی منی کے درمیان کیا فرق ہے اس کا بیان

حدیث نمبر ۲۰۲: اخبرنا اسحٰق... ماء الرجل غلیظ ابیضؐ وماء المراۃ رقیق اصفر فایهما سبق کان الشبه.

مفہوم: حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ مرد کی منی گاڑھی اور سفید جبکہ عورت کی منی زرد اور پتلی ہوتی ہے۔ ان میں جو کوئی سبقت لے جائے تو بچہ اسی کی شکل کا پیدا ہوتا ہے۔

فایهما سبق کان الشبه کا مطلب: ...... لفظ شبہ شین کے کسرہ کے اور باء کے سکون کے ساتھ ہے یا دونوں کے فتحہ کے ساتھ ہے جس کے معنی مشابہ کے ہیں۔ یعنی مرد اور عورت دونوں کی منی میں سے جس کی منی انزال میں مقدم ہوگی اور رحم میں پہلے گرے گی یا جس کی منی غالب ہوگی اور مقدار میں زیادہ ہوگی تو بچہ مزاج میں اور ذکورۃ وانوثۃ میں اس کے مشابہ ہوگا۔

علامہ طیبی کا فرمان: ...... علامہ طیبی وغیرہ نے کہا کہ اسی حدیث سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ مرد کی طرح عورت کے اندر بھی منی ہوتی ہے اور بچہ دونوں کے نطفے سے پیدا کیا جاتا ہے کیونکہ اگر عورت کے اندر منی نہ ہوتی اور بچہ محض مرد کے نطفے سے پیدا ہوتا تو بچہ ماں کے مشابہ نہ ہوتا۔

بعضوں نے کہا: ...... کہ عورت کی منی باہر نہیں نکلتی بلکہ رحم کی طرف الٹ جاتی ہے۔

شیخ تقی الدین کا فرمان: ...... شیخ تقی الدین فرماتے ہیں کہ اس قول کو وہ حدیث مسترد کر دیتی ہے جو عروہ نے حضرت عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا عورت غسل کرے گی "اذا احتلمت و ابصرت الماء" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اس پر غسل واجب ہے اس سے واضح ہو گیا کہ منی رحم کی طرف منعکس نہیں ہوتی ہے بلکہ خارج ہوتی ہے۔

باب ذکر الاغتسال من الحیض

حدیث نمبر ۲۰۳: اخبرنا عمران... فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلوٰة و اذا ادبرت فاغسلی عنك الدم ثم صلی۔

مفہوم: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے۔ فرمایا کہ حیض آنے کے بعد نماز چھوڑ دو اور حیض کے دن گزرنے کے بعد خون دھولو پھر نماز ادا کرو۔

حدیث نمبر ۲۰۴: اخبرنا ھشام... قال اذا اقبلت الحیضة فاترکی الصلوٰة و اذا ادبرت فاغتسلی۔

حدیث نمبر ۲۰۵: اخبرنا عمران... ان ھذہ لیست بالحیضة ولکن ھذا عرق فاغتسلی ثم صلی۔

حدیث نمبر ۲۰۶: اخبرنا الربیع... ھذہ لیست بالحیضة ولکن ھذا عرق فاذا ادبرت الحیضة فاغتسلی و صلی... الصلوٰة۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا تو سید الکونین ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں ہے، حیض کے دن گزرنے کے بعد غسل کرو اور نماز ادا کرو۔ پھر جب حیض کے دن آئیں تو نماز چھوڑ دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کیلئے غسل کرتی تھیں پھر نماز ادا فرماتی تھیں اور کبھی تو اپنی بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی کوٹھڑی میں ٹب میں غسل فرماتی تھیں تو خون کی سرخی پانی کے اوپر آ جاتی پھر اسی حالت میں وہ نکل کر سید الکونین ﷺ کے ساتھ نماز ادا فرماتی تھیں۔

حدیث نمبر ۲۰۷: اخبرنا محمد... ان ھذہ لیست بالحیضة ولکن ھذا عرق فاغتسلی وصلی۔

حدیث نمبر ۲۰۸: اخبرنا قتیبة... انما ذلك عرق فاغتسلی وصلی فکانت تغتسل لکل صلوٰة۔

حدیث نمبر ۲۰۹: اخبرنا قتیبة... امکثی قدر ما کانت تحبسك حیضتك ثم اغتسلی۔

حدیث نمبر ۲۱۰: حدثنا قتیبة... عن نافع عن سلیمان۔

حدیث نمبر ۲۱۱: اخبرنا قتیبة... فلتترك الصلوٰة قدر ذلك من الشھر فاذا خلفت ذلك فلتغتسل ثم لتستثفر ثم لتصلی۔

مفہوم: کسی عورت کو خون آتا تھا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں سرکار دو عالم ﷺ دریافت کیا تو فرمایا کہ اتنے دن حیض کے شمار کر لو جتنے دن کی عادت ہے پھر جب اتنے دن گزر جائیں تو غسل کر کے نماز پڑھ لو لیکن اس دوران نماز کو چھوڑے رکھو اور غسل کرنے کے بعد ایک کپڑا یا روئی شرمگاہ پر رکھ لو اور نماز ادا کرو۔

باب ذکر الاقراء

لفظ اقراء جو قرء کی جمع ہے اس سے معنی حیض مراد ہونے کا بیان

حدیث نمبر ۲۱۲: اخبرنا الربیع... وانھا لیست بالحیضة ولکنھا رکضة من الرحم... فلتغتسل عند کل صلوٰة۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہ بن جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا جس بناء پر وہ ناپاک رہتی

تھی۔ جب ان کا ذکر سید الکونین ﷺ کے سامنے ہوا تو فرمایا کہ یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو رحم کی ایک چوٹ ہے، پس جتنے دن تمہیں حیض آتا ہے اتنے ہی دن نماز چھوڑ دیں پھر ہر ایک نماز کے لئے غسل کریں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ: ...... روایت میں اقراء کا ذکر آیا ہے، اس لئے ترجمۃ الباب میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ عنوان کے ماتحت کی پہلی اور دوسری حدیث میں حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے جو ما قبل میں بھی آچکا ہے کہ وہ استحاضہ میں مبتلا ہو گئیں پاکی حاصل نہیں ہوتی ان کی حالت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بطور تمہید کے فرمایا کہ یہ حیض نہیں "ولکنها رکضة من الرحم"۔

ابوداؤد کی روایت: ...... ابو داؤد وغیرہ کی روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں "انما هذه رکضة من رکضات الشیطان" یعنی شیطان کا رحم میں ایڑی لگانے سے وہ رگ پھٹ جاتی ہے جو رحم کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ پھر اس کے پھٹنے سے خون آنے لگتا ہے جس کا سلسلہ بند نہیں ہوتا ہے تو استحاضہ کا ظاہری سبب اس رگ سے جس کا نام عاذل ہے خون جاری ہونا ہے لیکن باطنی سبب یہ ہے کہ شیطان کے رکضہ سے وہ رگ پھٹ جاتی ہے۔

ابن عربی کا فرمان: ...... ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "ولکنها رکضة من الرحم" کو اسی حقیقت پر محمول کیا ہے جو بلحاظ عقل ممتنع نہیں ہے۔

علامہ خطابی کی تاویل: ...... علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ استحاضہ کی وجہ سے شیطان کو مستحاضہ عورت کے دین کے معاملہ یعنی طہارت اور نماز وغیرہ میں شک وشبہ ڈالنے کا موقع ملتا ہے اور بہکانے اور خراب کرنے کا راستہ اس کے لئے کھلتا ہے، اس لئے اس کی اس چھیڑ چھاڑ کے اعتبار سے مجازاً رکضۂ شیطان فرمایا۔

حیض اور استحاضہ کا فرق: ...... بہر حال کلام مذکور کو حقیقی معنی پر محمول کیا جائے یا مجاز پر اس سے حیض واستحاضہ کے درمیان جو فرق ہے اس پر تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اگر استحاضہ کی حالت پیش آئے تو کیا کرنا چاہئے اسی کے متعلق مسئلہ بتلاتے ہیں "فلتنظر قدر قروئها التی الخ" کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مدت تک انتظار کرنا چاہئے جس میں اس کو استحاضہ سے پہلے ہر مہینہ میں حیض آتا تھا اور اس قدر مدۃ میں نماز چھوڑ دے پھر آگے جو خون آئے وہ مانع صلوۃ نہیں اس لئے کہ وہ استحاضہ ہے اور مستحاضہ معذور کی طرح ہے۔ اس حدیث میں ہر نماز کے وقت غسل کرنا مذکور ہے اور بعض روایات میں ایام حیض گزر جانے کے بعد صرف ایک غسل پھر ہر نماز کے وقت وضو کرنا مذکور ہے۔

تطبیق: ...... لہٰذا ہر نماز کے وقت غسل کرنے کو استحباب پر محمول کیا جائے گا تاکہ احادیث میں تعارض نہ رہے مزید تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

فاطمہ بنت ابی حبیش کون: ...... تیسری حدیث میں حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قصہ ہے جو پچھلے عنوان کے تحت گزر چکا ہے مگر اس عنوان کے ماتحت کی حدیث میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا مذکور ہے تو دونوں صحیح ہیں۔ ان کے والد کا نام قیس ہے اور کنیت ابی حبیش ہے تو کبھی اصل نام کی طرف نسبت کر کے فاطمہ بنت قیس کہہ دیتے ہیں اور کبھی کنیت کی طرف منسوب کر کے فاطمہ بنت ابی حبیش کہہ دیتے ہیں۔ بہر حال یہ بھی مستحاضہ تھیں اور معتادہ تھیں اور معتادہ کے لئے کیا حکم شرعی ہے اس

کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

احادیث سے لفظ قرء حیض کے معنیٰ میں معلوم ہوا:...... اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ یہ تمام احادیث مذکور اصل ہیں۔ اس بات کی کہ لفظ قرء کا اطلاق حیض پر ہوتا ہے چنانچہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش کی حدیث روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں "ھذا الدلیل علی ان الاقراء حیض" یہ روایات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن پاک میں جو قرء کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حیض ہے لیکن محققین کہتے ہیں کہ قرء کا لفظ اضداد میں سے ہے جس کا اطلاق حیض اور طہر دونوں پر ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

حدیث نمبر ۲۱۳: اخبرنا محمد... تستحاض سبع سنین فسالت النبی ﷺ فقال لیست بالحیضة... صلوة.

حدیث نمبر ۲۱۴: اخبرنا عیسی... انما ذلك عرق فانظری اذا اتاك قروك فلاتصلی فاذا مر قروك فتطهری... حیض.

حدیث نمبر ۲۱۵: اخبرنا اسحق... قال لا انما ذلك عرق ولیس بالحیضة... فاغسلی عنك الدم وصلی.

باب ذکر اغتسال المستحاضة

حدیث نمبر ۲۱۶: اخبرنا محمد... انه عرق عاند فامرت ان تؤخر الظهر وتعجل العصر وتغتسل لهما غسلا واحدا.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دور نبوی ﷺ میں مستحاضہ کو یہ کہا گیا کہ یہ تو ایک رگ ہے جو کہ جاری رہتی ہے۔ پھر حکم فرمایا گیا کہ مستحاضہ عورت نماز ظہر میں تاخیر اور نماز عصر میں جلدی کرے گی اور دونوں کیلئے ایک غسل کرے گی۔ اسی طرح نماز مغرب میں تاخیر اور نماز عشاء میں جلدی کرنے کا اور دونوں کیلئے ایک غسل کا اور پھر فجر کے لئے ایک غسل کرنے کا حکم دیا گیا۔

باب الاغتسال من النفاس

حدیث نمبر ۲۱۷: اخبرنا محمد... قال لابی بکر مرها ان تغتسل وتهل.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو مقام ذوالحلیفہ پر نفاس کا خون جاری ہوا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو غسل کرنے کے ساتھ احرام باندھنے کا بھی حکم کرو۔

باب الفرق بین الحیض والاستحاضة

حدیث نمبر ۲۱۸: اخبرنا محمد... اذا كان دم الحیض فانه دم اسود... فاذا كان الاخر فتوضی فانما هو عرق.

مفہوم: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ کا خون آیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ حیض کا خون کالے رنگ کا ہوتا ہے اگر اس کے علاوہ دوسری قسم کا خون آئے تو اس کے لئے وضو کافی ہوتا ہے کیونکہ وہ ایک رگ کا خون ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۱۹: اخبرنا محمد... ان دم الحیض دم اسود یعرف فاذا كان ذلك فامسكی عن الصلوة... اعلم.

حدیث نمبر ۲۲۰: اخبرنا یحیی... انما ذلك عرق ولیست بالحیضة فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلوة... وتوضئی.

حدیث نمبر ۲۲۱: اخبرنا قتیبة... انما ذلك عرق ولیست بالحیضة فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلوة... وصلی.

حدیث نمبر ۲۲۲: اخبرنا ابو الشعث... قال لا انما هو عرق... فاغسلی عنك الدم وصلی.

باب النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم

حدیث نمبر ۲۲۳: اخبرنا سليمان... قال رسول الله ﷺ لايغتسل احدكم في الماء الدائم وهو جنب۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے حالتِ جنابت میں ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے سے منع فرمایا۔

باب النهي عن البول في الماء الراكد والاغتسال منه

حدیث نمبر ۲۲۴: اخبرنا محمد... قال لايبولن احدكم في الماء الراكد ثم يغتسل منه۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا کہ پھر تم اس سے غسل بھی کرو گے۔

باب ذكر الاغتسال اول الليل

حدیث نمبر ۲۲۵: اخبرنا عمرو... ربما اغتسل اول الليل وربما اغتسل آخره قلت الحمد لله الذي جعل في الامر سعة۔

مفہوم: حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ سید الکونین ﷺ رات کے کس حصے میں غسل فرماتے تھے؟ فرمایا کہ کبھی رات کے شروع حصہ میں اور کبھی آخری حصہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔ اس پر میں نے اللہ کا شکر اور حمد بیان کیا کہ اس نے اتنی سہولت اور گنجائش رکھی ہے۔

باب الاغتسال اول الليل وآخره

رات کے شروع حصہ اور آخری حصے میں غسل کرنا

حدیث نمبر ۲۲۶: اخبرنا يحيى... قالت كل ذلك ربما اغتسل من اوله وربما اغتسل من آخره... جعل في الامر سعة۔

مفہوم: غضیف بن حارث سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ سید الانبیاء ﷺ رات کے آغاز میں غسل فرماتے تھے یا رات کے آخر حصہ میں؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا معمول دونوں طریقے سے تھا کبھی رات کے شروع حصہ میں اور کبھی آخر رات میں۔ میں نے سن کر رب قدوس کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اُس پروردگار کا شکر ہے جس نے وسعت و گنجائش رکھی۔

نوٹ:...... اس عنوان کے ذیل کی حدیث سے بھی وہی بات ثابت ہوتی ہے جو حدیث سابق سے ثابت ہوئی تھی۔ صرف عنوان بدل دیا ہے اور اس کے ماتحت اسی حدیث سابق کو دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔

باب ذكر الاستتار عند الاغتسال

حدیث نمبر ۲۲۷: اخبرنا مجاهد... فكان اذا اراد ان يغتسل قال ولني قفاك فاوليه قفاي فاستره به۔

مفہوم: حضرت ابوسمح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سید الکونین ﷺ کی خدمت کرتا تھا، جب حضور اکرم ﷺ غسل کا ارادہ فرماتے تو مجھ سے فرماتے پشت پھیر کر کھڑے ہو جاؤ تو میں کھڑا ہو جاتا اور سید الکونین ﷺ کو اپنی آڑ میں چھپا لیتا۔

حدیث نمبر ۲۲۸: اخبرنا يعقوب... فوجدته يغتسل وفاطمة تستره بثوب... فصلى ثماني ركعات في ثوب ملتحفا به۔

مفہوم: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جبکہ سید الکونین ﷺ،

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آڑ کئے ہوئے غسل فرمارہے تھے میں نے ان کو سلام کیا تو پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ام ہانی ہوں۔ پھر غسل سے فراغت کے بعد کپڑے میں لپٹے ہوئے آٹھ رکعات ادا فرمائیں۔

باب ذکر القدر الذی یکتفی به الرجل من الماء للغسل

حدیث نمبر ۲۲۹: اخبرنا محمد...ان رسول اللہ ﷺ کان یغتسل بمثل ھذا۔

مفہوم: حضرت موسیٰ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجاہد رحمہ اللہ ایک پیالہ لے کر حاضر ہوئے جس میں اندازاً آٹھ رطل پانی تھا۔ پھر انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں بیان کی جس میں سید الکونین ﷺ اتنی ہی مقدار کا پانی استعمال کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳۰: اخبرنا محمد...فدعت باناء فیه ماء قدر صاع فسترت سترا فاغتسلت فافرغت علی راسها ثلاثا۔

مفہوم: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے غسل کا طریقہ دریافت کیا تو انہوں نے ایک برتن منگوایا کہ جس میں ایک صاع پانی آتا تھا پھر پردہ ڈال کر غسل فرمایا تو سر کے اوپر تین مرتبہ پانی ڈالا۔

حدیث نمبر ۲۳۱: اخبرنا قتیبة...یغتسل فی القدح وھو الفرق وکنت اغتسل انا وھو فی اناء واحد۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ ایک ٹب میں غسل فرماتے جس میں ایک فرق پانی آتا تھا۔ پھر میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳۲: اخبرنا سوید...کان رسول اللہ ﷺ یتوضا بمکوك ویغتسل بخمسة مکاکی۔

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ ایک مکوک سے وضو اور پانچ مکوک سے غسل کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳۳: اخبرنا قتیبة...فقال جابر یکفی من الغسل من الجنابة صاع من ماء...واکثر شعرا۔

باب ذکر الدلالة علی انه لاوقت فی ذلك

حدیث نمبر ۲۳۴: اخبرنا سوید...قالت کنت اغتسل انا ورسول اللہ ﷺ من اناء واحد وھو قدر الفرق۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اور سید الکونین ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے جس برتن میں ایک فرق پانی آتا تھا۔

باب ذکر اغتسال الرجل والمراۃ من نسائه من اناء واحد

حدیث نمبر ۲۳۵: اخبرنا سوید...ان رسول اللہ ﷺ کان یغتسل وانا من اناء واحد نغترف منه جمیعا۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اور حضور اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے چلو سے پانی لے کر غسل کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳۶: اخبرنا قتیبة...قالت کنت وانا ورسول اللہ ﷺ من اناء واحد من الجنابة۔

حدیث نمبر ۲۳۷: اخبرنا قتیبة...لقد رایتنی انازع رسول اللہ ﷺ الاناء اغتسل انا وھو منه۔

حدیث نمبر ۲۳۸: اخبرنا عمرو...قالت کنت اغتسل انا ورسول اللہ ﷺ من اناء واحد۔

حدیث نمبر ۲۳۹: اخبرنا یحیی...کانت تغتسل ورسول اللہ ﷺ من اناء واحد۔

حدیث نمبر ۲۴۰: اخبرنا سوید...رایتنی رسول اللہ ﷺ نغتسل من مرکن واحد نفیض علی ایدینا...ولا تبالیہ.

باب ذکر النهی عن الاغتسال بفضل الجنب

حدیث نمبر ۲۴۱: اخبرنا قتیبة...نھی رسول اللہ...اویغتسل الرجل بفضل المراۃ والمراۃ بفضل الرجل ولیغترفا جمیعا.

مفہوم: حضرت حمید بن عبدالرحمٰن ؓ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ روزانہ کنگھی کرنے سے، اور غسل کرنے کی جگہ پیشاب کرنے سے اور عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے اور مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے سے منع فرماتے تھے اور میاں بیوی کو چاہئے کہ دونوں ساتھ ساتھ پانی لیتے جائیں۔

باب الرخصة فی ذلك

حدیث نمبر ۲۴۲: اخبرنا محمد...اغتسل انا ورسول اللہ ﷺ من اناء واحد یبادرنی وابادرہ حتی یقول دعی لی...لی.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ اور میں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ مجھ سے، اور میں آپ ﷺ سے جلدی فارغ ہونے کی کوشش کرتی تھی سرکار دو عالم ﷺ مجھ سے فرماتے کہ پانی کو چھوڑ دو اور میں بھی آپ ﷺ کو یہی کہتی۔

باب ذکر الاغتسال فی القصعة

حدیث نمبر ۲۴۳: اخبرنا محمد...اغتسل ھو ومیمونة من اناء واحد فی قصعة فیھا اثر العجین.

مفہوم: حضرت ام ہانی ؓ سے مروی ہے کہ حضرت میمونہ ؓ ایک پیالے سے غسل کیا کرتی تھی۔

باب ذکر ترك المراة نقض ضفر راسها...من الجنابة

حدیث نمبر ۲۴۴: اخبرنا سلیمان...انما یکفیك ان تحثی علی راسك ثلاث حثیات من ماء ثم یفیضین علی جسدك.

مفہوم: حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ میں سر کی چوٹی کی مینڈھیاں سخت باندھتی ہوں تو غسلِ جنابت کے وقت کیا کروں؟ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ سر پر تین چلو پانی ڈال لیا کرو پھر سارے بدن پر پانی بہا لیا کرو۔

باب ذکر الامر بذلك للحائض عند الاغتسال للاحرام

حدیث نمبر ۲۴۵: اخبرنا یونس...فقال انقضی راسك وامتشطی واھلی بالحج ودعی العمرة...الا اشھب.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ سید الرسل کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے، میں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ جب ہم لوگ مکہ مکرمہ پہنچے تو میں حالتِ حیض میں تھی۔ میں نے نہ تو خانہ کعبہ کا طواف کیا اور نہ میں نے کوہِ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ جب میں نے سید البشر ﷺ سے عرض کیا کہ زمانہ حج آگیا ہے اور میں اب تک عمرہ نہ کر سکی بوجہ حیض کے اب ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں حج سے محروم رہوں گی۔ یہ سن کر فرمایا تم اپنا سر کھول ڈالو اور کنگھی کر لو۔ حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ کا ارادہ ترک کر دو۔ چنانچہ میں نے حسب ہدایت اسی طرح کیا جب میں حج ادا کر چکی تو مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر ؓ کے ہمراہ مقام تنعیم کو بھیجا۔ میں نے عمرہ کا احرام باندھا اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے عمرہ کی جگہ ہے۔

باب ذکر غسل الجنب یده قبل ان یدخلها الاناء

حدیث نمبر ۲۴۶: اخبرنا احمد... اذا اغتسل من الجنابة وضع له الاناء فیصب علی یدیه قبل ان یدخلهما... جسده.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غسل جنابت کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے تھے پھر اپنے دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈال کر پانی لیتے پھر بائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو دھوتے۔ پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر تین مرتبہ سر پر، پھر تین مرتبہ جسم پر اور پھر تمام جسم پر پانی ڈالتے تھے۔

باب ذکر عدد غسل الیدین قبل ادخالهما الاناء

حدیث نمبر ۲۴۷: اخبرنا احمد... یفرغ علی یمینه ثلاثا ثم یغسل فرجه ثم یغسل یدیه... علی سائر جسده.

مفہوم: وہی گزشتہ روایت کی طرح حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لیکن اس میں مذکور ہے کہ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل اس کو تین مرتبہ دھوتے تھے۔

باب ازالة الجنب الاذی عن جسده بعد غسل یدیه

حدیث نمبر ۲۴۸: اخبرنا محمود... یوتی بالاناء فیصب علی یدیه ثلاثا فیغسلهما ثم یصب بیمینه... جسده.

مفہوم: یہ بھی گزشتہ حدیث والا مضمون ہے اس میں ہاتھ کو تین مرتبہ دھونے کے بعد جن جگہوں پر نجاست لگی ہوتی ان کو دھو لیتے تھے۔

باب اعادة الجنب غسل یدیه بعد ازالة الاذی عن جسده

حدیث نمبر ۲۴۹: اخبرنا اسحق... کان یغسل یدیه ثلاثا ثم یتوضّا بیده الیمنی علی الیسری فیغسل فرجه... الماء.

مفہوم: یہ بھی گزشتہ مضمون کی مانند ہے اس میں نجاست دور کرنے کے بعد بائیں ہاتھ پر تین مرتبہ پانی بہانے کا ذکر ہے۔

باب ذکر وضوء الجنب قبل الغسل

حدیث نمبر ۲۵۰: اخبرنا قتیبة... اذا اغتسل من الجنابة بدا فغسل یدیه ثم توضا کما یتوضا للصلوٰة... جسده کله.

مفہوم: اس روایت میں ہاتھ دھونے کے بعد وضو کرنے کا ذکر ہے جس طرح نماز کیلئے کیا جاتا ہے۔

باب تخلیل الجنب راسه

حدیث نمبر ۲۵۱: اخبرنا عمرو... کان یغسل یدیه یتوضا ویخلل راسه حتی یصل الی شعره ثم یفرغ علی سائر جسده.

مفہوم: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سید الرسل ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں فرمایا کہ سرورِ کونین ﷺ غسل کی ابتدا ہاتھوں کو دھونے سے کرتے پھر وضو کرتے اور سر میں خلال کرتے پانی کو بالوں میں ٹھیک طرح پہنچاتے اس کے بعد تمام جسم پر پانی بہاتے۔

باب ذکر مایکفی الجنب من افاضة الماء علی راسه

حدیث نمبر ۲۵۲: اخبرنا قتیبة... انی لاغسل کذا وکذا فقال رسول اللہ ﷺ اما انا فافیض علی راسی ثلاث اکف.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ پہلے سر کو پانی سے تر کرتے پھر تین مرتبہ اس پر پانی ڈالتے تھے۔

باب ذكر العمل في الغسل من الحيض

حدیث نمبر ۲۵۴: اخبرنا عبد الله... قال خذي فرصة من مسك فتطهري... قال سبحان الله... اثر الدم۔

مفہوم: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کے درمیان غسل میں استعمال ہونے والے پانی کے متعلق بحث ومباحثہ ہو رہا تھا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالتا ہوں۔

باب ترك الوضوء من بعد الغسل

حدیث نمبر ۲۵۵: اخبرنا احمد... قالت كان رسول الله ﷺ لايتوضا بعد الغسل۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ غسل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وضو نہیں فرمایا کرتے تھے۔

باب غسل الرجل في غير المكان الذي يغتسل فيه

حدیث نمبر ۲۵۶: اخبرنا علي... ثم غسل سائر جسده ثم تنحى عن مقامه فغسل رجليه قالت ثم اتيته بالمنديل فرده۔

مفہوم: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں سید البشر ﷺ کیلئے غسل کا پانی لے کر حاضر ہوئی (پھر غسل کا مسنون طریقہ بیان کیا جو ماقبل روایات میں گزر چکا ہے) آخر میں مذکور ہے کہ تمام جسم پر پانی بہانے کے بعد اس مکان سے ذرا ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں کو دھو ڈالا۔

باب ترك المنديل بعد الغسل

غسل کے بعد رومال استعمال نہ کرنے کا بیان

حدیث نمبر ۲۵۷: اخبرنا محمد... اغتسل فاتي بالمنديل فلم يمسه وجعل يقول بالماء هكذا۔

مفہوم: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ کے پاس غسل کرنے کے بعد اعضاء کو سکھانے کیلئے کپڑا لایا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو رد کیا اور اپنے ہاتھوں کو جھٹکنے لگے۔

غسل کے بعد تولیہ: غسل کے بعد مندیل یعنی تولیہ سے بدن نہ پونچھنے کا مسئلہ اگرچہ باب سابق سے بھی معلوم ہو چکا ہے لیکن بالتبع اب مصنف مستقل باب قائم کر کے اس کے ذیل میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت پیش کر رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر پیغمبر علیہ السلام نے غسل کے بعد تولیہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ بدن کو دونوں ہاتھوں سے پونچھ لیا "وجعل يقول بالماء" بمعنی یمسح عن البدن کے ہے۔ عرب کے نزدیک لفظ قول کے لئے بڑی وسعت ہے اور غیر کلام پر بھی بولتے ہیں چنانچہ قال بیدہ کہیں گے جبکہ ہاتھ سے پکڑا اور قال برجلہ کہیں گے جبکہ پاؤں سے چلا وغیرہ ذالک۔

خلاصہ کلام: ......غرض قول کے ذریعے ہر فعل کی تعبیر کرنا درست ہے اور یقول یہاں یمسح یا ینفض کے معنی میں ہے۔ اس حدیث سے غسل کے بعد تولیہ کے استعمال کی کراہت پر استدلال کرنا درست نہیں، اس لئے کہ بعض روایات میں ثبوت استعمال کا ذکر ہے چنانچہ حضرت قیس بن سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس

تشریف لائے ہم نے آپ کے لئے غسل کا پانی رکھا۔ آپ نے غسل فرمایا پھر میں نے آپ کو ایک کپڑا دیا جو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا تھا آپ نے اس کو بدن پر لپیٹ لیا ظاہر بات ہے کہ بدن پر لپیٹنے سے پانی کپڑے کے اندر جذب ہو جاتا ہے۔

کپڑے سے پوچھنا:...... نیز حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وضو کرنے کے بعد اپنے چہرے کو کپڑے کے کنارے سے پونچھ لیا۔ (رواہ الترمذی) تو ان روایات سے معلوم ہوا کہ غسل یا وضو کے بعد رومال وغیرہ کا استعمال مکروہ نہیں۔

حدیث کا جواب:...... حدیث باب کا جواب یہ ہے کہ اس وقت طبیعت نہیں چاہی، اس لئے استعمال نہیں کیا۔ اور اس کی مختلف وجہیں ہوسکتی ہیں، جن کی تفصیل باب سابق کی حدیث کے تحت ہو چکی ہے اور بقول بعض محققین صاف اور بے تکلف بات یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کے بعد بیان جواز کے لئے مندیل کا استعمال کیا ہے اور فرما کر استعمال مندیل ضروری نہ ہونے پر تنبیہ فرمائی ہے۔

تولیہ یا رومال کا استعمال:...... امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ثوری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت قیس بن سعد وغیرہ کی حدیث مذکور کی بنا پر تولیہ یا رومال کے استعمال کو غسل کے بعد جائز فرمایا ہے اور احناف بھی جواز کے قائل ہیں۔

وضوء الجنب اذا اراد ان یاکل

حدیث نمبر ۲۵۸: اخبرنا حمید... اذا اراد ان یاکل او ینام وھو جنب توضا زاد عمرو فی حدیثہ وضوئہ للصلوۃ.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ حالت جنابت میں کھانا کھانے یا سونے سے پہلے وضو کر لیا کرتے تھے۔

باب اقتصار الجنب علی غسل یدیہ اذا اراد ان یاکل

حدیث نمبر ۲۵۹: اخبرنا محمد... اذا اراد ان ینام وھو جنب توضا و اذا اراد ان یاکل غسل یدیہ.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ حالت جنابت میں سونے سے پہلے وضو اور کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھو لیا کرتے تھے۔

باب اقتصار الجنب علی غسل یدیہ اذا اراد ان یاکل...

حدیث نمبر ۲۶۰: اخبرنا سوید... واذا اراد ان یاکل او یشرب قالت غسل یدیہ ثم یاکل او یشرب.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ حالت جنابت میں سونے سے پہلے وضو اور کھانے یا پینے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھو لیا کرتے تھے۔

باب وضوء الجنب اذا اراد ان ینام جنب

حدیث نمبر ۲۶۱: اخبرنا قتیبۃ... کان اذا اراد ان ینام وھو جنب توضا وضوئہ للصلوۃ قبل ان ینام.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ سونے سے پہلے وضو کر لیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۶۲: اخبرنا عبیداللہ... قال یا رسول اللہ ﷺ اینام احدنا وھو جنب قال اذا توضأ.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم حالتِ جنابت میں سو سکتے ہیں؟ فرمایا کہ وضو کر کے سو سکتے ہیں۔

باب وضوء الجنب وغسل ذکرہ اذا اراد ان ینام

حدیث نمبر ۲۶۳: اخبرنا قتیبة... فقال رسول اللہ ﷺ توضأ واغسل ذکرک ثم نم.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا رات کو جنابت ہو جاتی ہے پھر غسل کرنے کا وقت نہیں پاتا تو کیا کروں؟ فرمایا کہ وضو کر کے اپنی شرم گاہ کو دھو ڈالو پھر سونے میں کوئی حرج نہیں۔

باب فی الجنب اذا لم یتوضأ

حدیث نمبر ۲۶۴: اخبرنا اسحق... قال لاتدخل الملائکة بیتا فیه صورة ولا کلب ولا جنب.

مفہوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ جس مکان میں تصویر، کتا یا جنبی شخص موجود ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

باب فی الجنب اذا اراد ان یعود

حدیث نمبر ۲۶۵: اخبرنا الحسین... قال اذا اراد احدکم ان یعود توضأ.

مفہوم: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک غسل سے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔

باب اتیان النساء قبل احداث الغسل

حدیث نمبر ۲۶۶: اخبرنا اسحق... ان رسول اللہ ﷺ طاف علی نسائه فی لیلة بغسل واحد.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے پاس ایک ہی غسل سے تشریف لے گئے۔

حدیث نمبر ۲۶۷: اخبرنا محمد... ان رسول اللہ ﷺ کان یطوف علی نسائه فی غسل واحد.

باب حجب الجنب من قرائة القرآن

حدیث نمبر ۲۶۸: اخبرنا علی... یخرج من الخلاء فیقرأ القرآن... ولم یکن یحجبه عن القرآن شیء لیس الجنابة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم تین آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ایک حدیث بیان کی کہ سید الکونین ﷺ بیت الخلاء سے نکل کر تلاوت قرآن فرماتے اور کھانا تناول فرماتے اور حالتِ جنابت کے علاوہ کوئی بھی چیز تلاوت کلام پاک سے مانع نہیں تھی۔

حدیث نمبر ۲۶۹: اخبرنا محمد... کان رسول اللہ ﷺ یقرأ القرآن علی کل حال لیس الجنابة.

باب مماسة الجنب ومجالسته

حدیث نمبر ۲۷۰: اخبرنا اسحٰق۔۔۔فقال رسول اللہ ﷺ ان المسلم لا ینجس۔

مفہوم: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کسی صحابی سے ملتے تو ان پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لئے دعا فرماتے۔ایک مرتبہ میں نے آپ ﷺ کو صبح کے وقت دیکھا تو اپنا چہرہ موڑ لیا پھر بعد میں سرکار دوعالم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو اس حرکت کی وجہ پوچھی تو میں نے عرض کیا اس وقت میں حالتِ جنابت میں تھا تو ڈر گیا کہ کہیں آپ مجھ کو ہاتھ نہ لگائیں۔سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۲۷۱: اخبرنا اسحٰق۔۔۔فاھوی الی فقلت انی جنب فقال ان المسلم لا ینجس۔

حدیث نمبر ۲۷۲: اخبرنا حمید۔۔۔لقیتنی وانا جنب فکرھت ان اجالسک حتی اغتسل۔۔۔ان المومن لا ینجس۔

باب استخدام الحائض

حدیث نمبر ۲۷۳: اخبرنا محمد۔۔۔یا عائشة ناولینی الثوب فقالت انی لا اصلی قال انه لیس فی یدك فناولته۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے مسجد میں بیٹھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کپڑا طلب فرمایا۔انہوں نے فرمایا کہ میں حالتِ حیض میں ہوں۔فرمایا کہ حیض آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو کپڑا دیا۔

حدیث نمبر ۲۷۴: اخبرنا قتیبة۔۔۔ناولینی الخمرة من المسجدفقالت انی حائض فقال رسول اللہ ﷺ لیست حیضتك فی یدك۔

حدیث نمبر ۲۷۵: اخبرنا اسحٰق۔۔۔عن الاعمش بھذا الاسناد مثله۔

باب بسط الحائض الخمرة فی المسجد

حدیث نمبر ۲۷۶: اخبرنا محمد۔۔۔فیتلوا القران وھی حائض وتقوم احدانا بالخمرة الی المسجد فتبسطھا وھی حائض۔

مفہوم: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہم میں سے کسی کی گود میں سر رکھ کر قرآن پڑھتے جبکہ وہ بیوی حالت حیض میں ہوتی۔

باب۔۔۔یقرأ القران وراسه فی حجر امراته وھی حائض

حدیث نمبر ۲۷۷: اخبرنا اسحٰق۔۔۔کان راس رسول اللہ ﷺ فی حجر احدانا وھی حائض وھو یتلو القران۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ کا سر مبارک ہم میں سے کسی ایک کی گود میں ہوتے ہوئے قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔

باب غسل الحائض راس زوجها

حدیث نمبر ۲۷۸: اخبرنا عمرو۔۔۔کان النبی ﷺ یومی الی راسه وھو معتکف فاغسله وانا حائض۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ حالتِ اعتکاف میں ہوتے اور میں حالتِ حیض میں آپ ﷺ کا سر

دھوتی تھی۔

حدیث نمبر ۲۷۹: اخبرنا محمد... کان رسول اللہ ﷺ یخرج الی راسه من المسجد و هو مجاور فاغسله و انا حائض۔

حدیث نمبر ۲۸۰: اخبرنا قتیبة... قالت کنت ارجل راس رسول اللہ ﷺ و انا حائض۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حالت حیض میں سید الانبیاء ﷺ کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی۔

حدیث نمبر ۲۸۱: اخبرنا قتیبة... عن عروة عن عائشة مثل ذلك۔

باب مواکلة الحائض والشرب من سورها

حدیث نمبر ۲۸۲: اخبرنا قتیبة... یدعونی فاکل معه وانا عارك و كان یاخذ العرق فیقسم علی فیه... فمی من القرد۔

مفہوم: حضرت ابن شریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عورت کا حالت حیض میں اپنے شوہر کے ساتھ کھانے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ سرور کونین ﷺ بھی مجھے حالت حیض میں بلاتے تھے چنانچہ آپ ﷺ مجھے ہڈی دیتے میں اس کو چوستی پھر سرکار دو عالم ﷺ اسی جگہ سے چوستے تھے جس جگہ سے میں چوستی تھی۔ سید البشر ﷺ پانی منگواتے تو میں اس سے پانی پیتی پھر سید الانبیاء ﷺ اسی جگہ منہ لگا کر پانی نوش فرماتے جس جگہ میں منہ لگاتی تھی۔

حدیث نمبر ۲۸۳: اخبرنا ایوب... یضع فاه علی الموضع الذی اشرب منه فیشرب من فضل سوری و انا حائض۔

باب الانتفاع بفضل الحائض

حدیث نمبر ۲۸۴: اخبرنا محمد... یناولنی الاناء فاشرب منه وانا حائض ثم اعطیه فیتحری موضع فمی فیضعه علی فیه

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مجھے برتن دیتے تو میں اس سے پانی پیتی حالانکہ میں حالت حیض میں ہوتی پھر اس برتن کو واپس کرتی تو حضور اکرم ﷺ ڈھونڈ کر برتن میں اس جگہ منہ لگاتے جس جگہ میں نے منہ لگایا ہوتا تھا۔

حدیث نمبر ۲۸۵: اخبرنا محمود... فیضع فاه علی موضع فی فیشرب... و انا وله النبی فیضع فاه علی موضع فی۔

باب مضاجعة الحائض

حدیث نمبر ۲۸۶: اخبرنا اسمعیل... فقال رسول اللہ ﷺ انفست قلت نعم فدعانی فاضطجعت معه فی الخمیلة۔

مفہوم: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں اور سید الکونین ﷺ ایک ہی چادر میں لیٹے ہوئے تھے کہ مجھے حیض آ گیا تو میں نے فوراً نکل کر اپنے حیض کے کپڑے اتار دیئے۔ چنانچہ جب واپس آئی تو سید البشر ﷺ نے حیض کے بارے میں دریافت فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں مجھے حیض آ گیا تھا۔ پھر مجھے بلایا اور دونوں ایک ہی چادر میں لیٹ گئے۔

حدیث نمبر ۲۸۷: اخبرنا محمد... کنت انا ورسول اللہ ﷺ نبیت فی الشعار الواحد وانا طامث او حائض... وصلی فیه

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حالت حیض میں سرور کونین ﷺ کے ساتھ ایک ہی لحاف میں آرام کرتی، پھر اگر میرے جسم سے حضور اکرم ﷺ کے کپڑے پر کچھ لگ جاتا تو اس جگہ کو دھو لیتے پھر نماز ادا فرماتے۔

باب مباشرة الحائض

حدیث نمبر ۲۸۸: اخبرنا قتیبة... یامر احدانا اذا کانت حائضا ان تشد ازارھا ثم یباشرھا.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب ہم میں سے کسی ایک زوجہ کو بھی حیض آتا تو حکم فرماتے کہ تہبند باندھ لو پھر جماع کے سوا ہر کام کیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۸۹: اخبرنا اسحق... کانت احدانا اذا حاضت امرھا رسول اللہ ﷺ ان تتزر ثم یباشرھا.

حدیث نمبر ۲۹۰: اخبرنا الحارث... اذا کان علیھا ازار یبلغ انصاف الفخذین والرکبتین فی حدیث اللیث محتجزة به.

باب تاویل قول اللہ تعالیٰ ویسئلونك عن المحیض

حدیث نمبر ۲۹۱: اخبرنا اسحق... فامرھم رسول اللہ ﷺ ان یواکلوھن ویشاربوھن ویجامعوھن فی البیوت... الجماع.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودیوں میں یہ رواج تھا کہ جب کبھی عورت کو حیض آتا تو وہ نہ اس کو اپنے ساتھ کھلاتے، نہ پلاتے اور نہ ہی ایک مکان میں اس کے ساتھ رہتے۔ اس کے متعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سید الرسل ﷺ سے دریافت فرمایا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی " ویسئلونك عن المحیض " اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا کہ عورت کو اگر حیض آ بھی جائے تو اس کے ساتھ کھانا پینا بند نہ کرو، جماع کے سوا تمام کام کرو۔

باب مایجب علی من اتی حلیلته فی حال حیضتها بعد علمه بنهی اللہ عزوجل عن وطئها.

اس بیان میں کہ جو شخص اپنی بیوی کے ساتھ حیض کی حالت میں صحبت کرے اس بات کے جاننے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے حیض والی بیوی کے ساتھ صحبت کرنے سے منع فرمایا ہے تو اس شخص پر کیا واجب ہے۔

حدیث نمبر ۲۹۲: اخبرنا عمرو... یاتی امراته وھی حائض یتصدق بدینار او بنصف دینار.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی حائضہ بیوی سے جماع کرے تو وہ ایک دینار صدقہ ادا کرے۔

حائضہ سے صحبت کا مسئلہ:...... اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کو حرام جاننے کے باوجود اتفاق سے صحبت کر بیٹھا تو اس کا کیا حکم ہے۔

اس کے بارے میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ باب اور اس کے تحت جو حدیث نقل کی گئی ہے اس سے ان کا میلان ورجحان یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس شخص پر کفارہ واجب ہے کہ ایک دینار یا نصف دینا صدقہ دے۔ یہی قول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحٰق اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور امام شافعی کا قول قدیم بھی اسی طرح ہے۔

دلیل حنابلہ وغیرہ:...... ان حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے

حیض کی حالت میں صحبت کرے وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے۔ لفظ او شک کے لئے نہیں بلکہ تقسیم کے لئے ہے کہ اگر شروع حیض میں صحبت کی ہو تو ایک دینار اور اگر آخر حیض میں جماع کیا ہو تو نصف دینار دے یا ایک دینار دے جبکہ قدرت رکھتا ہو اور قدرت نہ ہونے کی صورت میں نصف دینار صدقہ کرے اور مصرف اس کا مثل زکوٰۃ کے ہے۔

خلال نے ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے متعلق فرمایا "احسن حدیث عبدالحمید یعنی هذا الحدیث" ان سے پوچھا گیا "تذهب الیه قال نعم انما هو کفارة" فرمایا ہاں! بے شک کفارہ دینا اس پر واجب ہے جس نے اپنی حیض والی بیوی سے صحبت کی ہو۔

ائمہ ثلاثہ کا مسلک: ...... دوسرے ائمہ کہتے ہیں کہ اگر کسی نے اتفاقاً حیض والی بیوی سے صحبت کی حالانکہ اس کو معلوم تھا کہ حیض کی حالت میں صحبت کرنا حرام ہے تو اس نے گناہ کبیرہ کیا۔ اس پر توبہ واجب ہے کہ توبہ واستغفار سے گناہ معاف ہونے کی امید ہے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وامام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کا قول جدید ہے اور ایک روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی۔ یہی قول ہے۔

اکثر علماء اس قول کی طرف مائل ہیں: ...... علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہی قول اکثر علماء کا ہے، تو ان کے نزدیک کفارہ واجب نہیں البتہ توبہ واستغفار ضروری ہے۔

کفارہ والی حدیث میں اضطراب ہے: ...... اس باب کی حدیث جس میں کفارہ کا ذکر ہے۔ اس کے بارے میں عرض ہے کہ منذری نے کہا کہ اس حدیث کے مرفوع وموقوف ہونے پھر مرسل ومنقطع ومعضل ہونے میں اختلاف ہے (اگر دو راوی برابر ساقط ہوں اس کو حدیث معضل کہتے ہیں) پھر اسناد اور متن کے اعتبار سے بھی مضطرب ہے ان امور کی تفصیل بیہقی وغیرہ میں ہے۔

متن کا اضطراب: ...... متن کا اضطراب یہ ہے کہ اس حدیث میں بطور شک "بدینار او بنصف دینار" آیا ہے کسی میں بنصف دینار" ہے۔ کسی میں "یتصدق بدینار فان لم یجد فنصف دینار" ہے اور بعض روایات میں "یتصدق بخمسی دینار" آیا ہے وغیرہ ذالک۔ اس لئے احکام کے باب میں ایسی حدیث حجت نہیں بن سکتی اور اس سے وجوب کفارہ پر استدلال درست نہیں ہے۔ اس لئے جمہور کا مذہب وجوب کفارہ کا نہیں بلکہ توبہ واستغفار کرے، لیکن اگر بطور استحباب ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے دے تو جائز ہے اور جمہور اس کے قائل ہیں، لہٰذا جمہور پر یہ اعتراض نہ ہوگا کہ انہوں نے حدیث باب پر عمل چھوڑ دیا ہے۔ البتہ وہ وجوب کے قائل نہیں کیوں اس جیسی حدیث ضعیف سے وجوب کفارہ ثابت نہیں ہو سکتا اس کے لئے حدیث صحیح اور قوی کی ضرورت ہے۔ اور دلیل استحباب یہ ہے کہ دینار نصف دینار میں اختیار دیا گیا ہے حالانکہ ایک ہی جنس کے قلیل وکثیر میں اختیار نہیں ہوتا۔

صدقہ کا حکم: ...... بہر حال بطور استحباب صدقہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے کیونکہ صدقہ غضب الٰہی کو ٹھنڈا کرتا ہے اور صدقہ پاک کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں ﴿ویسئلونك عن المحیض الخ﴾ کے بعد دو لفظ مزید فرمائے اور صرف توبہ پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ﴿ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطهرین﴾ فرمایا تو جو شخص بے احتیاطی سے حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کو توبہ کرنا چاہئے۔ متطهرین سے شاید یہی مراد ہو کہ باقی جو بلا توبہ پہلے سے پاک ہوں تو انہیں بھی محبوب رکھتا ہے۔

آیت حیض میں متطہرین سے مراد:...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر فرماتے ہیں مگر ذوق اس کے خلاف جاتا ہے کیونکہ پھر توابین کو مؤخر رکھنا چاہئے تھا کیونکہ اس وقت متطہرین سے متنزھین مراد ہوں گے تو جو لوگ متنزھین ہوں وہ ضرور توابین سے درجے میں مقدم ہوں گے لہٰذا پہلے ان کا ذکر ہونا چاہئے۔ میرے خیال میں گزرتا ہے کہ متطہرین سے متصدقین مراد ہیں قرآن کریم میں ہے کہ صدقہ پاک کرتا ہے۔

بہرحال فعل شنیع مذکور کا مرتکب شخص توبہ بھی کرے اور صدقہ بھی دے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:...... اب رہا یہ سوال کہ بلحاظ ان دو حالتوں کے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ایک دینار یا نصف دینار کی مقدار کے ذکر میں کیا حکمت ہے تو زیادہ ظاہر یہی ہے۔ یہ محض امر تعبدی ہے اس میں عقل کا کوئی دخل نہیں ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب ماتفعل المحرمة اذا حاضت

حدیث نمبر ۲۹۳: اخبرنا اسحق... فاقضی ماتقضی الحاج غیر ان لاتطوفی بالبیت ضحی رسول اللّٰہ ﷺ عن نسائہ بالبقر.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول کریم ﷺ کے ساتھ حج کے واسطے نکلے۔ پس جس وقت مقام سرف میں پہنچے تو مجھے حیض آ گیا اور رسول کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت رو رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا تمہیں حیض آنے لگا؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو وہ چیز ہے جو کہ تقدیر نے لکھ دی ہے خداوند قدوس کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کی صاحبزادیوں کے واسطے۔ اب تم جا کر تمام کام انجام دو جو کہ حاجی لوگ انجام دیتے ہیں۔ لیکن تم بیت اللہ کا طواف نہ کرنا (یعنی کہ حیض سے پاکی کے بعد انجام دینا) نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی جانب سے ایک گائے کی قربانی کی۔

باب ماتفعل النفساء عند الاحرام

حدیث نمبر ۲۹۴: اخبرنا عمرو... فارسلت الی رسول اللّٰہ ﷺ کیف اصنع قال اغتسلی واستثفری ثم اہلی.

مفہوم: حضرت جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے والد ماجد نے نقل فرمایا کہ ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ رسول کریم ﷺ نے کس طریقہ سے فریضہ حج انجام دیا؟ انہوں نے بیان فرمایا جس وقت ماہ ذوالقعدہ کے صرف پانچ دن باقی رہ گئے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ جس وقت آپ ﷺ مقام ذوالحلیفہ میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے محمد بن ابی بکر نامی لڑکے کی ولادت ہو گئی۔ انہوں نے کسی کو خدمت نبوی ﷺ میں بھیجا کہ اب مجھ کو کیا کرنا چاہئے انہوں نے فرمایا کہ تم غسل کر لو اور لنگوٹ کس لو۔ اس کے بعد لبیک پکارو۔

باب دم الحیض یصیب الثوب

حدیث نمبر ۲۹۵: اخبرنا عبیداللّٰہ... سألت النبی عن دم الحیض یصیب الثوب قال حکیہ بضلع واغسلیہ بماء وسدر.

مفہوم: حضرت ام قیس بن محصن رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اس کپڑے کے بارے میں دریافت کیا

جسے حیض کا خون لگ جائے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھپٹی لکڑی سے کھرچ ڈالو اور بیری کے پتے اور پانی سے دھو ڈالو۔

حدیث نمبر ۲۹۶: اخبرنا یحیی... استفتت النبی عن دم الحیض... فقال حتیه ثم اقرصیه بالماء ثم انضحیه وصلی فیه.

باب المنی یصیب الثوب

حدیث نمبر ۲۹۷: اخبرنا عیسی... هل کان النبی یصلی فی الثوب کان یجامع فیه قالت نعم اذا لم یر فیه اذی.

مفہوم: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے سید البشر ﷺ کے ہمبستری والے کپڑے کے متعلق دریافت کیا کہ آپ ﷺ اس میں نماز ادا فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اگر ناپاکی محسوس نہ ہوتی تو اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

باب غسل المنی من الثوب

حدیث نمبر ۲۹۸: اخبرنا سوید... کنت اغسل الجنابة من ثوب رسول اللہ ﷺ فیخرج الی الصلوة وان بقع الماء لفی ثوبه.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کے کپڑوں میں منی دھولیا کرتی تھی۔ پھر نبی کریم ﷺ تر کپڑوں میں نماز ادا فرمانے کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔

باب فرك المنی من الثوب

حدیث نمبر ۲۹۹: اخبرنا قتیبة... کنت افرك الجنابة وقالت مرة اخری المنی من ثوب رسول اللہ ﷺ.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں سید الکونین ﷺ کے کپڑوں سے منی کھرچ دیا کرتی تھی۔

حدیث نمبر ۳۰۰: اخبرنا عمرو... قالت رایتنی وما ازید علی ان افرکه من ثوب رسول اللہ ﷺ.

حدیث نمبر ۳۰۱: اخبرنا الحسین... قالت کنت افرکه من ثوب النبی ﷺ.

حدیث نمبر ۳۰۲: اخبرنا شعیب... قالت کنت اراه فی ثوب رسول اللہ ﷺ فاحکه.

حدیث نمبر ۳۰۳: اخبرنا قتیبة... قالت کنت انا افرکه من ثوب رسول اللہ ﷺ.

حدیث نمبر ۳۰۴: اخبرنا محمد... قالت لقد رایتنی اجده فی ثوب رسول اللہ ﷺ فاحته منه.

باب بول الصبی الذی لم یاکل الطعام

حدیث نمبر ۳۰۵: اخبرنا قتیبة... فاجلسه رسول اللہ ﷺ فی حجره فبال علی ثوبه فدعا بماء فنضحه ولم یغسله.

مفہوم: حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بچے کو جو کھانا نہیں کھا سکتا تھا لے کر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اس بچہ کو گود میں بٹھلایا تو اس لڑکے نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ اس پر پانی کی چھڑک دیا اس کو دھویا نہیں

حدیث نمبر ۳۰۶: اخبرنا قتیبة... قالت اتی رسول اللہ ﷺ بصبی فبال علیه فدعا بماء فاتبعه ایاه.

باب بول الجاریة

حدیث نمبر ۳۰۷: اخبرنا مجاهد... قال النبی ﷺ یغسل من بول الجاریة ویرش من بول الغلام.

مفہوم: حضرت ابوسمح ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کپڑے پر اگر لڑکی کا پیشاب لگے تو اس کو دھویا جائے اور لڑکے کا پیشاب لگے تو اس پر پانی کی چھینٹے مارے جائیں۔

باب بول مایو کل لحمه

حدیث نمبر ۳۰۸: اخبرنا محمد... وامرهم ان یخرجوا فیها فیشربوا من البانها وابوالها... حتی ماتوا.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ﷺ سے روایت ہے کہ عکل کے لوگ ایک دفعہ خدمتِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا پھر سیدالانبیاء ﷺ سے کہنے لگے کہ ہم لوگ جانور والے ہیں اور کاشتکار نہیں اور مدینہ منورہ کی آب وہوا بھی ان کے موافق نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کو کئی اونٹ اور ایک چرواہے کا حکم دیا پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ مدینہ منورہ سے باہر رہو اور ان جانوروں کا دودھ اور پیشاب پی لیا کرو۔ صحت یابی کے بعد ان لوگوں نے اسلام کو چھوڑ دیا اور مرتد ہوگئے اور چرواہے کو قتل کر کے اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ جب اس خبر کی سیدالرسل ﷺ تک پہنچی تو ان کے پیچھے چند لوگوں کو بھیجا۔ وہ ان کو پکڑ کر لے آئے اور ان کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے گئے۔ پھر ان لوگوں کو مقام حرہ میں چھوڑ دیا گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔

حدیث نمبر ۳۰۹: اخبرنا محمد... وامرهم ان یشربوا من البانها وابوالها حتی صحوا... مرسل.

باب فرث مایو کل لحمه یصیب الثوب

حدیث نمبر ۳۱۰: اخبرنا احمد... ایکم یاخذ هذا الفرث بدمه... فاخذ الفرث فذهب به ثم امهله... فی قلیب واحدا.

مفہوم: حضرت عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز ادا فرمارہے تھے اور ایک جماعت قریش کے قبیلہ کے افراد کی بیٹھی ہوئی تھی ان لوگوں نے ایک اونٹ ذبح کیا ہوا تھا ان میں سے ایک نے کہا کہ تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو اس کی اوجھ کو لے کر کھڑا رہے جس وقت یہ شخص سجدہ کرے یہ گندگی آپ کی پشت پر رکھ دے۔ ان میں سے ایک بدنصیب کھڑا ہوا اور گندگی لے کر کھڑا رہا جس وقت آپ سجدہ میں گئے اس شخص نے وہ گندگی آپ ﷺ کی پشت مبارک پر رکھ دی۔ یہ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا جو اس وقت (نابالغ) لڑکی تھیں وہ بھاگتی ہوئی آئیں اور وہ گندگی آپ ﷺ کی پشت مبارک سے اٹھائی۔ جس وقت آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا تو ابوجہل بن ہشام اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور عقبہ بن ابی معیط اسی طرح سات قریش کے قبیلوں کے نام لے کر بددعا فرمائی عبداللہ ﷺ نے نقل کیا کہ اس ذات کی قسم کہ جس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا میں نے ان لوگوں کو غزوہ بدر کے دن ایک اندھے کنوے کے اندر پایا۔

باب البزاق یصیب الثوب

حدیث نمبر ۳۱۱: اخبرنا علی... ان النبی ﷺ اخذ طرف ردائه فبصق فیه فرد بعضه علی بعض.

مفہوم: حضرت انس ﷺ فرماتے ہیں کہ سیدالکونین ﷺ نے ایک دفعہ اپنی چادر کے ایک کونے میں تھوکا پھر اس کو ملنے لگے۔

حدیث نمبر ۳۱۲: اخبرنا محمد... والا فبزق النبی هکذا فی ثوبه ودلکه.

باب بدء التیمم

حدیث نمبر ۳۱۳: اخبرنا قتیبة... فنام رسول اللّٰہ حتی اصبح علی غیر ماء فانزل اللّٰہ عزو جل اٰیة التیمم... تحته.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر کو نکلے جس وقت مقام بیداء میں پہنچ گئے تو میرا گلے کا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ رسول کریم ﷺ اس کو تلاش کرنے کے لیے رک گئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ دوسرے لوگ بھی رک گئے۔ وہاں پر پانی موجود نہ تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی تھا۔ چنانچہ لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ دیکھ لیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے اور رسول کریم ﷺ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسی جگہ ٹھہرا دیا جہاں پانی موجود نہیں ہے اور نہ ہی ساتھیوں کے پاس پانی ہے۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس وقت رسول کریم ﷺ میری ران پر سر رکھ کر سو گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے رسول کریم ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو ایسی جگہ کیوں روک دیا جہاں پانی موجود نہیں ہے اور نہ ہی ساتھیوں کے پاس پانی ہے یہ فرما کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور میری کمر میں (لکڑی وغیرہ سے) ٹھوکنے مارنے لگے میں اپنی جگہ سے نہیں ہلی صرف اسی وجہ سے کہ آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے جس وقت آپ صبح بیدار ہوئے تو وہاں پر پانی موجود نہ تھا۔ چنانچہ پانی نہ ہونے کی وجہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بغیر وضو نماز پڑھ لی اس وقت خداوند قدوس نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر کے لوگو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد ہم نے اپنا اونٹ اٹھایا کہ جس پر میں سوار تھی تو پھر میرا ہار اس کے نیچے سے مل گیا۔

باب التیمم فی الحضر

حدیث نمبر ۳۱۴: اخبرنا الربیع... فلم یرد رسول اللّٰہ ﷺ حتی اقبل علی الجدار فمسح بوجهه ویدیه ثم رد علیه السلام.

مفہوم: حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ بیر جمل کے پاس تشریف لائے کہ ایک آدمی نے راستے میں سلام کیا۔ سرکار دو عالم ﷺ جواب دیئے بغیر دیوار کے پاس تشریف لے گئے پھر چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا اس کے بعد اس کے سلام کا جواب دیا۔

باب التیمم فی الحضر

حدیث نمبر ۳۱۵: اخبرنا محمد... فضرب النبی ﷺ یدیه علی الارض ثم نفخ فیهما ثم مسح بهما وجهه و کفیه... تولیت.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں حالت جنابت میں ہوں اور غسل کے لیے پانی بھی میسر نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز نہ پڑھنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ پانی ملتے ہی غسل کر کے نماز ادا کر لینا۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو یاد نہیں جب ہم دونوں ایک لشکر میں تھے ہم دونوں کو حالت جنابت لاحق ہو گئی اور پانی بھی نہیں تھا نہ مل سکا آپ رضی اللہ عنہ نے تو نماز چھوڑ دی لیکن میں نے مقام منی جا کر ادا کی تھی۔ پھر ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ پیش آنے والا واقعہ بتایا اس پر فرمایا کہ تمہیں یہ کافی تھا اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مار کر پھونک ماری اور اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو منہ اور ایک ہاتھ کو دوسرے پر پھیرا۔ یہ سب باتیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے جو کچھ بھی بیان کیا وہ سب تمہارے حوالے ہیں۔

حدیث نمبر ۳۱۶: اخبرنا محمد... فاتیت النبی فاخبرته بذلك فقال انما كان یجزیك من ذلك التیمم.

باب التیمم فی السفر

حدیث نمبر ۳۱۷: اخبرنا محمد... ولم ینفضوا من التراب شیئا فمسحوا بها وجوھھم و ایدیھم... الی الاباط.

مفہوم: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ رات میں مقام اولات الجیش میں پہنچے اور ٹھہرے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں اور ان کا گلوبند ملک یمن کے موتی کے نگ کا تھا جو کہ ظفار کے نگوں کا تھا وہ ٹوٹ کر گر گیا۔ لوگ اس گلوبند کی تلاش کرنے میں مشغول ہو گئے لوگوں کے پاس پانی تک موجود نہ تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم نے لوگوں کو ہار تلاش کرنے میں مبتلا کر دیا جبکہ ان کے پاس پانی نہیں ہے اور نہ ہی اس جگہ پانی ہے اس پر خداوند قدوس نے مٹی پر تیمم کرنے کی اجازت نازل فرمائی۔ اس وقت مسلمان سید البشر ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ہاتھ زمین پر مارے پھر ہاتھ اٹھا لئے اور مٹی کو نہیں جھٹکا اور اپنے چہروں اور ہاتھوں اور مونڈھوں پر مسح فرمایا اور اندرونی جانب بغلوں کے اندر تک مسح کر لیا۔

باب الاختلاف فی کیفیة التیمم

تیمم کی کیفیت میں اختلاف کا بیان

حدیث نمبر ۳۱۸: اخبرنا العباس... قال تیممنا مع رسول اللہ ﷺ بالتراب فمسحنا بوجوھنا و ایدینا الی المناکب.

مفہوم: حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم نے سرور کونین ﷺ کے ساتھ تیمم کیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے چہرہ مبارک اور پھر بعد مونڈھوں تک مسح فرمایا۔

تیمم کا بیان: ...... یہ حدیث عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے، اس میں باعتبار محل کیفیت تیمم کا بیان ہے چنانچہ وہ مسح یدین کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم نے دونوں ہاتھوں پر مسح مونڈھوں تک کیا، یہ مسلک کس امام کا ہے اور جمہور کا کیا مذہب ہے، اس کی تفصیل عنوان سابق کے تحت گزر چکی ہے،

علامہ سندھی رحمة اللہ علیہ کا فیصلہ: ...... علامہ سندھی رحمة اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تیمم میں بغلوں تک مسح یا تو پہلے مشروع تھا، پھر منسوخ ہو گیا یا یہ فعل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے اجتہاد سے کیا تھا اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں پوچھا کہ مسح کہاں تک کیا جائے اس لئے ان کے اجتہاد میں غلطی واقع ہو گئی (واللہ تعالیٰ اعلم) اور مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مجمع میں موجود تھے نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسا کیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کوئی انکار نہیں فرمایا،

باب نوع اٰخر من التیمم والنفخ فی الیدین

تیمم کی ایک اور صورت اور دونوں ہاتھوں میں پھونک مارنے کا بیان

حدیث نمبر ۳۱۹: اخبرنا محمد... فقال ان کان الصعید لکافیك وضرب بکفیه الی الارض ثم نفخ فیھما... مانولیت.

مفہوم: ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کبھی ایک ایک دو دو ماہ تک ہمیں پانی نہیں ملتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو پانی نہ ملے تو میں نماز نہ پڑھوں۔ جس وقت تک میں پانی نہ حاصل کر سکوں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ اے امیر المومنین آپ کو یاد ہے کہ میں اور آپ فلاں جگہ پر موجود تھے اور ہم اونٹ چراتے تھے تو تم کو معلوم ہے کہ ہم کو غسل کی ضرورت پیش آ گئی تھی۔ میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہو گیا پھر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ کو ہنسی آ گئی اور آپ ﷺ نے فرمایا تم کو مٹی کافی تھی اور آپ ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلی کو زمین پر مارا پھران میں پھونک ماری اور چہرہ پر مسح فرمایا کچھ دیر تک کہنیوں تک مسح فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمار تم خدا سے ڈرو کہ تم بغیر کسی روک ٹوک سے نقل کرتے ہو۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین اگر آپ چاہیں تو میں یہ حدیث نقل کرنا چھوڑ دوں۔ نہیں تم نقل کرو بلکہ ہم اس کو تمہارے حوالے کر دیں گے اور تم خود ہی اس پر عمل کرنا ہم اس پر عمل نہیں کریں گے جس وقت تک دوسرے شخص کی گواہی نہ آئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سوال اور مسئلہ کی وضاحت: ...... سائل نے جب سوال کیا کہ ہم کبھی کبھی ایسے مکان میں ایک مہینہ اور دو مہینے تک ٹھہرتے ہیں، وہاں ہم کو جنابت لاحق ہوتی ہے مگر پانی نہیں ملتا تو کیا ہم ایسی حالت میں تیمم کر سکتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "اما انا فاذا لم اجد الماء الخ" یعنی اگر مجھے جنابت لاحق ہو جائے اور اتنی مدت مذکورہ تک پانی نہ ملے تو میں پانی ملنے تک نماز کو مؤخر کر دوں گا، اس سے واضح ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے جوان کے اجتہاد پر مبنی ہے، یہ تھی کہ جنبی کے لئے تیمم کی اجازت نہیں بلکہ وہ نماز کو پانی ملنے تک مؤخر کر دے،

خلاصہ: ...... لیکن ان کے علاوہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جمہور سلف کا قول یہ ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں جنبی کے لئے تیمم کی اجازت ہے وہ جنابت کی صورت میں بھی اسی طرح تیمم کرے جیسے حدث اصغر کے لئے کیا جاتا ہے، دونوں میں کوئی فرق نہیں یہ حکم شرعی عنوان کے ماتحت کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے،

ہاتھ کو زمین پر کتنی بار رگڑنا: ...... دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ حدیث میں "ضرب بکفیه الی الارض" کے الفاظ آئے ہیں، اس کے متعلق مختصر بات یہ ہے کہ مبسوط میں ہے کہ اگر بغیر ضرب کے اپنا ہاتھ دو مرتبہ زمین پر رکھا تو یہ صورت بھی درست ہے لیکن ضرب یعنی دو بار ہاتھ زمین پر مارنا افضل ہے، اس لئے کہ یہ عمل لفظ حدیث کے موافق ہے یا اس لئے کہ اس صورت میں غبار انگلیوں کے درمیان داخل ہو جاتا ہے، اسی لئے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ ضرب کے وقت انگلیوں کا کشادہ ہونا بہتر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پورے ہاتھ پر بغل تک مسح تیمم میں شرط نہیں کیونکہ حدیث میں "وبعض ذراعیه" کے الفاظ ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے بعض ذراعین پر مسح فرمایا نہ کہ کل ذراعین پر جس سے دونوں ہاتھوں کا مسح کہنیوں تک ثابت ہوتا ہے،

باب نوع آخر من التیمم
تیمم کی اور ایک قسم

حدیث نمبر ۳۲۰: اخبرنا عمرو... انما یکفیك هکذا و ضرب شعبة بیدیه... و مسح بهما وجهه و کفیه مرة واحدة.

مفہوم: حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ تیمم کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اس پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کو یاد نہیں کہ ہم دونوں ایک سفر میں تھے کہ مجھے جنابت کی حالت لاحق ہو گئی تو اور میرے تمام بدن پر مٹی لگ گئی پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ مسئلہ عرض کیا اس پر سید الرسل ﷺ نے تیمم کا طریقہ بتلا دیا۔

حدیث نمبر ۳۲۱: اخبرنا اسمعیل... انما کان یکفیک وضرب شعبة بکفیه ضربة ونفخ فیهما... ماتولیت.

ذر باعتبار ثقاہت:...... ذر جو اس حدیث کا راوی ہے ذال کے زبر اور تشدید راء کے ساتھ ہے، اس کے زبر تشدید راء کے ساتھ ہے۔ اس کے والد کا نام عبداللہ مرہبی ہمدانی کوفی ہے۔ مرہبہ ایک حصہ ہے ہمدان کا جو ایک بڑا قبیلہ ہے نسبت کے وقت مرہبی کہا جاتا ہے ابن معین، نسائی، ابن خراش اور ابن نمیر نے اس کو ثقہ کہا ابو حاتم اور بخاری نے کہا کہ وہ صدوق تھا۔ یعنی سچ بولنے والا تھا اور امام ابوداؤد نے کہا کہ ذر بن عبداللہ مرہبی مرجئہ تھا، اس لئے ابراہیم نخعی اور سعید بن جبیر نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا (مرجئہ ایک جماعت ہے اس نے اعمال کو ساقط کر دیا اور کہتی ہے کہ نجات کے لئے صرف ایمان کافی ہے)۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال:...... عبدالرحمٰن بن ابزیٰ کی اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں عمرو بن یزید کی سند سے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس روایت میں صرف اتنا آیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ جنابت سے طہارت حاصل کرنے کے لئے تیمم درست ہے یا نہیں وہ نہ جانے کہ کیا جواب دیں۔ یعنی سائل کو مناسب جواب جس سے وہ مطمئن ہو جائے نہ بتلا سکے بلکہ صرف اتنا فرمایا کہ "انا افعل کذا" یعنی اس صورت میں جب تک پانی نہ ملے تو میں نماز نہیں پڑھوں گا بلکہ نماز کو مؤخر کر دوں گا۔

جواب:...... بہر حال اس روایت کے الفاظ "فلم یدر مایقول" سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سائل کے سوال کا اطمینان بخش جواب نہ دے سکے لیکن سوال یہ ہے کہ اس روایت کے بعض طرق میں آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل کو جواب دیا کہ جنابت لاحق ہونے کی حالت میں جب تک تم کو پانی نہ ملے تو نماز نہ پڑھو چنانچہ پیچھے عنوان "التیمم فی الحضر" کے ماتحت کی روایت میں "قال عمر لاتصل" کے الفاظ آئے ہیں۔ اس طرح اگلے عنوان کے تحت کی حدیث میں بھی اسی قسم کے الفاظ آئے ہیں۔ بظاہر دونوں قسم کی روایات میں تضاد ہے۔

دفع تعارض:...... علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ ممکن ہے کہ انسان کے سامنے سہل اور آسان حکم موجود ہونے کے باوجود وہ خاص اپنے نفس کے حق میں کوئی ایسا طریقہ اختیار کرلے جس میں شدت ہو تو اس بناء پر جس راوی نے یہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سائل کے سوال کے جواب میں "لاتصل" فرمایا گویا اس نے لاتصل کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول مذکور سے لیا ہے۔

خلاصہ کلام:...... بہر حال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کرنے والے شخص کو یہ نہیں بتلایا کہ تم کو جنابت لاحق ہونے کے بعد اگر پانی نہ ملے تو ایسی صورت میں تیمم کیا کرو بلکہ فرمایا کہ میں تو ایسی حالت میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھوں گا۔ جب تک مجھے پانی نہ ملے۔ اسی گفتگو کی مجلس میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے پورا قصہ بیان کیا تا کہ اس سے یاد آ جائے کہ جنابت کے لئے بھی تیمم جائز ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا رد عمل تھا۔ اس کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے، اس لئے کہ یہ روایت مختصر ہے۔ اس کا ذکر عنوان سابق کے ماتحت کی مفصل روایت میں آیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا "اتق اللہ یا عمار الخ" اس عبارت کا مفہوم و مطلب بھی عنوان سابق کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

تیمم کی کیفیت:...... ارشاد مبارک "انما یکفیک ھٰکذا" میں چونکہ لفظ ھٰکذا مبہم ہے۔ اس سے تیمم کی جس کیفیت کی طرف

اشارہ فرمایا اس کی صورت راوی حدیث شعبہ نے اس طرح پیش کی کہ اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر مارے۔ پھر دونوں ہاتھوں میں پھونک ماری پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے اور کفین پر ایک بار مسح کر کے دکھایا۔ غرض شعبہ نے اپنے اس فعل سے تیمم کی۔ اس کیفیت کی طرف اشارہ کیا ہے جو حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تعلیم دیتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمائی تھی اور کیفیت پچھلے عنوان کے تحت کی حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

باب نوع اٰخر

حدیث نمبر ۳۲۲: اخبرنا عبداللّٰہ... انما یکفیك وضرب النبی بیدیه الی الارض ثم نفخ فیهما فمسح بهما... ام لا.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آ کر حضرت عمر ﷺ سے عرض کیا کہ میں جنبی ہو گیا ہوں اور پانی بھی نہیں ہے تو کیا کروں؟ انہوں نے نماز نہ پڑھنے کا فرمایا۔ اس پر حضرت عمار ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر ﷺ کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ ہم دونوں سفر میں ایک ساتھ تھے کہ ہمیں جنابت لاحق ہو گئی تو آپ ﷺ نے نماز ادا نہیں کی اور میں مٹی میں لوٹ پھوٹ تھا تو میں نے نماز ادا کر لی۔ اس بات کو سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے بیان کی تو نبی کریم ﷺ نے تیمم کر کے فرمایا کہ تمہارے لئے یہ کافی تھا۔

باب تیمم الجنب

حدیث نمبر ۳۲۳: اخبرنا محمد... انما یکفیك ان تقول هکذا وضرب بیدیه علی الارض ضربة فمسح کفیه... عمار.

مفہوم: حضرت شقیق ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے حضرت ابوموسیٰ ﷺ نے فرمایا کہ آپ نے حضرت عمار ﷺ کا وہ قول سنا جس میں انہوں نے حضرت عمر ﷺ سے فرمایا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے کسی کام سے بھیجا تو مجھے غسل لاحق ہو گیا اور میں مٹی میں لت پت تھا تو میں خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو آپ تیمم کر کے فرمایا کہ یہ آپ کیلئے کافی تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ کو یاد نہیں ہے کہ حضرت عمر ﷺ نے ان کے فرمان پر اکتفا نہیں کیا۔

باب التیمم بالصعید

حدیث نمبر ۳۲۴: اخبرنا سوید... اصابتنی جنابة ولا ماء قال علیك بالصعید فانه یکفیك.

مفہوم: حضرت عمران بن حصین ﷺ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو دوسرے لوگوں سے علیحدہ اور جماعت میں شامل نہیں ہے۔ سید الرسل ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کس وجہ سے دور بھاگ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ حالتِ جنابت میں ہوں اور پانی بھی نہیں ہے اسلئے الگ ہوں۔ فرمایا کہ جب بھی آپ کو پانی میسر نہ ہو تو مٹی سے تیمم کر لیا کرو۔

باب الصلوة بتیمم واحد

ایک تیمم سے کئے نمازوں کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں اس کا بیان

حدیث نمبر ۳۲۵: اخبرنا عمرو... الصعید الطیب وضوء المسلم وان لم یجد الماء عشر سنین.

مفہوم: حضرت ابوذر ﷺ سے مروی ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ پاک مٹی مسلمان کے لئے وضو کا نائب ہے اگرچہ اس کو دس سال تک پانی میسر نہ ہو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حالات: ...... یہ حدیث حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔بعض حضرات نے کہا کہ ان کا نام جندب بن جنادۃ بن قیس تھا اور بعض نے کہا بریر تھا مشہور صحابی ہیں۔ان کے مناقب و فضائل بہت ہیں ازھد الصحابۃ فی الدنیا تھے۔ان کا انتقال ربذہ میں ۳۲ھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دورِ خلافت میں ہوا۔

دس سال تک پانی نہ ملے تو بھی تیمم جائز ہے: ...... حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کر کے اپنے اہل کے پاس جاتے اور ان کو وہاں جنابت لاحق ہوتی اور غسل کے لئے پانی نہ پاتے مسند احمد کی روایت میں ہے "فاصابتنی جنابۃ فتیممت بالصعید و صلیت ایاما فوقع فی نفسی من ذالک حتی ظننت انی ھالک الخ" تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الصعید الطیب وضوء المسلم الخ" پاکیزہ زمین مسلمان کے لئے وضو ہے۔اگر چہ دس برس تک پانی نہ پائے لفظ وَضوواؤ کے زبر کے ساتھ ہے جو طہور کے معنی میں ہے کیونکہ پاک مٹی بمنزلہ پانی کے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ لفظ وُضو بضم الواؤ ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ مٹی کا استعمال مخصوص طریقہ پر مثل وضو مسلم کے ہے۔

تیمم طہارت کاملہ ہے۔ ...... بہر حال اس میں تشبیہ بلیغ ہے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تیمم طہارت ناقصہ نہیں بلکہ مثل وضو کے طہارت کاملہ ہے۔

حدیث میں دس سال سے مراد: ...... حدیث میں دس برس سے مراد کثرت ہے۔یہی مدت مقررہ مراد نہیں مطلب یہ ہے کہ اگر چہ زمانۂ دراز تک پانی نہ پائے پاک مٹی مسلمان کے لئے آلہ طہارت ہے۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ کا مذہب: ...... بہر تقدیر اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کا وقت گزر جانے سے تیمم نہیں ٹوٹتا بلکہ وہ مثل حکم وضو کے ہے اور طہارت مطلقہ ہے۔جب تک پانی نہ ملے برابر باقی رہے گا اور ایک تیمم سے جب تک حدث نہ ہو فرائض و نوافل سے جتنی چاہے پڑھے خواہ ایک وقت میں خواہ اوقات متعدد میں جیسا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ظاہر مذہب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ ہر فرض کے لئے مستقل تیمم کرے کیونکہ تیمم طہارت ضرور یہ ہے کہ صرف نماز کے وقت میں اس کے ادا کرنے تک باقی رہتا ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے۔"من السنۃ ان لا یصلی بالتیمم اکثر من صلوۃ واحدۃ" (رواہ الدار قطنی و الطبرانی).

احناف کی طرف سے استدلال کا جواب: ...... احناف اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس میں کلام کیا گیا ہے کہ اس کی اسناد میں حسن بن عمارہ راوی کو شعبہ، سفیان، احمد بن حنبل، نسائی، دار قطنی اور ابن معین وغیرہ نے ضعیف اور متروک کہا ہے، اس لئے دلیل نہیں ہوسکتی، لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

محدث فیروزہ آبادی کا فرمان: ...... علاوہ اس کے محدث فیروز آبادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سفر السعادۃ میں فرمایا ہے "ولم نجد فی حدیث صحیح انہ یتیمم لکل فریضۃ تیمما جدیدا بل امر بہ مطلقا و اقامہ مقام الوضوء" محدث موصوف کی اس عبارت نے واضح کر دیا کہ ہر فرض کے لئے علیحدہ علیحدہ تیمم کرنا کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے۔اگر چہ علامہ موصوف شافعی ہیں مگر بات انصاف کی فرمائی ہے جس سے مسلک احناف کی تائید ہوتی ہے اور خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے قائم

کردہ باب سے ان کی رائے بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ایک ہی تیمم سے متعدد نمازوں کا پڑھنا درست ہے۔

باب فیمن لایجد الماء و لاالصعید

جو شخص نہ پانی پائے اور نہ پاک مٹی تو وہ کیا کرے گا

حدیث نمبر ۳۲۶:...... اخبرنا اسحٰق... ولم یجدوا ماء فصلوا بغیر وضوء... فانزل الله عزوجل اٰیة التیمم ... خیرا.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت میں ہار کو سفر کے دوران بھول گئی تھی اس کو ڈھونڈنے کیلئے نبی کریم ﷺ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے حضرات بھیجا پھر جب نماز کا وقت آیا تو ان کا نہ تو وضو تھا اور نہ ہی وضو کے لیے پانی۔ ان لوگوں نے بغیر وضو نماز ادا کی، پھر یہ واقعہ سرور کونین ﷺ سے واقعہ عرض کیا تو اس پر آیت تیمم نازل ہوئی " فان تجدوا ماء فتیمموا... " حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ " جزاك الله خیرا " پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی آیت نازل نہیں فرمائی جس میں آپ کے لئے اور دوسرے مسلمانوں کیلئے اس میں خیر اور برکت نہ ہو۔

فاقد الطہورین کا حکم:...... علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بظاہر اس ترجمے سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص پانی نہ پائے اور نہ پاک مٹی تو ایسی صورت میں وہ بغیر طہارت کے نماز پڑھ لیوے جب نماز کا وقت آ جائے اور بعد میں اس کا اعادہ نہیں کرے گا اس بات پر استدلال حدیث باب سے کیا ہے۔

مصنف کا مسئلہ مذکور پر استدلال:...... استدلال اس طرح سے کیا ہے کہ عدم مشروعیت تیمم کو عدم تراب بعد المشروعیت کی جگہ رکھا گیا ہے کیونکہ دونوں کا حاصل اور مرجع تعذر تیمم ہے جو یہاں مؤثر ہے کیونکہ اس وقت تک تیمم کا حکم نازل نہیں ہوا تھا تو گویا مٹی موجود نہ تھی اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس پانی بھی نہ تھا، اس لئے وہ حضرات مثل فاقد الطہورین کے ہو گئے، اس لئے اسی حال میں بغیر وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لی۔ پھر انہیں آیت تیمم نازل ہونے کے بعد اعادہ کا حکم نہیں دیا گیا۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:...... اس استدلال کی تائید میں علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی بات کی ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اذا امرتکم بامر فاتوا منه مااستطعتم او کما قال " یعنی جب میں تم کو کسی چیز کا حکم دوں تو بقدر استطاعت اس پر عمل کرو۔

انسان بقدر قدرت مکلف ہے:...... معلوم ہوا تکلیف بقدر استطاعت ہے۔ اب پانی اور مٹی نہ ملنے کی صورت میں انسان کی آخری استطاعت یہی ہو سکتی ہے کہ اسی حالت میں بغیر طہارت کے نماز پڑھ لے اور چونکہ غیر مستطاع کا مکلف نہیں اس لئے وہ ساقط ہے اور بلا دلیل غیر مستطاع سے مستطاع ساقط نہیں ہوگا۔ یہی بات قیاس اور اصول کے موافق ہے کیونکہ شرط صلوٰۃ یعنی وضو اور تیمم متعذر ہونے کی صورت میں اس کا انسان کو مکلف نہیں بنایا گیا ہے لیکن اس سے اس کو جس مشروط یعنی نماز کا مکلف بنایا گیا ہے۔ وہ ساقط نہیں ہو سکتی جیسا کہ ستر عورت و طہارت ثوب اور طہارت مکان وغیرہ کا حال ہے کیونکہ ان میں سے کسی بھی شرط کے معدوم ہونے سے نماز کا مطالبہ ذمے سے ساقط نہیں ہوگا بلکہ انسان کے ذمہ ضروری ہے کہ اسی حالت میں نماز ادا کرے۔ پھر

اعادہ نہیں کرے۔ اسی طرح طہارت کا معاملہ ہے۔ وہ شرط صلوٰۃ ہے اور پانی اور مٹی نہ ملنے کی صورت میں اس کی تکلیف ساقط ہو جانے سے مشروط کی تکلیف ساقط نہ ہوگی۔ اس لئے ایسی حالت میں بدون طہارت کے نماز پڑھے۔ پھر اعادہ کی ضرورت نہیں بلکہ تعذر رکن بھی باقی ارکان کی تکلیف کو ساقط نہیں کرتا ہے تو تعذر شرط تکلیف مشروط کو کس طرح ساقط کرے گا۔ مثلاً اگر بعض اعضائے وضو کا غسل عدم محل کی وجہ سے متعذر ہو تو باقی اعضا کو دھوئے گا اور بعض اعضاء کا غسل متعذر ہونے سے وضو ساقط ہوگا۔ اسی طرح جب قراۃ فی الصلوٰۃ سے عاجز ہو جائے اور قیام وغیرہ سے عاجز ہو جائے تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوتی ہے۔

فاقد الطہورین پر نماز کا اعادہ نہیں مصنف کا میلان:......غرض مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ فاقد الطہورین نماز پڑھے اور پھر اس کا اعادہ نہ کرے۔ اسی طرح امام بخاری کے کلام سے ان کا میلان ورجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسی حالت میں بدون طہارت کے نماز ادا کرے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی اس توجیہ کے مطابق امام نسائی نے اس مسئلے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کی ہے۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ نماز کا وقت آنے کے بعد جو شخص نہ پانی پائے اور نہ مٹی وہ اسی حال میں بغیر طہارت کے نماز پڑھے اور پھر اس کا اعادہ نہ کرے۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے کو حدیث مذکور سے ثابت کرنا مشکل ہے:......لیکن ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے مقصد اور مسلک کو جس فراخ دلی سے علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا ہے۔ وہ مقصد حدیث باب سے کس طرح ثابت ہو سکتا ہے ہم تو سمجھتے ہیں کہ حدیث باب سے اس کا ثبوت مشکل ہے۔ کیا کوئی یقین سے بتا سکتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ان کی نماز کو درست قرار دیا تھا اور لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا کیا عدم ذکر عدم وقوع کی دلیل بن سکتا ہے۔ ظاہر تو یہی ہے کہ انہوں نے بعد میں تیمم سے نماز کا اعادہ کیا ہوگا۔ اب رہا یہ سوال کہ حدیث باب میں آیا ہے "فصلوا بغیر وضوء" لیکن یہ الفاظ اثبات مقصد کے لئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے تیمم کا حکم نازل ہونے کے بعد نماز ادا کی ہو جیسا کہ یہی بات پچھلے ابواب یعنی "باب بدء التیمم" اور "باب التیمم فی السفر" کے ماتحت کی روایت سے معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ راوی نے اجزاء کی ترتیب تبدیل کر دی ہو اور نماز کا بیان مقدم کر دیا ہو کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس پانی نہ تھا اس لئے انہوں نے بغیر طہارت کے نماز پڑھ لی۔

واقعہ جزئی ہے جس میں عموم نہیں:......دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ فعلی اور جزئی واقعہ ہے جس میں عموم نہیں ہے۔ دوسری طرف حدیث قولی کی روشنی میں ایک اصول بیان کیا گیا ہے۔ "**لا صلوٰۃ الا بطھور**" بدون طہارت کے کوئی نماز نہیں ہو سکتی ہے تو ظاہر بات ہے کہ جب کوئی خاص واقعہ کسی اصول سے مزاحم ہو تو ترجیح اصول کو ہوگی۔

تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء کے فعل سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ فاقد الطہورین اسی حالت میں بغیر طہارت کے نماز پڑھے اور پھر اس کا اعادہ نہ کرے۔ اسی طرح حضرات احناف کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنبی ہو گئے تھے اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی بلکہ قضا کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل میں اس بات کی کوئی تفصیل نہیں ہے کہ نماز کے قضاء

کرنے پر کسی طرح کا عتاب ہوا ہو۔

مصنف کی دلیل نص نہیں:...... بہر حال بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے مدعا کے اثبات میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے جو دلیل پیش کی ہے وہ نص نہیں ہے، اس لئے قابل قبول نہیں ہے۔

باب کی دوسری حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص کو جنابت لاحق ہوئی۔ اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اس کا ذکر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اصبت" کہ تمہارا یہ فعل درست ہے۔ ایک اور شخص جنبی ہو گیا۔ اس نے تیمم کیا اور نماز پڑھی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عمل کا ذکر کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی فرمایا کہ "اصبت" تم نے ٹھیک کیا ہے، اس لئے کہ تم نے اپنے اجتہاد سے جو عمل کیا تمہارا وہ عمل درست اور حکم شریعت کے موافق ہوا۔

سوال:...... اب رہا یہ سوال کہ اول شخص کو بھی یہ ارشاد فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا ہے۔

جواب:...... تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص نے جو عمل کیا تھا وہ بھی اپنے اجتہاد سے کیا تھا تو بلحاظ اجتہاد وہ بھی مصیب یعنی درست کار تھے۔ اگر چہ وہ شخص تیمم سے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے اپنے اجتہاد میں صواب اور حق کو نہ پا سکا۔ تاہم فعل اس کا اجتہادی تھا اور نیت اچھی تھی اور اس حیثیت سے اس کے فعل کو لغو یعنی قرار نہیں دیا۔ (واللہ تعالیٰ علم، کذا فی الحاشیۃ العلامۃ السندھی رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث نمبر ۳۲۷: اخبرنا محمد... اصبت فاجنب رجل اخر فتیمم وصلی فاتاہ فقال نحو ماقال للاخر یعنی اصبت.

مفہوم: حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی جنبی ہو گیا اور اس نے نماز بھی نہیں پڑھی تھی، مسلسل پانی کو تلاش کرتا رہا اور نماز کا وقت بھی باقی تھا پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا عذر پیش کیا تو سید الرسل ﷺ نے ان کو سراہا۔ اسی طرح ایک دوسرے آدمی کو حضور اکرم ﷺ نے سراہا جس کو حالتِ جنابت لاحق ہوگئی تو اس نے تیمم کر کے نماز ادا کر لی۔

كتاب المياه من المجتبى

قال الله عز وجل وانزلنا من السماء ماء طهورا... صعيدا طيبا.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم تم پر آسمان سے پانی نازل کرتے ہیں تا کہ تم لوگوں کو اس سے پاک کر دے۔ اور ارشاد ربانی ہے تم کو پانی میسر نہ ہو تو مٹی سے تیمم کرو۔

حدیث نمبر ۳۲۸: اخبرنا سوید... اغتسلت من الجنابة فتوضا النبي بفضلها.. ان الماء لاينجسه شيء.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ کے بچے ہوئے پانی سے وضو فرمایا تو زوجہ مطہرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یہ تو غسل کا پانی ہے۔ فرمایا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔

باب ذكر بئر بضاعة

حدیث نمبر ۳۲۹: اخبرنا هرون... يارسول الله ﷺ انتوضا من بئر بضاعة.. فقال الماء طهور لاينجسه شيء.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے بیر بضاعہ سے وضو کرنے کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ اس کنوے میں کتوں کا گوشت، حیض کے کپڑے اور بدبودار اشیاء ڈالی جاتی ہیں؟ فرمایا پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی۔

حدیث نمبر ۳۳۰: اخبرنا عباس... وهو يتوضأ من بئر بضاعة فقلت اتوضأ منها... الماء لا ينجسه شيء.

باب التوقيت في الماء

حدیث نمبر ۳۳۱: اخبرنا الحسين... سئل رسول الله ﷺ عن الماء وما ينوبه من الدواب والسباع... لم يحمل الخبث.

مفہوم: عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سید الانبیاء ﷺ سے پانی پینے کیلئے آنے اور جانے والے جانور اور درندوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ جب تک پانی دو قلوں تک پہنچے وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

حدیث نمبر ۳۳۲: اخبرنا قتيبة... لا تزرموه فلما فرغ دعا بدلو من ماء فصبه عليه.

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگ اس کو منع کرنے کیلئے اس کے پیچھے بھاگے تو سید الانبیاء ﷺ نے ان کو منع فرمایا پھر اس کے پیشاب سے فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر اس جگہ پر بہا دیا۔

حدیث نمبر ۳۳۳: حدثنا عبدالرحمن... دعوه واهريقوا على بوله دلوا من ماء فانما بعثتم ميسرين ولم تبعثوا معسرين.

باب النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم

حدیث نمبر ۳۳۴: اخبرنا الحارث... لا يغتسل احدكم في الماء الدائم وهو جنب.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حالت جنابت میں ٹھہرے ہوئے پانی کے اندر غسل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

باب الوضوء بماء البحر

حدیث نمبر ۳۳۵: اخبرنا قتيبة... فقال رسول الله ﷺ هو الطهور ماؤه الحل ميتته.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے سرورِ کونین ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور ہمارے پاس پانی اتنی مقدار میں ہوتا کہ ہمارے پینے کیلئے کافی ہوتا ہے تو اس صورت میں ہم سمندر کے پانی سے وضو کریں؟ فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک کرنے والا اور اس کا مردہ حلال ہے۔

باب الوضوء بماء الثلج والبرد

برف اور اولے کے پانی سے وضو کرنا

حدیث نمبر ۳۳۶: اخبرنا اسحق... اللهم اغسل خطاياي بماء الثلج والبرد... نقيت الثوب الابيض من الدنس.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا اے اللہ میرے گناہوں کو برف اور اولے سے پاک فرما اور میرے دل سے سب غلطیوں اور برائیوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے سے میل کچیل کو صاف کر دیا۔

غضیف بن حارث کون؟...... اس حدیث کے راوی غضیف بن حارث صحابی ہیں یا تابعی ابن ابی حاتم نے کہا کہ میرے

والد اور ابوزرعہ نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہیں، اسی طرح امام بخاری وغیرہ نے بھی ان کو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں شمار کیا ہے مگر ابن سعد وغیرہ نے تابعین میں شمار کیا ہے اور ثقہ بتایا ہے انہوں نے جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت فوراً فرماتے تھے یا آخری شب تک مؤخر فرماتے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مختلف تھے، کبھی تو اول شب میں غسل کرتے تھے، یہ صورت اقرب الی التطیف ہے۔

امت محمدی پر آسانیاں ہی آسانیاں ہیں:...... کبھی امت کی سہولت اور بیان جواز کے لئے آخری شب میں غسل کرتے تھے اس پر غضیف بن حارث نے کہا "الحمد الله الذى جعل فى الامر سعة" کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے جس نے دین میں بڑی وسعت اور سہولت رکھی ہے، اس لئے کہ اس نے ہمارے لئے دونوں چیزوں کو جائز قرار دیا ہے اور اس جواز کو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بذریعہ عمل بتلا دیا ہے۔

سوال پیدا ہوسکتا ہے:...... لیکن یہاں پر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس حدیث سے تاخیر غسل کے جواز پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول شب میں غسل فرماتے تھے جبکہ جنابت اول شب میں لاحق ہوتی اور آخر شب میں غسل فرماتے جبکہ جنابت آخر شب میں لاحق ہوتی۔

جواب:...... اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ بقرینہ سوال اور سائل کے قول الحمد للہ الخ پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تقریر کے قرینے سے تاخیر غسل کا جواز اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے، کذا قال علامة السندهی)

حدیث نمبر ۳۳۷: اخبرنا علی... یقول اللّٰهم اغسلنی من خطایای بالثلج والماء والبرد.

باب سؤر الكلب

حدیث نمبر ۳۳۸: اخبرنا علی... اذا ولغ الكلب فی اناء احدكم فليرقه ثم ليغسله سبع مرات.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس برتن کو تین دفعہ دھونے کا حکم فرمایا جس میں کتا منہ ڈالے۔

باب تعفير الاناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه

حدیث نمبر ۳۳۹: اخبرنا محمد... اذا ولغ الكلب فی الاناء فاغسلوه سبع مرات وعفروه الثامنة بالتراب.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا مگر یہ کہ وہ شکار کیلئے یا حفاظت کرنے کیلئے رکھا ہو تو اس کی اجازت دی ہے۔ پھر فرمایا کہ جب برتن میں کتا منہ ڈالے تو اس کو سات مرتبہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ اس برتن کو مانجھو اور صاف کرو۔

حدیث نمبر ۳۴۰: اخبرنا عمرو... وقال اذا ولغ الكلب فی الاناء فاغسلوه سبع مرات وعفروه الثامنة... بالتراب.

حدیث نمبر ۳۴۱: اخبرنا اسحق... اذا ولغ الكلب فی اناء احدكم فليغسله سبع مرات اولاهن بالتراب.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی برتن میں کتا منہ ڈالے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھوؤ پہلی مرتبہ مٹی مل کر دھوئے۔

حدیث نمبر ۳۴۲: اخبرنا اسحٰق... اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات اولاھن بالتراب۔

باب سؤر الھرۃ

حدیث نمبر ۳۴۳: اخبرنا قتیبۃ... انھا لیست بنجس انما ھی من الطوافین علیکم والطوافات۔

مفہوم: حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے اور انہوں نے ایسی بات کہی جس کا مفہوم و مطلب ان کے لیے وضو کا پانی ڈالنا تھا، اچانک ایک بلی آئی اور اس میں سے پانی پینے لگی جب اچھی طرح پانی پی چکی تو مجھ سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میری بھتیجی تم اس پر حیران ہو؟ عرض کیا جی ہاں، اس پر حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا بلی ناپاک نہیں وہ تو دن رات تمہارے اردگرد گھومنے پھرنے والیوں میں سے ہے۔

باب سؤر الحائض

حدیث نمبر ۳۴۴: اخبرنا عمرو... وکنت اشرب من الاناء فیضع فاہ حیث وضعت وانا حائض۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حالت حیض میں ہڈی چوسا کرتی تھی پھر سرکار دو عالم ﷺ اسی جگہ پر اپنا منہ لگا کر چوستے تھے جس جگہ میں منہ لگایا کرتی تھی۔ پھر اسی طرح میں حالت حیض میں پانی پیتی تو سید الکونین ﷺ اسی جگہ سے پانی نوش فرماتے تھے جس جگہ سے میں پیتی تھی۔

باب الرخصۃ فی فضل المراۃ

حدیث نمبر ۳۴۵: اخبرنا ھرون... کان الرجال والنساء یتوضؤن فی زمان رسول اللہ ﷺ جمیعا۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں مرد اور عورت ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

باب النھی عن فضل وضوء المراۃ

حدیث نمبر ۳۴۶: اخبرنا عمرو... نھی ان یتوضأ الرجل بفضل وضوء المراۃ۔

مفہوم: حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے مرد وضو کرلے۔

باب الرخصۃ فی فضل الجنب

حدیث نمبر ۳۴۷: اخبرنا قتیبۃ... انھا کانت تغتسل مع رسول اللہ ﷺ فی الاناء الواحد۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتی تھی۔

باب القدر الذی یکفتی... من الماء للوضوء والغسل

حدیث نمبر ۳۴۸: اخبرنا عمرو... یتوضأ بمکوک ویغتسل بخمسۃ مکاکی۔

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ ایک مکوک پانی سے وضو اور پانچ مکوک سے غسل فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۴۹: اخبرنا هرون... ان رسول اللہ ﷺ کان یتوضا بمد و یغتسل بنحو الصاع۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ ایک مد پانی سے وضو اور ایک صاع پانی سے غسل فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۵۰: اخبرنا ابوبکر... کان رسول اللہ ﷺ یتوضا بالمد و یغتسل بالصاع۔

کتاب الحیض والمستحاضة من المجتبی

باب بدء الحیض وهل یسمی الحیض نفاسا

حدیث نمبر ۳۵۱: اخبرنا اسحق... لا نری الا الحج فلما کنا بسرف حضت... امر کتبه الله علی بنات آدم... بالبیت۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیلئے نکلے۔ سرف نامی جگہ پہنچنے کے بعد مجھے حیض آنا شروع ہوگیا تو سید الرسل ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کو کیا ہوا، کیا آپ کو حیض آنے لگا؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ تو اس پر فرمایا کہ یہ تو وہ کام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم کیلئے مقرر کیا ہے۔ پس آپ حاجیوں جیسا کام کرتی رہو مگر یہ کہ خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو۔

باب ذکر الاستحاضة واقبال الدم ادباره

حدیث نمبر ۳۵۲: اخبرنا عمران... انما ذلک عرق فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلوٰة... ثم صلی۔

مفہوم: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگی کہ مجھے استحاضہ ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ایک رگ ہے پس تم حیض آنے کے بعد نماز کو چھوڑ دو پھر حیض کے دن ختم ہونے کے بعد غسل کر کے نماز ادا کرو۔

حدیث نمبر ۳۵۳: اخبرنا هشام... اذا اقبلت الحیضة فدعی الصلوٰة واذا ادبرت فاغتسلی۔

حدیث نمبر ۳۵۴: اخبرنا قتیبة... ان ذلک عرق فاغتسلی ثم صلی فکانت تغتسل عند کل صلوٰة۔

باب المراة تکون لها ایام معلومة تحیضها کل شهر

حدیث نمبر ۳۵۵: اخبرنا قتیبة... امکثی قدر ما کانت تحبسک حیضتک ثم اغتسلی۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے خون کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے ان کا غسل کرنے کا ٹب دیکھا جو خون سے بھرا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس وقت ٹھہری رہو نماز، روزے اور اس مرض سے پہلے جتنے دن پہلے تمہارا حیض روکتا تھا اسی دن تک پھر غسل کرنا۔

حدیث نمبر ۳۵۶: اخبرنا محمد... دعی قدر تلک الایام واللیالی التی کنت تحیضین فیها ثم اغتسلی واستثفری وصلی۔

مفہوم: ایک خاتون نے سرکارِ دو عالم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے استحاضہ کی بیماری ہوگئی ہے کیا میں نماز کو ترک کر دوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن جس طرح سے پہلے تم کو دن اور رات میں حیض آیا کرتا تھا۔ اسی طرح ان دنوں میں نماز ترک کر دو پھر غسل کرو اور تم لنگوٹ باندھو اور نماز ادا کیا کرو۔

حدیث نمبر ۳۵۷: اخبرنا قتیبۃ.. فلتترک الصلوۃ قدر ذلک من الشھر فاذا خلفت ذلک فلتغتسل ثم لتستثفر بالثوب ثم تصلی۔

باب ذکر الاقراء

حدیث نمبر ۳۵۸: اخبرنا الربیع.. فلتترک الصلوۃ ثم تنظر مابعد ذلک فلتغتسل عند کل صلوۃ۔

مفہوم: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہو گیا اور وہ کسی طریقہ سے پاک نہیں ہوتی تھیں۔ سید الرسل ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا یہ حیض نہیں بلکہ یہ تو بچہ دانی کی ایک چوٹ ہے تم اپنے ماہواری کو شمار کرلو کہ جتنے دن ماہواری آتی تھی ان دنوں میں تم نماز کو چھوڑ دو پھر تم اس کے بعد ہر ایک نماز کے لئے غسل کیا کرو۔

حدیث نمبر ۳۵۹: اخبرنا موسی... ان تترک الصلوۃ قدر اقرائھا وحیضتھا وتغتسل وتصلی فکانت تغتسل عند کل صلوۃ

حدیث نمبر ۳۶۰: اخبرنا عیسی... انما ذلک عرق فانظری اذا اتاک قروک فلاتصلی... ماذکر المنذر۔

مفہوم: حضرت فاطمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے خون جاری ہونے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک رگ ہے جب تم کو حیض آئے تو نماز مت پڑھو پھر جب حیض بند ہو جائے تو نماز ادا کرو۔

حدیث نمبر ۳۶۱: اخبرنا اسحق... انما ذلک عرق ولیست بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوۃ... وصلی

باب جمع المستحاضۃ بین الصلوتین.. اذا اجتمعت

حدیث نمبر ۳۶۲: اخبرنا محمد... وامرت ان توخر المغرب وتعجل العصر وتغتسل لھما غسلا واحدا.. غسلا واحدا۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مستحاضہ عورت کے بارے میں دور نبوی ﷺ میں کہا گیا ہے کہ یہ ایک رگ ہے جو کہ بند نہیں ہوتی اور حکم فرمایا گیا اس کو نماز ظہر میں تاخیر اور نماز عصر میں جلدی کرنے کا اور دونوں نمازوں کیلئے ایک ہی غسل کرنے کا۔ اس طریقہ سے مغرب میں تاخیر اور عشاء میں عجلت کرنے کا اور دونوں نمازوں کے لئے ایک غسل کرنے کا پھر نماز فجر کیلئے ایک غسل کرنے کا۔

حدیث نمبر ۳۶۳: اخبرنا سوید... فقال تجلس ایام اقرائھا ثم تغتسل وتوخر الظھر وتعجل العصر... وتغتسل للفجر۔

مفہوم: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ وہ عورت مستحاضہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنے حیض کے دنوں میں ٹھہر جاؤ پھر غسل کرو اور نماز ظہر میں تاخیر اور نماز عصر میں جلدی کرو اور دونوں کو ایک ہی غسل سے پڑھو۔ پھر نماز میں تاخیر کرو اور نماز عشاء میں جلدی اور غسل کر کے دونوں کو ایک ساتھ پڑھ لو اور نماز فجر کے لئے غسل کرلو۔

باب الفرق بین دم الحیض والاستحاضۃ

حدیث نمبر ۳۶۴: اخبرنا محمد... اذا کان دم الحیض فانہ دم اسود یعرف فامسکی عن الصلوۃ... من کتابہ۔

مفہوم: حضرت فاطمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کو استحاضہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا جب حیض کا خون آئے اگر وہ کالا خون ہو تو نماز نہ پڑھو پھر جب دوسرے قسم کا خون آئے تو تم وضو کرو اور نماز ادا کرو۔ اس لئے کہ وہ خون ایک رگ کا خون ہے۔

حدیث نمبر ۳۶۵: اخبرنا محمد... فاذا کان ذلک فامسکی عن الصلوۃ فاذا کان الاخر فتوضئی وصلی... واللہ تعالی اعلم.

حدیث نمبر ۳۶۶: اخبرنا یحیی... انما ذلک عرق ولیست بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوۃ... واللہ تعالی اعلم.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ ہوگیا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے استحاضہ کا مرض لاحق ہوگیا ہے اور میں پاک ہی نہیں ہوتی۔ کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا جی نہیں یہ ایک رگ کا خون ہے حیض نہیں جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دو جب حیض بند ہو جائے تو خون کو دھوڈالو اسلئے کسی نے عرض کیا: کیا وہ خاتون غسل نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا غسل میں کس کو شک ہے حیض سے پاک ہونے کے بعد ایک مرتبہ غسل ضروری ہے۔

حدیث نمبر ۳۶۷: اخبرنا سوید... انما ذلک عرق ولیست بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فامسکی عن الصلوۃ... وصلی.

حدیث نمبر ۳۶۸: اخبرنا قتیبۃ... انما ذلک عرق ولیست بالحیضۃ فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوۃ... وصلی.

حدیث نمبر ۳۶۹: اخبرنا ابو الاشعث... فاذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوۃ واذا ادبرت فاغسلی عنک الدم ثم صلی.

باب الصفرۃ والکدرۃ

حدیث نمبر ۳۷۰: اخبرنا عمرو... کنا لا نعد الصفرۃ والکدرۃ شیئا.

مفہوم: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم خواتین زردی یا خاکی رنگ کا کچھ خیال نہیں کرتی تھیں۔

باب ما ینال من الحائض وتاویل قول اللہ عز وجل ویسئلونک عن المحیض قل هو اذی فاعتزلوا النساء فی المحیض الایۃ.

حیض والی عورت سے کس حد تک فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور اللہ بزرگ وبرتر کے قول **ویسئلونک عن المحیض** کی تفسیر۔

حدیث نمبر ۳۷۱: اخبرنا اسحق... فامرهم رسول اللہ ان یوکلوهن ویشاربوهن یجامعوهن فی البیوت... لم یغضب علیهما.

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی عورتوں کو جب ماہواری آتی تھی تو یہودی ان کو اپنے ساتھ نہ کھلاتے، نہ پلاتے اور نہ ایک کوٹھری میں ان کے ساتھ رہائش کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سلسلہ میں سید الرسل ﷺ سے دریافت کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ لوگ تم سے عورتوں کی ماہواری کے ایام کے بارے میں پوچھتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ وہ اذیت کا وقت ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ کھلانے، پلانے اور ایک ہی کمرے میں رہائش یعنی تمام کام کا حکم دیا ماسوائے ہم بستری کے۔

اسلام کے حائضہ کے ساتھ سلوک:...... یہود حیض والی عورتوں کو گھروں سے نکال دیتے اور نہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے صحابہ کرام نے اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿**ویسئلونک عن المحیض قل هو اذی الخ**﴾ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کی حالت میں صحبت وغیرہ کا حکم پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ حیض گندی چیز ہے تم حیض کی حالت میں عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور اس حالت میں ان سے مقاربت مت کرو جب تک کہ وہ حیض سے پاک نہ ہو جائیں اور جب یہ آیت اتری تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ حیض کے ایام میں ان سے

علیحدہ رہئے اور ان کے نزدیک نہ جانے سے مراد یہ ہے کہ ان سے جماع نہ کرو۔ اس کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو یعنی حیض والی عورتوں کے ساتھ کھانا پینا اور ساتھ سونا اور بوسہ دینا سب کی اجازت ہے۔ بظاہر حدیث کے الفاظ "ماخلا الجماع" سے معلوم ہوتا ہے کہ جماع کے علاوہ تہ بند کے ماتحت کے حصے سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ وامام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:...... امام محمد اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اسی کے قائل ہیں۔

جمہور کا قول:...... لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصے سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

احتیاط جمہور کے مسلک میں ہیں:...... اول قول دلیل کے اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے مگر زیادہ احتیاط دوسرے میں ہے جو جمہور کا قول ہے اور وہ زیادہ مطابق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے مزید تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

باب مایجب علی من اتی حلیلته...مع علمه بنهی الله تعالیٰ

حدیث نمبر ۳۷۲:...... اخبرنا عمرو... عن النبی فی الرجل یاتی امراته وهی حائض یتصدق بدینار او بنصف دینار.

مفہوم: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص بیوی کے ساتھ حالت حیض میں ہمبستری کرے تو اس پر ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا ضروری ہے۔

باب مضاجعة الحائض فی ثیاب حیضتها

حدیث نمبر ۳۷۳: اخبرنا عبیدالله... انفست قلت نعم فدعانی فاضطجعت معه فی الخمیلة.

مفہوم: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سرکار دوعالم ﷺ کے ساتھ حالت حیض میں لیٹی ہوئی تھی یاد آنے پر یک دم اٹھی اور حیض کے کپڑے اٹھائے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں حیض آنا شروع ہو گیا ہے میں نے کہا جی ہاں پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور میں آپ ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

باب نوم الرجل مع حلیلته فی الشعار...وهی حائض

حدیث نمبر ۳۷۴: اخبرنا محمد... نبیت فی الشعار الواحد وانا طامث حائض فان اصابه منی شیء غسل مکانه... فیه

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حالت حیض میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک ہی لحاف میں ہوا کرتی تھی اور اگر آپ ﷺ کے جسم پر کچھ لگ جاتا تو آپ صرف اسی حصہ کو دھوتے اور اسی کپڑے میں نماز ادا فرماتے۔

باب مباشرة الحائض

حدیث نمبر ۳۷۵: اخبرنا قتیبة... یامر احدانا اذا کانت حائضا ان تشد ازارها ثم یباشرها.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی حالت حیض میں ہوتی تو آپ ﷺ اس کو ایک مضبوط تہ بند باندھنے کا حکم فرماتے پھر اس عورت کے ساتھ مباشرت فرماتے (یعنی لیٹتے اور بوس وکنار کرتے)

حدیث نمبر ۳۷۶: اخبرنا اسحق... کانت احدانا اذا حاضت امرها رسول الله ﷺ ان تتزر ثم یباشرها.

باب ذكر ما كان رسول الله ﷺ يصنعه اذا حاضت احدىٰ نساءه.

جب نبی کریم ﷺ کی بیویوں میں سے کسی بیوی کو حیض آتا نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ جو طریقہ اختیار فرماتے اس کا بیان۔

حدیث نمبر ۳۷۷: اخبرنا هناد... يصنع اذا حاضت احدا كن قالت كان يامرنا اذا حاضت احدانا ان تتزر بازار واسع... وثديها.

مفہوم: حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا ان دونوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ سرکار دو عالم ﷺ حالت حیض میں کیا رویہ اختیار فرماتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ بڑے اور عمدہ قسم کے کپڑے سے تہہ بند باندھنے کا حکم فرماتے پھر آپ ﷺ ان بیوی کے سینہ اور پستان سے لپٹ جاتے۔

حائضہ سے استمتاع کا طریقہ: اس روایت میں "بازار واسع" آیا ہے اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مراد یہ تھی کہ ہم میں سے جو حائضہ بیوی تہ بند باندھ لیتی وہ تہ بند کو صرف موضع دم یعنی شرم گاہ کی حد تک باندھ لینے پر کفایت نہیں کرتی بلکہ وہ ازار چوڑا اور بڑا ہوتا تھا جس کو ناف سے لے کر گھٹنے تک باندھ لیتی۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تہ بند کے اوپر اوپر کے حصہ جسم سے اپنا بدن لگاتے۔

ائمہ ثلاثہ کا مذہب:..... اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ بیوی کے زیر ناف سے گھٹنے تک فائدہ اٹھانا منع ہے۔ یہی امام ابوحنیفہ و امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا مذہب ہے۔

باب کی دوسری حدیث کا ترجمہ و تشریح عنوان "باب مباشرة الحائض" کے تحت ملاحظہ ہو۔

حدیث نمبر ۳۷۸: اخبرنا الحرث... اذا كان عليها ازار يبلغ انصاف الفخذين والركبتين في حديث الليث تحتجز به.

مفہوم: نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی سے مباشرت کرتے اور وہ حالت حیض میں ہوتی وہ عورت تہہ بند پہنے ہوتی جو کہ آدھی ران یا گھٹنے تک پہنچتی اس کی آڑ کر لیتی۔

باب مواكلة الحائض والشرب من سؤرها

حدیث نمبر ۳۷۹: اخبرنا قتيبة... كان رسول الله يدعوني فآكل معه وانا عارك كان ياخذ العرق فيقسم على فيه... من القدح.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کوئی حائضہ اپنے شوہر کے ساتھ کھا سکتی ہے۔ فرمایا جی ہاں، سرور کونین ﷺ مجھے حالت حیض میں بلایا کرتے تھے آپ ﷺ ہڈی اٹھاتے اور میرا حصہ بھی لگاتے پہلے میں چوسا کرتی اور رکھ دیتی پھر آپ اسی جگہ منہ لگاتے جس جگہ میں نے منہ لگایا ہوتا آپ پانی پیتے اور میرے لئے بھی چھوڑتے میں پیتی اور پھر رکھ دیتی پھر اسی جگہ پر آپ بھی منہ لگاتے اور پانی پیتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۸۰: اخبرنا ايوب... يضع فاه على الموضع الذي اشرب منه ويشرب من فضل شرابي وانا حائض.

باب الانتفاع بفضل الحائض

حدیث نمبر ۳۸۱: اخبرنا محمد... یناولنی الاناء فاشرب منه وانا حائض ثم اعطیه فیتحری موضع فمی فیضعه علی فیه.
مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حالتِ حیض میں پانی پیتی تھی پھر وہ برتن سید الکونین ﷺ کو دے دیتی آپ ﷺ اپنا منہ اس جگہ لگاتے کہ جہاں میں نے منہ لگایا ہوتا اور میں حالتِ حیض میں ہڈی چوستی پھر سید الرسل ﷺ کو دے دیتی آپ ﷺ اپنا منہ اسی جگہ لگاتے کہ جس جگہ میں نے منہ لگایا ہوتا۔

حدیث نمبر ۳۸۲: اخبرنا محمود... فیضع فاہ علی موضع فی یشرب منه واتعرق من العرق وانا حائض... علی موضع فی.

باب الرجل یقرا القران وراسه فی حجر امراته وهی حائض

حدیث نمبر ۳۸۳: اخبرنا اسحق... کان راس رسول اللہ ﷺ فی حجر احدانا وهی حائض وهو یقرا القران.
مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا سر ہم میں سے کسی ایک کی گود میں ہوتا اور وہ عورت حالتِ حیض میں ہوتی تو آپ ﷺ اسی حالت میں قرآن کی تلاوت فرماتے رہتے۔

باب سقوط الصلوة عن الحائض

حدیث نمبر ۳۸۴: اخبرنا عمرو... کنا نحیض رسول اللہ ﷺ فلانقضی ولا نومر بقضاء.
مفہوم: حضرت معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا حائضہ عورت نماز کی قضا کرے؟ انہوں نے جواب دیا: کیا تم حروریہ ہو؟ تحقیق ہم نبی کریم ﷺ کے پاس حائضہ ہو جاتیں تو نہ ہم قضاء کرتیں اور نہ ہی قضاء کا حکم دیا جاتا۔

باب استخدام الحائض

حدیث نمبر ۳۸۵: اخبرنا محمد... اذ قال یاعائشة ناولینی الثوب فقالت انی لااصلی فقال انه لیس فی یدك فناولته.
مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ مسجد میں ہوتے اور فرماتے کہ اے عائشہ مجھے کپڑا اٹھا کر دے دو۔ انہوں نے کہا کہ میں حالتِ حیض میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے ہاتھ میں نہیں لگ رہا پھر انہوں نے وہ کپڑا اٹھا کر دے دیا۔

حدیث نمبر ۳۸۶: اخبرنا قتیبة... ناولینی الخمرة من المسجد فقلت انی حائض... لیست حیضتك فی یدك... مثله.

باب بسط الحائض الخمرة فی المسجد

حدیث نمبر ۳۸۷: اخبرنا محمد... فیتلوا القران وهی حائض وتقوم احدانا بخمرته الی المسجد فتبسطها وهی حائض.
مفہوم: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنا سر ہم میں سے کسی ایک کی گود میں رکھتے اور قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اور وہ عورت حائضہ ہوتی۔ اور ہم میں سے کوئی ایک اٹھ کر مسجد میں حالتِ حیض میں بوریا بچھا دیتی۔

باب ترجیل الحائض راس زوجها وهو معتکف فی المسجد

حدیث نمبر ۳۸۸: اخبرنا نصر... ترجل راس رسول اللہ ﷺ وهی حائض وهو معتکف فیناولها راسه وهی فی حجرتها

مفہوم: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں حالت حیض میں حضور ﷺ کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور آپ ﷺ معتکف ہوتے۔ اور اپنا سر ان کو دیتے اور وہ اپنے حجرے میں ہوتی تھیں۔

باب غسل الحائض راس زوجها

حدیث نمبر ۳۸۹: اخبرنا عمرو... كان رسول الله ﷺ يدني الى راسه وهو معتكف فاغسله وانا حائض.

مفہوم: حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ معتکف ہونے کی حالت میں اپنا سر میری جانب جھکا دیتے اور میں حالت حیض میں اسکو دھوتی تھی۔

حدیث نمبر ۳۹۰: اخبرنا قتيبة... كان يخرج راسه من المسجد وهو معتكف فاغسله وانا حائض.

حدیث نمبر ۳۹۱: اخبرنا قتيبة... كنت ارجل راس رسول الله ﷺ وانا حائض.

مفہوم: حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں حالت حیض میں نبی کریم ﷺ کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھیں۔

باب شهود الحيض العيدين ودعوة المسلمين

حدیث نمبر ۳۹۲: اخبرنا عمرو... فيشهدن الخير ودعوة المسلمين وتعتزل الحيض المصلى.

مفہوم: حضرت ام عطیہ ؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوشیزہ، باپردہ اور حائضہ عورتیں عیدگاہ کی طرف نکل کر مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کے کام میں اور مسلمانوں کی دعا میں شامل ہوں، لیکن حائضہ عورتوں کو مسجد سے علیحدہ رہنا چاہیئے لیکن باہر سے دعا میں شریک ہوں۔

باب المرأة تحيض بعد الافاضة

افاضہ کے بعد عورت کو حیض آجائے تو اس کیلئے کیا حکم ہے

حدیث نمبر ۳۹۳: اخبرنا محمد... لعلها تحبسنا الم تكن طافت معكن بالبيت قالت بلى قال فاخرجن.

مفہوم: حضرت عائشہ ؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ صفیہ بنت حیی ؓ کو حیض ہوگیا تو سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ انہوں نے ہمیں ٹھہرا رکھا ہو، کیا وہ ہمارے ساتھ طواف نہیں کر سکتی؟ عرض کیا کہ کیوں نہیں، تو فرمایا کہ پھر چلیں۔

حائضہ عورت کا حکم طواف زیارت کے معاملے میں: ...... اس روایت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورتوں کے واسطے طواف الوداع چھوڑنے کی اجازت دے دی ہے اور اس پر تمام اماموں کا اجماع ہی کہ اگر عورت کو طواف زیارت کے بعد حیض شروع ہو گیا تو طواف وداع کرنے کے لئے حیض سے پاک ہونے تک انتظار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اپنے وطن جا سکتی ہے چنانچہ اس روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیی کو حیض شروع ہو گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمہارے ساتھ طواف افاضہ جس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں، وہ نہیں کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا جی ہاں! وہ ہمارے ساتھ طواف زیارت سے فارغ ہو چکی ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فاخرجن" کہ اس سے کہہ دو مکہ سے

رخصت ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ طواف زیارت ادا کرنے کے بعد اگر حیض شروع ہو گیا تو عورت کے لئے یہ حکم نہیں ہے کہ طواف وداع کی غرض سے طہارت تک مکہ میں ٹھہر جائے بلکہ اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ مکہ سے اپنے وطن کی طرف چلی جائے۔

باب ماتفعل النفساء عند الاحرام

حدیث نمبر ۳۹۴: اخبرنا محمد... ان رسول اللہ ﷺ قال لابی بکر مرھا ان تغتسل و تھل.

مفہوم: اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو جب مقام ذوالحلیفہ میں نفاس جاری ہو گیا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا کہ ان کو غسل کرنے اور احرام باندھنے کا حکم دو۔

باب الصلوۃ علی النفساء

نفاس والی عورت پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

حدیث نمبر ۳۹۵: اخبرنا حمید... صلیت مع رسول اللہ ﷺ... ماتت فی نفاسھا فقام رسول اللہ ﷺ فی الصلوۃ فی وسطھا.

مفہوم: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ام کعب رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ ادا کی جب کہ ان کی وفات ہوگئی تھی حالت نفاس میں تو رسول کریم ﷺ ان کی پشت کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

نفساء کے نماز جنازہ کا حکم: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفاس کی حالت میں جس عورت کا انتقال ہو جائے اس کا نفاس نماز جنازہ سے مانع ہوگا۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی حالانکہ نماز جنازہ میں میت کا امام کی طرح پاک وصاف ہونا ضروری ہے تو اس سے ثابت ہوا کہ نفاس والی عورت پاک ہے اور مومن ناپاک نہیں ہوتا ہے۔

نفاس کا حدث امر تعبدی ہے:...... نفاس کا حدث تو وہ امر تعبدی ہے جو موت سے ختم ہو گیا اور حسی ناپاکی غسل سے دھل گئی۔ (کذا قال العلامۃ السندھی رحمۃ اللہ علیہ)

باب دم الحیض یصیب الثوب

حدیث نمبر ۳۹۶: حدثنا یحیی... استفتت النبی عن دم الحیض یصیب الثوب فقال حتیہ واقرصیہ وانضحیہ وصلی فیہ.

مفہوم: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے سرکار دو عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر حیض کا خون کپڑے میں لگ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا کہ اس جگہ کو مل لو اور چھیل لو اور اس کپڑے میں نماز ادا کرو۔

حدیث نمبر ۳۹۷: اخبرنا عبید اللہ... سألت النبی عن دم الحیضۃ یصیب الثوب قال حکیہ بضلع واغسلیہ بماء وسدر.

مفہوم: ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر کپڑے پر ماہواری کا خون لگ

جائے تو کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا تم اس کو پسل کھرچ ڈالو اور پانی اور بیری سے اس کو دھو ڈالو۔

كتاب الغسل والتيمم من المجتبى

باب ذكر النهي الجنب عن الاغتسال في الماء الدائم

حدیث نمبر ۳۹۸: اخبرنا سليمان... قال رسول الله ﷺ لايغتسل احدكم في الماء الدائم وهو جنب.

مفہوم: سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل نہ کرے جب کہ وہ جنبی ہو۔

حدیث نمبر ۳۹۹: اخبرنا محمد... قال لايبولن الرجل في الماء الدائم ثم يغتسل من او يتوضا.

مفہوم: حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں نہ پیشاب کرے، کہ پھر اس پانی سے غسل یا وضو کرے۔

حدیث نمبر ۴۰۰: اخبرنا احمد... ان رسول الله ﷺ نهى ان يبال في الماء الدائم.

مفہوم: سرور کونین ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے اور غسل کرنے سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر ۴۰۱: اخبرنا محمد... ان النبي نهى ان يبال في الماء الراكد ثم يغتسل منه.

حدیث نمبر ۴۰۲: اخبرنا قتيبة... لايبولن احدكم في الماء الدائم الذي لايجري ثم يغتسل منه... لم يرفعه.

باب الرخصة في دخول الحمام

حمام میں داخل ہونے کی اجازت کا بیان

حدیث نمبر ۴۰۳: اخبرنا اسحق... قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلايدخل الحمام الابمئزر.

مفہوم: حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے تو وہ حمام میں بغیر کسی تہبند کے داخل نہ ہو یعنی اپنا ستر دوسروں کے سامنے نہ کھولے۔

بغیر تہبند کے حمام میں داخل ہونے کی ممانعت:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر تہبند کے حمام میں داخل نہیں ہونا چاہیے بغیر تہبند کے داخل ہونے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کیونکہ اس صورت میں بعض کی نظر بعض کے ستر پر پڑنے کا اندیشہ ہے۔ البتہ تہبند کے ساتھ داخل ہونے کی اجازت دے دی کیونکہ ناف سے گھٹنوں تک تہبند باندھ کر غسل کرنے کی صورت سر ظاہر ہونے کا اور بعض کی نظر بعض کے ستر پر پڑنے کا کوئی اندیشہ نہیں،

دور رسالت میں بلاد اسلام میں حمامات نہ تھے:...... لیکن اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ دور رسالت میں بلاد اسلام میں حمامات موجود تھے، لہٰذا یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔ جس میں "ستفتح لكم ارض العجم و ستجدون فيها بيوتا يقال لها الحمامات الخ" الفاظ آئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں اسلامی شہروں میں حمام کا کوئی وجود نہ تھا۔ **ایک سوال**:...... رہا یہ سوال کہ بعض کتابوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حمام میں جانا لکھا ہے۔

اس کا جواب:...... وہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں اور جو حدیث اس بارے میں وارد ہوئی ہے وہ موضوع ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز حمام میں نہیں گئے بلکہ حمام کو دیکھا بھی نہیں اور مکہ مکرمہ میں جو حمام النبی مشہور ہے شاید اس کی وجہ

یہی ہوگی کہ جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ غسل فرمایا وہاں پر حمام بنا دیا گیا ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

باب الاغتسال بالثلج والبرد
برف اور اولے سے غسل کرنے کا بیان

حدیث نمبر ۴۰۴: اخبرنا محمد... اللّٰھم طھرنی بالثلج والبرد والماء البارد.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس طریقہ سے دعا مانگا کرتے تھے اے خدا مجھے ان گناہوں سے صاف فرما دے جس طرح سے سفید کپڑا برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے صاف کیا جاتا ہے۔

انبیاء معصوم ہیں:...... محققین علماء کا قول یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ہر قسم کے گناہوں سے معصوم بنایا گیا ہے۔ البتہ کبھی کبھی ان سے بعض معاملات میں زلات یعنی لغزشیں واقع ہوئیں اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے ان لغزشوں کے ساتھ اشتغال ان کی شان کے مناسب نہ تھا، اس لئے ان لغزشوں کے صدور پر تنبیہ کی گئی اور انجام کار وہ لغزشیں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا جس کا ذکر حدیث باب میں آیا ہے۔ اسی کے قبیل میں سے ہے۔

خلاصہ:...... حدیث کے آخری الفاظ "والثلج والبرد والماء البارد" سے تطہیر اور تنقیہ میں مبالغہ مقصود ہے۔ یعنی اے اللہ مجھ کو طرح طرح کی بخششوں کے ساتھ پاک وصاف کر۔

حدیث نمبر ۴۰۵: اخبرنا محمد... یقول اللّٰھم طھرنی بالثلج والبرد والماء البارد... کما یطھر الثوب الابیض من الدنس.

باب الاغتسال قبل النوم
سونے سے پہلے غسل کرنے کا بیان

حدیث نمبر ۴۰۶: اخبرنا شعیب... قالت کل ذلک قد کان یفعل ربما اغتسل فنام و ربما توضا فنام.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ حالت جنابت میں کس طرح سویا کرتے؟ فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کبھی غسل فرما کر اور کبھی وضو فرما کر سویا کرتے تھے لیکن اگر غسل کا ارادہ نہ ہوتا تو وضو ضرور فرما لیتے۔

غسل جنابت فوراً واجب نہیں:...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کا غسل فوراً واجب نہیں ہے۔ اگر جلدی کرنا واجب ہوتا جناب نبی کریم ﷺ ہرگز یہ عمل نہ فرماتے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا "ایغتسل قبل ان ینام الخ" کیا نبی کریم ﷺ جنابت کے بعد جلدی غسل فرماتے یا جنابت کی بعد آرام فرماتے۔ پھر اس بعد غسل فرماتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ ہر صورت پر عمل فرماتے تھے کہ بعض اوقات غسل فرماتے۔ پھر آرام فرماتے اور بعض اوقات وضو فرماتے پھر سو جاتے پھر رات کے آخری حصے میں غسل فرماتے تو اس سے معلوم ہوا کہ جنابت کے فوراً بعد غسل کرنا ضروری نہیں۔

حالت جنابت میں سونے سے پہلے وضو مستحب ہے جمہور کے ہاں:...... اس لئے اگر کوئی شخص جنابت کی

حالت میں سونا چاہے تو اس کیلئے درست ہے مگر مستحب یہ ہے کہ سونے سے پہلے وضو کر لے۔ پھر آرام کرے۔ یہی جمہور علماء کا قول ہے۔ ان کا استدلال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے ہے جسمیں انہوں نے فرمایا ان النبی صلی

باب الاغتسال اول اللیل

حدیث نمبر ۴۰۷: ...... اخبرنا یحیی... کان ربما اغتسل من اوله وربما اغتسل من اخره قلت الحمد لله الذی جعل فی الامر سعة.

مفہوم: حضرت غضیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دریافت کیا کہ سرکار دو عالم ﷺ رات کے کس حصہ میں غسل فرماتے؟ فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کبھی شروع حصہ میں اور کبھی آخری حصہ میں غسل فرماتے تھے۔ حضرت غضیف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے دین میں وسعت رکھی۔

باب الاستتار عند الغسل

حدیث نمبر ۴۰۸: اخبرنا ابراهیم... ان الله حلیم حیی ستیر یحب الحیاء والستر فاذا اغتسال احدکم فلیستتر.

مفہوم: حضرت ابو یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے کسی کو سامنے غسل کرتے ہوئے دیکھا تو منبر پر چڑھ گئے اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور فرمایا اللہ تعالی علم وشرم والا ہے اور پردہ میں رکھتا ہے اور وہ شرم وحیا کو پسند کرتا ہے۔ لہذا غسل پردے میں کر لیا کرو۔

حدیث نمبر ۴۰۹: اخبرنا ابوبکر... ان الله ستیر فاذا اراد احدکم ان یغتسل فلیتوار بشیء.

حدیث نمبر ۴۱۰: اخبرنا قتیبة... قالت فسترته فذکرت الغسل قالت ثم اتیته بخرقة فلم یردها.

حدیث نمبر ۴۱۱: اخبرنا احمد... یا ایوب الم اکن اغنیتك قال بلی یارب ولکن لاغنی بی عن برکاتك.

مفہوم: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام ننگے ہونے کی حالت میں غسل کر رہے تھے کہ اسی دوران ان کے اوپر سونے کی ٹڈی آکر گر گئی تو اسے حضرت ایوب علیہ السلام اپنے کپڑوں میں پکڑ کر سمیٹنے لگے تو اس وقت اللہ تعالی نے ان کو پکارا اور فرمایا کہ اے ایوب! کیا میں نے تم کو غنی نہیں بنایا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کیوں نہیں اے پروردگار! لیکن میں آپ کی برکات سے غنی نہیں ہو سکتا۔

باب الدلالة علی ان لاتوقیت فی الماء الذی یغتسل فیه

حدیث نمبر ۴۱۲: اخبرنا القاسم... یغتسل فی الاناء وهو الفرق وکنت اغتسل انا وهو من اناء واحد.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے جو کہ فرق تھا، میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل فرماتے۔

باب اغتسال الرجل والمراة من نسائه

حدیث نمبر ۴۱۳: اخبرنا سوید... کان یغتسل وانا من اناء واحد نغترف منه جمیعا وسوید قالت کنت انا.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل فرمایا کرتے تھے اور دونوں اس میں سے چلو

لیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۱۴: اخبرنا محمد... کنت اغتسل انا و رسول اللہ ﷺ من اناء واحد من الجنابة۔

حدیث نمبر ۴۱۵: اخبرنا قتیبة... لقد رایتنی انازع رسول اللہ ﷺ الاناء اغتسل انا و ھو منه۔

باب الرخصة فی ذلك

حدیث نمبر ۴۱۶: اخبرنا محمد... اغتسل انا و رسول اللہ ﷺ من اناء واحد اباادره و یبادرنی حتی یقول دع لی... دع لی۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول کریم ﷺ دونوں ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے میں آپ سے سبقت کرنا چاہتی تھی اور آپ ﷺ مجھ سے سبقت کرنا چاہتے تھے، چنانچہ مجھ سے فرماتے کہ میرے لئے پانی چھوڑ دے اور میں آپ ﷺ سے کہتی کہ میرے لئے پانی چھوڑ دیجئے۔ حضرت سوید نے فرمایا کہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ غسل میں سبقت کریں جبکہ میں چاہتی تھی کہ میں غسل میں سبقت کروں تو میں کہتی دیکھیں میرے واسطے پانی رہنے دیں۔

باب الاغتسال فی قصعة فیها اثر العجین

حدیث نمبر ۴۱۷: اخبرنا محمد... یغتسل قد سترته بثوب دونه فی قصعة فیها اثر العجین قالت فصلی الضحی... غسله۔

مفہوم: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فتح میں مکہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس وقت آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ پر کسی کپڑے سے آڑ کئے ہوئے تھیں، اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز چاشت ادا فرمائی۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے یاد نہیں کہ غسل کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے کس قدر رکعات ادا فرمائیں۔

باب ترك المراة نقض راسها عند الاغتسال

حدیث نمبر ۴۱۸: اخبرنا سوید... فافیض علی راسی بیدی ثلاث مرات و ما انقض لی شعرا۔

مفہوم: حضرت عبید بن عمیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تم نے دیکھا کہ میں اور سید الکونین ﷺ دونوں ایک برتن غسل فرماتے تھے وہاں پر ایک ڈول صاع، یا اس سے کچھ کم کے برابر رکھا ہوا تھا ہم دونوں اس ڈول سے ایک ساتھ غسل کرنا شروع کرتے میں اپنے ہاتھ سے اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتی اور غسل کرتے وقت میں اپنے سر کے بال کھول لیتی تھی۔

باب اذا تطیب واغتسل و بقی اثر الطیب

حدیث نمبر ۴۱۹: اخبرنا ھناد... فقالت طیب رسول اللہ ﷺ فطاف علی نسائه ثم اصبح محرما

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر میں گندھک لگا کر حج کروں تو مجھے یہ عمل اچھا معلوم ہوتا ہے اس سے کہ میں حالت احرام میں ہوں اور حج کروں اس حالت میں کہ خوشبو پھیلاتا ہوں۔ محمد بن منتشر نے فرمایا یہ سن کر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول کریم ﷺ کے خود خوشبو لگائی پھر آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر صبح کو احرام باندھا۔

باب ازالة الجنب الاذی عنه قبل افاضة الماء علیه

حدیث نمبر ۴۲۰: اخبرنا محمد... توضا رسول اللّٰہ وضوئه للصلوة غیر رجلیه وغسل فرجه وما اصابه... غسله للجنابة.

مفہوم: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے وضو اس انداز سے کیا کہ جس طرح آپ ﷺ نماز کے لئے فرمایا کرتے تھے لیکن سید الکونین ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک نہیں دھوئے بلکہ جو چیز اس پر لگی تھی، اس کو دھویا، پھر سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے جسم پر پانی بہایا اس کے بعد اپنے پاؤں مبارک کو اس جگہ سے ہٹایا اور دونوں پاؤں مبارک دھوئے۔ حضرت میمونہ فرماتی ہے کہ سید الرسل ﷺ کا غسل جنابت یہی تھا۔

باب مسح الید بالارض بعد غسل الفرج

حدیث نمبر ۴۲۱: اخبرنا محمد... فیغسل فرجه ثم یضرب بیده علی الارض ثم یمسحها ثم یغسل... فیغسل رجلیه.

مفہوم: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ غسل جنابت کے وقت پہلے دونوں ہاتھ مبارک دھوتے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے اور شرمگاہ دھوتے، پھر اپنا دایاں ہاتھ زمین پر مارتے اور رگڑتے، پھر سید الکونین ﷺ ہاتھ دھوتے اور اس کے بعد وضو کرتے جس طرح نماز کیلئے وضو کیا جاتا ہے، پھر سر مبارک اور پورے جسم مبارک پر پانی ڈالتے اس کے بعد سید الرسل ﷺ اس جگہ سے ہٹ جاتے اور اپنے دونوں پاؤں مبارک پانی سے دھوتے۔

باب الابتداء بالوضوء فی غسل الجنابة

حدیث نمبر ۴۲۲: اخبرنا سوید... اذا اغتسل من الجنابة غسل یدیه ثم توضا وضوئه للصلوة... غسل سائر جسده.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر وضو فرماتے جس طرح نماز کے لیے وضو ہوتا ہے، پھر سید الکونین ﷺ غسل فرماتے، پھر اپنے ہاتھوں سے بالوں میں خلال فرماتے جب یقین ہو جاتا کہ جسم مبارک کی کوئی جگہ خشک نہیں ہے اس وقت اپنے اوپر تین دفعہ پانی ڈالتے، پھر تمام جسم مبارک دھوتے۔

باب التیمن فی الطهور التیمن فی الطهور

حدیث نمبر ۴۲۳: اخبرنا سوید... یحب التیمن ما استطاع فی طهوره وتنعله وترجله وقال بواسط فی شانه کله.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جب غسل فرماتے تو دائیں جانب سے پسند فرماتے تھے اور اس کے علاوہ جہاں تک ہو سکتا تھا اپنی طہارت حاصل کرنے میں، جوتا پہن لینے میں اور کنگھی کرنے میں بھی دائیں جانب سے شروع کرتے۔ مسروق راوی نے مقام کے واسطہ سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے اس قدر اضافہ کیا ہے اور سید الکونین ﷺ ہر کام میں دائیں جانب سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔

باب ترك مسح الرأس فی الوضوء من الجنابة

غسل جنابت کے وضو میں مسح رأس نہ کرنے کا بیان

حدیث نمبر ۴۲۴: اخبرنا عمران... ویغسل وجهه وذراعیه ثلاثا ثلاثا حتی اذا بلغ راسه لم یمسح فلفرغ علیه الماء... ذکر.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے سید الکونین ﷺ سے غسل جنابت کے متعلق پوچھا اس سلسلہ کی بہت سی روایات گزر چکی ہے شروع میں اپنے دائیں ہاتھ پر دو یا تین دفعہ پانی ڈالے، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو برتن میں ڈال کر پانی لے اور شرمگاہ پر ڈالے، اور بائیں ہاتھ سے شرم گاہ دھوئے تاکہ گندگی صاف ہو جائے۔ اس کے بعد اگر دل کرے تو بائیں ہاتھ کو مٹی سے رگڑ لے، پھر بائیں ہاتھ پر پانی ڈالے تاکہ وہ صاف ہو جائے، پھر دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھوئے، کلی کرے، ناک میں پانی ڈالے، چہرہ دھوئے اور تین مرتبہ دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے، پھر سر پر مسح نہ کرے بلکہ پانی بہائے اس طریقہ سے حضرت عمرؓ نے سید الکونین ﷺ کے غسل جنابت کی کیفیت نقل فرمائی ہے۔

استنجاء کے بعد ہاتھ کو مٹی سے رگڑنے کی حیثیت:...... اس حدیث میں "ثم یضع یدہ الیسری علی التراب" کے بعد ان شاء کی قید ہے کہ بائیں ہاتھ سے شرمگاہ کی صفائی کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہتے تو بائیں ہاتھ کو مٹی سے رگڑتے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ کہ اس فعل پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوام نہ فرماتے۔ کبھی کبھی بائیں ہاتھ کو مٹی سے رگڑتے اور کبھی اس کو چھوڑ دیتے۔ گویا یہ عمل مقتضی وقت کے ہوتا تھا یا بیان جواز کے لئے کبھی کرتے اور کبھی چھوڑ دیتے۔

حضور اکرم ﷺ کے غسل کا طریقہ:...... دوسری بات یہ کہ اس روایت میں "لم یمسح" آیا ہے حالانکہ پیچھے جتنی روایات گزر چکی ہیں، ان میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کے شروع میں اسی طرح وضو فرماتے جس طرح نماز کے لئے کیا جاتا ہے جس سے واضح طور پر سر کا مسح کرنا ثابت ہوتا ہے۔

اس کا جواب:...... اس کا جواب یہ ہے کہ غسل جنابت کے شروع میں جو وضو فرماتے تھے، اس میں عام طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کا مسح فرماتے تھے لیکن بعض اوقات بیان جواز کے لئے مسح کو چھوڑ دیتے۔ علاوہ اس کے سر کا مسح غسل کے ضمن میں حاصل ہو جاتا ہے اور مسح رأس کے سقوط اور اس کی ادائیگی میں ضمنی مسح کافی ہے۔ اس بنا پر اگر مان لیا جائے کہ وضو میں دونوں پیروں کا مسح واجب ہے۔

روافض کا مذہب:...... جیسا کہ شیعہ لوگ کہتے ہیں تو وہ دونوں پیروں کے دھونے سے ادا ہو جائے گا لیکن مسح کی صورت میں پیروں کا غسل ادا نہ ہوگا۔

پیروں کے دھونے میں احتیاط ہے:...... اس لئے زیادہ احتیاط پیروں کے غسل ہی میں ہے۔

باب استبراء البشرة في الغسل من الجنابة

جنابت کے غسل میں سر کے بالوں کی جڑوں اور ظاہری جلد کو تر کر لینے کا بیان

حدیث نمبر ۴۲۵: اخبرنا علی... اذا اغتسل من الجنابة غسل یدیه ثم توضأ وضوئه للصلوة ثم یخلل راسه... جسده.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر نماز کیلئے وضو فرماتے، پھر انگلیوں سے سر کے بالوں کا خلال کرتے یہاں تک کہ سر کے صاف ہونے کا اطمینان و یقین ہو جاتا، پھر دونوں ہاتھ مبارک پانی سے بھر کر سر پر ڈالتے، پھر سارے جسم مبارک پر پانی بہاتے۔

کیفیت غسل :...... باب کی دوسری حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کا ارادہ فرماتے تو حلاب کے برابر ایک برتن منگواتے۔

حلاب کیا ہے؟:...... حلاب اس برتن کو کہتے ہیں جس میں اونٹنی کا ایک وقت کا دودھ دوہا جائے۔ بعض نے کہا ایک خاص قسم کی خوشبو کا نام ہے۔ بعض نے کہا کہ یہ تصحیف ہے۔ یعنی کتابت کی غلطی سے حلاب لکھا گیا اصل میں جلاب تھا اور جلاب معرب ہے گلاب کا اور وہ خوشبودار چیز ہے۔

بہرحال اگر حلاب سے مراد خوشبودار چیز ہو تو اس کا استعمال قبل غسل بھی ثابت ہے اور بعد غسل بھی۔

علامہ خطابی کی تحقیق :...... لیکن علامہ خطابی نے کہا کہ حلاب اس برتن کو کہتے ہیں جس میں اونٹنی کا ایک وقت کا دودھ سما جائے اور اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور انہوں نے لفظ حلاب سے غسل کے وقت خوشبو کا استعمال مراد لیا ہے اور میرے خیال میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا کہ انہوں نے حلاب سے محلب مراد لیا ہے جو ہاتھوں کے دھونے میں استعمال کیا جاتا ہے حالانکہ حلاب کوئی خوشبو نہیں ہے بلکہ حلاب سے مراد وہی برتن ہے جس میں اونٹنی کا ایک وقت کا دودھ سما جائے جس کی تائید شاعر کے قول سے ہوتی ہے۔ شاعر کے کلام میں بھی حلاب سے مراد برتن لیا گیا ہے شاعر کہتا ہے

صاح هل رأيت او سمعت براع

رد في الضرع ما قرى في الحلاب

ترجمہ: لوگو تم نے کبھی ایسا اونٹ چرانے والا دیکھا یا سنا ہے کہ جس نے برتن کا دودھ اونٹنی کے تھن میں لوٹا دیا ہو۔

حلاب دودھ دوہنے کا برتن میں اہل لغت کی تحقیق :...... غرض علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے قول کے مطابق حلاب دودھ دوہنے کے برتن کو کہتے ہیں جس میں اونٹنی کے ایک وقت کا دودھ دوہا جائے اور اہل لغت کی تحقیق اور قرائن سے یہی معنی راجح معلوم ہوتے ہیں۔ اس روایت میں لفظ صب یا افاض کے بجائے فقال بھما علی رأسہ کے الفاظ آئے ہیں لیکن لفظ قال یہاں بولنے کے معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ قول کا اطلاق فعل پر کیا گیا ہے۔ اب اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اپنے سر مبارک پر دونوں ہاتھوں سے پانی بہادیتے۔

حدیث نمبر ۴۲۶: اخبرنا محمد... اذا اغتسل من الجنابة دعا بشيء نحو الحلاب فاخذ بكفه بدا بشق راسه...

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ فرماتے، تو "حلاب" کی طرح کا ایک برتن منگواتے اور ہاتھ مبارک میں لے کر پہلے سر کے دائیں طرف سے غسل کا ارادہ فرماتے، پھر اس کے بعد بائیں طرف سے اور پھر دونوں ہاتھوں سے پانی لیتے اور سر پر ہاتھ ملتے۔

باب مايكفي الجنب من افاضة الماء على راسه

حدیث نمبر ۴۲۷: اخبرنا عبيدالله... ان النبي ﷺ ذكر عنده الغسل فقال اما انا فافرغ على راسي ثلاثا لفظ سويد.

مفہوم: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن سید الرسل ﷺ کے سامنے غسل کرنے کا تذکرہ ہوا تو فرمایا کہ میں اپنے

سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتا ہوں۔

حدیث نمبر ۴۲۸: اخبرنا محمد... کان رسول اللہ ﷺ اذا اغتسل افرغ علی راسہ ثلاثا۔

مفہوم: حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ غسل کرتے وقت سر پر تین مرتبہ پانی ڈالتے تھے۔

باب العمل فی الغسل من الحیض

حدیث نمبر ۴۲۹: اخبرنا الحسن... قال خذی فرصة ممسکة فتوضئی بها... ان النبی ﷺ سبح واعرض عنها... النبی ﷺ

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے سید الکونین ﷺ سے ''ماہواری کا غسل'' کے بارے میں پوچھا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تم ایک کپڑا یا روئی لو جس میں مشک لگی ہو اس سے پاکی حاصل کرو۔ اس خاتون نے عرض کیا کہ اس سے میں کس طرح سے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا تم اس سے پاکی حاصل کرو۔ پھر عرض کیا کہ کس طرح پاکی حاصل کروں؟ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے یہ سن کر سبحان اللہ فرمایا اور اس خاتون کی جانب سے چہرہ پھیر لیا۔ حضرت عائشہ ؓ سمجھ گئیں کہ رسول کریم ﷺ کا مفہوم کیا ہے، انہوں نے فرمایا میں نے اس خاتون کو اپنی جانب کھینچ لیا پھر رسول کریم ﷺ کا جو مقصد تھا اس کو واضح فرما دیا۔

باب الغسل مرة واحدة

حدیث نمبر ۴۳۰: اخبرنا اسحق... اغتسل النبی من الجنابة فغسل فرجه ودلك يده بالارض او الحائط ثم توضا... جسده۔

مفہوم: حضرت میمونہ ؓ فرماتی ہیں کہ سید الکونین ﷺ غسل جنابت کرتے وقت اپنی شرمگاہ کو دھوتے، پھر ہاتھوں کو زمین یا دیوار پر رگڑتے، پھر نماز کی طرح وضو کرتے، پھر پورے بدن اور سر پر ایک مرتبہ پانی بہاتے۔

باب اغتسال النفساء عند الاحرام

حدیث نمبر ۴۳۱: اخبرنا عمرو... اذا اتی ذا الحلیفة ولدت اسماء بنت عمیس... فقال اغتسلی ثم استثفری ثم اهلی۔

مفہوم: امام محمد باقر ؒ نے کہا ہم لوگ حضرت جابر بن عبد اللہ ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حجۃ الوداع کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب ذوالقعدہ کے مہینے کے پانچ روز گزرے تو رسول کریم ﷺ مدینہ سے نکلے کہ اور ہم بھی آپ ﷺ کے ہمراہ نکلے جب ذوالحلیفہ میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر ؓ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ کو بچہ کی ولادت ہوگئی جن کا نام محمد بن ابی بکر ؓ تھا انہوں نے کسی کو نبی ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا اور پوچھا اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا تم غسل کر کے لنگوٹ باندھ لو اس کے بعد آپ ﷺ نے لبیک پکارا یعنی اب احرام باندھ لو۔

باب ترك الوضوء بعد الغسل

حدیث نمبر ۴۳۲: اخبرنا احمد... قالت کان رسول اللہ ﷺ لا یتوضا بعد الغسل۔

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہے کہ سید الکونین ﷺ غسل کرنے کے بعد وضو نہیں فرماتے تھے۔

باب الطواف علی النساء فی غسل واحد

حدیث نمبر ۴۳۳: اخبرنا حمید۔۔ کنت اطیب رسول اللہ ﷺ فیطوف علی نسائہ ثم یصبح محرما ینضح طیبا۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سید الرسل ﷺ کے خوشبو لگایا کرتی تھی آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس ہوتے تھے پھر آپ صبح کو احرام باندھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے جسم مبارک سے خوشبو مہکتی تھی۔

باب التیمم بالصعید

حدیث نمبر ۴۳۴: اخبرنا الحسن۔۔۔اعطی خمسا لم یعطھن احد قبلی۔۔۔وجعلت لی الارض مسجدا طھورا۔۔۔خاصۃ۔

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو پانچ قسم کے انعام عطا فرمائے گئے ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا کیے گئے، اول تو ایک ماہ کے رعب کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں۔ دوسرے یہ کہ میرے لئے تمام زمین مسجد بنائی گئی ہے اس وجہ سے اب میری امت میں سے جس شخص کو جس جگہ نماز کا وقت آئے وہ نماز ادا کرے۔ اور چوتھی بات یہ ہے کہ مجھ کو شفاعت کبریٰ کا حق دیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔ پانچویں بات یہ ہے کہ میں پوری کائنات اور تمام بنی نوع انسان کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور باقی انبیاء خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث کئے گئے تھے۔

باب التیمم لمن یجد الماء بعد الصلوۃ

کسی نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر نماز کے بعد پانی مل گیا تو اس نماز کا دہرانا ضروری ہے یا نہیں

حدیث نمبر ۴۳۵: اخبرنا مسلم۔۔للذی لم یعد اصبت السنۃ واجزاتک صلوتک وقال للآخر اما انت فلک مثل سھم جمع۔

مفہوم: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے تیمم کیا اور نماز ادا کر لی پھر وقت کے اندر ان کو پانی مل گیا تو ان میں سے ایک شخص نے وضو کر کے نماز لوٹائی اور دوسرے شخص نے نماز نہیں لوٹائی پھر دونوں نے اپنا اپنا معاملہ سید البشر ﷺ کے سامنے پیش کیا تو اس شخص سے ارشاد فرمایا جس نے نماز نہیں لوٹائی تھی کہ تم نے سنت پر عمل کیا اور تمہاری نماز ہو گئی۔ اور دوسرے شخص سے فرمایا تمہارے واسطے دوگنا حصہ ہے یا تمہاری واسطے ایک لشکر کا حصہ ہے۔

دو آدمیوں کا واقعہ:۔۔۔۔۔۔اس حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو آدمیوں کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ جب نماز کا وقت آیا تو ان دونوں نے پاک مٹی سے تیمم کیا اور نماز پڑھی پھر وقت کے اندر ان کو پانی مل گیا تو ان دونوں میں سے ایک شخص نے وضو کیا اور نماز لوٹا کر پڑھی اور دوسرے نے نہیں لوٹائی پھر دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان:۔۔۔۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عمل کا ذکر کیا تو جس شخص نے نماز کا اعادہ نہیں کیا اس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اصبت السنۃ" کہ تم نے حکم شرع کے موافق کام کیا۔ شریعت کا حکم ایسا ہی تھا جس طرح تم نے کیا کہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی۔

اجتہاد کی تصدیق:۔۔۔۔۔۔پھر اس کو پانی ملنے کے بعد وضو کے ساتھ نہیں دہرایا تو اس ارشاد مبارکہ سے اس شخص کے اجتہاد کی تصویب و تصدیق فرمائی اور دوسرے کے اجتہاد کو غلط قرار دیا لیکن خطاء فی الاجتہاد اجر فی العمل کے منافی نہیں ہے۔ یعنی جو ثواب عمل

پر موقوف ہے وہ اجتہاد میں غلطی واقع ہونے سے باطل نہیں ہوتا ہے بلکہ مجتہد کو اس کے عمل کا ثواب ملے گا، اس لئے اس شخص سے فرمایا "فلك مثل سهم جمع"۔

دو اجر:...... ابوداؤد وغیرہ کی روایات میں "لك اجر مرتين" آیا ہے کہ تیرے واسطے دو نا ثواب ہے ایک تو بسبب ادائے فرض کے اور دوسرا بسبب ادائے نفل کے۔ ابن وہب سے پوچھا گیا کہ اس روایت میں جمع کا جو لفظ آیا ہے اس کی کیا تفسیر ہے انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تھی "لك اجر الصلاة مرتين" کہ تیرے واسطے دو مرتبہ نماز پڑھنے کا ثواب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ تم کو اتنا ثواب ملے گا جتنا مزدلفہ میں لوگوں کے جمع ہونے پر ان کو ملتا ہے بعضوں نے کہا کہ لفظ جمع سے مراد لشکر ہے یعنی تیرے لئے مال غنیمت میں سے لشکر کے حصے کے برابر ثواب ہے۔

خلاصہ کلام:...... بہر حال دونوں صحابیوں نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا مگر اس شخص کا اجتہاد درست ثابت ہوا جس نے وقت کے اندر پانی ملنے کے باوجود اس نماز کا اعادہ نہیں کیا جو اس نے تیمم سے پڑھی تھی اور اس کے اجتہاد کا درست ہونا ارشاد مبارک "اصبت السنة" سے ثابت ہوتا ہے اور اسی حدیث کی بنا پر تمام مکاتب فکر کے علماء کا عدم اعادہ پر اتفاق ہے۔

فراغت نماز کے بعد پانی پائے بالاتفاق اعادہ صلوۃ نہیں:...... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ تمام اماموں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب تیمم کرنے والا نماز سے فارغ ہونے کے بعد پانی پائے تو اس پر وضو کے ساتھ نماز کو دہرانا لازم نہیں۔ اگرچہ وقت باقی ہو۔

اختلافی صورت:...... البتہ کچھ اختلاف اس میں ہے کہ جب نماز میں داخل ہونے کے بعد پانی پائے تو جمہور علماء کہتے ہیں کہ وہ نماز صحیح ہے اس کو نہ توڑے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حالت میں اس کا تیمم باطل ہو جاتا ہے اور جب تیمم کرے۔ پھر نماز میں داخل ہونے سے پہلے پانی پائے تو تمام ائمہ کے نزدیک اس کا تیمم باطل ہو جائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

حدیث نمبر ۴۳۶: اخبرنا سويد... ان رجلين و ساق الحديث.

مفہوم: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مذکورہ روایت (مرسلاً) اوپر جیسی روایت گزری ہے۔

حدیث نمبر ۴۳۷: اخبرنا محمد... اصبت فاجنب رجل آخر فتيمم وصلى فاتاه فقال نحوا مما قال للآخر يعني اصبت.

مفہوم: حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے جنابت لاحق ہونے کی وجہ سے نماز نہیں پڑھی تو اس شخص نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا اور ایک شخص جنبی ہو گیا تو اس کے متعلق بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا۔

باب الوضوء من المذي

حدیث نمبر ۴۳۸: اخبرنا علي... فقال النبي صلى الله عليه وسلم ذاك المذي اذا وجده احدكم فليغسل ذكل منه ويتوضا وضوئه... سليمان.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے آپس میں بات چیت کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے فرمایا مجھے بہت زیادہ مذی آتی ہے اور میں اس مسئلہ کو نبی کریم ﷺ سے دریافت کرنے سے شرم محسوس کرتا ہوں اس لئے کہ آپ ﷺ کی صاحبزادی میرے نکاح میں ہے لیکن تم دونوں میں سے کوئی شخص مسئلہ دریافت کر لے تو میں نے سنا کہ ان حضرات میں سے کسی نے یہ مسئلہ دریافت کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت تم میں سے کسی شخص کو اس کی حالت درپیش ہو اور اس کے مذی نکل آئے تو اس کو چاہیے کہ اس کو دھو ڈالے پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کر لے۔

حدیث نمبر ۴۳۹: اخبرنا محمد... کنت رجلا مذاء فامرت رجلا فسال النبي فقال فيه الوضوء۔

مفہوم: حضرت علی ؓ فرماتے ہے کہ مجھے مذی بہت زیادہ آتی تھی میں نے ایک شخص کے ذریعہ سید الکونین ﷺ سے تذکرہ کروایا، تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مذی آنے پر صرف وضو کرنا کافی ہے۔

حدیث نمبر ۴۴۰: اخبرنا محمد... ان اسال النبي ﷺ عن المذي... فقال فيه الوضوء الاختلاف على بكير

حدیث نمبر ۴۴۱: اخبرنا احمد... يساله عن المذي فقال توضا وانضح فرجك... لم يسمع من ابيه شيئا.

مفہوم: حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہے کہ میں نے سید الکونین ﷺ کی خدمت میں حضرت مقداد ؓ کو مذی کے مسئلہ میں بھیجا تو سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ تم وضو کرو اور شرم گاہ کو دھو ڈالو۔

حدیث نمبر ۴۴۲: اخبرنا سويد... يساله عن الرجل يجد المذي فقال رسول الله ﷺ يغسل ذكره ثم ليتوضا.

حدیث نمبر ۴۴۳: اخبرنا عتبة... اذا وجد احدكم ذلك فلينضح فرجه فليتوضا وضوئه للصلوة.

باب الامر بالوضوء من النوم

سونے کی وجہ سے وضو کا حکم دینا

حدیث نمبر ۴۴۴: اخبرنا عمران... اذا قام احدكم من الليل فلا يدخل يده في الاناء حتى يفرغ عليها مرتين... باتت يده.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میں سے اگر کوئی شخص نیند سے بیدار ہو جائے تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے بلکہ وہ شخص ہاتھ دو یا تین مرتبہ دھو لے کیونکہ معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کس کس جگہ پڑا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت:...... اوپر کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عمل نقل کر رہے ہیں کہ میں نے ایک رات حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں نے وضو کے بعد شروع کیا تھا جیسا کہ یہ بات بخاری وغیرہ کی مفصل روایت سے اور خود نسائی کی روایت سے بھی جس کو انہوں نے کتاب الصلاۃ میں ذکر کیا ہے۔ واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔

امام نسائی مذکورہ واقعہ اس طرح بیان کیا:...... لیکن مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمے سے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ یہ مختصر روایت اس مفصل روایت پر محمول ہے۔ اس تفصیلی روایت میں تمام واقعہ کا بیان اس طرح ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک رات میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گزاری اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حجرے میں تھے کیونکہ وہی رات ان کی باری تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ باتیں کیں۔ پھر تھوڑی سی دیر سو رہے۔ پھر جب تہائی رات باقی رہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر یہ آیت

پڑھی ﴿ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنهار الآیات لاولی الالباب﴾ یہاں تک کہ پوری سورۃ تلاوت فرمائی۔ پھر مشک کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا بند کھولا پھر پیالے میں پانی ڈالا۔ پھر وضو کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں بھی کھڑا ہوا اور وضو کیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف کھڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑ کر مجھ کو بائیں طرف سے دائیں طرف کھڑا کیا۔ پھر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ رکعت نماز پوری ہوگئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے اور سور ہے تھے۔ پھر جب صبح کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لئے آگئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی دو رکعت سنت پڑھی اور وضو نہیں کیا اور اسی روایت میں آیا ہے کہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان یہ دعا پڑھتے "اللھم اجعل فی قلبی نوراً و فی بصری نوراً الخ۔"

مقتدی ایک ہو تو دائیں طرف:...... اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی اگر ایک ہو تو دائیں طرف کھڑا ہو اور زیادہ ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں۔

قاضی عیاض کا قول:...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک بار یا دو بار بوجہ ضرورت کے ہاتھ سے حرکت کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا۔ اسی طرح زیادہ بھی اگر فرق سے ہو پے در پے نہ ہو تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۴۴۵:...... اخبرنا قتیبة... فصلی ثم اضطجع و رقد فجاء ه المؤذن فصلی ولم یتوضا مختصر۔

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات میں نے سید الکونین ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو میں بائیں جانب کھڑا ہو گیا سید الکونین ﷺ نے مجھے دائیں جانب کر لیا، پھر نماز پڑھ کر سرکار دو عالم ﷺ لیٹ گئے اور نیند آگئی، پھر مؤذن نے آذان دی سید الکونین ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۴۴۶: اخبرنا یعقوب... اذا نعس احدکم فی صلوته فلینصرف ولیرقد۔

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو نماز کے دوران اونگھ آجائے تو نماز نہ پڑھے بلکہ سو جائے کیونکہ نماز کے دوران اونگھ آجائے تو اچھا نہیں ہے۔

باب الوضوء من مس الذکر

حدیث نمبر ۴۴۷: اخبرنا قتیبة... قال رسول اللہ ﷺ من مس فرجه فلیتوضا۔

مفہوم: حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی شرمگاہ چھوئے تو اس کو چاہیے کہ وضو کرلے۔

حدیث نمبر ۴۴۸: اخبرنا عمران... ان النبی قال اذا افضی احدکم بیده الی فرجه فلیتوضا۔

حدیث نمبر ۴۴۹: اخبرنا قتیبة... قالت ذکر رسول اللہ ﷺ مایتوضا منه فقال من مس الذکر۔

حدیث نمبر ۴۵۰: اخبرنا اسحق... لم یسمع من ابیه هذا الحدیث واللہ سبحانه و تعالیٰ اعلم۔

کتاب الصلوة

نماز کی فرضیت اور اس کے احکام

وجہ تقدیم طہارت:...... طہارت تین نماز کی شرائط میں سے ہیں جن کو پہلے موجود ہونا چاہئے، اس لئے ان کو پہلے بیان کر دیا۔ اب اصلی مقصود یعنی نماز کا بیان شروع کیا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:...... علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نماز شرعی کو صلاۃ اسی لئے کہتے ہیں کہ دعا کو شامل ہے اور جمہور اہل لغت نے اسی کو صحیح کہا۔

نماز کا ثبوت اور منکر صلاۃ کا حکم:...... نماز کا ثبوت قرآن و حدیث اور اجماع سے ہے اور جو کوئی نماز سے منکر ہو وہ کافر ہے اور جو آدمی نماز کے فرض ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن نفس کی سستی وغیرہ سے قصداً نہیں پڑھتا تو وہ فاسق ہے۔ ایسے شخص کو مسلک حنفیہ کے مطابق قید کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ توبہ کرے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:...... ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف کے حوالے سے لکھا ہے کہ صلاۃ مشتق ہے صلی سے جس کے معنی یہ ہیں کہ ٹیڑھی لکڑی کو آگ سے سینک کر سیدھا کرنا، تو نماز کو صلوٰۃ اس لئے کہا کہ آدمی میں نفس امارہ کے سبب سے ٹیڑھا پن ہے اور مصلی کو ہیبت اور عظمت ربانیہ کی گرمی پہنچتی ہے جو اس کے ٹیڑھے پن کو دور کر دیتی ہے تو یہ مثل آگ پر گرم کر کے سیدھی کی ہوئی چھڑی کے ہوا اور جو کوئی نماز کی حرارت سے سینکا اور اس سے اس کا ٹیڑھا پن نکل گیا تو وہ وہاں (عالم آخرت) آگ میں داخل نہیں ہوگا مگر قسم کو پورا کرنے کے لئے۔ (نقلہ میرك من الازھار)

نماز کب فرض ہوئی؟ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ پانچوں نمازوں کا فرض ہونا شب معراج میں ہوا جیسا کہ یہ بات مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتی ہے اور معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں سے ایک عظیم الشان واقعہ ہے جو بقول امام زہری مکہ میں ۵ نبوت کے بعد ہوا۔ مگر مشہور یہ ہے کہ قبل ہجرت کے بارہویں سال نبوت میں ہوا۔

واقعہ معراج حالت بیداری میں ہوا:...... معراج جاگتے میں بدن کے ساتھ ہوئی۔ یہی مذہب جمہور فقہاء و متکلمین اور صوفیاء کا ہے اور اس میں صحیح صحیح حدیثیں اور اخبار صریحہ نہایت کثرت سے وارد ہیں۔ امام نسائی نے مختلف روایات نقل کی ہیں جن سے بہت سے امور معلوم ہوئے۔

معراج کی تفصیل:...... چنانچہ پہلی روایت میں آیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کے صحن میں تھا اور دو آدمیوں کے درمیان تھا اور مراد ان دو شخصوں سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے درمیان بین النائم والیقظان تھے یعنی کچھ نیند اور کچھ جاگ تھی یہ حالت ابتداء میں تھی۔ پھر آپ جاگ اٹھے اور تمام واقعہ میں بیدار رہے۔ پھر اچانک تین میں سے ایک آئے (یہ تینوں فرشتے تھے جو انسانوں کی شکل میں آئے تھے) ایک جبرئیل تھے۔ دوسرے میکائیل تیسرے کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ پھر ایک خاص وضع کا، سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا۔ پھر آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا اور قلب مبارک نکالا گیا اور ایک سونے کے

طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا۔ اس سے قلب مبارک کو دھویا گیا۔ پھر وہ حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا طشت قلب میں بھر دیا گیا اور اس کو اس کے اصلی مقام پر رکھ کر درست کر دیا گیا۔

آب زمزم تمام پانیوں سے افضل ہے:...... آب زمزم سے آپ کے قلب کو دھونا اس کی دلیل ہے کہ آب زمزم تمام پانیوں سے افضل ہے۔

ممانعت کے باوجود سونے کا استعمال:...... سونے کے برتن کا استعمال باوجود اس کے منع ہونے کے کئی توجیہ کا محتمل ہے۔

توجیہ اول:...... ایک تو یہ کہ سونے کے استعمال کی تحریم مدینہ میں ہوئی اور معراج کا واقعہ مکہ میں پیش آیا۔ اس وقت سونے کا استعمال ممنوع نہ تھا۔ (فتح الباری)

توجیہ ثانی:...... دوسرے یہ کہ معراج کا واقعہ امور آخرت کے قبیل سے ہے اور آخرت میں سونے کا استعمال جائز ہے۔

توجیہ ثالث:...... تیسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال نہیں کیا بلکہ فرشتوں نے کیا ہے جو اس حکم کے مکلف نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایمان وحکمت کا طشت میں ہونا اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان وحکمت میں ترقی ہو جیسے دنیا میں بعض جواہر کا استعمال قلب و دماغ میں قوت اور فرحت بڑھاتا ہے اور چونکہ وہ ایمان وحکمت کا سبب تھا، اس لئے اس کا یہی نام رکھ دیا گیا۔

نبی کریم ﷺ کی سواری:...... آپ کے پاس ایک جانور سفید رنگ کا حاضر کیا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا جو براق کہلاتا ہے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام نے رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی۔ پھر معراج کے لئے روانہ ہوگئے اور اس حدیث میں جو انبیاء علیہم السلام کی ترتیب منازل بیان کی گئی۔ اس کے مطابق ہر آسمان پر ان سے ملے ہیں اور ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور ہر آسمان پر فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کو مرحبا کہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کا اکرام اور اس کے آنے پر اظہار مسرت پسندیدہ بات ہے۔

انبیاء سے ملاقاتیں اور ان کا نبی کریم ﷺ سے گفتگو:...... بہر حال جس طرح ترتیب ملاقات اس حدیث میں مذکور ہوئی اسی طرح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوئے جب چھٹے آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔

دوران ملاقات موسیٰ علیہ السلام کے رونے کی وجہ:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا اور کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مرحبا ہو بھائی اور نبی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے انہوں نے فرمایا "قال یارب ھذا الغلام الذی الخ" میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد بھیجے گئے جن کی امت کے افراد جنت میں میری امت سے بہت زیادہ ہوں گے (تو مجھ کو اپنی امت پر حسرت ہے کہ انہوں نے میری اس طرح تابعداری نہیں کی جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گی، اس لئے میری امت کے ایسے افراد بہشت سے محروم رہے تو ان کے حال پر رونا آتا ہے)۔

امر خیر میں غبطہ مستحسن ہے:...... اس سے ثابت ہوا کہ امر خیر میں غبطہ اچھی بات ہے اور غبطہ کہتے ہیں کہ دوسرے کی نعمت

دیکھ کر یہ تمنا کرے کہ میرے پاس بھی یہ نعمت ہوتی اور دوسرے کے پاس سے زوال نعمت کی تمنا نہ کرے ورنہ یہ حسد ہے جو حرام ہے۔

نبی کریم ﷺ کو نوجوان کہنے کی توجیہ:...... یہاں ایک بات قابل غور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نوجوان فرمانا اس لحاظ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین تھوڑی ہی مدت میں کہ اس وقت آپ شیخوخت کی عمر کو بھی نہیں پہنچیں گے۔ اتنی کثرت سے ہو جائیں گے کہ اوروں کے بوڑھاپے کی عمر تک بھی اتنے پیروکار نہیں ہوئے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ سال کی ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ڈیڑھ سو سال کی ہوئی۔

بیت المعمور کیا ہے:...... بہر حال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتویں آسمان پر چڑھایا گیا۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا مرحبا ہو فرزند اور نبی کو پھر مجھ کو بیت المعمور میں لے گئے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ یہ بیت المعمور ہے (بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے جو ٹھیک خانہ کعبہ کے مقابلے میں ہے۔ بالفرض اگر وہ گرے تو عین کعبہ پر گرے) اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جب وہ نکلتے ہیں تو دوبارہ ان کی باری نہیں آتی۔

سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ میں چار نہریں:...... پھر مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ اس کی جڑ میں چار نہریں ہیں اور مسلم میں ہے کہ اس کی جڑ سے یہ چار نہریں نکلتی ہیں دو اندر کو جاری ہیں اور دو باہر کو جاتی ہیں۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ جو اندر کو جاری ہیں یہ جنت میں دو نہریں ہیں اور باہر جو آرہی ہیں یہ نیل اور فرات ہے۔

دیدار خداوندی اور نمازوں میں رعایت:...... بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیدار خداوندی اور بلا واسطہ کلام ربانی وغیرہ سے مشرف ہوئے اور پچاس نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فرض ہوئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ اہم حکم لے کر رب العزت کے دربار سے واپس ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات:...... واپسی میں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فریضۂ نماز سے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ بعد ازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا۔ انہوں نے پوچھا کیا حکم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔

امت کمزور ہے تخفیف کروائیں:...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کا بہت تجربہ کر چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ضعیف اور کمزور ہے۔ وہ پچاس نمازوں کو انجام نہیں دے سکے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس (یعنی اس مقام کو جہاں یہ حکم ہوا تھا) واپس جائیے اور اپنی امت کے لئے تخفیف کیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس گئے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر کے چالیس کر دیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے آگے بڑھ رہا تھا تو انہوں نے فرمایا کیا حکم ہوا۔ میں نے کہا کہ چالیس نمازیں کریں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کہا میں لوٹا تو دس اور کم کر کے تیس نمازیں کر دیں۔

الغرض:...... الغرض بار بار تخفیف کے بعد جب پانچ نمازیں رہ گئیں اور پھر موسیٰ علیہ السلام نے یہی مشورہ دیا کہ واپس جائیے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ میں نے بار بار درخواست کی۔ اب میں اللہ تعالیٰ

سے شرما گیا (گو پھر عرض کرنا ممکن تھا لیکن اب راضی ہوتا ہوں اور تسلیم کرتا ہوں) آپ موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دے کر آگے روانہ ہو گئے غیب سے ایک آواز دی گئی کہ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی اور ایک نیکی کے بدلے میں کم از کم دس نیکیوں کا ثواب دوں گا۔

پانچ برابر پچاس حکمتاً ایسا کیا:...... دوسری روایت میں آیا ہے "هي خمس وهي خمسون لا يبدل القول لدي" کہ یہ پانچ ہیں برابر پچاس کے اور میرے یہاں بات نہیں بدلتی یعنی میرے علم میں اسی طرح متعین اور فیصلہ شدہ تھا کہ اصل فرض پانچ نمازیں ہیں اور پچاس سے پانچ تک بتدریج کسی مصلحت اور حکمت کی بنا پر اختیار کی گئی جیسے طبیب کے علاج میں ترتیب وتدریج حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتی ہے اور مریض اس کو اپنی نادانی کی وجہ سے تغیر وتبدل سمجھتا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

غرض اللہ تعالیٰ کے ارشاد مذکور سے آپ اشارہ اس عدد کے مطلوب ومرضی خداوندی ہونے کا سمجھے۔ اس بنا پر فرمایا "قد استحييت من ربي عز وجل"۔

تطبیق بین الروایات:...... نسائی کی روایت میں دس دس کا کم ہونا آیا ہے اور مسلم کی روایت میں پانچ پانچ کا کم ہونا آیا ہے تو دس دس کم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ دو بار میں یہ دس کی کمی ہوئی۔ اب پانچ پانچ کے کم ہونے کی روایت سے اس کا تعارض نہیں۔ بعض روایات میں ترتیب منازل انبیاء علیہم السلام کی اور طرح بھی آئی ہے چنانچہ تیسری روایت میں چوتھے آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام سے اور پانچویں پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کا ذکر آیا ہے مگر صحیح وہی ہے جو پہلی روایت میں مذکور ہوا۔

سدرۃ المنتہیٰ کہاں ہے:...... آخری روایت میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کی سیر کرائی گئی اور وہ چھٹے آسمان پر ہے۔ بظاہر احادیث سے سدرۃ المنتہیٰ کا ساتویں آسمان پر ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہی قول اکثر حضرات کا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تطبیق:...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ دونوں قسم کی روایات میں اس طرح تطبیق دی جا سکتی ہے کہ جڑ اس کی چھٹے آسمان میں ہو اور شاخیں ساتویں آسمان میں۔

سدرۃ المنتہیٰ کیوں کہا جاتا ہے:...... اس کو سدرۃ المنتہیٰ کیوں کہا جاتا ہے اس کی وجہ حدیث کے اندر موجود ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں "واليها ينتهي ما عرج به الخ" زمین سے جو اعمال وغیرہ چڑھتے ہیں وہ اس تک پہنچتے ہیں اور وہاں سے اوپر اٹھا لئے جاتے ہیں اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ اول اسی پر نزول کرتے ہیں اور وہاں سے نیچے عالم دنیا میں لائے جاتے ہیں، اسی لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے اور سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے اوپر کوئی نہیں گیا ہے، بخاری میں ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کو ایسی رنگوں نے چھالیا کہ معلوم نہیں وہ کیا تھیں اور نسائی میں ہے کہ وہ سونے کے پروانے تھے اور ایک حدیث میں ہے کہ ٹڈیاں تھیں سونے کی۔

سدرۃ المنتہیٰ کے الوان:...... بہر حال سدرۃ المنتہیٰ کے الوان کی نسبت فراش یا جراد کہنا بطور تشبیہ ہے ورنہ وہ فرشتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا "لا ادري ما هيته" جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ معلوم نہیں وہ کیا تھے تو اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ اول مرحلے میں معلوم نہ ہوا ہو، یا یہ فرمانا تعجب کے طور پر ہے کہ اس کے حسن تعبیر کا طریقہ نہیں معلوم کس طرح بیان کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

فرض الصلوۃ وذکر اختلاف الناقلین...واختلاف الفاظہم فیہ

حدیث نمبر ۴۵۱: اخبرنا یعقوب...مثل مقالتہ الاولیٰ فرجعت الی ربی فجعلہا عشرین ثم عشرۃ ثم خمسۃ...امثالہا

مفہوم: رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں بیت اللہ کے نزدیک تھا کہ میں نیند کے عالم میں اور جاگنے کے درمیان تھا کہ اس دوران ایک آدمی دو آدمیوں کے درمیان آ گیا اور ایک جگہ سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے پُر تھا تو میرا سینہ حلق سے لے کر پیٹ تک چاک کیا گیا اور سینہ ماء زمزم سے دھویا گیا پھر ایک جانور جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، آیا اور میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہو گیا اور پہلے آسمان پر جو کہ دنیا سے نظر آتا ہے وہاں پہنچا۔ وہاں کے پہرہ داروں نے کہا کہ کون ہے؟ فرمایا جبرائیل علیہ السلام، پھر پوچھا کہ ساتھ کون ہے؟ فرمایا کہ محمد ﷺ ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انہیں بلایا گیا ہے (تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جی ہاں) پھر ان پہرہ داروں نے کہا کہ مرحبا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ مرحبا اے صاحبزادے اور نبی! پھر ہم دونوں دوسرے آسمان پر پہنچے اس دوران بھی ہم سے وہی دریافت کیا گیا جو پہلے آسمان پر پوچھا گیا تھا۔ پھر ہم حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان کو سلام کیا انہوں نے فرمایا کہ مرحبا بھائی اور نبی۔ پھر تیسرے پر تو وہی سوال کیا گیا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو سلام کیا۔ اسی طرح چوتھے آسمان پر گئے وہاں پر حضرت ادریس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان کو سلام کیا۔ پھر پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو سلام کیا۔ پھر چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو سلام کیا پھر جس وقت میں آگے کی جانب چلا تو وہ رونے لگ گئے۔ رونے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ اے پروردگار! یہ نوجوان کہ جس کو آپ نے دنیا میں میرے بعد مبعوث کیا ان کی امت میں میری امت سے زیادہ اور بہتر لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچ گئے اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سلام کیا۔ پھر مجھے بیت المعمور کی زیارت کرائی گئی میں نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل نے فرمایا یہ بیت المعمور ہے اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے نماز ادا فرماتے ہیں پھر جس وقت نماز ادا فرما کر باہر کی جانب جاتے ہیں تو پھر دوبارہ کبھی اس جگہ واپس نہیں آتے۔ اس کے بعد مجھ کو سدرۃ المنتہیٰ کی زیارت کرائی گئی اور یہ درخت ساتویں آسمان پر ہے۔ اور اس کو اس وجہ سے منتہیٰ کہا جاتا ہے کیونکہ حضرات ملائکہ اس مقام پر قیام فرماتے ہیں اور کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر اس سے آگے نہیں بڑھتا تو اس درخت کے بیر مٹکوں کے برابر تھے اور اس درخت کی جڑ میں سے چار نہریں جاری ہو رہی تھیں دو نہریں چھپی ہوئی تھیں اور دو کھلی ہوئی نہریں تھیں۔ میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو نہریں آپ ﷺ نے چھپی ہوئی دیکھی ہیں وہ تو جنت کی طرف گئی ہیں اور جو نہریں کھلی ہوئی ہیں وہ فرات اور نیل کی نہریں ہیں۔ اس کے بعد مجھ پر پچاس نمازیں فرض قرار دی گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں تم سے زیادہ لوگوں کے حال سے واقف ہوں میں نے قوم بنی اسرائیل کی کافی اصلاح کی کوشش کی تھی اور تمہاری امت اتنی زیادہ تعداد میں نمازیں نہ ادا کر سکے گی۔ تم لوگ پھر دوبارہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو اور اس کے سامنے نمازوں کی تخفیف کے بارے میں عرض کرو چنانچہ پھر میں دربار خداوندی میں حاضر ہوا اور نماز میں تخفیف کئے جانے کے بارے میں عرض کیا اس پر خداوند قدوس

نے چالیس نمازیں فرض قرار دے دیں۔ جس وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت دوبارہ حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ تم نے کیا کام کیا؟ میں نے عرض کیا کہ پچاس کے بجائے چالیس نمازیں فرض قرار دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر اسی طریقہ سے فرمایا کہ پھر جا کر عرض کرو اور اس تعداد میں کمی کراؤ۔ چنانچہ میں پھر حاضر ہوا اور عرض کیا تو نمازیں تیس کر دی گئیں۔ جس وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا۔ انہوں نے پھر اسی طریقہ سے کہا تو میں نے جا کر عرض کیا تو نمازیں بیس کر دی گئی۔ پھر اسی طریقہ سے نمازیں دس ہوگئی پھر پانچ نمازیں ہوگئیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے پھر اسی طریقہ سے فرمایا اس پر میں نے عرض کیا کہ اب مجھ کو حیا محسوس ہوتی ہے کہ اب جا کر مزید تخفیف کراؤں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز دی گئی کہ میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور میں نے اپنے بندوں پر نمازوں میں کمی کر دی اور میں ایک نیک عمل کا دس گنا صلہ دوں گا۔

حدیث نمبر ۴۵۲: حدثنا یونس... راجع ربك فان امتك لا تطیق ذلك فرجعت ربی فقال ھی خمس... من ربی عز وجل۔

حدیث نمبر ۴۵۳: اخبرنا عمرو... فرضت علیك و علی امتك خمسین صلوۃ فخمس بخمسین... فلم ارجع۔

حدیث نمبر ۴۵۴: اخبرنا احمد... فاعطی ثلاثا الصلوات الخمس و خواتیم سورۃ البقرۃ... لایشرك باللّٰہ شیئا المقحمات۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت رسول کریم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور وہ چھٹے آسمان میں ہے جو چیزیں زمین سے اوپر کی طرف جاتی ہیں اور وہ وہاں پر ٹھہر جاتی ہیں اسی طریقہ سے جو چیزیں اوپر سے نازل ہوتی ہیں وہ بھی وہاں پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہیں یہاں تک کہ فرشتے ان احکام کا جس جگہ کے بارے میں حکم ہوتا ہے وہ ان احکام کو اس جگہ پہنچاتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت "اذ یغشی السدرۃ ما یغشی" تلاوت فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد سونے کے پروانے ہیں اور سرکار دو عالم ﷺ کو شب معراج میں تین چیزیں عطا فرمائی گئی ہیں ایک تو نماز پانچ وقت کی، اور دوسری سورہ بقرہ کی آخری آیات۔ تیسرے جو شخص سید الرسل ﷺ کی امت میں سے انتقال کر جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کسی کو شریک نہ کیا ہو تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

باب این فرضت الصلوۃ

نماز کہاں فرض ہوئی

حدیث نمبر ۴۴۵: اخبرنا سلیمان... فذھبا به الی زمزم فشقا بطنه واخرجا حشوۃ فی طست من ذھب فاغسلاہ... وعلما۔

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمازیں مکہ مکرمہ میں فرض ہوئی۔ اور دو فرشتے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو زمزم کے کنوے پر لے گئے وہاں پر آپ ﷺ کا پیٹ چاک کیا گیا اور آپ ﷺ کی آنتیں باہر نکال کر سونے کے طشت میں رکھ دی گئی پھر ان کو زمزم کے پانی سے دھویا گیا پھر ان کے اندر علم و حکمت بھر دیا گیا۔

نماز کی فرضیت اور سینہ مبارک کا چاک ہونا:...... یہ روایت بہت مختصر ہی مفصل روایت پیچھے گزر چکی ہے۔ اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ نماز کی زندگی میں فرض ہوئی اور جس کی فرضیت کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس مبارک ساعت میں دیا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے تقرب خاص سے ممتاز ہوئے۔

معراج کے وقت سینہ مبارک اس لئے چاک کیا گیا تا کہ قلب مبارک عالم ملکوت کی سیر اور تجلیات خداوندی اور آیات ربانیہ کے مشاہدہ اور رب العزت کی مناجات اور اس کی بے چون وچگون کلام کا تحمل کر سکے۔

باب كيف فرضت الصلوة

حدیث نمبر ۴۵۶: اخبرنا اسحق... قالت اول مافرضت الصلوة ركعتين فاقرت صلوة السفر واتمت صلوة الحضر.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ پہلے دو رکعات فرض کی گئی پھر سفر کی نماز تو اپنی حالت پر برقرار رہی اور حضر میں پوری کی گئی۔

تشریح:...... خشوع وخضوع سے لمبی نماز پڑھنے کے لئے اطمینان کا ماحول ضروری ہے۔ مکہ میں مسلمانوں کو جو بے اطمینانی تھی اور جس طرح کافروں کے خوف سے چھپ چھپ کر دہ نماز پڑھتے تھے۔ اس کے لحاظ سے اس وقت زیادہ رکعتوں والی نماز مناسب نہ تھی، اس لئے مکہ مکرمہ میں ہر نماز صرف دو رکعتوں کی تھی۔ جب مدینہ منورہ آ کر امن واطمینان نصیب ہوا تو ظہر وعصر اور عشاء میں چار چار رکعتیں کر دی گئیں لیکن مسافر کے لئے وہی دو رکعتیں برقرار ہیں، چنانچہ حدیث باب میں آیا ہے "**وقت صلاة السفر على الفريضة الاولى**" کیونکہ اس کی عارضی تکلیف اور پریشان حالی باقی رہتی ہے جو اس تخفیف نماز کی علت تھی۔

باب کی حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ مقیم کے لئے چار رکعتیں ہیں مسافر کے لئے دو رکعتیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت۔ اس سے واضح ہوا کہ اطمینان کی زیادتی اور کمی کی بنا پر ان رکعتوں کی تعداد گھٹتی اور بڑھتی ہے۔ مغرب اور صبح کی نماز میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ حالت سفر واقامت دونوں میں یکساں ہیں۔ مغرب کی تین رکعتوں کا آدھا ہونا ممکن نہیں ہے اور صبح میں خود دو رکعتیں ہیں۔ ان میں کیا کمی ہو سکتی ہے لیکن مغرب اور صبح میں یہ دو در تین رکعات کیوں ہیں، اس کا حل حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ مغرب میں تین رکعتیں اس لئے ہیں کہ وہ دن کا وتر ہے اور فجر میں دو اس لئے کہ اس میں دو رکعتوں کے اضافے کے بجائے قرأت طویل کر دی گئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رشاد میں تھوڑی سی تفصیل کی ضرورت ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ شریعت نے عین طلوع وغروب کے وقت نماز کی ممانعت کر دی، اس لئے کہ یہ کفار (آفتاب پرستوں) کی عبادت کا وقت ہے اور مغرب کی نماز جلدی ہی غروب آفتاب کے بعد ہوتی ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ توحید والے آفتاب پرستی کے شرک سے پوری طرح نفرت اور بیزاری ظاہر کریں، اس لئے اس وقت کی نماز میں رکعتوں کی تعداد وہ رکھی گئی جس سے خدا کے واحد اور وتر ہونے کا ثبوت مل سکے۔ یہ عدد واحد تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اس سے خضوع اور خشوع اور تاثر کا مقصد فوت ہوتا ہے اور دو کا عدد بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جوڑا ہے۔ طاق نہیں اس بنا پر توحید کا رمز آشکار کرنے والا سب سے قریب ترین طاق عدد تین ہی ہے جس سے خدا کا واحد ہونا اور وتر ہونا دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

نیز نماز کے خشوع وخضوع کا کمال بھی فوت نہیں ہوتا جو ایک رکعت ہونے میں فوت ہو جاتا اس لئے مغرب میں رکعتوں کی تعداد تین رکھی گئی ہے اور چونکہ آفتاب کا کامل زوال وانحطاط جس کو غروب کہتے ہیں۔ اسی وقت ہوتا ہے، اس لئے توحید کے رمز کو اسی وقت آشکار ہونا چاہئے۔ اس مفہوم کی تشریح اس حدیث کے الفاظ سے ہوتی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر

نماز کی تاکید فرمائی ہے۔"اوتروا یا اهل القرآن فان الله وتر یحب الوتر" اے قرآن والوں وتر (طاق) پڑھا کرو کیونکہ خدا بھی وتر (طاق) ہی اور وہ وتر کو پسند کرتا ہے۔

صبح کا وقت وہ دلکش وقت ہے جب انسان پورے آرام وسکون کے بعد بیدار ہوتا ہے۔ یہ بڑا سہانا وقت ہے۔ طبیعت موزون ہوتی ہے اور اطمینان قلب ہوتا ہے، اس لئے یہ وقت نماز ودعاء کے لئے خاص طرح سے موزون ہے اور قرآن کریم میں اس کے خاص امتیاز کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔"ان قرآن الفجر کان مشهودا" صبح کی نماز کی قرأت کا وقت حضوری کا ہوتا ہے۔ اس بنا پر شریعت محمدیہ نے اس وقت کی نماز میں رکعتوں کی تعداد میں اضافے کے بجائے اس کی اصلی کیفیت کو پیش نظر رکھا۔ یعنی رکعتیں دو ہی رہیں مگر حکم دیا گیا کہ قرأت لمبی کردی جائے اور سورتیں بڑی بڑی پڑھی جائیں چنانچہ خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور نمازوں کی ایک رکعت میں تقریباً پندرہ آیتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے مگر صبح کی نماز میں ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک قرأت کرتے تھے اور اسی نسبت سے رکوع وسجود بھی ہوتا تھا۔

الغرض پانچوں نمازوں کا فرض ہونا شب معراج میں ہوا مگر ان کی رکعتوں کی تعداد توقیفی ہے۔ یعنی قیاس واجتہاد کو اس میں کچھ دخل نہیں بلکہ ہر ایک وقت کی رکعات سے واقف کرادیا گیا ہے اور ثبوت ان کا قطعی اور معمول متواتر ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

آخری روایت میں آیا ہے کہ امیہ بن عبداللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم بدون خوف کے نمازوں میں قصر کرتے ہو۔ یعنی ظہر وعصر وعشاء کے فرض کو چار کی جگہ دو پڑھا کرتے ہو باوجود یکہ قرآن پاک میں رخصت خوف کے ساتھ مقید ہے۔ اب تو کوئی خوف نہیں۔ امن وامان کا دور ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلم بالقرآن تھے۔ یعنی آپ کو قرآن حکیم کا علم سب سے زیادہ حاصل تھا اور آپ نے اس آیت "یس علیکم جناح الخ" کی جو تشریح وتفسیر فرمائی ہے، ہم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ غرض یہ کہ سفر میں خوف نہ ہو تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ قصر پڑھا کرو اس لئے ہم چہارگانہ فرض نماز آدھی پڑھتے ہیں اور خوف کی قید جو آیت میں ہے وہ باعتبار اس حالت کے ہے جو نزول کے وقت تھی کہ وہ زمانہ خوف وہراس کا تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح وتفسیر سے عموم ثابت ہوگیا اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

اور باب کے تحت روایت کردہ اثر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خوف کی حالت میں ایک رکعت ہے لیکن یہ صورت اجماعاً متروک العمل ہے کیونکہ صلوٰۃ خوف میں ایک رکعت ہونے کا کوئی بھی قائل نہیں۔

حدیث نمبر ۴۵۷: اخبرنا محمد... اول ما فرضها رکعتین رکعتین ثم اتمت فی الحضر اربعا... علی الفریضة الاولیٰ.

مفہوم: ابو عمرو اوزاعی سے مروی ہے کہ انہوں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ کی نماز ہجرت سے پہلے کس طریقہ سے تھی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت عروہ نے بیان فرمایا انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے رسول پر دو ہی رکعت نماز فرض فرمائی پھر حضر میں چار رکعت پوری فرمائیں اور حالت سفر میں دو رکعت ہی مکمل باقی رہیں۔

حدیث نمبر ۴۵۸: اخبرنا قتیبة... فرضت الصلوة رکعتین رکعتین فاقرت صلوة السفر وزید فی صلوة الحضر.

حدیث نمبر ۴۵۹: اخبرنا عمرو... فرضت الصلوة علی لسان النبی فی الحضر اربعا وفی السفر رکعتین وفی الخوف رکعة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے مقیم ہونے کی حالت میں چار رکعت پڑھتے تھے اور سفر میں دو رکعت اور خوف کی حالت میں ایک رکعت نماز پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۶۰: اخبرنا یوسف... امرنا ان نصلی رکعتین فی السفر... عن عبداللہ بن ابی بکر۔

مفہوم: حضرت امیہ بن عبداللہ ﷛ سے روایت ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر ﷛ سے فرمایا کہ تم لوگ کس طریقہ سے نماز قصر ادا کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اگر تم کو کفار کے فساد کا خوف ہو تو نماز کے قصر کرنے میں تم لوگوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ نے فرمایا کہ اے میرے بھتیجے! رسول کریم ﷺ ہم لوگوں کے پاس ایسی حالت میں تشریف لائے تھے جبکہ ہم لوگ گمراہ تھے آپ ﷺ نے ہم کو علم سے واقف کرایا اور ہم کو علم کی دولت آپ سے نصیب ہوئی یہ بات ہم کو آپ نے سکھلائی اور بتلائی کہ حکم خداوندی یہ ہے کہ تم حالتِ سفر میں فرض نماز دو رکعت پڑھو خوف کا عالم ہو یا نہ ہو۔ پس قرآن سے نماز قصر خوف کے عالم میں پڑھنا ثابت ہوتا ہے اس لیے جس طریقہ سے قرآن کی آیات پر عمل ضروری ہے اسی طرح حدیث پر بھی عمل ضروری ہے۔

باب کم فرضت الصلوة فی الیوم واللیلة

حدیث نمبر ۴۶۱: اخبرنا قتیبة... فقال له رسول اللہ ﷺ خمس صلوات فی الیوم واللیلة... افلح ان صدق۔

مفہوم: حضرت طلحہ بن عبید اللہ ﷛ سے روایت ہے کہ نجد کا باد شاہ ایک روز خدمت نبوی میں حاضر ہوا جو کہ پریشان حال اور بدحال لگ رہا تھا اور اس شخص کی آواز کی جھن جھن ہم لوگ محسوس کر رہے تھے لیکن اس شخص کی گفتگو نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ وہ شخص نزدیک پہنچ گیا۔ ہم کو معلوم ہوا کہ یہ شخص اسلام کا مفہوم سمجھ رہا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اسلام کا تعارف یہ ہے کہ رات اور دن میں پانچ وقت کی نمازیں ادا کرنا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اس کے علاوہ تو اب اور کوئی نماز میرے ذمہ نہیں ہے آپ نے فرمایا نہیں ہاں اگر تم چاہو تو نفل نماز پڑھ لو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔ اس شخص نے کہا میرے ذمے اور کوئی چیز نہیں؟ فرمایا نہیں لیکن نفلی طریقہ سے جو چاہے دے دینا پھر وہ شخص پشت پھیر کر روانہ ہو گیا اور وہ شخص یہ کہتا چلا جا رہا ہے کہ خدا کی میں اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے نجات حاصل کر لی اگر اس نے سچ بولا۔

تشریح:...... باب کی حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نجد کا رہنے والا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ نجد عرب کے بلند حصہ کو کہتے ہیں اور نیچے کو تہامہ اور درمیانی کو حجاز کہتے ہیں۔ یہ شخص کون ہے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

ابن بطال اور بعض دوسرے شارحین کا خیال ہے کہ ضمام بن ثعلبہ ہیں اور یہ اپنی قوم کی طرف سے نمائندہ بن کر آئے تھے۔ لفظ "دوی" کے معنی ہیں گنگناہٹ ہلکی آواز۔

غرض صحابہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ کو سنتے تھے مگر ایک تو پست آواز دوسرے دور ہونے کی وجہ سے اس کی بات سمجھتے نہ تھے حتی کہ وہ قریب ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر ہم نے سمجھا کہ وہ شرائع فرائض اسلام کے متعلق کچھ دریافت کر رہا ہے، اسی لئے شہادتین کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ سائل پہلے سے شہادتین کی خوبی سے متصف تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ کیا میرے ذمے اس کے علاوہ کچھ اور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ یعنی ان پانچ نمازوں کے علاوہ تمہارے ذمے کچھ اور وجب نہیں "الا ان تطوع" مگر یہ کہ تم اپنے طوع پر نفل پڑھو تو

الگ بات ہے جو تمہارے اختیار میں ہے۔ یعنی ابتداء تمہارے اختیار میں ہے جیسا کہ احناف کا مسلک ہے۔ یعنی شروع کرنے کے بعد اس کا پورا کرنا تمہارے اوپر واجب ہے یا انتہاء کے اعتبار سے بھی تمہارے اختیار میں ہے جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے، اس لئے ان کے نزدیک شروع کی ہوئی نفل عبادت اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی تو اس کی قضاء لازم نہیں ہے اور احناف کی یہاں قضاء ضروری ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الام میں اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے "ففرائض الصلوات خمس وما سواها تطوع" یعنی وتر وغیرہ فرض نہیں سنت میں داخل ہیں مگر شوافع نے صریح طور پر لکھا ہے کہ یہ حدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو کہ وہ وجوب وتر کے قائل ہیں رد کر دیتی ہے۔

حنفیہ نے جواب دیا کہ وجوب وتر بعد کو ہوا ہوگا جیسے اور بہت سے احکام ہیں۔ مثلاً صدقۃ الفطر کہ احناف کے نزدیک واجب ہے اور شوافع کے نزدیک فرض ہے مگر اس حدیث میں اس کا کب ذکر ہے "فما هو جوابكم فهو جوابنا"

تو اس حدیث میں زکوٰۃ کا ذکر تو ہے اور اس کے علاوہ سب تطوع ہیں تو پھر صدقۃ الفطر کس میں داخل ہے۔ شوافع کہتے ہیں کہ شاید اس وقت تک اس کا حکم نہیں آیا ہوگا۔ یہی وتر کے متعلق ہم یہاں کہیں گے مگر درحقیقت اس جواب کی ضرورت نہیں ہے بلکہ زمانہ اور وقت کے لحاظ سے حکم دیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی نومسلم کہے کہ مجھے نماز سکھا دو تو ہم نے کہا کہ پانچ وقت نماز پڑھا کرو مگر ابھی اس کو تفصیل معلوم نہیں۔ بعد میں بتلا دی جائے گی تو یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دن رات میں خمس صلوات فرمایا تو کیا اس کا گمان ہو سکتا ہے کہ اس کی بعد میں تفصیل نہ بتلائی گئی ہوگی۔ اس کو نماز کا پورا طریقہ بتلایا ہوگا۔ مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہوگا کہ فجر کی دو رکعت ہیں اور وہ اس طرح پڑھی جاتی ہیں۔ شرائط و آداب سب کی تعلیم دی ہوگی تو ایک نومسلم کو فرض، سنت، رکعات، رکوع، سجود اور تسبیح وغیرہ سب بتلا دینا پڑے گا مگر کہا یہی جائے گا کہ پانچ ہی نمازیں ہیں۔ اب ہم کہتے ہیں کہ وتر اگرچہ من وجہ مستقل واجب ہے لیکن من وجہ صلوٰۃ خمسہ یا عشاء کے توابع میں سے ہے چنانچہ نہ اس کے لئے علیحدہ وقت ہے اور اس کے لئے مستقل جماعت ہے سوائے رمضان کے اور نہ اس کے لئے اذان ہے جس طرح پانچ نمازوں کے لئے یہ چیزیں ضروری ہیں چنانچہ بعض محققین نے کہا کہ وتر پانچ نمازوں کو مکمل کرنے والا ہے۔

بہر حال حنفیہ وتر کو وجب کہنے کے باوجود یہی کہتے ہیں کہ نمازیں پانچ ہیں نہ کہ چھ تو جس طرح بعض واجبات نماز کے اندر ہیں، اسی طرح خارج میں بھی بعض واجبات ہیں جیسے بعض سنتیں خارج میں ہیں اور بعض داخل نماز جو خارج ہیں وہ مکمل ہیں جیسے صفوں کی درستگی ایسے ہی واجبات داخلی بھی ہیں اور خارجی بھی تو اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "خمس صلوات في اليوم والليلة" کے معنی یہ ہوں گے کہ لازم است بر تو نماز پنجگانہ یعنی تم پر پانچ وقت کی نمازیں لازم ہیں اس میں تمام سنن اور واجبات داخل ہیں۔ اب تطوع سے مراد صرف صلوٰۃ نافلہ ہیں۔ (فتح الملهم)

تو اس توجیہ رو در حقیقت وتر اور سنن رواتب فرائض کے توابع ہیں اور صلوات خمسہ کے اندر داخل ہیں اور شب و روز کی پانچ نمازوں کے ذکر کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے روزے کا ذکر فرمایا اور زکوٰۃ کا ذکر فرمایا کہ یہ سب فرائض اسلام میں سے ہیں حج کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا کہ شاید وہ شخص ان لوگوں میں سے نہ ہو جن پر حج واجب ہوتا ہے یا اس وقت تک حج فرض نہ ہوا ہوگا یا اس کا بیان بعض روایوں سے ساقط ہو گیا ہوگا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب اس شخص نے اپنے وطن کی طرف جانے کے لئے پیٹھ پھیری تو یہ کہتا ہوا چل دیا کہ خدا کی قسم میں اس پر نہ کچھ زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم یعنی تبلیغ میں کمی زیادتی نہ کروں گا یا نفس فرضیت میں کمی زیادتی نہ کروں گا کہ پانچ نمازوں کی جگہ چھ بنا دوں یا چار کردوں یا کیفیات نماز میں کمی زیادتی نہ کروں گا۔ یعنی بجائے چار فرض کی تین یا پانچ نہ پڑھوں گا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاح و کامیابی کی بشارت سنائی کہ یہ شخص کامیاب ہوگیا اگر سچا ہے۔

بعض روایات میں "افلح و ابیہ" آیا ہے۔ اس پر اشکال ہوتا ہے کہ قسم بغیر اللہ جائز نہیں ہے۔

تو اس کی کئی تاویلات کی گئی ہیں۔ کسی نے کہا خصائص نبوی سے ہے۔ سوال ہوا کیوں خاص ہے۔ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قسم بغیر اللہ کی ممانعت اس لئے کی گئی ہے تاکہ تعظیم مفرط (حد سے زیادہ تعظیم) بغیر اللہ نہ ہو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اس میں تعظیم مفرط سے مامون و محفوظ ہیں، اس لئے آپ کے لئے جائز ہے۔ بعض نے کہا کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی "ورب ابیہ۔"

لیکن بہتر جواب وہ ہے جو فاضل روم حسن چلپی نے مطول کے حاشیے پر لکھا ہے کہ قسمیں دو ہیں۔ ایک لغوی اور ایک شرعی لغوی میں صیغہ قسم ہوتا ہے مگر اس کے بولنے میں قسم کا ارادہ نہیں ہوتا ہی بلکہ مقصود کلام کو مزین اور خوبصورت بنانا اور مضمون کلام کی تاکید ہے اور اس سے قسم منعقد نہیں ہوتی ہے۔ شرعی قسم وہ ہے جہاں تعظیم مقصود ہو اور وہ مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ بوجہ اس کے کمال عظمت کے اس لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی قسم کھا کر اس تعظیم مخصوص میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک نہ کیا جائے تو یہاں "افلح و ابیہ" دوسری قسم سے نہیں ہے پہلی قسم سے ہے۔ یعنی صورت قسم کا ذکر صرف مضمون کلام کی تاکید اور اس کو مزین کرنے کے لئے ہے۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ الغرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص کامیاب ہوگیا اگر سچا ہے یعنی دنیا میں بھی کامیاب ہے کہ اس کو خوشگوار اور پاکیزہ زندگی ملے گی اور آخرت میں بھی عذاب سے نجات پائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

بعض محققین نے کہا کہ حدیث اول کے الفاظ "ھل علیّ غیرھن" کا مطلب یہ ہے کہ "ھل علیّ غیرھن من جنس ھذہ الاحکام" قرینہ اس کا یہ ہے کہ جواب میں ارشاد ہوا "الا الا ان تطوع" تو دوسرے احکام سے نہ تو سوال میں تعرض ہے اور نہ جواب میں نفی ورنہ دوسری نصوص کا ابطال لازم آئے گا۔

حدیث نمبر ۴۶۲: اخبرنا قتیبة ... قال افترض اللّٰه علی عباده صلوات خمس ... لیدخلن الجنة.

باب البیعة علی الصلوات الخمس

حدیث نمبر ۴۶۳: اخبرنا عمرو ... قد بایعناك فعلی ما قال علی ان تعبدوا اللّٰه ولا تشرکوا به شیئا والصلوات الخمس ... شیئا.

مفہوم: حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا کہ تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے؟ اس پر ہم نے اپنے ہاتھ بڑھائے اور آپ ﷺ سے بیعت کی پھر ہم نے عرض کیا کہ بیعت تو ہم لوگ ہوگئے لیکن یہ کس کام پر آئے گی؟ فرمایا کہ تم خداوند قدوس کی عبادت کرو اور پانچ وقت نماز ادا کرو پھر ہلکی آواز سے ایک کلمہ فرمایا کہ تم کبھی کسی کے سامنے دست سوال نہ پھیلانا۔

باب المحافظة علی الصلوات الخمس

حدیث نمبر ۴۶۴: اخبرنا قتیبة... یقول خمس صلوات کتبهن اللہ علی العباد من جاء بهن لم یضیع منهن شیئا... ادخله الجنة.

مفہوم: حضرت ابن محیریز سے مروی ہے کہ ایک شخص نے جو کہ قبیلہ بنی کنانہ سے تھا کہ جس کو مخدجی کہتے تھے نے ایک شخص سے سنا کہ جس کی کنیت ابو محمد تھی وہ کہتے تھے کہ نماز وتر واجب ہے۔ اس مخدجی شخص نے کہا کہ میں یہ بات سن کر حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں ان کے سامنے پہنچا اور وہ اس وقت مسجد کی طرف جا رہے تھے میں نے ابو محمد کا قول نقل کیا۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو محمد نے غلط بیان کیا۔ میں نے سرکار دو عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ نمازیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ جو شخص ان نمازوں کو ادا کرے گا اور ان پانچوں نمازوں میں سے کسی نماز کو ہلکا سمجھ کر نہیں چھوڑے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے واسطے یہ عہد کر رکھا ہے کہ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائے گا اور جو شخص ان کو ادا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے پاس اسکا کچھ عہد نہیں ہے خواہ اس شخص کو عذاب میں مبتلا فرمائے اور خواہ جنت میں داخل فرمائے۔

باب فضل الصلوات الخمس

حدیث نمبر ۴۶۵: اخبرنا قتیبة... یغتسل منه کل یوم خمس مرات... فکذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بهن الخطایا.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ بتاؤ کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو اور وہ دن میں پانچ مرتبہ اس میں نہائے تو کیا اس شخص کے جسم پر کوئی گندگی رہے گی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ نہیں رہے گی تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وقت کی نماز سے بھی اللہ تعالیٰ گناہوں کی مغفرت کرتے ہیں۔

باب الحکم فی تارك الصلوة

نماز چھوڑنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے اس کا بیان

حدیث نمبر ۴۶۶: اخبرنا الحسین... ان العهد الذی بیننا وبینهم الصلوة فمن ترکها فقد کفر.

مفہوم: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے کہ ہم ان کو قتل نہیں کریں گے (بلکہ ان پر اسلام کے احکام لاگو کریں گے) وہ ہے نماز، کہ کسی نے بھی نماز چھوڑ دی گویا کہ وہ کافر ہے تو اس شخص کا شمار کفار میں ہوگا اور اس شخص کا قتل درست ہے۔

حکم باعتبار ظاہر کے لاگو ہوگا:...... قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "بینهم" کہ ضمیر منافقوں کی طرف راجع ہے۔ مطلب حدیث کا یہ ہوگا کہ ہم نے منافقوں کو امن وامان کے ساتھ زندگی گزارنے کی جو آزادی دے رکھی ہے کہ ان کو قتل وغیرہ نہیں کرتے اور احکام اسلام ان پر جاری کرتے ہیں۔ اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ لوگ بوجہ نماز پڑھنے اور جماعت میں حاضر ہونے کے مسلمانوں کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور صرف نماز ہی اس شان کی عبادت ہے جو علی الدوام مسلمان اور منافق کے درمیان تمیز کر دیتی ہے، اس لئے جس نے نماز چھوڑ دی وہ اور کافر برابر ہوا۔ اب "فقد کفر" کے معنی یہ ہیں کہ اس نے اپنے کفر کو ظاہر کر دیا

کیونکہ منافق نفاق اعتقادی کے اعتبار سے کافر ہے، اس لئے اس کے حق میں لفظ کفر استعمال نہیں کیا جاتا اور اس معنی مذکور کی تائید و تصدیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ہوتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں لما اٴوذن فی قتل المنافقین الا انی نهیت عن القتل المصلین."

خلاصہ کلام: ...... الغرض مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے اور ظاہری احکام کی تابعداری کے سبب منافقوں کو امن و امان کے ساتھ رہنے کی جو آزادی دے دی گئی تھی، یہ اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک وہ موجب امن کی پابندی کریں گے اور اگر انہوں نے نماز اور احکام ظاہرہ کی پابندی چھوڑ دی تو بلاشبہ اپنے کفر کو جو ایک امر باطنی ہے عملاً ظاہر کر دینے سے وہ اور کافر برابر ہوئے، لہٰذا اب قتل وغیرہ سے جو امن وامان کا استحقاق حاصل تھا وہ ان کو نہ رہا۔

بعض حضرات نے کہا کہ "بینهم" کی ضمیر عام لوگوں کی طرف راجع ہے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی خواہ وہ منافق ہوں یا غیر منافق سب کو شامل ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا جس طرح منافق کے نماز چھوڑ دینے کی وجہ سے اس کی اور کافر و مشرک کی حالت میں کوئی فرق نہیں رہا، اسی طرح اگر مؤمن صادق بھی ہو مگر اس نے نماز چھوڑ دی تو ظاہری صورت میں یکساں ہونے کی وجہ سے اس کے اور کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا کیونکہ قلبی یقین تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

اسلام میں نماز کا درجہ: ...... غرض یہ ہے کہ ایمان اور کفر کے درمیان فرق نماز سے ہے اور جب نماز نہیں تو کچھ فرق نہیں رہا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ باطن میں بھی کفر ہو بلکہ وہ اگر منافق تھا تو باطن میں بھی کافر ہے اور اگر مؤمن صادق تھا تو باطن میں ایمان ہے لیکن ظاہر میں فاسق ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

حدیث نمبر ۴۶۷: اخبرنا احمد... قال رسول اللہ ﷺ لیس بین العبد و بین الکفر الا ترك الصلوة.

مفہوم: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا بندہ اور کفر کے درمیان کوئی فرق نہیں مگر نماز کا چھوڑنا۔

باب المحاسبة علی الصلواة

اس بیان میں کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا

حدیث نمبر ۴۶۸: اخبرنا ابو داؤد... اول ما یحاسب به العبد بصلاته فان صلحت فقد افلح او انجح... ابو عوام.

مفہوم: حضرت حریث بن قبیصہ سے مروی ہے کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا اے اللہ! مجھے ایک ساتھی اور رفیق عطا فرما تو میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے کہا میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ مجھ کو نیک ساتھی عطا فرمائیں مجھ سے تم کوئی حدیث بیان کرو کہ جو تم نے سید الرسل ﷺ سے سنی ہو؟ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس کی وجہ سے فائدہ عطا فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز عمدہ نکل آئی تو اس شخص نے چھٹکارہ حاصل کر لیا اور وہ شخص مراد کو پہنچ گیا۔ اور برباد ہو گیا اگر نماز بری نکل آئی تو وہ شخص خسارہ اور نقصان میں پڑ گیا اور برباد ہو گیا اور اگر فرض نماز میں کچھ کمی واقع ہوگی تو اس شخص سے کہا جائے گا کہ تم لوگ میرے بندہ کی نماز نفل میں سے فرض کو مکمل کر لو۔ اس کے بعد دوسرے اعمال کی یہی حالت ہوگی۔

سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال:...... ایمان کے بعد اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے اہم عمل نماز ہے اور ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے بندہ سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اگر اس کی نماز حساب میں درست ہوگی تو اس کا پورا پورا فائدہ اس کو حاصل ہوگا کہ اس نماز کے سبب سے مغفرت ہو جائے گی اور نماز اس کو نجات دلا دے گی مگر نماز کے سبب مغفرت اور سبب نورانیت اور نجات بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ نماز سنت کے مطابق خوب اچھی طرح ادا کی جائے۔ نمازی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت پائی جائے اور ظاہر و باطن سکون و عاجزی سے بھرا ہوا ہو تب اس کی نماز قیامت کے روز کامل اور حساب میں درست ہوگی اور اگر اس کی نماز حساب میں ناقص نکلی تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ مشفقانہ معاملہ فرمائے گا۔ قاعدہ تو چاہتا ہے کہ فرض نفل سے پورا نہ ہو اور جب پورا نہ ہو تو سزا دی جائے مگر سبحان اللہ کیا رحمت خداوندی ہے کہ اگر بندہ کی فرضی نماز حساب میں خراب نکلی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھوائے فرشتو! کیا میرے بندے کی کچھ نفل نمازیں بھی نامۂ اعمال میں ہیں۔ اگر اس کی کچھ نفل نمازیں ہوں گی تو ان سے یعنی نوافل سے فرائض کی خرابی اور نقصان کو پورا کیا جائے گا۔ پھر باقی فرائض اسی طرح حساب لیا جائے گا اور نوافل سے کمی پوری کر دی جائے گی۔

اعمال میں کمی ہوگی تو اس کو کس طرح پورا کیا جائے گا؟...... مثلاً فرض روزے میں کچھ نقصان ہوا ہوگا تو نفل روزوں سے اس کو پورا کر دیں گے اور اگر زکوۃ میں نقصان ہوا ہوگا تو اس کو نفلی صدقات و خیرات سے پورا کر دیں گے اور اگر حج میں کوئی خامی و کمی ہوئی ہوگی تو نفلی حج یا عمرے سے پورا کر دیں گے اور جس کے فرائض درست نہ ہوں گے اور نوافل بھی نہ ہوں گے تو اس کو عذاب دیا جائے گا۔ ہاں! اگر اللہ تعالیٰ رحم و کرم فرما کر بخش دے تو یہ دوسری بات ہے۔

خلاصہ کلام:...... غرض یہ کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ فرض عبادتوں کے ساتھ جو نفل عبادتیں لگی ہوئی ہیں خواہ وہ فرضوں سے پہلے ہوں یا بعد کی سنتیں ہوں یا ان کے علاوہ نفلیں سب فرض نمازوں کے لئے مکمل ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ان نفلی عبادتوں سے اس ظاہری یا باطنی خرابی کو پورا کیا جائے گا جو فرض عبادت کے ادا کرنے میں نمازی سے واقع ہوئی ہو اس لئے نوافل سے بے توجہی اور بے پرواہی عقل سلیم اور دین کی نظر میں ناپسندیدہ عمل ہے۔ اگر چہ اس دنیا میں مکار نفس کے مکر و فریب سے اپنی کوتاہی اور لاپرواہی کا احساس نہیں ہو رہا ہے لیکن جب بندہ آخرت میں احکم الحاکمین کی عدالت کے سامنے کھڑا ہوگا اور اس سے نماز کا حساب لیا جائے گا تو اس وقت سنتوں اور نفلوں سے بے پرواہی کا احساس ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں فرائض پر مدامت کے ساتھ ساتھ نوافل ادا کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

جملہ کی تحقیق:...... باب کی پہلی حدیث کے اخیر میں ہے "خالفه ابو العوام" ضمیر کا مرجع ہمام ہے جنہوں نے اپنے استاد قتادہ سے روایت کی ہے اور ابوالعوام نے بھی قتادہ سے روایت کی ہے مگر ابوالعوام کی مخالفت ہمام سے اس میں ہے کہ ہمام نے اس حدیث کو قتادہ سے وہ حسن سے وہ حریث بن قبیصہ سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابوالعوام نے اپنے شریک ہمام کی طرح حریث بن قبیصہ سے نہیں قتادہ سے وہ حسن سے وہ ابورافع سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں تو اختلاف دونوں کے درمیان صرف حسن اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان والے راوی میں ہے۔

بہر حال یہ کوئی ایسی مخالفت نہیں جو صحیح روایت میں نقصان دہ ہو۔

حدیث نمبر ۴۶۹: اخبرنا ابوداؤد...ان اول مایحاسب به العبد یوم القیامة صلوته فان وجدت تامة کتبت تامة...ذلك.

حدیث نمبر ۴۷۰: اخبرنا اسحق...قال اول مایحاسب به العبد صلوته فان کان اکملها...قال اکملوا به الفریضة.

باب ثواب من اقام الصلوة

حدیث نمبر ۴۷۱: اخبرنا محمد...لاتشرك به شیئا وتقیم الصلوة وتوتی الزکوة وتصل الرحم ذرها(کان علی راحلته).

مفہوم: حضرت ابوب رضی اللہ عنہ نے سید الکونین ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتایئے جو جنت میں لے جائے تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک مت ٹھہراؤ اور نماز ادا کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رشتہ داری قائم رکھو اور تم اونٹنی کی لگام چھوڑ دو اس وقت سرکار دو عالم ﷺ اونٹنی پر سوار تھے۔

باب عدد صلوة الظهر فی الحضر

حدیث نمبر ۴۷۲: اخبرنا قتیبة...صلیت مع النبی ﷺ الظهر بالمدینة اربعا وبذی الحلیفة العصر رکعتین.

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سید الکونین ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں چار رکعت ظہر کی ادا کی اور مقام ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت ادا کیں۔

باب صلوة الظهر فی السفر

حدیث نمبر ۴۷۳: اخبرنا محمد...فتوضا وصلی الظهر رکعتین والعصر رکعتین وبین یدیه عنزة.

مفہوم: حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ ایک دفعہ دوپہر کے وقت مقام بطحا کی طرف تشریف لے گئے وہاں پر وضو کیا اور لکڑی کا ایک سترہ کھڑا کر کے ظہر کی دو رکعت ادا کی۔

باب فضل صلوة العصر

حدیث نمبر ۴۷۴: اخبرنا محمود...یقول لن یلج النار من صلی قبل طلوع الشمس وقبل غروبها.

مفہوم: حضرت عمارہ بن رویبہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید الکونین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جہنم میں ایسا شخص نہیں جائے گا جس نے سورج نکلنے اور غروب آفتاب سے قبل نماز پڑھی۔

باب المحافظة علی صلوة العصر

حدیث نمبر ۴۷۵: حدثنا قتیبة...فقالت اذا بلغت هذه الآیة فاذنی(حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی)...من النبی.

مفہوم: حضرت عائشہ کے غلام حضرت ابویونس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے قرآن کریم کی کتابت کا حکم دیا اور فرمایا کہ جب تم اس آیت کریمہ "حافظو علی الصلوة والصلوة الوسطی" پر پہنچ جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ جب وہ اس پر پہنچ گیا تو اس نے عرض کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس طریقہ سے لکھوایا: حافظو علی الصلوات والصلوة الوسطی و صلوة العصر وقوموا لله قانتین:

حدیث نمبر ۴۷۶: اخبرنا محمد...قال شغلونا عن الصلوة الوسطی حتی غربت الشمس.

مفہوم: حضرت علی ﷺ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر فرمایا کہ کفار نے درمیان والی نماز سے روکے رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔

باب من ترک صلوۃ العصر

حدیث نمبر ۴۷۷: اخبرنا عبیداللّٰہ...قال من ترک صلوۃ العصر فقد حبط عملہ۔

مفہوم: سید الکونین ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بھی نماز عصر ترک کردی تو اس کے اعمال بیکار ہوگئے۔

باب عدد صلوۃ العصر فی الحضر

حدیث نمبر ۴۷۸: اخبرنا یعقوب...کنا نحزر قیام النبی فی الظہر والعصر فحزرنا قیامہ فی الظہر قدر ثلاثین ایۃ...من ذلک۔

مفہوم: حضرت ابوسعید خدری ﷺ سے روایت ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے قیام کا نماز ظہر اور نماز عصر میں اندازہ کیا کرتے تھے تو ظہر کی پہلی دو رکعات میں تیس آیات کے مطابق جس طریقہ سے سورہ سجدہ ہے اور دوسری دو رکعات میں اس کا آدھا اور عصر میں دو رکعات میں ظہر کی سابقہ دو رکعت کے برابر تھا اور سابقہ دو رکعات میں اس کا نصف۔

حدیث نمبر ۴۷۹: اخبرنا سوید...فیقرا قدر ثلاثین ایۃ...ثم یقوم فی العصر فی الرکعتی الاولیین قدر خمس عشرۃ ایۃ۔

باب صلوۃ العصر فی السفر

حدیث نمبر ۴۸۰: اخبرنا قتیبۃ...صلی الظہر بالمدینۃ اربعا وصلی العصر بذی الحلیفۃ رکعتین۔

مفہوم: حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے مدینہ منورہ میں چار رکعت ادا کیں ظہر کے وقت کی پھر مقام ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت ادا کیں۔

حدیث نمبر ۴۸۱: اخبرنا سوید...یقول من صلوۃ العصر فکانما وتر اہلہ ومالہ خالفہ یزید بن ابی حبیب۔

مفہوم: حضرت نوفل بن معاویہ ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی ایک وقت کی نماز ضائع ہوگئی تو گویا اس کا گھر بار لٹ گیا۔ اس حدیث کے راوی حضرت عراک بن مالک کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللّٰہ بن عمر ﷺ نے بیان کیا کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا کہ جس شخص کی نماز عصر قضا ہو جائے تو گویا کہ اس شخص کا تمام اثاثہ لٹ گیا ضائع ہوگیا۔ حضرت ابن عمر ﷺ نے فرمایا کہ میں نے سرور کونین ﷺ سے سنا کہ اس سے مراد نماز عصر ہے۔

حدیث نمبر ۴۸۲: اخبرنا عیسی...من الصلوۃ صلوۃ من فاتتہ فکانما وتر اہلہ ومالہ...یقول ہی صلوۃ العصر...بن اسحق۔

حدیث نمبر ۴۸۳: اخبرنا عبیداللّٰہ...صلوۃ من فاتتہ فکانما وتر اہلہ ومالہ قال ابن عمر قال رسول اللّٰہ ہی صلوۃ العصر۔

باب صلوۃ المغرب

حدیث نمبر ۴۸۴: اخبرنا محمد...فصلّی المغرب ثلاث رکعات ثم قام فصلی یعنی العشاء رکعتین...فی ذلک المکان۔

مفہوم: حضرت سلمہ رضی اللّٰہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللّٰہ علیہ کو مزدلفہ میں دیکھا انہوں نے تکبیر پڑھی اور نماز عشاء کی دو رکعات ادا فرمائیں پھر بیان فرمایا کہ حضرت ابن عمر ﷺ نے اسی طریقہ سے اس جگہ عمل فرمایا تھا اور فرمایا کہ نبی کریم

ﷺ نے اسی طریقہ سے اس مقام پر عمل فرمایا تھا۔

باب فضل صلوة العشاء

حدیث نمبر ۴۸۵: اخبرنا نصر...فقال انه ليس احد يصلي هذه الصلوة غيركم ولم يكن يومئذ احد يصلي غير اهل المدينة.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ سید الکونین ﷺ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز آئی اور فرمایا کہ عورتیں اور بچے سارے سو گئے پھر سید الکونین ﷺ تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ تمہاری اس نماز کو کوئی دوسرا شخص ادا نہیں کرے گا۔

باب صلوة العشاء في السفر

حدیث نمبر ۴۸۶: اخبرنا عمرو...ثم صلى العشاء ركعتين...وذكر ان رسول الله ﷺ فعل ذلك.

مفہوم: حضرت حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے ساتھ مزدلفہ کے مقام پر مغرب کی نماز تکبیر کے ساتھ تین رکعات ادا فرمائیں پھر فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح نماز پڑھی تھی اور فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے بھی اس طرح نماز پڑھی تھی۔

حدیث نمبر ۴۸۷: اخبرنا عمرو...فصلى المغرب ثلاثا ثم صلى العشاء ركعتين ثم قال هكذا رايت النبي يصنع في هذا المكان.

مفہوم: حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ کے مقام پر نماز ادا فرمائی تکبیر کے ساتھ اور مغرب کی نماز تین رکعات ادا فرمائی پھر فرمایا کہ میں نے سید الکونین ﷺ کو اسی مقام پر اسی طریقہ سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

باب فضل الجماعة

حدیث نمبر ۴۸۸: اخبرنا قتيبة...قال يتعاقبون فيكم ملئكة بالليل وملئكة بالنهار ويجتمعون في صلوة الفجر...يصلون.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس مسلسل فرشتے آتے جاتے ہیں۔ بعض فرشتے رات میں آتے جاتے ہیں اور بعض فرشتے دن۔ اور تمام فرشتے نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں پھر رات گزارنے والے فرشتے بلندی کی طرف چڑھ جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ ان کے احوال سے خوب واقف ہے، کہ تم نے میرے بندوں کو کس حالت میں چھوڑا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جس وقت ہم نے ان کو چھوڑا تو وہ اس وقت نماز ادا کر رہے تھے اور جس وقت ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔

حدیث نمبر ۴۸۹: اخبرنا كثير...تفضل صلوة الجمع على صلوة احدكم وحده بخمسة وعشرين جزءا...كان مشهودا.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز با جماعت تنہا شخص کی نماز سے ۲۵ حصہ زیادہ ہوتی ہے اور رات اور دن کے فرشتے ہر ایک نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں پس اگر تم چاہو تو تم آیت کریمہ " اقم الصلوة لدلوك الشمس....مشهودا " تک تلاوت کرو۔

حدیث نمبر ۴۹۰: اخبرنا عمرو...يقول لايلج النار احد صلى قبل طلوع الشمس وقبل ان تغرب.

مفہوم: حضرت عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ سے سنا ہیں کہ وہ فرماتے تھے جو شخص سورج طلوع ہونے سے پہلے یعنی فجر کی نماز ادا کرے اور سورج غروب ہونے سے پہلے یعنی عصر کی نماز ادا کرے تو وہ شخص جہنم میں نہیں جائے گا۔

باب فرض القبلة

حدیث نمبر ۴۹۱: اخبرنا محمد... صلینا مع النبی ﷺ نحو بیت المقدس ستة عشر شهرا او سبعة عشر شهرا... القبلة.

مفہوم: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ کے ساتھ ہم لوگوں نے بیت المقدس کی جانب سولہ یا سترہ ماہ تک نمازیں ادا کیں اس کے بعد آپ ﷺ کو بیت اللہ شریف کی جانب نماز ادا کرنے کا حکم ہوا۔

حدیث نمبر ۴۹۲: اخبرنا محمد... صلی مع النبی علی قوم من الانصار... ان النبی قد وجه الی الکعبة فانحرفوا الی الکعبة.

مفہوم: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو بیت المقدس کی جانب سولہ ماہ تک رُخ کر کے نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ کو بیت اللہ شریف کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے ہمراہ نماز ادا کر کے انصار کی ایک جماعت کے پاس پہنچا اور وہ جماعت نماز ادا کر رہی تھی اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں اس بات کی کہ رسول کریم ﷺ کو بیت اللہ کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہو گیا۔ وہ لوگ اسی وقت بیت اللہ شریف کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرنے لگے۔

باب الحال التی یجوز فیها استقبال غیر القبلة

اس حال کے بیان میں جس میں غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے

حدیث نمبر ۴۹۳: اخبرنا عیسی... یسبح علی الراحلة قبل ای وجه تتوجه ویوتر علیها غیر انه لایصلی علیها المکتوبة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نماز نفل اونٹنی پر ادا فرماتے تھے اس سے قبل بیت اللہ کی جانب رُخ کر کے نماز ادا کرنے کا حکم ہوا اور آپ ﷺ نماز وتر بھی اسی طریقہ سے ادا فرماتے تھے لیکن فرض نماز نہیں ادا فرماتے تھے۔

سواری کے جانور پر نماز کا حکم:...... ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سواری کے جانور پر نفل نماز جائز ہی۔ نسائی کی روایت میں "راحلة" اور "دابة" کا لفظ آیا ہے اور بعض روایات مشہورہ میں "بعیر" کا لفظ آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر یا اونٹ پر چاہے وہ جس طرح بھی متوجہ ہو نوافل پڑھتے تھے لیکن تکبیر تحریمہ کے وقت منہ قبلہ کی طرف کرتے اور آپ اس پر اشارہ سے نماز پڑھتے اور سجدے کے اشارے میں رکوع کے اشارے سے زیادہ جھکتے۔ اس کا بیان بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں آیا ہے اور "فی السفر" کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز سواری پر سفر کی حالت میں پڑھتے تھے۔

جمہور علماء کا قول:...... چنانچہ جمہور علماء اس حدیث کی بنا پر سفر کی شرط کے ساتھ سواری پر نوافل کو جائز کہتے ہیں لیکن فرض نماز سواری پر جائز نہیں چنانچہ اس باب کی حدیث میں آیا ہے "غیر انه لا یصلی علیها المکتوبة" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز سواری پر جائز نہیں ہے لیکن عذر سے فرض بھی جائز ہے۔ مثال کے طور پر کیچڑ ایسی ہو کہ منہ دھنس جائے یا خوف نفس اور اپنی مال پر ہلاکت اور لٹیروں کا خوف ہو یا قافلے سے دور پڑ جانے کا خوف ہو وغیرہ وغیرہ تو ان سب صورتوں میں فرائض بھی سواری پر جائز ہیں

اور ضرورتیں مستثنیٰ ہیں قواعد شرع سے۔(کذا فی شروح الھدایہ)

حنفیہ پر اشکال:...... اور حنفیہ کے نزدیک سواری پر وتر پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اب حدیث باب کے الفاظ "ویوتر علیھا" مسلک حنفیہ کے خلاف معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر وتر پڑھتے تھے۔

جواب اشکال:...... اس کا جواب امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ سواری پر وتر پڑھنے کی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے استحکام اور تاکید سے پہلے سواری پر پڑھتے ہوں گے۔ پھر جب اس کے بعد تاکید فرمائی اور اس کے چھوڑنے کی رخصت نہیں دی تو زمین پر اتر کر پڑھتے ہوں گے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول:...... چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول وفعل سے اس کی تائید ہوتی ہی کہ وہ سواری پر نماز پڑھتے تھے۔ یعنی نوافل سواری پر پڑھتے تھے اور وتر زمین پر پڑھتے تھے اور فرماتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح کرتے تھے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک:...... نیز امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں بہت سے آثار صحابہ وتابعین نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرات وتر کے لئے زمین پر اترتے تھے۔

حدیث نمبر ۴۹۴: اخبرنا عمرو... یصلی علی دابته وهو مقبل من مكة الى المدينة وفيه انزلت فاينما تولوا فثم وجه الله.

حدیث نمبر ۴۹۵: اخبرنا قتيبة... يصلي على راحلته في السفر حيثما توجهت به... وكان ابن عمر يفعل ذلك.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ اپنی اونٹنی پر بحالت سفر میں نماز ادا فرماتے تھے اور جس طرف وہ اونٹنی جاتی تو سرکار دو عالم ﷺ اسی طرف نماز ادا فرماتے تھے۔

باب استبانة الخطاء بعد الاجتهاد

اجتہاد کے بعد غلطی کے واضح بیان

حدیث نمبر ۴۹۶: اخبرنا قتيبة... وقد امر ان يستقبل الكعبة فاستقبلوها وكانت وجوههم الى الشام فاستداروا الى الكعبة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگ مسجد قبا میں نماز فجر ادا فرمار ہے تھے کہ اس دوران ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ آج کی رات رسول کریم ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے اور کعبہ کی جانب رُخ کرنے کا حکم نازل ہوا ہے پس ان حضرات نے اسی وقت رُخ کعبہ کی جانب کرلیا جبکہ پہلے ان کا چہرہ ملک شام کی جانب تھا۔

بیت المقدس کی طرف نماز:...... پیچھے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آچکا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ پھر قبلہ کی طرف رخ کرنے کا حکم آگیا۔ اب رہا یہ سوال کہ استقبال بیت المقدس کا حکم کیا قرآن سے ثابت ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد سے؟

بیت المقدس کی طرف نماز کا ثبوت میں اقوال ائمہ:...... اس کے متعلق امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس

بارے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں۔

بعض حضرات کا فرمان:...... بعض حضرات کہتے ہیں کہ استقبال بیت المقدس قرآن سے ثابت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان:...... اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ استقبال بیت المقدس کا ثبوت صرف احادیث اور سنت نبویہ سے ہے۔ قرآن کریم سے نہیں تو جو چیز سنت کے ذریعے ثابت ہوئی تھی قرآن کریم کی آیت نے اسے منسوخ کر کے بیت اللہ کو قبلہ بنا دیا اور یہی قول متاخرین میں سے اکثر اصولیوں کا ہے۔

نوٹ:...... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی دو قولوں میں سے ایک قول یہی ہے اور دوسرا قول ان کا اور علماء کی ایک جماعت بھی اسی کے قائل ہے کہ قرآن کے ذریعے سنت سے ثابت شدہ امر کا نسخ جائز نہیں ہے کیونکہ سنت کتاب کے لئے مبین و مفسر ہوتی ہے، لہٰذا کتاب سنت کو کس طرح منسوخ کر سکتی ہے، اس بناء پر یہ حضرات کہتے ہیں کہ بیت المقدس کا استقبال سنت کے ذریعے سے نہیں بلکہ وحی کے ذریعے سے وا اور اپنے قول کی دلیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں ﴿وما جعلنا القبلة التي كنت عليها الخ﴾ پھر اس عارضی قبلہ کو اصلی قبلہ سے جس کا بیان اس سے آگے کی آیت میں ہے منسوخ کر دیا۔

کتاب المواقیت

حدیث نمبر ۴۹۷: اخبرنا قتيبة... صليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه ثم صليت معه يحسب باصابعه خمس صلوات.

مفہوم: ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے نماز عصر میں تاخیر کی تو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ واقف نہیں ہو کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے سید البشر ﷺ کے سامنے امامت فرمائی۔ یہ سن کر عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ اے عروہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے میری امامت کی میں نے ان کے ہمراہ نماز ادا کی پھر نماز ادا کی پھر تیسری مرتبہ پھر چوتھی مرتبہ پھر پانچویں مرتبہ۔

باب اول وقت الظهر

حدیث نمبر ۴۹۸: اخبرنا محمد... كان يصلي الظهر حين نزول الشمس والعصر يذهب الرجل اقصى المدينة... الماثة.

مفہوم: سیار بن سلامہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے والد ماجد سے یہ سنا کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سید البشر ﷺ کی نماز کی کیفیت کے متعلق دریافت کیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نماز عشاء کی ادائیگی میں تاخیر کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن وہ نماز عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد تکلم کو ناپسند فرماتے تھے۔ پھر جب ان سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ نماز ظہر سورج کے زوال کے بعد ادا فرماتے تھے۔ اور آپ ﷺ نماز عصر اس وقت ادا فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص نماز ادا کر کے مدینہ منورہ کے کنارہ تک پہنچ جاتا تو سورج موجود پاتا۔ نماز مغرب کے وقت کے بارے میں بیان کیا کہ

مجھے اس کے بارے میں یاد نہیں ہے۔ پھر ان سے ملاقات کی اور دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نماز فجر اس وقت ادا فرماتے کہ نماز ادا کر کے اگر کوئی شخص اپنے دوست سے رخصت ہوتا تو وہ اس کا چہرہ دیکھتا اور اس کو پہچان لیتا۔ اور اس میں ساٹھ سے لے کر ایک سو آیات تک تلاوت فرماتے۔

حدیث نمبر ۴۹۹: اخبرنا کثیر...ان رسول اللّٰہ ﷺ خرج حین زاغت الشمس فصلی بھم صلوۃ الظھر.

مفہوم: حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ سورج کے ڈھلنے کے بعد نکلے تو ان کے ساتھ ظہر کی نماز ادا فرمائی۔

حدیث نمبر ۵۰۰: اخبرنا یعقوب...شکونا الی رسول اللّٰہ ﷺ حر الرمضاء فلم یشکنا قیل لابی اسحق فی تعجیلھا قال نعم

مفہوم: حضرت خباب ؓ سے روایت ہے کہ ہم نے سید الکونین ﷺ سے زمین کے جلنے کی شکایت کی تو سید الکونین ﷺ نے اس کا خیال نہیں فرمایا۔

باب تعجیل الظھر فی السفر

سفر میں ظہر کی نماز جلدی پڑھنے کا بیان

حدیث نمبر ۵۰۱: اخبرنا عبید اللّٰہ...اذا نزل منزلا لم یرتحل منه حتی یصلی الظھر...قال وان کانت بنصف النھار.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ جس وقت سفر کی حالت میں کسی جگہ پر قیام فرماتے تو اس جگہ سے نہ روانہ ہوتے جس وقت تک نماز ظہر ادا نہ فرما لیتے۔ کسی نے عرض کیا کہ چاہے وہ وقت دوپہر کا ہی کیوں نہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ اگر دوپہر کا وقت ہی ہو نماز ظہر ادا فرماتے پھر روانہ ہوتے۔

احناف کے مسلک کی تائید:...... اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظہر کی نماز جلدی ادا کرتے اور ان کی روایت سے ایک اور حدیث میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے سے پہلے کوچ فرماتے تو ظہر کو عصر تک مؤخر فرما دیتے جس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اس حدیث باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی عام حالات کے لحاظ سے خبر نہیں دے رہے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فرمان کا مطلب:...... حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطلب یہ نہیں تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہمیشہ تعجیل ظہر فرماتے بلکہ مقصود یہ بتانا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے کچھ پہلے کسی منزل پر پڑاؤ ڈالتے تو وہاں سے آگے کوچ نہ فرماتے جب تک ظہر کی نماز نہ پڑھ لیتے اب دونوں حدیثیں اپنی جگہ درست ہیں۔

حضرت انس ؓ کا جواب:...... بہرحال جب یہ حدیث بیان کی تو کسی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگرچہ نصف نہار کا وقت واقع ہو جاتا ہو تب بھی یہی معمول تھا، تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں! "وان کانت بنصف النھار" یہ متعلق ہے فعل مقدر محل سے جو سیاق کلام سے سمجھا جا رہا ہے۔

خلاصہ:...... بہرحال ان کا مطلب یہ ہے کہ اس خاص حالت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدون تاخیر کے بہت جلدی نصف نہار کے بالکل قریبی وقت میں نماز ظہر ادا فرماتے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ٹھیک دوپہر کے وقت ادا فرماتے تھے، اس لئے کہ نماز ظہر درست ہونے کے لئے سورج کا زوال شرط ہے اور ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ زوال آفتاب سے پہلے نماز ظہر درست نہیں کیونکہ

روایت مشہورہ میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

باب تعجیل الظهر في البرد

سردی میں ظہر جلدی پڑھنے کا بیان

حدیث نمبر ۵۰۲: اخبرنا عبید اللہ... اذا کان الحر ابرد بالصلوۃ و اذا کان البرد عجل.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب گرمی ہوتی تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز دیر سے پڑھتے اور سردی میں ظہر کی نماز جلدی پڑھتے۔

احناف کی تائید: اس حدیث سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے، اس میں شدت حرارت کی قید نہیں بلکہ مطلقاً گرمی کے موسم میں خواہ گرمی سخت ہو یا نہ ہو تاخیر ظہر مستحب ہے اور شوافع پر حجت ہے۔ ان کے نزدیک ہر موسم میں تعجیل مستحب ہے اور مسلک حنفیہ پر تمام احادیث میں تطبیق ہوگئی۔

باب الابراد بالظهر اذا اشتد الحر

سخت گرمی کے موسم میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنے کا بیان

حدیث نمبر ۵۰۳: اخبرنا قتیبة... ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت شدید گرمی ہو اس وقت نماز کو ٹھنڈا کرکے پڑھو کیونکہ شدید گرمی جہنم کے اندر جوش آنے کی وجہ سے ہے۔

ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو: ...... ابراد کے معنی ہیں "تاخير الصلاة الى برد النهار" اور لفظ عن باء کے معنی میں ہے جیسے "رميت عن القوس" میں باء کے معنی میں ہے، لہٰذا ارشاد مذکور بمعنی "ابردوا بالصلاة" کے ہے۔

نماز کے اوقات: ...... نماز کے اوقات کے تعین میں اس اصول کی رعایت رکھی گئی ہے کہ وہ اوقات ایسے ہونے چاہئیں، جن میں دوسرے کی نسبت سکون اور اطمینان میسر ہوتا ہو اسی لئے نماز ظہر کا اصل وقت اگرچہ زوال کے فوراً بعد ہونا چاہئے۔ تاہم چونکہ اس وقت گرمی سخت ہوتی ہے، اس لئے کچھ توقف کا حکم دیا گیا ہے۔

گرمی کی شدت کو جہنم سے تعبیر فرمایا: ...... چنانچہ فرمایا کہ دوپہر کی گرمی گویا جہنم کی آگ ہے، اس لئے ظہر کی نماز کو ٹھنڈک کے بعد پڑھا کرو تاکہ نماز سکون اور اطمینان سے ادا ہو۔

احناف کا اصول و مسلک: ...... اسی اصول کے پیش نظر حنفیہ کہتے ہیں کہ گرمی کے موسم میں ظہر کو اس کے وقت معتاد سے تاخیر کرنا مستحب ہے اور عنوان کے تحت کی دونوں روایات سے مسلک حنفیہ کی تائید ہوتی ہے اور شوافع پر حجت ہیں کیونکہ ان کے نزدیک تعجیل مستحب ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اصول و مسلک: ...... امام شافعی فرماتے ہیں کہ گرمی میں ابراد کی رخصت ان لوگوں کے لئے ہے جو طلب جماعت کی غرض سے محنت و مشقت اٹھاتے ہوئے دور سے چل کر مسجدوں میں جاتے ہیں لیکن جو اکیلا ادا کرے یا قوم

کی مسجد میں پڑھے وہ اول وقت سے تاخیر نہ کرے اس کے لئے تعجیل مستحب ہے خواہ گرمی کی شدت ہی کیوں نہ ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جمہور کا قول قابل اتباع ہے:......... غرضیکہ امام شافعی کے نزدیک ابراد کی علت نماز با جماعت کے قصد سے دور سے چل کر آنے والوں کی تکلیف اور مشقت ہے جو ظاہر حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث باب میں عمومی حکم بیان کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک کے لئے ابراد افضل ہے جس کی علت حدیث میں حرارت کی شدت بیان کی گئی ہے، لہذا تخصیص مذکور اور وہ علت جو شافعیہ نے بیان کی ہے ظاہر حدیث کے خلاف ہے، اسی لئے امام ترمذی نے فرمایا کہ جمہور کا قول قابل اتباع ہے۔

شوافع کا مسلک حدیث کے خلاف ہے:......... حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کے خلاف ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ابراد کا حکم دیتے تھے حالانکہ سفر میں سب ایک ہی جگہ ہوتے تھے تو اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق نماز ظہر میں ابراد کی علت "اذا کان المسجد ینتاب اھله من البعد" ہو (یعنی جو لوگ جماعت کے قصد سے دور سے چل کر مشقت اٹھاتے ہوئے مسجدوں میں جاتے ہیں صرف ان کے لئے گرمی میں ٹھنڈک میں نماز ظہر پڑھنا مستحب قرار دیا جائے) تو سفر کے وقت میں ابراد کے حکم کا کوئی معنی نہ ہوگا کیونکہ تمام لوگوں کا قافلہ اس وقت ایک ہی جگہ جمع تھا اور ان کو دور سے آنے کی مشقت اٹھانے کی ضرورت نہ تھی۔

نتیجہ:...... معلوم ہوا کہ ابراد کی علت وہ نہیں جو شوافع کہتے ہیں بلکہ علت وہی ہے جو جمہور نے بتائی اور وہ ہے "فان شدة الحر من فیح جھنم" یہ نہیں فرمایا کہ لوگ دور سے آئیں گے تو تکلیف ہوگی، اس لئے تاخیر کرو بلکہ یہ فرمایا کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے، اس لئے تم ظہر کی نماز ٹھنڈک کے بعد پڑھو تا کہ بے اطمینانی پیدا نہ ہو اور سکون سے نماز ادا کر سکو۔

بہرحال علت گرمی کے موسم میں تاخیر ظہر کی یہی ہے جو جمہور علماء بیان کرتے ہیں، اس لئے ابراد کا حکم سب کو عام ہے خواہ دور سے چل کر آئیں یا قوم کی مسجد میں پڑھے یا اکیلا پڑھے۔

اشکال:...... یہاں پر اگر کوئی فلسفی کہے کہ آفتاب منبع ہے حرارت کا تو جتنا سمت راس سے قریب ہوگا اتنی گرمی ہوگی اور جتنا بعد (دوری) ہوگا اتنی سردی ہوگی تو پھر حرارت کی شدت دوزخ کی گرمی سے ہونے کا قول کیوں کر درست ہوگا۔

جواب:...... جواب اس کا یہ ہے کہ ٹھیک ہے کہ سورج معدن حرارت ہے لیکن یہ حرارت اس کی ذاتی نہیں ہے بلکہ وہ جہنم سے لیتا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے اخبار سے معلوم ہوا کہ اس کا اصلی معدن جہنم ہے اور آفتاب واسطہ ہے اور یہ آفتاب بالکل آتشی شیشہ کی طرح ہے جو جہنم کے مقابل میں ہے تو اصل معدن حرارت جہنم ہے اور آفتاب واسطہ ہے۔ اب اگر اس کی محاذات سے گرمی و سردی کی کیفیت بدلتی رہے تو کیا اشکال ہے۔

دوسرا اشکال:...... اب رہا یہ اشکال کہ جہنم ہر وقت موجود ہے اور اس کی حرارت بھی ہر وقت ہے تو پھر فرق کیوں؟ کہیں گرمی سخت ہے کہیں کم ہے۔

جواب:...... اس کا جواب یہ ہے کہ گرمی کی شدت جہنم کی شدت سے ہوتی ہے لیکن اختلاف ملکوں اور زمین کے خطوں میں کسی عارضی سبب سے پیدا ہوتا ہے جیسے بارش کی حالت میں پہاڑوں پر یا کہیں پانی کی کثرت کی وجہ سے ٹھنڈک ہوتی ہے اب کوئی اشکال

باقی نہ رہا۔

نوٹ:......اور اگر اب بھی کسی مغلوب المادہ کے جی کو نہ لگے تو اس کے لئے بجائے تکذیب حدیث کے مجاز پر حمل کرنا ہی غنیمت ہے۔یعنی آفتاب کی گرمی حرارت میں گویا جہنم کی آگ ہے،اس لئے اس سے ڈرو اور اس کے نقصان سے بچو اور ٹھنڈک کے بعد ظہر کی نماز پڑھو۔

حدیث نمبر ۵۰۴: اخبرنا ابراھیم...قال ابردوا بالظھر فان الذی تجدون من الحر من فیح جھنم.

مفہوم: حضرت ابوموسیٰ ؓ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ جو گرمی ہے وہ جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے۔

باب اخر وقت الظھر

حدیث نمبر ۵۰۵: اخبرنا الحسین...فصلی الصبح حین طلع الفجر وصلی الظھر حین زاغت الشمس...وصلاتك الیوم.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں جو کہ تم کو دین سکھلانے تشریف لائے ہیں پھر فجر کی نماز ادا فرمائی جس وقت صبح صادق طلوع ہوئی،اور نمازِ ظہر ادا کی جس وقت سورج ڈھل گیا،پھر نمازِ عصر ادا فرمائی جس وقت ہر ایک شے کا سایہ اس کے برابر دیکھ لیا،پھر نمازِ مغرب ادا فرمائی جس وقت سورج غروب ہو گیا اور روزہ افطار کرنے کا وقت آ گیا،پھر نمازِ عشاء ادا فرمائی جس وقت شفق غائب ہو گئی۔پھر جب اگلا روز ہوا تو نمازِ فجر روشنی کر کے ادا فرمائی،پھر نمازِ ظہر ادا فرمائی جس وقت ہر ایک شے کا سایہ اس کے برابر ہوا،پھر نمازِ عصر ادا فرمائی جس وقت ہر ایک شے کا سایہ دوگنا ہو گیا،پھر نمازِ مغرب اس وقت ادا فرمائی جس وقت سورج غروب ہو گیا اور روزہ افطار کرنے کا وقت آ گیا،پھر نمازِ عشاء ادا فرمائی جس وقت رات کا ایک حصہ گزر گیا اس کے بعد فرمایا کہ نمازوں کا وقت ان دو وقت کے درمیان ہے کہ جس طریقہ سے میں نے آج اور کل نماز ادا کی تھی۔

حدیث نمبر ۵۰۶: اخبرنا ابو عبدالرحمن...کان قدر صلوۃ النبی ﷺ الظھر فی الصیف ثلاثۃ اقدام الی خمسۃ اقدام...اقدام.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ظہر کی نماز کا اندازہ موسم گرما میں تین قدم سے لے کر پانچ قدم تک اور موسم سرما میں پانچ سے لے کر سات قدم تھا۔

باب اول وقت العصر

حدیث نمبر ۵۰۷: اخبرنا عبیداللہ...فصلی الظھر حین زاغت الشمس والعصر حین کان فی کل شیء مثلہ...الی ثلث اللیل.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سید الرسل ﷺ سے نماز کے اوقات کے متعلق دریافت کیا سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ نماز ادا کرو پھر آپ ﷺ نے نمازِ ظہر ادا فرمائی جس وقت سورج ڈھل گیا،اور نمازِ عصر ادا کی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا،اور نمازِ مغرب ادا کی جس وقت سورج غروب ہو گیا،اور نمازِ عشاء ادا کی جس وقت شفق غروب ہو گیا۔پھر دوسرے دن نمازِ ظہر ادا کی جس وقت انسان کا سایہ اس کے برابر ہو گیا،اور نمازِ عصر ادا فرمائی۔جس وقت انسان کا سایہ دوگنا ہو گیا،اور نمازِ مغرب شفق غروب ہونے سے پہلے ادا فرمائی۔

باب تعجیل العصر

حدیث نمبر ۵۰۸: اخبرنا قتیبة... صلی صلوة العصر والشمس فی حجرتها لم یظهر الفیء من حجرتها.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور دھوپ حجرہ کے اندر تھی اور سایہ اوپر نہیں چڑھا تھا۔

حدیث نمبر ۵۰۹: اخبرنا سوید... ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یصلی العصر... وقال الآخر والشمس مرتفعة.

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نماز عصر ادا فرماتے پھر جانے والا شخص مقام قبا جاتا تو ایک شخص کہتا کہ میں ان کو نماز میں پاتا اور دوسرا شخص کہتا کہ سورج اونچا ہوتا۔

حدیث نمبر ۵۱۰: اخبرنا قتیبة... یصلی العصر والشمس مرتفعة حیة ویذهب الذاهب الی العوالی والشمس مرتفعة.

حدیث نمبر ۵۱۱: اخبرنا اسحق... قال کان رسول اللّٰہ ﷺ یصلی بنا العصر والشمس بیضاء محلقة.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ ہمارے ساتھ عصر کی نماز ادا فرماتے اور سورج اس وقت سفید اور اونچا ہوتا۔

حدیث نمبر ۵۱۲: اخبرنا سوید... صلیت قال العصر وهذه صلوة رسول اللّٰہ ﷺ التی کنا نصلی.

مفہوم: حضرت ابو امامہ بن سہیل سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز عمر بن عبدالعزیزؒ کے ہمراہ نماز ظہر ادا کی۔ اس کے بعد میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا میں نے دیکھا کہ وہ نماز عصر پڑھنے میں مشغول ہیں میں نے کہا کہ چچا جان! آپ رضی اللہ عنہ نے کون سے وقت کی نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نماز عصر پڑھی ہے اور اس نماز کا یہی وقت ہے کہ جس وقت رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہم لوگ یہ نماز پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۵۱۳: اخبرنا اسحق... انی صلیت العصر فقالوا له عجلت فقال انما اصلی کما رایت اصحابی یصلون.

حدیث نمبر ۵۱۴: اخبرنا علی... تلك صلوة المنافق... اذا کانت بین قرنی الشیطان قام فنقرا اربعا لا یذکر اللّٰہ فیها الا قلیلا.

مفہوم: حضرت علاء بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شہر بصرہ میں ان کے مکان پر پہنچے۔ ہم لوگ نماز ظہر سے فراغت حاصل کر چکے تھے اور ان کا مکان مسجد سے متصل تھا تو جس وقت ہم لوگ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا کہ تم نے نماز عصر ادا کی؟ ہم نے کہا کہ نہیں ابھی تو ہم لوگ نماز ظہر ادا کر کے آئے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نماز عصر ادا کرو ہم لوگ کھڑے ہو گئے اور ہم نے نماز عصر ادا کی جس وقت ہم فارغ ہو گئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ یہ بیٹھ کر نماز عصر کا انتظار کر رہا ہے پھر جس وقت آفتاب شیطان کی دونوں سینگوں میں ہو گیا تو اس شخص نے اٹھ کر چار ٹھونگ ماری اور ان میں اس نے یاد خداوندی نہیں کی مگر تھوڑی سی۔

حدیث نمبر ۵۱۵: اخبرنا اسحق... قال الذی تفوته صلوة العصر فکانما وتر اهله وماله.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا جس شخص کی بھی عصر کی نماز ضائع ہو گئی وہ ایسا ہے جیسا کہ اس کا سارا گھر لٹ گیا۔

باب اٰخر وقت العصر

حدیث نمبر ۵۱۶: اخبرنا یوسف ... فصلی العصر ثم اتاہ حین وجبت الشمس فتقدم جبریل ورسول اللہ ﷺ خلفہ ... وقت۔

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اوقات نماز کے بتانے کے واسطے تشریف لائے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے ہو گئے اور رسول کریم ﷺ ان کے پیچھے ہو گئے تو انہوں نے نماز ظہر کی امامت فرمائی جس وقت سورج غروب ہو گیا، پھر جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا تو تشریف لائے اور عصر کی نماز ادا کی، لوگ بھی ان میں شامل تھے۔ پھر جس وقت سورج غروب ہو گیا تو عشاء کی نماز کی امامت کرائی۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح صادق کے فوراً بعد تشریف لائے اور آگے کھڑے ہو گئے اور رسول کریم ﷺ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے تو انہوں نے نماز فجر کی امامت فرمائی۔ اس کے بعد اگلے دن حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت ہر ایک چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا اور جس طریقہ سے کل عمل کیا تھا اسی طریقہ سے عمل فرمایا اور انہوں نے نماز ظہر کی امامت فرمائی۔ پھر وہ اس وقت تشریف لائے جس وقت ہر ایک چیز کا سایہ دوگنا ہو گیا تو نماز عصر کی امامت فرمائی۔ پھر وہ اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت سورج غروب ہو گیا اور نماز مغرب کی امامت فرمائی۔ پھر ہم لوگ روانہ ہوئے اور سو گئے۔ پھر رات میں اٹھ گئے تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور نماز عشاء کی امامت فرمائی۔ پھر اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت نماز فجر کی روشنی طلوع ہوئی اور صبح ہوئی لیکن ستارے صاف کھلے ہوئے تھے اور صبح کی نماز کی امامت فرمائی۔ اور اس کے بعد فرمایا کہ ان دو وقتوں کے نماز کے درمیان میں نمازوں کا وقت ہے۔

باب من ادرك ركعتين من العصر

حدیث نمبر ۵۱۷: اخبرنا محمد ... من ادرك ركعتين من صلوة العصر قبل ان تغرب الشمس او ركعة ... فقد ادرك۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے بھی عصر کی نماز میں سورج کے غروب ہونے سے پہلے دو رکعت میں شرکت کر لی یا فجر کی نماز میں سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت میں شرکت کر لی گویا کہ اس شخص نے عصر اور فجر کی نماز میں شرکت کر لی۔

حدیث نمبر ۵۱۸: اخبرنا محمد ... من ادرك ركعة من صلوة العصر قبل ان تغيب الشمس او ادرك ركعة من الفجر ... فقد ادرك۔

حدیث نمبر ۵۱۹: اخبرنا عمرو ... اذا ادرك احدكم اول سجدة من صلوة العصر قبل ان تغرب فليتم صلوته ... فليتم صلوته۔

حدیث نمبر ۵۲۰: اخبرنا قتيبة ... من ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس فقد ادرك العصر۔

حدیث نمبر ۵۲۱: اخبرنا ابو داؤد ... قال لا صلوة بعد العصر حتى تغيب الشمس ولا بعد الصبح حتى تطلع الشمس۔

مفہوم: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا تو انہوں نے طواف کی دو رکعت نہیں پڑھیں اس پر میں نے کہا کہ تم نے کس وجہ سے دو رکعت نہیں پڑھیں؟ تو حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الکونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔

باب اول وقت المغرب

حدیث نمبر ۵۲۲: اخبرنا عمرو...امرہ حین وقع حاجب الشمس فاقام المغرب...مابین ما رایتم.

مفہوم: حضرت بریدہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور اس نے ہر ایک نماز کا وقت دریافت کیا تو سرکار دو عالم ﷺ فرمایا کہ تم دو دن تک ہمارے ہمراہ نماز ادا کرو۔ اور حضرت بلال ؓ کو تکبیر کہنے کا حکم دیا پھر نماز فجر ادا فرمائی پھر ان کو سورج کے ڈھلنے کے بعد اقامت کا حکم دیا تو ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر جس وقت سورج سفید تھا تو اقامت کا حکم دیا اور نماز عصر ادا فرمائی۔ پھر سورج غروب ہونے کے بعد حکم فرمایا اور نماز مغرب ادا فرمائی۔ پھر شفق غروب ہونے کے بعد حکم فرمایا اور نماز عشاء ادا فرمائی۔ پھر دوسرے دن حکم فرمایا اور نماز فجر روشنی میں ادا فرمائی، اور نماز ظہر بھی ٹھنڈے وقت میں ادا فرمائی۔ اس کے بعد سید البشر ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی اور سورج موجود تھا لیکن پہلے روز کی بنسبت تاخیر فرمائی۔ پھر نماز مغرب شفق غروب ہونے سے قبل ادا فرمائی۔ پھر حکم فرمایا اور نماز عشاء کی تکبیر پڑھی جس وقت رات کا تہائی حصہ گذر گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جو کہ نماز کے اوقات کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ فرمایا یاد رکھو! کہ تم لوگوں کے اوقات نماز اس کے درمیان میں ہیں۔

باب تعجیل المغرب

حدیث نمبر ۵۲۳: اخبرنا محمد...کانوا یصلون مع نبی اللّٰہ المغرب ثم یرجعون الی اھالیھم الی اقصی المدینة...سہامھم.

مفہوم: قبیلہ اسلم سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام ؓ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نماز مغرب ادا فرما کر اپنے اپنے مکانات کی طرف روانہ ہوتے تو شہر کے کنارے تیر مارتے تھے اور تیر مارنے کی وجہ دیکھ لیا کرتے تھے۔

باب تاخیر المغرب

حدیث نمبر ۵۲۴: اخبرنا قتیبة...ومن حافظ علیھا کان له اجرہ مرتین ولاصلوة بعدھا حتی یطلع الشاھد (الشاھد النجم).

مفہوم: حضرت ابو بصرہ ؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے نماز عصر ہم لوگوں کے ساتھ مقام مخمص میں ادا فرمائی جس کے بعد فرمایا کہ یہ نماز اگلے حضرات پر پیش کی گئی جو کہ تم لوگوں سے قبل وفات پا چکے ہیں ان لوگوں نے اس کو ادا نہ کر کے ضائع فرمایا پس جو شخص اس نماز کی حفاظت کرے گا تو اس شخص کو دوگنا ثواب ملے گا اور اس نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے یہاں تک کہ ستارہ طلوع ہو۔

باب اٰخر وقت المغرب

حدیث نمبر ۵۲۵: اخبرنا عمرو...ووقت المغرب مالم یسقط نور الشفق...مالم تطلع الشمس.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ شعبہ نے فرمایا کہ حضرت قتادہ ؓ نے کبھی اس حدیث کو مرفوع قرار دیا اور کبھی مرفوع نہیں، فرمایا کہ نماز ظہر کا وقت اس وقت تک باقی رہتا ہے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت داخل ہو جائے، اور نماز عصر کا وقت اس وقت تک ہے کہ سورج زرد نہ ہو، اور نماز مغرب کا وقت اس وقت تک ہے کہ شفق کی تیزی ختم نہ ہو، اور نماز عشاء کا وقت اس وقت تک ہے کہ جس وقت تک نصف شب نہ گذر جائے اور نماز فجر کا وقت اس وقت تک ہے کہ جب تک سورج نہ نکلے۔

حدیث نمبر ۵۲۶: اخبرنا عبدة... ثم امرہ فاقام بالمغرب حین انصرف و القائل یقول طلعت الشمس... فیما بین ھذین.

مفہوم: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص اوقاتِ نماز دریافت کرتا ہوا حاضر ہوا۔ سید الرسل ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا، انہوں نے فجر کی تکبیر پڑھی جس وقت صبح صادق طلوع ہوئی۔ پھر حکم فرمایا تو انہوں نے ظہر کی نماز کی تکبیر پڑھی کہ جس وقت سورج کا زوال ہو گیا، پھر حکم فرمایا اور نمازِ عصر کی تکبیر پڑھی جبکہ سورج بلند ہو رہا تھا، اس کے بعد ان کو حکم فرمایا چنانچہ انہوں نے نمازِ مغرب کی تکبیر پڑھی جس وقت کہ سورج غروب ہو گیا، پھر ان کو حکم فرمایا انہوں نے نمازِ عشاء کی تکبیر پڑھی جس وقت شفق غائب ہو گئی۔ پھر ان کو حکم فرمایا اور نمازِ فجر ادا فرمائی جس وقت صبح صادق طلوع ہوئی، پھر حکم فرمایا انہوں نے ظہر کی نماز کی تکبیر پڑھی کہ جس وقت سورج کا زوال ہو گیا اور کہنے والا شخص یہ کہتا تھا کہ ابھی دوپہر کا وقت ہو رہا ہے۔ پھر حکم فرمایا چنانچہ انہوں نے نمازِ مغرب کی تکبیر پڑھی جس وقت سورج غروب ہو گیا، پھر ان کو حکم فرمایا انہوں نے نمازِ عشاء کی تکبیر پڑھی جس وقت شفق غائب ہو گئی۔ پھر ان کو دوسرے روز نمازِ فجر کے ادا کرنے کا حکم فرمایا اور جس وقت نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے والا شخص کہتا تھا کہ سورج طلوع ہو گیا۔ اس کے بعد نمازِ ظہر ادا کرنے میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ گزشتہ روز جس وقت نمازِ عصر ادا کی تھی سورج اس کے نزدیک ہو گیا پھر عصر کی نماز ادا کرنے میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ جس وقت نمازِ عصر سے فراغت حاصل کر چکے تھے تو کہنے والا شخص کہا کرتا تھا کہ سورج لال رنگ کا ہو گیا ہے پھر نمازِ مغرب ادا فرمانے میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ شفق غروب ہونے کا وقت آ گیا۔ اس کے بعد نمازِ عشاء میں تہائی رات تک تاخیر فرمائی پھر فرمایا کہ وقت نماز ان دونوں اوقات نماز کے درمیان ہے۔

حدیث نمبر ۵۲۷: اخبرنا احمد... ثم صلی المغرب حین غابت الشمس ثم صلی العشاء حین غاب الشفق... فاسفر.

باب کراھیة النوم بعد صلوة المغرب

حدیث نمبر ۵۲۸: اخبرنا محمد... و کان یکرہ النوم قبلھا و الحدیث بعدھا... و کان یقرا بالستین الی المائة.

مفہوم: حضرت سیار بن سلامہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے والد نے ان سے دریافت فرمایا کہ سرورِ کونین ﷺ فرض نمازیں کس طریقہ سے ادا فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نمازِ ظہر سورج ڈھلنے کے بعد ادا فرماتے۔ اور نمازِ عصر اس وقت ادا کرتے کہ اگر ہم میں سے کوئی اپنے گھر جاتا تو سورج اونچائی پر ہوتا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ مغرب کے متعلق جو فرمایا وہ میں بھول گیا۔ اور سرکار دو عالم ﷺ نمازِ عشاء میں تاخیر کرنے کو پسندیدہ خیال فرماتے تھے کہ جس کو تم لوگ "عتمہ" سے تعبیر کرتے ہو۔ اور نمازِ عشاء سے قبل سونے کو اور اس کے بعد گفتگو کو برا تصور فرماتے تھے۔ اور نمازِ فجر اس وقت ادا فرماتے کہ جس وقت ہر ایک شخص اپنے دوست کی شناخت کر لیتا، اور اس میں ساٹھ آیات سے لے کر ایک سو آیات کریمہ تک تلاوت فرماتے۔

باب اول وقت العشاء

حدیث نمبر ۵۲۹: اخبرنا سوید... ثم مکث حتی اذا ذھب الشفق جاءہ فقال قم فصل العشاء فقام فصلاھا... وقت کله.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام خدمت نبوی ﷺ میں زوال کے بعد حاضر ہوئے اور کہا اٹھیے اے محمد! جس وقت سورج مائل ہو جائے تو نمازِ ظہر ادا کیجئے، پھر سرکار دو عالم ﷺ رکے رہے پھر جس وقت کہ سایہ ہر ایک شخص کا اس کے برابر ہو گیا تو عصر کی نماز کیلئے آئے اور فرمایا کہ اے محمد! اٹھیے اور عصر کی نماز ادا کیجئے، اور سورج غروب ہونے کے بعد حضرت

جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے محمد! اٹھ جائیے اور نماز مغرب ادا کیجئے تو سید الرسل ﷺ نے سورج غروب ہونے کے بعد نماز ادا کی۔ پھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ شفق غائب ہو گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ کھڑے ہو جائیے اے محمد! اور نماز عشاء پڑھ لیجئے تو نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح ہوتے ہی تشریف لائے اور فرمایا اے محمد! تم اٹھ جائیے اور نماز فجر ادا کرو۔ حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور نماز فجر ادا فرمائی۔ پھر اگلے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے جس وقت کہ سایہ انسان کا اس کے برابر ہو گیا اور فرمایا کہ اٹھ جاؤ اے محمد! نماز ادا فرمائیے۔ سرور کونین ﷺ نے نماز ظہر ادا فرمائی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت ہر ایک شے کا سایہ دوگنا ہو گیا اور فرمایا اے محمد! اٹھ جائیے اور نماز ادا کیجئے۔ چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی اور نماز مغرب کے واسطے حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت سورج غروب ہو گیا اور وہ اس وقت تشریف لائے جس وقت پہلے روز تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ اے محمد! اٹھ جائیے اور نماز ادا کیجئے۔ سید البشر ﷺ نے نماز مغرب ادا فرمائی پھر نماز عشاء کے واسطے اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت رات کا تیسرا حصہ گزر گیا تھا اور فرمایا اے محمد! اٹھ جائیے اور نماز ادا کیجئے سرکار دو عالم ﷺ اٹھے اور نماز عشاء ادا فرمائی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت تشریف لائے کہ جب کافی روشنی ہو گئی تھی اور کہا اے محمد اٹھ جائیے نماز ادا کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے نماز فجر ادا فرمائی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ان دونوں وقت کے درمیان میں نماز کا وقت ہے۔

باب تعجیل العشاء

حدیث نمبر ۵۳۰: اخبرنا عمرو ... والعشاء احیانا کان اذا راٰھم قد اجتمعوا عجل واذا راٰھم قد ابطؤا اخر.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز ظہر دوپہر کے وقت ادا فرماتے تھے اور نماز عصر اس وقت ادا فرماتے تھے کہ سورج سفید اور صاف ہوتا اور نماز مغرب آپ ﷺ نے اس وقت ادا فرمائی جبکہ سورج غروب ہو گیا اور نماز عشاء جس وقت آپ ﷺ دیکھتے کہ مجمع ہو گیا ہے تو جلدی ادا فرماتے اور جس وقت دیکھتے کہ لوگوں نے تاخیر کر دی ہے تو آپ ﷺ بھی تاخیر فرماتے۔

باب الشفق

حدیث نمبر ۵۳۱: اخبرنا محمد ... کان رسول اللہ ﷺ یصلیھا لسقوط القمر لثالثۃ.

مفہوم: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لوگوں سے زیادہ عشاء کی نماز کے وقت کے بارے میں واقف ہوں کیونکہ سید الکونین ﷺ عشاء کی نماز اس وقت ادا فرماتے جس وقت تیسری رات کا چاند غروب ہو جاتا ہو۔

حدیث نمبر ۵۳۲: اخبرنا عثمان ... کان رسول اللہ ﷺ یصلیھا لسقوط القمر لثالثۃ.

باب مایستحب من تاخیر العشاء

حدیث نمبر ۵۳۳: اخبرنا سوید ... وکان یستحب ان توخر صلوۃ العشاء التی تدعونھا العتمۃ ... یقرا بالستین الی المائۃ.

مفہوم: حضرت سیار بن سلامہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرے والد نے ان سے فرمایا نبی کریم ﷺ نماز فرض کس طریقہ سے ادا فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ دوپہر کے وقت کی نماز کہ جس کو تم لوگ پہلی نماز سے تعبیر کرتے ہو وہ تو آفتاب کے زوال کے بعد ادا فرماتے تھے۔ اور نماز عصر اس وقت ادا فرماتے تھے کہ ہم لوگوں میں سے کوئی شخص نماز عصر ادا کر کے شہر کے کنارے پہنچ جاتا تھا اور سورج صاف اور اونچائی پر دکھائی دیتا۔ حضرت سیار نے فرمایا کہ مغرب

کی نماز کے متعلق میں بھول گیا۔ اور نماز عشاء کے متعلق فرمایا کہ جس کو تم عتمہ کہتے ہو کہ اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔ اور سرکار دو عالم ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور ادا کرنے کے بعد گفتگو کو۔ اور نماز فجر اس وقت ادا فرماتے کہ انسان کسی واقف شخص کی شناخت کرنے لگتا، اور اس میں ساٹھ آیات سے لے کر ایک سو آیات کریمہ تک تلاوت فرماتے۔

حدیث نمبر ۵۳۴: اخبرنا ابراھیم... ثم قال لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم ان لایصلوھا الا ھکذا.

مفہوم: حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ تم لوگوں کی رائے میں نماز عشاء ادا کرنے کا عمدہ وقت کونسا ہے چاہے میں امام ہوں یا میں نماز تنہا ادا کروں؟ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے ایک رات سید الرسل ﷺ نے نماز عشاء میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ لوگ سو گئے پھر بیدار ہوئے پھر وہ سو گئے اور پھر بیدار ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نکل گئے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور ایک ہاتھ اپنے سر پر ایک جانب رکھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے تاکید سے دریافت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے کس طریقہ سے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ جس طریقہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا تو حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلیوں کو کچھ کھول کر سر پر رکھا یہاں تک کہ انگلیوں کے کونے سر کے آگے آ گئے پھر انگلیوں کو ملا کر ہاتھ کو گھمایا سر جو چہرہ سے قریب ہے پھر کنپٹی پر اور پیشانی یا داڑھی پر ہاتھ کو ایک کنارہ پر لے گئے لیکن بالوں کو انگلیوں سے نہیں پکڑا، بس اس طریقہ سے کیا۔ پھر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت کیلئے یہ دشوار نہ ہوتا تو میں اس نماز کو اس وقت ادا کرنے کا حکم دیتا۔

حدیث نمبر ۵۳۵: اخبرنا محمد... فخرج النبی و الماء یقطر من راسه و ھو یقول انه الوقت لو لا ان اشق علی امتی.

حدیث نمبر ۵۳۶: اخبرنا قتیبة... قال کان رسول اللہ ﷺ یوخر العشاء الآخرة.

مفہوم: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ عشاء کی نماز پڑھنے میں تاخیر فرمایا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۵۳۷: اخبرنا محمد... قال لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بتاخیر العشاء و بالسواک عند کل صلوٰۃ.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر یہ حکم بھاری نہ ہوتا تو میں ان کو عشاء کی نماز میں تاخیر اور ہر نماز سے پہلے مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

باب اخر وقت العشاء

حدیث نمبر ۵۳۸: اخبرنا عمرو... قال صلوھا فیما بین ان یغیب الشفق الی ثلث اللیل و اللفظ لابن حمیر.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید البشر ﷺ نے ایک رات نماز عشاء میں تاخیر فرمائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آواز دے کر عرض کیا یا رسول اللہ! بچے اور خواتین سو گئے ہیں۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ باہر کی جانب تشریف لائے اور فرمایا کہ اس نماز کا تم لوگوں کے علاوہ کوئی دوسرا شخص انتظار نہیں کر رہا اور یہ نماز ان ایام میں مدینہ منورہ کے علاوہ کسی دوسری جگہ ادا نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ اس نماز کو شفق کے غروب ہونے سے لے کر تہائی رات تک ادا کر لیا کرو۔

حدیث نمبر ۵۳۹: اخبرنا ابراھیم... و حتی نام اھل المسجد فخرج فصلی و قال انه لوقتھا لو لا ان اشق علی امتی.

حدیث نمبر ۵۴۰: اخبرنا اسحٰق... ولولا ان یثقل علی امتی لصلیت بهم هذه الساعة ثم امر المؤذن فاقام ثم صلی۔

حدیث نمبر ۵۴۱: اخبرنا عمران... ثم لم یخرج الینا حتی ذهب شطر اللیل فخرج فصلی بهم... الی شطر اللیل۔

حدیث نمبر ۵۴۲: اخبرنا علی... قال نعم اخر لیلة صلوة العشاء الآخرة الی قریب من شطر اللیل... الی شطر اللیل۔

باب الرخصة فی ان یقال للعشاء العتمة

حدیث نمبر ۵۴۳: اخبرنا عتبة... لو یعلم الناس ما فی التهجیر لاستبقوا الیه ولو علموا ما فی العتمة والصبح لاتوهما ولو حبوا۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ اذان دینے میں اور صفِ اول میں کھڑے ہونے میں کس قدر اجروثواب ہے تو وہ اس کو حاصل کرنے کیلئے قرعہ ڈالتے، اور اگر لوگ اس بات سے واقف ہوتے کہ نمازِ ظہر کے لئے جلدی پہنچنے میں کس قدر اجر ہے یا یہ کہ ہر ایک نماز کو اس کے اول وقت پر ادا کرنے میں کتنا زیادہ ثواب ہے تو لوگ ہر ایک وقت کی نماز کو ادا کرنے میں جلدی کرتے، اور اگر لوگ واقف ہوتے کہ عتمہ (یعنی نمازِ عشاء) کے ادا کرنے میں کس قدر اجر ہے اور نمازِ فجر میں حاضری کا کس قدر اجر ہے تو لوگ سرین گھسیٹتے ہوئے آتے۔

باب الکراهية فی ذلك

حدیث نمبر ۵۴۴: اخبرنا احمد... لاتغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم هذه فانهم یعتمون علی الابل وانها العشاء۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں پر دیہاتی لوگ اس نماز کے نام میں غالب نہ آجائیں، اور تم لوگ ہرگز ایسا نہ کرو بلکہ تم اس نماز کو نمازِ عشاء کہا کرو، اور وہ لوگ تو اپنے اونٹ پر اندھیرا کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۵۴۵: اخبرنا سوید... یقول علی المنبر لاتغلبنکم الاعراب علی اسم صلوتکم الا انها العشاء۔

باب اول وقت الصبح

نمازِ صبح کے آخری وقت کا بیان

حدیث نمبر ۵۴۶: اخبرنا ابراهیم... قال صلی رسول اللہ ﷺ الصبح حین تبین له الصبح۔

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فجر کی نماز اس وقت ادا فرمائی کہ جس وقت سید الکونین ﷺ کو صبح کے وقت کا علم ہو گیا۔

حدیث نمبر ۵۴۷: اخبرنا علی... امر حین انشق الفجر ان تقام الصلوة... اسفر ثم امر فاقیمت الصلوة... مابین هذین وقت۔

مفہوم: حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور اس نے نمازِ فجر کے وقت کے بارے میں دریافت کیا جس وقت نمازِ فجر کا وقت ہو گیا تو سید البشر ﷺ نے نمازِ فجر کا وقت ہوتے ہی نماز کا حکم فرمایا اور نماز پڑھائی۔ پھر دوسرے روز جس وقت روشنی ہو گئی تو آپ نے نماز کا حکم فرمایا اور نماز پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جو نماز کے وقت کے بارے میں دریافت کر رہا تھا؟ پھر فرمایا ان دونوں وقت کے درمیان نماز کا وقت ہے۔۔

نوٹ تشریح حدیث نمبر ۵۵۱ میں آرہی ہے

باب التغليس في الحضر

حدیث نمبر ۵۴۸: اخبرنا قتيبة...ان كان رسول الله ليصلي الصبح فينصرف النساء متلفعات بمروطهن مايعرفن من الغلس.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ خواتین نبی کریم ﷺ کے ہمراہ فجر کی نماز ادا کرتی تھیں، پھر اپنی چادریں لپیٹ کر وہ واپس جاتی تھیں اور اندھیرا ہونے کی وجہ وہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

حدیث نمبر ۵۴۹: اخبرنا اسحق...يصلين مع رسول الله ﷺ الصبح متلفعات فيرجعن فمايعرفهن احد من الغلس.

باب التغليس في السفر

حدیث نمبر ۵۵۰: اخبرنا اسحق...صلى رسول الله يوم خيبر صلوة الصبح بغلس وهو قريب منهم...فساء صبح المنذرين.

مفہوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے خیبر کے دن (کہ جس روز قلعہ خیبر پر حملہ ہوا تھا) فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کی، اور آپ ﷺ اہل خیبر کے نزدیک تھے، پھر ان پر حملہ کیا اور دو مرتبہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے خیبر خراب ہو گیا۔ اور ہم لوگ جس وقت کسی قوم کے پاس نازل ہوں گے تو ان لوگوں کی صبح خراب ہوگی۔

آخر وقت الصبح

نماز صبح کے آخری وقت کا بیان

حدیث نمبر ۵۵۱: اخبرنا اسماعيل......ويصلي الصبح الى ان ينفسح البصر

مفہوم: نماز صبح اس وقت تک ادا فرماتے تھے جبکہ آنکھ دور کی چیزوں کو دیکھتی۔

اہل لغت کا قول:......اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز صبح کے متعلق کہتے ہیں "ويصلي الصبح الى ان ينفسح البصر" بعض طرق میں "حين يفسح البصر" آیا ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ فسح البصر ای انفسح البصر اس وقت بولتے ہیں جب بلا رکاوٹ آنکھ کے سامنے دور کی چیز نظر آتی ہو تو۔

حدیث کا مطلب:...... حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز اس وقت ادا فرماتے تھے جبکہ اتنی روشنی ہو جاتی تھی کہ آنکھ دور کی چیزوں کو دیکھ سکتی تھی۔

خلاصہ کلام:...... بہر حال اس حدیث کا آخری حصہ "ويصلي الصبح الخ" اسفار کے اس معنی کو رد کرتا ہے جس کے علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ قائل ہوئے ہیں۔ ہم اس کو ابھی پیچھے نقل کر چکے ہیں وہاں دیکھ لیجئے ہاں! اس سے اسفار کے اس معنی کی تائید ہوتی ہی جس کے احناف قائل ہیں۔

ختم شد

۞۞۞۞۞۞۞۞

موطا امام مالک

کتاب وقوت الصلوة

باب وقوت الصلوة

حدیث نمبر ۱: حدثنا ابن شهاب... ان جبرئيل نزل فصلى فصلى رسول اللهﷺ... كان بشير بن ابي مسعود يحدث.

مفہوم: محمد بن مسلمؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے عصر کی نماز میں تاخیر کی تو حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اسی طرح ایک روز حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز میں دیر کی تو حضرت ابوعقبہ انصاری رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ نماز میں یہ دیر کیوں، جبکہ نبی کریم ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی پھر عصر کی، اسی طرح مغرب، پھر عشاء اور پھر فجر کی نماز پڑھی۔ آخر میں جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو ایسا حکم ہوا ہے۔ اس پر عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا جبرائیل علیہ السلام نے سید البشر ﷺ کیلئے نماز کا وقت قائم کیا تھا؟ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے اپنے والد سے اسی طرح روایت کرتے ہیں اور میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ عصر کی نماز حجرے کی دیواروں پر دھوپ چڑھنے سے پہلے پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۲: حدثنا ابيه... كان يصلي العصر والشمس في حجرتها قبل ان تظهر.

حدیث نمبر ۳: حدثنا عطاء... اذا كان من الغد صلى الصبح حين طلع الفجر... قال ما بين هذين وقت.

مفہوم: عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور صبح کی نماز کا وقت پوچھنے لگا۔ سرور کونین ﷺ خاموش رہے پھر اگلے روز صبح کی نماز طلوع فجر کے بعد پڑھی، اس سے اگلے دن روشنی میں پڑھی۔ پھر فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں ہوں۔ فرمایا ان دو اوقات کے درمیان فجر کی نماز کا وقت ہے۔

حدیث نمبر ۴: حدثنا عائشة... كان رسول الله ليصلي الصبح فينصرف النساء... ما يعرفن من الغلس.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عورتیں سید الرسل ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھتی پھر فراغت کے بعد گھر لوٹتے ہوئے چادروں میں لپٹی ہوتی اور اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھی۔

حدیث نمبر ۵: حدثنا ابي هريرة... من ادرك ركعة من الصبح قبل ان تطلع الشمس... فقد ادرك العصر.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے سورج نکلنے سے پہلے ایک رکعت پالی تو اس نے صبح کی نماز پالی، اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔

حدیث نمبر ۶: حدثنا نافع... فمن حفظها و حافظ عليها حفظ دينه و من ضيعها... والنجوم بادية مشتبكة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نافع رحمہ اللہ کے روایت ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ سب سے اہم نماز ہے لہٰذا جس نے نماز کے مسائل اور احکام یاد کر کے وقت پر پڑھی تو اس نے اپنا دین محفوظ رکھا۔ اور جس نے اس کو تلف کیا تو وہ باقی چیزیں تلف کرے گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز آفتاب ڈھل جانے پر پڑھو جبکہ ہر چیز کا سایہ ایک ہاتھ کے برابر ہو، اور

عصر کی نماز سورج کے بلندی اور سفیدی کے وقت ادا کرو جبکہ اس کے بعد اونٹ چھ میل یا نو میل سورج غروب ہونے سے پہلے طے کر سکے۔ غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھو۔ اور عشاء کی نماز شفق غائب ہو جانے کے بعد تہائی رات تک پڑھو۔ جو شخص عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائے اللہ کرے اس کی آنکھ نہ لگے۔ اور صبح کی نماز پڑھو جبکہ تارے صاف گنے ہوئے ہوں۔

حدیث نمبر ۷: حدثنا مالك... ان صل الظهر اذا زاغت الشمس والعصر والشمس... فتوبلتين من المفصل.

حدیث نمبر ۸: حدثنا عروة... اذ صل العصر والشمس بيضاء نقية قدر ما يسير... ولا تكن من الغافلين.

حدیث نمبر ۹: حدثنا عبدالله... صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا... وصل الصبح بغلس يعني الغلس

مفہوم: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے اوقات پوچھے تو انہوں نے فرمایا کہ نماز ظہر اس وقت پڑھ جب تیرا سایہ تیرے برابر ہو جائے، اور عصر اس وقت جب سایہ دوگنا ہو جائے، اور مغرب کی نماز آفتاب ڈوب جانے کے بعد، عشاء ثلث اللیل سے پہلے ادا کرو اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھو۔

حدیث نمبر ۱۰: حدثنا اسحاق... كنا نصلي العصر ثم يخرج الانسان الى... عوف فيجدهم يصلون العصر.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مدینے میں سرور کونین ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں اُن کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتے۔

حدیث نمبر ۱۱: حدثنا انس... كنا نصلي العصر ثم يذهب الذاهب الى قباء فياتيهم والشمس مرتفعة.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نماز عصر نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے پھر اگر کوئی لوگوں سے ملنے قبا کی طرف نکلتا تو آفتاب بلند رہتا تھا۔

حدیث نمبر ۱۲: حدثنا القاسم... ما ادركت الناس الا وهم يصلون الظهر بعشي.

مفہوم: قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

نمازوں کے اوقات

حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے کہ ائمہ اربعہؒ کا اتفاق و اجماع ہے کہ ظہر کا اول وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے۔ مغرب کا اول وقت سورج غروب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ''عشاء'' کا اول وقت بالاتفاق ''شفق'' کے غائب ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ''فجر'' کا اول وقت ''طلوع فجر'' ثانی ہے۔

نوٹ:...... فجر، ظہر، عصر اور عشاء کے آخر وقت میں اختلاف ہے (اوجز ۱/۱۴۲)

نمازوں کے مستحب اوقات

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ ''ظہر کو گرمی میں مؤخر کرنا مستحب ہے۔ عصر و عشاء میں بادل والے دن تعجیل افضل ہے (یہ تعجیل وقت کے داخل ہونے کے بعد ہے نہ کہ وقت سے پہلے ورنہ ''عصر'' کی نماز اول وقت سے مؤخر کرنا مستحب ہے لیکن اتنی تاخیر بھی نہ ہو کہ سورج کا رنگ بدل جائے۔ ''عشاء'' ثلث لیل تک مستحب ہے) مغرب میں تعجیل افضل ہے اور تاخیر قلیل جائز ہے لیکن اتنی تاخیر کرنا کہ ستاروں کا ہجوم ہو جائے مکروہ ہے ''عذر'' ہو تو لا باس۔ ''فجر'' کی نماز کا اسفار تک تاخیر کرنا مستحب ہے (اسفار کا مطلب

روشنی نمایاں ہو جائے بایں طور کہ سورج کے طلوع ہونے میں صرف اتنا وقت رہ جائے کہ اگر اچانک نماز فجر میں خرابی پیدا ہو تو دوبارہ وضو کر کے بطریق سنت ادا کی جا سکے (شامی ۲/۳۵۷، الفقہ ۱/۲۰۳) (خلاصہ یہ ہوا کہ احناف کے نزدیک تاخیر افضل ہے سوائے مغرب کے) (الفقہ الاسلامی ۱/۶۷۰)

مذہب مالکیہؒ میں مستحب اوقات

مالکیہ کے نزدیک نماز کا سب سے بہتر وقت ابتداء کا وقت ہے۔ خواہ موسم گرمی کا ہو یا سردی کا نماز صبح کی ہو یا ظہر کی یا کوئی اور نماز ہو نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جائے یا تنہا پڑھی جائے۔ اول وقت یا تعجیل سے مراد یہ نہیں کہ نماز پڑھنے میں جلدی کی جائے اور تاخیر ہرگز نہ کی جائے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نماز کے اول وقت کا مفہوم صادق آتا ہو (نہ کہ وقت سے بھی پہلے پڑھی جائے) دلائل تفصیل سے آرہے ہیں۔ (الفقہ ۱/۲۰۳)

مذہب حنابلہؒ میں مستحب اوقات

حنابلہؒ کے نزدیک ''ظہر'' کی نماز اول وقت میں پڑھنے کی کوشش افضل ہے۔ البتہ تین صورتیں مستثنیٰ ہیں اول شدید گرمی ہو۔ دوم: آسمان پر بادل ہوں۔ سوم: حج میں ''جمرات'' پر کنکریاں پھینکی ہوں تو ''ظہر'' مؤخر کرنا افضل ہے۔ لیکن جمعہ کا دن ہو تو اسے پہلے پڑھنا ہوگا۔

''عصر'' کی نماز کو اول وقت اختیاری میں ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

''مغرب'' نماز مغرب دیر کئے بغیر ادا کرنا افضل ہے جس سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ اول: بادل ہوں۔ دوم: دونوں نمازوں کو اکٹھے پڑھنا ہو۔ سوم: حج میں حالت احرام میں مزدلفہ پہنچنا ہو تو بھی تاخیر جائز ہے۔

''عشاء'' کی نماز میں تاخیر (ایک تہائی رات تک) افضل ہے بشرطیکہ نماز مغرب اپنے وقت پر پڑھی گئی ہو۔ یا نمازی کو (تاخیر میں) دشواری نہ ہو۔ ورنہ تعجیل افضل ہے۔ دلائل تفصیل سے آرہے ہیں۔ (الفقہ ۱/۲۰۵)

مذہب شافعیہؒ میں مستحب اوقات

شافعیہؒ کے نزدیک نمازوں کے اوقات آٹھ قسم پر ہیں (۱) وقت فضیلت (۲) وقت اختیار (۳) وقت جواز بلا کراہت (۴) وقت حرمت (۵) وقت ضرورت (۶) وقت ادراک (۷) وقت عذر (۸) وقت جواز بکراہت (اختصاراً یہ کہ شافعیہؒ کے نزدیک تعجیل افضل ہے سوائے عشاء کے) (الفقہ الاربعہ ۱/۲۰۶، الفقہ الاسلامی ۱/۶۷۲)

نمازوں کے اوقات میں اختلاف اور دلائل

نماز فجر کا وقت: نماز فجر کا وقت طلوع فجر (صبح صادق) سے شروع ہوتا ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ صبح صادق سے مراد: سورج کی وہ روشنی جو اس کے طلوع ہونے سے پہلے مشرق کی جانب نمودار ہوتی ہے اور پھیلتی ہے یہاں تک کہ افق پر چھا جاتی ہے اور تمام آسمان پر چھا جاتی ہے۔ صبح کاذب: (جھوٹی صبح) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اس سے مراد وہ روشنی ہے جو پھیلتی نہیں بلکہ ایک مستطیل سفید دھار ہوتی ہے جس کی دونوں جانب تاریکی ہوتی ہے اور کالے بھیڑئے کی دم کے مشابہ ہوتی ہے۔ یہ روشنی فجر کے آخری وقت میں ہوتی ہے۔

اختلاف: شافعیہؒ و مالکیہؒ کے نزدیک

اسفار اور روشنی ہونے کے بعد فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔
دلیل:...... امامت جبرائیل علیہ السلام میں عبداللہ بن عباس ﷺ کی روایت یوم ثانی میں فجر کی نماز چاندنا ہونے پر پڑھنا ثابت ہے۔اس لئے یہی آخری وقت ہے"وصلی بی الغداة عند ما اسفر"حدیث جابر ﷺ "ثم صلی الصبح فاسفر" (امانی الاحبار)
جواب:...... روشنی ہونے سے مراد وہ وقت ہے جو سورج طلوع ہونے کے وقت میں خوب روشن ہوتا ہے نہ کہ وہ۔

احنافؒ و حنابلہؒ کے نزدیک

طلوع شمس پر فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔
دلیل:...... امامت جبرائیل علیہ السلام یوم ثانی میں فجر کی نماز سورج طلوع ہونے کے قریب پڑھنا۔ حدیث ابو سعید خدری ﷺ "وصلی الفجر حین کادت الشمس ان تطلع" اور حدیث ابو موسی اشعری ﷺ "یقول طلعت الشمس او کادت" (امانی الاحبار) صاحب اعلاء السننؒ نے احنافؒ و حنابلہؒ کی مستدل "سولہ روایت ذکر کی ہیں ان میں سے پہلی حدیث ابن مسعود ﷺ "ما رایت النبی ﷺ صلی صلاة لغیر میقاتها الا صلاتین جمع بین المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل میقاتها" رواہ البخاری والمسلم: قبل وقتها بغلس (اعلاء السنن ۲/۲۰)(۲) حدیث رافع بن خدیج ﷺ "اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر" یہ تمام روایات احنافؒ کے حق میں حجت ہیں احنافؒ کے حق میں کیونکہ احنافؒ "اسفار" کے قائل ہیں علامہ سیوطیؒ نے "حدیث الاسفار" کو متواتر لکھا ہے۔جبکہ "اصبحوا" والی روایت اس کے مقابلے میں متواتر نہیں۔ (اعلاء ۲/۲۲)
علامہ عثمانیؒ نے فرمایا "حدیث ابن مسعود ﷺ میں "قبل میقاتها" سے وقت معتاد مراد ہے نہ کہ "قبل طلوع الفجر" کیونکہ بالاجماع قبل طلوع الفجر تو نماز جائز ہی نہیں ہے۔تو معلوم ہوا کہ اس دن اندھیرے میں نماز پڑھی جو "بعد طلوع الفجر" کا اندھیرا ہے۔عام طور پر عادت مبارکہ "اسفار" کی تھی۔جس کے بارے میں "اعظم للاجر" فرمایا۔علامہ شوکانیؒ نے لکھا کہ یہ حدیث مستدل ہے احنافؒ کی جو اسفار کے قائل ہیں۔ (اعلاء ۲/۲۱)

نماز ظہر کا وقت

علامہ جزیریؒ نے فرمایا: ظہر کا وقت سورج کا زوال شروع ہوتے ہی آ جاتا ہے۔یعنی جس وقت بھی سورج وسط آسمان سے جھک جائے اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔اور اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کی بلندی کے برابر نہ ہو جائے (یہ ظہر کا اول وقت ہے) (الفقہ الاربعہ ۱/۲۰۱)

ظہر کا آخری وقت

(۱) جمہورؒ اور صاحبینؒ کے نزدیک "ظہر" کا آخری وقت ایک مثل کے بعد ختم ہو جاتا ہے (۲) امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک "ظہر" کا آخری وقت دو مثل کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔

جمہورؒ کا اختلاف

مالکیہؒ وقت مشترک کے قائل ہیں۔شافعیہؒ وقت فاصل کے قائل ہیں۔حنابلہؒ اور صاحبینؒ کے ہاں ایک مثل پر "ظہر" کا وقت

ختم ہو جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے)

دلائلِ جمہور

امام طحاویؒ نے جمہورؒ کی طرف سے تین دلائل نقل کیے ہیں مثلاً: (۱) امام طحاویؒ نے فرمایا کہ امامت جبرائیل علیہ السلام میں پہلے دن اس وقت نماز ادا فرمائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہوگیا، پھر فرمایا: "ان دو کے درمیان وقت ہے" (طحاوی شریف) (۲) امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کا مضمون بھی دلالت کرتا ہے، جو انہوں نے دوسرے دن کی نماز (امامت جبرائیل علیہ السلام دوسرا دن) کے بارے میں خبر دی تو فرمایا: "نبی کریم ﷺ نے ظہر کو مؤخر کیا حتی کہ عصر قریب ہوئی، پھر دوسری روایات میں ہے کہ ظہر کی نماز پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے ہم مثل تھا (۳) امام طحاویؒ نے فرمایا" حضرت ربیع المؤذن کی روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے جس میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورکونین ﷺ نے فرمایا کہ ظہر کا وقت زوالِ شمس سے دخولِ عصر تک کے درمیان ہوا کرے گا۔ جو ماقبل میں ثابت ہو چکا ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل پر شروع ہو جاتا ہے لہٰذا ایک مثل کے بعد ظہر کے وقت کے باقی رہنے کا قول ہرگز درست نہیں ہوسکتا (۴) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ "ظہر کا پہلا وقت وہ ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت وہ ہے جب وقت عصر داخل ہو جائے۔ (طحاوی شریف ا)

دلائلِ احناف

احنافؒ کی کثیر مستدل روایات صاحب اعلاء السننؒ نے ذکر فرمائی ہیں مثلاً (۱) حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ "اذا اشتد الحر فابردوا بالصلاۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم" (۲) حدیث ابی ذر رضی اللہ عنہ "فقال: ابرد ابرد... الخ (۳) حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ "صل الظھر اذا کان ظلک مثلک" علامہ عثمانیؒ نے اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ ظہر کا وقت "ایک مثل" سایہ کے بعد باقی رہتا ہے۔ کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک مثل پر نماز کا حکم کر رہے ہیں تو نماز یقیناً مثل کے بعد ہوگی۔ سکون اور وقار سے نماز میں یقیناً اتنی دیر ضرور لگے گی کہ ایک مثل سے سایہ زیادہ ہو جائے۔ ورنہ ایک مثل کے بعد نماز کے حکم کا کیا معنی و مطلب ہو سکتا ہے؟ یہ حدیث احناف کا مستدل ہے۔ (اعلاء ۲/۱۰)

عصر کا وقت

علامہ جزیریؒ نے لکھا ہے: جب سایہ کسی شے کی اپنی لمبائی سے زیادہ ہو جائے بغیر اس کے کہ اس میں اس سایہ کو شامل کیا جائے جو زوال کے وقت ہوتا تو عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے عصر کا وقت سورج غروب ہونے پر جا تا رہتا ہے۔ (الفقہ الاربعہ ۱/۲۰۱)

نوٹ: امام طحاویؒ نے فرمایا عصر کے اول وقت کے سلسلہ میں وہی اختلاف وہی دلیل اور وہی تفصیل ہے جو ظہر کے آخری وقت کے سلسلہ میں گزری ہے۔

عصر کے آخری وقت میں اختلاف

(۱) مالکیہؒ وشافعیہؒ کے ایک قول کے مطابق عصر کا وقت اصفرار اور تغیر شمس پر ختم ہو جاتا ہے (طحاوی) (۲) مالکیہؒ وشافعیہؒ کے دوسرے قول کے مطابق احنافؒ و مالکیہؒ کے نزدیک عصر کا وقت "دو مثل" کے بعد بھی باقی رہتا ہے غروب شمس پر ختم ہوتا ہے۔

احنافؒ کے نزدیک:... مستحب وقت صاحب ہدایہؒ نے لکھا ہے کہ احنافؒ کے نزدیک تاخیر عصر مستحب ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عصر

کے بعد نوافل مکروہ ہیں۔ لہذا عصر سے پہلے "نوافل" پڑھنے کیلئے زیادہ وقت ہونا چاہئے (نصب الرایہ ۱/۲۱۴) علامہ زیلعیؒ نے احادیث نقل کی ہیں کہ تاخیر عصر مستحب ہے مثلاً: "ان رسول اللہ کان یامر بتاخیر ھذہ الصلاۃ۔ (نصب ۱/۲۱۵)

نماز مغرب اور عشاء کا وقت

علامہ جزیریؒ نے لکھا ہے: مغرب کا وقت سورج کی پوری ٹکیہ غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب شفق کی سرخی غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے (احنافؒ کے نزدیک سفیدی ختم ہونے پر وقت ختم ہوتا ہے) اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو شفق کے غائب ہونے سے صبح صادق کے نمودار ہونے تک رہتا ہے۔ (الفقہ الاربعہ ۱/۲۰۲) تمام ائمہ اربعہ مغرب کی نماز جلدی پڑھنے پر متفق ہیں۔

دلائل:......(۱) پہلی دلیل حدیث سلمہ رضی اللہ عنہ "کنا نصلی مع النبی ﷺ المغرب اذا توارت بالحجاب" (۲) حدیث ابی ایوب رضی اللہ عنہ "صلوا المغرب لفطر الصائم و بادروا طلوع النجم" (اعلاء ۲/۲۰۶۲)

مغرب کے آخری وقت میں اختلاف

(۱) جمہورؒ و صاحبینؒ کے نزدیک مغرب کا وقت شفق احمر کے غائب ہونے پر متصلاً ختم ہو جاتا ہے (۲) احنافؒ کے نزدیک: "مغرب کا وقت شفق ابیض پر ختم ہوتا ہے۔ (امانی الاحبار ۲/۲۰۰)

دونوں فریقوں کے دلائل

امام طحاویؒ نے فرمایا: دونوں فریقوں کی دلیل امامتِ جبرائیل علیہ السلام اور امامتِ رسول اللہ ﷺ میں یوم ثانی پر غیوبت شفق پر مغرب کی نماز ادا فرمائی۔ پھر شفق کے تعین کے بارے میں اختلاف ہوا، پس شفق احمر کے قائلین نے شفق سے مراد شفق احمر لیا، اور شفق ابیض کے قائلین نے شفق سے مراد شفق ابیض لیا۔

امام طحاویؒ کا قول فیصل

امام طحاویؒ نے فرمایا کہ "شفق" کے تعین میں اختلاف ہو گیا ہے، جو لوگ شفق احمر کے قائل ہیں وہ لوگ امامت رسول اللہ اور امامت جبرائیل علیہ السلام میں شفق سے شفق احمر مراد لیتے ہیں اور جو لوگ شفق سے شفق ابیض پر مغرب کا وقت ختم ہونے کے قائل ہیں وہ لوگ شفق ابیض مراد لیتے ہیں جب شفق کی تعیین میں اختلاف ہوا تو نظر و فکر سے کام لینے کی ضرورت ہوئی تو ہم نے غور و فکر کر کے دیکھا کہ جس طرح سورج غروب ہونے کے بعد رات کی تاریکی چھا جانے سے پہلے دو شفق ہوتے ہیں شفق احمر اور شفق ابیض اسی طرح طلوع فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے پہلے حقیقی معنی میں دن کی روشنی چھا جانے سے پہلے پہلے دو شفق ہوتے ہیں شفق احمر اور شفق ابیض۔ سب کا اتفاق ہے کہ فجر کے دونوں شفق فجر کے وقت میں داخل ہیں تو اسی طرح مغرب کے دونوں شفق بھی مغرب کے وقت میں داخل ہونا چاہئے لہذا ثابت ہوا کہ مغرب کا وقت شفق ابیض شروع ہونے پر ختم ہوتا ہے اور حدیث میں شفق سے مراد شفق ابیض ہے نہ کہ شفق احمر۔ (امانی الاحبار ۲/۲۰۰)

صاحب اعلاء السننؒ کا استدلال

صاحب اعلاء السننؒ نے احنافؒ کی مستدل بہت سی روایات ذکر فرمائی ہیں پہلی یہ ہے "حدیث ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ "ان اول

وقت المغرب حين تغرب الشمس، وان آخر وقتها حين يغيب الشفق، وان اول وقت العشاء الاخرة حين يغيب الافق" (اعلاء السنن ۲/۱۲) فرمایا کہ سید الرسل ﷺ کا یہ فرمانا کہ عشاء کا ابتدائی وقت افق کے غائب ہونے پر ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شفق سے مراد سفیدی ہے "شفق" کے تفسیر میں اختلاف ہے تو احتیاط اسی میں ہے کہ "بیاض" تک ہی مغرب کے وقت کو تسلیم کیا جائے کیونکہ مغرب اور عشاء کے درمیان بالاتفاق وقت مہمل نہیں بالا جماع مغرب کے وقت کے ختم ہونے پر ہی عشاء کی نماز کا وقت داخل ہوتا ہے تو عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے میں احتیاط ہے۔ (اعلاء ۲/۱۴)

شفق کا مطلب

علامہ شامیؒ نے فرمایا: صاحب اختیارؒ نے شفق سے مراد سفیدی لکھا ہے یہی مذہب ابوبکر صدیق ؓ، معاذ ؓ، عائشہ رضی اللہ عنھا کا ہے (اعلاء ۲/۱۴) صاحب اعلاءؒ نے فرمایا کہ شفق سے مراد "سرخی" ابن عمر ؓ کے سوا کسی نے روایت نہیں کی (اعلاء ۲/۱۴) قال صاحب عونؒ: قال ابو العباس ؓ: الشفق: البياض: قال الخطابيؒ و روی عن ابی هريرة ؓ انه قال: الشفق البياض وعن عمر بن عبدالعزيزؒ مثله (عون ۲/۶۰)

احنافؒ کی وجوہ ترجیح

(۱) عشاء کا وقت الابیض ماننے سے تمام فقہاء امت کے نزدیک نماز صحیح ہوگی بخلاف بعد الحمرۃ ماننے سے کہ اس میں اکثر فقہاء کے نزدیک نماز درست نہیں ہوتی ہے (۲) احنافؒ کے مسلک کو تائید اجماع حاصل ہے (۳) کثرت دلائل کی تائید۔

نماز عشاء کا وقت

عشاء کا اول وقت مغرب کے وقت کے ختم ہونے پر شروع ہو جاتا ہے۔ (الفقہ الاربعہ ۱/۲۰۲)

عشاء کے آخری وقت میں اختلاف

(۱) حنابلہؒ کے نزدیک مغرب کی طرح عشاء کے بھی دو وقت ہیں۔

اول وقت اختیاری

شفق کے غائب ہونے سے اول شب کا ایک تہائی حصہ گزرنے تک رہتا ہے۔

دوم وقت ضروری

رات کا ابتدائی حصہ گزرنے کے بعد صبح صادق کے ظہور تک ہے۔ اگر نماز اس ضروری وقت میں پڑھی تو ادا ہو جائے گی لیکن گناہ ہوگا۔

نوٹ : امامت رسول اللہ ﷺ میں فجر، ظہر اور مغرب کا ضروری وقت نہیں ہے۔ (الفقہ الاربعہ ۱/۲۰۲) علامہ جزیریؒ نے مالکیہ کو بھی حنابلہؒ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (الفقہ الاربعہ ۱/۲۰۲) (۲) امام طحاویؒ و حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: شافعیہؒ و مالکیہؒ کے نزدیک آخری وقت عشاء نصف لیل اور ثلث لیل دونوں قول ہیں۔ (امانی ۲/۳۰۱، اوجز ۱/۱۳۲)

احنافؒ کے نزدیک: ...... وقت عشاء، طلوع فجر تک باقی رہتا ہے "صاحب مغنیؒ" نے فرمایا: عشاء کا وقت اختیار ثلث اللیل

تک، وقتِ ضرورت طلوع فجر ثانی تک ہے۔ (اوجز ۱/۱۴۲)

دلائل ثلث اللیل

قال الخطابیؒ فروی عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان آخر وقتھا ثلث اللیل و حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ (معالم ۱/۱۰۸) امام طحاویؒ نے حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے امامت جبرائیل علیہ السلام وامامت رسول اکرم ﷺ "یوم ثانی" میں ثلث اللیل میں پڑھنا ثابت ہے (امانی ۲/۳۰۲)

دلائل نصف اللیل

امام طحاویؒ نے دلائل نصف اللیل میں فرمایا حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وحدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ وحدیث جابر رضی اللہ عنہ میں عشاء کا آخری وقت نصف اللیل تک رہتا ہے۔ (امانی الاحبار ۱/۳۰۲)

دلائل الی طلوع الفجر

امام طحاویؒ نے چار دلیلیں ذکر فرمائی ہیں جن میں ایک دلیل حدیث انس رضی اللہ عنہ "حضور اکرم نے نصف لیل گزرنے کے بعد عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ (امانی ۲/۳۰۶) علامہ خطابیؒ نے لکھا ہے کہ: "قد روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال لا یفوت وقت العشاء الی الفجر (معالم ۱/۱۰۹) علامہ زیلعیؒ نے فرمایا: روایات سے ثلث اللیل، نصف اللیل اور الی طلوع الفجر تک عشاء کی نماز کی تمام روایات صحیح وثابت ہیں ثابت ہوا کہ پوری رات عشاء کی نماز کا وقت ہے۔

وقت کے تین حصے

حصہ اول: ...... شفق کے بعد سے ثلث لیل تک کا درمیانی حصہ سب سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

حصہ دوم: ... ثلث لیل سے نصف لیل کا درمیان حصہ کچھ کم فضیلت والا ہے۔

حصہ سوم: ...... نصف لیل سے طلوع فجر تک کا حصہ سب سے کم فضیلت والا حصہ ہے (لیکن نماز ادا ہوگی کسی حصہ میں قضاء نہیں) (نصب الرایہ ۱/۳۰۳)

وقتِ وتر

صاحب ھدایہؒ وصاحب الفقہ الاسلامیؒ نے لکھا: نماز عشاء کے بعد طلوع فجر تک وقت وتر ہے۔

دلیل: "فصلوھا مابین العشاء الی طلوع الفجر" (نصب الرایہ ۱/۳۰۳)

باب وقت الجمعة

حدیث نمبر ۱۳: حدثنا مالک... یوم الجمعة تطرح الی جدار المسجد الغربی... فنقیل قائلة الضحاء.

مفہوم: حضرت مالک بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ایک بوریا جمعہ کے دن مسجد نبوی ﷺ کے دیوار کے ساتھ ڈالا جاتا تھا، جب اس بوریے تک سایہ پہنچ جاتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ پڑھنے کیلئے نکلتے۔ پھر چاشت کے وقت کی نیند ہم اس وقت (نماز کے بعد) پوری کرتے۔

حدیث نمبر ۱۴: حدثنا ابی سلیط... صلی الجمعة بالمدینة وصلی العصر بملل.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کی نماز مدینہ میں اور عصر کی نماز ملل میں پڑھتے تھے۔

وقتِ جمعہ میں مذاہب

(۱) جمہورؒ کے نزدیک جمعہ کا وقت بعد الاذان ظہر کے وقت میں ہے (۲) حنابلہ کے نزدیک قبل الزوال بھی جائز ہے۔

دلیلِ حنابلہؒ

(۱) حدیث "جب ہم جمعہ پڑھ کر آتے تھے تو سایہ زمین پر نہ ہوتا تھا"۔

جواب: یہی حدیث نسائی میں ہے اس میں اضافہ ہے "ولیس للحیطان فیئ یستظل بہ" (یعنی مطلق سایہ کی نفی نہیں بلکہ زیادہ "سایہ" کی نفی ہے۔

دوسری دلیل: "کنا نقیل و نتغدی بعد الجمعة"

حنابلہؒ فرماتے ہیں کہ لفظ "غداء" کا استعمال چونکہ صبح کے کھانے کیلئے ہیں شام کے کھانے کو "عشاء" کہتے ہیں۔ "قیلولہ" اس استراحت کو کہتے ہیں جو قبل الزوال ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ قبل الزوال پڑھتے تھے۔

جواب: ضروری نہیں "غداء" صبح کا کھانا ہو اس لئے ایک دفعہ سحری کے کھانے پر فرمایا "ھلم الی الغداء المبارک"

سید الرسل ﷺ جمعہ کس وقت پڑھتے تھے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ جیسے ہی سورج ڈھلتا اس وقت جمعہ کی نماز ادا فرماتے (بخاری صفحہ ۱۲۳) حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الرسل ﷺ سورج کے ڈھلتے ہی جمعہ کی نماز ادا فرماتے (یعنی ظہر کی طرح تاخیر نہ فرماتے)۔ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو مدینہ بھیجا تو فرمایا کہ جب سورج ڈھل جائے تو جمعہ پڑھا دو۔ (بنایہ ۲/۹۹۷)

سرکار دو عالم ﷺ زوال کے بعد بلا تاخیر کے جمعہ پڑھتے

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھتے اور پھر واپس لوٹتے اور دھوپ کا سایہ تلاش کرتے تو نہ پاتے (ابن ماجہ صفحہ ۷۷،۱) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ سایہ تلاش کرتے تو ایک یا دو قدم کے مثل پاتے۔ (سنن کبریٰ ۳/۱۹۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ جمعہ کب پڑھتے تھے؟ جواب دیا جمعہ پڑھتے پھر اونٹ کو چرانے لے جاتے تھے یعنی سورج ڈھلنے کے بعد۔ (مسلم صفحہ ۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ جمعہ کی نماز (زوال کے بعد) جلد پڑھتے تھے اور قیلولہ بعد میں کرتے تھے۔ (بخاری صفحہ ۲۸۳)

فائدہ: سید الانبیاء ﷺ جمعہ کی نماز ہمیشہ زوال کے بعد متصلاً پڑھتے، علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ جاڑا ہو یا گرمی سید الاولین والاخرین ﷺ جمعہ کی نماز ہمیشہ زوال کے بعد متصلاً پڑھتے (عمدہ ۲/۲۰۲) فیض الباری میں ہے کہ گرمی کی وجہ سے جمعہ میں تاخیر نہیں کی جائے گی (۲/۳۳۳) حافظؒ نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس بات کا پتہ چلا کہ رحمۃ للعالمین ﷺ ہمیشہ جمعہ زوال کے بعد پڑھتے تھے۔ مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں ہے کہ سید الانبیاء خواہ جاڑا ہو یا گرمی جمعہ کی نماز ایک ہی وقت

(زوال کے بعد) پڑھتے تھے (تاخیر نہیں کرتے تھے) جمعہ کی نماز ہر زمانہ میں جلدی پڑھنا سنت ہے بلا تاخیر کے (صفحہ ۲۹۰) ابن قدامہ کی مغنی میں ہے کہ گرمی کی شدت ہو یا جاڑا ہو نماز جمعہ زوال کے بعد متصلا ادا کرنا ذکر ہے۔

جمعہ کی اذان کب دی جاتی؟

(۱) نبی کریم ﷺ کے موذن حضرت سعد جمعہ کی اذان عہد نبوی میں اس وقت دیتے تھے جب کہ سایہ اصلی مثل شراک (جوتی کے تسمہ) کے ہوتا (ابن ماجہ صفحہ ۷۷) (۲) حضرت بلال جمعہ کی اذان اس وقت دیتے جب سایہ اصلی مثل جوتے کے تسمہ کے ہو جاتا۔ (عمدۃ القاری ۲۰۱/۶)

فائدہ: جمعہ کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے زمانہ میں جیسے ہی زوال ختم ہوتا ویسے ہی جمعہ کی اذان شروع ہو جاتی۔ ظاہر ہے کہ جب آپ ﷺ نماز جمعہ زوال کے بعد بلا تاخیر کے پڑھا کرتے تھے۔ تو اذان کا زوال کے بعد متصلا ہونا خود ہی معلوم ہو گیا۔ امت کا تعامل بھی ہے کہ زوال کے بعد متصلا جمعہ کی اذان ہو جاتی ہے تاکہ تاخیر کی وجہ سے نماز کا وقت خلاف سنت نہ ہو۔ ہاں اس سے قبل جائز نہیں اور تاخیر خلاف سنت ہے۔ شرح مہذب میں علامہ نوویؒ نے لکھا ہے کہ جمہور علماء صحابہ و تابعینؒ اور اسلاف کے نزدیک جمعہ کا وقت زوال کے بعد ہوتا ہے زوال سے قبل صحیح نہیں۔ ابن عربیؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے (معارف ۳۵۴/۴) جمہور علماء کے نزدیک اذان جمعہ وقت کی تنگی کے بناء پر قبل الزوال درست نہیں۔

باب من ادرك ركعة من الصلوة

حدیث نمبر ۱۵: حدثنا ابی هريرة... من ادرك ركعة من الصلوة فقد ادرك الصلوة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز میں ایک رکعت پالی اس نے وہ نماز پالی۔

حدیث نمبر ۱۶: حدثنا نافع... كان يقول اذا فاتتك الركعة فقد فاتتك السجدة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں جس کا رکوع قضا ہو گیا اس کا سجدہ بھی قضاء ہو گیا چاہیے وہ سجدہ ادا کرے۔

حدیث نمبر ۱۷: حدثنا مالك... من ادرك الركعة فقد ادرك السجدة.

حدیث نمبر ۱۸: حدثنا مالك... من ادرك الركعة فقد ادرك السجدة ومن فاته قراءة... فقد فاته خير كثير.

حدیث نمبر ۱۹: حدثنا نافع... دلوك الشمس ميلها.

مفہوم: حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر "دلوك الشمس" کا مطلب آفتاب کا ڈھل جانا مراد لیتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰: حدثنا داؤد... دلوك الشمس اذا فاء الفيىء وغسق الليل اجتماع الليل وظلمته.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس بیان فرماتے ہیں کہ "دلوك الشمس" جب سایہ واپس چلنے اور "غسق الليل" سے رات کا گزرنا اور اس کا اندھیرا مراد ہے۔

من أدرك ركعة میں مذاہب

(۱) جمہورؒ کے نزدیک "عصر کی نماز کے دوران سورج غروب ہو جائے اور فجر کی نماز کے دوران سورج طلوع ہو جائے تو نماز ہو جائے گی۔

دلیل:..... حدیث الباب (۲) احناف کے نزدیک عصر کی نماز تو ہو جائے گی لیکن فجر کی نماز فاسد ہو جائے گی، گویا کہ جزء اول (یعنی عصر) میں تو اتفاقی مسئلہ ہے کہ نماز دونوں کے نزدیک ہو جائے گی، البتہ جزء ثانی (یعنی فجر) میں اختلاف ہے کہ جمہور کے نزدیک تو نماز ہو جائے گی لیکن احناف کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔ (۳) امام طحاویؒ کے نزدیک "عصر اور فجر" دونوں نمازیں فاسد ہوں گی۔

احنافؒ کی طرف سے جوابات

(۱) امام طحاویؒ نے "اس کو ان وقتوں پر محمول کیا کہ جب کافر مسلمان ہو جائے مجنون ٹھیک ہو جائے بے ہوش، ہوش میں آجائے تو اس وقت اگر اتنا وقت نہ ہو کہ نماز ادا کر سکے تو اس کے ذمہ قضاء واجب ہوگی (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ "عصر" میں تو "اصفرار شمس" کے بعد نماز ناقص ہوتی ہے تو نماز کے دوران ہی اگر سورج غروب ہو گیا تو نماز تو ناقص تھی اور ناقص ہی ہو جائے گی۔ بخلاف فجر کے وہ کامل ہوتی تھی طلوع تک لیکن دوران ادائیگی نماز طلوع شمس ہو تو پھر کامل نہ رہے گی لہذا فاسد ہو جائے گی۔ (۳) حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا طلوع شمس کے وقت کی ممانعت کثرت سے احادیث و آثار میں آئی ہے یہ اس بات کی علامت ہے کہ اجازت پہلے دی گئی ہو "من ادرک رکعة" بعد میں منسوخ ہو گئی ہو (۴) بہترین جواب یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے وقت نماز حرام ہے اور "من ادرک رکعة" والی حدیث میں جائز ہے تو تعارض ہوا مباح اور حرام میں۔ تو ترجیح حرام کو ہوگی نہ کہ مباح کو (بذل ۱/۲۴۰)

(۵) علامہ سرخسیؒ کا محققانہ قول

علامہ سرخسیؒ نے فرمایا: "فجر اور عصر میں اصح فرق یہ ہے کہ سورج کے اول کنارہ کے ظہور سے طلوع متحقق ہو جاتا ہے اس وقت کراہت منتفی نہیں بلکہ متحقق ہو جاتی ہے تو یہ فرض کیلئے مفسد ہے بخلاف غروب کے وہ آخری کنارے پر متحقق ہوتا ہے اس وقت کراہت ختم ہو جاتی ہے لہذا وہ مفسد فرض نہیں۔ (فتح جلد ۲)

باب جامع الوقوت

حدیث نمبر ۲۱: حدثنا عبداللہ... الذی تفوته صلوة العصر کانما وتر اهله وماله۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سیدالبشر ﷺ نے فرمایا کہ جس کی عصر کی نماز قضاء ہو جائے تو اس کا خسارہ گھر لٹنے کے مترادف ہے۔

حدیث نمبر ۲۲: حدثنا یحیی... انصرف من صلوة العصر فلقی رجلا لم یشهد العصر... نه عمر طففت

مفہوم: یحیی بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹے تو ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو عصر کی نماز میں حاضر نہیں ہوا تھا، آپ نے ان سے پوچھا کہ جماعت میں شامل ہونے سے کیا چیز مانع تھی؟ چنانچہ انہوں نے عذر بیان کیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا "طففت" امام مالکؒ نے کہا "طففت" تطفیف سے ہے عرب لوگ کہا کرتے ہیں لکل شیء وفاء و تطفیف۔

حدیث نمبر ۲۳: حدثنا یحیی... ان المصلی لیصلی الصلوة وما فاته وقتها ولما... وافضل من اهله وماله۔

مفہوم: یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نمازی کبھی نماز پڑھتا ہے۔ اور وقت فوت نہیں ہوتا لیکن جو وقت فوت ہوا وہ اس کے لئے اس گھر بار سے بہتر تھا۔

حدیث نمبر ۲۴: حدثنا نافع... فذهب عقله فلم يقض الصلوة.

مفہوم: حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہوئے تو ان کی عقل جاتی رہی، پھر انہوں نے اپنی نمازوں کو قضاء نہیں کیا۔

باب النوم عن الصلوة

حدیث نمبر ۲۵: حدثنا سعيد... اذا كان من اخر الليل عرس وقال لبلال اكلألنا الصبح... اقم الصلوة لذكري.

مفہوم: سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب جنگ خیبر سے رات کو روانہ ہوئے اور اخیر رات ہوئی تو سیدالکونین ﷺ نے سواری سے اتر کر بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا صبح کی نماز کا خیال کرو کیونکہ آپ سو رہے ہیں اور جب تک خدا کو منظور تھا بلال رضی اللہ عنہ جاگتے رہے پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ پر تکیہ لگایا اور فجر کا انتظار کر رہے تھے، یہاں تک کہ بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھ لگ گئی نہ سیدالکونین ﷺ جاگے اور نہ بلال رضی اللہ عنہ جاگے اور نہ کوئی شترسوار جاگا یہاں تک کہ ان پر تیز دھوپ پڑنے لگی۔ تب سیدالکونین ﷺ چونک اٹھے اور فرمایا کہ اے بلال! یہ کیا ہے بلال رضی اللہ عنہ نے کہا جس طرح آپ ﷺ پر نیند حاوی ہوگئی اس طرح مجھ پر بھی حاوی ہوگئی تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا یہاں سے کوچ کرو تو سب نے اپنا سامان لادا، تھوڑی ہی دور گئے کہ سیدالکونین ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تکبیر کہو تو بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی پھر سیدالکونین ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی، نماز کے بعد فرمایا کہ اگر کوئی شخص نماز بھول جائے تو اس کو چاہئے کہ جب یاد آئے پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نماز قائم کرو جس وقت تم مجھ کو یاد کرے۔

حدیث نمبر ۲۶: حدثنا زيد... استيقظوا وقد طلعت عليهم الشمس فاستيقظ القوم... اشهد انك رسول الله.

مفہوم: زید بن اسلم سے روایت ہے کہ سیدالکونین ﷺ رات کو مکہ کے راہ میں اترے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس کام پر مقرر کیا کہ ان کو نماز کے لئے جگا دیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور سب لوگ سو گئے جب لوگ جاگے تو سورج نکل چکا تھا تو سب گھبرا گئے۔ تو سیدالکونین ﷺ نے سب کو سوار ہونے کا حکم کیا تا کہ اس وادی سے جلد ہی نکل جائے کیونکہ اس وادی میں شیطان ہے جب وادی سے نکل گئے تو سرکار دوعالم ﷺ نے اترنے کا حکم کیا اور سب نے وضو کیا پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آذان یا تکبیر کا حکم دیا پھر سیدالکونین ﷺ نے سب لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر سیدالکونین ﷺ متوجہ ہوئے ان لوگوں کی طرف جو گھبرائے ہوئے تھے تو فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری جانوں کو روک رکھا اور اگر چاہتا تو پھیر دیتا ہماری جانوں کو اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت، جب تم میں سے کوئی نماز کے وقت سو جائے یا نماز کو بھول جائے جب اٹھے تو اس کو چاہئے کہ نماز کو پڑھ لے اس طرح جس طرح وہ وقت پر پڑھتا ہے پھر سرکار دوعالم ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس شیطان آیا نماز کے وقت تو سلا دیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو پھر تھپکنے لگے ان کو اس طرح جیسے بچے کو تھپکتے ہے یہاں تک کہ وہ سو جائے پھر سیدالکونین ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے وہی بیان کیا جو سیدالکونین ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

قضاء نماز میں ترتیب

(۱) جمہورؒ کے نزدیک ترتیب واجب ہے بشرطیکہ پانچ نمازوں سے زیادہ نہ ہوں (۲) امام شافعیؒ کے نزدیک ترتیب واجب نہیں ہے (حاشیہ بذل ۱/۲۵۲)

جمہور کے دلائل

(۱) حدیث عمر بن خطابؓ ...... فصلّى العصر بعدما غربت الشمس ثم صلى بعدها المغرب (اعلاء حدیث نمبر ۱۸۵۹) (۲) حدیث ابن عمرؓ "من نسي صلاة فذكر و هو مع الإمام فليتم صلاته و ليقض التي نسي ثم ليعد التي صلى مع الإمام" (اعلاء حدیث نمبر ۱۸۶۰) ان دونوں روایتوں سے ترتیب کا وجوب ثابت ہوتا ہے پہلی حدیث میں غزوۂ خندق کا واقعہ ہے ترتیب سے ادا فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا "صلوا كما رأيتموني أصلي" دوسری حدیث میں امام کے ساتھ پڑھی ہوئی بھی چونکہ ترتیب پر نہیں تھی اس لئے اس کے اعادہ کا حکم فرمایا۔

عمداً نماز چھوڑنے پر ترتیب واجب ہوگی یا نہیں

(۱) جمہورؒ کے نزدیک ترتیب واجب ہے (۲) ظاہریہ کا اس میں اختلاف ہے۔

جمہور کے دلائل

(۱) "أقم الصلوة لذكري" (۲) "حدیث انسؓ "من نسي صلاة فليصل إذا ذكرها لا كفارة لها إلا ذلك وأقم الصلاة لذكري" (عون ۱/۱۷۵)

ممنوعہ اوقات میں قضاء نمازیں پڑھنے کا حکم

(۱) جمہورؒ کے نزدیک جائز ہے (۲) احنافؒ کے نزدیک عین طلوع، غروب اور استواء کے وقت تو جائز نہیں البتہ بعد میں جائز ہے جیسے کوئی بعد العصر اور بعد الفجر قضاء نماز پڑھے تو جائز ہوگا۔ (عون ۱/۱۷۵)

قضاء نماز میں اذان و اقامت کا حکم

(۱) مالکیہؒ و شافعیہؒ کے نزدیک صرف اقامت مشروع ہے (۲) احنافؒ و حنابلہؒ کے نزدیک اذان و اقامت دونوں جائز ہیں (عون ۱/۱۷۶)

دلیل:...... اگلی حدیث احنافؒ و حنابلہؒ کی دلیل ہے اور شافعیہؒ و مالکیہؒ کی دلیل حدیث الباب ہے۔

قضاء نماز کے لیے جماعت کا حکم

(۱) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک بالاتفاق جماعت سنت ہے (۲) دلیل حدیث الباب (عون ۱/۱۸۰) (۳) امام لیث بن سعدؒ کے نزدیک باجماعت پڑھنا جائز نہیں ہے (حاشیہ بذل ۱/۲۵۱)

اس جگہ سے دوسری جگہ جانے کی وجہ کیا تھی؟

(۱) جمہور فرماتے ہیں کہ کیونکہ وہ شیطانی اور غفلت کی جگہ تھی اس لئے اس جگہ نماز ادا نہیں کی۔

جمہور کی دلیل

حدیث الباب میں یہی وجہ بتائی گئی ہے یا اس جگہ سے منقول ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وحی کا انتظار تھا (حاشیہ بذل ۱/۲۵۵)(۲) احناف کے نزدیک طلوع آفتاب کے جاننے میں مشکل ہونے کی وجہ سے انتقال فرمایا۔

احناف کی دلیل

دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ اس وقت نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے (عون ۱/۱۵۷)

تنام عيناى ولا ينام قلبى

''وقت کی معرفت اور طلوع شمس اور غروب کا تعلق آنکھ سے ہے ان کا ادراک دل نہیں کر سکتا۔ دل کے متعلق جو افعال ہیں جیسے حدیث وغیرہ اس کا ادراک تو دل کر لیتا ہے لہذا نیند میں بھی وحی آتی ہے۔ (عون ۱/۱۵۷)

قضاء نماز فوری ہوگی یا تاخیر سے

(۱) احناف کے نزدیک نماز فوری واجب ہے مگر اوقات مکروہہ ثلاثہ میں نہ پڑھی جائے (۲) امام شافعی و مالک کے نزدیک نماز کی قضا علی التراخی واجب ہے۔ (بذل ۱/۲۵۶)

واقعہ ایک یا متعدد

مندرجہ بالا حدیث میں واقعات متعدد ہیں نہ کہ ایک۔ (حاشیہ بذل ۱/۲۵۱)

قضاء کا کفارہ ضروری ہے یا نہیں؟

امام شوکانی نے نماز کے کفارہ کا انکار کیا ہے حضرت سہارنپوری نے جواب دیا ہے کہ وہ جس حدیث سے استدلال کر رہے ہیں وہ حدیث زندہ کے متعلق ہے کیونکہ مرنے کے بعد کفارہ نہیں ہوتا البتہ زندگی میں کفارہ صحیح ہے لہذا قضاء بھی ضروری ہے (بذل ۱/۲۵۴)

باب النهي عن الصلوة بالهاجرة

حدیث نمبر ۲۷: حدثنا عطاء...ان شدة الحر من فيح جهنم فاذا اشتد الحر...نفس في الشتاء و نفس في الصيف.

مفہوم: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا تیز گرمی جہنم کے جوش سے ہے تو جب گرمی تیز ہو تو نماز میں ٹھنڈک تک تاخیر کرو پھر سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ آگ نے اپنے پروردگار سے شکوہ کیا کہ اے پروردگار میں اپنے آپ کو کھانے لگی تو پروردگار نے حکم دیا کہ ہر سال دو سانس لینا ایک جاڑے میں سانس لینا اور ایک گرمی میں سانس لینا۔

حدیث نمبر ۲۸: حدثنا ابو هريرة...اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة فان شدة...في الشتاء و نفس في الصيف.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی تیز ہو تو نماز میں ٹھنڈک تک تاخیر کرو کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کے جوش سے ہے پھر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا آگ نے گلہ کیا پروردگار سے تو پروردگار نے حکم دیا اس کو دو سانسوں کا یعنی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔

حدیث نمبر ۲۹: حدثنا ابو هريرة...اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا جب گرمی تیز ہو تو نماز کی ٹھنڈک تک تاخیر کرو کیونکہ تیز گرمی جہنم کے جوش سے ہے۔

باب النهی عن دخول المسجد بریح الثوم...فی الصلوة

حدیث نمبر ۳۰: حدثنا سعید...من اکل من هذه الشجرة فلا یقرب مساجدنا یوزینا بریح الثوم.

مفہوم: سعید بن المسیبؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے بھی لہسن کے درخت میں سے کھایا تو ہماری مسجدوں کے نزدیک نہ ہونا تاکہ اس کی بو سے تکلیف نہ ہو۔

حدیث نمبر ۳۱: حدثنا عبدالرحمن...اذا رأی الانسان یغطی فاه وهو فی الصلوة...حتی ینزعه عن فیه.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن مجبرؒ سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ جب کسی کو دیکھتے تھے کہ نماز میں منہ اپنا ڈھانپے ہے تو اس کے منہ سے کپڑا کھینچ لیتے تھے تاکہ منہ اس کا کھل جاتا۔

☆☆☆☆☆☆☆

کتاب الطهارة

باب العمل فی الوضوء

حدیث نمبر ۳۲: حدثنا عمر...فدعا بوضوء فافرغ علی یده فغسل یدیه مرتین...الذی بدأمنه ثم غسل رجلیه.

مفہوم: عمرو بن یحییٰ المازنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ عبداللہ بن زیدؓ جو دادا ہیں عمرو بن یحییٰ کے اور صحابہؓ میں سے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کس طرح وضو کرتے تھے کیا تم ہمیں دکھا سکتے ہو تو انہوں نے ہاں کہا پھر انہوں نے وضو کا پانی منگوایا پھر دونوں ہاتھوں کو دھویا دو بار کلی کی اور ناک میں تین مرتبہ پانی ڈالا پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو بار دھوئے پھر سر کا مسح کیا دونوں ہاتھوں سے یعنی مسح شروع کیا پیشانی سے گدی تک پھر گدی سے پیشانی تک پھر دونوں پیر دھوئے۔

حدیث نمبر ۳۳: حدثنا ابوهریرة...اذا توضأ احدکم فلیجعل فی انفه ماء ثم لینثر ومن استجمر فلیوتر.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو پانی ناک میں ڈال کر ناک سونکے (کو اچھی طرح صاف کرے) اور استنجاء کے لئے ڈھیلے طاق عدد لے۔

حدیث نمبر ۳۴: حدثنا ابو هریرة...من توضأ فلیستنثر ومن استجمر فلیوتر.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص وضو کرے تو ناک سونکے (اچھی طرح صف کرے) اور ڈھیلے طاق لے۔

حدیث نمبر ۳۵: حدثنا مالك...ویل للاعقاب من النار.

مفہوم: حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ ایڑیوں کو آگ سے خرابی ہے۔

حدیث نمبر ۳۶: حدثنا عبدالرحمن...یتوضأ بالماء لما تحت ازاره.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن عثمانؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے کہ اپنے شرمگاہ کو پانی سے دھوئے۔

باب وضوء النائم اذاقام الی الصلوۃ

حدیث نمبر ۳۷: حدثنا ابو هريرة... اذا استيقظ احدكم من نومه فليغسل يده... لا يدري اين باتت يده.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوئے پھر پانی میں ہاتھ ڈالے کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

حدیث نمبر ۳۸: حدثنا زيد... اذا نام احدكم مضطجعا فليتوضا.

مفہوم: زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی سو کر اٹھے تو وضو کرے۔

حدیث نمبر ۳۹: حدثنا زيد... يايها الذين امنوا اذا قمتم الى الصلوة فاغسلوا وجوهكم... من المضاجع يعني النوم.

مفہوم: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ یہ جو فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنا منہ دھوؤ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک اور سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں دھوؤ ٹخنوں تک اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نماز کے لئے سو کر اٹھو۔

حدیث نمبر ۴۰: حدثنا ابن عمر... كان ينام جالسا ثم يصلي ولا يتوضا.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بیٹھے بیٹھے سو جاتا تھا پھر نماز کے لئے وضو نہیں کرتا تھا۔

نوم ناقض وضو ہونے اور نہ ہونے میں فقہاء کی آراء

اس کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ صاحب معارف السننؒ نے نو مذاہب بیان فرمائے ہیں جن میں سے پانچ اہم ہیں (۱) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وابن عمر رضی اللہ عنہ وسعید بن مسیبؒ ومکحولؒ کے نزدیک نیند مطلقاً ناقض نہیں ہے اور خارج نماز میں استرخاء مفاصل ناقض وضوء ہے (۲) حضرت انس وعباس وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہم وحسن بصریؒ واسحاق بن راہویہؒ کے نزدیک نیند مطلق ناقض وضو ہے (۳) جس نوم میں استرخاء مفاصل ہو اور مقعد کا زمین پر تمکن نہ رہے وہ ناقض وضو ہے۔ جیسے اضطجاع، استلقاء، تورک اور منہ کے بل لیٹنے میں۔ احنافؒ کے نزدیک استرخاء مفاصل نماز میں مطلقاً ناقض وضو نہیں ہے (۴) مالکیہؒ وحنابلہؒ کے نزدیک زیادہ گہری نیند ناقض وضو ہے تھوڑی نہیں (۵) امام شافعیؒ کے نزدیک نیند جب جلوس کی حالت میں ہو اور جب تک تمکن من الارض باقی ہو تو ناقض نہیں خواہ قلیل ہو یا کثیر اسکے علاوہ سب کیفیات میں ناقض وضو ہے۔ (معارف ۱/۲۸۳)

فریق اول کی دلیل

"كان اصحاب رسول الله ﷺ ينتظرون العشاء الآخرة حتى تخفق رؤوسهم ثم يصلون ولا يتوضؤن."

جواب:...... یہاں نیند حالت تربع میں تھی جب کہ نیند ناقض وضو مضطجعاً ہے۔ جو کہ نصوص سے ثابت ہے۔

فریق ثانی کی دلیل

"كان رسول الله ﷺ يامرنا اذا كنا سفرا ان لا ننزع خفافنا ثلاثة ايام ولياليهن.. وبول ونوم."

جواب:...... اس دلیل میں نیند سے مراد وہ نیند ہے جو ناقض وضو ہے۔ مطلقاً نیند نہ تو ناقض وضو ہے اور نہ مراد لی جاسکتی ہے۔

فریق ثالث احناف کی دلیل

"اذا نام احد کم مضطجعا فلیتوضا."

فریق رابع مالکیہ اور حنابلہ کی دلیل

"ان النوم ینافض بنفسه بل مظنة النقض والکثیر مظنة بخلاف القلیل."

فریق خامس شوافع کی دلیل

"والنوم عنده لیس حدثا فی نفسه وانما هو دلیل خروج الریح" (عون ۱/۲۴۰)

جواب:۔ تمام احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ نیند ناقض وضو ہے جو مضطجعا ہو اور یہی احناف کا مسلک ہے۔

احناف کے مزید دلائل

صاحب اعلاء السنن نے "باب وجوب الوضوء علی من نام مسترخیا مفاصله" کے تحت تین احادیث (۱۰۶ سے ۱۰۸ تک) ذکر فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ان النبی ﷺ قال: "لیس علی من نام ساجدا وضوء حتی یضطجع، فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله" اس میں استرخاء مفاصل علت بتائی ہے۔ (اعلاء حدیث نمبر ۱۰۶)

احناف کا طرہ امتیاز

احناف کی مستدل حدیث "کان اصحاب رسول الله ﷺ ینامون ثم یقومون فیصلون ولا یتوضئون" جس سے مسلک احناف واضح ہوتا ہے جو تمام احادیث کو جامع ہے، سب میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ یہی احناف کا طرہ امتیاز ہے کہ وہ تمام احادیث کو سامنے رکھتے ہیں صرف ایک کو نہیں لیتے۔

لیس احد کم... الخ

یہ کلمات مبارکہ سید الکونین ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تسلی کیلئے ارشاد فرمائے تا کہ انتظار کی تکلیف بھی دور ہو جائے اور ہمت افزائی بھی ہو جائے۔

احناف کی وجوہ ترجیح

احناف کے مسلک میں استرخاء مفاصل کی تعریف احادیث ونصوص سے ثابت ہوتی ہے اس وجہ سے نص والی تعریف اجتہادی تعریف سے راجح ہے (۲) مسلک حنفی میں جامعیت ہے۔

باب الطهور للوضوء

حدیث نمبر ۴۱: حدثنا ابو هريرة... انا نركب البحر ونحمل معنا القليل من الماء... هو الطهور ماءه الحل ميتته.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص سید الکونین ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور صرف پینے کے لئے پانی لے کر جاتے ہیں تو سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔

حدیث نمبر ۴۲: حدثنا کبشة...فجائت هرة لتشرب منه فاصغى لها ابو قتادة الاناء..عليكم او الطوافات.
مفہوم: کبشہ بن کعب سے مروی ہے کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے ان کیلئے وضو کیلئے پانی رکھا تو ایک بلی آ کر اس سے پینے لگی تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے برتن کو اس کی طرف جھکا دیا یہاں تک بلی نے پانی پی لیا۔ جب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے مجھے تعجب کی حالت میں دیکھا تو فرمانے لگے اے بھتیجی! اس بارے میں آپ تعجب کرتی ہو جبکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بلی ناپاک نہیں ہے اسلئے کہ یہ دن بھر تم پر پھرنے والی ہے۔

حدیث نمبر ۴۳: حدثنا يحيى...لا تخبرنا فانا ترد على السباع و ترد علينا.
مفہوم: یحییٰ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ چند سواروں کے ساتھ نکلے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے۔ راستے میں ایک حوض ملا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے صاحب حوض سے دریافت کیا کہ کیا حوض پر درندے وغیرہ آتے ہیں؟ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس بارے میں ہمیں مت بتا کیونکہ کبھی ہم درندوں سے سبقت کرتے ہیں اور کبھی درندے ہم سے سبقت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴۴: حدثنا نافع...ان كان الرجال والنساء ليتوضؤون في زمان رسول الله جميعا.
مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ کے زمانے میں مرد اور عورتیں اکٹھے وضو کرتے تھے۔

باب ما لا يجب فيه الوضوء

حدیث نمبر ۴۵: حدثنا ام ولد لابراهيم...انى امراة اطيل ذيلي وامشي في المكان..قال رسول الله يطهره م بعده.
مفہوم: ابراہیم بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی ام ولد نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میرا دامن لمبا اور نیچا ہے اور ناپاک جگہ میں چلنے کا اتفاق ہوتا ہے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ وہ پیچھے سے پاک ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۶: حدثنا مالك...يقلس مرارا ماء وهو في المسجد فلا ينصرف ولا يتوضأ حتى يصلي.
مفہوم: امام مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ دیکھا کہ انہوں نے پانی کی قے کی اور وہ مسجد میں تھے پھر بغیر وضو کے نماز پڑھی۔

حدیث نمبر ۴۷: حدثنا نافع...وحمله ثم دخل المسجد فصلى ولم يتوضأ.
مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے بچے کو خوشبو لگائی جو میت تھا اور اس کو اٹھایا اور مسجد میں لیکر آئے پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

باب ترك الوضوء مما مست النار

حدیث نمبر ۴۸: حدثنا عبدالله...اكل كتف شاة ثم صلى ولم يتوضأ.
مفہوم: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے بکری کے دست کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۴۹: حدثنا سويد...فصلى العصر ثم دعا بالازواد فلم يوت الا بالسويق...ثم صلى ولم يتوضأ.
مفہوم: سُوَید بن النعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جنگ خیبر والے سال سید البشر ﷺ کے ساتھ نکلے، جب مقام صہباء سے مدینہ

کی طرف اترے تو سرکار دو عالم ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر توشہ مانگا تو ان کے پاس صرف ستو ملا۔ اس کو گھولنے کا حکم دیا۔ پھر سب نے اکٹھا اس کو کھایا، اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے کلی کر کے بغیر وضو کیے نماز مغرب ادا کی، ہم نے بھی آپ کی اتباع کرتے ہوئے صرف کلی کی۔

حدیث نمبر ۵۰: حدثنا ربیعة... ثم صلی ولم یتوضا.

مفہوم: ربیعہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کا کھانا کھایا اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵۱: حدثنا ابان... اکل خبزا ولحما ثم مضمض وغسل یدیه ومسح بهما وجهه ثم صلی ولم یتوضأ.

مفہوم: ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے روٹی اور گوشت کھایا پھر کلی کی اور ہاتھ دھویا اور منہ پونچھا اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵۲: حدثنا مالك... لا یتوضأن مما مست النار.

مفہوم: امام مالکؒ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خبر پہنچی کہ وہ دونوں آگ سے پکے ہوئے کھانے کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۵۳: حدثنا یحیی... یصیب طعاما قد مسته النار ایتوضأ قال رایت ابی یفعل ذلك ولا یتوضأ.

مفہوم: یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد آگ پر پکی ہوئی چیز کھائے تو کیا اس پر وضو ضروری ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے والد (حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ) اس صورت میں وضو نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۵۴: حدثنا ابو نعیم... اکل لحما ثم صلی ولم یتوضأ.

مفہوم: ابو نعیم وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہ انہوں نے گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۵۵: حدثنا محمد... دعی لطعام فقرب الیه خبز ولحم فاکل منه ثم توضأ... صلی ولم یتوضا.

مفہوم: حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی گئی کھانے میں روٹی اور گوشت حاضر کیا گیا، سید البشر ﷺ نے اس کو تناول فرمایا پھر وضو کر کے نماز پڑھی۔ نماز سے فراغت کے بعد بچا ہوا کھانا لایا گیا تو اس کو تناول فرما کر بغیر وضو کیے نماز ادا فرمائی۔

حدیث نمبر ۵۶: حدثنا عبدالرحمن... قد مسته النار فاکلوا منه فقام انس فتوضأ فقال... فصلیا ولم یتوضا.

مفہوم: حضرت عبدالرحمن بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ عراق سے تشریف لائے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ان کی ملاقات کیلئے گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کیلئے آگ پر پکا ہوا کھانا ان کے سامنے رکھا، کھانے سے فراغت پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وضو کیا۔ اس پر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے یہ طریقہ عراق میں سیکھا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش! کہ میں وضو نہ کرتا۔

آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کا حکم

(۱) جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، اکثر تابعینؒ اور ائمہ اربعہؒ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد عدمِ وضوء کے قائل ہیں (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوطلحہ، حضرت ابوموسیٰ، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ اور بعض تابعینؒ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضوء کو واجب قرار دیتے ہیں (حاشیہ طحاوی ۱؍۴۹)

قائلینِ مسلکِ اول کے دلائل

مذکورہ حدیث سمیت اس باب کی تمام احادیث ائمہ اربعہؒ کی مستدل ہیں۔

قائلینِ مسلکِ ثانی کے دلائل

اگلے باب کی تمام احادیث قائلین مسلک ثانی کی مستدل و معین ہیں (مثلاً حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: "الوضوء مما أنضجت النار")

قائلین مسلک ثانی کے دلائل کے جوابات

(۱) قائلین مسلک ثانی کی مستدل احادیث حدیث جابر رضی اللہ عنہ "کان آخر الامرین من رسول الله ﷺ ترك الوضوء مما مست النار" (کہ آپ کا آخری عمل آگ سے پکی ہوئی چیزوں کے بعد ترک وضوء کا ہے) سے منسوخ ہیں (۲) وضوء سے مراد منہ اور ہاتھوں کا دھونا ہے (۳) سب سے بہتر جواب یہ ہے کہ جب احادیث باب میں اختلاف ہو تو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل دیکھا جاتا ہے اور ان حضرات سے آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو نہ کرنا ثابت ہے۔ (عون ۱؍۲۲)

علامہ خطابی کا قول

علامہ خطابیؒ لکھتے ہیں کہ وضوء مما مست النار سے حکم وجوبی نہیں ہے بلکہ وضو بطورِ استحباب ہے۔ (معالم ۱؍۶۰)

امام طحاویؒ نے بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات اور آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ سے "مما مست النار غیر ناقض" ہونا ثابت فرمایا ہے۔ (طحاوی شریف ۱؍۴۸)

نظرِ طحاوی

آگ پر پکی ہوئی چیز میں اختلاف ہے آگ پر پکنے سے پہلے کوئی اختلاف نہیں (یعنی اس سے وضو بالاتفاق نہیں ٹوٹتا) کیونکہ آگ پر پکنے کے بعد پانی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے مثال: پانی کو گرم کرلیا جائے تو وہی پانی ہوتا ہے جو گرم کرنے سے پہلے تھا لہذا پہلے اور بعد میں کوئی تغیر نہیں ہوتا تو ناقضِ وضو بھی نہیں ہوگا۔ (طحاوی شریف ۱؍۵۲)

نوٹ: اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ابتدائی دور میں اختلاف تھا لیکن پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا تھا کہ وضو مما مست النار ضروری نہیں ہے۔ (معارف ۱؍۲۹۸)

باب جامع الوضوء

حدیث نمبر ۵۷: حدثنا عروة... او لا يجد احدكم ثلثة احجار.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ سے استنجاء کے بارے میں پوچھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا

کہ استنجاء تین پتھروں سے کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۵۸: حدثنا ابو هريرة... خرج الى المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم... فسحقا فسحقا فسحقا.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ سرکار دو عالم ﷺ قبرستان تشریف لے گئے تو فرمایا کہ "السلام علیکم دار قوم مؤمنین.... الخ" پھر فرمایا کہ میں اپنے بھائیوں کو دیکھنا چاہتا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم تو میرے اصحاب ہو۔ اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے ، اور میں حوضِ کوثر پر ان کا پیش خیمہ ہوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ اپنے بعد والوں کو قیامت کے دن کیسے پہچانیں گے؟ فرمایا کہ مجھے بتاؤ اگر کسی شخص کے سفید منہ اور سفید پاؤں والا گھوڑا دوسرے گھوڑوں میں شامل ہو جائے تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو نہیں پہچانے گا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ قیامت کے دن میرے بعد والوں کے منہ اور پاؤں وضو کے سبب چمکتے ہوں گے اور میں ان کا حوضِ کوثر پر پیش خیمہ ہوں گا۔ اگر کسی شخص کو میرے حوضِ کوثر سے نکالا گیا جیسے اونٹ اپنے آقا سے بھاگ جاتا ہے تو میں اس کو پکاروں گا ادھر آؤ ادھر آؤ ادھر آؤ۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں نے تیرے بعد تیری سنت کی پیروی نہیں کی، تب میں کہوں گا کہ دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔

حدیث نمبر ۵۹: حدثنا حمران... والله لاحد ثنكم حديثا لو لا انه فى كتاب الله ما... الاخرى حتى يصليها.

مفہوم: حضرت حمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ موذن نے آکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نمازِ عصر کی خبر دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا کر وضو کیا۔ پھر حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے صحیح طریقے سے وضو کر کے نماز پڑھی اس کی اس نماز سے لیکر اگلی نماز تک کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۶۰: حدثنا عبدالله... اذا توضأ العبد المؤمن فمضمض خرجت الخطايا... وصلوته نافلة له.

مفہوم: حضرت عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن بندہ جب وضو شروع کرتا ہے تو مضمضہ کرتے وقت منہ سے سرزد شدہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ناک صاف کرتے وقت ناک سے سرزد گناہ، چہرہ دھوتے وقت چہرے سے سرزد گناہ حتیٰ کہ آنکھ کے نیچے والی جگہ سے بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ہاتھ دھوتے وقت ہاتھوں سے صادر گناہ حتیٰ کہ ناخن کے نچلی جگہ کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں، مسح کرتے وقت سر کے گناہ حتیٰ کہ کانوں کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ پاؤں دھوتے وقت پاؤں سے صادر گناہ یہاں تک پاؤں کے ناخن کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ پھر اس کا مسجد کی طرف چلنے اور نماز کا الگ ثواب ہے۔

حدیث نمبر ۶۱: حدثنا ابو هريرة... اذا توضأ العبد المسلم او المؤمن فغسل وجهه... يخرج نقيا من الذنوب.

حدیث نمبر ۶۲: حدثنا انس... وحانت صلوة العصر فالتمس الناس وضوء فلم... توضأوا من عند اخرهم.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو لوگ پانی ڈھونڈنے لگے، سرورِ کونین ﷺ کیلئے ایک برتن میں پانی لایا گیا۔ سید الرسل ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں رکھ کر پھر لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا فوارہ پھوٹ نکلا۔ سب لوگوں نے وضو کیا یہاں تک سب سے آخر میں آنے والے نے بھی وضو کیا۔

حدیث نمبر ۶۳: حدثنا نعیم... من توضأ فاحسن وضوئه ثم خرج عامدا الی الصلوۃ... من اجل کثرۃ الخطا.

مفہوم: نعیم بن عبداللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کی نیت سے نکلا تو گویا کہ وہ نماز میں ہے ایک قدم پر اس کو نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر ایک گناہ زائل کیا جاتا ہے۔ جب کوئی اقامت سنے تو دوڑ نہ لگائے کیونکہ زیادہ ثواب اس کو ملتا ہے جس کا گھر دور ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں؟ فرمایا کہ کثرت اقدام کی وجہ سے۔

حدیث نمبر ۶۴: حدثنا یحیی... انما ذالك وضوء النساء.

مفہوم: یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے پاخانے کے بعد پانی لینے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ طہارت عورتوں کی ہے۔

حدیث نمبر ۶۵: حدثنا ابوھریرۃ... اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کے جھوٹے کئے ہوئے برتن کو سات مرتبہ دھونے کا حکم فرمایا۔

حدیث نمبر ۶۶: حدثنا مالك... استقیموا ولن تحصوا داعملوا وخیر اعمالکم الصلوۃ... علی الوضوء الا مؤمن.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ راہ راست پر رہو اور اس کے ثواب کو تم گن نہیں سکو گے۔ تمہارے کاموں میں سب سے افضل نماز ہے، وضو پر مومن ہی پابندی کر سکتا ہے۔

باب ما جاء فی المسح بالرأس والاذنین

حدیث نمبر ۶۷: حدثنا نافع... کان یاخذ الماء باصبعیه لاذنیه.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کانوں کے مسح کیلئے دو انگلیوں سے پانی لیتے تھے۔

حدیث نمبر ۶۸: حدثنا مالك... لا حتی یمسح الشعر بالماء.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے عمامہ پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جائز نہیں ہے جب تک پانی بالوں کو نہ چھوئے۔

حدیث نمبر ۶۹: حدثنا عروۃ... کان ینزع العمامة ویمسح رأسه بالماء.

مفہوم: حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سر سے عمامہ اتار کر مسح کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۰: حدثنا نافع... ینزع خمارھا وتمسح علی رأسھا بالماء ونافع یومئذ صغیر.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت صفیہ کو دیکھا کہ وہ مسح کرتے وقت سر سے اپنے دوپٹے کو اتارتی تھی پھر پانی سے مسح کرتی تھی۔

باب ما جاء فی المسح علی الخفین

حدیث نمبر ۷۱: حدثنا المغیرۃ... ذھب لحاجته فی غزوۃ تبوك قال المغیرۃ فذھبت... صلوته قال احسنتم.

مفہوم: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الانبیاء ﷺ جنگ تبوک کے موقع پر حاجت کیلئے گئے تو میں پانی ساتھ لے کر گیا، فراغت کے بعد میں پانی ڈالا تو سرکار دوعالم ﷺ نے اپنے چہرے کو دھویا پھر تنگ آستینوں سے بمشکل ہاتھ نکالے پھر اس کو

دھویا، اس کے بعد سر اور موزوں پر مسح کیا پھر جب نماز کیلئے تشریف لائے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ پیچھے کھڑے ہوئے تو لوگ گھبرا گئے۔ سید البشر ﷺ نے بقیہ نماز پوری کر کے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا۔

حدیث نمبر ۷۲: حدثنا نافع... اذا دخلت رجليك في الخفين وهما طاهرتان فامسح... احدكم من الغائط.

مفہوم: حضرت نافعؒ اور عبداللہ بن دینارؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ آئے جبکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کوفہ کے حاکم تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تو اس کا انکار کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واپس جا کر اپنے والد سے پوچھ لینا۔ واپس آ کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ بات پوچھنا بھول گئے یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے تو اس کے متعلق پوچھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ پاک پاؤں پر موزوں کو پہن لے تو اس پر مسح کرے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگرچہ وہ قضائے حاجت سے آئے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! اگرچہ وہ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو۔

حدیث نمبر ۷۳: حدثنا نافع... توضأ فغسل وجهه ويديه ومسح رأسه ثم دعي لجنازة... ثم صلى عليها.

حدیث نمبر ۷۴: حدثنا سعيد... اتى بوضوء فتوضأ فغسل وجهه ويديه الى المرفقين... جاء المسجد فصلى.

مسح على الخفين کے بارے میں فقہاء کے مذاہب

(۱) ائمہ اربعہ" مسح علی الخفین کے جواز کے قائل ہیں (۲) اہل تشیع حضرات مسح علی الخفین کے قائل نہیں۔

ثبوتِ مسح على الخفين

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد سے مسح على الخفين کا ثبوت ملتا ہے۔ سیدنا حسن بصریؒ نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسح على الخفين کی روایت سنی۔ امام کرخیؒ نے فرمایا "موزوں پر مسح کا جو قائل نہیں اس پر کفر کا خطرہ و اندیشہ ہے (بذل ۸۹/۱) حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا "مسح خفین کی روایات متواتر ہیں اسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے مسح على الخفين کو شرائط اہل سنت میں سے قرار دیا ہے (بذل ۸۹/۱) امام عبداللہ بن مبارک و ابن منذرؒ نے فرمایا کہ مسح خفین میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کا اختلاف نہیں اگر کسی کا انکار منقول ہے تو اقرار بھی منقول ہے (بذل ۸۹/۱) امام نوویؒ نے فرمایا کہ مسح على الخفين پر ساری امت کا اجماع ہے حضر ہو یا سفر حاجت ہو یا نہ ہو بہر حال سفر میں جائز ہے۔ یہاں تک کہ عورت کیلئے بھی جائز ہے جو صرف گھر پر رہے اور باہر نہ نکلے (عون ۱۷۳/۱)

مسح افضل ہے یا غسل؟

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و علماء امت و فقہائے کرام نے فرمایا غسل افضل ہے۔ تابعین میں سے بعض حضرات نے فرمایا کہ مسح افضل ہے (عون ۱۷۴/۱) امام نوویؒ نے فرمایا "اس روایت سے بہت سے مسائل معلوم ہوئے۔ مثلاً" اقتداء الفاضل بالمفضول وجواز صلوٰة النبي ﷺ خلف بعض امته... الخ" (بذل ۹۰/۱)

امام طحاویؒ کا قول

مسح اور غسل دونوں کو فضیلت حاصل ہے، موزے ہوں تو مسح افضل ہے اور موزے نہ ہوں تو غسل افضل ہے۔

امر اور ادب کی مثالیں

حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ دونوں کے پیچھے نماز ادا فرمائی اور دونوں کو اشارہ فرمایا۔ لیکن حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے ادب کو ترجیح دی حکم پر اور یہ کمال ادب تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے امر کو ترجیح دی اور یہ امتثال امر تھا۔ (بذل ۹۷/۱)

باب العمل فی المسح علی الخفین

حدیث نمبر ۷۵: حدثنا هشام... یمسح علی الخفین و کان لا یزید اذا مسح علی الخفین.. ولا یمسح بطونهما.

مفہوم: ہشام بن عروہؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد موزوں کی پشت پر مسح کرتے نہ کہ اس کے اندر کی جانب۔

کیفیت مسح کے بارے میں مذاہب

(۱) احنافؒ و حنابلہؒ کے نزدیک مسح صرف ظاہر خف پر کرنا ہوگا باطن خف محل مسح نہیں ہے (۲) شوافعؒ و مالکیہؒ کے نزدیک ظاہر و باطن دونوں پر مسح کرنا چاہئے۔ پھر ان دونوں مذاہب میں فرق یہ ہے کہ مالکیہؒ کے نزدیک اوپر نیچے دونوں واجب ہے۔ جبکہ شوافعؒ کے نزدیک مسح خف کے اوپر واجب ہے، اور خف کے نیچے مستحب ہے۔ (معارف ۳۳۹/۱)

شافعیہؒ و مالکیہؒ کی دلیل

(۱) شوافعؒ و مالکیہؒ کی مستدل حدیث ''مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ'' ہے جس پر امام ترمذیؒ امام ابوداؤدؒ اور علامہ کشمیریؒ نے کلام کیا ہے اور علتیں نکالیں ہیں۔ ''یہی روایت مسند بزار میں ساٹھ طریقوں سے مروی ہے جن میں ایک کے علاوہ کہیں اسفل خف کا ذکر نہیں ہے غرض یہ کہ اس روایت میں شدید ضعف ہے۔ (معارف ۳۴۲/۱، بذل ۹۸/۱)

احنافؒ کی دلیل

احنافؒ و حنابلہؒ کی مستدل اسی باب کی دوسری تیسری اور چوتھی حدیث ہے جو دن کی روشنی کی طرح روشن اور واضح ہے۔ صاحب اعلاء السننؒ نے حدیث نمبر ۳۱۵، ۳۱۷ یہی آثار حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی احادیث میں ذکر فرمائے ہیں جن میں سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذیل میں دلیل احنافؒ کے تحت مذکور ہے۔ حضرت سہارنپوریؒ نے ابوداؤد طیالسیؒ سے روایت نقل فرمائی ہے جو ظاہر خف پر دال ہے نہ کہ باطن خف پر یہ بھی احناف کا مستدل ہے۔ (بذل ۹۸/۱) علامہ کاسانیؒ نے حضرت عمر حضرت علی و حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اقوال نقل فرمائے ہیں جو ظاہر خف کیلئے ہیں نہ کہ باطن خف کیلئے۔ (بدائع ۔ مسح کی شرائط ۸۷/۱)

مسح کی مقدار میں مذاہب

(۱) احنافؒ کے نزدیک مسح کی فرض مقدار چوڑائی اور لمبائی میں تین انگلیوں کے برابر ہے (۲) امام شافعیؒ نے فرمایا کہ مسح کی فرض مقدار کم از کم وہ ہے جو مسح کہلا سکے جیسے سر کے متعلق۔ (بدائع الصنائع ۸۷/۱) (۳) مالکیہؒ کے نزدیک استیعاب ضروری ہے۔

احناف کی دلیل

حدیث مغیرہ بن شعبہ ؓ "رأیت رسول الله ﷺ بال ثم جاء حتی توضأ ومسح علی خفیه ووضع یده الیمنی علی خفه الأیمن ویده الیسری علی خفه الأیسر ثم مسح أعلاهما مسحة واحدة حتی أنظر إلی أصابع رسول الله ﷺ علی الخفین" ہے۔ (اعلا حدیث نمبر ۳۱۷)

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں

"خف کے اعلی واسفل پر مسح کی حدیث جو امام شافعیؒ نے ذکر فرمائی وہ شاذ ہے یہ حدیث مقابلہ نہیں کر سکتی اس حدیث کا جو حضرت علی ؓ نے نقل کی "لو کان الدین بالرای...رأیت...یمسح الخفین علی ظاهر" (شامی ۲۶۸/۱)

نوٹ: احناف کی مستدل حدیث عمر ؓ ہے جسے دار قطنیؒ نے نقل کیا "عن عمر ؓ...أمر بالمسح ظاهر الخفین" (دارقطنی)

شوافعؒ کی مستدل روایات کے جوابات

(۱) صاحب الورد الشذیؒ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ ایک ہاتھ مبارک سے قدم شریف کو پکڑا دوسرے سے مسح کیا ہو جس کو راوی نے مسح اسفل سمجھا ہو یا مسح استحبابا کیا ہو۔ (الورد الشذی) (۲) صاحب نصب الرایہؒ نے فرمایا اعلی سے ساق، اسفل سے اصابع والا حصہ مراد ہے۔ (نصب الرایہ ۲۳۹/۱) (۳) امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث معلول ہے (۴) علامہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ یہی روایت سات طریقوں سے مروی ہے۔ لیکن اتنے کثیر طرق میں سے باقی انسٹھ طرق اس سے خالی ہیں، صرف ایک میں نقل کا ذکر ہے۔ (معارف ۳۴۳/۱) (۵) علامہ کاسانیؒ نے فرمایا "سر کے مسح کی طرح موزوں کے مسح میں بھی نیت ضروری نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص پانی میں گھس جائے یا بارش میں بھیگ جائے تو مسح ہو گیا۔ اسی طرح اگر تر گھاس سے گزرے اور موزوں کا ظاہر تر ہو جائے یا گھاس پر بارش کا پانی ہو اور موزے کا ظاہر گیلا ہو جائے تو مسح ہو جائے گا البتہ شبنم ہو تو مسح نہیں ہوگا کیونکہ شبنم پانی نہیں ہے۔ (بدائع ۸۷/۱)

باب ما جاء فی الرعاف

حدیث نمبر ۷۶: حدثنا نافع...اذا رعف انصرف فتوضأ ثم رجع فبنی ولم یتکلم.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ جب عبد اللہ بن عمر ؓ کی نکسیر نماز میں پھوٹتی تو بات کئے بغیر وضو کرتے اور واپس آکر دوبارہ نماز میں شامل ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۷۷: حدثنا مالك...یرعف فیخرج فیغسل الدم ثم یرجع فیبنی علی ما قد صلی.

حدیث نمبر ۷۸: حدثنا یزید...وهو یصلی فاتی حجرة ام سلمة زوج النبی فاتی بوضوء...فبنی علی ما قد صلی.

باب العمل فی الرعاف

حدیث نمبر ۷۹: حدثنا عبد الرحمن...فیخرج منه الدم حتی تختضب اصابعه من الدم...یصلی ولا یتوضأ.

مفہوم: عبد الرحمن بن حرملہؒ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن المسیب ؓ کو دیکھا ان کے ناک سے نکسیر پھوٹتی یہاں تک ان کی انگلیاں اس سے تر ہو جاتی۔ آپ اس کو مل ڈالتے اور بغیر وضو کے نماز ادا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۸۰: حدثنا عبد الرحمن... یخرج من انفه الدم حتی تختضب اصابعه ثم یفتله ثم یصلی ولا یتوضأ.

باب العمل فیمن غلبه الدم من جرح او رعاف

حدیث نمبر ۸۱: حدثنا مسور... نعم ولا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوۃ فصلی عمر وجرحه یثعب دما.

مفہوم: مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جس میں وہ زخمی ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کیلئے جگایا تو آپ جاگے پھر فرمایا کہ اسلام میں نماز کو چھوڑنے والے کا حصہ نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے نماز پڑھی جبکہ زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

حدیث نمبر ۸۲: حدثنا یحیی... ما ترون فیمن غلبه الدم من رعاف فلم ینقطع... ان یومی برأسه ایماء.

مفہوم: یحیی بن سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے نکسیر پھوٹنے کی صورت میں جو بند نہ ہوتا ہو، فرمایا کہ میرے نزدیک وہ اشارہ سے نماز پڑھ لے۔

خون نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے یا نہیں

(۱) احناف و حنابلہ کے نزدیک منہ بھر کر تے اور بہنے والا خون ناقض وضو ہے خواہ سبیلین سے ہو یا غیر سبیلین سے (۲) مالکیہ اور شوافع کے نزدیک بہنے والا خون صرف سبیلین سے خارج ہونے کی صورت میں ناقض ہے۔

شوافع اور مالکیہ کا قاعدہ کلیہ

مالکیہ کے نزدیک اس نجاست کا خروج ناقض وضو ہوتا ہے جو خود بھی معتاد ہو اور مخرج بھی معتاد ہو لہذا قے اور رعاف ناقض وضو نہیں۔ اسی طرح شافعیہ کے نزدیک مخرج کا معتاد ہونا ضروری ہے خارج کا معتاد ہونا ضروری نہیں ہے۔ (معارف ار۳۰۶ عون ار۲۳۹)

دلائل احناف

(۱) پہلی دلیل: امام ترمذی نے "باب الوضوء من القیء والرعاف" کے ذیل میں حدیث ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نقل کی ہے ان رسول الله ﷺ قاء فتوضأ فلقیت ثوبان فی مسجد دمشق فذکرت ذلک له فقال صدق (معارف ۳۰۲/۱) (۲) دوسری دلیل: حضرت سہارنپوری نے دس احادیث احناف کا مستدل ذکر فرمائی ہیں اور کافی آثار بھی نقل کئے ہیں ان احادیث میں سے ایک مذکور ہے عن علی رضی اللہ عنہ قال: "اذا وجد احدکم فی بطنه رزا او قیا او رعافا فلینصرف فلیتوضأ ثم لیبن علی صلوته ما لم یتکلم" (بذل ۱۲۲/۱)

دلائل شوافع و مالکیہ

(۱) پہلی دلیل حدیث جابر رضی اللہ عنہ (حدیث الباب) تیر لگا اور خون بھی نکلا لیکن انہوں نے نماز جاری رکھی۔

امام خطابی کا منصفانہ کلام

امام خطابی لکھتے ہیں کہ سب سے زیادہ بہترین قول ان کا ہے جو سیلان الدم من غیر السبیلین ینقض الوضوء کے قائل ہیں۔ خون کا بہنا اگرچہ تھوڑا ہی ہو امام شافعی کے نزدیک بھی ناقض وضو ہے۔ بعض شوافع کا یہ قول کہ خون دھار کی صورت میں نکلا نہ جسم پر

مگر انہ کپڑوں پر لگا یہ ناممکن بات ہے (کذلک فھو امر عجب) (معالم ۱/۶۱)

جواب نمبر۲: یہ حدیث ضعیف ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس کو صیغہ تمریض کیساتھ ذکر کیا ہے اس کے علاوہ یہ فعلِ صحابی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ان کا مذہب ہو یا ان کو حکم کا علم نہ ہو یا علم تو ہو لیکن اشتغال ولذت تلاوت ونماز میں پتہ ہی نہ چلا ہو یا غلبہ حال کی کیفیت ہو جو حجت نہیں ہوتا۔ (بذل ۱/۱۲۱)

جواب نمبر۳: سرکار دو عالم ﷺ نے نہ تو حکم دیا نہ سرور کونین ﷺ کے علم میں تھا یہ صحابی کا اپنا اجتہاد تھا جو حجت نہیں بن سکتا (بذل) (۲) دوسری دلیل: صاحب عون المعبودؒ نے دی ہے کہ حضرت سعد ؓ کا خندق والے دن مسجد میں خون نکلنا ثابت ہے۔

جواب: حضرت سعد ؓ اس وقت معذور تھے (۳) تیسری دلیل: صاحب العونؒ نے دی ہے کہ حضرت عمر ؓ نے زخمی ہونے کے باوجود نماز پڑھی۔

جواب: حضرت عمر ؓ اس وقت معذور تھے۔ (عون ۱/۲۳۲)

نوٹ: امام بخاریؒ نے مختلف آثار نقل فرمائے ہیں اس کا جواب ہم دیتے ہیں "مرفوع احادیث کے مقابلے میں آثار صحابہ حجت نہیں ہیں۔

ناقضِ وضو خون کی تفصیل

صاحب عون المعبودؒ نے حدیث الباب سے یہ استدلال کیا ہے کہ بہنے والا اور نہ بہنے والا دونوں خون ناقض ہیں البتہ زخموں کا خون غیر ناقض ہے۔ (عون ۱/۲۳۱) یہ بات طے شدہ ہے کہ زیادہ خون سب کے نزدیک نجس ہے البتہ قلیل وکثیر میں اختلاف ہے احنافؒ وحنابلہؒ کے نزدیک ہر بہنے والا خون ناقض وضو ہے۔ صاحب اعلاء السننؒ نے "بـاب الـوضـوء مـن الـرعـاف والـقـئ.... والدم السائل" کے تحت پندرہ احادیث (۹۰ سے ۱۰۵ تک) وآثار جمع فرمائے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خون وقے ناقض وضو ہے ان میں سے ایک حدیث مذکور ہے عن ابی سعید الخدری ؓ قال: قال رسول الله ﷺ "اذا قاء أحدكم أو رعف وهو في الصلاة او أحدث فلينصرف فليتوضأ ثم ليجيء فليبن على ما مضى" (اعلاء السنن باب الوضوء من الرعاف.... حدیث نمبر۹۴) شوافعؒ کے نزدیک ہتھیلی کے بقدر معاف ہے مالکیہؒ کے نزدیک درہم کی مقدار معاف ہے" واللہ اعلم (حاشیہ بذل ۱۲۱)

نوٹ: "شوافعؒ ومالکیہؒ" نے حدیث الباب کے تحت جو استدلال کیا ہے یہ مناسب نہیں کیونکہ یہاں افضل البشر ﷺ کی تقریر ثابت نہیں۔

احنافؒ کی وجوہ ترجیح

احنافؒ کے دلائل مثبت ہے اور ان کے دلائل نافی ہے اور تعارض کے وقت مثبت کو نفی پر ترجیح ہوتی ہیں (۲) احناف کے دلائل محرم ہیں اور ان کے مبیح اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے (۳) احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مذہب حنفی راجح ہو۔

باب الوضوء من المذی

حدیث نمبر ۸۳: حدثنا المقداد... اذا وجد ذلك احدكم فلينضح فرجه بالماء وليتوضأ وضوئه للصلوة.

مفہوم: حضرت مقداد بن اسود ؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی ؓ نے ان کو سید الکونین ﷺ سے مذی کے متعلق پوچھنے کیلئے بھیجا جب بیوی کے ساتھ قربت کی وجہ نکل جاتا ہے۔ حضرت علی ؓ داماد ہونے کی وجہ سے شرمارہے تھے۔ حضرت مقداد ؓ کے پوچھنے پر سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو مذی آئے تو پانی سے اپنے ذکر کو دھوڑالو اور نماز کے وضو کی طرح، وضو کرو۔

حدیث نمبر ۸۴: حدثنا اسلم.. فاذا وجد ذلك احدكم فليغسل ذكره وليتوضأ وضوئه للصلوة يعني المذي.

حدیث نمبر ۸۵: حدثنا جندب... اذا وجدته فاغسل فرجك وتوضأ وضوئك للصلوة.

منی کا مطلب

سفید مائل گاڑھی غلیظ رینٹ کی شکل کی ہوتی ہے جو دفورِ شہوت کے وقت جوش سے نکلتی ہے۔

مذی کا مطلب

یہ بیوی سے چھیڑ چھاڑ کرتے وقت نکلتی ہے اور پانی کی طرح لیس دار ہوتی ہے یہ خروج منی سے پہلے نکلتی ہے۔

ودی کا مطلب

طبعی امراض وعوارض کی بناء پر عام طور پر پیشاب سے پہلے یا بعد میں نکلتی ہے۔ (معارف ۱/۳۷۶)

مذی کا حکم

(۱) فرقہ امامیہ کے نزدیک مذی پاک ہے (۲) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک مذی ناپاک ہے۔

مذی کی تطہیر میں مذاہب

(۱) حنابلہؒ کے نزدیک صرف چھینٹے مارنے سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

(۲) مالکیہؒ وشوافعؒ کے نزدیک پانی سے دھونا ضروری ہے۔

(۳) احنافؒ کے نزدیک پانی اور ڈھیلے دونوں سے طہارت حاصل ہو سکتی ہے چھینٹے مارنا کافی نہیں ہے۔

عضو کہاں تک دھونا چاہئے

(۱) مالکیہؒ کے نزدیک پورے ذکر کا دھونا ضروری ہے (۲) حنابلہؒ وامام اوزاعیؒ کے نزدیک ذکر اور خصیتین کا دھونا ضروری ہے (۳) حنفیہؒ وشافعیہؒ کے نزدیک صرف موضع نجاست دھونا ضروری ہے اس سے زائد دھونا ضروری نہیں (معارف ۱/۳۷۹) سب کے دلائل آگے اسی باب کے تحت آرہے ہیں لیکن ترجیحات سب کی الگ الگ ہیں۔

حیوان کی منی کا حکم

(۱) احنافؒ ومالکیہؒ کے نزدیک "تمام حیوانوں کی منی ناپاک ہے" (۲) شافعیہؒ وحنابلہؒ کا اس بارے میں ایک قول پاکی اور ایک ناپاکی کا ہے۔

انسان کی منی کا حکم

شافعیہؒ وحنابلہؒ وظاہریہؒ کے نزدیک انسان کی منی پاک ہے ان کے نزدیک ناک کے رینٹ کے حکم میں ہے۔

(معارف ۱/۳۸۵)(۲) حنفیہؒ و مالکیہؒ کے نزدیک انسان کی منی ناپاک ہے۔ (طحاوی شریف ۱/۴۹)

اگر منی کپڑے کو لگ جائے تو؟

(۱) تو فریق اول کے نزدیک اس کو نظافت کیلئے دھوئیں گے نجاست کی وجہ سے نہیں کیونکہ یہ پاک ہے (۲) اور فریق ثانی کے نزدیک نجاست کی وجہ سے اس کا دھونا ضروری ہے۔ مالکیہؒ کے نزدیک چھینٹوں پر بھی اکتفاء کیا جاسکتا ہے۔ احنافؒ کے نزدیک یابس ہے تو فرک اور اگر رطب ہے تو غسل ضروری ہے۔ (طحاوی ۱/۴۹، معارف ۱/۳۸۴)

دلائل فریق اول

(۱) حدیث ابن عباس "سئل النبی ﷺ عن المنی یصیب الثوب قال انما هو بمنزلة المخاط أو البزاق انما یکفیك ان تمسحه...." اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا رفع وہم ہے (معارف ۱/۳۸۵) (۲) فقالت عائشه رضی الله عنها لقد رایتنی و ما ازید علی ان افرکه من ثوب رسول الله ﷺ (طحاوی ۱/۴۸)

ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ:..... کپڑے دو قسم کے تھے ایک صلوۃ کے لئے اور ایک نوم کیلئے "سونے کے کپڑے سے منی کا کھرچنا ثابت ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اس میں سونا جائز ہے۔ (طحاوی شریف ۱/۴۹)

نوٹ: صاحب عونؒ نے امام شافعیؒ کا مسلک "لا یجزئی الا الغسل" لکھا ہے البتہ امام احمدؒ کے نزدیک صرف نضح چھینٹے مارنے کا لکھا ہے (عون ۱/۱۴۸)

مالکیہؒ و احنافؒ کے دلائل

(۱) عن ابی هریرةؓ قال فی المنی یصیب الثوب "ان رایته فاغسله و الا فاغسل الثوب کله (طحاوی ۱/۴۱) (۲) سئل انس ابن مالك رضی الله عنه عن قطیفة اصابتها جنابة لا یدری این موضعها قال اغسلها (اعلاء السنن ۳۷۶) (۳) حدیث عائشه رضی الله عنها "کنت افرك المنی من ثوب رسول الله ﷺ اذا کان یابسا و اغسله اذا کان رطبا (معارف ۱/۳۸۴)

احنافؒ کی وجوہ ترجیح

"مؤید بالأحادیث و الأیات" احنافؒ کا مسلک گیارہ احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے کہ منی نجس ہے اور قرآن کی دو آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں (۲) قرین قیاس: عقل و قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ منی نجس ہونی چاہئے کیونکہ جب مذی اور ودی نجس ہے اور ان سے وضو واجب ہوتا ہے۔ تو منی کو تو بطریق اولیٰ نجس ہونا چاہئے کیونکہ اس سے وضو کے ساتھ غسل بھی واجب ہوتا ہے۔

باب الرخصة فی ترك الوضوء من الودی

حدیث نمبر ۸۲: حدثنا یحیی... لاجد البلل و انا اصلی فانصرف فقال سعید لو سال... حتی اقضی صلوتی.

مفہوم: یحیٰی بن سعیدؒ سے مروی ہے کہ حضرت سعید بن المسیبؒ سے ایک شخص نے پوچھا کہ مجھے نماز میں تری معلوم ہوتی ہے کیا میں نماز کو توڑ دوں؟ حضرت سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ اگر وہ میری ران تک نہ بہے تو میں نماز کو مکمل کروں گا۔

حدیث نمبر ۸۷: حدثنا الصلت... اجده فقال انضح ما تحت ثوبك واله عنه.

مفہوم: صلت بن زبیدؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں تری پاتا ہوں تو فرمایا کہ اپنے تہبند پر پانی چھڑک لو اور اس کی فکر مت کرو۔

باب الوضوء من مس الفرج

حدیث نمبر ۸۸: حدثنا عبدالله... اذا مس احدكم ذكره فليتوضأ.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے پاس وضوکو توڑنے والی اشیاء کا ذکر کیا تو مروان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شرمگاہ کو چھونے سے وضو لازم آتا ہے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو مروان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بسرہ بنت صفوان نے مجھے خبر دی کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ ذکر کو چھونے سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۸۹: حدثنا مصعب... لعلك مسست ذكرك قال قلت نعم قال قم فتوضأ... فتوضأت ثم رجعت.

حدیث نمبر ۹۰: حدثنا نافع... اذا مس احدكم ذكره فقد وجب عليه الوضوء.

حدیث نمبر ۹۱: حدثنا عروة... من مس ذكره فقد وجب عليه الوضوء.

حدیث نمبر ۹۲: حدثنا سالم... يغتسل ثم يتوضأ ابي عبدالله بن عمر يغتسل ثم يتوضأ... ذكري فاتوضأ.

مفہوم: حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو غسل کرنے کے بعد وضو کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے پوچھا ابا جان غسل کافی نہیں تھا کہ آپ وضو کر رہے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعض اوقات میں غسل کے بعد شرمگاہ کو چھو لیتا ہوں اس لئے وضو کرتا ہوں۔

حدیث نمبر ۹۳: حدثنا سالم... ان طلعت الشمس توضأ ثم صلى قال فقلت له ان... وعدت لصلوتي.

مفہوم: حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں ساتھ تھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے طلوع آفتاب کے بعد وضو کر کے نماز پڑھی۔ میں نے عرض کیا یہ کیسی نماز ہے؟ فرمایا کہ دراصل آج میں نے وضو کرنے کے بعد ذکر کو چھویا تھا تو میں وضو بنانا بھول گیا اور فجر کی نماز پڑھی اسلئے اب وضو کر کے دوبارہ پڑھ رہا ہوں۔

مسِ ذکر سے وضو میں اختلاف

(۱) امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام مالکؒ کے نزدیک مسِ ذکر سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان کی طرف سے مطلقاً نقض کے بھی اقوال ہیں اور شرائط کیساتھ بھی اقوال ہیں مثلاً باطن کف سے پکڑنا، بغیر حائل کے پکڑنا یا لذت سے پکڑنا (۲) امام اعظمؒ کے نزدیک مسِ ذکر سے وضو واجب نہیں ہے۔

دلائلِ جمہورؒ

(۱) حدیث الباب جمہورؒ کی مستدل ہے۔ دوسری دلیل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے جسے امام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے (انکے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی وضو کا قائل نہیں ہے)۔ (طحاوی ص ۵۷) تیسری دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث "ان رسول الله ﷺ قال: من افضى بيده الى ذكره ليس دونه ستر فقد وجب عليه الوضوء" (مجمع الزوائد ص ۲۴۵)

احناف ؒ کی طرف سے مذکورہ احادیث کے جوابات

(۱) امام طحاویؒ نے فرمایا: ایک بات یہ ہے کہ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی صحبت حضور اکرم ﷺ کے ساتھ کم رہی ہے۔ دوسری بات: یہ ہے کہ پورے ذخیرہ احادیث میں حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں صرف ایک روایت ملتی ہے حالانکہ عموم بلوی کی وجہ سے اس کے راوی کثیر ہونے چاہئے نہ کہ قلیل کیونکہ طہارت سے متعلق یہ نہایت اہم مسئلہ ہے جو ہر ایک کو پیش آتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ محدثین نے اس روایت کو کمزور قرار دیا ہے۔ مثلاً حضرت ربیعہؒ فرماتے ہیں' خون اور حیض میں انگلی ڈالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جو عضو پاک ہے (ذکر) اسکو پکڑنے سے وضو کیسے ٹوٹے گا' چوتھی بات یہ ہے کہ حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے اصحاب کو اس بات پر متفق پایا کہ مس ذکر ناقض وضو نہیں ہے (طحاوی ۱؍۵۵)

صاحب معارف السننؒ نے اس حدیث کے ذیل میں ایک مناظرہ نقل فرمایا'' ابن معینؒ علی بن مدینیؒ، امام علی بن موسیٰؒ اور احمد بن حنبلؒ کے درمیان جس سے واضح ہوتا ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے۔ (معارف السنن ۱؍۲۹۸)

فتاویٰ صحابہ رضی اللہ عنہم

رہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ تو اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فتویٰ انکے خلاف ہے جیسے حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ منقول ہیں۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید اور انکے فتاویٰ پر عمل لازم ہوگا (طحاوی ۱؍۵۵) حضرت بنوریؒ نے سات صحابہ کرام کے فتاویٰ نقل فرمائے ہیں جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے خلاف ہیں (معارف ۱؍۲۹۹) جمہورؒ کی تیسری دلیل حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے اور وہ ضعیف اور استحباب پر محمول ہے۔ (بذل ۱؍۱۱۰)

دلائلِ احنافؒ اور ان کی وجوہِ ترجیح

پہلی وجہ: اسی باب کی دوسری حدیث حضرت طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو کہ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے زیادہ قوی ہے۔

دوسری وجہ: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام کے فتاویٰ جو کہ امام طحاویؒ اور صاحب معارفؒ نے ذکر فرمائے ہیں اور جن کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ کا تعامل بھی عدم نقض پر ہی رہا ہے۔

تیسری وجہ: حضرت طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مبہم ہے کیونکہ اس میں بہت سی قیود لگائی گئی ہیں اور بعض اوقات قیود کو مطلقاً کہا گیا جو کہ صاحب معارف السننؒ نے بیان کی ہیں (معارف ۱؍۲۹۵)

چوتھی وجہ: حضرت ربیعہؒ کا تبصرہ جو کہ امام طحاویؒ نے ذکر فرمایا۔ کہ جب خون اور حیض میں انگلی ڈالنے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو ذکر تو پاک ہے اس کو ہاتھ لگانے سے وضو کیسے ٹوٹے گا؟ (طحاوی ۱؍۵۵)

پانچویں وجہ: صاحب اعلاء السننؒ نے ''باب مس الذکر غیر ناقض'' کے تحت دس روایات (۳۱ سے ۴۰ تک) ذکر کی ہیں اور ثابت کیا ہے کہ مس ذکر غیر ناقض ہے ان میں سے ایک ذکر کی جاتی ہے عن طلق بن علي "قال: قال رجل مسست ذكري او قال الرجل يمسّ ذكره في الصلوة أعليه وضوء؟ فقال النبي ﷺ "لا انما هو بضعة منك" (اعلاء حدیث نمبر ۳۱)

چھٹی وجہ: صاحب اعلاء السننؒ نے فرمایا حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کرنے والے حضرات زیادتی بھی ذکر

کرتے ہیں جو طبرانی میں ہے کہ جو چڈوں کو چھوئے تو وہ بھی وضو کرے" (مجمع الزوائد، اعلاء السنن) حالانکہ اس زیادتی پر تو جمہورؒ بھی عمل نہیں کرتے اس صورت میں اس سے احتجاج ساقط ہوگا اور اس حدیث میں تاویل ہوگی اور کچھ نہیں تو یہ نسخ یا استحباب پر محمول ہوگی۔

باب الوضوء من قبلة الرجل امرأته

حدیث نمبر ۹۴: حدثنا عمر... قبلة الرجل امرأته وجسها بيده من الملامسة من قبل... فعليه الوضوء.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ مرد کا اپنی عورت سے بوسہ لینا اور اس کو اپنے ہاتھ سے چھونا ملامست میں داخل ہے تو جو شخص اپنی عورت کا بوسہ لے یا اس کو ہاتھ سے چھوئے تو وہ شخص وضو کرے۔

حدیث نمبر ۹۵: حدثنا مالك... من قبلة الرجل امرأته الوضوء.

حدیث نمبر ۹۶: حدثنا شهاب... كان يقول من قبلة الرجل امرأته الوضوء.

مس مرأۃ سے نقض وضو ہوگا یا نہیں؟

(۱) جمہورؒ کے نزدیک مس مرأۃ ناقض وضو ہے (۲) احنافؒ کے نزدیک غیر ناقض ہے البتہ شافعیہؒ نے اس بارے میں کچھ شرائط رکھی ہیں مثلاً یہ کہ غیر محرم ہو، لذت سے چھوا ہو، کوئی کپڑا حائل نہ ہو اور بعض اوقات مطلقاً بغیر شرائط کے مس مرأۃ کو ناقض وضو مانتے ہیں بہرحال شوافعؒ کے اس بارے میں اقوال مضطرب ہیں لیکن اصل قول جمہورؒ کے ساتھ نقض وضو کا ہے۔ (معارف ۱/۲۰۱)

دلائلِ جمہورؒ

(۱) قوله تعالى او لمستم النساء فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيداً طيباً اس میں دوسری قرأت "لمستم النساء" لمس کے حقیقی معنی چھونے کے ہیں، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابن عمرؓ سے یہی تفسیر مروی ہے لہٰذا مس مرأۃ ناقض وضو ہے (۲) حضرت معاذؓ کی مرفوع حدیث "ایک شخص نے اجنبیہ عورت سے بدون جماع کے مس وغیرہ کیا، پھر نبی کریم ﷺ کے سامنے ندامت کا اظہار کیا تو آیت اتری "اقم الصلوة طرفي النهار" (هود) فامره النبي ﷺ ان يتوضأ ويصلي (۳) حدیث حضرت فاروق اعظمؓ "القبلة من اللمس و توضؤوا منها" (بیہقی، بذل ۱/۱۰۷)

مندرجہ بالا دلائلِ جمہورؒ کے جوابات

(۱) اس آیت کے بارے میں امام جریر طبریؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جماع ہے (ملامسہ سے مراد فریقین ہی ہیں کیونکہ ملامسہ مفاعلہ سے ہے اور یہ صورت مجامعت یعنی جماع میں بنتی ہے) کیونکہ نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا بوسہ لیا پھر نماز پڑھی لیکن وضو نہیں کیا۔ نیز حضرت ابن عباسؓ نے بھی اس سے جماع مراد لیا ہے (اعلاء السنن ۱/۱۲۳)

دوسری بات یہ کہ آپ نے ملامسہ سے لمس حقیقی معنی مراد لیا ہے حالانکہ ملامسہ باب مفاعلہ سے ہے جو طرفین کی مشارکت چاہتا ہے اور یہ مشارکت صرف جماع میں ہی پائی جاتی ہے لہٰذا اس بارے میں حضرت ترجمان القرآن ابن عباسؓ کی تفسیر ہی راجح ہوگی۔

(۲) حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کا جواب

حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کا جواب خود امام ترمذیؒ نے دیا ہے کہ "لیس اسنادہ بمتصل و عبد الرحمن لم یسمع من معاذ رضی اللہ عنہ (ترمذی ۱۳۹:۲) اور اقم الصلوۃ ..... والی آیت کے شان نزول کے واقعے کا جواب یہ ہے کہ اصل یہ ہے کہ صلوۃ میں یہ وضو ازالہ حدث کیلئے نہیں بلکہ کفارہ سیئات کیلئے تھا" لأن الحسنات یذهبن السیئات."

امام مسلمؒ نے یہاں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ "قال قال رسول اللہ ﷺ من توضأ فأحسن الوضوء خرجت خطاياه من جسده حتى تخرج من تحت أظفاره" جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو سے گناہ معاف ہوتے ہیں (فتح الملہم ۲/۴۹۳، ۲۶۶)

امام غزالیؒ نے نو احادیث نقل فرمائی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گناہ معاف اور درجات بلند ہوتے ہیں ان میں سے ایک مذکور ہے "ألا أنبئكم بما يكفر الله به الخطايا و يرفع به الدرجات اسباغ الوضوء في المكاره ونقل الأقدام الى المساجد وانتظار الصلوة بعد الصلوة فذلكم الرباط" (مسلم، احیاء العلوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کا جواب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کا جواب یہ دیتے ہیں کہ موقوف آثار مرفوع اور صحیح احادیث کے مقابلہ میں مرجوح ہیں یعنی حجت نہیں بن سکتے۔ (بذل ۱/۷، ۱۰۷، معارف ۱/۳۰۱)

دلائلِ احناف

(۱) امام ابوداؤدؒ کی مذکورہ تینوں روایات احنافؒ کا مستدل ہیں (۲) صاحب اعلاء السنن نے "دس احادیث ذکر فرمائی ہیں (حدیث نمبر ۱۲۰ سے ۱۳۰ تک) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے پھر نہ روزہ توڑتے اور نہ وضو کرتے (اعلاء، حدیث نمبر ۱۳۰) اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سات روایات نقل فرمائی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لمس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ امام نسائیؒ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث سے اچھی کوئی حدیث نہیں ملی۔

نوٹ: حدیث نمبر ۱۲۸ میں بھی یہی مضمون ہے، جو مسلک احناف کی صریح نص ہے مثلاً "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول پہنچا کہ بوسہ ناقض وضو ہے تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں بوسہ لیتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے۔ (اعلاء السنن حدیث نمبر ۱۲۸)

فائدہ: صاحب اعلاء السنن کی مذکورہ دس احادیث میں عدم وضو ثابت ہوتا ہے البتہ وہ روایات جس میں عورت کو چھونے کے بعد وضو کا ذکر ہے یا تو موقوف ہیں۔ اور مرفوع صحیح احادیث کے مقابلے میں مرجوح ہیں۔ اور بعض مرفوع روایات میں بھی احتمالات کثیرہ ہیں ان کی وجہ سے یہ قابل استدلال نہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ وضو تبرک یا مندوب پر محمول ہیں۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ آپ کی عام عادت یہی تھی کہ ہر نماز کیلئے وضو فرماتے تھے تو جن احادیث میں ترک وضو کا ذکر ہے اس میں سوائے یہ بتانے کے کہ مس مرأۃ ناقض وضو نہیں اور کیا ہو سکتا ہے؟

باب العمل فی غسل الجنابة

حدیث نمبر ۹۷: حدثنا عائشة... اذااغتسل من الجنابة بدأ بغسل یدیه ثم توضأ... الماء علی جلده کله.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ جب غسلِ جنابت کرتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر وضو کرتے جیسا کہ نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے پھر پانی میں اپنی انگلیاں ڈال کر بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے پھر اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی بھر کر ڈالتے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاتے۔

حدیث نمبر ۹۸: حدثنا عائشة... کان یغتسل من اناء هو الفرق من الجنابة.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ اس برتن سے غسل جنابت کرتے تھے کہ جس میں تین صاع پانی آتا۔

حدیث نمبر ۹۹: حدثنا نافع... اذا اغتسل من الجنابة بدأ فافرغ علی یده الیمنی... وافاض علیه الماء.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ غسلِ جنابت کرتے تو سب سے پہلے اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے، اس کے بعد اپنی شرمگاہ دھوتے، پھر کلی کرتے، ناک میں پانی ڈالتے اور منہ دھوتے اور آنکھوں کے اندر پانی ڈالتے، پھر بایاں ہاتھ دھوتے، پھر سر دھوتے پھر تمام بدن پر پانی ڈال کر غسل کرتے۔

حدیث نمبر ۱۰۰: حدثنا مالك... لتحفن علی رأسها ثلاث حفنات ولتضغث رأسها بیدیها.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ عورت غسلِ جنابت کس طرح کرے؟ فرمایا کہ اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو پانی بھر بھر کر ڈالے اور اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ملے۔

غسل کی شرعی تعریف

آبِ طہور کا تمام بدن پر ایک خاص طریقے سے استعمال کرنا۔

موجباتِ غسل

صاحب الفقہؒ موجباتِ غسل پانچ لکھتے ہیں (۱) کسی کافر کا مسلمان ہونا جب وہ حالت جنابت میں ہو ورنہ مستحب ہے (۲) مسلمان بندے کا فوت ہونا البتہ شہید کا حکم وجوبی نہیں ہے (۳) حیض یا نفاس کا خون آنا (۴) احتلام ہونا جبکہ بیداری میں تری بھی دیکھے (۵) عضو مخصوص کا قبل یا دبر میں داخل ہونا مزید تفصیل اور اختلافات "الفقہ الاربعہ" میں دیکھئے (الفقہ الاربعہ/۱۲۲)

غسل کے فرائض کے بارے میں اختلافِ فقہاء

(۱) احنافؒ کے نزدیک غسل کے تین فرائض ہیں (۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی داخل کرنا (۳) تمام بدن پر پانی بہانا۔

(۲) مالکیہؒ کے نزدیک غسل کے پانچ فرائض ہیں (۱) نیت کرنا (۲) تمام جسم پانی بہانا (۳) پانی بہاتے ہوئے سارے جسم کو ملنا (۴) موالاۃ (۵) تمام جسم کے بالوں کا پانی کے ساتھ خلال کرنا۔

(۳) شافعیہؒ کے نزدیک غسل کے فرائض دو ہیں: (۱) نیت کرنا (۲) تمام بدن پر پانی بہانا (۴) حنابلہؒ کے نزدیک غسل میں ایک فرض ہے: تمام بدن پر پانی بہانا۔ (الفقہ الاربعہ/۱۲۸)

فأفيض على راسي ثلثا؟

غسل میں تین بار پانی بہانا سنت ہے۔ اور دوسرے اعضاء کو سر پر قیاس کر کے تین بار دھونا سنت اور مندوب ہے (بذل ۱/۱۴۷)

علامہ سندھیؒ کا استدلال

علامہ سندھیؒ نے لکھا ہے کہ ثلثا سے تین بار دھونا مراد نہیں ہے بلکہ سارے بدن کا استیعاب مراد ہے (بذل ۱/۱۴۷)

غسل میں پاؤں دھونا

(۱) مالکیہؒ کے نزدیک "اگر جگہ گندی اور غیر نظیف ہو تو غسل کے بعد پاؤں دھونا مستحب ہے (۲) احنافؒ کے نزدیک" پانی نکلنے اور بہنے کی جگہ ہو تو غسل سے پہلے وضو میں پاؤں دھوئیں۔ اگر بہنے یا نکلنے کی جگہ نہ ہو تو بعد میں دھوئے (۳) شافعیہؒ کے نزدیک غسل سے پہلے دھونا ہی مستحب ہے۔ (بذل ۱/۱۵۰)

نبی کریم ﷺ پاؤں کس وقت دھوتے

حدیث میں غسل سے پہلے اور بعد میں دونوں ثابت ہے۔ صاحب بذلؒ نے فرمایا کہ پہلے پاؤں وضو میں دھوتے تھے بعد میں نظافت وصفائی اور مٹی و کیچڑ وغیرہ کیلئے پاؤں دھوتے تھے۔ (بذل ۱/۱۴۸)

تولئے کا استعمال

(۱) احنافؒ کے نزدیک تولئے کا استعمال مستحب ہے۔ تولئے کے استعمال کے بارے میں احادیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن فضائل میں احادیث ضعیفہ پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے (۲) مالکیہؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔ دلیل حدیث قیس بن سعد (۳) امام نخعیؒ نے فرمایا تولئے کے استعمال میں حرج نہیں ہے لیکن مستقل عادت بنانا اچھا نہیں ہے۔ (بذل ۱/۱۵۰)

باب واجب الغسل اذا التقى الختانان

حدیث نمبر ۱۰۱: حدثنا سعيد... اذا مس الختان الختان فقد وجب الغسل.

مفہوم: سعید بن المسیب ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب ؓ، حضرت عثمان بن عفان ؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا یہی قول تھا کہ جب مرد اور عورت کے ختانین آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۲: حدثنا سلمة... ما يوجب الغسل فقالت هل تدري ما مثلك... فقد وجب الغسل.

حدیث نمبر ۱۰۳: حدثنا سعيد... اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل فقال... هذا احدا بعدك ابدا.

مفہوم: سعید بن المسیب ؓ سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری ؓ حضرت عائشہ ؓ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ مجھے ایک مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف بہت گراں گزرا لیکن اس کو بیان کرنے سے شرماتا ہوں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ وہ کیا مسئلہ ہے جس کو تو اپنی ماں سے بیان نہیں کر سکتا؟ عرض کیا کہ اگر کوئی شخص بیوی کے ساتھ جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ ختنہ ختنے سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ ؓ نے کہا کہ آپ کے بعد میں یہ مسئلہ کسی سے نہیں پوچھوں گا۔

حدیث نمبر ۱۰۴: حدثنا عبد الله... كان لا يرى الغسل فقال زيد ان ابى بن كعب... قبل ان يموت.

مفہوم: حضرت محمود بن لبید انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بیوی کے ساتھ جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے؟ فرمایا کہ اس پر غسل واجب ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس صورت میں عدم غسل کے قائل تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے آخری عمر اس سے رجوع کر لیا تھا۔

حدیث نمبر ۱۰۵: حدثنا نافع . . . اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل۔

ختانان کے ملنے سے غسل کا وجوب؟

(۱) جمہورؒ کے نزدیک ختان کے ملنے پر غسل واجب ہے (۲) داؤد ظاہریؒ کے نزدیک انزال کے بعد غسل واجب ہوگا۔

ظاہریہ کے جوابات اور دلائل

شروع میں یہ رخصت تھی پھر یہ منسوخ ہوگئی۔ ایک دفعہ انصار اور مہاجرین بحث کر رہے تھے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کروایا تو انہوں نے فرمایا "اذا التقی الختان الختان فقد وجب الغسل" اب اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو چکا ہے اور اجازت کا واقعہ ابتدائے اسلام پر محمول ہے ذلک رخصة تسهيلا و توفيقا بهم لقلة الثياب و شدة البرد (بذل ۱/۱۳۳) "اذا التقى الختان" شروع دور میں لوگ احکام سے واقف نہیں تھے اور ایمان میں بھی کمزور اور قلیل الاستقامت تھے تو ان کیلئے تخفیف کا حکم تھا (عون ۱/۲۵۰) ابن رسلانؒ فرماتے ہیں کہ: شروع دور میں کپڑوں کی قلت تھی اور لوگ ننگے سوتے تھے جس کی وجہ سے مباشرت کی نوبت زیادہ آتی تو غسل بھی زیادہ کرنا پڑتا تھا۔ تو اس وقت "انما الماء من الماء" کا حکم تھا کہ ہر وقت غسل کرنا ضروری نہیں بلکہ اس وقت ضروری ہے جب انزال ہو جائے۔ پھر جب حالات تبدیل ہو گئے اور وسعت پیدا ہوگئی اور کپڑے دستیاب ہونے لگے تو لوگ کپڑوں میں سونے لگے تو مباشرت کی نوبت کم آتی تھی تو پھر "اذا التقى الختان الختان وجب الغسل" کا حکم فرمایا (حاشیہ بذل ۱/۱۳۳) الماء من الماء؟ والی حدیث منسوخ ہے۔ اب اس بات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا ہے کہ بغیر انزال کے اگر صرف غیبوبت حشفہ ہو جائے تو غسل واجب ہے۔

نوٹ: اگر بغیر فرج کے مباشرت ہو تو پھر انزال کے بعد غسل ہوگا پہلے نہیں (عون ۱/۲۵۰) "عن عائشة رضي الله عنها كان قبل فتح مكة ثم اغتسل بعد ذلك . . . فهذا نص في النسخ۔ (حاشیہ بذل ۱/۱۳۳)

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو بھی "الماء من الماء" کے قائل تھے اس سے ان کا رجوع ثابت ہے۔ (عون ۱/۲۵۲)

باب وضوء الجنب اذا أراد ان ينام . . . قبل ان يغتسل

حدیث نمبر ۱۰۶: حدثنا عبدالله . . . توضا واغسل ذكرك ثم نم.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سید الکونین ﷺ سے پوچھا کہ مجھے غسل جنابت کی حاجت پڑتی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اپنا ذکر دھو کر وضو کرو اور اس کے بعد سو جاؤ۔

حدیث نمبر ۱۰۷: حدثنا عائشة . . . اذا اصاب احدكم المرأة ثم اراد ينام قبل ان . . . وضوئه للصلوة.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ جماع کرے اور بغیر غسل کے سونا چاہے تو اس کو چاہیے کہ وضو کر کے سو جائے۔

حدیث نمبر ۱۰۸: حدثنا نافع... اذا اراد ان ينام او يطعم وهو جنب غسل وجهه... ثم طعم او نام۔

مفہوم: حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حالت جنابت میں سونے یا کھانے کا ارادہ کرتے تو منہ دھوتے پھر دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوتے اور سر کا مسح کرتے اس کے بعد کھانا کھاتے یا سو جاتے۔

باب اعادة الجنب الصلوة.. ولم يذكر وغسله ثوبه

حدیث نمبر ۱۰۹: حدثنا عطاء... كبر في صلوة في الصلوات ثم اشار اليهم بيده... وعلى جلده اثر الماء۔

مفہوم: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے نماز کیلئے تکبیر کہی پھر مقتدیوں کو اپنے ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا اور خود گھر تشریف لے گئے۔ جب واپس لوٹ کر آئے تو آپ کے بدن پر پانی کا نشان تھا۔

حدیث نمبر ۱۱۰: حدثنا زبيد... فاذا هو قد احتلم وصلى ولم يغتسل فقال والله... ارتفاع الضحى متمكنا۔

مفہوم: حضرت زبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقام جرف کی طرف نکلا۔ نماز پڑھنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کپڑوں پر احتلام کا نشان پایا تو فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے اس کے بارے میں علم نہیں تھا، چنانچہ انہوں نے غسل کیا مرئی نجاست کو دھویا اور غیر مرئی پر پانی چھڑک دیا پھر سورج بلند ہونے پر اقامت یا اذان کہہ کر اطمینان سے نماز پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۱۱: حدثنا سليمان... امر الناس فاغتسل وغسل ما رای في ثوبه... بعد ان طلعت الشمس۔

حدیث نمبر ۱۱۲: حدثنا سليمان... انا لما اصبنا الودك لانت العروق فاغتسل... ثوبه وعاد لصلوته۔

حدیث نمبر ۱۱۳: حدثنا يحيى... كاد ان يصبح فلم يجد مع الركب ماء فركب... ما رأيت وانضح ما لم ار۔

مفہوم: یحیٰ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کئی شتر سواروں میں جن میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے عمرہ کیا۔ راستے میں ایک جگہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پانی کے قریب پڑاؤ ڈالا۔ صبح ہونے کو تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو احتلام ہوا، قافلہ میں پانی بھی نہیں تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی کے پاس آ کر کپڑے دھونے لگے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ صبح ہو گئی ہے آپ اس کو چھوڑ دیں یہ دھل جائیں گے۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تعجب ہے اے عمرو بن العاص! اگر تمہارے پاس کپڑے ہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ سب کے پاس کپڑے ہوں گے۔ اگر میں ایسا کروں گا یہ سنت ہو جائے گا بلکہ جہاں نجاست معلوم ہوتی ہے اس کو میں دھو ڈالتا ہوں اور جہاں معلوم نہیں ہوتی وہاں پانی چھڑک دیتا ہوں۔

باب غسل المرأة.. في المنام مثل ما يرى الرجل

حدیث نمبر ۱۱۴: حدثنا عروة... فلتغتسل فقالت لها عائشة اف لك وهل ترى... ومن اين يكون الشبه۔

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سید الرسل ﷺ سے کہا کہ اگر عورت مرد کا خواب دیکھے اور اس کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے؟ فرمایا کہ اس پر غسل واجب ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ارے یہ کیا! عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو کہاں سے مشابہت ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵: حدثنا ام سلمة... ان الله لا يستحيي من الحق هل على المرأة... اذا رأت الماء۔

مفہوم: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سرورِ کونین ﷺ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا، کیا عورت پر بھی احتلام کی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب پانی دیکھے تو اس صورت میں غسل واجب ہے۔

کیا عورت کی منی ہوتی ہے؟

(۱) فقہاء کا اجماع ہے کہ عورت کی منی ہوتی ہے (۲) ابن سینا اور ارسطو نے عورت کی منی کا انکار کیا ہے۔ (حاشیہ بذل ۱/۱۴۴)

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار کیوں؟

علامہ قرطبیؒ نے لکھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں کو احتلام بہت کم ہوتا ہے۔

علامہ ابن عبد البرؒ نے فرمایا "احتلام تمام عورتوں کو نہیں ہوتا ورنہ عائشہ رضی اللہ عنہا انکار کیوں کرتیں۔ جس طرح بعض مردوں کو احتلام نہیں ہوتا اس طرح بعض عورتوں کو بھی نہیں ہوتا ہے۔ (عون ۱/۷۶)

صاحب بذلؒ نے فرمایا: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو صغرسنی کی وجہ سے اب تک یہ صورتحال پیش نہیں آئی تھی حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے "امہات المومنین رضی اللہ عنہن احتلام سے محفوظ تھیں۔ (حاشیہ بذل ۱/۱۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وام سلمہ رضی اللہ عنہا میں سے کون موجود تھیں؟

(۱) زہری کی روایت کو متابعت کی وجہ سے ترجیح حاصل ہے بہرحال بعض حضرات نے دونوں روایتوں کو جمع کیا اور تطبیق دی بعض نے ایک روایت کو ترجیح دی (۲) امام نوویؒ نے فرمایا "احتمال اس بات کا ہے کہ دونوں اُس جگہ اکٹھے ہوئیں ہوں۔ (عون ۱/۷۷) (۳) صاحب العونؒ نے لکھا کہ دونوں روایتیں صحیح ہیں لہٰذا کوئی مانع اور رکاوٹ نہیں کہ دونوں کو جمع کر کے کہا جائے کہ دونوں ایک ہی مجلس میں موجود تھیں۔ (عون ۱/۷۷)

باب جامع غسل الجنابة

حدیث نمبر ۱۱۶: حدثنا نافع... لا باس بان يغتسل بفضل المرأة ما لم تكن حائضا او جنبا.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص عورت کے غسلِ جنابت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے جبکہ وہ عورت حائضہ یا جنبیہ نہ ہو۔

حدیث نمبر ۱۱۷: حدثنا نافع... كان يعرق في الثوب وهو جنب ثم يصلي فيه.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حالتِ جنابت میں پسینہ آتا تھا پھر اسی کپڑوں میں نماز پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۸: حدثنا نافع... كان يغسل جواريه رجليه ويعطينه الخمرة وهن حيض

مفہوم: حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈیاں حالتِ حیض میں ان کے پاؤں دھوتی تھیں، اور ان کو جانماز اٹھا کر دیتی تھیں۔

باب في التيمم

حدیث نمبر ۱۱۹: حدثنا عائشة... اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش انقطع عقد لي... فوجدنا العقد تحته.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلے جب ہم بیداء یا ذات الجیش پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر پڑا تو سرکار دو عالم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت اس کو ڈھونڈنے لگے، وہاں پانی بھی موجود نہیں تھا اور لوگ بھی پانی سے خالی تھے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نہ تو یہاں پانی ہے اور نہ ہی ہمارے پاس پانی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ سید البشر ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ران پر سر رکھ آرام فرمارہے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے لوگوں کو روک کر ان کو پریشان کردیا کہ نہ ان کے پاس اپنا پانی ہے اور نہ ہی اس جگہ میں پانی کا نام ونشان ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مارنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ کونین ﷺ کا میرے ران پر سر رکھنا میرے حرکت کرنے سے مانع تھا۔ حضور اکرم ﷺ صبح تک سوتے رہے، پھر صبح ہونے پر آیت تیمم نازل ہوئی۔ آیت کے نزول کے بعد ایک صحابی کہنے لگے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کی وجہ ہمیں کئی نعمتیں نصیب ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ بار اس ہاتھی کے نیچے سے نمودار ہوا جس پر وہ سوار تھے۔

التیمم لغۃً

القصد یقال: تیممت فلانا ،بیممتہ، قصدتہ۔

شرعاً

قصد الصعید الطاہر بصفۃ مخصوصۃ وہو مسح الیدین و الوجہ عند عدم الماء حقیقۃ او حکما لاستباحۃ الصلاۃ وامتثال الامر۔(معارف السنن ۱/۴۷۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کون سی آیت مراد ہے؟

صاحب فیض الباری نے فرمایا کہ ابن العربی کے بقول یہ مسئلہ مرض لا دوا کی طرح ہے یعنی معلوم نہیں کہ کونسی آیت ہے۔ ابن بطالؒ نے فرمایا کہ یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے یا سورہ نساء کی ہے۔ امام قرطبیؒ نے فرمایا یہ آیت سورہ نساء کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: جو بات سب پر مخفی رہی وہ امام بخاریؒ پر کھل گئی اور یہ آیت سورہ مائدہ کی ہے کیونکہ حمیدی نے عمرو بن الحارث کی حدیث میں یہ بیان کی "یا ایھا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوۃ" (فیض الباری ۱/۳۹۵) تیمم میں دو مسئلے اہم ہیں ہاتھوں کی ضربیں کتنی ہیں؟ اور ہاتھوں کا وظیفہ کہاں تک ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہونا

صحیح قول یہ ہے کہ واقعہ تیمم غزوہ بنی مصطلق میں پیش آیا اور دو غزوات میں ہار گم ہوئے۔ بعض نے کہا ہار دو مختلف سفروں میں گم ہوا بعض حضرات نے فرمایا ایک ہی سفر میں گم ہوا۔

تیمم میں نیت شرط ہے یا نہیں؟

(۱) امام زفرؒ اور امام اوزاعیؒ کے نزدیک نیت شرط نہیں ہے۔ تیمم وضو کا خلیفہ ہے جب وضو میں نیت شرط نہیں ہے تو اس میں کیسے شرط ہوسکتی ہے (۲) جمہورؒ کے نزدیک نیت شرط ہے کیونکہ صاحب معارفؒ نے تیمم کے معنی قصد اور نیت کے کئے ہیں تو یہاں حقیقی معنی کو کیسے ترک کیا جاسکتا ہے۔

تیمّم کن چیزوں سے ہوسکتا ہے؟

صاحب بدائع الصنائع تیمم کی فصل پنجم میں فرماتے ہیں کہ (۱) حضرات احناف کے ہاں مٹی کی جنس سے تیمم جائز ہے جو چیزیں آگ میں ڈالنے سے نہ جلتی اور نہ ڈھلتی ہوں وہی "زمین کی جنس" سے ہیں۔ (۲) شوافع نے فرمایا کہ صرف "مٹی" سے تیمم جائز ہے۔ (بدائع ۱/۸۱، معارف ۱/۴۹۵)

باب العمل فی التیمم

حدیث نمبر ۱۲۰: حدثنا نافع... اذا کانا بالمربد نزل عبداللہ فتیمم صعیدا طیبا فمسح... الی المرفقین ثم صلی

مفہوم: حضرت نافعؒ سے مروی ہے کہ وہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جرف سے آئے تو مربد کے مقام پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے پاک مٹی کے ساتھ منہ کا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک مسح کیا پھر نماز ادا کی۔

حدیث نمبر ۱۲۱: حدثنا نافع... کان یتیمم الی المرفقین.

تیمّم میں ضربیں اور ان کا حکم

(۱) امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ایک ہی ضرب للوجه وللکفین کے لئے کافی ہے (۲) جمہورؒ کے نزدیک دو ضربیں للوجه وللکفین کے لیے مسنون ہیں۔ (معارف ۱/۴۷۷)

دلیلِ حنابلہؒ

حدیث عمار رضی اللہ عنہ "امرہ بالتیمم للوجه وللکفین."

جواب: ... حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم ﷺ نے طریقہ تیمم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پوری تعلیم دینا مقصود نہیں تھا بلکہ صرف اشارہ مقصود تھا۔

جمہورؒ کی وجوہ ترجیح

(۱) چونکہ تیمم وضو کا خلف ہے اسلئے اس کو زیادہ سے زیادہ وضو کے طریقے پر کرنے کی کوشش کی جائے گی کیونکہ قرآن میں تیمم کا حکم مجمل ہے تو وضو میں وجہ اور یدین کیلئے علیحدہ علیحدہ پانی لیا جاتا ہے تو تیمم میں بھی دو علیحدہ علیحدہ ضربیں لگانی پڑیں گی اور اس طرح مرفقین کا معاملہ بھی ہے (۲) چونکہ رسغین اور مرفقین میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے اسلئے عام پر عمل کرنے سے حصول خاص ہو جاتا ہے بخلاف اس کے برعکس کہ خاص پر عمل کرنے سے عام پر عمل نہیں ہوگا۔

یدین کا وظیفہ کیا ہے؟

(۱) امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک یدین کا وظیفہ رسغین تک ہے (۲) جمہورؒ کے ہاں یدین کا وظیفہ مرفقین تک ہے (معارف ۱/۴۷۸)

امام احمد بن حنبلؒ کی مستدل حدیث کے جوابات

(۱) حدیث عمار رضی اللہ عنہ میں اجمالی تعلیم تھی مفصل تعلیم ان روایات میں ہے جس میں دو ضربیں اور مرفقین یا ذراعین تک کا حکم ہے (۲) امام طحاویؒ نے ان کے درمیان اچھی محاکمہ فرمایا ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا اپنی روایات کے خلاف فتویٰ ثابت ہے جو کہ موخر

ہے اس سے ثابت ہوا کہ پہلا عمل مرجوح ہے۔ (طحاوی شریف ۷۹/۱)

نظر طحاویؒ

تیمم میں تخفیف مطلوب ہے تیمم کا وظیفہ وضو کے وظیفہ سے تجاوز نہیں کر سکتا جب یدین میں وضو کا وظیفہ مرفقین تک ہے تو تیمم میں بھی مرفقین تک ہوگا۔ (طحاوی شریف ۸۰/۱)

باب تیمم الجنب

حدیث نمبر ۱۴۲: حدثنا عبدالرحمن... اذا ادرك الماء فعليه الغسل لما يستقبل.

مفہوم: عبدالرحمٰن بن حرملہؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سعید بن المسیب ؓ سے پوچھا کہ اگر جنبی شخص تیمم کرنے کے بعد پانی کو پائے تو کیا وہ غسل کرے؟ انہوں نے فرمایا کہ آئندہ کیلئے اس پر غسل واجب ہے۔

صاحب اعلاء السننؒ نے "باب كفاية تيمم واحد لفرائض متعدد و عدم نقضه بخروج الوقت" کے تحت دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں ایک حدیث ابی ذر ؓ قال النبی ﷺ "الصعيد الطيب وضوء المسلم و ان لم يجد الماء عشر سنين" اور دوسری حدیث ابی ہریرہ ؓ ان کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمم بھی وضو کی طرح مطہر ہے (اعلاء حدیث نمبر ۲۹۹، ۲۹۸) سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے وضو، غسل اور تیمم کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: "ما يريد الله ليجعل عليكم... لعلكم تشكرون" تینوں کو برابر ذکر کیا کیونکہ یہ تطہیر میں برابر کا درجہ رکھتے ہیں۔

صاحب بذل المجہودؒ فرماتے ہیں کہ "اگر پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کیا تو تیمم درست ہے لیکن پانی ملنے پر تیمم ٹوٹ جائیگا اگر غسل کی حاجت ہو تو غسل کرنا ہوگا آگے فرمایا "دس سال کا مطلب یہ نہیں کہ ایک ہی تیمم دس سال کیلئے کافی ہو جائے گا بلکہ مطلب یہی ہے کہ اگر پانی نہ ہو تو اتنے عرصہ تک تیمم کیا جا سکتا ہے (بذل ۲۰۳/۱)

نوٹ: جنبی کیلئے تیمم کی مشروعیت میں حضرت فاروق اعظم ؓ وعبداللہ بن مسعود ؓ کا اختلاف ذکر کیا جاتا ہے لیکن حضرت سہارنپوریؒ نے ان کا رجوع نقل فرمایا ہے۔ (بذل ۱۹۳/۱)

باب ما يحل للرجل من امرأته وهي حائض

حدیث نمبر ۱۴۳: حدثنا زيد... لتشد عليها ازارها ثم شانك باعلاها.

مفہوم: حضرت زید بن اسلم ؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ حالتِ حیض میں کیا کر سکتا ہوں؟ فرمایا کہ اس پر تہبند باندھو پھر اس کے اوپر تجھے اختیار ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۴: حدثنا ربيعة... لعلك نفست يعني الحيضة قالت نعم قال فشدي... ثم عودي الى مضجعك.

مفہوم: حضرت ربیع بن ابی عبدالرحمٰن ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ سید الرسل ﷺ کے پاس لیٹی ہوئیں تھیں کہ اچانک کود کر ہٹ گئیں تو سید الانبیاء ﷺ نے ان سے فرمایا شاید تجھے حیض آیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک تہبند باندھو پھر اپنی جگہ پر واپس آ جاؤ۔

حدیث نمبر ۱۴۵: حدثنا نافع... تشد ازارها الى اسفلها ثم يباشرها ان شاء.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبیداللہ بن عبداللہ نے حضرت عائشہ کے پاس ایک آدمی بھیج کر اس آدمی کے متعلق دریافت کیا جو اپنی بیوی کے ساتھ حالتِ حیض میں مباشرت کرنا چاہے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نیچے کے جسم پر تہبند باندھ لے پھر اگر چاہے تو اس سے مباشرت کرے۔

حدیث نمبر ۱۲۶: حدثنا مالک...اذا رأت الطهر قبل ان یغتسل فقالا لاحتی تغتسل.

مفہوم: امام مالک کو پہنچا کہ سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو حیض سے پاک ہو جائے تو کیا اس کا خاوند اس کے ساتھ غسل سے پہلے جماع کر سکتا ہے؟ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ نہیں یہاں تک کہ وہ غسل کرے۔

حیض کے دنوں میں جماع پر کفارے کا حکم

(۱) جمہورؒ کا اتفاق ہے کہ حیض کے دنوں میں جماع کرنے پر کوئی جرمانہ و کفارہ و صدقہ نہیں توبہ و استغفار ہی کافی ہے۔

(۲) حنابلہؒ، قتادہؒ، اسحٰق بن راہویہؒ کے نزدیک کفارہ اور صدقہ دینا ہوگا۔ (بذل ۱/۱۵۸) قتادہؒ نے فرمایا غسل سے پہلے جماع کرلے تو نصف دینار صدقہ کرنا ہوگا۔ (معالم ۱/۲۷) امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک ''دینار یا نصف دینار کا اختیار ہے ابن عباس نے فرمایا: ''ابتداء میں ہی جماع کر بیٹھے تو دینار اور آخر میں جماع کرلے تو نصف دینار صدقہ کرنا ہوگا۔ (معالم ۱/۲۷)

حلّت کا اعتقاد رکھنا کفر ہے؟

علامہ عینیؒ نے فرمایا ''مباشرۃ الحائض'' کی تین اقسام ہیں ایک قسم جان بوجھ کر جماع کرنا بالاتفاق حرام ہے۔ اگر کوئی اس کے حلت و جواز کا اعتقاد رکھے تو کفر کا ارتکاب کرے گا (یعنی فرج میں جماع کرنا جان بوجھ کر) لیکن اگر حلت و جواز کا اعتقاد نہ رکھے اور جماع کر بیٹھے تو توبہ و استغفار کرلے کافی ہے، صدقہ و کفارہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (بذل ۱/۱۶۲) صاحب عونؒ نے لکھا: اگر کوئی حیض کے دنوں میں ناف سے اوپر گھٹنے کے نیچے استمتاع بالذکر والقبلة واللمس کرے تو بالاجماع جائز ہے۔ (عون ۱/۳۱۳)

اختلافی صورت

ناف سے گھٹنے تک استمتاع کرنے میں اختلاف ہے، جمہورؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ حنابلہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے۔

دلیل

"اصنعوا کل شئی الا النکاح" (عون ۱/۳۱۳)

قال صاحب البذلؒ

"اقتصار النبی ﷺ فی مباشرته علی مافوق الازار محمول علی الاستحباب (بذل ۱/۱۶۲)

علامہ عینیؒ، علامہ سہارنپوریؒ، وصاحب عونؒ کا رجحان

تینوں حضرات نے دلائل کی روشنی میں مسلک حنابلہؒ و امام محمدؒ کو قوی و مضبوط و صحیح تر کہا ہے۔ (بذل ۱/۱۶۲، عون ۱/۳۱۳)

باب طهر الحائض

حدیث نمبر ۱۲۷: حدثنا ام علقمة...کان النساء یبعثن الی عائشة بالدرجة فیها الکرسف...بذلک الطهر من

الحیضۃ.

مفہوم: حضرت علقمہ کی والدہ حضرت مرجانہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ کہ عورتیں ڈبیوں میں حیض کے زرد خون سے تر روئی رکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دکھانے کیلئے بھیجتی تھیں کہ کیا ہم نماز پڑھیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی کہ نماز میں جلدی مت کرو یہاں تک سفید قصہ نہیں دیکھیں یعنی حیض سے پاک نہ ہو جاؤ۔

حدیث نمبر ۱۲۸: حدثنا ابنۃ زید... ان النساء کن یدعون بالمصابیح من جوف اللیل ینظرن... یصنعن ھذا.

مفہوم: حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عورتیں چراغ منگاتی اور دیکھتی کہ حیض سے پاک ہوئیں۔ چنانچہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اس کو ناپسند کرتی تھی اور فرماتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔

باب جامع الحیضۃ

حدیث نمبر ۱۲۹: حدثنا مالک... قالت فی المرأۃ الحامل تری الدم انھا تدع الصلوۃ.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر حاملہ عورت خون دیکھے تو نماز سے باز رہے۔

حدیث نمبر ۱۳۰: حدثنا مالک... تکف عن الصلوۃ.

حدیث نمبر ۱۳۱: حدثنا عائشۃ... کنت ارجل رأس رسول اللہ وانا حائض.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حیض کی حالت میں سید الکونین ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کرتی تھی۔

حدیث نمبر ۱۳۲: حدثنا اسماء... اذا اصاب ثوبھا الدم من الحیضۃ کیف تصنع... بالماء ثم لتصل فیہ.

مفہوم: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سید الکونین ﷺ سے دریافت کیا اگر ہمارے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اس کے ساتھ کیا کرے؟ فرمایا کہ اس کو مل کر دھو ڈالو پھر اس کپڑے میں نماز پڑھو۔

حیض کب سے شروع ہوتا ہے؟

لڑکی کو تقریباً "نو" سال سے حیض شروع ہو جاتا ہے "الی سن الیاس" اگر نو سال سے قبل اور ناامیدی کے بعد خون آئے تو وہ "فہو دم فساد اور نزیف" احناف کے نزدیک "ناامیدی" کا دور پچپن سال کے بعد ہوتا ہے اس دور کے بعد بھی اگر "کالا یا سرخ خون" آئے تو احناف کے نزدیک حیض ہوگا۔ (بدائع الفقہ الاسلامی ۶۱۱/۱) مالکیہؒ کے نزدیک سن یاس "ستر" سال ہے۔ شافعیہؒ کے نزدیک "عورت کو آخر تک حیض آ سکتا ہے۔ البتہ باسٹھ سال کی عمر سن یاس ہے (الفقہ الاسلامی ۶۱۱/۱)

حیض کی مدت میں فقہاء کا اختلاف

(۱) احناف کے نزدیک حیض کی کم از کم مدت تین رات و دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے (تین سے کم اور دس دن سے زیادہ استحاضہ ہے)

دلیل احنافؒ

حدیث ابو امامہ الباھلی "اقل ما یکون الحیض للجاریۃ الثیب والبکر جمیعا ثلاثہ ایام واکثر ما یکون من المحیض عشرۃ ایام ومازاد علی العشرۃ فھو استحاضہ (بدائع)

(۲) حنابلہؒ وشافعیہؒ کے نزدیک "کم از کم ایک دن اور ایک رات، زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ہے۔

دلائل

(۱) قول علی ﷺ "اقل الحیض یوم و لیلۃ و ما زاد علی خمسۃ عشر استحاضۃ حدیث حمنہ بنت جحش (الفقہ الاسلامی ۶۱۷/۱) (۲) "حدیث" تقعد احداھن شطر عمرھا لا تصوم و لا تصلی (بدائع)

(۳) مالکیہؒ کے نزدیک کم یا زیادہ کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔

دلیلِ مالکیہؒ

"و یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی" (بدائع الصنائع)

حاملہ کو حیض آتا ہے یا نہیں؟

مالکیہؒ وشافعیہؒ کے نزدیک حاملہ کو حیض آسکتا ہے۔ حنابلہؒ حنفیہؒ کے نزدیک حاملہ کو حیض نہیں آسکتا ہے۔ (اوجز ۳۳۴/۱)

مدت طہر کتنی ہے؟

(۱) جمہورؒ کے نزدیک اقل مدت طہر پندرہ دن ہے (اکثر کی کوئی حد نہیں)

(۲) حنابلہؒ کے نزدیک اقل مدت طہر تیرہ دن ہے۔ (الفقہ الاسلامی ۶۱۷/۱)

حیض میں لون کا اعتبار

(۱) شافعیہؒ کے نزدیک لون کا اعتبار کریں گے۔

دلیلِ شوافعؒ

اذا کان الحیض فانہ دم اسود فامسکی عن الصلوۃ و اذ کان الاخر فتوضی وصلی (بدائع الصنائع) (۲) احنافؒ کے نزدیک لون کا اعتبار نہیں ہے۔

شوافعؒ کی مستدل کا جواب

(۱) حدیث غریب ہے جو حدیثِ جمہورؒ کا معارضہ نہیں کر سکتی ہے (۲) دلیل شافعیہ نص قرآنی کے خلاف ہے (۳) اس روایت میں احتمال ہے کہ سید الرسل ﷺ کو بذریعہ وحی معلوم ہو گیا ہو کہ عورت کے خون کی رنگت کیا ہوتی ہے (بدائع) علامہ کاسانی "لکھتے ہیں کہ آیت میں خون کو بیماری یا نجاست کہا گیا یہ بات صرف کالے رنگ تک محدود نہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حیض میں بھیگی ہوئی روئی کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ حیض ہی ہے جب تک خالص سفید رنگ کا خون نہ دیکھو۔ یہ بات حضور اکرم ﷺ سے سن کر فرمائی ہوگی خوراک کی تبدیلی سے خون تبدیل ہوتا ہے لہٰذا ایک ہی رنگ تک محدود کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ (بدائع)

دلیلِ احنافؒ

(۱) یسئلونک عن المحیض قل ھو اذی" (۲) حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا "کان النساء یبعثن الی عائشۃ رضی اللہ عنہا بالدُّرجۃ فیھا الکُرسُف... الخ. قال محمد و بھذا ناخذ لا تطھر المرءۃ مادامت تری حمرۃ او صفرۃ او کدرۃ حتی تر

انبياض خالصا وهو قول ابي حنيفة."

باب المستحاضة

حدیث نمبر ۱۳۳: حدثنا عائشة... فاذا اقبلت الحيضة فاترکی الصلوة فاذا ذهب قدرها فاغسلي عنك الدم وصلي۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے سید الکونین ﷺ سے پوچھا کہ میں حیض سے پاک نہیں پاتی کیا کروں؟ فرمایا کہ یہ حیض نہیں بلکہ ایک رگ کا خون ہے لہٰذا جب ایسی حالت درپیش ہو تو حیض کے دنوں میں نماز کو چھوڑے رکھو اس کے بعد خون دھو کر نماز پڑھو۔

حدیث نمبر ۱۳۴: حدثنا ام سلمة... لتنظر الی عدد الليالي والايام التي... فلتترك الصلوة... ثم تصلي۔

مفہوم: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت کو خون زیادہ آتا تھا تو اس بارے میں سرکار دو عالم ﷺ سے پوچھا۔ فرمایا کہ اس سے پہلے جتنے دن حیض آتا تھا اتنی مقدار نماز کو چھوڑے رکھو پھر غسل کر کے ایک کپڑا فرج پر باندھ لے اور نماز پڑھ لے۔

حدیث نمبر ۱۳۵: حدثنا زينب... كانت تستحاض فكانت تغتسل وتصلي۔

مفہوم: حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو استحاضہ تھا اور اس وقت وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی کہ وہ غسل کر کے نماز پڑھتی تھیں۔

حدیث نمبر ۱۳۶: حدثنا سمي... تغتسل من طهر الى طهر وتتوضا لكل صلوة فان غلبها الدم استثفرت.

مفہوم: قعقاع بن حکیمؒ اور زید بن اسلمؒ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا بھیجا کہ مستحاضہ کیسے غسل کرے گی؟ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک طہر سے دوسرے طہر تک ایک غسل کرے اور ہر نماز کے لئے وضو کرے، اگر خون زیادہ جاری ہو تو کپڑا باندھ لے۔

حدیث نمبر ۱۳۷: حدثنا عروة... ليس على المستحاضة الا ان تغتسل غسلا واحدا ثم تتوضأ بعد ذلك لكل صلوة.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مستحاضہ پر ایک غسل واجب ہے اور وہ ہر نماز کیلئے وضو کرے گی۔

مستحاضہ کی چار قسمیں ہیں

(۱) ممیزہ غیر معتادہ: ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک تمیز لون کا اعتبار ہے احنافؒ کے نزدیک تمیز لون کا اعتبار نہیں ہے۔

(۲) معتادہ غیر ممیزہ: احنافؒ وحنابلہؒ کے نزدیک عادت کا اعتبار ہوگا شافعیہؒ و مالکیہؒ عادت کے ساتھ (استظہار، احتیاط) کے قائل ہیں یعنی مزید تین دن۔

(۳) غیر معتاد غیر ممیزہ: اس کی دو قسمیں ہیں (۱) مبتداۃ (۲) متحیرہ۔ مبتداۃ ممیزہ ہو تو ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک اعتبار ہے احنافؒ کے نزدیک اعتبار نہیں ہے۔

(۴) غیر ممیزہ غیر معتادہ: اگر دونوں متفق ہوں تو فلا اشکال ورنہ احنافؒ وحنابلہؒ کے نزدیک عادت کا اعتبار ہوگا۔ جو خون ہو وہ حیض ہوگا

(اوجز ۱/۳۴۱)

مستحاضہ کے لئے غسل

جمہورؒ اور حنافؒ کے نزدیک آخر میں ایک ہی بار غسل ہوگا ہر نماز کیلئے غسل نہیں ہوگا بلکہ وضو ہوگا مالکیہؒ کے نزدیک وضو مستحب ہے واجب نہیں۔شوافعؒ کے نزدیک ہر نماز کے لئے غسل مستحب ہے اور وضو واجب ہے۔(بذل ۱/۱۶۹)

تفصیل مذاہب

صاحب امانی الاحبارؒ نے تین مذاہب نقل فرمائے ہیں (۱) ظاہریہ، امامیہ وغیرہ کے نزدیک مستحاضہ "غسل لکل صلوۃ" کرے گی "فذھب قوم" کے مصداق یہی لوگ ہیں ابن عمرؓ اور ابن زبیرؓ کا مسلک بھی یہی ہے۔(امانی۔اوجز ۱/۳۵۲)

دلائل

حدیث ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو سات سال تک "مرض مستحاضہ" میں مبتلا رہیں۔سید الرسل ﷺ نے انہیں فرمایا: یہ حیض کا خون نہیں بلکہ رحم کے واسطے شیطان کی ایڑی کی چوٹ ہے اس لئے یہ خون زخم کا ہے نماز کو نہیں روک سکتا ہے۔ایام حیض میں نماز روزہ کو چھوڑ دیں اس کے بعد ہر نماز کیلئے غسل کرلیا کریں۔یہ وجوب غسل کی دلیل ہے (۲) حضرت علی وابن عباس وابن عمرؓ کا فتوی کہ مستحاضہ ہر نماز کے لئے غسل کریں گی۔(امانی الاحبار ۲/۷۷)

جوابات

امام طحاویؒ نے جوابات دیے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو غسل لکل صلوۃ کا حکم دیا گیا وہ منسوخ ہے حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کیونکہ حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو "غسل لکل صلوۃ" کا حکم دیا گیا تھا۔لیکن جب غسل ان پر شاق وگراں گزرا تو حکم غسل لکل صلاۃ کو منسوخ کرکے جمع بین الصلاتین کا حکم دیا گیا (امانی الاحبار ۲/۷۷) (۲) غسل لکل صلوۃ" کا حکم از قبیل احکام نہیں بلکہ از قبیل علاج ہے اس لئے غسل کرنے سے رحم کا اندرونی حصہ سکڑ جاتا ہے جس سے خون کا سیلان بند ہو جاتا ہے (امانی الاحبار) (۳) حضرت علیؓ وابن عباسؓ وغیرہم نے پہلے "غسل لکل صلوۃ" کا حکم دیا تھا بعد میں مستحاضہ عورت کی پریشانی کو دیکھ کر انہوں نے اپنے پہلے فتوی سے رجوع کرلیا اور بعد میں جمع بین الصلوتین کا فتوی دیا لہذا بعد والا فتوی راجح ہے (امانی الاحبار) (۴) علامہ کشمیریؒ نے فرمایا: غسل لکل صلوۃ کا حکم ٹھنڈک بغرض قطع دم کیلئے اور دفع تقطیر کیلئے ہے۔(فیض ۱/ ۳۲۳) (۵) حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھا ہے کہ "غسل لکل صلوۃ" والی تمام احادیث ضعیف ہیں جیسے ابن عبدالبرؒ نے فرمایا امام طحاویؒ نے منسوخ ثابت کیا ہے ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے کہ غسل صرف ایک ہی ہے "لکل صلوۃ" نہیں ہے۔(اوجز ۱/۳۵۸) بعض حضرات نے فرمایا "غسل لکل صلوۃ" استحباب پر محمول ہے نہ کہ وجوب پر۔حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھا کہ متحیرہ کی بعض صورتوں میں غسل لکل صلوۃ کا حکم ہے (اوجز ۱/۳۵۹، معارف ۱/۴۳۸) حضرت بنوریؒ نے فرمایا: جمہورؒ کے نزدیک متحیرہ کے بغیر غسل لکل صلوۃ استحباب پر محمول ہے۔(معارف ۱/۴۳۷)

دوسرا مذہب

(۲) امام ابراہیم نخعیؒ وعبداللہ بن شدادؒ کے نزدیک مستحاضہ تین غسل روزانہ کرے گی۔"وخالفھم فی ذلک اخرون" کے مصداق یہی

لوگ ہیں یعنی مستحاضہ ظہر وعصر کو ساتھ پڑھے گی اور ایک غسل کرے گی۔ اسی طرح مغرب وعشاء میں ایک غسل اور فجر کیلئے ایک غسل۔
دلیل: حدیث زینب بنت جحش، حدیث عائشہ وحدیث اسماء رضی اللہ عنہن تینوں میں تین دفعہ غسل کا حکم ہے۔ (امانی الاحبار ۸۳/۲)

جواب

(۱) امام طحاویؒ نے جواب دیا "فریق ثانی نے جو احادیث جمع بین الصلاتین کے بارے میں پیش کی ہیں وہ سب قابل تاویل ہیں۔ مثلاً جمع بین الصلوتین کی روایات کا مدار "عبدالرحمٰن بن قاسم" ہے عبدالرحمٰن کے چار شاگردوں کی روایت میں اختلاف ہے کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ بیان کیا ہے (۲) امام طحاویؒ نے فرمایا جمع بین الصلوتین کی روایت میں پانچ اضطراب ہیں مثلاً سفیان ثوریؒ نے اس حدیث کو مسند زینب قرار دیا۔ امام شعبہؒ نے اس روایت کو مسند عائشہ رضی اللہ عنہا قرار دیا

تیسرا مذہب

(۳) ائمہ اربعہؒ وجمہورؒ فقہاء کے نزدیک "مستحاضہ، استحاضہ کے درمیان وضو لکل صلوۃ کریگی۔ امام مالکؒ کے نزدیک مستحاضہ کیلئے وضو کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے کیونکہ خون پاک ہے (امانی ۸۸/۲)

دلائل ائمہ اربعہ مع جوابات فریق اوّل وثانی

(۱) حدیث "سید الانبیاء ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا ایام حیض میں نماز روزہ ترک کردیں۔ اس کے بعد پاک ہونے کیلئے غسل کریں پھر کسی نماز کیلئے غسل کی ضرورت نہیں، بلکہ ہر نماز کیلئے وضو کریں اگر چہ چٹائی پر خون کے قطرے ٹپکتے ہوں (۲) حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مستحاضہ کیلئے "وضو لکل صلاۃ" کا حکم ہے۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ

امام طحاویؒ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین قسم کی روایت ہیں (یعنی غسل لکل صلوۃ، جمع بین الصلوتین اور وضو لکل صلاۃ) لیکن ان کا آخری فتویٰ "وضو لکل صلاۃ" کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ سرکار دو عالم ﷺ سے بعد کا ہے اور انہیں اپنے فتویٰ کے موافق ومخالف دونوں طرح کی روایتوں کا علم تھا اس کے باوجود انہوں نے فتویٰ "وضو لکل صلوۃ" کا دیا جو پہلے والے مسلک وروایات کی منسوخیت کی کھلی دلیل ہے۔

فقہاء کا اصول

فقہاء ومحدثین کے ہاں اصول ہے کہ اگر راوی اپنی ہی روایت کے خلاف فتویٰ دے تو اس کی روایت منسوخ سمجھی جائے گی۔ خدانخواستہ اگر ایسا نہ ہوتو راوی کی روایت کا اعتبار نہ ہوتا (۴) علامہ زیلعیؒ نے احنافؒ وجمہورؒ کا مستدل پانچ احادیث لائے ہیں مثلاً :حدیث سودہ "قال رسول اللہ ﷺ المستحاضہ تدع الصلوۃ ایام اقرائھا التی کانت تجلس فیھا ثم تغتسل غسلا واحدا ثم تتوضا لکل صلوۃ" (نصب الرایہ ۲۶۵/۱)

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک روزانہ ایک بار غسل کرنا ہے۔

دلیل: حدیث عائشہ وانس وابن عمر رضی اللہ عنہم (حاشیہ بذل ۱۷۴/۱ اوجز ۳۵۲/۱)

(۶) حسن بصریؒ وغیرہ کے نزدیک ظہر سے ظہر تک غسل کرنا ہے۔

دلیل: آگے مستقل باب آرہا ہے امام مالکؒ نے فرمایا: میرے نزدیک ظہر سے ظہر تک نہیں بلکہ طہر سے طہر ہے۔ (اوجز ۱/۳۵۴)

مستحاضہ کے علاوہ دوسرے معذوروں کا حکم؟

فقہاء نے تمام معذوروں کو مستحاضہ پر قیاس کیا ہے یہی حکم ہوگا جو مستحاضہ کا ہے۔ (اعلاء ۱/۳۷۱)

مستحاضہ سے وطی کا حکم

مستحاضہ سے وطی جائز ہے اگرچہ خون بہہ رہا ہو یا خون میں ملوث ہو (شامی ۱/۵۴۴) صاحب اعلاء السننؒ نے مستحاضہ سے وطی کے جواز میں تین احادیث نقل کی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے حدیث ابن عباسؓ "المستحاضہ لا باس ان یاتیھا زوجھا" (اعلاء السنن ۱/۳۷۱) امام احمدؒ کے نزدیک" ایک قول میں جائز نہیں ہے الا یہ کہ گناہ میں پڑنے کا خوف ہو۔ (اوجز ۱/۳۵۴)

حائضہ اور نفساء سے وطی کا حکم؟

حائضہ اور نفساء سے وطی حرام ہے۔ البتہ کفر کا حکم واضح نہیں ہے لیکن کلام کیا گیا ہے البتہ کفر کے بارے میں اختلاف ہے لیکن "حرام" ہونا تو واضح وروشن ہے۔ (شامی ۱/۵۴۲)

مستحاضہ معتدہ کا حکم اور تعریف

"ایسی عورت جس کا خون جاری ہو اور ایام متعین ہوں یہ عورت ایام حیض میں نماز و روزہ چھوڑ دیگی ایام حیض گذرنے کے بعد ایک دفعہ غسل کرے گی پھر ہر نماز کیلئے وضو کرے گی۔ (طحاوی)

مستحاضہ متحیرۃ وضالہ کی تعریف وحکم

وہ عورت جس کا خون بھی جاری ہو ایام بھی متعین نہ ہوں متحیرۃ ہر نماز کیلئے غسل کرے گی کیونکہ ہر وقت حیض سے پاک ہونے اور مستحاضہ ہونے کا احتمال رکھتی ہے احتیاطاً غسل کا حکم ہے (طحاوی)

مستحاضہ متخللہ کی تعریف اور حکم

ایسی عورت جس کا خون مسلسل تو جاری نہ ہو البتہ تھوڑی دیر جاری ہو اور تھوڑی دیر بند ہو ایام حیض بھی متعین نہ ہوں ایسی عورت کا جب خون بند ہو تو اس وقت غسل کرے دوبارہ خون کے جاری ہونے تک جتنی نمازیں پڑھے پڑھ سکتی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ان دس صحابیات کا ذکر شعر میں کیا ہے جن کا تذکرہ حدیث میں بطور مستحاضہ ہوا ہے ذوالتحیضت فی زمان المصطفی بنات جحش سھلۃ وبادیۃ۔وھند والسماء سورہ فاطمہ۔وبنت مرثد رواھا الراویۃ (اوجز ۱/۳۶۰)

مستحاضہ اور معذورین کے لئے قائلین وضو لکل صلوۃ کے درمیان اختلاف

(۱) احنافؒ کے نزدیک" ہر نماز کے وقت کیلئے وضو کرنا لازم ہے وقت کے اندر جتنی چاہے نمازیں پڑھیں درست ہے فرض ہوں یا واجب ونفل وغیرہ (۲) شافعیہؒ وحنابلہؒ کے نزدیک" ہر فرض نماز کیلئے علیحدہ وضو لازم ہے۔ (امانی الاحبار ۲/۱۰۳) دلیل: " حدیث میں مذکور ہے "فتوضأ لکل صلوۃ"۔

جواب: دلیل شافعیہ میں لام ظرفیت کیلئے ہے یعنی "توضأ لکل صلوٰۃ" حضرت سہارنپوریؒ نے لکھا "شافعیہ کا مستدل "توضأ لکل صلوٰۃ" سے مراد دن رات کی پانچ نمازوں کے وقت وضو کرنا مراد ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ فرض نماز کیلئے وضو کرے پھر سنن ونوافل و وتر پڑھنا چاہے تو الگ وضو کرے (بلکہ ایک وضو سے فرض ونفل اور وتر وسنن وقت کے اندر پڑھ سکتا ہے) (بذل ۱/۱۹۷) (۳) مالکیہ کے نزدیک "بالاستحباب لکل صلوٰۃ" (معارف ۱/۲۲۲)

مبتدءہ: ایسی عورت جو بالغ ہونے کے ساتھ ہی مرض استحاضہ میں مبتلا ہو گئی بالغ ہوتے وقت دم حیض شروع ہوا پھر یہ سلسلہ ختم ہی نہیں ہوا۔

معتادہ: وہ عورت جس کو پہلے حیض آ چکا تھا بعد میں مرض استحاضہ میں مبتلا ہو گئی استحاضہ سے پہلے دم حیض کی عادت متعین تھی۔

ممیزہ: ایسی عورت جو "دم حیض" اور "دم استحاضہ" میں امتیاز کر سکتی ہو۔

متحیرہ: وہ عورت جو دم حیض اور دم استحاضہ میں تمیز نہیں کر سکتی اور حیض کے دن اور تاریخ بھی یاد نہیں۔

باب ما جاء في بول الصبي

حدیث نمبر ۱۳۸: حدثنا عائشة... فبال علی ثوبه فدعا رسول الله بماء فاتبعه اياه.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ کے پاس ایک لڑکا لایا گیا تو اس نے نبی کریم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا سرکار دو عالم ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا۔

حدیث نمبر ۱۳۹: حدثنا ام قيس... فاجلسه رسول الله في حجره فبال على ثوبه فدعا... ولم يغسله.

بول صبی پاک ہے یا نجس؟

(۱) ائمہ اربعہؒ کے نزدیک "بول صبی نجس ہے" (۲) داود ظاہریؒ کے نزدیک "بول صبی پاک ہے۔

طریقہ تطہیر میں ائمہ اربعہؒ کا اختلاف

(۱) مالکیہؒ وحنفیہؒ کے نزدیک "دونوں (صبی اور صبیہ) کا غسل ضروری ہے (۲) شوافعؒ وحنابلہؒ نے فرمایا دونوں میں فرق ہے بول صبی میں نضح کافی ہے جبکہ بول صبیہ میں غسل ضروری ہے۔ (معارف ۱/۲۶۸)

شوافعؒ وحنابلہؒ کی دلیل

(۱) حدیث الباب" یہاں لفظ "فنضحہ" آیا ہے اور اسی طرح وہ احادیث جس میں "نضح" یا "رش" کا فرمایا گیا ہے۔ ان حضرات کی دلیل ہے صاحب عون المعبودؒ نے صفحہ ۱/۲۵ پر بہت سی مثالیں ذکر کی ہیں پھر آخر میں فرمایا کہ والحاصل ان النضح يجئ لمعان "منها الرش ومنها الغسل ومنها الازالة" ومنها غير ذلك۔ لكن استعماله بمعنى الرش اكثر و اغلب و اشهر حتى لا يفهم غير هذا المعنى الا بقرينة تدل على ذلك... الخ.

جواب: نضح یا رش سے مراد غسل خفیف ہے۔ (عون ۱/۲۵)

اشکال

امام مسلمؒ نے "فنضحه ولم يغسله غسلا" حدیث بیان فرمائی۔

جواب: یہاں مبالغہ اور غسل میں مبالغہ کی نفی ہے (عون ۱/۲۶) حضرت بنوریؒ نے فرمایا: امام مسلمؒ اور امام ترمذیؒ نے "نضح" "اور" رش" کو غسل کے معنی میں لیا ہے مثلاً (۱) امام مسلمؒ "ثم تنضحه ثم تصلی فیه" امام ترمذیؒ "ثم رشیه و صلی فیه" "واضح ہوا ہے کہ یہ نضح اور رش غسل کے مترادف ہیں نہ کہ اس میں متضاد۔ (معارف ۱/۲۷۰)

احناف کی واضح دلیل

سیدہ ام الفضل لبابہ نے دو مختلف حدیثوں "النضح" "الصب" استعمال کیا ہے فحمل النضح علی الصب (معارف ۱/۲۷۰) امام محمدؒ نے فرمایا: بچے کے کھانا شروع کرنے تک حدیث سے اس کے بول میں تخفیف ثابت ہے۔ یعنی بول صبی میں نضح ثابت ہے اور بول جاریہ میں غسل لیکن بول صبی میں غسل اولی ہے۔ (معارف ۱/۲۷۰)

بول صبی اور صبیہ میں فرق کی وجہ؟

(۱) عورتوں کے مزاج میں رطوبت و برودت زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے لڑکی کا پیشاب زیادہ غلیظ ہوتا ہے اس لئے غسل شدید ضروری ہے اس کے برخلاف لڑکے کے پیشاب میں حرارت ہوتی ہے اور رقیق ہوتا ہے (فتح الملہم ۳/۲۷۰) (۲) عورت کے پیشاب کی جگہ کھلی اور کشادہ ہوتی ہے پیشاب منتشر ہوتا ہے جبکہ مرد کی تنگ ہوتی ہے اور پیشاب پھیلتا نہیں (طحاوی شریف ۱/۶۸) (۳) لڑکے کو لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں اور اس کو گود میں زیادہ اٹھایا جاتا ہے۔ اور اس صورت میں "بول" کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے اس لئے عموم بلوی کی وجہ سے اس کے پیشاب میں تخفیف کردی بخلاف لڑکی کے (فتح ۳/۲۷۰) امام طحاویؒ نے النضح بمعنی الصب کے ثبوت پر پانچ دلیلیں پیش کی ہیں مثلاً (۱) انی لاعرف مدینة ینضح البحر بجانبها (طحاوی شریف ۱/۶۸)

نظر طحاویؒ

صبی اور صبیہ دونوں جب کھانا شروع کردیں تو دونوں کے بول کا حکم دھونے کا ہے۔ جب اس صورت میں کوئی فرق نہیں تو کھانا شروع ہونے سے قبل بھی فرق نہ ہونا چاہئے (طحاوی ۱/۶۸) صاحب اعلاء السننؒ نے "باب وجوب غسل الثوب من بول الغلام الرضیع" کے تحت پانچ روایات سے ثابت فرمایا ہے کہ دھونا لازم ہے ان میں ایک حدیث مذکور ہے عن عائشة ؓ قالت: "اتی رسول اللہ ﷺ بصبی یرضع فبال فی حجرہ فدعا بماء فصبه علیه" (اعلاء حدیث نمبر ۳۹۸)

باب ما جاء فی البول قائما وغیرہ

حدیث نمبر ۱۴۰: حدثنا یحیی... اترکوہ فترکوہ فبال ثم امر رسول اللہ بذنوب من ماء فصب علی ذلک المکان.

مفہوم: حضرت یحیی بن سعید ؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں آیا اور پیشاب کرنے لگا تو صحابہ کرام ؓ اسکو منع کرنے کیلئے دوڑ پڑے۔ سید الرسل ﷺ نے ان کو روکا پھر جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو نبی کریم ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوا کر اس پر بہادیا۔

حدیث نمبر ۱۴۱: حدثنا عبداللہ... رأیت عبداللہ بن عمر یبول قائما.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن دینار ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر ؓ کو حالت قیام میں پیشاب کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا حکم

مذاہب:(۱) احناف ؒ وشوافع ؒ کے نزدیک بلا عذر کھڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ تنزیہی ہے (بذل ۱/۱۷)(۲) حنابلہ ؒ کے نزدیک جائز ہے۔

دلائل (۱) ان کی دلیل یہ ہے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا حضرت فاروق اعظم ؓ، حضرت علی ؓ اور حضرت زید بن ثابت ؓ سے ثابت ہے (معارف ۱/۱۰۸)(۲) عن حذیفة ؓ أن رسو ل اللّٰہ ﷺ أتی سباطة قوم فبال علیها قائماً" بخاری، مسلم (معارف ۱/۱۰٤)

(۳) مالکیہ ؒ کے نزدیک چھینٹے پڑنے کا اندیشہ ہو تو مکروہ ورنہ کوئی حرج نہیں۔

احناف ؒ وشوافع ؒ کے دلائل

(۱) حدیث سیدہ عائشہ ؓ "من حدثکم أن النبی ﷺ کان یبُول قائماً فلا تصدّقوه، ما کان یبُول إلاقاعداً" (جو تم سے کہے کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہوکر پیشاب کرتے تھے تو اس کی تصدیق نہ کرو۔ بلکہ نبی کریم ﷺ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے)۔ (معارف ۱/۱۰۳)(۲) عن عمر ؓ... أنا أبُول قائماً فقال یا عمر لا تبُل قائماً فما بلتُ بعدُ قائماً" (معارف ۱/۱۰٤)

(۳) عن ابن مسعود ؓ " إن من الجفاء أن تبُول وأنت قائم"۔ (معارف ۱/۱۰٤)

احناف ؒ کی طرف سے حنابلہ ؒ کو جوابات

(۱) سرکار دو عالم ﷺ کا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ایک عذر پر محمول ہے کہ آپ ﷺ کو تکلیف تھی (۲) یہ حدیث ضعیف ہے (۳) امام شافعی ؒ فرماتے ہیں عرب میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا درد کمر کا علاج بھی تھا، شاید یہ عارضہ لاحق ہو (۴) وہ جگہ گندگی سے بہت ملوث تھی (کوڑا کرکٹ سے بول واپس آنے کا خدشہ تھا) (۵) عرب میں عادت دور جانے کی تھی لیکن امور مسلمین میں مشغولیت، پھر مختلف مجالس کی طوالت کی بناء پر دور جانے پر تکلیف کا خدشہ تھا۔ (فیض ۱/۱۷۱ معارف ۱/۱۰۵)

صاحب فیض الباری ؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ حنابلہ ؒ وعلامہ شامی ؒ کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کو جائز فرماتے ہیں لیکن کیونکہ آج کل یہ نصاریٰ کا طریقہ بن چکا ہے لہٰذا تو یہ مکروہ تنزیہی سے کم درجہ نہیں ہے آگے فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحراء وغیرہ میں بغیر اسکے مالک کی اجازت کے بول کرنا جائز ہے۔ امام سیوطی ؒ نے فرمایا کہ وضو میں تثلیث سنت ہے اور اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے اور جہاں تک سید الکونین ﷺ کے کبھی کبھار ترکِ تثلیث کا تعلق ہے تو وہ ان کے حق میں موجب للثواب تھا لیکن چونکہ علامہ کشمیری ؒ فرماتے ہیں "کسی کیلئے بھی مکروہ نہیں اگر مستقل چھوڑنے کی عادت نہ بنائے اور جتنا ثابت ہے اتنا چھوڑ دے" (فیض ۱/۸، ۳۱ معارف ۱/۱۰٦)

اشکال

اشکال ہوتا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ثابت ہے۔ تو پھر آپ حدیثِ عائشہ ؓ "من حدثکم أن النبی ﷺ کان..... إلا قاعداً" کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ جواب: سیدہ عائشہ ؓ معمول وعادت بتارہی ہیں مطلقاً نفی نہیں فرمارہی ہیں (معارف ۱/۱۰۳)

باب ما جاء في السواك

حدیث نمبر ۱۴۲: حدثنا عبيد... ان هذا يوم جعله الله عيدا فاغتسلوا و من كان عنده... وعليكم بالسواك.

مفہوم: حضرت عبید بن سباق ؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے جمعہ کے دن فرمایا اے مومنو! آج کے دن کو اللہ تعالیٰ نے عید کا دن کہا، اس دن غسل کو لازم کیا کرو اور جس کو خوشبو میسر ہو تو خوشبو لگائے اور مسواک کرو۔

حدیث نمبر ۱۴۳: حدثنا ابو هريرة... لو لا ان اشق على امتي لامرتهم بالسواك.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا تو میں ان پر مسواک کو واجب کرتا۔

حدیث نمبر ۱۴۴: حدثنا ابو هريرة... لو لا ان يشق على امته لامرتهم بالسواك مع كل وضوء.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا کہ اگر سرکار دو عالم ﷺ کے امت پر گراں نہ گزرتا تو آپ ان کو ہر نماز کیلئے مسواک کرنے کا حکم دیتے۔

مسواک کے بارے میں مذاہب فقہاء

(۱) ائمہ اربعہؒ کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ مسواک سنت ہے (۲) ظاہریہؒ کے نزدیک واجب ہے اور ظاہریہ کا اختلاف اجماع میں مانع نہیں۔ (فتح ۲/ ۶۸۷، معارف ۱/ ۱۳۲)

کیا مسواک سنن صلوۃ میں سے ہے؟

(۱) شوافعؒ کے نزدیک سنن صلوۃ میں سے ہے (۲) جبکہ احنافؒ کے نزدیک سنن وضو میں سے ہے۔ (معارف ۱/ ۱۳۲، فتح الملہم ۲/ ۶۸۸)

ثمرۂ اختلاف

اگر کوئی مسواک کر کے وضو کرے اس وضو سے متعدد نمازیں پڑھے احنافؒ کے نزدیک ہر نماز پر مسواک کی سنت پر عمل کی وجہ سے ستر گنا ثواب ملے گا شوافع کے ہاں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں ملے گا۔ (معارف ۱/ ۱۳۲)

شوافعؒ کی دلیل

حدیث ابی ہریرہ "لولا ان اشق على المومنين لامرتهم بتاخير العشاء و بالسواك عند كل صلوة" (ابوداود) اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جن میں عند کل صلوۃ کی تصریح ہے۔

جواب: حدیث محتمل ہے بخلاف احناف کے کہ ان کی دلیل صریح اور واضح ہے اس میں کوئی ابہام نہیں۔

دلیل احنافؒ

حدیث عائشہ ؓ "ان النبي ﷺ كان لا يرقد من ليل و لا نهار فيستيقظ الا يتسوك قبل ان يتوضا" (ابوداود) (۲) حدیث عائشہ ؓ "لولا.... لامرتهم بالسواك مع الوضوء عند كل صلوة" (آثار سنن)

علامہ شامیؒ نے فرمایا: "وليس السواك من خصائص الوضوء فانه يستحب في حالات منها تغير الفم... فرائة

القرآن" کیونکہ امام اعظمؒ نے فرمایا: مسواک سنن دین میں سے ہے" (فتح ۲/۶۸۸)

علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ مسواک مستحب ہے لیکن پانچ اوقات میں "اشد استحبابا" کی صورت اختیار کر لیتی ہے عـنـد الصلاۃ، عند الوضوء، عند قرأۃ القرآن، عند استیقاظ من النوم و عند تغیر الفم۔ (فتح الملہم ۲/۶۸۸)

علامہ ابن ہمامؒ نے فرمایا کہ مسواک جیسے سنن نماز میں سے ہے ایسے ہی سنن وضو میں سے بھی ہے فـلا حـاجـة الـى التاویل۔ (فتح ۲/۶۸۸)

صاحب فتح الملہمؒ کی تطبیق

صاحب فتح الملہمؒ نے فرمایا کہ اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ روایات میں مختلف الفاظ ہیں "مع کل وضوء، عند کل وضوء، مع کل صلاۃ، عند کل صلوۃ" یہ چار الفاظ روایات میں وارد ہوئے ہیں حاصل یہ ہوا کہ نماز میں مسواک کی تاکید کا محل وضو ہے نہ کہ "قیـام الـی التحریمہ" کیونکہ تحریمہ کے وقت کریں گے تو بعض اوقات مسوڑھوں سے خون نکل آتا ہے جس سے مقصد تو فوت ہو جاتا ہے (فتح ۲/۶۸۹)

نوٹ: کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ سید الکونین ﷺ یا خلفاء راشدین یا دیگر صحابہ کرامؓ تکبیر تحریمہ سے متصل مسواک کرتے تھے۔ امام ترمذیؒ نے "باب السواک" کو "کتاب الطہارۃ" میں رکھا ہے "کتاب الصلوۃ" میں نہیں رکھا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ سنن وضو کہنا ہی بہتر ہے۔ مسواک سید الکونین والآخرین ﷺ کیلئے واجب تھی۔ (معارف ۱/۱۲۷)

مسواک کب کرنا چاہیے؟

اس کے بارے میں دو اقوال ہیں (۱) وضو شروع کرنے سے پہلے (۲) شروع کرنے کے بعد مضمضہ کے وقت۔

مسواک کا قائم مقام کیا ہے؟

مسواک کے نہ ہونے کے وقت انگلیاں مسواک کے قائم مقام ہیں (مجمع الزوائد ۱/۸۱، احیاء العلوم ۱/۷۱)

صاحب اعلاء السننؒ نے "باب سنیۃ السواک" کے تحت پانچ احادیث (حدیث نمبر ۱۳ سے ۱۷ تک) نقل فرما کر یہ بات ثابت کی کہ مسواک کرنا سنت ہے نہ کہ واجب ان میں سے ایک روایت یہ ہے: عن ابی ھریرۃ۔۔۔ انہ قال "لو لا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک مع کل وضوء"۔ (اعلاء السنن حدیث نمبر ۱۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

كتاب الصلوة

باب ما جاء في النداء للصلوة

حدیث نمبر ۱۴۵: حدثنا یحیی۔۔۔ الا تؤذنون للصلوۃ فاتی رسول اللہ حین استیقظ فذکر لہ۔۔ فامر رسول اللہ بالاذان۔

مفہوم: حضرت یحییٰ بن سعید انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو نماز کیلئے جمع کرنے کیلئے دو لکڑیاں لانے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خواب میں دو لکڑیاں دکھائی گئی اور کہا کہ یہ وہی لکڑیاں ہیں جو نبی کریم ﷺ چاہتے ہیں۔ ان

سے کہا گیا کہ آپ لوگ اذان کیوں نہیں دیتے۔ جب جاگے تو سرکار دو عالم ﷺ کے پاس آئے اور خواب بیان کیا تو سید الرسل ﷺ نے اذان کا حکم دیا۔

حدیث نمبر ۱۴۶: حدثنا سعید... اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری ﷛ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ اذان سننے پر جواب میں مؤذن کی طرح کلمات ادا کیا کرو۔

حدیث نمبر ۱۴۷: حدثنا ابو هریرة... لو یعلم الناس ما فی النداء والصف الاول ثم لم یجدوا... لاتوهما ولو حبوا.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے میں اور صف اول میں کس قدر ثواب ہے تو وہ اس کو حاصل کرنے کیلئے قرعہ ڈالتے۔ اور اگر اول وقت میں نماز پڑھنے کا ثواب معلوم ہوتا تو اس کی طرف جلدی کرتے۔ اور اگر عشاء اور صبح کی نماز با جماعت پڑھنے کا علم ہوتا تو گھٹنوں کے بل گھسیٹتے ہوئے نماز کیلئے آتے۔

حدیث نمبر ۱۴۸: حدثنا ابو هریرة... اذا ثوب بالصلوة فلا تاتوها وانتم تسعون... کان یعمد الی الصلوة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جب تکبیر سنو تو نماز کیلئے مت دوڑو بلکہ اطمینان اور سہولت سے آؤ، پھر جتنی نماز ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کر لو کیونکہ جب کوئی تم میں سے قصد کرتا ہے نماز کا تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۹: حدثنا عبداللہ... فاذا کنت فی غنمك او بادیتك فاذنت بالصلوة... سمعته رسول اللہ.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری ﷛ نے حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن ﷛ سے کہا کہ جب تم میں سے کوئی جنگل میں اپنی بکریاں چرا رہا ہو تو وہ بلند آواز سے اذان دے کیونکہ نہ تو اس کو جن سن پاتا ہے اور نہ ہی انسان لیکن وہ اس کیلئے قیامت کے دن گواہ ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۰: حدثنا ابو هریرة... اذا نودی للصلوة ادبر الشیطان له ضراط... یظل الرجل ان یدری کم صلی.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے روایت ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے پھر اذان ختم ہونے کے بعد واپس چلا آتا ہے اسی طرح جب تکبیر ہوتی ہے تو بھاگ جاتا ہے پھر ختم ہونے پر واپس آتا ہے پھر نمازی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ فلاں کام باقی، فلاں کام بھی باقی ہے پھر اس کو نماز میں پتہ نہیں چلتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۱: حدثنا سهل... ساعتان تفتح لهما ابواب السماء وقل داع ترد... فی سبیل اللہ.

مفہوم: حضرت سہل بن سعد ﷛ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ دو وقت ایسے ہیں جس میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اکثر دعائیں اذان کے وقت اور جہاد کیلئے صف بندی کے وقت قبول ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۲: حدثنا مالك... ما اعرف شیئا مما ادرکت علیه الناس الا النداء بالصلوة.

مفہوم: مالک بن ابی عامر ﷬ فرماتے ہیں کہ میں اذان کے علاوہ کوئی چیز نہیں دیکھتا کہ وہ صحابہ کرام ﷡ کے ہاں اپنی حالت پر باقی رہی۔

حدیث نمبر ۱۵۳: حدثنا نافع... سمع الاقامة وهو بالبقیع فاسرع المشی الی المسجد.

مفہوم: حضرت نافع ﷬ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ بقیع میں تکبیر سنی تو جلدی جلدی مسجد کو چلے۔

اذان کا مطلب

''اذان کے لغوی معنی ''اعلام'' کے ہیں اور شرعاً الفاظ مخصوصہ کیساتھ نماز کے وقت اعلان کرنے کا نام اذان ہے۔ اذان کے کلمات مختصر ہونے کے باوجود بھی بہت سے مسائل عقائد پر مشتمل ہیں۔ مثلاً توحید باری تعالیٰ، رسالت، اشہادت اور پھر نماز کی دعوت اور آخر میں پھر توحید کا اعلان ودعوت۔

اذان کی مشروعیت کب ہوئی؟

اذان کی ابتداء کے بارے میں مختلف روایات ہیں لیکن صحیح قول کے مطابق اذان کی ابتداء پہلی یا دوسری ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ کیونکہ دوآیات (۱) وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ (۲) وَإِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ دونوں مدینہ منورہ میں اتری ہیں۔ (معارف ۲/۱۶۹)

اذان کا حکم

(۱) جمہورؒ کے نزدیک اذان واقامت پانچوں نمازوں میں مرد کے لئے سنت مؤکدہ ہے (۲) حنابلہ کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ (الفقہ ۱/۳۳۲)

بیٹھ کر اذان دینے کا حکم

(۱) جمہورؒ کے نزدیک بیٹھ کر اذان دینا درست نہیں ہے عذر یا معذوری ہو تو مستثنیٰ ہے (۲) ابوثورؒ اور ابوالفرج مالکیؒ کے نزدیک بیٹھ کر اذان دینا جائز ہے۔

شرائط اذان

(۱) پہلی شرط نیت کرنا (۲) دوسری شرط یہ ہے کہ کلمات آذان کا پے در پے ہونا (۳) تیسری شرط یہ ہے کہ اذان کے کلمات عربی زبان میں ہوں۔ (عون ۱/۱۱۹) (۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ اذان کے تمام کلمات دخول وقت کے بعد ادا کئے جائیں (۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ کلمات ترتیب وار ہوں (یہ شرائط متفق علیہ نہیں ہے) (الفقہ ۱/۳۳۲)

غیر نبی کے خواب پر اذان کی ابتداء کیسے

اشکال ہوسکتا ہے کہ غیر نبی کے خواب کو حجت بنا کر اذان جیسے اہم مسئلہ کی مشروعیت کیسے ہوگئی؟ اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں أَنُوْحِيَ بِذٰلِكَ أَوْ لِأَنَّهُ أَمْرٌ بِمُقْتَضَاهَا...(عون ۱/۱۱۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی خواب دیکھا تھا لیکن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سبقت لے گئے اس کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا (معارف ۲/۱۷۰)

باب النداء فی السفر وعلی غیر وضوء

حدیث نمبر ۱۵۵: حدثنا نافع... کان یأمر المؤذن اذا کانت لیلۃ باردۃ ذات مطر یقول الاصلوا فی الرحال.

مفہوم: حضرت نافع سے مروی ہے کہ ایک رات جبکہ سخت سردی تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر فرمایا کہ اپنے ڈیروں میں نماز پڑھ لو۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رات ٹھنڈی اور بارش ہوتی تھی تو سیدالکونین ﷺ اپنے ڈیروں میں نماز پڑھنے

کا حکم دیتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۵۶: حدثنا نافع... کان ینادی فیھا و یقیم و کان یقول انما الاذان للامام الذی یجتمع الناس الیه.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں صرف تکبیر پر اکتفاء کرتے تھے لیکن فجر میں تکبیر کے ساتھ اذان بھی کہتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اذان اس امام کے لئے ہے جس کے پاس لوگ جمع ہوں۔

حدیث نمبر ۱۵۷: حدثنا ھشام... اذا کنت فی سفر فان شئت ان تؤذن و تقیم فعلت و ان شئت فاقم و لا تؤذن.

مفہوم: ہشام بن عروہؒ سے ان کے باپ نے کہا کہ جب تو سفر میں ہو تو تمہیں اختیار ہے چاہے اذان یا اقامت دونوں کہہ یا صرف اقامت پر اکتفاء کرو۔

حدیث نمبر ۱۵۸: حدثنا سعید... فان اذن واقام الصلوۃ صلی ورائه من الملئکة امثال الجبال.

مفہوم: سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص چٹیل میدان میں نماز پڑھتا ہے تو اس کے داہنی طرف ایک فرشتہ اور بائیں طرف ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اور اگر اس نے اذان اور اقامت بھی کہیں تو اس کے پیچھے بہت فرشتے نماز پڑھتے ہیں مثل پہاڑوں کے۔

باب قدر السحور من النداء

حدیث نمبر ۱۵۹: حدثنا عبدالله... ان بلالا ینادی بلیل فکلوا و اشربوا حتی ینادی... له اصبحت اصبحت.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان دیتے ہیں چنانچہ تم لوگ عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان تک کھاتے رہو۔

باب افتتاح الصلوۃ

حدیث نمبر ۱۶۰: حدثنا عبدالله... اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه حذو منکبیه و اذا رفع... ذلک فی السجود.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو ہاتھوں کو مونڈھوں کے برابر اٹھاتے تھے اسی طرح سر اٹھاتے ہوئے ہاتھ اٹھاتے تھے اور کہتے "سمع الله لمن حمده ربنالك الحمد"۔ سجدوں کے بیچ میں اور سجدے کو جاتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۱: حدثنا علی... یکبر فی الصلوۃ کلما خفض ورفع فلم تزل تلك صلوته حتی لقی الله.

مفہوم: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ جب جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہتے تھے۔ اور آپ ہمیشہ ایسے کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۲: حدثنا سلیمان... کان یرفع یدیه فی الصلوۃ.

مفہوم: حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نماز میں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۶۳: حدثنا ابوسلمة... یصلی لهم فیکبر کلما خفض ورفع فاذا انصرف... بصلوۃ رسول الله.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھاتے تو آپ جھکتے اور اٹھتے تکبیر کہتے تھے پھر فراغت کے بعد فرمایا کہ واللہ! میں تم میں سے سید البشر ﷺ کی نماز کے ساتھ زیادہ مشابہ ہوں۔

حدیث نمبر ۱۶۴: حدثنا سالم... کان یکبر فی الصلوۃ کلما خفض و رفع.

حدیث نمبر ۱۶۵: حدثنا نافع... اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیه حذو منکبیه و اذا رفع راسه من الرکوع رفعهما دون ذلک.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نماز کے آغاز میں ہاتھوں کو مونڈھوں تک اٹھاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے اس سے ذرا کم ہاتھوں کو اٹھاتے۔

حدیث نمبر ۱۶۶: حدثنا ابو نعیم... کان یعلمهم التکبیر فی الصلوۃ قال فکان یامرنا ان نکبر کلما خفضنا و رفعنا.

حدیث نمبر ۱۶۷: حدثنا ابن شهاب... اذا ادرک الرجل الرکعة فکبر تکبیرۃ واحدۃ اجزأت عنه تلک التکبیرۃ.

مفہوم: ابن شہابؒ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رکوع پالے اور تکبیر کہے تو یہ اس کی تکبیر تحریمہ کیلئے کافی ہو جائے گی۔

بوقت تکبیر تحریمہ رفع یدین کا حکم؟

ائمہ اربعہؒ کا اتفاق ہے کہ بوقت تکبیر تحریمہ رفع یدین مستحب ہے۔ رکوع کے ماسوا یعنی سجدوں کے درمیان دو رکعتوں کے بعد اور ہر رفع وخفض میں بالاتفاق رفع یدین مستحب نہیں۔

نوٹ: ... رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت میں اختلاف ہے۔

فائدہ: رفع یدین و ترک رفع یدین "عند الرکوع" میں اختلاف جائز و ناجائز کا نہیں، بلکہ افضل وغیر افضل، اولی وغیر اولی کا ہے۔ لہذا اس مسئلہ میں تشدد مناسب نہیں۔

رفع یدین میں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائیں؟

علامہ کاسانیؒ نے تین مذاہب نقل فرمائے ہیں: (۱) احنافؒ کے نزدیک: مصلی اپنے ہاتھوں کو اتنا اٹھائے کہ ہاتھوں کے انگوٹھے کانوں کے لووں کے مساوی ہو جائیں۔ ہر اس جگہ جہاں تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جاتا ہے اسی طرح رفع یدین کیا جائے (۲) شوافعؒ کے نزدیک: "رفع یدین میں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھایا جائے" (۳) مالکیہؒ کے نزدیک: "ہاتھوں کو سر کے برابر تک اٹھایا جائے (بدائع)

شافعیہؒ کی دلیل

سید الکونین ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے تھے۔

دلیل شوافعؒ کا جواب

(۱) صاحب بدائعؒ نے لکھا ہے کہ: وہ حالت عذر پر محمول ہے۔ یعنی موسم سرما پر کہ جب سردی کی وجہ سے جسم پر کپڑے اور لمبی ٹوپیاں پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن کی بناء پر آپ کے لئے کانوں تک ہاتھ اٹھانا مشکل تھا۔ جس کی واضح دلیل حضرت وائل بن حجر ؓ کی حدیث ہے۔

حدیث وائل بن حجر ؓ

"میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے صحابہ کرام ؓ کو دیکھا وہ اپنے کانوں تک رفع یدین کر رہے تھے پھر میں جب دوبارہ مدینہ

منورہ آیا تو میں نے دیکھا، صحابہ کرام ؓ سخت سردی کی بناء پر چادریں اور لمبی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے، اور اپنے ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاتے تھے۔

جواب نمبر۲: دوسرا جواب یہ ہے کہ "ہماری روایت کردہ حدیث میں انگلیوں کے سرے اور شوافعؒ کی روایت کردہ حدیث میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پہنچے مراد ہیں۔ تا کہ حسب استطاعت دونوں حدیثوں پر عمل ہو سکے۔ (بدائع)

احنافؒ کی دلیل

حدیث براء بن عازب ؓ ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے۔

رفع یدین کا مقصد

"صاحب بدائعؒ نے فرمایا: رفع یدین کا مقصد بہرے شخص کو نماز شروع کرنے کی اطلاع دینا ہے۔ چنانچہ ہمارے نزدیک اسی بناء پر ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت رفع یدین نہیں کیا جاتا کیونکہ بہرا آدمی ان حرکات کو خود دیکھ سکتا ہے ۔لہذا وہاں رفع یدین کی ضرورت نہیں ہوتی۔

رفع یدین کا وقت

رفع یدین کو نیت سے متصل ادا کرنا مسنون ہے۔ کیونکہ فی الحقیقت رفع یدین تکبیر تحریمہ سنت ہے۔

رفع یدین کا طریقہ

امام طحاویؒ نے فرمایا: اپنی انگلیوں کو پھیلا کر ان کو قبلہ رخ کر کے رفع یدین کرے۔

علامہ ہندوانیؒ لکھتے ہیں کہ: "مصلی ان انگلیوں کو نہ تو پوری طرح کھولے اور نہ بالکل بند کرے۔ بلکہ انگلیاں عموماً جس حال میں رہتی ہیں انہیں اسی حال میں رہنے دیئے جائے۔ (بدائع)

رفع الیدین عندالرکوع

(۱) احنافؒ و مالکیہؒ کے نزدیک: "عند الرکوع" رفع یدین مستحب نہیں (۲) شوافعؒ و حنابلہؒ کے نزدیک رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین مستحب ہے امام شافعیؒ کے نزدیک: قعدہ سے قیام کی طرف انتقال کے وقت بھی رفع یدین مستحب ہے۔ (اوجز ۱۹۰/۲)

دلائل شافعیہؒ

(۱) صاحب بدائعؒ نے لکھا ہے کہ: "اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، و عبداللہ بن عمر ؓ سے مرفوع اور موقوف دونوں طرح سے یہ روایت مروی ہے (۲) حدیث ابوحمید الساعدی ؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں سید الرسل ﷺ کی نماز کے متعلق نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا ضرور بتائے۔ فرمایا: میں نے دیکھا حضور اکرم ﷺ نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (بدائع) امام بخاریؒ نے شوافعؒ کے مسلک کے مطابق دو حدیثیں نقل کی ہیں (۱) حدیث ابن عمر ؓ "رأیت رسول اللّٰہ ﷺ اذا قام فی الصلاۃ ... اذا رفع رأسه من الرکوع (بخاری) (۱) حضرت ابن عمر ؓ کی روایات متعارض ہیں۔ اس میں چھ قسم کا تعارض

ہے (معارف ۴۷۳/۲) (۱) اسی روایت کو امام مالکؒ سے امام شافعیؒ نے روایت کیا تو دو دفعہ رفع یدین کا ذکر ہے (نصب ۴۸۳/۱) (۲) بخاری شریف میں چار مرتبہ رفع یدین کا ذکر ہے (بخاری ۱۰۲/۱) (۳) امام بخاریؒ نے "جزء رفع الیدین" میں ذکر کیا تو پانچ دفعہ رفع یدین کا ذکر ہے (جزء رفع الیدین ۳) (۴) امام طحاویؒ نے "فی کل خفض ورفع" کا اضافہ کیا (طحاوی) وغیرہ وغیرہ۔ (۵) امام طحاویؒ نے "رفع یدین" ناسخ ثابت کیا ہے۔ "عن مجاهد: "صلیت خلف ابن عمرؓ فلم یکن یرفع یدیه إلا فی التکبیرة الاولی من الصلاة".

علامہ زیلعیؒ لکھتے ہیں کہ طاؤس نے جو روایت کی ہے ابن عمرؓ سے وہ روایت مجاہدؒ والے طریق کے خلاف ہے۔

جواب: علامہ زیلعیؒ نے فرمایا "کان هذا قبل ظهور الناسخ" (نصب ۴۸۳/۱) (۶) حضرت ابن عمرؓ دوسرے اکابر صحابہ کے مقابلے میں کم عمر اور نوجوان صحابی تھے جو پیچھے صفوں میں بچوں کیساتھ نماز پڑھتے تھے۔ حضرت علیؓ وابن مسعودؓ "السابقون الاولون" میں سے ہیں اور اگلی صفوں میں ہوتے تھے۔ "لیلنی منکم اولو الاحلام" کا مصداق بڑے صحابہ وبدری صحابہ کرامؓ تھے۔ یہی لوگ صف اول میں ہوتے تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی نماز کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ ان کی روایت کو ترجیح ہوگی (۷) حضرت ابن عمرؓ کی روایت کو امام مالکؒ نے "موطا" میں ذکر کیا ہے لیکن اس پر عمل انہوں نے نہیں کیا کیونکہ اہل مدینہ کے تعامل کے خلاف تھی (۸) ابن عمرؓ سے ان کے بیٹے حضرت سالم مرفوع بیان کر رہے ہیں۔ اور نافع جو ان کے غلام تھے وہ موقوف بیان کر رہے ہیں۔ (۹) امام محمدؒ نے "موطا" میں اور امام طحاویؒ نے خود ابن عمرؓ کا عمل "ترک رفع یدین کا لکھا ہے" قال محمد: "...رأیت ابن عمرؓ یرفع یدیه حذاء أذنیه فی أول تکبیرة افتتاح الصلاة ولم یرفعهما فیما سوی ذلك" (موطا محمد) (۱۰) امام بخاریؒ نے حدیث میں "کان یرفع" ذکر کیا تو بعض لوگ یہ سمجھے کہ "کان" استمرار ودوام پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ امام نوویؒ مسلم ۲۵۴/۱ پر لکھتے ہیں کہ "کان دوام پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ ماضی میں ایک دفعہ کام ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

"کان" کی مثالیں

(۱) کان ینصرف عن یمینه (مسلم ۲٤۷/۱) (۲) کان ینام وهو جنب (ترمذی ۲۰/۱) یہاں دوام نہیں ہے (۲) حدیث مالک بن حویرثؓ: "إذا صلی کبر و رفع یدیه وإذا اراد أن یرکع رفع یدیه وإذا رفع رأسه من الرکوع رفع یدیه" (بخاری ۱۰۲/۱) جواب: (۱) حدیث مالک بن حویرثؓ سے دوام ثابت نہیں ہوتا کیونکہ صرف بیس دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہے۔ (بخاری ۸۸/۱) (۲) مالک بن حویرثؓ نے مدینہ قبیلے والوں کو نماز سکھائی تو رفع یدین کا ذکر ہی نہیں کیا۔ (بخاری ۱۱۳/۱)

امام مسلمؒ اور رفع یدین

امام مسلمؒ ایک اور حدیث وائل بن حجرؓ لائے جس سے رفع یدین ثابت ہوتا ہے۔

نوٹ: امام بخاریؒ "رفع یدین عند الرکوع" میں صرف دو حدیثیں لائے ہیں۔

حدیث مالک بن حویرثؓ کا جواب

حضرت مالک بن حویرثؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں صرف بیس دن رہے۔ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ

نے ارشاد فرمایا: ''واپسی پر اپنے ساتھیوں کو نماز سکھانا۔(بخاری ۱/۸۷) آگے بخاری شریف ۱/۱۴۳ میں موجود ہے کہ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے واپسی پر ساتھیوں کو نماز سکھائی جس میں رفع یدین کا نام ونشان بھی نہیں۔

امام نسائیؒ کا ترک رفع یدین نقل کرنا

امام بخاریؒ کے شاگرد امام نسائیؒ نے ''۱/۱۵۸'' پر بخاری شریف کی دونوں ''رفع یدین'' والی حدیث نقل کرنے کے فوری بعد ''ترک ذلک'' کا باب باندھا اور ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ'' والی ''ترک رفع یدین والی حدیث ذکر کے ثابت کیا کہ رفع یدین'' متروک ہو چکا ہے۔

امام اعظمؒ کا فرمان

فرمایا کہ کسی فقیہ صحابی سے (جن کا فتوی دور نبوی میں چلتا رہا) رفع یدین کی روایت بوقت رکوع صحت کو نہیں پہنچی۔(مسند امام اعظم ۵۰)

امام مالکؒ نے فرمایا کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین ضعیف ہے۔فرمایا: کسی ''رفع یدین بعد التحریمة'' کرنے والے کو میں نہیں پہچانتا۔(المدونة الکبری ۱/۷۱)

امام محمدؒ کی مظبوط دلیل

بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو پہلی صف میں کھڑے ہوتے تھے اور نبی کریم ﷺ کی نماز کو سب سے زیادہ جانتے تھے کسی سے بھی رفع یدین بعد تحریمہ کی حدیث صحت کو نہیں پہنچی اور نہ ہی کسی بدری سے یہ ''رفع یدین'' کرنا صحت کو پہنچا، جبکہ ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہایت مضبوط طریقے سے یہ بات پہنچی کہ یہ نماز میں پہلی تکبیر کے بعد ''رفع یدین'' نہیں کرتے تھے (کتاب الحجہ ۱/۹۵)

کیا امام بخاریؒ نے دلیل کا جواب دیا؟

امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں تو چیلنج کا جواب نہیں دیا البتہ "جزء رفع الیدین" میں جواب دیا۔"جزء رفع الیدین" کی سب سے پہلی حدیث بدری صحابی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے "کان یرفع یدیہ اذا کبر للصلاۃ"۔

جواب: (۱) پہلا جواب یہ کہ صرف ''تکبیر تحریمہ'' کا رفع یدین مذکور ہے۔ باقی تو تکبیرات انتقال کا ذکر ہے نہ کہ رفع یدین کا (۲) دوسرا جواب یہ کہ اس حدیث میں ایک راوی "عبدالرحمن ابی الزناد" کثیر تعداد محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے یہ راوی کئی صحیح ترین سندوں کے مخالف بھی ہیں (تاریخ بغداد ۱۰/۲۲۹) (۳) تیسرا جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ اس حدیث میں "رکعتین" کے بعد "رفع یدین" کا ذکر ہے۔جس کے خود امام بخاریؒ اور چاروں ائمہ اربعہؒ میں سے کوئی قائل نہیں تو پھر ایسی حدیث کو کیسے مستدل لیا جا سکتا ہے؟

امام بخاریؒ کے استاذ ابو بکر ابی شیبہؒ اور رفع یدین والی حدیث

ابن ابی شیبہؒ نے ابو اسحٰق السبیعیؒ سے روایت کیا کہ: "کان أصحابُ عبداللہ رضی اللہ عنہ وأصحاب علیؓ رضی اللہ عنہ لا یرفعون أیدیھم إلا في الإفتتاح قال وکیع: ثم لا یعودون (یعنی صرف پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے)(ابن ابی شیبہ ۱/۲۳۶)

امام ابراہیم نخعیؒ اور رفع یدین

"ما سمعته من أحد منهم إنما كانو يرفعون أيديهم في بدء الصلوة حين يكبرون" (موطا محمد ۹۰) فرمایا: میں نے کسی صحابی سے نہ رفع یدین کرنے کا سنا، نہ کسی صحابی کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا وہ صرف پہلی تکبیر کے وقت "رفع یدین" کرتے تھے۔

تعامل وتواتر اہل مدینہ

اہل مدینہ کا تعامل "ترک رفع یدین" پر تھا۔ امام مالکؒ کا فرمان ہے کہ "تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کرنے والے کو نہیں پہچانتا پیچھے گزر چکا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرکز مدینہ منورہ تھا۔ کوفہ میں ایک ہزار سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ بالخصوص آخری خلیفہ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب بھی "ترک رفع یدین" کے قائل تھے۔ حدیث علی رضی اللہ عنہ "عن النبي ﷺ أنه كان يرفع يديه في أوّل الصلاة ثم لا يعود" (العلل دار قطني ۱۰۶/۴)

کوفہ اور دور تابعین

امام ابوبکر بن عیاشؒ نے فرمایا: ما رأيت فقيهاً قطُّ يفعله يرفع يديه في غير التكبيرة الأولى (طحاوی ۱۱۲/۱) "یعنی میں نے کسی بھی دین کی سمجھ رکھنے والے کو پہلی تکبیر کے علاوہ نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا"۔

دور تبع تابعین اور کوفہ

امام ابن نصر مروزیؒ نے فرمایا: "لا نعلم مصراً من الأمصار تركوا باجمعهم رفع اليدين عند الخفض و الرفع إلّا أهل الكوفة" (استذکار ابن عبدالبر)

امام بخاریؒ وامام ترمذیؒ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے "رفع یدین" ثابت کرنا

امام بخاریؒ نے "جزء القراءة" کی پہلی حدیث کے آخر میں فرمایا "و كذلك يروى عن سبعة عشر نفساً من أصحاب النبي ﷺ أنهم كانوا يرفعون أيديهم" لیکن جب نام ذکر کیے تو "سترہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم" کے نام بھی ذکر نہیں کیے اور پھر پوری "جزء القراءة" میں تمام ذکر کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات "سند" کیساتھ ذکر نہیں کر سکے۔ ان ذکر کردہ روایات میں ایک بھی ایسی روایت نہیں جس سے رفع یدین کا دوام بطور نص ثابت ہوتا ہو۔ امام ترمذیؒ نے پندرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام لیا ان پندرہ میں سے متفق علیہ صرف دو حدیثیں ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہ و مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ان دونوں میں سے نہ کوئی "بدری" ہے نہ "خلیفہ راشد" اور نہ عشرہ مبشرہ میں سے ہے۔ امام بخاریؒ نے آگے لکھا ہے کہ: اسی "جزء القراءة" کی پہلی حدیث کے آخر میں فرمایا: "لم يثبت عند أهل العلم عن أحد من أصحاب النبي ﷺ أنه لم يرفع يديه .... إلخ" اہل علم کے نزدیک سید الرسل ﷺ کے اصحاب میں سے کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں کہ اس نے رفع یدین نہیں کیا"۔

جواب: یہاں صرف "تکبیر تحریمہ" مراد ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ کی ذکر کردہ عبارت "حمید بن ہلالؒ" کی ہے اس میں تکبیر تحریمہ کا رفع یدین میں مذکور ہے۔ ورنہ یہ روایت ترمذیؒ کے صراحتاً خلاف ہو جاتی ہے۔ امام ترمذیؒ نے فرمایا: وبه يقول غير واحد من

أهل العلم من أصحاب النبيّ ﷺ والتّابعين وهو قول سفيان وأهل الكوفة (ترمذی)

حدیث وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

اس روایت سے ''رفع یدین'' ثابت ہے۔ (جزء القراءۃ)

جواب: (۱) حضرت وائل رضی اللہ عنہ مدینہ سے دور کسی دیہات میں رہتے تھے اور کمسن بھی تھے۔ اس لئے امام نخعیؒ نے فرمایا: وائل رضی اللہ عنہ اگر ایک دفعہ ملے ہیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ پچاس مرتبہ ملے ہیں ان کی روایت راجح ہوگی۔ (طحاوی)

اہل مکہ اور رفع یدین میمون مکیؒ نے فرمایا: رأيت ابن الزبير رضی اللہ عنہ صلّى صلاة لم أر أحداً يصلّيها (ابو داؤد)

(۲) حدیث وائل رضی اللہ عنہ کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ روایت مضطرب اور منقطع ہے۔ میمونؒ کبار تابعین میں سے ہیں۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لقاء وزیارت کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے ''حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ'' کو رفع یدین کرتے دیکھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اوپر مذکور جملے بطور اشکال عرض کئے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ مکہ مکرمہ میں ''ترک رفع'' کو عملی تواتر و تعامل حاصل تھا۔ ورنہ یہ اشکال ''تابعی مکی'' کو کیوں ہوا؟ البتہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی حکمرانی کے بعد اہل مکہ کا تعامل رفع یدین بن گیا۔

حضرت نضر بن حارثؒ اور حضرت وہیب بن خالد مکی تابعیؒ کا رفع یدین سے انکار

عبداللہ بن طاؤسؒ تبع تابعی ''یمن'' سے تشریف لائے۔ حج کے موقع پر نماز میں ''رفع یدین'' کیا تو حضرت وہیب بن خالدؒ نے فرمایا: (اے ابن طاؤس) تم ایسا کام کرتے ہو جو ہم نے کسی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا (وہیب بن خالدؒ ۱۶۵ھ میں مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے)۔ اور ان کے علاوہ حضرت نضر بن حارثؒ نے ''رفع یدین'' کو منکر جانا۔ (ابوداؤد)

حدیث ابوحمید الساعدیؓ اور رفع یدین

امام بخاریؒ اپنی ''صحیح'' میں اس حدیث کو امام ابوداؤدؒ کی طرح رفع یدین کے ساتھ تو ذکر نہیں کی۔ کیونکہ ان کی شرائط پر نہیں تھی۔ البتہ ''جزء القراءة'' ذکر کی ہے ''قال: أنا أعلمكم بصلاة النبيّ ﷺ فذكر مثله فقالوا: كلّهم صدقت''

جواب: (۱) پہلا جواب یہ ہے کہ جب ابوحمید الساعدیؓ نے فرمایا: میں تم میں سے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کا عالم ہوں۔ پھر ''رفع یدین'' کے ساتھ ذکر کر کے فرمایا: ''انا اعلمکم'' آگے جواب ''صدقت'' دیا گیا۔ اس سے واضح ہوا کہ ''رفع یدین'' نہ خود ان کے عمل میں تھا اور نہ ہی سامنے موجود دس صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل میں تھا۔ اسلئے فرمایا: انا اعلمکم یہ نہیں فرمایا: کہ ''انا اعملکم'' واضح ہوا کہ ''رفع یدین'' متروک ہو چکا تھا (۲) دوسرا جواب یہ بھی ہے کہ حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ زیادہ عرصہ سید الرسل ﷺ کی خدمت میں نہیں رہے اس لئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: ''فو الله ما كنت بأكثرنا تبعة ولا أقدمنا له صحبة'' (نصب ۱/۳۸۷) (۳) علامہ زیلعیؒ نے فرمایا: یہ روایت ضعیف اور اس میں اضطراب ہے (نصب ۱/۳۸۴)

نوٹ: امام بخاریؒ ''حدیث ابوحمید الساعدیؓ'' بخاری شریف میں صفحہ ۱/۱۱۴ پر ذکر کی ہے۔ اس میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کسی رفع یدین کا ذکر نہیں ہے۔

فائدہ: امام بخاریؒ ''جزء القراءة'' میں حدیث ابوحمید الساعدیؓ نمبر ۵ اور ۶ پر بھی لائے ہیں۔ اس میں ''دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' کے بجائے صرف چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی ثابت کی ہے۔ امام طحاویؒ نے مثبتین ''رفع یدین'' کے دلائل چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

ثابت فرمائے ہیں۔ حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت وائل بن حجر اور حضرت ابوحمید الساعدی، حضرت مالک بن حویرث، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔ جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ و حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ترک رفع یدین ثابت ہے۔ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روایات میں یا تو اضطراب ہے یا محتمل ہیں۔ (طحاوی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی "ترک رفع یدین" ثابت ہے۔ (معارف ۲؍۴۷۶)

احناف ؒ کے ترک رفع یدین پر دلائل

نوٹ: علامہ عثمانیؒ کی اعلاء السنن میں احناف ؒ کے تقریباً اٹھارہ دلائل (احادیث) ذکر کئے ہیں جن میں سے بعض دلائل یہ ہیں (۱) عن الأسود قال: رأيت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يرفع يديه في أوّل تكبيرة ثمّ لا يعود... رواه الطحاوي (اعلاء حدیث نمبر ۸۱۵) (۲) عن عبدالله رضي الله عنه: "أنّه كان يرفع يديه في أوّل ما يفتتح ثمّ لا يرفعهما" (اعلاء حدیث نمبر ۸۱۹) (۳) "كان أصحاب عبدالله رضي الله عنه وأصحاب علي رضي الله عنه لا يرفعون أيديهم إلاّ في افتتاح الصّلوة" (اعلاء حدیث ۸۲۰) (۴) عن ابن مسعود رضي الله عنه: "صلّيت خلف النّبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر و عمر ولم يرفعوا أيديهم إلاّ عند افتتاح الصّلوة" (اعلاء حدیث نمبر ۸۲۱) (۵) عن عبدالله رضي الله عنه قال: ألا أريكم صلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فلم يرفع يديه إلا مرّة (اعلاء حدیث نمبر ۸۲۳)

اشکال: حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے تو حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر اشکال کیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے لکھا "قال ابن المبارك: "قد ثبت حديث من يرفع ولم يثبت حديث ابن مسعود رضي الله عنه" (ترمذی)

جواب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دو روایتیں ہیں۔ ایک فعلی جس میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک کا ذکر کیا ہے۔ امام ترمذیؒ اور علامہ ابن حزمؒ نے اس کی تحسین کی ہے۔ کیونکہ فعلی روایت کو خود ابن مبارکؒ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اشکال ختم ہوا۔

دوسری روایت: قولی ہے۔ کسی راوی نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے، حدیث قولی بنا دیا۔ ابن مبارکؒ کا نقد قولی پر ہے۔ (معارف ۲؍۴۷۷)

ترک رفع یدین کی وجوہ ترجیح

(۱) پہلی وجہ ترجیح تو یہ ہے کہ رفع یدین کے رواۃ، عہد رسالت میں یا تو جوان صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں یا وہ لوگ ہیں جنہوں نے بارگاہ رسالت میں چند ہی روز قیام کیا ہے۔ یہ لوگ نماز کے بارے میں نازل ہونے والے تدریجی احکام کے عینی شاہد نہیں ہیں، جبکہ ترک رفع کے راوی وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو ان تمام احکام کے تجربے اور مشاہدے سے گذرے ہیں اور انہیں اول سے آخر تک نماز کے بارے میں نازل ہونے والے تدریجی احکام کا پوری بصیرت کے ساتھ علم ہے، اس لئے ترک رفع راجح ہے (۲) رفع یدین کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ہمیشہ رفع یدین کرنے کا نہیں رہا ان سے ترک رفع کی روایات بھی بسند صحیح منقول ہیں جبکہ ترک رفع کے راوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عمل ہمیشہ ترک رفع کا رہا ان سے رفع یدین کا کہیں بھی ثبوت نہیں ہے اس لئے ترک رفع راجح ہے (۳) ترک رفع نماز کے سلسلے میں قرآن کریم کی اصولی ہدایت (قوموا لله قانتين) کے مطابق ہے اور فقہاء احناف ؒ روایت میں اختلاف کے وقت قرآنی ہدایات سے زیادہ توافق رکھنے والی صورت کو ترجیح دیتے ہیں یہ ان کا مقررہ اصول ہے اور اس کے متعدد مثالیں فقہ حنفی میں موجود ہیں اس لئے یہاں بھی ترک رفع راجح ہے (۴) رفع یدین کی تمام روایات فعلی ہیں

، پورے ذخیرہ احادیث میں ایک روایت بھی ایسی پیش نہیں کی جاسکی جس میں رکوع میں جاتے وقت یا رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا امر کیا گیا ہو جبکہ ترک رفع کی روایات فعلی بھی ہیں اور قولی بھی، اور قولی روایات معارضہ سے محفوظ ہیں جیسے حضرت جابر بن سمرہ ﷺ کی مسلم شریف کی روایت "مالی أراکم رافع أیدیکم اسکنوا فی الصلوٰۃ" یہ روایت ترک رفع کیلئے نص صریح ہے۔ اور اگر فریق ثانی کے خیال کے مطابق اس کو سلام سے متعلق مان بھی لیا جائے تو اثناء صلوۃ میں رفع یدین کی ممانعت اسی روایت سے دلالۃ النص کے طور پر بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتی ہے اسلئے ترک رفع راجح ہے۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں احکام کا تغیر توسع سے تنگی اور حرکت سے سکون کی طرف ہوا ہے۔

باب القراءة فی المغرب و العشاء

حدیث نمبر ۱۶۸: حدثنا جبیر... قرأ بالطور فی المغرب.

مفہوم: حضرت جبیر بن مطعم ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے ہوئے سنا۔

حدیث نمبر ۱۶۹: حدثنا عبدالله... یقرأ والمرسلات عرفا فقالت له یابنی لقد ذکرتنی... یقرأبها فی المغرب.

مفہوم: حضرت ابن عباس ﷺ سے مروی ہے کہ حضرت ام فضل نے ان کو سورہ المرسلات پڑھتے سنا تو کہا اے بیٹے! میں نے آخری مرتبہ یہی سورت سرور کونین ﷺ سے مغرب کی نماز میں سنی تھی۔

حدیث نمبر ۱۷۰: حدثنا عبدالله... فقرأ فی الرکعتین الاولیین بام القرآن و سورة سورة... انك انت الوهاب.

مفہوم: حضرت ابوعبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوبکر ﷺ کے دور خلافت میں مدینہ آیا تو میں نے آپ کی اقتداء میں مغرب کی نماز ادا کی تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورت مفصل کی چھوٹی سورتوں میں سے پڑھی پھر جب تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہوئے تو میں ان کے نزدیک ہو گیا یہاں تک کہ میرے کپڑے قریب تھے کہ ان کے کپڑے چھو جائیں تو میں نے سنا کہ آپ سورہ فاتحہ اور اس آیت کو پڑھ رہے تھے "ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب"۔

حدیث نمبر ۱۷۱: حدثنا نافع... اذا صلی وحده یقرأ فی الاربع جمیعا فی کل رکعة... بام القرآن سورة سورة.

مفہوم: حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ جب تنہا نماز پڑھتے تو فرض کی چاروں رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور ایک ایک سورہ پڑھتے تھے اور بعض اوقات ایک رکعت میں دو یا تین سورتیں پڑھتے تھے۔ مغرب کی نماز میں دو رکعتوں میں فاتحہ اور ایک ایک سورت پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷۲: حدثنا البراء... فقرأ فیها بالتین والزیتون.

مفہوم: حضرت براء بن عازب ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ کو عشاء کی نماز میں سورہ تین پڑھتے ہوئے سنا۔

سرور کونین ﷺ کی آخری نماز کونسی تھی

(۱) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آخری نماز ظہر ہے۔ یعنی جو مسجد میں جماعت کے ساتھ آخری نماز پڑھائی وہ ظہر تھی (۲) اور ام الفضل رضی اللہ عنہا نے آخری نماز مغرب کا ذکر فرمایا وہ گھر میں مراد لے رہی ہیں یعنی گھر میں آخری با جماعت

نماز مغرب کی تھی۔ (عون ۲/۱۹)

مغرب میں قرأت طویل کرنا

جمہورؒ اور احنافؒ کے نزدیک مغرب میں "قصار المفصل" سے قرأت مسنون ہے۔ لیکن حدیث الباب میں قرأت طویل ہے (۱) اس سے مراد یہ ہے کہ مرسلات کا بعض حصہ تلاوت فرمایا (۲) کبھی کبھار بیان جواز کیلئے طویل کرتے تھے (۳) افضل الانبیاء ﷺ کو معلوم تھا کہ "مقتدی" طویل قرأت سے گھبرائیں گے نہیں اور نہ ہی تھکیں گے اور نہ ہی ان کو مشقت ہوگی (بذل ۲/۴۷)

مغرب میں طویل قرأت امام مالکؒ کے نزدیک مکروہ ہے (بذل ۲/۴۷)

باب العمل فی القراءة

حدیث نمبر ۱۷۳: حدثنا علی... نھی عن لبس القسی وعن تختم الذھب وعن قرائۃ القران فی الرکوع.

مفہوم: حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ریشمی کپڑا، سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور قرآن کو رکوع میں پڑھنے سے منع فرمایا۔

حدیث نمبر ۱۷۴: حدثنا فروۃ... خرج علی الناس وھم یصلون وقد علت اصواتھم... علی بعض بالقران.

مفہوم: حضرت فروہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے جبکہ وہ نماز میں بلند آواز سے قراءت کر رہے تھے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کے ساتھ نماز میں سرگوشی کرتا ہے تو اس کو سمجھ کر سرگوشی کرنی چاہیے۔ اور تم میں سے ایک قرآن پڑھنے میں دوسرے کو نہ پکارے۔

حدیث نمبر ۱۷۵: حدثنا انس... فکلھم کان لا یقرا بسم اللہ الرحمن الرحیم اذا افتتحوا الصلوۃ.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے ان میں سے کسی نے بھی نماز کے شروع میں تسمیہ نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷۶: حدثنا مالک... عند دار ابی جھم بالبلاط.

مفہوم: مالک بن ابی عامر ؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق ؓ کی قراءت کو ابوجہم ؓ کے گھر کے پاس بلاط میں سنتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۷۷: حدثنا نافع... اذا فاتہ شیء من الصلوۃ مع الامام فیما جھر فیہ الامام... فیما یقضی وجھر.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے کچھ رکعات رہ جاتیں اور وہ امام کے پیچھے ہوتے جبکہ نماز بھی جہراً ہوتی تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد آپ کھڑے ہو جاتے اور بقیہ نماز پوری کرتے اور اس میں جہراً قراءت کرتے۔

حدیث نمبر ۱۷۸: حدثنا یزید... کنت اصلی الی جانب نافع بن جبیر بن مطعم فیغمزنی... ونحن نصلی.

مفہوم: یزید بن رومانؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت نافعؒ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا تو وہ مجھے اشارہ کرتے تو جہاں وہ بھول جاتے میں ان کو لقمہ دیتا تھا۔

باب القراءة فی الصبح

حدیث نمبر ۱۷۹: حدثنا عروۃ... صلی الصبح فقرأ فیھا سورۃ البقرۃ فی الرکعتین کلتیھما.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صبح کی دو رکعتوں کی نماز میں سورہ بقرہ پڑھی۔

حدیث نمبر ۱۸۰: حدثنا عروۃ... فقرأ فیھا بسورۃ یوسف و سورۃ الحج قرائۃ بطیئۃ.. فقال اجل.

مفہوم: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز سورہ یوسف ٹھہر ٹھہر کر پڑھی۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر تو حضرت عمر صبح صادق رضی اللہ عنہ کے وقت کھڑے ہوتے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا۔

حدیث نمبر ۱۸۱: حدثنا القاسم... مااخذت سورۃ یوسف الا من قرائۃ عثمان ابن... ما کان یرددھا.

مفہوم: حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت فرافصہ بن عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے سورہ یوسف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے صبح کی نماز میں زیادہ پڑھنے سے یاد ہوگئی۔

حدیث نمبر ۱۸۲: حدثنا نافع... کان یقرأ فی الصبح فی السفر بالعشر السور الاول... بام القران و سورۃ.

مفہوم: حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں مفصل کے پہلی دس سورتوں میں سے ہر ایک رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

باب ما جاء فی أم القرآن

حدیث نمبر ۱۸۳: حدثنا سعید... انی لا رجو ان لا تخرج من باب المسجد حتی تعلم... و القران العظیم الذی اعطیت

مفہوم: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو آواز دی جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ فراغت کے بعد آئے تو سرکار دو عالم ﷺ نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا جبکہ وہ مسجد سے نکلنا چاہتے تھے، سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ مسجد سے نکلنے سے پہلے آپ کو ایسی سورت سکھاؤں جو نہ تورات میں، نہ زبور میں اور نہ ہی قرآن میں اس کی مثل نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس وجہ سے آہستہ چلنے لگے پھر عرض کیا اللہ کے رسول! وہ کون سی سورت ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آغاز نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ عرض کیا کہ میں یہ پڑھتا ہوں "الحمد لله رب العالمین... الخ" آخر تک سنایا۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہی سورت تو ہے، اس کو سبع المثانی بھی کہتے ہیں اور یہ وہ قرآن عظیم ہے جو مجھے دیا گیا۔

حدیث نمبر ۱۸۴: حدثنا ابو نعیم... من صلی رکعۃ لم یقرأ فیھا بام القران فلم یصل الا وراء الامام.

مفہوم: ابی نعیم وہب بن کیسانؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے نماز نہ پڑھی مگر یہ کہ وہ امام کے پیچھے ہو۔

باب القرائۃ خلف الامام فیما لا یجھر فیہ بالقراءۃ

حدیث نمبر ۱۸۵: حدثنا ابو السائب... من صلی صلوۃ لم یقرأ فیھا بام القران فھی خداج... و لعبدی ما سأل.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے (تین دفعہ فرمایا) نامکمل ہے۔ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرا بازو پکڑ کر کہا کہ اس کو دل میں پڑھو کیونکہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھی آدھی ہو جاتی ہے آدھی میری اور آدھی اس کی، میرا بندہ جو مانگے میں اس کو دوں گا۔ پھر سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ کہتا ہے " الحمد لله رب العالمين " تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ اور جب کہتا ہے " الرحمن الرحيم " تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ جب کہتا ہے " مالك يوم الدين " اللہ کہتا ہے کہ بندے نے میری بڑائی بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے " اياك نعبد واياك نستعين " اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ آیت میرے اور میرے بندے کے بیچ ہے اور میرا بندہ جو مانگے اس کو دوں گا۔ جب بندہ کہتا ہے " اهدنا الصراط المستقيم... الخ " اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرا بندہ جو مانگے اس کو دوں گا۔

حدیث نمبر ۱۸۶: حدثنا عروة... كان يقرأ خلف الامام فيما لا يجهر فيه الامام بالقراءة.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سری نماز میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۸۷: حدثنا يحيى... كان يقرأ خلف الامام فيما لا يجهر فيه بالقراءة.

باب ترك القراءة خلف الامام فيما جهر فيه

حدیث نمبر ۱۸۸: حدثنا نافع... اذا سئل هل يقرأ احد خلف الامام قال اذا صلى احد... لا يقرأ خلف الامام.

مفہوم: حضرت نافع ؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب کوئی پوچھتا کہ کیا امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھی جائے؟ فرماتے کہ اگر امام کے پیچھے ہو تو اس کی قراءت مقتدی کیلئے کافی ہے اور اگر اکیلے ہو تو قراءت کرے۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۸۹: حدثنا ابو هريرة... انى اقول مالى انازع القران فانتهى الناس عن القراءة... ذلك من رسول الله.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جہری نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ میرے پیچھے کس نے قراءت کی ہے؟ کسی نے عرض کیا کہ میں نے۔ فرمایا تب ہی میں کہتا تھا کہ کون مجھ سے قرآن میں جھگڑا کر رہا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے جہری نماز میں سید البشر ﷺ کے پیچھے کبھی قراءت نہیں کی۔

فاتحہ کا حکم

(۱) جمہورؒ کے نزدیک فرض ہے (۲) احنافؒ کے نزدیک واجب ہے۔ (حاشیہ ترمذی ۱/۶۲)

قراءت خلف الامام کا حکم

(۱) حنابلہؒ و مالکیہؒ کے نزدیک: امام کے پیچھے قراءت صرف سری نماز میں مستحب ہے۔ جہری میں نہیں۔ (موطا ۲۹)

دلائل: (۱) حديث نافع بن جبير رضی اللہ عنہ "كان يقرأ خلف الامام فيما لا يجهر فيه بالقراءة" (۲) حديث عروة بن زبير رضی اللہ عنہ (۳) حديث ابن عمر رضی اللہ عنہ (موطا ۲۹، تحفة ۱/۲۵۷) (۲) احنافؒ کے نزدیک "قراءة خلف الامام" جائز نہیں نہ سرا اور نہ جہرا" (بدائع) (۳) شافعیہؒ کے نزدیک: علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں کہ شوافعؒ کے نزدیک متعین طور پر "سوره فاتحه" کا پڑھنا فرض ہے۔ حتیٰ کہ کوئی شخص "فاتحہ" یا اس کا ایک حرف بھی چھوڑ دے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (بدائع)

دلائل: (۱) لا صلاۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب (۲) "لاصلاۃ إلّا بفاتحۃ الکتاب و سورۃ معھا أو قال شیء معھا (۳) سرکار دو عالم ﷺ نے "فاتحہ" پر ہمیشگی فرمائی اور اسے کبھی نہیں چھوڑا۔ (بدائع)

جوابات: علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں (۱) احنافؒ کا مستدل آیت قرآنی ہے: "فاقرؤا ما تیسر من القرآن" اس آیت قرآنی میں مطلق قراءت کا حکم ہے لہذا "سورۃ فاتحۃ" یا "فاتحہ و قراءت" کی تعیین قرآنی آیت کے اطلاق کا نسخ ہے۔ قاعدہ کلیہ "امام شافعیؒ کے نزدیک "خبر متواتر" سے بھی نسخ قرآن جائز نہیں چہ جائیکہ خبر واحد۔ یعنی خبر واحد سے نسخ قرآنی تو بدرجہ اولی جائز نہیں (۲) صاحب بدائعؒ نے لکھا ہے جب کسی حدیث کا قرآنی آیت سے معارضہ ہو جائے تو اس حدیث کا ترک کرنا ضروری ہو جاتا ہے (۳) نبی کریم ﷺ نے بیشک مداومت اختیار فرمائی ہے۔ لیکن سید الرسل ﷺ کا کسی عمل پر ہمیشگی اختیار فرمانا "فرضیت" کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ واجب پر بھی (فرض کی طرح) ہمیشگی اختیار فرمائی ہے (بدائع)

نوٹ: امام طحاویؒ نے "فاتحۃ خلف الامام" کی تین دلیلیں ذکر فرمائی ہیں اور پھر ان کے جواب بھی دیے ہیں مثلاً

پہلی دلیل شوافعؒ

(۱) حدیث عبادہ بن صامت ؓ "سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

جواب: فصاعدا مسلک احنافؒ پر نص ہے۔ شافعیہؒ کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرات شوافعؒ تو صرف فاتحہ کے قائل ہیں۔ حالانکہ "فصاعدا" "وما تیسر" "فمازاد" ابوداؤدؒ نے چاروں احادیث شروع کی لائی تھیں جو مؤید ہیں۔ احنافؒ "فاتحہ کیساتھ ضم سورۃ" کے قائل ہیں جو "فصاعدا وفما زاد" جیسے الفاظوں سے مترشح ہے اور یہی مذہب ہے احنافؒ کا۔

جواب: صاحب اعلاء السننؒ نے اس روایت پر تفصیلی کلام فرمایا ہے: خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث عبادہ ؓ بے انتہا ضعیف ہے۔ اس میں تینوں راوی (محمود، مکحول، محمد بن اسحٰق) متکلم فیہ ہیں۔ اور اس کی سند اور متن میں بھی اضطراب ہے (اعلاء ۴/۱۱۵، طحاوی ۱/۱۲۷، معارف ۳/۲۰۳) (۲) حدیث عائشہ رضی اللہ عنھا: "جس نماز میں فاتحہ نہیں پڑھی جاتی وہ کامل نہیں بلکہ ناقص ہوتی ہے (۳) تیسری دلیل حدیث ابی ہریرۃ ؓ "سورہ فاتحہ اپنے دل میں آہستہ آہستہ پڑھا کرو۔ (طحاوی ۱/۱۲۷)

جواب: اس کی سند میں "علاء بن عبدالرحمٰنؒ" محدثین کے نزدیک ضعیف ہے (میزان الاعتدال ۲/۲۱۲) (۲) دوسری دلیل اگر یہ ثابت بھی ہو تو صحابی کا اجتہاد ہے جو دوسری صریح و مرفوع احادیث کے مقابلے میں مرجوح ہے۔ خود آگے روایت آ رہی ہے۔ امام طحاویؒ کے حوالے سے جو ان کے اس "قول و مسلک" کو منسوخ و مرجوح ثابت کر رہی ہے۔

قول طحاویؒ

(۱) امام طحاویؒ نے فرمایا: اس حدیث میں مقتدی کی قراءت مراد نہیں بلکہ امام و منفرد کی قراءت مراد ہے کیونکہ امام کی قراءت مقتدی کیلئے کافی ہوتی ہے کیونکہ فرمایا "من کان لہ إمام فقراءۃ الإمام قراۃ لہ" (طحاوی) جواب نمبر ۲: حدیث ابی الدرداء ؓ کا حاصل بھی یہی ہے کہ "جس (مصلی نے) فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ناقص ہے لیکن حضرت ابو درداء ؓ کا فتوی یہ ہے کہ "مقتدی" کلام نبوی ﷺ سے مستثنیٰ ہے بلکہ لزوم قراءت امام و منفرد پر ہے۔ اس کے مقابلے میں حضرت ابو ہریرۃ ؓ کی رائے جو انہوں نے ابو سائب فارسی ؓ کو عجمی فارسی کہہ کر دی۔ وہ مقتدی پر بھی لزوم قراءت پر دال ہے۔ جب دونوں صحابی کی رائے اور

قیاس میں تعارض واقع ہوا تو کسی ایک "رائے" کو ترجیح دینے کیلئے تیسری دلیل کی ضرورت ہے۔ وہ تیسری دلیل اوپر گزر چکی "من کان له إمام فقراءة الامام قراءة له" یہ حضرت ابو درداء ﷜ کی "رائے اور فتویٰ" کے موافق ہے۔ ان کے مخالف لہذا ابی ھریرہ ﷜ کی رائے مرجوع ہوگی (طحاوی) صاحب اعلاء السننؒ نے لکھا "قراءت خلف الامام" کی جتنی احادیث ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور جو صحیح ہیں وہ صریح نہیں بلکہ محتمل ہیں یعنی منفرد وامام پر محمول ہیں (اعلاء السنن) علامہ کشمیریؒ نے جواب دیا "حدیث میں "لاصلاة الا بفاتحة الکتاب" "لا" نفی کمال کیلئے نہیں بلکہ لانفی ذات کیلئے ہے یعنی اگر مصلی قراءت (مطلقاً یعنی نہ فاتحہ پڑھے اور نہ سورۃ ملائے) نہ کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

دلائلِ احنافؒ

(۱) "وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا" احنافؒ کا مسلک کیونکہ اوفق بالقرآن ہے احنافؒ کی پہلی دلیل "وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون" اس سے بڑی دلیل کسی کے پاس نہیں کیونکہ باقی جتنی احادیث ہیں سب "اخبار احاد" بہر حال اس سے "قرآن کی قراءت" کے دوران توجہ سے سننا اور خاموش رہنا واجب ہے۔

اشکال: بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ تو خطبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

جواب: امام مجاہدؒ نے فرمایا کہ بعض صحابہ کرام ﷡ "قراءت خلف الامام" کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ خطبہ کے بارے میں بھی حکم ہو تو احنافؒ کے مسلک کے منافی نہیں کیونکہ جس طرح شراب حرام ہے اور نشہ اس کی علت ہے اور اس وجہ سے ساری نشہ آور چیزیں حرام ہونگی، اسی طرح اگر خطبہ بھی اس عموم میں داخل ہو تو فلا حرج۔ نوٹ: یہ آیت مکی ہے اور جمعہ مدینہ منورہ میں شروع ہوا۔

امام طحاویؒ کے دلائل

"حدیث أبو هريرة "هل قرأ منكم أحدا نفاً... إني أقول مالي أنازع القرآن فقال: فانتهى الناس" سرکار دو عالم ﷺ نے جہری نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے ابھی میرے ساتھ قراءت کی ہے ایک شخص نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! سید الکونین ﷺ نے فرمایا: میں کہتا تھا کہ کیا وجہ ہے؟ میرے ساتھ قرآن میں نزاع ہو رہا ہے؟ ابو ہریرۃ ﷜ نے فرمایا: اس کے بعد صحابہ کرام ﷡ نے "قراءت خلف الامام" ترک کر دی۔ (طحاوی)

نوٹ: پوری جماعت صحابہ کرام ﷡ میں سے صرف ایک شخص کا تلاوت (خلف الامام) کرنا واضح اور روشن دلیل ہے کہ صحابہ کرام ﷡ بھی "قراءت" کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ورنہ تمام صحابہ کرام ﷡ نے تلاوت کیوں نہیں کی؟

امام طحاویؒ کا دعویٰ

فان قال قائل..... اگر کوئی کہے کہ چند صحابہ کرام ﷡ قراءت خلف الامام کرتے تھے اور اس کا حکم بھی دیتے تھے مثلاً حضرت عمر ﷜ وغیرہ نے تو جواباً کہا کہ خود انہیں بہت سے صحابہ کرام ﷡ سے اس کے خلاف ثابت ہے اور اس کے خلاف بہت زیادہ روایات مروی ہیں مثلاً آگے بارہ صحابہ کرام ﷡ سے احادیث ذکر کی ہیں جو قراءت خلف الامام کے ترک پر مصرح ہیں جیسے گزشتہ حدیث۔ (طحاوی)

علامہ زیلعیؒ کا استدلال

علامہ زیلعیؒ نے احنافؒ کی مؤید و مستدل پندرہ سے زیادہ روایات نقل کی ہیں جن سے مسلک احنافؒ روز روشن کی طرح عیاں ہوتا

ہے۔ یہ تمام روایت حضرات شوافع“ کے خلاف بہترین دلیلیں ہیں مثلاً (۱) لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب، و سورۃ معھا (۲)۔۔ و سورۃ فی فریضۃ او غیرھا (۳)۔۔ وما تیسّر (٤)۔۔ ومعھا غیرھا (٥)۔۔ وایتین من القرآن (٦)۔۔۔ ثم اقرأ بما شئت (۷)۔۔۔ وبما شاء اللہ أن تقرأ (۸)۔۔۔ وایتین فصاعداً (۹)۔۔۔ وثلاث ایات فصاعداً (نصب الرایہ ۱/ ٤٤٠) امام ابوداؤدؒ بھی چار روایت ایسی لائے ہیں جن میں "فصاعداً ما تیسر فما زاد" کی زیادتی ہے۔ یعنی کہنا ہوگا یہ تمام احادیث منفرد اور امام پر محمول کریں ہیں۔ اوپر مذکورہ احادیث پر کلام بھی ہوا ہے بعض صحیح وسالم عن الاشکال ہیں۔

محمود بن ربیعؓ کو فاتحہ پڑھنے پر تعجب؟

امام ابوداؤدؒ کی اس باب کی ساتویں حدیث میں محمود بن ربیعؓ فرماتے ہیں: ''ایک دن عبادہؓ تا ظہر تے پہنچے تو ،موذن نے نماز شروع کردی، عبادہ کیساتھ میں (محمود بن ربیعؓ) بھی تھا۔ تو امام کی قراءت کے دوران ہی عبادہؓ فاتحہ پڑھ رہے تھے نماز کے بعد میں نے پوچھا: آپ تو "قراءت خلف الامام" یعنی فاتحہ پڑھ رہے تھے کیوں؟ تو عبادہؓ نے حدیث سنائی۔۔۔الخ۔ یہ محمود بن ربیعؓ کو تعجب وحیرانی کس بات پر ہوئی؟ حیرانی وتعجب کسی نئی چیز کے دیکھنے وسننے سے ہوتی ہے۔ اور نئے عجیب پر تعجب ہوتا ہے مثلاً۔ جہاز کا ہوا میں اڑنا، کشتی کا پانی میں چلنا، سورج کا طلوع ہونا، چاند کا نکلنا ایک پانی سے مختلف قسم و ذائقے کے پھل کا پیدا ہونا، ایک قطرہ پانی سے انسان کا پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ سب عجیب وغریب مثالیں ہیں لیکن کیونکہ یہ سب چیزیں روزمرہ کا معمول اور زندگی کے ہر موڑ پر دیکھتے ہیں اور موت تک دیکھتے ہیں اس لئے ان عجائب پر تعجب نہیں ہوتا۔ لیکن کوئی صاحب فن ایک فن دکھاتا ہے تو مجمع وتماشیوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں لیکن روزانہ وہ ''صاحب فن'' فن کا مظاہرہ کرے تو وہ عام سی بات معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح محمود بن ربیعؓ کو عبادہؓ کے "فاتحہ خلف الامام" پڑھنے پر تعجب ہوا معلوم ہوا، یہ چیز مروج و مشہور ومعمول میں نہیں تھی ورنہ حیرانی اور سوال کیوں کیا؟

صحابی کو نماز سکھاتے ہوئے فاتحہ کی تعلیم کیوں نہیں دی؟

حدیث ابوہریرہؓ "مسئی الصلاۃ" فقال: والذی بعثك بالحق ما أحسن غیرہ فعلّمنی فقال: "إذا قمت إلی الصلاۃ فکبّر ثم اقرأ ما تیسّر معك من القرآن ثم ارکع"۔ اس حدیث میں مقصود ومطلوب ''نماز کی اصلاح تھی۔ شارع علیہ السلام کا ''فاتحہ'' کا ذکر نہ کرنا دلیل ہے کہ فاتحہ فرض نہیں ہے۔ ورنہ "اقرأ" "ما تیسّر" کی بجائے ''الفاتحہ'' فرماتے محل بیان پر عدم ذکر ''فاتحہ'' احنافؒ کے مسلک کی کھلی دلیل ہے۔ اس حدیث کو ''صحاح ستہ'' میں ذکر کیا گیا ہے۔

روایات قراءت خلف الامام منسوخ ہیں

''علامہ عثمانیؒ'' نے لکھا: ''تمام دلائل صریحہ سے ثابت ہوا کہ "قراءت خلف الامام" اوائل اسلام میں مشروع تھی۔ پھر بعد میں منسوخ ہوگئی۔ "فنزلت "فاستمعوا لہ وانصتوا" فسکت القوم. کیونکہ ''سورۂ اعراف مکی ہے نہ کہ مدنی۔ (اعلاء ۴/۱۳۱)

باب ما جاء فی التامین خلف الامام

حدیث نمبر ۱۹۰: حدثنا ابوھریرۃ۔۔۔ اذا امن الامام فامنوا فانہ من وافق تامینہ۔۔۔ کان رسول اللہ یقول امین.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی

آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ مل جائے گی تو اس کے پچھلے گناہ معاف کیے جائیں گے۔ ابن شہابؒ نے کہا کہ سید الکونین ﷺ بھی آمین کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۹۱: حدثنا ابو هريرة...اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين...ما تقدم من ذنبه.

حدیث نمبر ۱۹۲: حدثنا ابو هريرة...اذا قال احدكم امين قالت الملئكة في السماء...ما تقدم من ذنبه.

حدیث نمبر ۱۹۳: حدثنا ابو هريرة...اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا...ما تقدم من ذنبه.

آمین کا مطلب

آمین اسمائے افعال میں سے ہے۔ جس کے معنی "یا الله استجب دعاء نا" اے اللہ ہماری دعا قبول فرما" (معارف)

آمین کا حکم

ائمہ اربعہؒ کے نزدیک: آمین کہنا سنت ہے (۲) اہل ظواہرؒ کے نزدیک واجب ہے۔

آمین صرف مقتدی کہے یا امام بھی؟

(۱) جمہورؒ کے نزدیک: "امام اور مقتدی دونوں آمین کہیں گے (۲) مالکیہؒ کی ایک روایت کے مطابق صرف مقتدی کہے۔ (معارف ۲/۳۵۷)

دلائلِ جمہورؒ

(۱) اذا امن الامام فامنوا (ترمذی ۳۴/۱) (۲) اذا امن القارى فامنوا (نسائی ۱۰۷/۱)

دلیلِ مالکیہؒ

"اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين (نسائی ۱۰۷/۱)

آمین جہراً یا سراً

(۱) شافعیہؒ و حنابلہؒ کے نزدیک "سری نمازوں میں سراً کہا جائے گا جبکہ جہری نمازوں میں جہراً۔ (۲) احنافؒ کے نزدیک: "سری اور جہری نمازوں میں "آمین" سراً ہی کہا جائے خواہ جماعت کیساتھ ہو یا منفرد۔ (الفقہ الاربعہ ۲۴۷/۱)

دلائلِ شافعیہؒ

(۱) حدیث ابی ہریرہؓ: "كان رسول الله ﷺ اذا تلا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين حتى يسمع من يليه من الصف الاول۔ (ابوداؤد)

جواب: اس حدیث کی سند میں "بشر بن رافع" ہے جسے امام احمد بن حنبلؒ امام بخاریؒ نے ضعیف لکھا ہے۔

حدیثِ ابی ہریرہؓ

حضرت ابو ہریرہؓ بھی متاخر الاسلام راوی ہیں۔ جب یہ اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی تعلیم کیلئے بھی بلند آواز سے آمین کہی ہوگی۔

(۲) حدیثِ ام حصین رضی اللہ عنہا

"قالت صليت خلف رسول الله ﷺ فلما قال ولا الضالين قال امين فسمعته وانا في الصف النساء" جواب: صاحب التقریبؒ نے لکھا ہے کہ اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم ہے جو ضعیف ہے۔ (تقریب)

حدیث ام حصین رضی اللہ عنہا

ام حصین رضی اللہ عنہا ایک حدیث بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آمین انہوں نے عورتوں کی صف میں سن لی (زیلعی ۱/۳۷۱) (۳) آپ صحیح احادیث میں یہ پڑھ آئے ہیں کہ فرشتوں، امام اور مقتدی کی آمین بیک وقت ہونی چاہئے۔ حضرت ام حصین رضی اللہ عنہا نے جو عورتوں کی صف میں حضور اقدس ﷺ کی آمین سن لی۔ اس کا صاف مطلب ہے کہ آپ ﷺ کے مقتدیوں نے آمین بلند آواز سے نہیں کہی تھی۔ ورنہ حضور اکرم ﷺ کی آواز عورتوں کی صف میں نہ پہنچ سکتی صحابہ کی آواز میں دب جاتی۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "ما اراه الا ليعلمنا"

(۳) حدیثِ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے امام بخاری کا استدلال

ان رسول الله ﷺ قال اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين (بخاری) امام بخاریؒ نے فرمایا یہ حدیث جہر پر نص ہے۔

جواب ۱: یہ تو ایسے ہے جیسے بخاری شریف میں حدیث ہے درود شریف کے متعلق "قولوا اللهم صل على محمد" درود شریف کو کون "جہراً" پڑھتا ہے؟ اسی طرح "قولوا امین" سے جہراً استدلال کر رہے ہیں۔ تو یہاں تو سراً پر پوری امت کا اتفاق ہے فما هو جوابنا فهو جوابكم.

جواب ۲: اس حدیث شریف میں عمومیت ہے۔ جہراً اور سراً دونوں شامل ہیں۔ لیکن دوسری کثیر روایات کے قرینہ سے دوسرے پر محمول ہے۔

آمین دعا ہے

لغت کی رو سے آمین ایک دعائیہ کلمہ ہے اور معانی لغویہ کیلئے اہل لغت کا بیان ہی دلیل ہوتا ہے اگر چہ اور کوئی دلیل نہ ہو۔

دعا ذکر اور آمین کا اخفاء

اس بات کا ثبوت کہ دعا اور ذکر میں اصل آہستہ کہنا ہے۔ استدلال میں سب سے اول نمبر قرآن پاک کا ہے۔ دوسرے نمبر پر وہ احادیث جو قرآن پاک کے موافق ہوں تیسرے نمبر پر پھر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا تعامل ہے۔

قرآن سے دلائلِ اخفاء

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "دعا کرو اپنے پروردگار سے عاجزی اور خفیہ (آہستہ) بیشک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حد سے گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ بلند آواز سے دعا کرے یعنی آہستہ آواز سے دعا کرنے والا خدا کا محبوب ﷺ ہے۔ اور بلند آواز سے دعا کرنے والے کو اللہ محبوب نہیں رکھتا۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اپنے رب کو اپنے دل ہی دل میں یاد کرو۔ (اعراف ۲۰۴)

احادیث سے دلائلِ اخفاء

(۱) حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر کیلئے نکلے تو لوگ ایک میدان میں پہنچے وہاں انہوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی جانوں پر نرمی کرو بے شک تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو سننے والی اور قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ (بخاری ۲/۶۰۵) (۲) حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "بہترین ذکر وہ ہے جو آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو ضروریات میں کفایت کرے۔ (مسند احمد ۱/۱۷۲) (۳) حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس نماز کو جس کیلئے مسواک کی جائے ایسی نماز پر جس کیلئے مسواک نہ کی جائے ستر گنا فضیلت دیتے تھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ بے شک اس ذکر کی فضیلت جو سننے میں نہیں آتا ستر گنا ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۸۱)

(۴) حضرت امام حسن بن علی ؓ نے فرمایا کہ دعا پوشیدہ اور دعا ظاہر کے درمیان ستر درجہ کا فرق ہے اور تحقیق مسلمان دعا میں کوشش کرتے تھے یعنی پوشیدہ رکھنے کی کہ ان کی آواز سنی تک نہیں جاتی تھی۔ بس ان کی دعا اپنے اور خدا تعالیٰ کے درمیان پوشیدہ رہتی تھی۔ (معالم التنزیل)

آمین بالسر کے مزید حدیث سے دلائل

(۱) حضرت علقمہ ؓ اپنے باپ حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سرور کونین ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ نے ولا الضالین پڑھا تو آمین کے وقت اپنی آواز میں تخفیف کی۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ (۲) حضرت حجر بن عنبس حضرت وائل بن حجر ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور اقدس ﷺ نے جب ولا الضالین پڑھا تو آمین کہی اور اپنی آواز کو پست کرلیا (۳) سکتات: حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ جس وقت تکبیر کہتے تھے تو تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔ اور جب غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہتے تھے تب بھی تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔ اور جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تھے تو سکتہ نہ کرتے تھے بلکہ کہتے تھے۔ الحمد للہ رب العلمین۔

استدلال

ان تینوں احادیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ دو سکتے فرماتے تھے ایک پہلی تکبیر کے بعد یعنی ثناء کیلئے اور دوسرا سکتہ ولا الضالین کے بعد اور آپ احادیث میں بار بار پڑھ چکے ہیں کہ ولا الضالین کے بعد آمین ہوتی ہے اور اس حدیث میں سکتہ کا لفظ ہے جس سے ثابت ہوا کہ جس طرح سرور کونین ﷺ ثناء آہستہ آواز سے کہتے تھے اسی طرح آمین بھی آہستہ آواز سے کہتے تھے۔ نیز دریافت طلب امر یہ ہے کہ ولا الضالین کے بعد سکتہ آمین کہنے کے لئے تھا یا کسی اور چیز کیلئے؟ اگر آمین کیلئے تھا تو مدعیٰ ثابت ہوگیا کہ آمین آہستہ کہنی مسنون ہے اور اگر یہ سکتہ کسی اور چیز کیلئے تھا تو یہ بعد آمین ہوا بعد ولا الضالین نہ ہوا۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ ہیں "اذا فرغ من قراءۃ ولا الضالین"

خلفائے راشدین کا عمل آمین بالسر تھا

رسول اللہ ﷺ نے اختلاف کا ذکر فرماتے ہوئے اختلاف سے بچنے کا زریں اصول بیان فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء

الـراشـدیـن تم میرے طریقے اور میرے خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑو گویا احادیث میں اختلاف کے وقت وہ احادیث راجح اور معمول بہا قرار دی جائیں گی۔ جن کے موافق خلفائے راشدین کا عمل ہوگا۔''ابو وائل سے روایت ہے کہ خلیفہ راشد حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود نماز میں نہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے تھے نہ تعوذ اور نہ آمین بلند آواز سے کہتے تھے۔'' ''ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی نہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز میں پڑھا کرتے تھے۔ نہ آمین بلند آواز سے کہا کرتے تھے۔

صرف آمین بلند آواز سے کیوں؟

(۱) کیا قرآن مجید میں کوئی آیت ایسی ہے جس میں یہ تخصیص ہو کہ نماز کے اذکار آہستہ ادا کرو اور صرف آمین بلند آواز سے کہو پورے قرآن پاک میں کوئی ایک بھی آیت صریح نہیں (۲) اسی طرح دنیا کے کتب خانوں میں کوئی ایسی حدیث موجود نہیں ہے جس میں یہ صراحت اور وضاحت ہو کہ نماز کے باقی تمام اذکار آہستہ ادا کرو۔ مگر آمین بلند آواز سے کہا کرو۔

آمین بالسرامت کی تعلیم کیلئے تھا اس کی چند مثالیں

رسول اللہ کا طریقہ یہ تھا کہ مثلاً نماز پڑھائی تو بلند آواز سے پڑھ کر ان نو مسلموں کو نماز کا طریقہ تعلیم فرمادیا۔ مثلاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متفق علیہ حدیث ہے کہ رسول اللہ جب نماز ختم فرماتے تو بلند آواز سے تکبیر فرماتے۔ (بخاری ۱/۱۱۶) اس کے متعلق امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ صرف تعلیم کیلئے تھا۔ (فتح الباری ۲/۲۶۹) (۲) اسی طرح بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ کبھی ظہر کی نماز میں کوئی بلند آواز سے آیت پڑھتے کہ مقتدی سن لیتے۔ (عن قتادہ) یہ بھی صرف تعلیم کیلئے تھا۔ (۳) حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ میں نے سنا کہ آپ پڑھ رہے تھے الـلـٰـه اکبـر والـجـبـروت (نسائی ص ۱۱۳) (۴) حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے اور آپ سے سورہ لقمان کی آیت سنا کرتے تھے۔ (نسائی ۱/۱۱۳) (۵) اسی طرح صحابہ کرام کا رسول اللہ سے رکوع سجود کی تسبیحات اور تشہد اور دعائیں سننا بکثرت احادیث میں آتا ہے (۶) اسی طرح حضرت عمر نے نماز میں سبحانک اللّٰھم بلند آواز سے پڑھا جیسا کہ کتاب الآثار امام محمدؒ اور شرح معانی الآثار طحاوی میں مذکور ہے۔

طریقہ تعلیم

اس زمانہ میں طریقہ تعلیم یہی تھا۔ آج کل بھی مدارس میں جب بچوں کو نماز کا طریقہ سکھایا جاتا ہے تو وہ ساری نماز بلند آواز سے پڑھتے ہیں لیکن کوئی اس کو سنت موکدہ نہیں کہتا۔ اسی طرح سرور کونین کا بلند آواز سے آمین کہنا بھی جو حضرت وائل اور حضرت ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے جو نو مسلم تھے ظاہر ہے کہ جب ان لوگوں نے اسلام قبول کیا تو یقیناً ان کو نماز کا طریقہ سکھایا گیا تو اگر رسول اللہ نے ان کی تعلیم کیلئے مثل قراءت ظہر یا دیگر اذکار وادعیہ کے اگر آمین بھی بلند آواز سے کہہ لی ہو تو اس سے ہمیں انکار نہیں ہمیں تو اس کے سنت موکدہ ہونے سے انکار ہے۔

بہترین مثال سنت نہ ہونے پر

ایک اور مثال سے سمجھیں کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ روزہ کی حالت میں مباشرت (بوس

وکنار) فرمالیتے تھے تو اس کے ثبوت کا ہمیں انکار نہیں ہاں اگر کوئی اس کو روزہ کی حالت میں سنت موکدہ کہنا شروع کردے اور روزہ کی حالت میں مباشرت نہ کرنے والے مرد وعورت کا روزہ ناقص اور خلاف سنت بتائے تو ہم اس کا انکار کریں گے اسی طرح صرف رسول اللہ ﷺ کا بلند آواز سے آمین کہنا دکھا دینا اس کے سنت ہونے کا ثبوت نہ ہوگا جب تک اس پر دوام ثابت نہ کریں یا آخری وقت تک آمین کہنا نہ ثابت کریں۔

حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث

(۱) حجر بن عنبسؒ روایت کرتے ہیں کہ وائل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی آپ نے آمین کہی مد بہا صوتہ (ترمذی) اس روایت کا مدار حضرت سفیان ثوریؒ پر ہے سفیان ثوریؒ کے دس شاگرد ہیں اس میں سے ۹ شاگرد یحییٰ بن سعیدؒ، عبدالرحمٰن بن مہدیؒ، عبداللہ بن یوسفؒ، محمد بن یوسفؒ، قبیصہؒ، وکیعؒ، محاربیؒ، علاء بن صالحؒ، یحییٰ بن سلمہؒ، تو اس حدیث میں مد بہا صوتہ کہتے ہیں جو جہر پر نص نہیں ہاں صرف ایک شاگرد محمد بن کثیرؒ رفع بہا صوتہ کہتے ہیں۔ (ابوداؤد ۱/۹۳۲) یہ کثیر الغلط ہے۔ (تقریب)

سفیان ثوریؒ کا اپنا مسلک

سفیان ثوریؒ جو راوی حدیث ہیں خود بھی آہستہ آواز سے آمین کہا کرتے تھے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا اپنا فیصلہ

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی بلند آواز سے آمین کہنے کی روایت بسند ضعیف مروی ہے۔ اور آہستہ آمین کی صحیح سند سے اونچی آمین کے متعلق فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے قال امین ثلاث مرات (مجمع الزوائد ۲/۱۰۸) یعنی آپ نے ساری عمر میں صرف تین دفعہ آمین سنی اب یہ بھی خود حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے پوچھئے کہ یہ بلند آواز سے آمین رسول اللہ ﷺ نے کیوں کہی تھی فرماتے ہیں "ما اراد الا لیعلمنا" (التعلیق الحسن حاشیہ آثار السنن ۱/۹۲) یعنی یہ ہماری تعلیم کیلئے تھی۔ لیجئے فیصلہ ہوگیا کہ جہراً آمین صرف تعلیم کے لئے تھی اور آہستہ آمین سنت تھی اسی لئے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے بعد میں ایک دفعہ بھی آمین کہنا ثابت ہے اور آپ نے سکونت کوفہ میں اختیار فرمائی تو وہاں آپ نے کبھی آمین بالجہر پر مناظرہ نہ کیا کیونکہ تمام اہل کوفہ بالاتفاق آہستہ آمین کہتے تھے۔

علامہ عینیؒ اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پر پہنچے تو آپ نے آمین کہی اور اس میں آواز کا اخفاء کیا۔ بخاری و مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا (عینی ۵/۵۰) بخاری و مسلم کے نقل نہ کرنے کی وجہ اس روایت میں سفیان ثوریؒ اور شعبہ کا اختلاف ہے، ورنہ روایت کی سند متصل ہے اور تمام راوی ثقہ ہیں۔

امام ترمذیؒ کے اعتراضات

امام ترمذیؒ نے چار اعتراضات کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ علقمہ بن وائل کا سماع ثابت نہیں۔ مگر اس اعتراض کا خود امام ترمذیؒ نے جواب دیا ہے "وعلقمہ بن وائل سمع من ابیہ وھو اکبر من عبدالجبار بن وائل و عبدالجبار بن وائل لم یسمع من ابیہ" (ترمذی ۱/۱۷۵) علقمہ بن وائل کا اپنے والد وائل سے سماع ثابت ہے۔ وہ عبدالجبار بن وائلؒ سے بڑے ہیں جبکہ عبدالجبار کا

سماع ثابت نہیں۔

باب العمل فی الجلوس فی الصلوۃ

حدیث نمبر ۱۹۴: حدثنا علی... کان اذا جلس فی الصلوۃ وضع کفه الیمنی علی فخذه... ھکذا کان یفعل۔

مفہوم: حضرت علی بن عبدالرحمٰنؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھ کو حضرت ابن عمرؓ نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتا ہوا دیکھا تو فراغت کے بعد مجھے اس طرح کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ سیدالرسل ﷺ کی طرح کیوں نہیں کرتے؟ عرض کیا وہ کیسے؟ کہا کہ حضور اکرم ﷺ جب بیٹھتے تو دایاں ہاتھ داہنی ران پر رکھ کر سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے پھر کہا کہ اس طرح سرورِ کونین کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۹۵: حدثنا عبدالله... فلما جلس الرجل فی اربع تربع وثنی رجلیه... انی اشتکی۔

مفہوم: عبداللہ بن دینارؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص میرے پہلو میں نماز پڑھ رہا تھا کہ چار رکعات کے بعد چار زانو بیٹھا اور دونوں پاؤں لپیٹ لئے۔ فارغ ہونے پر حضرت ابن عمرؓ نے اس کو عیب جانا تو اس شخص نے کہا کہ آپ بھی ایسے ہی کرتے ہیں۔ فرمایا میں تو بیمار ہوں۔

حدیث نمبر ۱۹۶: حدثنا المغیرة... یرجع فی السجدتین فی الصلوۃ علی صدور... من اجل انی اشتکی۔

مفہوم: حضرت مغیرہ بن حکیمؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ دو سجدوں کے درمیان دونوں پاؤں کی انگلیوں پر بیٹھتے تھے اور پھر سجدہ میں چلے جاتے تھے۔ جب فارغ ہوئے تو اس کا ذکر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ اس طرح بیٹھنا نماز میں درست نہیں ہے لیکن میں بیماری کی وجہ سے اس طرح بیٹھتا ہوں۔

حدیث نمبر ۱۹۷: حدثنا عبیدالله... اذا جلس قال ففعلته وانا یومئذ حدیث السن... رجلی لا تحملانی۔

حدیث نمبر ۱۹۸: حدثنا یحیی... اراھم الجلوس فی التشھد فنصب رجله الیمنی... ان اباه کان یفعل ذلك۔

مفہوم: یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ قاسم بن محمدؒ نے لوگوں کو تشہد میں بیٹھنا سکھایا تو اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا کیا اور بائیں پاؤں کو جھکایا اور بائیں سرین پر بیٹھے۔ قاسم بن محمدؒ نے کہا کہ مجھ کو اس طرح بیٹھنا حضرت عبیداللہؓ نے سکھایا اور فرمایا کہ میرے والد صاحب حضرت عبداللہ بن عمرؓ اسی طرح کرتے تھے۔

ہیئتِ جلوس میں فقہا کا اختلاف

(۱) احنافؒ کے نزدیک افتراش مطلقاً افضل ہے۔ امام طحاویؒ نے احنافؒ کی طرف سے تین دلیلیں پیش کی ہیں (۱) حدیث صالح بن عبدالرحمٰنؓ (۲) امام ابراہیم نخعیؒ کا فتویٰ (۳) نظر طحاویؒ۔ (طحاوی ۱/۱۶۷)

(۲) امام احمدؒ کے نزدیک اگر ثنائی میں افتراش اور رباعی کے تشہد اخیر میں تورک افضل ہے (۳) امام شافعیؒ کے نزدیک پہلے تشہد میں نہیں دوسرے تشہد میں تورک افضل ہے (۴) مالکیہؒ کے نزدیک تورک افضل ہے۔ (بذل ۱/۱۱۲)

مالکیہؒ کی دلیل

حضرت ابن عمرؓ نے اپنے بیٹے کو تورک سکھایا اور متربعاً بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (طحاوی شریف ۱/۱۶۵)

شوافعؒ وحنابلہؒ کی دلیل

حدیث ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے استدلال کرتے ہیں جس میں رکعت ثانی میں ثابت ہے۔ (طحاوی ۱/۲۶۵)

تورّک کا مطلب؟

دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔

باب التشهد فى الصلوة

حدیث نمبر ۱۹۹: حدثنا عبدالرحمن... التحيات لله الزاكيات لله الطيبات الصلوات لله... عبده ورسوله.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے "التحيات لله الزاكيات لله الطيبات الصلوت لله... الخ"۔

حدیث نمبر ۲۰۰: حدثنا نافع... بسم الله التحيات لله الصلوات لله الزاكيات لله... احد عن يساره رد عليه.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس طرح تشہد پڑھتے تھے "بسم الله التحيات لله... الخ" پھر کہتے کہ یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد ہوتا تھا اس کے بعد جو جی چاہتا مانگتے تھے۔ پھر جب اخیر قعدہ میں بیٹھتے تو اسی طرح پڑھتے مگر پہلے تشہد پڑھتے پھر دعا مانگتے جو چاہتے اور تشہد کے بعد جب سلام پھیرنے لگتے تو داہنی طرف کہتے " السلام على النبى ورحمته الله... الخ " پھر امام کے سلام کا جواب دیتے پھر اگر کوئی بائیں طرف والا ان کو سلام کرتا اس کو بھی جواب دیتے۔

حدیث نمبر ۲۰۱: حدثنا عائشة... اذا تشهدت التحيات الطيبات الصلوات الزاكيات... السلام عليكم.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ تشہد میں یہ پڑھتے " التحيات الطيات الصلوته الزاكيات الخ "۔

حدیث نمبر ۲۰۲: حدثنا مالك... وقد سبقه الامام بركعة ايتشهد معه فى الركعتين... وهو الامر عندنا.

مفہوم: امام مالکؒ نے ابن شہاب زہریؒ اور نافعؒ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو امام کے ساتھ ایک رکعت کے بعد شریک ہو جائے تو کیا وہ امام کے ساتھ قعدہ اولی اور قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھے یا نہ پڑھے کیونکہ اس کی ایک رکعت قعدہ اولی میں ہوئی اور تین رکعات قعدہ اخیرہ میں ہوئی تو ان دونوں نے جواب دیا کہ وہ امام کے ساتھ تشہد پڑھے اور ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔

معروف تشہد

معروف تشہد تین ہیں جو کہ احادیث سے ثابت ہیں (۱) تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ جس کو احنافؒ وحنابلہؒ نے اختیار کیا ہے (۲) تشہد ابن عباس رضی اللہ عنہ جس کو شوافعؒ نے لیا ہے (۳) تشہد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جس کو مالکیہؒ نے اختیار کیا ہے۔ (عون ۲/۱۷۷، طحاوی شریف ۱/۱۶۷)

تشہد کا حکم؟

احنافؒ کے نزدیک دونوں تشہد واجب ہیں (بذل ۲/۱۱۶) (۲) شافعیہؒ وحنابلہؒ کے نزدیک پہلا تشہد واجب اور دوسرا فرض ہے (طحاوی شریف ۱/۱۶۷) (عون ۲/۱۷۷) (۳) امام مالکؒ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور قریب الی الوجوب ہے۔ (عون ۲/۱۷۵)

شوافعؒ اور حنابلہؒ کی دلیل

وقد جاء عن ابن مسعود التصريح بفريضة التشهد وذلك فيما رواه الدار قطني.... "كنا لاندري ما نقول قبل ان يفرض علينا التشهد"

مالکیہؒ کے دلائل: حضرت عمرؓ نے منبر پر اس کی تعلیم دی۔

اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں (۱)

پہلا جواب یہ ہے کہ سات صحابہ کرام نے حضرت عمرؓ کی مخالفت کی۔ (طحاوی شریف ۱/۱۶۷) ۲: دوسرا جواب یہ ہے کہ تشہد عمرؓ سے مرفوعاً ثابت ہی نہیں ہے۔ (طحاوی شریف ۱/۱۶۷)

احنافؒ کے مذہب اور دلائل کی وجوہِ ترجیح

(۱) امام طحاویؒ نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ فقہائے صحابہؓ میں سے ہیں اور وہ تشہد کے معاملے میں ادنیٰ کمی بیشی بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ (طحاوی ۱/۱۶۷) (۲) علامہ بنوریؒ نے فرمایا کہ تشہد ابن مسعودؓ متفق علیہ ہے۔ (عون ۲/۱۷۷) (۳) حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ تشہد ابن مسعودؓ میں کسی بھی لحاظ سے کوئی بھی اختلاف نہیں ہے۔ (عون ۲/۱۷۷) (۴) امام ترمذیؒ نے فرمایا کہ تشہد کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث یہی ہے، اور اس پر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ میں سے اکثر علماء کا عمل ہے (۵) امام بزارؒ نے فرمایا تشہد ابن مسعودؓ سند و متن کے لحاظ سے صحیح ہے اور اس کو بیس سے زیادہ راویوں نے بیان کیا ہے۔ (عون ۲/۱۷۷)

تشہد کے بعد دعا کرنا؟

(۱) امام طاؤسؒ کے نزدیک قرآن کے علاوہ کسی اور الفاظ سے دعا مانگنا جائز نہیں ہے۔ (بذل ۲/۱۱۷) (۲) جمہورؒ کے نزدیک مصلی کیلئے دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے جس کیلئے چاہے نماز میں دعا کر سکتا ہے۔ (عون ۲/۱۷۶) احنافؒ کے نزدیک "قرآن و حدیث سے ثابت شدہ دعا کر سکتے ہیں اور وہ ایسا سوال ہو جو غیر اللہ سے نہ کیا جا سکتا ہو یعنی کلام الناس کے مشابہ نہ ہو مثلاً دعا میں اللّٰھم زوجنی نہیں کہہ سکتے۔ (بذل ۲/۱۱۸)

نماز میں درود پڑھنے میں مذاہب

(۱) شوافعؒ و مالکیہؒ کے نزدیک بعد التشہد درود پڑھنا فرض ہے (۲) احنافؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک فرض نہیں ہے۔ احنافؒ و مالکیہؒ باب کی تیسری حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ (بذل ۲/۱۱۹)

باب ما يفعل من رفع رأسه قبل الامام

حدیث نمبر ۲۰۳: حدثنا ابو هريرة... يرفع رأسه ويخفضه قبل الامام فانما ناصيته بيد شيطان.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے تو اس کا ماتھا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

باب ما یفعل من سلم من رکعتین ساھیا

حدیث نمبر ۴۰۴: حدثنا ابو هريرة... فصلى ركعتين اخريين ثم سلم ثم كبر فسجد مثل... او اطول ثم رفع.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید البشر ﷺ نے دو رکعات پڑھ کر سلام پھیرا تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا کیا نماز گھٹ گئی یا آپ ﷺ بھول گئے؟ نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کیا یہ سچ کہتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ پھر حضور اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آخری دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیر کر تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا کچھ دیر پڑا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی اور سجدہ کیا مثل سجدوں کے یا پھر کچھ دیر پڑا پھر سر اٹھایا۔

حدیث نمبر ۴۰۵: حدثنا ابو هريرة... كل ذلك لم يكن فقال قد كان بعض ذلك... سجدتين بعد التسليم وهو جالس.

حدیث نمبر ۴۰۶: حدثنا ابو بكر... ركع ركعتين من احدى صلوتي النهار الظهر او العصر... بقي من الصلوة ثم سلم.

حدیث نمبر ۴۰۷: حدثنا سعيد... مثل ذلك.

باب اتمام المصلی ما ذکر اذا شك فی صلوته

حدیث نمبر ۴۰۸: حدثنا عطاء... اذا شك احدكم في صلوته فلم يدر كم صلى اثلاثا... ترغيم للشيطان.

مفہوم: حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کو نماز میں شک ہو جائے اور اس کو رکعات یاد نہ ہو کہ تین پڑھی ہے یا چار تو اس کو چاہیے کہ اس کے ساتھ ایک رکعت مزید ملائے اور سلام سے قبل دو سجدے کرلے پھر اگر یہ رکعت جو اس نے پڑھی ہے درحقیقت پانچویں ہوگی تو ان سجدوں سے مل کر ایک دوگانہ ہو جائے گا اگر چوتھی ہوگی تو ان سجدوں سے شیطان کو ذلت ہوگی۔

حدیث نمبر ۴۰۹: حدثنا سالم... اذا شك احدكم في صلوته فليتوخ الذي يظن انه نسي... سجدتي السهو وهو جالس.

مفہوم: سالم بن عبداللہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی نمازی شک کرے تو وہ تحری کرے اور نماز کے آخر میں دو سجدے سہو کے بیٹھ کر کرلے۔

حدیث نمبر ۴۱۰: حدثنا عطاء... وكعب الاحبار عن الذي يشك في صلوته فلا يدري... سجدتين وهو جالس.

حدیث نمبر ۴۱۱: حدثنا نافع... اذا سئل عن النسيان في الصلوة قال ليتوخ احدكم... من صلوته فليصله.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نماز میں بھول جانے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ تحری کرلے پھر اس کو پڑھ لے۔

باب من قام بعد الاتمام او فی الرکعتین

حدیث نمبر ۴۱۲: حدثنا عبدالله... قام فلم يجلس فقام الناس معه فلما قضى صلوته ونظرنا... قبل التسليم ثم سلم.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو رکعتیں پڑھا کر بیٹھے بغیر اٹھ کھڑے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اتباع کی۔ جب آخری تشہد میں بیٹھے تو ہم سلام کا انتظار کرنے لگے چنانچہ سرکار دو عالم ﷺ نے بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور

سلام سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

حدیث نمبر ۲۱۳: حدثنا عبداللہ... صلی لنا رسول اللہ الظهر فقام في اثنتین ولم یجلس... سلم بعد ذلك.

باب النظر فى الصلوة الى ما يشغلك عنها

حدیث نمبر ۲۱۴: حدثنا مرجانة... خمیصة شامیة لها علم فشهد فیها الصلوة فلما انصرف... فكاد يفتنني.

مفہوم: حضرت مرجانہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سید الرسل ﷺ کے واسطے شام کی ایک چادر تحفہ میں بھیجی جس میں نقشے تھے۔ سرور کونین ﷺ اس کو اوڑھ کر نماز کیلئے آئے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اس کو واپس ابوجہم کے پاس بھیج دو کیونکہ میں اس کی گل کاری کو دیکھنے لگا اور قریب تھا کہ میں نماز سے غافل ہو جاتا۔

حدیث نمبر ۲۱۵: حدثنا عروة... لبس خمیصة شامیة لها علم ثم اعطاها اباجهم... الی علمها فی الصلوة.

حدیث نمبر ۲۱۶: حدثنا عبداللہ... كان يصلي في حائطه فطار دبسي فطفق يتردد... صدقة لله فضعه حيث شئت.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک چڑیا اڑی اور نکلنے کیلئے راستہ ڈھونڈنے لگی کیونکہ باغ اس قدر گنجان تھا اور پیڑ آپس میں ملے ہوئے تھے کہ چڑیا کو نکلنے کیلئے جگہ نہیں مل رہی تھی۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو یہ پسند آیا اور اپنے باغ کا یہ حال دیکھ کر خوش ہوئے، وہ دیر تک اس سے لطف اندوز ہوتے رہے پھر اچانک جو نماز کا خیال آیا تو تعداد رکعات بھول گئے تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مال سے جانچا۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں اپنا یہ باغ اللہ کے واسطے صدقہ کرتا ہوں آپ کا جہاں دل چاہے صرف کریں۔

حدیث نمبر ۲۱۷: حدثنا عبداللہ... كان يصلي في حائط له بالقف واد من اودیة... ذلك المال الخمسين.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری شخص اپنے باغ میں نماز پڑھ رہا تھا جو مدینے کے ایک وادی قف میں تھا۔ اس میں کھجور پک کر لٹک رہی تھی اس طرح جیسے پھلوں کے طوق شاخوں کے گلوں میں پڑے تھے تو وہ نماز میں اس طرف متوجہ ہوا اور رکعتیں بھول گیا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مال سے میرا امتحان لیا۔ چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور وہ ان دنوں خلیفہ تھے تو سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ یہ خیر کے کاموں کیلئے صدقہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو پچاس ہزار کا بیچا اور اس مال کا نام "خمسین" رکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

كتاب السهو

باب العمل فى السهو

حدیث نمبر ۲۱۸: حدثنا ابوهريرة... اذا قام يصلي جاء ه الشيطان فلبس عليه حتى لايدري... سجدتين وهو جالس.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے پھر اس کو بھلا دیتا ہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں تو جب کبھی تمہیں ایسا اتفاق ہو تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔

حدیث نمبر ۲۱۹: حدثنا مالك... اني لانسى او انسى لاسن.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تا کہ اپنی امت کے لئے ایک راہ پیدا کر دوں۔

حدیث نمبر ۲۲۰: حدثنا مالك... اهم فى صلوتى فيكثر ذلك على فقال القاسم امض... ما اتممت صلوتى.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص نے قاسم بن محمدؒ سے پوچھا کہ مجھے نماز میں بہت زیادہ وہم ہوتا ہے تو قاسم نے کہا کہ اپنی نماز کی طرف دھیان رکھ اور وہم کی طرف خیال نہ کر کیونکہ وہم تجھے کبھی نہ چھوڑے گا یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو جاؤ، لہٰذا دل میں یہ خیال رہے کہ میں نے پوری نماز پڑھی۔

سلام سجدہ سہو سے پہلے ہوگا یا بعد میں؟

(۱) حنابلہؒ کے نزدیک جس موقع پر قبل السلام ثابت ہے وہاں پہلے ہوگا اور جہاں بعد میں ثابت ہے تو وہاں بعد میں ہوگا (۲) امام مالکؒ کے نزدیک ''سجدہ سہو اگر نقصان کی وجہ سے ہے تو پہلے ادا کریں گے اور اگر زیادتی کی قبیل سے ہے تو بعد میں کریں گے۔ دلیل مالکیہ'' حدیث مغیرہ بن شعبہ ﷺ وعبد اللہ بن مسعود ﷺ (بذل ۱۴۳/۲) (۳) احنافؒ کے نزدیک بہر صورت میں بعد میں سلام کریں گے۔ دلیل احنافؒ حدیث ثوبان "لكل سهو سجدتان بعد السلام (بذل ۱٤٤/۲) (۴) شافعیہؒ کے نزدیک مطلقاً سلام سے پہلے کریں گے۔ (عون ۳۲۱/۳)

دلیل شافعیہؒ: حديث عبدالله ﷺ بن بحينه "سجد السهو قبل السلام" (بذل ۱٤٤/۲)

سجدہ سہو کیلئے افتتاحی تکبیر ہوگی یا نہیں؟

(۱) جمہورؒ کے نزدیک افتتاحی تکبیر کی ضرورت نہیں البتہ اس میں امام مالکؒ کا اختلاف ہے۔ (عون ۳۲۱/۳)

یہاں ایک اشکال ہوتا ہے کہ نماز میں کمی بیشی پر اختلاف اور سید الرسل ﷺ کو تو یہ یقین تھا کہ سہو نہیں ہوا پھر سرکار دوعالم ﷺ نے کیسے عمل کیا حالانکہ ایک مجتہد کیلئے جائز نہیں کہ دوسرے مجتہد کی تقلید کرے چہ جائیکہ حضور اقدس ﷺ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید وحی کی وجہ سے عمل کیا ہو کہ دوسرے کے کہنے کی وجہ سے۔ صاحب درمختارؒ نے لکھا ہے کہ اگر امام اور مقتدیوں کے درمیان اختلاف ہو جائے اور امام کو یقین ہو تو اعادہ نہ کرے اور اگر یقین نہ ہو تو اعادہ کرے گا۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ اگر امام اور مقتدیوں میں اختلاف ہو تو یہی حکم ہے۔ لیکن مقتدیوں کا سید الاولین والآخرین ﷺ میں اختلاف ہوا تو جس کے ساتھ امام ہوگا ان کا پلڑا بھاری ہوگا چاہے ایک مقتدی ہی کیوں نہ ہو۔ (بذل ۱۴۲/۲)

سجدہ سہو کا حکم؟

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے (۲) احنافؒ کے نزدیک واجب ہے۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد ہوگا یا نہیں؟

(۱) احنافؒ کے نزدیک تشہد پڑھا جائے گا (۲) جمہورؒ کے نزدیک اگر سجدہ سہو بعد السلام کیا ہے تو تشہد پڑھا جائے گا ورنہ نہیں پڑھا جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

كتاب الجمعة

باب العمل في غسل يوم الجمعة

حدیث نمبر ۲۲۱: حدثنا ابوهريرة... في الساعة الاولى فكانما قرب بدنة.. فكانما قرب بقرة... يستمعون الذكر.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کی طرح غسل کرے پھر پہلی ساعت مسجد جائے تو گویا اس نے بیل یا گائے کا صدقہ دیا۔ اور جو تیسری ساعت میں جائے تو گویا اس نے سینگ دار مینڈھا صدقہ دیا۔ اور جو چوتھی ساعت میں جائے تو گویا اس نے ایک انڈا صدقہ دیا۔ امام کے خطبہ کو سننے کیلئے فرشتے بھی آتے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۲۲: حدثنا ابوهريرة... غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم كغسل الجنابة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن جنابت کے غسل کی مانند غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۳: حدثنا سالم... فقال عمر الوضوء ايضا وقد علمت ان رسول الله يامر بالغسل.

مفہوم: حضرت سالم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے دوران ایک شخص مسجد میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ آنے کا وقت ہے تو اس نے عرض کیا کہ میں نے بازار میں ہی اذان سنی تو فوراً وضو کر کے چلا آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تمہاری دوسری خطا ہے کیونکہ سید الکونین ﷺ غسل کا حکم فرمایا کرتے تھے اور تم نے صرف وضو پر اکتفاء کیا۔

حدیث نمبر ۲۲۴: حدثنا ابو سعيد... غسل يوم الجمعة واجب على كل محتلم.

مفہوم: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا غسل ہر بالغ شخص پر واجب ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۵: حدثنا عبدالله... اذا جاء احدكم الجمعة فليغتسل.

امام طحاویؒ نے غسل جمعہ کے حکم وحیثیت کے بارے میں مختلف مذاہب نقل فرمائے ہیں۔

(۱) اصحاب ظواہرؒ، امام حسن بصریؒ، امام ثوریؒ کے نزدیک غسل جمعہ واجب ہے (۲) ائمہ اربعہ جمہور فقہاءؒ ومحدثین کے نزدیک غسل جمعہ سنت ہے۔ (طحاوی شریف ۱/۸۳) امام غزالیؒ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز غسل کرنا تاکیداً مستحب ہے جبکہ بعض علماء کرام اس کے وجوب کا فتوی دیتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے جب ایک دوسرے کو برا کہتے تھے تو برائی میں اس شخص سے تشبیہ دیتے جو جمعہ کے روز نہ نہائے اور یہ کہتے تھے کہ تو جمعہ کے روز نہ نہانے والوں سے بھی بدتر ہے پھر مذکورہ حدیث ذکر فرمائی۔ امام صاحبؒ آگے لکھتے ہیں ''حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک غسل جائز ہے۔ اگر کسی شخص کو غسل جنابت کی ضرورت ہو اور وہ جمعہ کی نیت سے ہی اپنے جسم پر ایک بار پانی بہالے اور دونوں کی نیت کرلے تو زیادہ ثواب ملے گا۔ (احیاء العلوم۔ آداب جمعہ)

صاحب اعلاء السننؒ نے: ''باب عدم وجوب غسل الجمعة وكونه سنة ...'' کے تحت آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن سے غسل جمعہ واجب نہیں بلکہ سنت ثابت ہوتا ہے مثلاً حدیث نمبر ۱۷۶ میں غسل جمعہ خوشبو اور مسواک کا حکم فرمایا اس سے سنیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ غسل کو مسواک اور خوشبو کے ساتھ ملایا ہے اور مسواک اور خوشبو دونوں عمل سنت ہیں تو غسل بھی سنت ہوگا۔ حدیث نمبر ۱۷۳ میں ہے کہ جس نے وضو کیا تو اس نے رخصت پر عمل کیا اور اچھی خصلت ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ غسل افضل ہے۔ حدیث نمبر ۱۷۷ میں چار مقامات پر غسل کو مستحب فرمایا ''جمعہ، عرفہ، عید الفطر، عید الاضحیٰ'' اگرچہ یہ صحابی کا قول ہے لیکن حکما

مرفوع ہے اور سنن زوائد میں سے ہے اور یہی مسلک احناف کا ہے (اعلاء السنن حدیث نمبر ۳ / ۱۷۱ سے ۱۸۰)

صاحب احیاء السنن نے فرمایا "وہ احادیث جن میں غسل جمعہ کو واجب کہا گیا ہے درج بالا احادیث کی روشنی میں وہاں واجب سے مراد استحباب کو مؤکد کرنا ہے۔ نہ کہ وجوب اصطلاحی کو بیان کرنا اس کا قرینہ حضرات صحابہ کرام کا اسے مستحب کہنا ہے (بزار و طبرانی۔ احیاء السنن ۱/ ۱۴۷) علامہ شامیؒ ج ۱ ص ۱۶۸ پر فرماتے ہیں "غسل جمعہ سنت ہے یعنی سنن زوائد میں سے ہے جس کے ترک پر عتاب نہیں ہے۔ بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ مذکورہ چار اشیاء مستحب ہیں۔ امام محمدؒ نے فرمایا "انّ غسل الجمعة حسن" اختلاف اس میں ہے کہ غسل جمعہ کے دن کیلئے ہے یا نماز کیلئے ہے۔ حسن بن زیادؒ کے نزدیک غسل جمعہ کے دن سنت ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نماز جمعہ کیلئے سنت ہے۔

فتاویٰ خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر غسل نماز جمعہ کے بعد کیا تو معتبر نہیں ہے باقی عید، جمعہ اور جنابت سب کیلئے ایک ہی غسل کافی ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں۔ یہ غسل اربعہ طہارت کیلئے نہیں بلکہ نظافت کیلئے ہیں۔ اگر جمعرات یا لیلة الجمعہ کو غسل کیا تو بھی مقصود حاصل ہو گیا اور وہ ہے بدبو کا دور کرنا (فتاوی شامی ج ۱ ص ۱۶۹) علامہ کاسانیؒ نے فرمایا "غسل جمعہ مستحب ہے۔ باقی جن حضرات نے واجب فرمایا تو ان کا جواب خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباسؓ نے یہ دیا ہے کہ "ابتداء اسلام میں تنگی تھی دوران نماز پسینہ آتا تھا جس کی بدبو لوگوں کو ناگوار گزرتی اس لئے غسل کا حکم دیا لیکن جب حالات اچھے ہو گئے اور لوگوں نے اچھا لباس پہننا شروع کر دیا اور محنت و مشقت کم ہو گئی تو حکم منسوخ ہو گیا" (بدائع۔ جمعہ کے مستحبات ۱/ ۲۰۲)

امام طحاویؒ نے دونوں فریقین کے دلائل ذکر کئے پھر جمہورؒ کی طرف سے بہترین جواب دیا۔ فریق اول کے دلائل کو صحابہ کرامؓ سے بیس سندوں کے ساتھ نقل فرمایا "جس میں صیغہ امر کے ذریعے غسل جمعہ کا حکم فرمایا امام طحاویؒ نے جواب میں فرمایا کہ یہ حکم معلول بعلت ہے علت ختم تو حکم بھی ختم۔ علت اوپر علامہ کاسانیؒ کے حوالہ سے نقل کر دی گئی ہے امام طحاویؒ نے مزید دلائل اور اکابر کے فتاویٰ بھی نقل فرمائے کہ غسل جمعہ واجب نہیں۔ (طحاوی باب غسل یوم الجمعة ۱/ ۸۲)

صاحب بذل المجہودؒ لکھتے ہیں "حضرت عمرؓ کا حضرت عثمان غنیؓ سے پوچھنا غسل کیلئے واپس نہ بھیجنا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ غسل جمعہ واجب نہیں اور یہ عمل تمام صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں ہوا تھا اور اس پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا اگر یہ واجب ہوتا تو صحابہؓ کیوں سکوت اختیار فرماتے سب سے پہلے تو خود حضرت عمرؓ جو دینی امور میں نہایت سخت تھے (ایک ان کی جبلی سختی کہ سید الانبیاء ﷺ ایک دفعہ جنازہ پڑھانے لگے تو آگے کھڑے ہو گئے۔ اور اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابی ہریرہؓ کو مکا مار کر گرا دینا اسی طرح اور بھی واقعات ہیں) ان سے یہ کیسی توقع ہو سکتی ہے کہ دینی حکم پر خاموش رہیں؟ امام شافعیؒ نے فرمایا: یہ بات واضح ہے کہ یہ عمل اختیاری واستحبابی تھا۔ غسل نماز کیلئے ہے جمعہ کے دن کے لئے نہیں۔ (بذل ۱/ ۲۰۸)

باب ماجاء فی الانصات یوم الجمعة والامام یخطب

حدیث نمبر ۲۲۶: حدثنا ابو هريرة... اذا قلت لصاحبك انصت والامام يخطب يوم الجمعة فقد لغوت.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جس وقت امام خطبہ پڑھتا ہے اگر تو اپنے پاس والے سے کہے چپ رہ تو تو نے بھی ایک لغو حرکت کی۔

حدیث نمبر ۲۲۷: حدثنا ثعلبة... وقام عمر يخطب انصتنا فلم يتكلم منا احد... و كلامه يقطع الكلام.

مفہوم: ثعلبہ بن ابی مالکؒ سے مروی ہے کہ لوگ جمعہ کے دن نماز پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر بن الخطاب ﷛ نکل کر منبر پر تشریف رکھتے اور مؤذن اذان دیتے تو ہم اذان تک باتیں کرتے پھر اذان کے بعد جب حضرت عمر ﷛ خطبہ کیلئے نکلتے تو ہم خاموش ہو جاتے۔

ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ امام جب خطبہ کیلئے نکلے تو نماز موقوف کرنا چاہیے اور جب خطبہ شروع کرے تو بات کو موقوف کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۲۲۸: حدثنا مالك... اذا قام الامام يخطب يوم الجمعة فاستمعوا و انصتوا... ان قد استوت فيكبر.

مفہوم: مالک بن ابی عامرؒ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان ﷛ جب خطبہ کیلئے کھڑے ہوتے تو اکثر کہا کرتے، بہت کم ہی اس کو چھوڑ دیتے، چنانچہ فرماتے اے لوگو! جب امام خطبہ کے واسطے کھڑا ہو تو خاموشی کے ساتھ اس کو غور سے سنو کیونکہ خاموش بیٹھا ہوا شخص جس کو خطبہ سنائی نہیں دے رہا اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خاموشی کے ساتھ خطبہ سننے والے کو ملتا ہے۔ اور جب نماز کھڑی ہو جائے تو صفوں کو سیدھا رکھو اور مونڈھوں کو برابر کرو کیونکہ یہ دونوں نماز کا تتمہ ہیں۔ پھر حضرت عثمان بن عفان ﷛ تکبیر نہیں کہتے، یہاں تک کہ ان کو مقرر کردہ حضرات خبر دیتے کہ صفیں درست ہو گئیں۔

حدیث نمبر ۲۲۹: حدثنا نافع... رجلين يتحدثان و الامام يخطب يوم الجمعة فحصبهما ان اصمتا.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ نے دو مردوں کو دیکھا کہ خطبہ کے وقت باتیں کر رہے ہیں تو ان پر کنکر پھینکے تاکہ چپ رہیں۔

حدیث نمبر ۲۳۰: حدثنا مالك... عطس يوم الجمعة والامام يخطب فشمته انسان الى... ذلك قال لا تعد.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ جمعہ کے دن خطبہ کے دوران ایک شخص چھینکا تو ایک آدمی نے اس کا جواب دیا یعنی "يرحمك الله" کہا۔ اس بارے میں سعید بن المسیبؒ سے پوچھا تو انہوں نے منع کیا اور فرمایا کہ آئندہ ایسا نہ کرو۔

حدیث نمبر ۲۳۱: حدثنا مالك... اذا نزل الامام عن المنبر قبل ان يكبر قال ابن شهاب لا باس بذلك.

مفہوم: امام مالکؒ نے ابن شہاب زہریؒ سے پوچھا کہ امام کے منبر سے اترنے کے بعد تکبیر سے پہلے بات کرنا کیسا ہے؟ ابن شہاب نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب ما جاء في من ادرك ركعة يوم الجمعة

حدیث نمبر ۲۳۲: حدثنا ابن شهاب... من ادرك من صلوة الجمعة ركعة فليصل اليها ركعة... وهي السنة.

مفہوم: ابن شہاب زہریؒ سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ جو شخص جمعہ کی نماز کی ایک رکعت پائے تو وہ ایک رکعت اور پڑھ لے، یہی سنت ہے۔

مذاہب فقہاء

امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نمازِ جمعہ میں امام کے ساتھ تشہد پانے والا بھی مدرک جمعہ ہے۔ امام شافعیؒ و امام مالک و امام محمدؒ کے ہاں ایک رکعت پانے سے مدرک جمعہ ہے۔ اس سے کم میں ظہر پڑھے اور بغیر استیناف کے بنا کرے۔

جمہورؒ کی دلیل

عن ابی ھریرۃؓ "من ادرک من صلوۃ الجمعۃ رکعۃ فقد ادرک" (نسائی)

دلائلِ احنافؒ

حضرت سالمؓ سے مرسلاً مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی نماز کی ایک رکعت کو پالیا اس نے نماز پالی ہاں مگر یہ فوت شدہ کی قضاء کرے۔ (نسائی صفحہ ۲۱۸) حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جس نے جمعہ کی ایک رکعت یا اس کے علاوہ (تشہد آخری رکوع، سجود) پالیا تو باقی نماز ملا کر پوری کر لے پس اس کی نماز پوری ہوگئی۔ (تحفۃ الاحوذی ۱/۳۷۲) حضرت ابو داؤدؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو جمعہ میں امام کو تشہد میں پالے اس نے گویا جمعہ پالیا۔ (معارف صفحہ ۳۱۹) حضرت عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جس نے تشہد پالیا اس نے گویا نماز پالی۔ (اعلاء السنن صفحہ ۶۴)

علامہ عینیؒ نے بیان کیا ہے حدیث پاک میں مذکورہ ایک رکعت سے مراد بعض الصلوۃ ہے، اور تشہد کا پانے والا نماز کا پانے والا ہے۔ (معارف السنن ۴/۲۱۸)

باب ما جاء فيمن رعف يوم الجمعة

باب ما جاء في السعي يوم الجمعة

حدیث نمبر ۲۳۳: حدثنا مالک... یا ایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا... فامضوا الی ذکر اللہ.

مفہوم: امام مالکؒ نے ابن شہاب زہریؒ سے اس آیت کے متعلق پوچھا "اذا نودی للصلوۃ.... فاسعوا الی ذکر اللہ" کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ ابن شہابؒ نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ اس آیت کو یوں پڑھتے تھے "اذا نودی للصلوۃ... فامضوا الی ذکر اللہ"۔

باب ما جاء في الامام ينزل بقرية يوم الجمعة في السفر

دلائل شوافع

(۱) اسعد بن زرارہؓ نے "نقیع الخصمات قریۃ علی میل من المدینۃ" میں جمعہ قائم کیا (ابوداؤد) کی اگلی حدیث ہے۔

جواب: اس وقت جمعہ فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ حضرت اسعد بن زرارہؓ نے بغیر اجازت نبی کریم ﷺ کے یہ شروع کیا تھا (۲) عن ابی ھریرۃؓ "انھم کتبوا الی عمرؓ یسالونہ عن الجمعۃ فکتب: جمعوا حیث ما کنتم" (یعنی جمعہ ادا کرو) جہاں بھی ہو۔ (معارف ۴/۳۳۹)

جواب: یہ خط و فرمان عوام کیلئے نہیں بلکہ حکمرانوں، گورنروں، نگرانوں کیلئے تھا۔ حکمران و گورنر و نگران وغیرہ دیہاتوں میں نہیں بلکہ شہروں میں ہی ہوتے ہیں جنگل اور دیہاتوں وغیرہ کیلئے تو یہ حکم نہیں تھا کہ جنگل میں گاؤں یا صحراؤں تو بھی جمعہ پڑھو۔ صحراؤں میں عدم جواز کا امت کا اجماع ہے۔

دلائلِ احنافؒ

گاؤں اور دیہات والوں پر جمعہ نہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ان پانچ لوگوں پر جمعہ نہیں عورت، مسافر، غلام، بچے اور گاؤں والوں پر۔ (مجمع صفحہ ۱۷۰) (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نہ جمعہ نہ تکبیر تشریق نہ عید نہ بقر عید ہے مگر شہر والوں پر (شہر کی جامع مسجد میں)۔ (بنایہ صفحہ ۸۹ ج ۲) (۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دیہات والوں پر جمعہ نہیں ہے بلکہ اہل شہر پر ہے جو مدینہ کی مانند ہو۔ (بنایہ صفحہ ۱۱) (۴) حضرت ابن جریج ؒ نے عمر بن دینارؒ سے نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ پہنچا کہ ہے جمعہ مگر بڑی بستی میں۔ (صفحہ ۲۹) (۵) حضرت ابوبکر محمد بن عمر بن حزم نے اہل قباء اہل ذوالحلیفہ اور چھوٹی بستی والوں کو حکم دیا کہ وہ خود جمعہ قائم نہ کریں اور جمعہ کیلئے شہر مدینہ میں آئیں۔ (مصنف ابن عبدالرزاق صفحہ ۱۶۹) (۶) ابوعبدالرحمٰن سلمیؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے جمعہ اور تکبیر تشریق صرف جامع مسجد میں ہے، اور وہ بصرہ، کوفہ، مدینہ، بحرین، مصر، شام جزیرہ، اور کبھی یمن یمامہ کو شہر کہتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے منقول سے ظاہر ہے انہوں نے آپ سے ہی اخذ کیا ہوگا پس یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ (ابن عبدالرزاق صفحہ ۱۶۸) حضرت حسن بصریؒ اور محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ جمعہ شہر والوں پر ہے۔ (ابن ابی شیبہ) (۷) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جو بستیاں ہیں ان میں جمعہ ہوگا تو آپ نے جواب دیا کہ اگر وہاں امیر کا قیام ہو تو جمعہ جائز ہے۔ (اعلاء ۱۲/۸) ظاہر ہے امیر، قاضی، چھوٹی بستیوں اور دیہات میں نہیں ہوتے جیسے ہمارے دور میں تھانہ، تحصیل، کچہری، پوسٹ آفس وغیرہ بس معلوم ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی خالص دیہاتی علاقوں میں درست نہیں یہی رائے عمر بن عبدالعزیزؒ کی بھی ہے جو خلیفہ راشد ہیں۔ (اعلاء ۱۹/۸) خیال رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کا اثر موقوف حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ (اعلاء ۲۳/۸) علامہ ابوبکر جصاص رازیؒ نے بیان کیا کہ فقہاء امصار کا اس پر اتفاق ہے کہ جمعہ کیلئے مخصوص مقامات ہیں ہر جگہ جمعہ قائم کرنا درست نہیں اس پر اجماع منعقد ہے کہ وادیوں میں، چشموں کے مقام پر جہاں کچھ لوگ ہوں جمعہ درست نہیں اسی طرح ہمارے اصحاب'' احنافؒ نے کہا یہ شہری علاقہ اور قصبوں میں قائم کیا جائے گا۔ دیہاتوں میں نہیں یہی رائے سفیان ثوری عبیداللہ ابن الحسن کی ہے۔ (اعلاء ۳/۸) ابن ماجہ نے حدیث ابن عمرؓ کا قول نقل کیا ہے جس میں اہل قباء آپ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت قباء میں دیہات اور مدینہ سے الگ ہونے کی بنیاد پر جمعہ درست نہیں تھا ورنہ بجائے یہاں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مدینہ آنے کا حکم دیتے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھتے ہیں کہ عرب کے قبیلہ والے جو مدینہ کے اطراف (دیہات) میں رہنے والے کم ہوں جمعہ نہیں پڑھتے تھے اور نہ آپ نے ان کو حکم دیا۔ (تلخیص الحبیر صفحہ ۵۷)

باب ما جاء فی الساعة التی فی یوم الجمعة

حدیث نمبر ۲۳۴: حدثنا ابوهريرة... ذكر يوم الجمعة فقال فيه ساعة لا يوافقها عبد مسلم... بيده يقللها.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے جمعہ کا ذکر کیا پھر فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ مومن بندہ اس کو نماز میں نہیں پاتا ہے اور وہ جو چیز مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دیتا ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ وہ ساعت تھوڑی ہے۔

حدیث نمبر ۲۳۵: حدثنا ابوهريرة... خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة فيه خلق... فقلت بلى قال فهو ذلك.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کوہ طور کی طرف نکلا تو کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، چنانچہ انہوں

نے مجھ سے تورات کی باتیں بیان کیں جبکہ میں نے ان سے احادیث رسول ﷺ بیان کیں۔ میری باتوں میں سے ایک بات یہ تھی کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سب بہترین دن جمعہ کا دن ہے کیونکہ اس میں آدم پیدا ہوئے اور وفات بھی، اور اسی دن جنت سے اتارے گئے اور اسی دن ان کا گناہ معاف ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور کوئی جاندار ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن طلوع آفتاب تک قیامت کے خوف سے کان نہ لگائے سوائے جن وانس کے کہ وہ غافل رہتے ہیں۔ اور جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے جس کو مسلمان بندہ نماز میں نہیں پاتا اور وہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو دے دیتا ہے۔ اس پر کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سال میں ایک دن ہوتا ہے۔ میں نے کہا نہیں بلکہ ہفتہ میں ایک دن ہوتا ہے۔ پھر کعب نے تورات کو پڑھا اور کہا کہ سید الکونین ﷺ نے سچ فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں حضرت بصرہ بن ابی بصرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے کہا کہ کہاں سے آرہے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ کوہ طور سے۔ انہوں نے کہا اگر آپ طور جانے سے پہلے مجھ سے ملتے تو طور نہ جاتے۔ میں نے سرور کونین ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اونٹ صرف مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد ایلیاء یا مسجد بیت المقدس کے واسطے تیار کئے جائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملا تو میں ان کے سامنے کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کی وہ باتیں بیان کیں جو جمعہ کے متعلق تھی تو انہوں نے فرمایا کہ کعب نے جھوٹ کہا۔ میں نے کہا کہ کعب نے تورات کو پڑھ کر بتایا کہ وہ ساعت جمعہ کو ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے سچ کہا پھر کہنے لگے کہ میں اس ساعت کو جانتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ اس کو بتانے میں بخل نہ کرو اور مجھے بتاؤ۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمعہ کی آخری ساعت ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مسلمان بندہ نماز میں نہیں پاتا مگر جو وہ مانگتا ہے اللہ اسے دیتا ہے اور یہ تو ایسی ساعت ہے جس میں نماز نہیں ہوسکتی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ سید الرسل ﷺ نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھے وہ نماز ہی میں ہے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھے۔ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ یہی مطلب ہے۔

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کون سی ہے؟

حافظ ابن حجرؒ نے تقریباً چالیس اقوال ذکر کئے ہیں مثلاً: (۱) یہ وقت مستجاب اٹھادیا گیا ہے (۲) شب قدر کی طرح دن کے اوقات میں مخفی ہے (۳) یہ وقتِ مستجاب سال کے صرف ایک جمعہ میں ہے (۴) یہ وقت مستجاب ہر جمعہ کے مختلف اوقات میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ تفصیل کیلئے فتح الباری وعمدہ کا مطالعہ کیجئے۔ ارباب تحقیق نے ان روایات مختلف اور اقوال متعددہ میں سے دو روایتوں کو اصوب اور راجح قرار دیا

(۱) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت: وقت مستجاب امام کے منبر پر جانے کے بعد سے نماز کے ختم تک ہے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: ''وقت مستجاب عصر سے لے کر مغرب تک ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا: اصح الحدیث تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ اور اشہر الاقوال عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت

(فتح الباری ۴۲۱)

باب الهيئة وتخطي الرقاب واستقبال الامام يوم الجمعة

حدیث نمبر ۲۳۶: حدثنا يحيى... ما على احد كم لو اتخذ ثوبين لجمعته سوى ثوبي مهنته.

مفہوم: یحییٰ بن سعیدؒ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی روزمرہ کے کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑا بنا رکھے تو اس میں نقصان ہے؟

حدیث نمبر ۲۳۷: حدثنا نافع...لا یروح الی الجمعة الا ادهن وتطیب الا ان یکون حراما.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمعہ کی نماز کو جاتے وقت تیل اور خوشبو لگاتے مگر یہ کہ جب وہ احرام باندھے ہوتے۔

حدیث نمبر ۲۳۸: حدثنا ابو هریرة...لان یصلی احدکم بظهر الحرة خیر له من ان یقعد...رقاب الناس یوم الجمعة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ظہر کی نماز حرہ میں پڑھنے سے بہتر ہے کہ وہ بیٹھا رہے یہاں تک جب امام خطبہ پڑھنے کو کھڑا ہو تو جمعہ کے دن لوگوں کی گردنوں کو پھاندتا ہوا آئے۔

باب القرأة فی صلوة الجمعة...ترکها من غیر عذر

حدیث نمبر ۲۳۹: حدثنا الضحاک...یوم الجمعة علی اثر سورة الجمعة قال کان یقرأ هل اتاک حدیث الغاشیة.

مفہوم: ضحاک بن قیسؒ نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے پوچھا کہ سید الکونین ﷺ جمعہ کے روز کون سی سورت پڑھتے تھے؟ کہا کہ "هل اتاک حدیث الغاشیة" پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۴۰: حدثنا مالک...کان یحتبی یوم الجمعة والامام یخطب.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمعہ کے دن احتباء کرتے تھے اور امام خطبہ پڑھتا تھا۔

حدیث نمبر ۲۴۱: حدثنا صفوان...من ترک الجمعة ثلث مرات من غیر عذر ولا علة طبع الله علی قلبه.

مفہوم: صفوان بن سلیمؒ سے مروی ہے مالکؒ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس کو سرور دو عالم ﷺ سے نقل کیا یا نہیں کیا، جو شخص تین جمعہ بغیر عذر اور بیماری کے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔

حدیث نمبر ۲۴۲: حدثنا محمد...خطب خطبتین یوم الجمعة وجلس بینهما.

مفہوم: امام محمد باقرؒ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان بیٹھتے تھے۔

جمعہ کی نماز میں کون سی سورت کا پڑھنا مسنون ہے

حضرت سمرہ بن جندبؓ کی حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ جمعہ کو "سبح اسم ربک الاعلیٰ" اور "هل اتاک حدیث الغاشیة" پڑھتے۔ (ابوداؤد صفحہ ۱۶۰) نعمان بن بشیرؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کی نماز میں سورہ جمعہ اور سورہ غاشیہ پڑھتے تھے۔ (مسلم صفحہ ۲۸۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ جمعہ کے دن سورہ جمعہ پڑھ کر مومنین کو ابھارتے تھے اور سورۃ منافقین پڑھ کر ان کو خوف دلاتے تھے۔ (مجمع الزوائد صفحہ ۱۹۱) نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ اور عیدین کے دن "سبح الاسم ربک الاعلیٰ" اور "هل اتاک" پڑھا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۴۲) علامہ شعرانیؒ لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ جمعہ کی نماز میں کبھی سورہ جمعہ اور منافقین اور کبھی جمعہ اور غاشیہ اور کبھی الاعلیٰ اور غاشیہ پڑھتے تھے، علامہ شعرانیؒ نے مزید یہ بھی لکھا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ شب جمعہ کی مغرب میں سورہ کافرون سورہ اخلاص اور عشاء میں سورہ جمعہ اور منافقین پڑھتے تھے۔ (کشف الغمہ صفحہ ۱۳۹)

ان سورتوں کا اکثر معمول رکھنا اور کبھی چھوڑنا سنت ہے

(۱) حافظؒ نے بیان کیا کہ سرور کونین ﷺ مواظبت فرماتے تھے یا پھر اکثر ان سورتوں کو پڑھا کرتے۔ چنانچہ حضرت ابن مسعودؓ کی روایت میں ہمیشہ مواظبت سے پڑھنے کا ذکر ہے (۲) علامہ عینیؒ نے لکھا ہے کہ اکثر ائمہ ان احادیث کی وجہ سے ان سورتوں کو مستحب قرار دیتے ہیں (۳) امام نخعیؒ، ابن سیرینؒ، اہل کوفہ، شوافعؒ، حنابلہ، اسحق راہویہؒ نے کہا انہیں سورتوں کا پڑھنا سنت ہے۔ (عمدۃ القاری ۱۸۵/۲) معارف میں امام نخعیؒ کے حوالے سے ہے کہ ائمہ اربعہؒ کے نزدیک ان سورتوں کا پڑھنا مستحب ہے۔ (معارف ۳۱۰/۴) حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا کہ اگر مستقل پڑھنے سے لوگوں میں فرضیت کا گمان ہو تو کبھی چھوڑ دے۔ ابن عربیؒ نے بیان کیا کہ اکثر پڑھو اور کبھی چھوڑو۔ (فتح الباری ۳۷۸/۲)

ان سورتوں کا ہمیشہ یا اکثر پڑھنا باعث کراہت نہیں

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری میں احنافؒ کے اس اصول کی کہ نماز میں کوئی سورت متعین کرنا مکروہ ہے، وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کہ اسے حتمی اور واجبی سمجھیں کہ دوسری سورت کو درست نہ سمجھے، اگر اس نیت سے پڑھے کہ آپ ﷺ نے پڑھا ہے تو مکروہ نہیں۔ محیط میں ہے کہ کبھی دوسری سورہ بھی پڑھ لے تاکہ جہلاء یہ نہ سمجھیں کہ اس کے علاوہ جائز نہیں۔ (عمدہ صفحہ ۱۸۵)
حافظ ابن حجرؒ نے بھی محیط کے حوالہ سے بیان کیا کہ دوام پر کراہت اس وقت ہے جب کہ ان سورتوں کا پڑھنا واجب قرار دے ہاں کبھی چھوڑ بھی دے تاکہ جاہل یہ نہ سمجھیں کہ اس کے علاوہ درست نہیں (فتح ۳۷۹/۲) علامہ شامیؒ نے بیان کیا کہ دوام پر کراہت اس وقت ہے جب کہ لوگ ان سورتوں کو ایسا واجب سمجھے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہ ہو گی (صفحہ ۴۴) ظاہر ہے کہ ایسا واجب کوئی نہیں سمجھتا فلا کراھۃ فی الاکثار معلوم رہے کہ ان سورتوں کو پورا پڑھنا مسنون ہے۔ بعض لوگ آدھی سورت پر اکتفا کر لیتے ہیں سو اس سے سنت ادا نہ ہو گی۔ چنانچہ حافظؒ نے ذکر کیا ہے کہ ایک رکعت میں پوری سورہ پڑھے۔ (فتح صفحہ ۳۷۸)
لمحہ فکریہ! افسوس آج اس سنت پر عمل متروک ہے غفلت اور نادانی کی وجہ سے یہ سنت چھوٹ گئی ہے اولاً تو مساجد کے امام، حافظ یا قاری اس سنت سے واقف نہیں ہوتے اگر ہوتے ہیں تو مقتدیوں کے اعتراض کے خوف سے اس سنت کو چھوڑ دیتے ہیں بھلا اس مسنون عمل پر کیا اعتراض بھلا آپ کے اس عمل پر کسی مؤمن کیلئے کراہت کی بات ہو سکتی ہے ہرگز نہیں سنت پر تو عمل اور مضبوطی سے پکڑنے کا حکم ہے، اس سے تو اور خوش ہونا چاہئے کہ نماز سنت کے مطابق ہو رہی ہے جس سے ثواب زیادہ ہو گا۔ اہم مساجد، دینی مراکز و مدارس میں اس سنت پر اہتمام سے عمل کرنا چاہئے۔ مدارس کی مساجد میں اس کا خیال نہ رکھنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ جب ان اہم مراکز میں عمل ہو گا تو دوسرے لوگ اس کی اقتدا کریں گے اور جانیں گے کہ ہاں یہ سنت ہے۔ اور جب ان مدارس کی مساجد میں سنتوں پر عمل نہ ہو گا اور ان مراکز سے سنت کی ترویج نہ ہو گی تو پھر کہاں سے ہو گی۔ مساجد میں ایسے امام کا انتخاب ہو جو حافظ، قاری و پابند سنت ہو تاکہ سنت کے مطابق نماز ہو۔
علامہ کاسانیؒ نے فرمایا کہ نماز جمعہ فرض ہے جس کو چھوڑنے اور ترک کرنے کی گنجائش نہیں اور اس کا منکر کافر ہو جاتا ہے نماز جمعہ کی فرضیت کی دلیل قرآن مجید، سنت نبوی ﷺ اور اجماع امت تینوں میں موجود ہے۔ (بدائع)

قرآن مجید سے دلیل

"إذا نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله" ایک قول کے مطابق ذکر الٰہی سے مراد نماز جمعہ یا خطبہ جمعہ ہے اور ان میں سے ہر ایک عمل اپنی اپنی جگہ حجت ہے۔

سنت نبوی ﷺ سے دلیل

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر میری اسی جگہ میں، اسی دن میں، اسی مہینے میں نماز جمعہ فرض کی ہے اور یہی میری سنت ہے۔ جس شخص نے اسے میری زندگی میں یا میرے مرنے کے بعد اسے حقیر سمجھتے ہوئے یا اس کا انکار کرتے ہوئے یا اس سے سستی کرتے ہوئے چھوڑ دیا، تو خواہ اس کا امام عادل ہو یا ظالم اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو جمع نہیں کریں گے اور نہ اس کے کام میں برکت ہوگی۔ یاد رکھو! نہ اس کی نماز قبول نہ اس کی زکوۃ قبول، نہ اس کا حج قبول اور نہ اس کا روزہ قبول ہوگا۔ ہاں! اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کریں گے۔ (بدائع بیان الجمعۃ)

علامہ جزیریؒ نے لکھتے ہیں کہ" سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا: میرا جی چاہتا ہے میں کسی شخص کو جو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتا ہو حکم دوں کہ جو لوگ جمعہ کی نماز کو نہیں آئے ان کے گھروں کو جلا دیا جائے۔ (رواہ مسلم)

علامہ جزیریؒ نے فرمایا: جمعہ کے فرض عین ہونے پر سب کا اجماع ہے۔ (الفقہ ۱/۳۹۶)

حضرت شیخ الحدیثؒ نے لکھا کہ: علامہ خطابیؒ نے اختلاف ذکر کیا ہے اکثر فقہاء کے نزدیک "فرض کفایۃ" ہے نہ کہ فرض عین۔ علامہ خطابیؒ کا یہ قول جمہورؒ کے خلاف ہے جو نا قابل قبول ہے۔ (حاشیہ بذل ۲/۱۶۲)
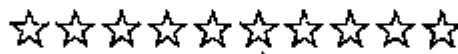
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

كتاب الصلوة في رمضان

باب الترغيب في الصلوة في رمضان

حدیث نمبر ۲۲۳: حدثنا عائشة... صلى في المسجد ذات ليلة فصلى بصلوته ناس ثم صلى... و ذلك في رمضان.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی، پھر دوسری رات اس سے زیادہ لوگ نماز پڑھنے آئے پھر تیسری یا چوتھی رات لوگ جمع ہوئے لیکن سرکار دو عالم ﷺ نہ آئے۔ جب صبح ہوئی تو سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ مجھے رات کو نماز کے لئے آنے سے اس بات نے روکا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے، یہ قصہ رمضان میں واقع ہوا تھا۔

حدیث نمبر ۲۲۴: حدثنا ابو هريرة... كان يرغب في قيام رمضان من غير ان يامر بعزيمة... خلافة عمر بن الخطاب.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ لوگوں کو رات میں تراویح پڑھنے کی رغبت دلاتے تھے اور بطور وجوب کے اس کا حکم نہ کرتے تھے چنانچہ فرماتے جس نے اللہ کا حق سمجھ کر رمضان میں تراویح پڑھی تو اس کے پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔

ابن شہاب نے کہا کہ سید الرسل ﷺ کی وفات ہوئی اور معاملہ اسی طرح چلتا رہا اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت

عمرؓ کے شروع دور میں۔

حدیث نمبر ۲۴۵: حدثنا عبدالرحمن... فاذا الناس او زاع متفرقون یصلی الرجل فیصلی... کان الناس یقومون اوله۔

مفہوم: عبدالرحمٰن بن عبدالقاریؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ رمضان میں مسجد کو نکلا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں، کسی شخص کے ساتھ آٹھ دس آدمی پڑھ رہے ہیں حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ خدا کی قسم! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کو ایک قاری کے پیچھے کردوں تو اچھا ہو پھر ان سب کو حضرت ابی بن کعبؓ کے پیچھے جمع کردیا۔ عبدالرحمٰنؒ نے کہا کہ پھر جب دوسری رات کو میں ان کے ساتھ آیا تو دیکھا کہ سب لوگ حضرت ابی بن کعبؓ کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تب حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ اچھی بدعت ہے اور جس وقت تم سوتے ہو یعنی اخیر رات وہ بہتر ہے اس وقت سے جب نماز پڑھتے ہو یعنی اول رات۔ اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اول رات میں۔

حدیث نمبر ۲۴۶: حدثنا سائب... ان یقوما للناس باحدی عشرة رکعة قال و کان القاری... فی بزوغ الفجر۔

مفہوم: سائب بن یزیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ اور تمیم داری کو گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ امام ایک رکعت میں سوسو آیتیں پڑھتا تھا یہاں تک کہ ہم سہارا لگاتے تھے اور ہم فجر کے قریب نماز سے فارغ ہوتے۔

حدیث نمبر ۲۴۷: حدثنا یزید... کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرین رکعة۔

مفہوم: یزید بن رومانؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگ تیئس (۲۳) رکعتیں پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۴۸: حدثنا داؤد... ما ادرکت الناس الا وهم یلعنون الکفرة فی رمضان قال... رای الناس انه قد خفف۔

مفہوم: داؤد بن الحصینؒ نے عبدالرحمٰن بن ہرمزؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے لوگوں کو رمضان میں کفار پر لعنت کرتے ہوئے پایا اور امام سورہ بقرہ کو آٹھ رکعات میں پڑھاتے تھے، جب اس کو بارہ رکعات میں پڑھاتے تو لوگ کہتے کہ تخفیف کی۔

حدیث نمبر ۲۴۹: حدثنا عبد الله... کنا ننصرف فی رمضان فنستعجل الخدم بالطعام مخافة الفجر۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم رمضان میں تراویح سے فارغ ہوتے تو فجر کے خوف سے نوکروں سے جلدی کھانا مانگتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۵۰: حدثنا عروة... فاعتقته عن دبر منها کان یقوم یقرأ لها فی رمضان۔

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ کے مدبّر غلام (جو ان کی وفات کے بعد آزاد ہوئے) ذکوان حضرت عائشہؓ کو رمضان میں نماز پڑھاتے تھے۔

تراویح سنت ہے

"ان اللّٰه تبارک و تعالیٰ فرض صیام رمضان علیکم و سننت لکم قیامه فمن صامه وقامه ایمانا و احتسابا ....ونذته امه" (یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رمضان کے روزے فرض کئے ہے اور میں نے اس کے قیام کو تمہارے لئے مسنون بنایا ہے) (اعلاء حدیث نمبر ۱۸۱۵)

تراویح کا ثبوت

(۱) حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا "رسول کریم ﷺ نے مسجد میں تین رات لوگوں کو نماز پڑھائی اور چوتھی رات نہیں پڑھائی

مبادا کہ فرض ہو جائے۔ (اعلاء حدیث نمبر ۱۸۱۶) (۲) حدیثِ ابی ذر رضی اللہ عنہ "سید الکونین ﷺ نے تئیسویں، پچیسویں اور ستائیسویں رات کو کافی طویل نماز پڑھائی اور آخری رات کو تو اتنی لمبی نماز پڑھائی کہ ہمیں فلاح کے فوت ہونے کا اندیشہ ہوا یعنی سحری کا (اعلاء حدیث نمبر ۱۸۱۸)

تراویح کی رکعات میں مذاہب فقہاء

(۱) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک "بیس رکعات" ہیں (۲) امام مالکؒ کے نزدیک "چھتیس رکعات "تراویح" ہے۔ ان کی دلیل "تعامل اہل مدینہ" ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ سے تعداد رکعات کا ثبوت

"ما كان رسول الله ﷺ يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة" فلا بد من تسليم انه صلى التراويح ايضا ثمانى ركعات . حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ یہ کہیں بھی ثابت نہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے تراویح اور تہجد علیحدہ علیحدہ ادا فرمائی۔ ہاں یہ فرق ہے کہ تراویح مسجد میں اور لمبی لمبی رکعات اور تہجد بغیر جماعت (یعنی گھر) میں ادا فرماتے۔ البتہ امام طحاویؒ کا موقف یہ ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ ثابت و صحیح ہے (معارف ۵/۵۴۳) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ "ان النبی ﷺ كان يصلى في رمضان عشرين ركعة سوى الوتر (یعنی حضور اکرم ﷺ رمضان میں بیس رکعات وتر کے علاوہ پڑھتے تھے) (معارف ۵/۵۴۶)

آٹھ رکعت تراویح کا مسئلہ

"بیس رکعت تراویح پر امت کا اتفاق ہو چکا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع تابعین کرام کا بیس رکعات تراویح پر اجماع و تعامل باقی ہے۔ پوری امت میں سے ایک دو بندے اس تعامل و اجماع کے مخالف ہوں یا انکار کریں تو ان کے اس باطل موقف کو کیسے اختیار کیا جا سکتا ہے؟ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ یہ پوری امت گمراہ ہے (العیاذ باللہ) کہ شریعت کو نہیں سمجھی۔ حالانکہ یہ بات عقل سے بعید تر ہے کہ شریعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعینؒ و تبع تابعینؒ و دیگر بڑے بڑے مرکزِ علم پر مخفی رہ جائے اور کئی سو سال بعد کسی دوسرے کو یہ حکم سمجھ میں آ جائے۔ جب کے بے پناہ احادیث اس پر دال ہیں۔ (معارف ۵/۵۴۵)

دلائل: (۱) ان السنة ما فعله النبى ﷺ أو واحد من الصحابة رضی اللہ عنہم (۲) "عليكم بسنتى وسنة خلفاء الراشدين" (۳) ان الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه۔ (مشكوة شريف) (٤) "لا ادرى ما بقائى فيكم اقتدوا بالذين من بعدى ابى بكر وعمر رضی اللہ عنہما (مشكوة شريف)

اشکال!

اگر صرف آٹھ رکعات تراویح مانیں تو پھر بھی اتباع تو نہیں ہوئی بلکہ یہ تو نافرمانی اور مخالفت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے تو صرف تین دن پڑھائی؟ اور پہلی رات وقت اور تھا دوسری رات تراویح پڑھانے کا وقت نصف اللیل تھا تیسری رات تو سحری تھا تو پھر آٹھ رکعات والے تو ہر معاملے کی نافرمانی کرتے ہیں۔

بیس رکعت کا ثبوت

(۱) كان ابى بن كعب يصلى بالناس فى رمضان بالمدينة عشرين ركعة ويوتر بثلاث کہ حضرت ابی بن کعب بیس رکعت اہل مدینہ کو پڑھاتے (۲) حدیث سائب بن یزید "كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ في شهر رمضان بعشرين

رکعۃ" حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت ہوتی تھی۔(احیاء السنن ۱/۲۲،۲۲۱ معارف ۵/۵۴۲)(۳) عن عطاء "ادرکتہم فی رمضان یصلون عشرین رکعۃ وثلاث رکعات"(٤)حدیث یزید ابن رومان "کان الناس یقومون فی عهد عمر بن الخطاب ﷺ بثلاث وعشرین رکعۃ"(معارف ۵/۵٤۲)

امت پر فرضیت کے خوف کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ نے مستقل طور پر یہ ادا نہیں فرمائی؟

(۱) ابن بطالؒ کے نزدیک تہجد نبی کریم ﷺ پر فرض تھی (۲) امام نوویؒ کے نزدیک تہجد فرض نہیں تھی۔ البتہ امت پر پانچ فرائض متعین ہیں اور حضور اکرم ﷺ کا صلوۃ تراویح پر دوام نہ کرنا امت پر وجوب کے خوف سے تھا نہ کہ پانچ فرائض پر زیادتی کرنا مقصود تھی۔

فرض کیوں اور کیسے؟

بہت سے جوابات دیئے گئے (۱) اس وقت نسخ جائز تھا (۲) اس سے مراد تہجد کا فرض ہو جانا ہے۔

(۳) اس فرضیت سے مراد یہ ہے کہ تراویح فرض ہو جاتی۔(بذل ۲/۳۰۳)

☆☆☆☆☆☆

کتاب صلوۃ اللیل

باب ما جاء فی صلوۃ اللیل

حدیث نمبر ۲۵۱: حدثنا عائشة...ما من امرء تکون له صلوة بلیل یغلبه علیها نوم الا کتب الله...نومه علیه صدقة.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی جو ہمیشہ رات کی نماز پڑھتا ہے پھر ایک رات نیند غالب آنے پر وہ پڑھ نہیں سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نماز کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اس کا سونا صدقہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۲۵۲: حدثنا عائشة...انام بین یدی رسول الله ورجلای فی قبلته فاذا سجد...لیس فیها مصابیح.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں پاؤں پھیلا کر سید الکونین ﷺ کے سامنے سوتی تھیں، چنانچہ جب حضور اکرم ﷺ سجدہ کرتے تو میرے پاؤں دبا دیتے تھے تو میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی تھی پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہ تھے۔

حدیث نمبر ۲۵۳: حدثنا عائشة...اذا نعس احدکم فی الصلوة فلیرقد حتی یذهب عنه النوم...فیسب نفسه.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی نماز میں اونگھنے لگے تو نماز چھوڑ کر سو جائے پھر جب نیند ختم ہو جائے تو اٹھ کر نماز پڑھے کیونکہ اگر وہ نماز پڑھے گا تو شاید اونگھتے ہوئے اپنے لئے بد دعا کرنے لگے جبکہ وہ استغفار کرنا چاہتا ہو۔

حدیث نمبر ۲۵۴: حدثنا اسمعیل...وسمع امرأة من اللیل تصلی فقال من هذه فقیل له هذه...مالکم به طاقة.

مفہوم: اسماعیل بن ابی حکیمؒ کو پہنچا کہ سید الکونین ﷺ کے سامنے ایک عورت کا ذکر ہوا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتی ہے، تو دریافت فرمایا کہ کون ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضرت حولاء بنت تویت رضی اللہ عنہا کہ رات بھر نماز پڑھتی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ پر یہ ناگوار گزرا

یہاں تک ناراضگی آپ کے چہرے سے نمایاں ہوئی۔ پھر فرمایا کہ خداوند کریم تمہاری بیزاری تک بیزار نہیں ہوتا لہذا اتنا عمل کرو جتنی استطاعت رکھتے ہو۔

حدیث نمبر ۲۵۵: حدثنا اسلم... کان یصلی من اللیل ما شاء الله حتی اذا کان من اخر اللیل... و العاقبة للتقوی.

مفہوم: اسلمؒ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اللہ کی مشیت کے مطابق رات کو نماز پڑھتے پھر جب اخیر رات ہوتی تو اپنے گھر والوں کو نماز کیلئے جگاتے اور ان سے کہتے نماز نماز، پھر اس آیت کو پڑھتے " وامر اهلك بالصلوة... الخ "۔

حدیث نمبر ۲۵۶: حدثنا مالك... یکره النوم قبل العشاء والحدیث بعدها.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے۔

حدیث نمبر ۲۵۷: حدثنا مالك... صلوة اللیل والنهار مثنی مثنی یسلم من کل رکعتین.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دن اور رات کے نفل دو دو رکعتیں ہیں اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔

وتر واجب ہے یا سنت؟

(۱) امام اعظمؒ کے نزدیک وتر واجب ہے (۲) ائمہ ثلاثہ وصاحبینؒ کے نزدیک وتر سنت ہے۔

دلائلِ احناف

(۱) حدیث "ان الله تعالی زادکم صلاة الا وهی الوتر فصلوها ما بین العشاء الی طلوع الفجر (۲) ان الله امدکم بصلاة هی لکم خیر من حمر النعم وهی الوتر (۳) حدیث "خرج النبی مستبشرا فقال: ان الله تعالی قد زادکم صلوة وهی الوتر" (۴) قال رسول الله ﷺ: "الوتر حق فمن لم یوتر فلیس منا" (۵) قال لمعاویة: مالی اری اهل الشام لا یوترون؟ فقال معاویة: وواجب ذلك علیهم؟ فقال: نعم..... زادنی ربی عز و جل صلوة وهی الوتر (نصب الرایة ۲/من ۱۰۸ الی ۱۱۲) (دلائل کی پہلی تین احادیث میں پانچوں نمازوں پر زیادتی کا ذکر ہے کہ ایک نماز جو وتر ہے وہ تم پر زیادہ کی گئی ہیں۔ اور چوتھی میں وعید ہے کہ جو وتر نہ پڑھے ہم میں سے نہیں۔ اور پانچویں میں وجوب کی صراحت ہے)

دلائلِ جمہور

(۱) حدیث اعرابی "خمس صلوات کتبهن الله علیك فقال: هل علی غیرها قال: لا الا ان تطوع (نصب ۲/۱۱۲)

جواب: یہ وجوب وتر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں توجہ کا بھی ذکر نہیں (نصب ۲/۱۱۳) (۲) "رایت رسول الله ﷺ یوتر علی راحلته."

امام طحاویؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ "وجوب وتر سے پہلے کا واقعہ ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سواری سے اتر کر وتر زمین پر پڑھے اور اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی (نصب ۲/۱۱۳) (۳) الوتر لیس بحتم کصلوتکم المکتوبة اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے وتر کی فرضیت کی نفی ہے وجوب کی نہیں۔ اور فرض کے تو ہم بھی قائل نہیں۔ کیونکہ وتر کا منکر کافر نہیں۔ (معارف ۴/۱۶۹)

نوٹ :اس کے علاوہ اور بھی دلائل ہیں۔جن کے جوابات نصب الرایہ اور معارف السنن میں مذکور ہیں (۴) اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ہم یہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے پانچ نمازیں ہی فرض ہیں لیکن اس سے وجوب کی نفی کہاں ہوتی ہے؟ ویسے بھی وتر کو شریعت نے عشاء کے ضمن میں رکھا ہے۔

احنافؒ کے مزید دلائل

(۱) اس پر اجماع ہے کہ اس کا ترک کرنا جائز ہے (۲) اور اگر بھول جائیں تو اس کی قضاء ہے (۳) اس پر مواظبت ثابت ہے ترک نہیں (۴) وقت کیساتھ خاص بھی ہے (۵) امت کے کبار صحابہ رضی اللہ عنہم و فقہاء وجوب کے قائل ہیں۔جیسے حضرت ابن مسعودؓ، وابن عبیدہ وابن المسیب رحمہ اللہ اور امام ضحاکؒ، مجاہدؒ، ابن بطالؒ، ابراہیم نخعیؒ، یوسف خالدؒ۔(معارف ۴/۱۷۲)

وتر کی رکعات

(۱) احنافؒ کے نزدیک وتر کی تین رکعات ایک سلام اور دو تشہد کے ساتھ ہوں گی (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک وتر کی ایک سے گیارہ تک رکعات درست ہیں۔البتہ افضل ان کے نزدیک بھی تین رکعات دو سلام کے ساتھ ہیں۔(معارف ۴/۱۶۷)

دلائلِ احنافؒ

(۱) حدیث عائشه رضی الله عنها "ان النبی ﷺ كان يوتر بثلاث يعني لا يفصل بينهن بسلام" (۲) كان رسول الله ﷺ لا يسلم في الركعتين الاوليين من الوتر (۳) حديث عائشة رضي الله عنها ان النبي كان يقرأ في الركعة الأولى من الوتر بفاتحة الكتاب وسبح اسم ربك الاعلى، وفي الثانية بقل يا ايها الكافرون، وفي الثالثه بقل هو الله احد والمعوذتين" (٤) حديث ابن مسعود "قال رسول الله ﷺ "وتر الليل ثلاث كوتر النهار صلاة المغرب (نصب ١١٤/٢) پہلی تین احادیث میں عدم فصل کی صراحت ہے جبکہ چوتھی میں وتر کو مغرب کی نماز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔

ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل

(١) حديث ابن عمر رضي الله عنه ... مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل (٢) حديث ابي ايوب الانصاري "الوتر حق على كل مسلم فمن احب ان يوتر بخمس فليفعل ومن احب ان يوتر بثلاث فليفعل ومن احب ان يوتر بواحدة فليفعل (عون ٢٠٣/٢) یعنی پہلی احادیث میں دو دو رکعت کی وضاحت ہے اور دوسری میں ایک وتر کی وضاحت ہے۔

جوابات: (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت وتر ماقبل دو رکعت کو وتر بناتی ہے اور یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ "فاذا خشي احدكم الصبح صلى ركعة واحدة توتر له ما قد صلى" یعنی جس کو صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو اس کو چاہئے کہ ایک رکعت پڑھ لے۔وہ ایک رکعت پیچھے والی نماز کو وتر بنا دیگی۔حضور اقدس ﷺ نے صرف ایک پر اکتفاء نہیں فرمایا یہ حدیث دوسری حدیث کی تفسیر و تشریح کرتی ہے۔جن میں صرف ایک رکعت پڑھنے سے منع کیا گیا ہے "حديث ابن مسعود رضي الله عنه "ما اجزأت ركعة قط" (نصب ١١٧/٢) (۲) ایک رکعت نہ پڑھنے کی دلیل "حديث ابي سعيد خدري رضي الله عنه "ان رسول الله ﷺ نهى عن البتيراء ان يصلي الرجل واحدة يوتر بها" (۳) "عن محمد بن كعب رضي الله عنه "ان النبي ﷺ نهى عن البتيراء) (اعلاء السنن حديث نمبر ١٦٨٧،٨٨)

سواری پر وتر پڑھنا جائز ہے یا نہیں

(۱) احناف کے نزدیک بغیر عذر سواری پر وتر پڑھنا جائز نہیں اور دلیل وہ حدیث ہے جو پیچھے گزری ہے۔ حدیث ابن عمرؓ "ویوتر بالارض ..... (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک سواری پر وتر پڑھنا جائز ہے۔

دلیل: حدیث میں ہے کہ "یوتر علی راحلته امام طحاویؒ اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ وجوب سے قبل اور عذر پر محمول ہے یا یہ آپ علیہ السلام کی خصوصیت ہے تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (نصب ۱/۱۱۳)

وتر میں قنوت کب پڑھی جائے گی؟

(۱) احناف کے نزدیک قنوت وتر میں پورا سال قبل الرکوع پڑھی جائیگی (۲) مالکیہ وشوافع کے نزدیک "قنوت رمضان کے آخری نصف میں پڑھی جائے گی۔ شوافع کہتے ہیں کہ بعد الرکوع پڑھیں گے اور مالکیہ کے نزدیک قبل الرکوع پڑھی جائیں گی۔

وتر کی قضاء

(۱) مسلکِ احناف "وتر کی قضاء مطلقاً ہے۔ رات دن صبح شام (۲) ائمہ ثلاثہؒ کا مسلک: "فجر سے پہلے قضاء ہے بعد میں قضاء نہیں ہے۔ (تفصیل اعلاء السنن، نصب الرایہ، معارف السنن میں دیکھیں)

وتر میں سلام

(۱) جمہور وتر میں دو سلام کے قائل ہیں۔ اکثر روایات ان کی مستدل ہیں (۲) امام مالکؒ کے نزدیک وتر میں ایک سلام ہے۔

دلیل: اسی باب کی حدیث نمبر ۱۳۴۶ ہے۔

جواب: دلیل مالکیہ میں وہ سلام مراد ہے جو سرور کونین ﷺ کے وتر کا پہلا سلام اونچی آواز سے ہوتا تھا۔ جس سے گھر والوں کو جگانا مقصود ہوتا تھا۔ اور اس سے دوسرے سلام کی نفی لازم نہیں آتی (اور مزید یہ کہ ایک سلام تعامل امت، اجماع ائمہ، قیاس اور کثیر روایات مشہورہ وصحیحہ کے منافی ہے۔ اور یہ ایک سلام کی نظیر کسی دوسری نماز میں نہیں ملتی تو اس کی تخصیص وتر کے ساتھ کیوں؟

باب صلوة النبی فی الوتر

حدیث نمبر ۲۵۸: حدثنا عائشة... كان يصلي من الليل احدى عشرة ركعة يوتر منها... اضطجع على شقه الايمن.

مفہوم: حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ رات کو گیارہ رکعتیں پڑھتے ان میں سے ایک رکعت وتر کی ہوتی، جب فارغ ہوتے تو داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔

حدیث نمبر ۲۵۹: حدثنا ابوسلمة... كيف كانت صلوة رسول الله في رمضان فقالت ما كان... تنامان ولا ينام قلبي.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سید الکونین ﷺ کے رمضان کی نماز کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ آپ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے، چار رکعتیں پڑھتے تھے ان کی خوبی اور طول کا حال مت پوچھ، پھر اسی طرح چار رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ وتر سے پہلے سوجاتے ہیں؟ فرمایا کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتا رہتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۶۰: حدثنا عائشة... يصلي بالليل ثلث عشرة ركعة ثم يصلي اذا سمع النداء بالصبح ركعتين خفيفتين

مفہوم: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ رات کو تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھتے۔

حدیث نمبر ۲۶۱: حدثنا عبدالله... استيقظ رسول الله فجلس فمسح النوم عن وجهه بيده... ثم خرج فصلى الصبح.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ وہ ایک رات اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ ﷺ کے ہاں ٹھہرے۔ حضرت ابن عباس ﷺ نے کہا کہ میں بستر کے عرض پر لیٹا اور سرکار دو عالم ﷺ اور حضرت میمونہ ﷺ بستر کے طول پر لیٹے۔ جب آدھی رات ہوئی تو سید الرسل ﷺ جاگے اور اپنے ہاتھ سے آنکھیں ملنے لگے پھر سورۂ ال عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں "ان في خلق السموات والارض.... الى آخر السورة" پھر ایک لٹکے ہوئے مشک کی طرف تشریف لے گئے اور اس میں موجود پانی سے اچھی طرح وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں بھی اٹھا اور نبی کریم ﷺ کی طرح عمل کیا پھر جب میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا پھر مجھے کان سے پکڑ کر ملنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھا پھر لیٹ گئے۔ جب مؤذن نے اذان دی تو دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھ کر صبح کی نماز ادا کی۔

حدیث نمبر ۲۶۲: حدثنا زيد... فقام رسول الله ﷺ فصلى ركعتين طويلتين طويلتين طويلتين... ثلث عشرة ركعة.

حدیث نمبر ۲۶۳: حدثنا عبدالله... صلوة الليل مثني مثني فاذا خشي احدكم الصبح... توتر له ما قد صلى.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سید الکونین ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر نماز کو طاق بنادے۔

حدیث نمبر ۲۶۴: حدثنا عبدالله... خمس صلوت كتبهن الله على العباد فمن جاء بهن... وان شاء ادخله الجنة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن محیریز ﷺ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ فرماتے ہیں حضرت ابو محمدؓ نے کہا کہ وتر واجب ہے۔ مخدجیؓ نے اس بارے میں حضرت عبادہ بن صامت ﷺ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ابو محمدؓ نے جھوٹ کہا کیونکہ میں نے سرکار دو عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں جو شخص ان کو پڑھے گا اور ہلکا جان کر ان کو نہ چھوڑے گا تو اللہ جل جلالہ نے اس کے لئے عہد کر رکھا ہے کہ جنت میں اس کو لے جائے گا اور جو شخص ان کو چھوڑ دے گا اللہ کے پاس اس کا کچھ عہد نہیں ہے چاہے تو اس کو سزا دے چاہے تو اس کو بخش دے۔

حدیث نمبر ۲۶۵: حدثنا سعيد... فلما خشيت الصبح نزلت فاوترت ثم ادركه فقال عبدالله... كان يوتر على البعير.

مفہوم: حضرت سعید بن یسار ﷺ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت ابن عمر ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا تو ایک جگہ پر مجھے صبح ہونے کا خوف ہوا تو میں نے سواری سے اتر کر وتر کی نماز ادا کی۔ پھر فراغت کے بعد ذرا آگے بڑھ کر ان کو پالیا۔ حضرت ابن عمر ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں تھے؟ میں نے کہا کہ میری نماز وتر رہ گئی تھی مجھے صبح ہونے کا اندیشہ ہوا تو اتر کر پڑھ لی۔ حضرت ابن عمر ﷺ نے مجھ سے کہا کہ تم حضور اکرم ﷺ کی اتباع نہیں کرو گے؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ سید الکونین ﷺ وتر اونٹ پر پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۶۶: حدثنا سعيد... اذا اراد ان ياتي فراشه اوتر و كان عمر بن الخطاب يوتر... فراشي اوترت.

مفہوم: سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب اپنے بستر پر سونے کو آتے تو وتر پڑھ لیتے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آخر رات میں تہجد کے بعد پڑھتے تھے۔ اور سعید بن المسیب نے کہا کہ میں تو جب اپنے بچھونے پر سونے کو آتا ہوں تو وتر پڑھ لیتا ہوں۔

حدیث نمبر ۲۶۷: حدثنا مالك... اوتر رسول الله واوتر المسلمون قال فجعل الرجل يردد عليه... اوتر المسلمون.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا وتر واجب ہے؟ فرمایا کہ وتر تو سید الکونین ﷺ نے اور مسلمانوں نے ادا کی ہے۔

حدیث نمبر ۲۶۸: حدثنا مالك... من خشي ان ينام حتى يصبح فليوتر قبل ان ينام... فليوخر وتره.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس شخص کو خوف ہو کہ اس کی آنکھ صبح تک نہیں کھلے گی تو وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور جو آخر رات میں اٹھنے کی امید رکھے تو وہ وتر میں دیر کرے۔

حدیث نمبر ۲۶۹: حدثنا نافع... ان عليه ليلا فشفع بواحدة ثم صلى بعد ذلك ركعتين فلما خشي الصبح اوتر بواحدة.

مفہوم: نافعؒ سے رویت ہے کہ میں مکہ کے راستے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور آسمان پر ابر چھایا ہوا تھا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صبح ہو جانے کے خوف سے ڈرے اور ایک رکعت وتر ادا کی پھر جب ابر ہٹ گیا تو دیکھ کر کہا ابھی رات کافی باقی ہے پھر اس کے ساتھ ایک رکعت پڑھ کر اس کو دوگانہ کیا پھر اس کے بعد دو رکعتیں پڑھیں پھر جب صبح ہونے کا اندیشہ ہوا تو ایک رکعت وتر ادا کی۔

حدیث نمبر ۲۷۰: حدثنا نافع... كان يسلم بين الركعتين والركعة في الوتر حتى يامر ببعض حاجته.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وتر کی دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے پھر اگر کوئی ضرورت ہوتی تو اس کا حکم بھی دیتے۔

حدیث نمبر ۲۷۱: حدثنا ابن شهاب... كان يوتر بعد العتمة بواحدة.

مفہوم: ابن شہابؒ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔

وتر واجب ہے یا سنت؟

(۱) ائمہ ثلاثہؒ وصاحبینؒ کے نزدیک وتر سنت ہیں" (۲) امام اعظمؒ کے نزدیک وتر واجب ہیں۔

حنفیہ کے دلائل

(۱) حدیث "ان الله تعالى زادكم صلاة الا وهي الوتر فصلوها بين العشاء الى طلوع الفجر" (۲) "ان الله امدكم بصلاة هي لكم خير من حمر النعم وهي الوتر" (نصب ۱۰۹/۲، اعلاء ۱۶۲۴) (۳) خرج النبي ﷺ مستبشرا فقال ان الله تعالى قد زادكم صلاة وهي والوتر (۴) قال رسول الله ﷺ: الوتر حق فمن لم يوتر فليس منا (نصب ۱۱۱، اعلاء السنن ۱۶۳۱) (۵) فقال لمعاوية: مالي ارى اهل الشام لا يوترون؟ فقال معاوية وواجب ذلك عليهم؟ فقال نعم!..... زادني ربي عز وجل صلاة وهي الوتر" (نصب الرایہ ۱۰۸/۲، ۱۱۲/۲)

دلائل جمہورؒ

(۱) الوتر ليس بحتم كصلوتكم المكتوبة (نصب الرایہ) اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں: فرض کی نفی ہے وجوب کی نفی کہاں

ہے۔فرض کے قائل تو ہم بھی نہیں۔اور دلیل یہ ہے کہ وتر کے منکر پر ہم کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے (معارف ۱۶۹/۴) (۲) حدیث اعرابی "خمس صلوات کتبھن الله علیك ،قال :ھل علی غیرھا؟قال : لا الا ان تطوع" (نصب) جواب:وجوب وتر سے پہلے کا واقعہ ہے۔کیونکہ اسلام کے ارکان میں حج بھی ہے لیکن اس کا بھی ذکر نہیں ہے(۳) "رایت رسول الله ﷺ یوتر علی راحلته" اس کا جواب امام طحاویؒ نے دیا ہے کہ وجوب وتر سے پہلے کا واقعہ ہے۔

دلیل :حضرت ابن عمر ؓ وتر زمین پر پڑھتے اور پھر اس کی نسبت سید الاولین والآخرین ﷺ کی طرف فرماتے (نصب الرایہ ۱۱۳/۲)

(۴) فرض نمازیں صرف پانچ ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ فرض سے وجوب کی نفی نہیں۔ویسے بھی وتر کو شریعت نے عشاء کے ضمن میں رکھا ہے (۶) سید الکونین ﷺ سے مواظبت و مداومت ثابت ہے (۹) امت کے بڑے بڑے سلاطین علماؤ اکابر وجوب وتر کے قائل ہیں۔مثلاً حضرت ابن مسعود، سیدنا ابن عبیدہ، وابن المسیب ؓ، امام ضحاکؒ امام مجاہدؒ، ابن بطالؒ، امام نخعیؒ۔یوسف خالد سمتیؒ۔

تعداد رکعات

(۱) احنافؒ کے نزدیک وتر کی تین رکعات ہیں ایک سلام اور دو تشہد کیساتھ ادا کی جائیگی (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک "ایک سے گیارہ رکعات تک وتر پڑھنا درست ہے۔البتہ افضل ان کے ہاں بھی تین رکعات دو سلام کے ساتھ ہیں۔(معارف ۱۶۷/۴)

دلائلِ احنافؒ

(۱) حدیث عائشه رضی الله عنها "ان النبی ﷺ کان یوتر بثلاث یعنی لا تفصل بینھن بسلام" (۲) کان رسول الله ﷺ یسلم فی الرکعتین الاولیین من الوتر" (۳) حدیث عائشة رضی الله عنها "ان النبی ﷺ کان یقرأ فی الرکعة الاولی من الوتر بفاتحة الکتاب و سبح اسم ربك الاعلی وفی الثانیة بقل یا ایھا الکافرون ،وفی الثالثة بقل ھو الله احد والمعوذتین." (۴) حدیث ابن مسعود ؓ "قال رسول الله ﷺ وتر اللیل ثلاث ،وتر النھار صلوۃ المغرب (نصب الرایہ ۱۴۲/۲) (۵) صاحب معارف السننؒ نے "احنافؒ" کی تائید میں بیس روایات ذکر فرمائیں۔جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وتر تین رکعات ہیں۔تفصیل کیلئے معارف صفحہ ۲۲۴ جلد۴ پر دیکھئے۔

دلائلِ ائمہ ثلاثہؒ

(۱) حدیث ابن عمر ؓ ...مثنی مثنی والوتر رکعة من اخر اللیل" (۲) حدیث ابی ایوب ؓ "الوتر حق علی کلّ مسلم،فمن احب ان یوتر بخمس فلیفعل ،ومن احب ان یوتر بثلاث فلیفعل ،ومن احب ان یوتر بواحدة فلیفعل۔

جوابات :یہاں ایک رکعت سے مراد یہ ہے کہ جمع ماقبل دو کے ساتھ ملکر وتر مکمل ہوتے ہیں۔دلیل حدیث حضرت ابن عمر ؓ "فاذا خشی احدکم الصبح صلی رکعة واحدة توتر له ما قد صلی" یہاں صرف ایک رکعت پر اکتفاء نہیں فرمایا۔

ماقبل کو وتر بنادینے کا مطلب

یہ اصول ہے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر و تشریح کرتی ہے دلائل منع میں تو ایک رکعت سے منع کیا گیا ہے

دلائلِ احنافؒ

(۱) حدیث ابی سعید خدری ان رسول الله ﷺ "نھی عن البتیراء بأن صلی الرجل واحدة یوتر بھا" (اعلاء السنن) منع

عن رکعة واحدة کی دوسری دلیل "حدیث کعب القرظی "ان النبی ﷺ نهی عن البتیراء" (اعلاء السنن حدیث ۱۸۸/۱۸۷) منع عن رکعة واحدة کی تیسری دلیل "حدیث ابن مسعودؓ "ما أجزأت رکعة قط" (نصب ۱۱۷/۲)

(۱) احناف کے مسلک کی احادیث کے رواۃ بہت زیادہ اور فقہاء صحابہ ؓ ہیں۔ مثلاً ابن عمر، علی ؓ، ابن مسعود، ابن عباس و ابن مسعود وانس وعائشہ ؓ جو حضور اقدس ﷺ کے زیادہ قریب تھے اور انکے اعمال پر زیادہ اچھی طرح واقف تھے (۲) مسلک شوافع وحنابلہ وتر میں ایک رکعت کی کوئی نظیر فرائض ونوافل اخری میں نہیں ملتی جبکہ مسلک احناف (وتر میں تین رکعت) کی مثال مغرب کی نماز ہے (۳) ایک رکعت والی حدیث صلوۃ بتیراء جس میں نہی صراحۃ ہے) کی معارض جبکہ تثلیث والی حدیث تعارض سے خالی ہے (۴) مسلکِ احناف پر عمل سے تمام احادیث معمول بہ ہو جاتی ہیں والعکس۔

سلام میں اختلاف

(۱) امام مالکؒ کے نزدیک وتر میں ایک طرف سلام ہے۔

دلیل: اسی ابواب کے تحت آگے حدیث آرہی ہے۔

جواب: وہاں ایک سلام سے مراد اونچی آواز میں ایک سلام ہوتا تھا تا کہ گھر والے جاگ جائیں۔ اس میں دوسرے سلام کی نفی نہیں ہے (۲) جمہورؒ وائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک دو سلام ہیں دائیں اور بائیں۔ نماز کی روایات کثیرہ اس پر دال ہیں۔

سواری پر وتر پڑھنے کا حکم

(۱) احنافؒ کے نزدیک بغیر عذر سواری پر وتر جائز نہیں۔ دلیل "حدیث ابن عمرؓ "و اوتـر عـلـی الارض" (نصب الرایہ، معارف ۲۶۰/۴) (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک "وتر سواری پر جائز ہیں" اس کی دلیل یہ ہے "یوتر علی راحلته" اس کا جواب امام طحاویؒ نے دیا ہے کہ یہ وجوبِ وتر سے قبل پر محمول ہے۔ یا خصوصیت یا عذر پر محمول ہے۔ (معارف السنن ۲۶۲/۴)

وتر میں قنوت پڑھنے میں اختلافِ فقہاء

(۱) احنافؒ کے نزدیک "قنوتِ وتر پورا سال قبل الرکوع پڑھی جائیگی (۲) مالکیہؒ وشوافعؒ کے نزدیک رمضان کے آخری نصف میں اور عند الشوافع فجر کی نماز میں بعد الرکوع پڑھی جائے گی۔ (عون ۲۱۲/۲، معارف ۲۴۲/۴)

وتر کی قضاء

(۱) احنافؒ کے نزدیک وتر کی قضا صبح وشام رات دن ہر وقت ہے (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک فجر سے پہلے قضا ہے اس کے علاوہ نہیں۔ (معارف ۲۵۱/۴)

باب الوتر بعد الفجر

حدیث نمبر ۲۷۲: حدثنا سعید... فقال قد انصرف الناس من الصبح فقام عبدالله بن عباس فاوتر ثم صلی الصبح.

مفہوم: حضرت سعید بن جبیر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سو کر اٹھے تو اپنے خادم سے کہا کہ جا کر دیکھ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ان دنوں حضرت ابن عباس ؓ کی بصارت جاتی رہی، خادم نے آکر بتایا کہ لوگ صبح کی نماز سے فارغ ہو چکے

ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وتر پڑھ کر صبح کی نماز ادا کی۔

حدیث نمبر ۲۷۳: حدثنا مالك... قد او تروا بعد الفجر.

حدیث نمبر ۲۷۴: حدثنا عروة... قال ما ابالي لو اقيمت صلوة الصبح و انا او تر.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کچھ ڈر نہیں ہے کہ صبح کی تکبیر کہنے کے بعد میں وتر پڑھوں۔

حدیث نمبر ۲۷۵: حدثنا يحيى... فاقام الموذن صلوة الصبح اسكته عبادة حتى او تر ثم صلى بهم الصبح.

مفہوم: یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ ایک قوم کی امامت کرتے تھے، ایک دن صبح کی نماز کیلئے نکلے تو مؤذن نے تکبیر کہی آپ نے ان کو خاموش کیا پھر وتر پڑھ کر صبح کی نماز ادا کی۔

حدیث نمبر ۲۷۶: حدثنا عبدالرحمن... انى لاوتر وانا اسمع الاقامة للصبح او بعد الفجر يدش عبدالرحمن اى ذلك قال.

حدیث نمبر ۲۷۷: حدثنا عبدالرحمن... انى لاوتر بعد الفجر.

باب ماجاء في ركعتي الفجر

حدیث نمبر ۲۷۸: حدثنا حفصة... كان اذا سكت ركعتين خفيفتين قبل ان تقام للصلوة.

مفہوم: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب صبح کی اذان ہوتی تو سید الکونین ﷺ جماعت کھڑی ہونے سے پہلے دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۷۹: حدثنا عائشة... ليخفف ركعتي الفجر حتى انى لاقول اقرا بام القران ام لا.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ فجر کی نماز اتنی خفیف پڑھتے کہ میں کہتی تھی سورہ فاتحہ بھی پڑھی آپ نے یا نہیں؟

حدیث نمبر ۲۸۰: حدثنا ابو سلمة... فقال اصلوتان معا اصلوتان معا و ذلك في صلوة الصبح في الركعتين قبل الصبح.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگوں نے فجر کی تکبیر سن کر سنتیں پڑھنی شروع کر دی تو سید الکونین ﷺ گھر سے تشریف لائے اور فرمایا کہ دو دو نمازیں پڑھی جا رہی ہے پھر فرمایا کہ یہ دو رکعتیں ہیں جو صبح کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۱: حدثنا مالك... فاتته ركعتا الفجر فقضاهما بعد ان طلعت الشمس.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فجر کی سنتیں فوت ہو گئیں تو اس کو آفتاب نکلنے کے بعد پڑھ لیں۔

حدیث نمبر ۲۸۲: حدثنا القاسم... مثل الذى صنع ابن عمر.

☆☆☆☆☆☆☆☆

کتاب صلوۃ الجماعۃ

باب فضل صلوۃ الجماعۃ علی صلوۃ الفذّ

حدیث نمبر ۲۸۳: حدثنا عبداللہ۔۔قال صلوۃ الجماعۃ تفضل صلوۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ۔

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۴: حدثنا ابوہریرۃ۔۔قال صلوۃ الجماعۃ افضل من صلوۃ احدکم وحدہ بخمسۃ وعشرین جزء۔

مفہوم: اس روایت میں پچیس درجہ بڑھا کر فضیلت ملنے کا بیان ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۵: حدثنا ابوہریرۃ۔۔فیوذن لھا ثم امر رجلا فیوم الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق۔۔لشھد العشاء۔

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے قسم کے ساتھ فرمایا کہ میں نے عزم کیا کہ لکڑیاں توڑ کر جلانے کا حکم کروں پھر حکم نماز کا کروں اور اذان ہو پھر ایک شخص کو امامت کا حکم کروں اور وہ امامت کرے پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں شریک نہیں ہوئے اور ان کے گھر کو جلادوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان میں سے کسی کو معلوم ہو جائے کہ عمدہ گوشت کی ایک ہڈی یا بکری کے دو کھر اچھے ملیں گے تو عشاء کی نماز میں ضرور آئے گا۔

حدیث نمبر ۲۸۶: حدثنا بسر۔۔قال افضل الصلوۃ صلوتکم فی بیوتکم الا المکتوبۃ۔

مفہوم: حضرت بسر بن سعیدؓ سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا گھروں میں پڑھی جانے والی نماز افضل نماز ہے مگر فرض نماز۔

جماعت کے بارے میں مذاہب

(۱) حنفیہؒ و مالکیہؒ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے۔

دلیل: (۱) "الجماعۃُ منْ سُنَنِ الھدی لاَ یتخلّفُ عنھَا اِلاَّ الْمُنافقُ" (کہ جماعت سنن ہدیٰ میں سے ہے اس سے منافق ہی غفلت برتتا ہے) (۲) "صلاۃُ الجماعۃِ تفضُلُ صلاۃَ الفذِّ بخمسٍ وعشرِیْنَ درَجَۃً اَوْ بسبعٍ عشرِیْنَ درجۃً۔ (الفقہ الاسلامی ۱۱۶۸/۲)

نوٹ: محققین احناف بھی جماعت کے وجوب کے قائل ہیں (کذا فی اعلاء السنن والشامی)

شافعیہؒ کے نزدیک: "الجماعۃُ فرضُ کِفایۃٍ۔"

حنابلہؒ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔

دلیل: (۱) وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (۲) لاَ صَلٰوۃَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ اِلاَّ فِی الْمَسْجِدِ" (۳) حدیث ابنِ مسعودٍؓ "لقد رأیتنا وما یتخلّفُ عنھا اِلاَّ المنافقُ معلوم النّفاقِ" (الفقہ الاسلامی ۱۱۶۹/۲) ظاہریہؒ کے نزدیک یہ صحت صلوۃ کے لئے شرط ہے۔ (حاشیہ بذل ۳۶۰/۱)

قال صاحب الفقہ الاسلامی

جماعت نماز کی صحت کیلئے شرط نہیں ہے جیسا کہ امام احمدؒ نے تصریح کی ہے۔ (الفقہ الاسلامی ۲/۱۱۶۹)

باب ماجاء فی العتمة و الصبح

حدیث نمبر ۲۸۷: حدثنا سعید... قال بیننا و بین المنافقین شهود العشاء والصبح لایستطیعونهما او نحو هذا.

مفہوم: سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان میں یہ فرق ہے کہ وہ صبح اور عشاء کی جماعت میں نہیں آسکتے۔

حدیث نمبر ۲۸۸: حدثنا ابوهريرة... قال الشهداء خمسة لامطعون والمبطون والغريق وصاحب الهدم والشهيد في سبيل الله.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ایک شخص راستے میں جارہا تھا اس نے ایک کانٹا پایا تو اس کو ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگیا اور اسے بخش دیا، پھر سید البشر ﷺ نے فرمایا کہ پانچ قسم کے لوگ شہید ہوتے ہیں طاعون سے مرنے والا یا دستوں سے یا ڈوب جائے یا مکان گر کر مرجائے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوجائے۔

حدیث نمبر ۲۸۹: حدثنا ابوبکر... فقال عمر لان اشهد صلوة الصبح في الجماعة احب الي من ان اقوم ليلة.

مفہوم: ابوبکر بن سلیمانؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا چنانچہ میں اور عمر بن خطاب ؓ بازار گئے ان کا گھر بھی بازار اور مسجد کے بیچ تھا۔ ہمیں ان کی والدہ شفاء ملی تو حضرت عمر ؓ نے شفاء سے بیٹے کے صبح کی نماز میں حاضر نہ ہونے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ وہ ساری رات نماز پڑھتے رہے اس لئے نماز میں حاضر نہ ہوئے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ مجھے صبح کی جماعت میں حاضر ہونا رات کی عبادت سے بہتر معلوم ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۹۰: حدثنا عبدالرحمن... من شهد العشاء فكانما قام نصف ليلة ومن شهد الصبح فكانما قام ليلة.

مفہوم: حضرت عبدالرحمن بن ابی عمرہ ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان عشاء ؓ کی نماز کیلئے مسجد آئے تو دیکھا کہ لوگ گنے چنے ہیں تو مسجد کے اخیر میں لیٹ کر انتظار کرتے تھے تاکہ لوگ جمع ہوجائے۔ چنانچہ حضرت ابن ابی عمرہ ؓ آئے اور حضرت عثمان ؓ کے پاس بیٹھے۔ حضرت عثمان ؓ نے پوچھا کہ کون ہو؟ کہا کہ ابن ابی عمرہ، پھر پوچھا تمہیں کتنا قرآن یاد ہے؟ انہوں نے بتایا تو حضرت عثمان ؓ نے فرمایا کہ جو شخص عشاء کی جماعت میں حاضر ہو تو گویا اس نے ساری رات عبادت کی۔

باب اعادة الصلوة مع الامام

حدیث نمبر ۲۹۱: حدثنا محجن... فقال له رسول الله اذا جئت فصل مع الناس وان كنت قد صليت.

مفہوم: حضرت محجن بن ابی محجن ؓ سے روایت ہے کہ وہ سید الکونین ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتنے میں اذان ہوئی تو سرور کونین ﷺ اٹھے اور نماز پڑھ کر آئے تو دیکھا کہ حضرت محجن ؓ وہیں بیٹھے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم نے لوگوں کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ عرض کیا کہ میں مسلمان ہوں اور نماز گھر میں پڑھ چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسجد آکر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہولیا کرو اگرچہ نماز پڑھ چکے ہو۔

حدیث نمبر ۲۹۲: حدثنا نافع... فقال انی اصلی فی بیتی ثم ادرك الصلوة مع الامام افاصلی معه... یجعل ایتهما شاء.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہوں پھر امام کو نماز میں پاتا ہوں تو کیا میں ان کے ساتھ نماز میں شرکت کروں؟ فرمایا ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا کہ ان دو نمازوں میں کس نماز کو فرض سمجھوں اور کس کو نفل؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ کو اس سے کیا مطلب یہ تو اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے جسکو چاہے فرض کردے جس کو چاہے نفل کردے۔

حدیث نمبر ۲۹۳: حدثنا یحیی... فقال انی اصلی فی بیتی ثم اتی المسجد فاجد الامام یصلی افاصلی... انما ذلك الی الله.

حدیث نمبر ۲۹۴: حدثنا رجل... ثم اتی المسجد فاجد الامام یصلی افایصلی معه فقال سعید نعم... انما ذلك الی الله.

حدیث نمبر ۲۹۵: حدثنا نافع... کان یقول من صلی المغرب او الصبح ثم ادرکهما مع الامام فلایعد لهما.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے کہ جو شخص مغرب یا صبح کی نماز پڑھ لے پھر ان دونوں کی جماعت پالے تو وہ دوبارہ نہ پڑھے۔

باب العمل فی صلوة الجماعة

حدیث نمبر ۲۹۶: حدثنا ابوهریرة... اذا صلی احدکم للناس فلیخفف فان فیهم السقیم... فلیطول ماشاء.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو چاہیے کہ تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں بیمار اور ضعیف اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلے پڑھے تو جتنا چاہے طول کرے۔

حدیث نمبر ۲۹۷: حدثنا نافع... فی صلوة من الصلوات ولیس معه احد غیری مخالف... حذاله عن یمینه.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوا اور ہمارے ساتھ تیسرا کوئی نہیں تھا تو حضرت ابن عمرؓ نے پیچھے سے پکڑ کے اپنی داہنی طرف برابر کھڑا کیا۔

حدیث نمبر ۲۹۸: حدثنا یحیی... کان یوم الناس بالعقیق فارسل الیه عمر بن عبدالعزیز فنهاه.

مفہوم: یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص عقیق (مدینہ میں ایک جگہ کا نام ہے) میں امامت کرتا تھا تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی کو بھیجا تا کہ اس کو منع کرے۔

باب صلوة الامام وهو جالس

حدیث نمبر ۲۹۹: حدثنا انس... رکب فرسا فصرع عنه فجحش شقه الایمن فصلی صلوة... فصلوا جلوسا اجمعون.

مفہوم: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ گھوڑے پر سوار تھے کہ اس سے گر پڑے تو سرکار دو عالم ﷺ کا داہنا جانب چھل گیا چنانچہ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی ہم نے بیٹھ کر پڑھی۔ پھر فراغت کے بعد فرمایا کہ امام اسلئے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اور جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب امام رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب امام سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب امام "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "ربنا لك الحمد" کہو اور جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

حدیث نمبر ۳۰۰: حدثنا عائشة.. صلی رسول الله وهو شاك فصلی جالسا وصلی وراءه قوم... جلوسا اجمعون.

مفہوم: گزشتہ روایت ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ جب حالتِ مرض میں سید الانبیاء ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے تو لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تب آپ نے ان کو اشارے سے بیٹھنے کا حکم دیا۔

حدیث نمبر ۳۰۱: حدثنا عروة... خرج فی مرضه فاتی المسجد فوجد ابا بکر وهو قائم... بصلوة ابی بکر.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ مریض ہونے کی حالت میں مسجد آئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا تو آپ بھی کھڑے ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو سرکار دو عالم ﷺ نے اشارہ کیا کہ اپنی جگہ پر رہو اور خود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے، چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتے تھے اور لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے۔

اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کیا کریں؟

(۱) امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر پڑھیں (۲) امام مالکؒ کے نزدیک ایسے امام کی اقتداء ہی ناجائز ہے (۳) جمہورؒ کے نزدیک ''امام بیٹھ کر پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں۔ امام مالکؒ کی دلیل ہے کہ ''لا یوم احد بعدی جالسا لیکن جمہورؒ اس حدیث کو نہی تنزیہی پر محمول کرتے ہیں۔ اور یہ حدیث مرسل ہے۔ (بذل ۱/۳۳۷)

حنابلہؒ کی دلیل: امام ابوداودؒ نے چار حدیثیں یعنی حدیث انس رضی اللہ عنہ، حدیث جابر رضی اللہ عنہ، حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ اور حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ذکر کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے: انما یوخذ ای یعمل بالاخر فالاخر من فعل النبی ﷺ آخری عمل سید الکونین ﷺ کا یہی ہے کہ امام بیٹھ کر پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہوں اور یہ عمل زمانہ مرض وفات کا ہے لہذا اس سے پہلے کے سب احکام منسوخ ہیں (عون ۱/۲۱۹، بذل ۱/۳۳۷)

باب فضل صلوة القائم علی صلوة القاعد

حدیث نمبر ۳۰۲: حدثنا عبدالله.. صلوة احدكم وهو قاعد مثل نصف صلوته وهو قائم.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں کھڑے ہونے کی بہ نسبت نصف ثواب ہے۔

حدیث نمبر ۳۰۳: حدثنا عبدالله... لما قدمنا المدينة نالنا وباء من وعكها شديد فخرج... نصف صلوة القائم.

باب ما جاء فی صلوة القاعد فی النافلة

حدیث نمبر ۳۰۴: حدثنا حفصة.. صلی فی سبحته قاعدا قط حتی كان قبل وفاته بعام... اطول من اطول منها.

مفہوم: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کبھی بھی سید الرسل ﷺ کو نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر وفات سے ایک سال پہلے آپ نفل بیٹھ کر پڑھتے اور سورت کو اس قدر خوبی سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ بڑی سے بڑی ہو جاتی۔

حدیث نمبر ۳۰۵: حدثنا عائشة... يصلی صلوة الليل قاعدا قط حتی اسن فكان يقرأ قاعدا... اية ثم ركع.

حدیث نمبر ۳۰۶: حدثنا عائشة... كان يصلی جالسا فيقرأ وهو جالس فاذا بقی من قرائته... الركعة الثانية مثل ذلك.

حدیث نمبر ۳۰۷: حدثنا مالك... كانا يصليان النافلة وهما محتبيان.

مفہوم: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور سعید بن المسیب نفل نماز بیٹھ کر دونوں پاؤں کو کھڑا کر کے اور سرین زمین سے لگا کر پڑھتے۔

باب صلوة الوسطى

حدیث نمبر ۳۰۸: حدثنا ابو يونس... اذا بلغت هذه الاية فاذنى حافظوا على الصلوات... سمعتها من رسول الله.

مفہوم: ابو یونسؒ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کلام کے لکھنے کا حکم کیا اور فرمایا کہ جب تم اس آیت پر پہنچو "حافظو اعلى الصلوات والصلوة الوسطى" تو مجھے آگاہ کر دینا۔ اس آیت پر پہنچنے کے بعد میں نے بتایا تو فرمایا کہ اسے یوں لکھو "حافظو اعلى الصلوات والصلوة الوسطى وصلوة العصر وقوموا لله قانتين" تو پھر فرمایا کہ اس کو میں نے سرکار دو عالم ﷺ سے سنا ہے۔

حدیث نمبر ۳۰۹: حدثنا عمر... اذا بلغت هذه الاية فاذنى حافظوا على الصلوات... وقوموا لله قانتين.

حدیث نمبر ۳۱۰: حدثنا عبدالرحمن... الصلوة الوسطى صلوة الظهر.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ صلوۃ الوسطیٰ، صلوۃ الظہر ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۱: حدثنا مالك... الصلوة الوسطى صلوة الصبح.

مفہوم: اس روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے صبح کی نماز مراد لی ہے۔

صلوٰۃ وسطیٰ کا مصداق

علامہ عینیؒ نے بیس اقوال ذکر فرمائیں۔ بعض قول میں فجر مراد ہے، بعض میں ظہر، بعض میں عصر، بعض میں مغرب اور بعض میں صلوٰۃ وسطیٰ سے عشاء مراد لیا گیا ہے (بذل) علامہ زحیلیؒ نے لکھا: (۱) اکثر علماء کے نزدیک "صلوٰۃ وسطی" سے مراد نماز عصر ہے۔

دلیل: (۱) ان کی دلیل حدیث عائشة رضی اللہ عنہا "عن النبی ﷺ انه قرا: حافظوا على الصلوات والصلوٰة الوسطى" والصلوٰة الوسطى: صلوٰة العصر (۲) حدث ابن مسعود رضی اللہ عنہ "الصلوة الوسطى: صلوة العصر (الفقه الاسلامى ۱ / ۶۶۶)

(۲) مالکیہؒ کے نزدیک: صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد صلوٰۃ الصبح ہے۔

باب الرخصة فى الصلوة فى الثوب الواحد

حدیث نمبر ۳۱۲: حدثنا عمر... يصلى فى ثوب واحد مشتملا به فى بيت ام سلمة واضعا طرفيه على عاتقيه.

مفہوم: حضرت عمر و بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس کے دونوں کنارے آپ کے دونوں کندھوں پر تھے۔

حدیث نمبر ۳۱۳: حدثنا ابوهريرة... عن الصلوة فى ثوب واحد فقال رسول الله اولكلكم ثوبان.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سید البشر ﷺ سے پوچھا کہ کیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے؟ فرمایا کہ کیا تم میں سے ہر کسی کو دو کپڑے ملتے ہیں؟

حدیث نمبر ۳۱۴: حدثنا سعید... انی لاصلی فی ثوب واحد وان ثیابی لعلی المشجب.

مفہوم: سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ درست ہے۔ پھر کہا گیا کہ کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا ہاں! میں بھی ایک کپڑے میں نماز پڑھتا ہوں جبکہ میرے باقی کپڑے تپائی پر رکھے ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر ۳۱۵: حدثنا مالک... کان یصلی فی الثوب الواحد.

حدیث نمبر ۳۱۶: حدثنا ربیعة... کان یصلی فی القمیص الواحد.

مفہوم: اس روایت میں محمد بن عمروؒ سے صرف کرتہ پہن کر نماز پڑھنا مذکور ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۷: حدثنا جابر... من لم یجد ثوبین فلیصل فی ثوب واحد ملتحفا به فان کان الثوب قصیرا فلیتزر به.

باب الرخصة فی صلوة المرأة فی الدرع والخمار

حدیث نمبر ۳۱۸: حدثنا مالک... کانت تصلی فی الدرع والخمار.

مفہوم: امام مالک کو پہنچا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کرتہ اور سربندھن میں نماز پڑھتی تھیں۔

حدیث نمبر ۳۱۹: حدثنا ام حرام... ماذا تصلی فیه المرأة من الثیاب فقالت فی الخمار والدرع... ظهور قدمیها.

مفہوم: اس روایت میں بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کرتہ اور خمار میں نماز پڑھنے کا کہا ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ عورت کس قدر کپڑے میں نماز پڑھے۔

حدیث نمبر ۳۲۰: حدثنا عبید اللہ... ان میمونة کانت تصلی فی الدرع والخمار لیس علیها ازار.

حدیث نمبر ۳۲۱: حدثنا عروة... ان المنطق یشق علی الاصلی فی درع وخمار فقال نعم اذا کان الدرع سابغا.

☆☆☆☆☆☆☆☆
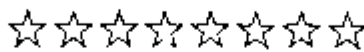
کتاب قصر الصلوة فی السفر

باب الجمع بین الصلوتین فی الحضر والسفر

حدیث نمبر ۳۲۲: حدثنا الاعرج... کان یجمع بین الظهر والعصر فی سفره الی تبوک.

مفہوم: حضرت اعرج رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر تبوک میں ظہر اور عصر کو جمع کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۲۳: حدثنا معاذ... یجمع بین الظهر والعصر والمغرب والعشاء قال فاخر الصلوة... ما ههنا قد ملیء جنانا.

مفہوم: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے سال سفر کیلئے نکلے تو حضور اکرم ﷺ نے ظہر اور عصر کو جمع کیا پھر مغرب اور عشاء کو۔ چنانچہ ایک دن ظہر کی نماز میں تاخیر کی تو نکل کر ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھا

پھر ایک مقام میں داخل ہوئے پھر وہاں سے نکل کر مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھا پھر فرمایا کہ کل اگر خدا چاہے تو تم دن میں ہی تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے۔ اگر تم میں سے کوئی اس چشمہ پر پہنچے تو میرے آنے تک اس کا پانی نہ چھوئے، ہمارے پہنچنے سے پہلے دو شخص وہاں پہنچ چکے تھے اور چشمہ میں کچھ تھوڑا سا پانی چمک رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا کہ پانی کو چھوا؟ کہا ہاں۔ اس پر سرکار دوعالم ﷺ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی چشمہ سے پانی نکال کر ایک برتن میں اکٹھا کیا اور سید الرسل ﷺ نے اپنا منہ اور ہاتھ دونوں اس میں دھو کر وہ پانی پھر اس چشمہ میں ڈال دیا تو چشمہ خوب بھر کر بہنے لگا۔ لوگوں نے اس سے پانی پیا اور جانوروں کو پلایا اس کے بعد سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تیری زندگی لمبی ہوئی تو تو دیکھا گا کہ یہ پانی باغوں کو بھر دے گا۔

حدیث نمبر ۳۲۴: حدثنا نافع... اذا عجل به السير جمع بين المغرب و العشاء.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ نے فرمایا کہ سرکار دوعالم ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۲۵: حدثنا عبدالله... صلى لنا رسول الله الظهر و العصر جميعا و المغرب و العشاء... ذلك كان في مطر

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہے کہ ہمارے ساتھ سرور کونین ﷺ نے بغیر خوف اور بغیر سفر کے ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھیں (یعنی دونوں کو جمع کیا) اور مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھیں۔ امام مالکؒ نے کہا کہ میرے نزدیک شاید یہ واقعہ بارش کے وقت ہوگا۔

حدیث نمبر ۳۲۶: حدثنا نافع... اذا جمع الامراء بين المغرب و العشاء في المطر جمع معهم.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ﷛ سفر میں حاکموں کے ساتھ بارش کے وقت ظہر اور عصر جمع کر لیتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۲۷: حدثنا ابن شهاب... هل يجمع بين الظهر و العصر في السفر فقال نعم... الم تر الى صلوة الناس بعرفة.

مفہوم: ابن شہابؒ نے حضرت سالم بن عبداللہ ﷛ سے پوچھا کہ کیا سفر میں ظہر اور عصر جمع کی جائیں؟ فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر کہا کیا تم عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کرتے ہوئے نہیں دیکھتے ہو۔

حدیث نمبر ۳۲۸: حدثنا علي... اذا اراد ان يسير يومه جمع بين الظهر و العصر و اذا اراد... بين المغرب و العشاء.

جمع بین الصلاتین میں اختلاف

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس بارے میں چھ مذاہب بیان فرمائے ہیں۔ جن میں مشہور مذاہب یہ ہیں (۱) احدھا جواز الجمع وبه قال جماعة من الائمة منهم: سفيان الثوريؒ و الشافعيؒ و احمدؒ و حكاه ابن قدامة عن مالكؒ ايضا (۲) انما يجوز الجمع اذا جدبه السير (یعنی سفر میں جلدی ہو تو جائز ہے۔ دلیل حدیث ابن عمر ﷛ کا سفر مکہ مکرمہ) "و هو قول مالك في المشهور عنه (۳) انه لا يجوز مطلقا بسبب السفر و انما يجوز بعرفة و المزدلفة: وهو قول أبي حنيفةؒ و اصحابهؒ (فتح ٥٦٦/٤)

دلائلِ احناف ؒ

(۱) پہلی دلیل قرآن سے: حافظوا علی الصلوات ای أدّوھا فی أوقاتھا (۲) دوسری دلیل: "ان الصلوٰۃ کانت علی المو منین کتاباً موقوتاً أی فرضاً موقوتاً" (۳) دلیل ثالث قرآن سے: "فویل للمصلین الذین ھم عن صلوتھم ساھون" ھم الذی یؤخرونھما عن وقتھما (٤) چوتھی دلیل حدیث سے: حدیثِ عمرانؓ الجمع من غیر عذر من الکبائر (فتح ٥٦٩/٤)(٥) ان عمرؓ کتب الی عامل له:

ثلاث من الکبائر: الجمع بین الصلوٰتین الا من عذر......الخ(٦) حدیث ابن مسعود "ما رأیت رسول اللهﷺ صلی صلوٰۃ لغیر وقتھا" (فتح ٥٧٠/٤)(٧) حدیث ابی قتادہؓ: لیس فی النوم تفریط. انما التفریط فی الیقظة ان یؤخر حتی یدخل وقت صلوٰۃ اخری (نصب الرایۃ ٢٠٤/٢)

ائمہ ثلاثہ ؒ کے دلائل

(۱) پہلی دلیل: حدیث ابن عمرؓ "وکان عبد الله یفعله اذا عجله السیر، یقیم المغرب فیصلیھا ثلاثا ثم یسلم ثم قلّ ما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیھا رکعتین ثم یسلم.....الخ- (فتح ٥٧٢/٤)

جواب: امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ دو نمازیں ایک وقت میں پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلی نماز آخر وقت میں اور دوسری نماز شروع وقت میں پڑھی جائے اس سے ایک ہی وقت میں اکٹھے پڑھنا مراد نہیں، یعنی یہاں جمع صوری مراد ہے جسکے احناف ؒ بھی قائل ہیں (طحاوی)

نوٹ: صاحب فتح الملہمؒ نے حدیث ابن عمرؓ پندرہ سے زیادہ طریق سے روایت کی ہے۔ حالانکہ ان کا یہ واقعہ زندگی میں ایک ہی مرتبہ پیش آیا۔ لیکن روایات میں شدید اضطراب ہے (فتح الملہم) (۲) حدیث ابن عباسؓ: "الظھر و العصر جمیعا و المغرب و العشاء جمیعامن غیر خوف ولا سفر."

جواب: امام مالکؒ اسے بارش کے موسم پر محمول کرتے ہیں۔ اس حدیث کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں یعنی کسی کے نزدیک بھی یہ واقعہ معمول بہا نہیں ہے۔

نوٹ: امام ترمذیؒ نے اعتراف کیا ہے کہ میری کتاب میں یہ حدیث ہے مگر کسی امام کا بھی اس پر عمل نہیں ہے (۳) حدیث معاذؓ "کان فی غزوۃ تبوك اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس أخر الظھر حتی یجمعھا الی العصر.....الخ (فتح الملہم)

جواب: (۱) امام شوکانیؒ نے فرمایا "ولیس فی جمع التقدیم قال ابو داود ھذا الحدیث منکر قاله الحاکم انه موضوع" (فتح ٥٧٦/٤)

(۲) قال شارح بلوغ المرام: "اعلم ان جمع التقدیم منه خطر عظیم وھو کمن صلی الصلاۃ قبل دخول وقتھا" (فتح) (۳)

نوٹ: اگر جمع سے جمع حقیقی مراد لیں تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ عصر و مغرب اور عشاء و فجر کو جمع کرنا بھی جائز ہو حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ (فتح ۵۷۹/۳)

قولِ فیصل

امام طحاویؒ نے ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل کے جامع اور مانع جوابات دیئے ہیں(۱) پہلا جواب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کی دلیل جمع بین الصلوتین کی ہے تو اس کا فتوی ان کے عمل کے خلاف ہے(۲) دوسرا جواب بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت جمع بین الصلوتین کی ہے تو ان کا فتوی ان کے عمل کے خلاف بھی ہے(۳) ہم شوافع کو کہتے ہیں کہ آپ سفر میں اجازت دیتے ہیں تو حضر میں بھی دیجئے کیونکہ ''غیر خوف ولا سفر'' ثابت ہے لہٰذا دونوں پر عمل کریں یا ہمارا مدعا تسلیم کریں کہ الصلوتین سے مراد جمع صوری ہے(۴) چوتھا جواب حدیث میں جمع بین الصلاتین کو تعدی اور ظلم کہا گیا یہ کس کی طرف اشارہ ہے؟ جب فجر کو وقت پر مقدم کرنا کسی کے ہاں درست نہیں تو دوسری نمازیں بھی یہی تقاضا کرتی ہیں۔ رہا مزدلفہ اور عرفہ میں جمع بین الصلوتین کرنا تو اس کا بالاتفاق علیحدہ حکم ہے، اور تمام ائمہ کرامؒ کے نزدیک مسلم ہے اور احناف بھی اس کے قائل ہیں۔

صاحب بذل المجہودؒ نے فرمایا: امت کا اس پر اجماع ہے کہ مزدلفہ اور عرفات میں جمع بین الصلوتین جائز ہے۔ اس کے علاوہ باقی اوقات میں جمع بین الصلوتین کی دو صورتیں ہیں(۱) پہلی صورت دوسری نماز کو اس کے وقت سے مقدم کیا جائے(۲) دوسری صورت یہ کہ پہلی نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کیا جائے پس جمع تقدیم میں حدیث معاذ پر کلام گزر چکا ہے یعنی اسے منکر، موضوع اور منقطع کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جمع تاخیر میں دو احتمالات ہیں یا تو اس سے (جمع حقیقی مراد لی جائے یا جمع صوری مراد لی جائے۔ جمع حقیقی نصوص قرآنی اور احادیث کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں اسے تعدی اور ظلم کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمع بین الصلوتین سے جمع حقیقی مراد نہیں لی جا سکتی۔ اب جمع صوری ہی بچتی ہے جس کے احناف بھی قائل ہیں۔ (بذل ۲/۲۲۴)

احنافؒ کی وجوہ ترجیح

(۱) احنافؒ کا مسلک قرآن سے ہے جو کہ قطعی ہے(۲) احنافؒ کے دلائل کسی تاویل و توجیہ کے محتاج نہیں(۳) ان کا مسلک کسی صریح حدیث کے معارض نہیں جبکہ ائمہ ثلاثہؒ کے مسلک میں بہت سے تاویلات کرنی پڑتی ہیں۔

باب قصر الصلوة

حدیث نمبر ۳۲۹: حدثنا امية... ولا نجد صلوة السفر فقال عبدالله بن عمر يا ابن اخي... كما رأيناه يفعل.

مفہوم: حضرت امیہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم قرآن میں صلوۃ خوف اور صلوۃ حضر تو پاتے ہیں لیکن صلوۃ سفر نہیں پاتے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے بھتیجے! میرے اللہ نے ہماری طرف محمد ﷺ کو بھیجا اس وقت ہم کچھ نہیں جانتے تھے لہٰذا ہم اسی طرح کرتے ہیں جس طرح محمد مصطفیٰ ﷺ کو دیکھتے ہیں۔

حدیث نمبر ۳۳۰: حدثنا عائشة... فرضت الصلوة ركعتين ركعتين في الحضر والسفر... وزيد في صلوة الحضر.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ابتداء میں حضر اور سفر میں نمازیں دو دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں اس کے بعد سفر کی نماز اپنے حال پر رہی اور حضر کی نماز بڑھا دی گئی۔

حدیث نمبر ۳۳۱: حدثنا يحيى... ما اشد ما رأيت اباك اخر المغرب في السفر فقال سالم... فصلى المغرب بالعقيق.

مفہوم: یحییٰ بن سعیدؒ نے سالم بن عبداللہؒ سے کہا کہ آپ نے سفر کے دوران مغرب کی نماز میں اپنے والد کو کہاں تک دیر کرتے

دیکھا؟ سالمؒ نے کہا کہ آفتاب ڈوب گیا تھا اس وقت ہم ذات الجیش میں تھے پھر انہوں نے مغرب کی نماز عقیق میں پڑھی۔

قصر صلوۃ و اتمام صلوۃ میں اختلاف

(۱) احنافؒ کے نزدیک سفر میں قصر کرنا واجب ہے (۲) ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک قصر و اتمام دونوں جائز ہیں (۳) ظاہریہؒ کے نزدیک سفرِ خوف میں قصر ہوگا (۴) بعض نے فرمایا "نیکی کے سفر میں قصر ہوگا" (بذل ۲/۲۲۹، عون ۱/۴۶۲)

دلائلِ ائمہ ثلاثہؒ

(۱) صاحب عون المعبودؒ نے یہاں تین دلیلیں ذکر کی ہیں (۱) "فلیس علیک جناح ان تقصروا من الصلوۃ" (۲) "ان عثمان کان یتم و کذلک عائشۃ رضی اللہ عنہا" (۳) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قصر و اتمام دونوں کرتے تھے۔ (عون ۱/۴۵۷)

دلائلِ احنافؒ

حضرت سہارنپوریؒ نے احناف کے سات دلائل لکھے ہیں مثلاً (۱) پہلی دلیل: مواظبۃ النبی ﷺ، اگر اتمام جائز ہوتا تو بیان جواز کیلئے نبی کریم ﷺ کم از کم ایک دفعہ ضرور اتمام کرتے (۲) دوسری دلیل: حدیث یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ "تصدق اللہ بھا علیکم فاقبلوا صدقتہ ہے" (۳) تیسری دلیل: حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ "فرض الصلوۃ علی لسان نبیک علی المسافر رکعتین" ہے (بذل ۲/۲۲۹) (۴) صاحب اعلاء السننؒ نے چوالیس احادیث ذکر فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے "صلوۃ السفر رکعتان من ترک السنۃ فقد کفر" (۵) نصب الرایہ میں مستدل احنافؒ احادیث مذکور ہیں مثلاً حدیث عمر رضی اللہ عنہ "صلوۃ السفر رکعتان" (نصب ۲/۱۹۷)

نوٹ: یہ حدیث بھی احنافؒ کا مستدل ہے جس پر ائمہ ثلاثہؒ نے دو وجوہ سے اشکالات کئے ہیں۔ اشکال: (۱) یہ حدیث فعل عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف ہے (۲) فلیس علیکم جناح ان تقصروا کے خلاف ہے (بذل ۲/۲۲۹)

ائمہ ثلاثہؒ کے دلائل اور اشکالات کے جوابات

(۱) پہلا جواب یہ ہے کہ فلیس علیکم جناح کا حکم ایسا ہے کہ جیسا فرمایا فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما یہاں بالاتفاق حج وعمرہ بغیر طواف کے جائز نہیں (۲) دوسرا جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قصر اور اتمام دونوں کی روایتیں ثابت ہیں تو دونوں پر عمل نہیں کریں گے بلکہ ان روایات پر عمل کریں گے جو آگے آرہی ہیں۔ (طحاوی) (۳) تیسرا جواب یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا منیٰ میں چار رکعت پڑھنے پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نکیر کرنا ثابت ہے۔ یہ فعل ان کا اپنا اجتہاد تھا یا اقامت کی نیت کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نیت اقامت کرتی تھیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی اس بات پر محمول ہے کہ وہ قائل تھے کہ اگر سفر طاعت کا ہو تو قصر ہوگی ورنہ نہیں۔ (طحاوی) (۴) چوتھا جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ ان حضرات کا تاویلات کرنا خود قصر کے وجوب کی واضح دلیل ہے ورنہ تاویلات کی کیا ضرورت تھی۔

نوٹ: ائمہ ثلاثہؒ "حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا" سے بھی استدلال کرتے ہیں "قصرت و اتممت و افطرت و صمت فقال احسنت عائشۃ."

جواب: حافظ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں "ھذا الحدیث کذب علی عائشۃ رضی اللہ عنہا" (بذل ۲/۲۳۰) صاحب التنقیحؒ نے فرمایا "ان

ھذا المتن منکر "فان النبی ﷺ لم یعتمر فی رمضان قط" (نصب الرایہ ۱۹۹/۲) علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فرمایا "انھا لم تکن معہ فی الفتح ولا فی عمرتہ" (فتح الباری معارف ۴۶۰/۴)

باب ما یجب فیہ قصر الصلوۃ

حدیث نمبر ۳۳۲: حدثنا نافع... اذا خرج حاجا او معتمرا قصر الصلوۃ بذی الحلیفۃ.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب مدینہ سے مکہ کو حج یا عمرہ کے لیے نکلتے تو ذوالحلیفہ سے نماز کا قصر کرتے۔

حدیث نمبر ۳۳۳: حدثنا سالم... رکب الی ریم فقصر الصلوۃ فی مسیرہ ذلک.

مفہوم: سالم بن عبداللہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مدینہ سے ریم کو جانے کیلئے سوار ہوئے تو راستے میں نماز کو قصر کیا۔

حدیث نمبر ۳۳۴: حدثنا سالم... رکب الی ذات النصب فقصر الصلوۃ فی مسیرہ ذلک.

حدیث نمبر ۳۳۵: حدثنا عبداللہ... کان یسافر الی خیبر فیقصر الصلوۃ.

حدیث نمبر ۳۳۶: حدثنا سالم... کان یقصر الصلوۃ فی مسیرہ الیوم التام.

مفہوم: سالم بن عبداللہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ پورے ایک دن کی مسافت میں نماز کا قصر کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۳۷: حدثنا نافع... کان یسافر مع عبداللہ ابن عمر البرید فلا یقصر.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ایک برید کا سفر کرتے تو قصر نماز کا قصر نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۳۸: حدثنا مالک... کان یقصر الصلوۃ فی مثل ما بین مکۃ والطائف وفی مثل... ما بین مکۃ وجدۃ.

مدتِ اقامت میں اختلاف

صاحب نخب الافکارؒ نے اس بارے میں انیس اقوال نقل کئے ہیں۔ مثلاً: جب کسی جگہ اتریں یا رکیں تو اتمام کریں گے چلتے رہیں تو قصر کریں گے اسی طرح قصر و اتمام میں پانچ ماہ تک کے اقوال ہیں۔ (ایضاح ۲۶۹/۳) امام ابن منذرؒ نے بیس اقوال نقل فرمائے ہیں "فاقل ما قیل فی ذلک: یوم و لیلۃ و اکثر ما دام غالبا. علامہ بنوریؒ نے فرمایا کہ ان اوپر کے بیس اقوال میں سے پہلا قول ربیعہؒ کا ہے اور آخری قول حضرت حسن بصریؒ کا ہے۔ (معارف ۴۷۴/۴) علامہ عینیؒ نے بائیس اقوال نقل فرمائے "واقلہ ما عن سعید بن جبیرؓ: "اذا وضعت رحلک بارض قوم فاتم" (معارف ۴۷۴/۴)

تین مشہور مذاہب

(۱) احنافؒ کے نزدیک مدت اقامت پندرہ دن ہے (۲) شوافعؒ و مالکیہؒ کے نزدیک مدت اقامت چار دن ہے (۳) حنابلہؒ کے نزدیک مدت اقامت چار دن اور ایک نماز یعنی کل اکیس نمازیں ہے۔ (بذل ۲۳۱/۲، معارف ۴۷۴/۴)

نوٹ: علامہ بنوریؒ نے فرمایا کہ مرفوع حدیث و نص کسی کے پاس نہیں سب کے پاس آثار ہیں جن سے استدلال کرتے ہیں۔ (معارف ۴۷۵/۴)

دلائل احناف

(۱) "ان ابن عمرؓ كان اذا أجمع على اقامة خمس عشر يوما أتم الصلوة"(۲) "انه اذا اراد ان يقيم خمسة عشر سرّح ظهره و صلى اربعا"(۳) "اذا كنت مسافرا فوطنت نفسك على اقامة خمسة عشر يوما" (اعلاء السنن باب القصر ما لم ينو الاقامة خمسة عشر)(۴) "ان النبي ﷺ أقام عام الفتح خمسة عشر يوما قصر الصلوة"(نصب الرايه ۲/۱۹۴)

دلائل شوافعؒ ومالکیہؒ

(۱)روى انه عليه السلام اقام بمكة ثلاثا يقصر.

جواب: اگر تین روز کے سفر میں آپ سے قصر کرنا ثابت ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ مدت اقامت چار یوم ہے؟

دلائل امام احمدؒ

احتجوا بمقامه في حجه بمكة مقصرا اربعة ايام (فتح ۲/۴۶۳) آپ ﷺ نے حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں چار روز قیام فرمایا اور قصر نماز ادا فرمائی تو اس سے زائد ایام اقامت میں شامل ہوں گے۔

جواب: چار روز کے قیام پر قصر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے زائد مدت اقامت ہوگی۔

قصر کی مسافت میں اختلاف

(۱) احنافؒ کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں لیکن ان کا راجح قول یہ ہے کہ مسافر جب تین دن اور تین رات اونٹ پر یا پیدل چل کر سفر کرے تو قصر کرے گا (۲) امام مالکؒ کے نزدیک قصر کی مسافت چار برد یعنی اڑتالیس میل ہے (۳) امام شافعیؒ کا قول یہ ہے کہ چھیالیس میل پر قصر کرے گا۔ (فتح ۲/۵۳۳)

صاحب عونؒ نے دو دن کا لکھا ہے۔ (عون ۲/۴۹) (۴) امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک "القصر من مكة الى عسفان والى الطائف والى جدة" (عون ۲/۴۹)

باب صلوة المسافر اذا لم يجمع مكثا

حدیث نمبر ۳۳۹: حدثنا سالم... كان يقول اصلي صلوة المسافر مالم اجمع مكثا وان حبسني ذلك اثنتى عشرة ليلة.

مفہوم: سالم بن عبداللہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے تھے میں نماز قصر کیا کرتا ہوں جب تک اقامت کی نیت نہیں کرتا چاہے میں بارہ راتوں تک کیوں نہ ٹھہروں۔

حدیث نمبر ۳۴۰: حدثنا نافع... اقام بمكة عشر ليال يقصر الصلوة الا ان يصليها مع الامام فيصليها بصلوته.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ مکہ میں دس رات تک ٹھہرے رہے اور نماز کا قصر کرتے رہے مگر جب امام کے ساتھ پڑھتے تو پوری پڑھ لیتے۔

باب صلوة المسافر اذا اجمع مكثا

حدیث نمبر ۳۴۱: حدثنا عطاء... من اجمع اقامة اربع ليال وهو مسافر اتم الصلوة.

مفہوم : عطاء خراسانیؒ سے مروی ہے کہ سعید بن مسیبؒ کہتے تھے جو شخص چار راتیں رہنے کی نیت کرے تو وہ نماز کو پورا پڑھے۔

باب صلوة المسافر اذا كان اماما او وراء امام

حدیث نمبر ۳۴۲: حدثنا عبدالله... كان اذا قدم مكة صلى بهم ركعتين ثم يقول يا اهل مكة... فانا قوم سفر.

مفہوم : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب مدینہ سے مکہ آئے تو جماعت کے ساتھ دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیتے پھر کہتے اے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔

حدیث نمبر ۳۴۳: حدثنا نافع... كان يصلى وراء الامام بمنى اربعا فاذا صلى لنفسه صلى ركعتين.

مفہوم : نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھتے تھے اور جب اکیلے پڑھتے تھے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

حدیث نمبر ۳۴۴: حدثنا صفوان... فصلى لنا ركعتين ثم انصرف فقمنا فاتممنا.

باب صلوة النافلة في السفر... والصلوة على الدابة

حدیث نمبر ۳۴۵: حدثنا عبدالله... لم يكن يصلي مع صلوة الفريضة في السفر شيئا قبلها... راحلته حيث توجهت به.

مفہوم : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں فرض سے پہلے اور نہ فرض کے بعد نفل پڑھتے تھے مگر رات کو کبھی زمین پر اتر کر اور کبھی اونٹ پر نفل پڑھتے تھے اگرچہ اونٹ کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہوتا۔

حدیث نمبر ۳۴۶: حدثنا مالك... كانوا يتنفلون في السفر.

مفہوم : امام مالکؒ کو پہنچا کہ قاسم بن محمدؒ، حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ سفر میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۴۷: حدثنا نافع... يتنفل في السفر فلا ينكر ذلك عليه.

مفہوم : نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبیداللہ کو سفر میں نفل پڑھتے ہوئے دیکھتے تو ان پر کچھ انکار نہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۴۸: حدثنا عبدالله... يصلي وهو على حمار وهو متوجه الى خيبر.

مفہوم : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ کا رخ خیبر کی جانب تھا۔

حدیث نمبر ۳۴۹: حدثنا عبدالله... كان يصلي على راحلته في السفر حيث توجهت به... يفعل ذلك.

حدیث نمبر ۳۵۰: حدثنا يحيى... وهو يصلي على حمار وهو متوجه الى غير القبلة يركع... يضع وجهه على شيء.

باب صلوة الضحى

حدیث نمبر ۳۵۱: حدثنا ام هانيء... صلى عام الفتح ثماني ركعات ملتحفا في ثوب واحد.

مفہوم : حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے سال ایک کپڑا اوڑھ کر آٹھ رکعتیں چاشت کی پڑھیں۔

حدیث نمبر ۳۵۲: حدثنا ام هانیء... فقام صلی ثمانی رکعات ملتحفا فی ثوب واحد ثم انصرف... ام هانیء، و ذلک ضحی

مفہوم: حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے سال سرکار دو عالم ﷺ کے پاس گئی تو آپ کو غسل کر رہے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو ایک کپڑے سے چھپائے ہوئے تھیں تو میں نے سلام کیا۔ سید الرسل ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ام ہانی۔ فرمایا کہ ام ہانی کو خوشی ہو۔ پھر غسل سے فراغت کے بعد کھڑے ہو کر ایک کپڑا اپنے ہوئے آٹھ رکعتیں پڑھیں، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے بھائی علی کہتے ہیں کہ میں اس شخص کو مار ڈالوں گا جس کو تو نے پناہ دی ہے وہ شخص فلاں ابن ہبیرہ کا ہے۔ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ جس کو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے پناہ دی اس کو ہم بھی پناہ دیتے ہیں۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ وقت چاشت کا تھا۔

حدیث نمبر ۳۵۳: حدثنا عائشة... یصلی سبحة الضحی قط و انی لا سبحها و ان کان... فیفرض علیهم.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سید البشر ﷺ کو کبھی بھی چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر میں اس کو پڑھتی ہوں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا قاعدہ تھا کہ ایک بات کو آپ محبوب سمجھتے تھے لیکن اس کو اس خوف سے نہیں کرتے تھے کہ لوگ اس کو باقاعدگی سے کرنے لگیں اور وہ فرض ہو جائے۔

حدیث نمبر ۳۵۴: حدثنا عائشة... کانت تصلی الضحی ثمانی رکعات ثم تقول لو نشرلی ابوای ما ترکتهن.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتیں پھر فرماتیں کہ اگر میری ماں اور باپ اٹھیں تو بھی میں ان رکعتوں کو نہ چھوڑوں گی۔

حدیث نمبر ۳۵۵: حدثنا انس... قوموا فلا صلی لکم قال انس فقمت الی حصیر لنا قد اسود... لنا رکعتین ثم انصرف.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی نانی حضرت ملیکہ نے نبی کریم ﷺ کو دعوت دی تو سرکار دو عالم ﷺ تشریف لائے اور کھانا کھا کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہارے واسطے نماز پڑھوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ایک بوریہ لے کر جو پرانا ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو گیا تھا اور اس کو پانی سے بھگویا اور سید الرسل ﷺ اس پر کھڑے ہوئے اور میں نے اور ایک یتیم نے صف باندھی اور ایک بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوئی پھر سرور کونین ﷺ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر تشریف لے گئے۔

حدیث نمبر ۳۵۶: حدثنا عبدالله... فقمت وراءه فقربنی حتی جعلنی حذائه عن یمینه... وصففنا وراءه.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گرمی کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے ان کو نفل پڑھتے ہوئے پایا۔ میں بھی ان کے پیچھے کھڑا ہونے لگا تو انہوں نے مجھے اپنے قریب کر لیا اور اپنی داہنی طرف کھڑا کیا۔ پھر جب یرفا آئے تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھی۔

صلوۃ الضحیٰ

قال فی المجمع اما الضحوة فهو ارتفاع اول النهار و الضحی بالضم والقصر فوقه وبه سمیت صلوته وفی القاموس الضحو والضحوة والضحية كعشية ارتفاع النهار والضحی فويقه (بذل ۲/۱/۲۷)

صلوٰۃ الضحیٰ کے متعلق اقوال ائمہ

امام شوکانی نے فرمایا کہ یہ احادیث صلوٰۃ الضحیٰ کے استحباب پر دلالت کرتی ہیں۔ بعض شوافع اور احناف بھی اس کے قائل ہیں۔ حافظ ابن القیم نے اس بارے میں چھ اقوال ذکر فرمائے ہیں (صلوٰۃ الضحیٰ سنت ہے استدلال انہی روایات سے ہے) (۲) کسی سبب وغیرہ کے ساتھ مشروع ہے (۳) اصل میں مستحب ہے (۴) کبھی پڑھنا اور کبھی چھوڑنا مستحب ہے (۵) گھروں میں دوام کیساتھ پڑھنا مستحب ہے (۶) بدعت ہے یہ حضرت ابن عمرؓ کا مسلک ہے۔ علامہ شامیؒ نے فرمایا کہ صلوٰۃ الضحیٰ مندوب ہے۔ (بذل ۲/۲۷۲)

نوٹ: نفی واثبات دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں بعض آگے آرہی ہیں۔ اس لئے علماء اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں خلاصہ یہ ہے کہ جمہور ائمہ کرامؒ اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں۔ شوافع سنت مؤکدہ ہونے کے قائل ہیں۔ (عون ۲/۱۱۶)

صلوٰۃ الضحیٰ کی رکعات کتنی ہوں گی؟

قال النووی: "وان اقلها رکعتان واکملها ثمان رکعات واوسطها اربع رکعات او ست."

صلوٰۃ الضحیٰ کے بارے میں مذاہب فقہاءؒ

(۱) شوافعؒ کے نزدیک یہ سنت مؤکدہ ہیں (۲) احنافؒ کے نزدیک یہ مستحب ہیں (۳) حنابلہؒ کے نزدیک یہ مستحب لغیر دوام ہے۔ (حاشیہ بذل ۲/۲۷۲۔ عون ۲/۱۱۶)

صلوٰۃ الضحیٰ اور اشراق ایک ہی نمازیں ہیں یا مختلف

چاشت واشراق کا اطلاق ایک دوسرے پر ہوتا ہے۔ بعض نے دونوں کو ایک ہی نماز فرمایا لیکن وقت کا فرق بتایا۔ بعض نے دونوں کو الگ الگ مستقل نمازیں فرمایا ہے۔ صوفیائے کرام نے "اشراق" اور "چاشت" کو مستقل علیحدہ فرمایا۔

باب التشديد في ان يمر احد بين يدي المصلي

حدیث نمبر ۳۵۷: حدثنا ابی سعید...اذا کان احدکم یصلی فلا یدع احدا یمر بین یدیه...فانما هو شیطان.

مفہوم: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے جانے نہ دے اگر کوئی جانا چاہے تو اس کو اشارہ سے منع کرے اگر نہ مانے تو پھر زور سے منع کرے اسلئے کہ وہ شیطان ہے۔

حدیث نمبر ۳۵۸: حدثنا ابی جهیم...لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه لکان ان یقف...یوما او شهرا او سنة.

مفہوم: حضرت ابوجہیمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس پر کتنا دردناک عذاب ہے تو وہ چالیس سال کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگے گا اور اس کو گزرنے سے بہتر جانے گا۔

حدیث نمبر ۳۵۹: حدثنا عطاء...لو یعلم المار بین یدی المصلی ما ذا علیه لکان ان یخسف...یمر بین یدیه.

حدیث نمبر ۳۶۰: حدثنا نافع...کان لا یمر بین یدی احد ولا یدع احدا یمر بین یدیه.

مفہوم: نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کسی نمازی کے سامنے سے گزرتے اور نہ ہی کسی کو اپنے سامنے سے گزرنے

دیتے۔

باب الرخصة فی المرور بین یدی المصلی

حدیث نمبر ۳۶۱: حدثنا عبداللہ... یصلی للناس بمنی فمررت بین یدی بعض الصف... ذلک علی احد.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور میری عمر قریب البلوغ تھی اس وقت سید البشر ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے تو میں تھوڑی صف کے سامنے سے گزر گیا پھر میں اترا اور گدھی کو چھوڑ دیا وہ چرتی رہی اور میں صف میں شریک ہو گیا۔ نماز کے بعد کسی نے اس کو برا نہ مانا۔

حدیث نمبر ۳۶۲: حدثنا مالک... کان یمر بین یدی بعض الصفوف والصلوۃ قائمۃ.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نماز میں صفوں کے سامنے سے گزر جاتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۶۳: حدثنا مالک... لا یقطع الصلوۃ شیء مما یمر بین یدی المصلی.

حدیث نمبر ۳۶۴: حدثنا سالم... لا یقطع الصلوۃ شیء مما یمر بین یدی المصلی.

باب سترة المصلی فی السفر

حدیث نمبر ۳۶۵: حدثنا مالک... کان یستتر براحلته اذا صلی.

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر میں نماز پڑھتے تو اپنے اونٹ کو سترہ بنا لیتے۔

حدیث نمبر ۳۶۶: حدثنا ھشام... کان یصلی فی الصحراء الی غیر سترۃ.

مفہوم: ہشام بن عروہؒ سے روایت ہے کہ ان کے باپ صحرا میں بغیر سترہ کے نماز پڑھتے تھے۔

سترہ کا حکم

(۱) جمہورؒ کے نزدیک سنت ہے (۲) بعض کے نزدیک واجب ہے (۳) بعض کے ہاں اس کا ترک بہتر ہے۔ (حاشیہ بذل ۱/۳۶۶)

نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد

(۱) جمہورؒ کے نزدیک سترہ کی حد تین ذراع ہے (۲) احنافؒ کے ہاں وہ جگہ حد ہے جہاں تک نمازی کی نگاہ پہنچے جو تقریباً تین صف تک ہو سکتی ہے۔ (معالم ۱/۱۶۲)

صاحب بدائعؒ نے لکھا ہے کہ صحراء و میدان میں سترہ گاڑنا مستحب ہے۔ جس کی موٹائی کم از کم تیر کے برابر ہونی چاہیے۔

سترہ کی لمبائی

سترہ کی لمبائی ایک ذراع سے زیادہ ہونی چاہیے۔ (ابوداؤد) (بذل ۱/۳۶۶)

نمازی کا گزرنے والے کو روکنا

جمہورؒ کے نزدیک مصلی کے آگے سے گزرنے والے کو مصلی کا ہاتھ کے اشارے سے یا کسی اور طریقے سے روکنا جائز ہے

مگر اس کو نہ روکنا اور گزرنے دینا افضل واولیٰ ہے۔ (بذل ۱/۳۶۹)

امام کا سترہ مقتدی کیلئے بھی ہوگا؟

امام کا سترہ تمام نمازیوں کیلئے کافی ہے۔

سترہ کی جگہ خط کھینچنا

(۱) جمہورؒ کے نزدیک خط کھینچنا جائز نہیں اور خط کھینچنے والی حدیث ضعیف ہے (۲) حنابلہؒ اور احنافؒ میں سے بعض کے نزدیک خط کھینچنا درست ہے۔ (بذل ۱/۳۶۷)

سترہ کی حکمت؟

سترہ رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ خیالات ووساوس کا دروازہ بند ہوجائے اور نماز میں خشوع وخضوع حاصل ہوجائے۔ (ابوداؤد)

باب مسح الحصباء في الصلوة

حدیث نمبر ۳۶۷: حدثنا ابو جعفر... اذا اهوى ليسجد مسح الحصباء لموضع جبهته مسحا خفيفا۔

مفہوم: ابوجعفر قاریؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا جب وہ سجدہ کرنے کیلئے جھکتے تھے تو اپنے سجدہ کے مقام سے ہلکے سے کنکریوں کو ہٹا دیتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۶۸: حدثنا يحيى... مسح الحصباء مسحة واحدة وتركها خير من حمر النعم۔

مفہوم: یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابوذرؓ کہتے تھے کنکریوں کا ایک بار ہٹانا درست ہے اور نہ ہٹانا سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

باب ما جاء في تسوية الصفوف

حدیث نمبر ۳۶۹: حدثنا نافع... يامر بتسوية الصفوف فاذا جاء وه فاخبروه ان قد استوت كبر۔

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ لوگوں کو صفیں برابر کرنے کا حکم دیتے تھے جب وہ لوگ لوٹ کر خبر دیتے کہ صفیں برابر ہوگئیں اس وقت تکبیر کہتے۔

حدیث نمبر ۳۷۰: حدثنا مالك... كان وكلهم بتسوية الصفوف فاخبروه ان الصفوف... لي استو في الصف ثم كبر۔

مفہوم: مالک بن ابی عامر اصبحیؒ سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں نماز کی تکبیر ہوئی اور میں ان سے اپنے وظیفے کے بارے میں باتیں کرتا رہا اور وہ کنکریوں کو اپنے جوتوں سے برابر کررہے تھے یہاں تک کہ صفوں کیلئے مقرر شدہ افراد آپہنچے اور صفیں سیدھا ہونے کی خبر دی تو حضرت عثمانؓ نے مجھ سے کہا کہ صف میں شریک ہوجا پھر تکبیر کہی۔

تسویۃ الصفوف میں ائمہ کا اختلاف

(۱) جمہورؒ کے نزدیک سنت ہے (۲) ابن حزمؒ کے نزدیک فرض ہے تو لہٰذا اس کے فوت ہونے سے نماز فوت ہوجائے گی (۳) بعض کے نزدیک واجب ہے (۴) بعض کے نزدیک سنت ہے۔ (معارف ۲/۲۹۷)

قیام الی الصلوۃ

ابن رسلانؒ نے فرمایا کہ جب نماز کیلئے کھڑا ہونا اقامت کے بعد ہے تو تسویۃ الصفوف تو بدرجہ اولیٰ اقامت کے بعد ہوگی اور یہی مشہور ہے۔ اور بعض احنافؒ کہتے ہیں کہ تسویۃ الصفوف اقامت کے آخر میں ہے اور اقامت کے ختم ہوتے ہی تکبیر کہنا ہے تو یہ نص کے بالکل خلاف ہے۔ (بذل ۱/۳۶۱)

باب وضع اليدين احدهما على الاخرى فى الصلوة

حدیث نمبر ۳۷۱: حدثنا عبدالكريم... اذا لم تستحى فاصنع ما شئت ووضع اليدين... وتعجيل الفطر والاستيناء بالسحور.

مفہوم: عبدالکریمؒ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبوت کی باتوں میں سے یہ بات ہے کہ جب تجھے حیاء نہ ہو تو جو جی چاہے کر اور نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور روزہ جلدی افطار کرنا اور سحری کھانے میں دیر کرنا۔

حدیث نمبر ۳۷۲: حدثنا سهل... كان الناس يؤمرون ان يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه... الا انه ينمى ذلك.

قیام میں ہاتھ کہاں رکھیں؟

(۱) جمہورؒ کے نزدیک "يسن وضع اليد اليمنى على اليسرى تحت السرة او فوقها" یعنی ناف سے اوپر یا نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

دلیلِ جمہورؒ

(۱) صاحب الفقہ الاسلامیؒ نے "جمہورؒ کی چار احادیث نقل کی ہیں۔ لیکن جمہورؒ کا بھی اختلاف ہے (۲) مالکیہؒ کے نزدیک "راجح قول کے مطابق ہاتھ ناف سے اوپر باندھنا ہے لیکن ناف سے اوپر اور سینے سے نیچے ہاتھ رکھنا مندوب ہے، سنت نہیں ہے۔ البتہ ارسال یدین بھی ان کے نزدیک مندوب ہے۔

جمہور میں سے حنابلہؒ واحنافؒ

قیام میں ہاتھ "تحت السرۃ" باندھنے کے قائل ہیں۔ دلیل: "حدیث علیؓ "من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة" (الفقہ الاسلامی ۲/۸۷۳)

مسلکِ شافعیہؒ

شافعیہؒ "تحت الصدر وفوق السرة" کے قائل ہیں، ان کے پاس ذخیرہ احادیث میں صرف دو احادیث ہیں اور ان پر بھی کلام کیا گیا ہے۔ (الفقہ ۲/۸۷۳)

دلائلِ شوافعؒ

سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر کی حدیث وائل بن حجرؓ "رأيت رسول الله ﷺ يصلى فوضع يديه على صدره (الفقه الاسلامي ۲/۸۷۴) دوسری حدیث: صاحب العونؒ نے پیش کی ہے حدیث هلب ؓ رواه احمد فى مسنده "رأيت رسول

الله ﷺ ينصرف عن يمينه وعن يساره ورأيت يضع هذه على صدره ووصف يحيى اليمنى على اليسرى فوق المفصل" (عون ۱/۲۷۵) تیسری دلیل "مرسل طاوس" آگے آرہی ہے (۳) صاحب بذل نے تیسرا مسلک امام اوزاعی کا نقل کیا ہے ان کے نزدیک "تخییر" یعنی (اختیار ہے) ارسال کریں یا ہاتھ باندھیں۔ لیکن ابن منذرؒ نے فرمایا کہ حدیث سے کہیں تخییر ثابت نہیں (بذل ۲/۴۵)

باب القنوت في الصبح

حدیث نمبر ۳۷۳: حدثنا نافع... لا يقنت في شيء من الصلوة.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھتے تھے۔

باب النهي عن الصلوة والانسان يريد حاجته

حدیث نمبر ۳۷۴: حدثنا عروة... اذا اراد احدكم الغائط فليبدأ به قبل الصلوة.

مفہوم: حضرت عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن ارقمؓ لوگوں کی امامت کرتے تھے تو ایک دن نماز تیار ہوئی آپ حاجت کیلئے چلے گئے۔ جب قضائے حاجت سے آئے تو کہا کہ میں سرکار دوعالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی پاخانے کا ارادہ کرے تو پہلے اس سے فارغ ہو جائے پھر نماز پڑھے۔

حدیث نمبر ۳۷۵: حدثنا زيد... لا يصلين احدكم وهو ضام بين وركيه.

مفہوم: حضرت زید بن اسلمؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے پیشاب یا پاخانہ کو روک کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا (یعنی پہلے قضائے حاجت سے فارغ ہو پھر اطمینان کے ساتھ نماز ادا کرے)

باب انتظار الصلوة والمشي اليها

حدیث نمبر ۳۷۶: حدثنا ابو هريرة... ان الملئكة تصلي على احدكم ما دام في مصلاه الذي يصلي... اللهم ارحمه.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس شخص کیلئے مسلسل دعا کرتے ہیں جو نماز پڑھ کر اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے اور بات نہ کرے فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم کر۔

حدیث نمبر ۳۷۷: حدثنا ابو هريرة... لا يزال احدكم في صلوة ما كان الصلوة تحبسه لا يمنعه... الا الصلوة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص برابر نماز میں رہتا ہے جس کو نماز اپنے گھر جانے سے روکے رکھے۔

حدیث نمبر ۳۷۸: حدثنا سمي... من غدا او راح الى المسجد لا يريد غيره ليتعلم خيرا او ليتعلمه... سبيل الله رجع غانما

مفہوم: ابو بکر بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ جو شخص صبح کو یا سہ پہر کو تعلم یا تعلیم کیلئے جائے تو جب وہ گھر لوٹتا ہے گویا جہاد سے مال غنیمت لے کر لوٹا۔

حدیث نمبر ۳۷۹: حدثنا ابو هريرة... اذا صلى احدكم ثم جلس في مصلاه... اللهم اغفر له اللهم ارحمه... حتى يصلي.

حدیث نمبر ۳۸۰: حدثنا ابو هريرة... الا اخبركم بما يمحوالله به الخطايا... وكثرة الخطى الى المساجد... فذالكم الرباط

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو گناہوں کو دور کرتی ہیں اور درجوں کو بڑھاتی ہیں وہ ہے تکلیف کے وقت وضو کا پورا کرنا، مسجد تک قدم کا بہت ہونا اور ایک نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا پھر تین بار فرمایا ''یہی رباط ہے''۔

حدیث نمبر ۳۸۱: حدثنا مالك... لا يخرج احد من المسجد بعد النداء الا احد يريد الرجوع اليه الا منافق.

مفہوم: امام مالک کو پہنچا کہ سعید بن مسیبؒ نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ جو کوئی اذان کے بعد مسجد سے نکل جائے اور پھر آنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ منافق ہے۔

ثواب کی زیادتی کس وجہ سے؟

ابن الملکؒ نے کہا: اس روایت میں پچیس درجے اور روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ (جو بخاری شریف میں ہے) میں ستائیس درجے کا ذکر ہے (۱) ابن الملکؒ نے کہا کہ اس سے مطلق زیادتی واجر مراد ہے حصر مراد نہیں ہے (۲) یہ بھی ہوسکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پچیس درجے فرمائے ہوں پھر اللہ جل جلالہ نے اپنے فضل سے دو درجے بڑھا دیئے ہوں (۳) یہ بھی ممکن ہے کہ مختلف نمازیوں کے حال کے لحاظ سے یہ درجے کم وبیش ہوں (۴) پھر نیک ومتقی امام کی وجہ سے بھی فرق ہوتا ہے۔ (بذل ۱/۳۱۵)

بغیر وضو مسجد میں داخلے کا حکم

(۱) جمہورؒ کے نزدیک بغیر وضو بیٹھنا اور سونا جائز ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اہل صفہ وحضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں سوتے تھے (۲) امام حسن بصریؒ اور سعید بن مسیبؒ کے نزدیک بیٹھنا اور سونا جائز نہیں اور صرف گزرنا جائز ہے۔ (بذل ۱/۳۱۶)

باب النهى عن الجلوس... قبل ان يصلى

حدیث نمبر ۳۸۲: حدثنا ابو قتادة... اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين قبل ان يجلس.

مفہوم: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں جائے تو دو رکعتیں پڑھ کر بیٹھے۔

حدیث نمبر ۳۸۳: حدثنا ابو النضر... اذا دخل المسجد يجلس قبل ان يركع... اذا دخل المسجد قبل ان يركع

مفہوم: ابو النضرؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کے ساتھی (عمر بن عبید اللہ) کو دیکھتا ہوں کہ وہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد نہیں پڑھتے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا مقصود عمر بن عبید اللہؒ پر عیب لگانا تھا۔

باب وضع اليدين... عليه الوجه فى السجود

حدیث نمبر ۳۸۴: حدثنا نافع... اذا سجد وضع كفيه على الذى يضع عليه وجهه قال نافع ولقد رأيته... على الحصباء.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جب سجدہ کرتے تھے تو جس چیز پر سجدہ کرتے اسی پر ہاتھ رکھتے۔ راوی کہتے ہیں کہ سخت جاڑے کے دن میں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو جبہ سے ہاتھ نکالتے ہوئے دیکھا جس کو وہ پتھریلی زمین پر رکھتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۸۵: حدثنا نافع...من وضع جبهته بالارض فليضع كفيه على الذى يضع عليه جبهته ثم...يسجد الوجه.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جو شخص پیشانی کے ساتھ اپنے ہاتھ بھی زمین پر رکھے پھر جب سر اٹھے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھائے کیونکہ منہ کی طرح دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔

باب الالتفات والتصفيق فى الصلوة عند الحاجة

حدیث نمبر ۳۸۶: حدثنا سهل...مالى رأيتكم اكثرتم من التصفيق من نابه شىء فى صلوته فليسبح...وانما التصفيق للنساء

مفہوم: سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ سید الانبیاء ﷺ بنی عمرو بن عوف کے پاس ان میں صلح کرنے کیلئے تشریف لے گئے تو اتنے میں نماز کا وقت آیا تو مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آ کر بولا کہ اگر آپ نماز پڑھائیں تو میں تکبیر کہوں تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا اچھا، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز شروع کی تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور لوگوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں پہنچ گئے۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کو حضور اکرم ﷺ کے آنے کا اطلاع (بذریعہ تالی) دے رہے تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ لوگوں نے آگاہ کرنے پر خوب زور دیا تو حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا پھر حضرت ابوبکرؓ پیچھے ہٹے اور سرکار دو عالم ﷺ آگے آئے اور نماز پڑھائی۔ نماز سے فراغت کے بعد سید الرسل ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ آپ منع کرنے کے باوجود کیوں پیچھے ہٹ گئے۔ تو عرض کیا کہ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے میری کیا جرأت جو نماز پڑھاؤں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگوں نے تالی بجانے کے ذریعے اطلاع دینے پر اتنا زور کیوں دیا اگر اطلاع دینی ہی تھی تو سبحان اللہ کہتے تو وہ اس طرف دیکھ لیتے اور تصفیق (تالی بجانا) تو عورتوں کا کام ہے۔

حدیث نمبر ۳۸۷: حدثنا نافع...لم يكن يلتفت فى صلوته.

مفہوم: نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز میں التفات نہیں کرتے۔

حدیث نمبر ۳۸۸: حدثنا ابو جعفر...ورائى ولا اشعر به فالتفت فغمزنى.

مفہوم: ابو جعفر قاریؒ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ میرے پیچھے تھے تو مجھے خبر نہ ہوئی لیکن جب ان کی طرف التفات کیا تو انہوں نے مجھے دبا دیا۔

باب ما يفعل من جاء والامام راكع

حدیث نمبر ۳۸۹: حدثنا ابو امامة...فوجد الناس ركوعا فركع ثم دب حتى وصل الصف.

مفہوم: ابو امامہ بن سہلؒ سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابتؓ مسجد میں آئے تو امام کو رکوع میں پایا تو آپ نے رکوع کر لیا اور آہستہ چل کر صف میں مل گئے۔

حدیث نمبر ۳۹۰: حدثنا مالک... کان یدب راکعا۔

مفہوم: امام مالکؒ کو پہنچا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آہستہ چل کر صف میں مل جاتے۔

باب ما جاء فی الصلوۃ علی النبی ﷺ

حدیث نمبر ۳۹۱: حدثنا ابو حمید... اللھم صل علی محمد و ازواجہ و ذریتہ کما صلیت علی... انک حمید مجید۔

مفہوم: حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے سید البشر ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ سرورکونین ﷺ نے فرمایا کہ یوں پڑھو "اللھم صل علی محمد و ازواجہ و ذریتہ.... الخ"۔

حدیث نمبر ۳۹۲: حدثنا ابو مسعود... قال قولوا اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت... کما قد علمتم۔

مفہوم: اس روایت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر نبی کریم ﷺ نے درود ابراہیمی کا حکم دیا۔

حدیث نمبر ۳۹۳: حدثنا عبداللہ... فیصلی علی النبی وعلی ابی بکر و عمر۔

مفہوم: عبداللہ بن دینارؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سید الانبیاء ﷺ کے قبر پر کھڑے ہوتے ہوئے دیکھا کہ آپ حضور اکرم ﷺ پر، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر درود بھیج رہے تھے۔

نماز میں درود شریف پڑھنے کا حکم

(۱) امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک درود شریف فرض ہے۔ (بذل ۲/۱۲۲)

دلیل: (۱) یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما چونکہ امر مطلق وجوب کے لئے آتا ہے۔ اور چونکہ امر دیا گیا ہے لہذا درود پڑھنا واجب ہوگا۔

شوافعؒ کی دلیل کا جواب

امر کئی معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ صاحب "نور الانوار" نے متعدد معانی لکھے ہیں یہاں امر وجوب کیلئے نہیں بلکہ برکت کیلئے ہے۔ (عون ۲/۱۸۶)

شوافعؒ کی دوسری دلیل

(۲) قال ﷺ لا صلوۃ لمن لم یصل علی فی صلوتہ" (بذل ۲،۱۲۲) ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں نفی کمال کیلئے ہے جیسے کہ لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد میں کمال کی نفی ہے۔ (بذل ۲/۱۲۲)

(۲) جمہورؒ عدم وجوب کے قائل ہیں۔

جمہورؒ کی دلیل: (۱) حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو گزر چکی ہے "اذا قلت... فقد قضیت صلاتک" (۲) حدیث عمر رضی اللہ عنہ "الصلوۃ علی النبی سنۃ فی الصلوۃ" (بذل ۲،۱۲۲)

درود شریف کب پڑھیں

(۱) امام کرخیؒ فرماتے ہیں کہ یا أیھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما امر ہے اور مامور بہ کو ایک دفعہ ادا کرنے سے

امر ادا ہو جاتا ہے لہٰذا ایک دفعہ درود شریف کو زندگی میں پڑھنا ضروری ہے۔ اور ایک دفعہ پڑھنے سے وجوب ساقط ہو جائے گا۔ جیسے حج عمر بھر میں ایک دفعہ ادا کرنے سے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے (۲) امام طحاویؒ نے لکھا ہے "جب بھی سید الاولین والآخرین ﷺ کا نام مبارک لیا جائے یا سنا جائے تو درود پڑھنا واجب ہے۔ (بذل ۲/۱۲۲)

تشبیہ کا مشہور اشکال

درود شریف میں رحمۃ للعالمین ﷺ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور یہ تو اصول ہے کہ مشبہ افضل ہوتا ہے مشبہ بہ سے۔

اس اعتراض کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں

(۱) یہ سید الکونین ﷺ کو اپنی افضلیت کا علم ہونے سے پہلے فرمایا تھا (۲) یہ تواضعاً فرمایا (۳) یہاں تشبیہ مجموعہ کی مجموعہ کے ساتھ ہے۔ "فان الانبیاء من ال ابراهیم کثیرة وهو ایضا منهم (٤) قد یکون التشبیه بالمثل وبما دونه جیسے مثل نوره کمشکوة (۵) ومنها التشبیه فی الاصل لا فی القدر کما قیل فی کما کتب علی الذین من قبلکم۔ (بذل ۲/۱۲۳)

نوٹ: امام طبریؒ و طحاویؒ نے نماز میں درود کے عدم وجوب پر اجماع نقل کیا ہے۔ (عون ۲/۱۸۶)

آل محمد ﷺ کون ہیں؟

اس بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں (۱) اس سے مراد بنی ہاشم و بنی عبد المطلب ہیں (۲) ہر نیک متقی شخص ان کی اولاد میں شامل ہے (۳) اس سے تمام امت مسلمہ مراد ہے (۴) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد مراد ہے (۵) حبیب خدا ﷺ کی اولاد و ازواج مطہرات مراد ہیں (٦) ازواج کی وہ آل مراد ہے جن پر صدقہ اور زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ (عون ۲/۱۸۶)

ختم شد

❀❀❀❀❀❀

موطا امام محمد

کتاب الصلوۃ

باب وقوت الصلوۃ

حدیث نمبر ۱: حدثنا محمد... صل الظهر اذا كان ظلك مثليك و العصر اذا كان ظلك مثليك... وصل الصبح بغلس.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن رافع ؓ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے اوقاتِ نماز کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے فرمایا ظہر کی نماز جب سایہ تمہارے برابر ہو جائے ادا کرو، عصر کی نماز جب تمہارا سایہ دوگنا ہونے پر، سورج غروب ہونے پر مغرب، عشاء ثلث اللیل سے پہلے اور فجر کو اندھیرے میں ادا کرو۔

قال محمد هذا قول ابى حنيفة رحمه الله فى وقت العصر و كان يرى الاسفار فى الفجر و اما فى... يصير الظل مثليه.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نمازِ عصر کا وقت جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو جائے اور نمازِ فجر سفیدی میں پڑھنا بہتر ہے۔ لیکن امام محمدؒ کے نزدیک عصر کی نماز کا وقت جب سایہ ایک مثل سے بڑھ جائے۔

حدیث نمبر ۲: حدثنا مالك... كان يصلى العصر و الشمس فى حجرتها قبل ان تظهر.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے جبکہ دھوپ آپ کے حجرہ میں ہوتی تھی۔

حدیث نمبر ۳: حدثنا مالك... تصلى العصر ثم يذهب الذاهب الى قباء فياتيهم و الشمس مرتفعة.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ہم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے کہ کوئی قباء جانے والا وہاں جا کر واپس آ جاتا تو اس وقت بھی سورج بلند ہوتا تھا۔

حدیث نمبر ۴: حدثنا مالك... كنا نصلى العصر ثم يخرج الانسان الى بنى عمرو بن عوف فيجدهم يصلون العصر.

مفہوم: حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا کہ جب ہم عصر کی نماز پڑھتے تو بعد میں اگر ہم میں سے کوئی بنو عمرو بن عوف کے پاس جاتا تو ان کو نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

قال محمد تاخير العصر افضل عندنا من تعجيلها اذا صليتها و الشمس بيضاء نقية لم تدخلها صفرة... يعصر و تؤخر.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک نمازِ عصر میں تاخیر افضل اور بہتر ہے نہ کہ جلدی، اور سورج جب روشن ہو بغیر زردی کے عصر ادا کرو۔ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ عصر نام ہی دیر سے پڑھنے کا ہے۔

باب ابتداء الوضوء

حدیث نمبر ۵: حدثنا مالك... فدعا بوضوء فافرغ على يديه فغسل يديه مرتين ثم مضمض ثم... ثم غسل رجليه.

مفہوم: ابو حسنؒ نے حضرت عبداللہ بن زید ؓ سے سوال کیا جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے کہ کیا آپ مجھے دکھا سکتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کیسے وضو فرمایا کرتے تھے؟ حضرت ابن زید ؓ نے کہا ہاں پھر انہوں نے وضو کیلئے پانی منگوایا پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا دونوں ہاتھوں کو دو مرتبہ دھویا، پھر کلی کی پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا پھر دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دو دو مرتبہ دھویا

پھر سر کا مسح سامنے کے حصے سے گردن تک پھر ہاتھوں کو واپس لائے جہاں سے مسح کرنا شروع کیا تھا پھر دونوں پاؤں دھوئے۔

قال محمد هذا حسن والوضوء ثلثا ثلثا أفضل والاثنان يجزيان والواحدة اذا اسبغت تجزی ایضا وهو قول ابی حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ طریقہ حسن ہے۔ اور وضو تین تین بار افضل واولی ہے۔ اگر صحیح طرح دھولیا جائے تو دو یا ایک بار بھی جائز ہے۔ اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۲: حدثنا مالك... اذا توضأ احدكم فليجعل الماء في انفه ثم ليستنثر.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ وضو کرنے والا ناک میں پانی ڈال کر صفائی کرے۔

حدیث نمبر ۷: حدثنا مالك... من توضأ فليستنثر ومن استجمر فليوتر.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ سرور دوعالم ﷺ نے وضو کرتے وقت ناک صاف کرنے کا اور طاق عدد میں ڈھیلوں سے استنجاء کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

قال محمد وبهذا نأخذ ينبغي للمتوضي ان يتمضمض ويستنثر وينبغي له ايضا ان يستجمر... وهو قول ابی حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا اسی پر عمل ہے۔ وضو کرنے کے دوران کلی کرنے، ناک صاف کرنے اور استنجاء ڈھیلوں سے کرنے کے بارے میں یہ ہمارا مستدل ہے۔

حدیث نمبر ۸: حدثنا مالك... من توضأ فاحسن وضوءه ثم خرج عامدا الى الصلوة فهو في... احل كثرة الخطى.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا جس نے بھی اچھی طرح وضو کیا پھر وہ نماز کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا تو یہ نماز کے ارادے کے وقت سے گویا کہ نماز میں ہی ہے۔ اس کو ہر قدم پر اجر ملے گا، اور دوسرے پر گناہ معاف ہوں گے۔ اقامت سننے سے جلدی مت کرو۔ جتنا تم دور ہو گے اتنا زیادہ اجر ہوگا۔

باب غسل اليدين في الوضوء

حدیث نمبر ۹: حدثنا مالك... اذا استيقظ احدكم من نومه فليغسل يده قبل ان يدخلها في وضوئه... اين باتت يده.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے فرمایا کہ بیداری کے بعد برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھولے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ ہاتھوں نے رات کہاں گزاری ہے

قال محمد هذا حسن وهكذا ينبغي ان يفعل وليس من الامر الواجب الذي ان تاركه اثم وهو قول ابی حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہی اچھا عمل اور ایسے کرنا زیادہ مناسب ہے، واجب نہیں کہ ترک کرنے پر وہ گناہ گار ہو جائے۔ یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الوضوء في الاستنجاء

حدیث نمبر ۱۰: حدثنا مالك...يتوضأ وضوء لما تحت ازاره.

مفہوم: عثمان بن عبدالرحمٰنؒ کے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے ہیں کہ حضرت وہ مقامِ استنجاء کو پانی سے دھوتے تھے۔

قال محمد وبهذا نأخذ والاستنجاء بالماء أحب الينا من غيره وهو قول ابي حنيفة رحمه الله تعالى.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں یہی ہمارا مستدل ہے، پانی سے استنجاء کرنا ہمارے نزدیک زیادہ اچھا اولیٰ ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کا قول بھی یہی ہے۔

باب الوضوء من مس الذكر

حدیث نمبر ۱۱: حدثنا مالك...لعلك مسست ذكرك فقلت نعم قال قم فتوضاء قال فقمت فتوضأت ثم رجعت.

مفہوم: حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے قرآن کریم اٹھانا میرے ذمہ تھا۔ ایک دن میں نے شرم گاہ کو کھجلایا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو مجھے وضو کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے وضو کیا اور دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حدیث نمبر ۱۲: حدثنا مالك...كان يغتسل ثم يتوضأ فقال له ام يجزئك الغسل من الوضوء...امس ذكري فاتوضا.

مفہوم: حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میرے والد صاحب غسل کے بعد وضو فرماتے تھے۔ میرے پوچھنے پر کہ غسل کافی نہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کافی ہے لیکن کبھی کبھی میں غسل کے دوران اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہوں پھر وضو کرتا ہوں۔

قال محمد لا وضوء في مس الذكر وهو قول ابي حنيفة وفي ذالك اثار كثيرة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ شرمگاہ چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ اس بارے میں بہت آثار ہیں جیسے کہ:

حدیث نمبر ۱۳: قال محمد...عن رجل مس ذكره ايتوضأ قال هل هو الا بضعة من جسدك.

مفہوم: قیس بن طلقؒ نے اپنے والد سے بیان فرمایا کہ کسی نے سید الکونین ﷺ سے شرمگاہ کو چھونے پر وضو کرنے کے متعلق پوچھا، فرمایا وہ تیرے جسم کا ایک حصہ ہی تو ہے۔

حدیث نمبر ۱۴: قال محمد...في مس الذكر وانت في الصلوة قال ما ابالي مسسته او مسست انفي.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حالت نماز میں شرمگاہ چھونے کے بارے میں فرمایا کہ میں اس کو یا ناک کو چھونے میں کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

حدیث نمبر ۱۵: قال محمد...ليس في مس الذكر وضوء.

حدیث نمبر ۱۶: قال محمد...يقول ليس في مس الذكر وضوء.

حدیث نمبر ۱۷: قال محمد... كان يقول ان كنت تستنجسه فاقطعه قال عطاء بن ابی رباح هذا واللہ قول ابن عباس.

حدیث نمبر ۱۸: قال محمد... ما ابالي مسسته او طرف انفي.

حدیث نمبر ۱۹: قال محمد... من مس الذكر فقال ان كان نجسا فاقطعه.

حدیث نمبر ۲۰: قال محمد... انما هو بضعة منك.

حدیث نمبر ۲۱: قال محمد... اني احك جسدي وانا في الصلوة فامس ذكري فقال فانما هو بضعة منك.

حدیث نمبر ۲۲: قال محمد... عن الرجل مس ذكره فقال انما هو كمس رأسه.

حدیث نمبر ۲۳: قال محمد... انما هو بضعة منك وان لكفك لموضعا غيره.

حدیث نمبر ۲۴: قال محمد... قال حذيفة بن اليمان في مس الذكر مثل انفك.

حدیث نمبر ۲۵: قال محمد... ما ابالي اياه مسست لو انفي او اذني.

حدیث نمبر ۲۶: قال محمد... اني مسست ذكري وانا في الصلوة فقال عبدالله افلا قطعته... الا كسائر جسدك.

حدیث نمبر ۲۷: قال محمد... فقال ان علمت ان منك بضعة نجسة فاقطعها.

حدیث نمبر ۲۸: قال محمد... انه سئل عن مس الذكر فقال انما هو بضعة منك.

باب الوضوء مما غيرت النار

حدیث نمبر ۲۹: حدثنا مالك... اكل لحما ثم صلى ولم يتوضأ.

مفہوم: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گوشت کھایا اور بغیر وضو کے نماز ادا فرمائی۔

حدیث نمبر ۳۰: حدثنا مالك... ان رسول اللہ ﷺ اكل جنب شاة ثم صلى ولم يتوضأ.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے بکری کی ران کھانے کے بعد بغیر وضو کے نماز ادا فرمائی۔

حدیث نمبر ۳۱: حدثنا مالك... اكل لحما وخبزا فتمضمض وغسل يديه ثم مسحهما بوجهه ثم صلى ولم يتوضأ.

حدیث نمبر ۳۲: حدثنا يتوضأ ثم يصيب الطعام قد مسته النار ايتوضأ منه قال قد رايت ابي يفعل ذلك ثم لا يتوضأ.

مفہوم: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے گوشت اور روٹی کھانے کے بعد کلی کی اور دونوں ہاتھوں کو صاف کیا پھر دونوں کو منہ پر پھیر کر نماز ادا کی۔

حدیث نمبر ۳۳: حدثنا مالك... قد رايت ابي يفعل ذلك ثم لا يتوضأ.

حدیث نمبر ۳۴: حدثنا مالك... فاكل رسول الله ﷺ واكلنا ثم قام الى المغرب فمضمض ومضمضنا ثم صلى ولم يتوضأ.

مفہوم: سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نے ستو پینے کے بعد کلی کی اور بغیر وضو کے نماز مغرب ادا فرمائی۔

قال محمد وبهذا نأخذ ولا وضوء مما مسته النار ولا مما دخل انما الوضوء مما خرج من الحدث... حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں یہ اس بارے میں ہمارا مستدل ہے کہ آگ سے پکی ہوئی چیز یا جو آگ کے بغیر پکائی گئی ہو اس کے کھانے کے بعد نیا وضو کرنا ضروری نہیں، بلکہ وضو ٹوٹنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الرجل والمرأة يتوضئان من اناء واحد

حدیث نمبر ۳۵: حدثنا مالك... كان الرجال والنساء يتوضؤن جميعا في زمن رسول الله ﷺ.

مفہوم: نافع، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دور نبوی ﷺ میں مرد اور عورتیں ایک ہی برتن سے وضو کرتے تھے۔

قال محمد لا بأس بان يتوضأ المرأة وتغتسل مع الرجل من اناء واحد ان بدأت... قبلها وهو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں کہ مرد اور عورت کا ایک ہی برتن سے وضو اور غسل کر لیں، غسل کو پہلے شروع کرنے والا عورت ہو یا مرد۔ امام ابوحنیفہؒ کا قول بھی یہی ہے۔

باب الوضوء من الرعاف

حدیث نمبر ۳۶: حدثنا مالك... اذا رعف رجع فتوضأ ولم يتكلم ثم رجع فبنى على ما صلى.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی جب نماز میں نکسیر پھوٹتی تو وضو کر کے واپس اپنی جگہ پر بغیر بات کیے لوٹ جاتے پھر باقی نماز ادا فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۳۷: حدثنا مالك... فاتى بوضوء فتوضأ ثم رجع فبنى على ما قد صلى.

حدیث نمبر ۳۸: حدثنا مالك... يومى ايماء برأسه في الصلوة.

مفہوم: حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ نے سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے کا فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۳۹: حدثنا مالك... يدخل اصبعه في انفه او اصبعه ثم يخرجها وفيها شيء من دم... يصلي ولا يتوضأ.

مفہوم: حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی ناک میں ایک یا دو انگلیاں ڈال کر نکالتے اگر خون کا اثر پاتے تو صاف کرتے پھر بغیر وضو کیے نماز ادا فرماتے تھے۔

قال محمد وبهذا اكله ناخذ فاما الرعاف فان مالك بن انس كان... وان كان يرعف كل حال سجد... قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم ان تمام اقوال سے استدلال کرتے ہیں مگر نکسیر کے بارے میں امام مالک بن انسؒ کا عمل اس کے خلاف ہے، وہ یہ کہ نکسیر کی حالت میں وہ خون صاف کرے اور نماز ادا کرے۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ اس بارے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت پر عمل کرتے ہیں کہ ایسی صورت میں لوٹ کر وضو کرے اور اگر اس نے بات نہیں کی تو باقی نماز مکمل کرے اور یہی ہمارا قول ہے۔ ہاں اگر خون زیادہ نکلے تو پھر اشارے سے نماز ادا کرے۔ اور اگر سجدہ کرنے سے خون نکلتا ہے تو بہر صورت سجدہ کرے۔ اور خون جاری اور قطرہ قطرہ نکلنے سے وضو کو واجب کر دیتا ہے اسلئے ناک میں انگلی ڈالنے سے جو خون اس پر لگ جائے اس پر وضو نہیں۔ اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الغسل من بول الصبي

حدیث نمبر ۴۰: حدثنا مالك... فبال على ثوبه فدعا بماء فنضح عليه ولم يغسله.

مفہوم: حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو جس نے ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا تھا نبی کریم ﷺ کی

خدمت میں لائیں۔حضور اکرم ﷺ نے اسے اپنی گود میں لیا بچے نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا تو سید الکونین ﷺ نے پانی طلب فرمایا کپڑوں پر چھڑکا مگر اسے دھویا نہیں۔

قال محمد قد جاء ت رخصة في بول الغلام اذا كان لم ياكل الطعام وامر بغسل بول الجارية... وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ لڑکا جب تک کھانا پینا نہ ہو اس کے پیشاب کرنے کے متعلق رخصت ہے۔البتہ لڑکی کے پیشاب کو دھونے کا حکم ہے۔لیکن ہمارے نزدیک دونوں صورت میں پیشاب کو دھونا ہی زیادہ پسندیدہ ہے۔امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

حدیث نمبر ۴۱: حدثنا مالك... اتي النبي بصبي فبال على ثوبه فدعا بماء فاتبعه اياه.

مفہوم: اس روایت میں سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے کپڑوں پر پانی بہایا تھا۔

قال محمد وبهذا ناخذ تتبعه اياه غسلا حتى تنقيه وهو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں اسی پر ہم چلتے ہیں کہ ہم دھونے کے لئے پانی لے کر اس پر بہا کر صاف کر لیتے ہیں۔یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہیں۔

باب الوضوء من المذی

حدیث نمبر ۴۲: حدثنا مالك... اذا دنى من اهله فخرج منه المذى ما ذا عليه فان عندي ابنته... وليتوضأ وضوءه للصلوة.

مفہوم: حضرت علی ؓ نے حضرت مقداد ؓ کو سید الرسل ﷺ سے مسئلہ پوچھنے کا کہا کہ میں جب عورت کے پاس جاتا ہوں تو مذی خارج ہو جاتی ہے تو اس صورت میں کیا وضو واجب ہے؟ ان کے پوچھنے پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شرمگاہ کو دھو کر وضو کر لیں۔

حدیث نمبر ۴۳: حدثنا مالك... اني لا جده يتحدر مني مثل الخريزة فاذا وجد احدكم... وليتوضا وضوءه للصوة.

مفہوم: قال محمد وبهذا ناخذ يغسل موضع المذى ويتوضأ وضوءه للصلوة وهو قول ابي حنيفة رحمه الله تعالى.

امام محمدؒ فرماتے ہیں یہی ہمارا موقف ہے کہ شرمگاہ کو دھو کر وضو بنالے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۴۴: حدثنا مالك... انضح ما تحت ثوبك بالماء واله عنه.

مفہوم: حضرت سلیمان بن یسار ؓ سے اس تری کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو کپڑے کے نیچے تری پائے تو کیا کرے؟ فرمایا کہ اس پر صرف پانی چھڑکو، اور کچھ نہیں کرو۔

قال محمد وبهذا ناخذ اذا كثر ذلك من الانسان وادخل الشيطان عليه فيه الشك وهو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں اس مذکورہ صورت میں ہمارا عمل یہی ہے کیونکہ شیطان اس کو شک میں ڈالتا ہے۔یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الوضوء مما يشرب منه السباع وتلغ فيه

حدیث نمبر ۴۵: حدثنا مالك... يا صاحب الحوض لا تخبرنا فانا نرد على السباع وترد علينا.

مفہوم: حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے حوض کے مالک سے پوچھا کہ کیا درندے بھی اس سے پانی پینے آتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے صاحب حوض ہمیں آگاہ نہ کیجئے کیونکہ کبھی ہم درندوں سے پہلے اور کبھی وہ ہم سے پہلے آتے ہیں۔

قال محمد اذا کان الحوض عظیما ان حرکت منہ ناحیۃ ثم تتحرک بہ الناحیۃ الاخری لم یفسد.. قول ابی حنیفۃ.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر حوض اتنا بڑا ہو کہ ایک طرف حرکت دینے سے دوسری طرف حرکت نہ ہوتی ہو اگر درندہ اس سے پانی پی لے یا اس میں نجاست گر جائے تو وہ پانی ناپاک نہیں ہوتا جب تک اس کا ذائقہ اور بو تبدیل نہ ہو جائے۔ اور اگر حوض چھوٹا ہو اور متحرک نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں پانی پاک نہیں رہے گا تو پھر اس سے وضو کرنا بھی جائز نہ ہوگا۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صاحب حوض کا بتانا اچھا نہیں سمجھا اور اسے بتانے سے منع فرمایا۔ اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔

باب الوضوء بماء البحر

حدیث نمبر ۴۶: حدثنا مالک.. فقال رسول اللہ ﷺ ھو الطھور ماؤہ الحلال میتتہ.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ پانی کم ہوتا ہے، تو کیا ہم اس سے وضو کر سکتے ہیں؟ فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔

قال محمد بھذا ناخذ ماء البحر طھور کغیرہ من المیاہ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ والعامۃ.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں اسی روایت سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ سمندر کا پانی بھی دوسرے پانی کی طرح پاک ہے۔ امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے۔

باب المسح علی الخفین

حدیث نمبر ۴۷: حدثنا مالک.. فغسل وجھہ ثم ذھب یخرج یدیہ فلم یستطع من ضیق.. قال لھم قد احسنتم.

مفہوم: سید الکونین ﷺ نے اپنے چہرہ کو دھو کر دونوں ہاتھ جبہ سے باہر نکالنے لگے مگر جبہ کی آستینیں تنگ ہونے کی وجہ سے ہاتھ باہر نہ نکال سکے پھر جبہ کے نیچے سے ہاتھ نکال کر اس کو دھویا اور سر اور موزوں کا مسح فرمایا، واپس تشریف لائے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک رکعت نماز پڑھا چکے تھے تو نبی کریم ﷺ نے جو بقیہ رکعت ان کے ساتھ ادا فرمائی اس کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا۔

حدیث نمبر ۴۸: حدثنا مالک... اتی قباء فبال ثم اتی بماء فتوضأ فغسل وجھہ ویدیہ الی.. علی الخفین ثم صلی.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے قباء میں آکر پیشاب کیا، پھر انہوں نے وضو کیا چہرہ اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے، سر اور موزوں کا مسح کیا اور نماز ادا فرمائی۔

حدیث نمبر ۴۹: حدثنا مالک... وھو یمسح علی الخفین فانکر ذلک... اذا ادخلت رجلیک فی الخفین... من الغائط.

حدیث نمبر ۵۰: حدثنا مالک... فغسل وجھہ ویدیہ ومسح برأسہ ثم دعی لجنازۃ حین... فمسح علی خفیہ ثم صلی.

حدیث نمبر ۵۱: حدثنا مالک... یمسح علی الخفین علی ظھورھما لا یمسح بطونھما... ثم یرفع العمامۃ فیمسح برأسہ.

قال محمد وبھذا کلہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ ونری المسح للمقیم یوما ولیلۃ وثلثۃ ایام ولیالیھا.. علی الخفین.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا ان تمام روایات پر ہمارا عمل ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا قول بھی یہی ہے۔ ہمارے نزدیک مقیم کے لئے مدتِ مسح ایک دن رات ہے، اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں۔ امام مالک بن انس ؓ کے نزدیک مقیم کیلئے موزوں پر مسح نہ کرنا بہتر ہے البتہ اگر کرلے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

باب المسح على العمامة والخمار

حدیث نمبر ۵۲: حدثنا مالك... لا حتى يمس عن العمامة فقال لا حتى يمس الشعر الماء.

مفہوم: حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے عمامہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت تک جائز نہیں جب تک بالوں کو پانی نہ چھوئے۔

قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا یہی ہمارا موقف ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا قول بھی یہی ہے۔

حدیث نمبر ۵۳: حدثنا مالك... تتوضأ وتنزع خمارها ثم تمسح براسها قال نافع وانا يومئذ صغيرا.

مفہوم: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا کہ حضرت صفیہ بنت عبید ؓ کو وضو کرکے اپنا دوپٹہ اتار کر سر کا مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

قال محمد وبهذا ناخذ لايمسح على الخمار ولا المعامة بلغنا ان المسح على المعامة كان فترك... والعامة من فقهائنا.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہا اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں کہ دوپٹے اور عمامہ پر مسح نہیں کیا جائے گا۔ پہلے پہل عمامہ پر مسح تھا لیکن پھر ترک کردیا گیا۔ امام ابوحنیفہؒ اور ہمارے عام فقہاء کا یہی قول ہے۔

باب الاغتسال من الجنابة

حدیث نمبر ۵۴: حدثنا مالك... اذا اغتسل من الجنابة افرغ على يده اليمنى فغسلها ثم... وافاض الماء على جلده.

مفہوم: حضرت ابن عمر ؓ نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ غسلِ جنابت کرتے وقت پہلے اپنے دائیں ہاتھ کو صاف کرتے، پھر استنجاء کرتے پھر کلی کرتے ناک میں پانی ڈالتے اور آنکھوں پر چھینٹے مارتے پھر دائیں ہاتھ سے ابتداء کرکے دونوں ہاتھوں کو دھوتے، پھر اپنے سر کو دھوکر تمام بدن پر پانی بہاتے۔

قال محمد وبهذا ناخذ الا النصح في العينين فان ذلك ليس واجب على الناس في الجنابة... ومالك بن انس والعامة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں مگر یہ کہ آنکھوں پر چھینٹے نہیں مارتے اسلئے کہ یہ غسلِ جنابت میں ضروری نہیں۔ یہی امام ابوحنیفہؒ و امام مالک بن انسؒ سمیت جمہور کا قول ہے۔

باب الرجل تصيبه الجنابة من الليل

حدیث نمبر ۵۵: حدثنا مالك... انه تصيبه الجنابة من الليل قال توضأ واغتسل ذكرك وتم.

مفہوم: حضرت عمر ؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر رات کو غسل کی حاجت ہوجائے تو کیا کرے؟ فرمایا کہ وضو کرکے شرمگاہ دھولو اور سوجاؤ۔

قال محمد وان لم یتوضأ ولم یغتسل ذکرہ حتی ینام فلا باس بذلک ایضا.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر حدیث میں مذکورہ اعمال نہ بھی کرے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۵۶: قال محمد... یصیب من اهله ثم ینام ولا یمس ماء فان استیقظ من اخر اللیل عاد واغتسل.

مفہوم: سید الکونین ﷺ اپنی اہلیہ کے پاس جاتے تو بغیر غسل کیے سوجاتے پھر رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوکر یہی کرتے اور غسل فرماتے۔

قال محمد هذا الحدیث ارفق بالناس وهو قول ابی حنیفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں اس عمل میں عامۃ الناس کیلئے بہت آرام اور سہولت ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب الاغتسال یوم الجمعة

حدیث نمبر ۵۷: حدثنا مالک... اذا اتی احدکم الجمعة فلیغتسل.

مفہوم: سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ سے پہلے غسل کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر ۵۸: حدثنا مالک... غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم.

حدیث نمبر ۵۹: حدثنا مالک... یا معشر المسلمین هذا یوم جعله الله تعالی عیدا للمسلمین... وعلیکم بالسواک.

مفہوم: اس حدیث میں جمعہ کے دن غسل کرنے، خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۶۰: حدثنا مالک... غسل یوم الجمعة واجب علی کل محتلم کغسل الجنابة.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن ہر بالغ شخص پر غسل کرنا واجب ہے۔

حدیث نمبر ۶۱: حدثنا مالک... لا یروح الی الجمعة الا اغتسل.

حدیث نمبر ۶۲: حدثنا مالک... انقلبت من السوق فسمعت النداء فما زدت علی ان توضأت... یامر بالغسل.

قال محمد الغسل افضل یوم الجمعة ولیس بواجب وفی هذا اثار کثیرة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اس بارے میں بہت سے آثار آئے ہیں۔

حدیث نمبر ۶۳: قال محمد... من توضأ یوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل.

مفہوم: سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا افضل ہے لیکن اگر وضو بھی کرلیا جائے تو کافی ہوجائے گا۔

حدیث نمبر ۶۴: قال محمد... ان اغتسلت فحسن وان ترکت فلیس علیک فقلت له لم یقل... یاتی العیدین وما یغتسل

حدیث نمبر ۶۵: قال محمد... فدعا بوضوء فتوضاء فقال له بعض اصحابه الا تغتسل قال الیوم یوم بارد فتوضا.

مفہوم: حضرت عطاء بن ابی رباح ؒ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ جمعہ کا وقت ہوگیا آپ نے پانی طلب کرکے وضو فرمایا، بعض لوگوں نے پوچھا کہ غسل کیوں نہیں کیا؟ فرمایا سردی کی وجہ سے۔

حدیث نمبر ۶۶: قال محمد... اذا سافر لم یصل الضحی ولم یغتسل یوم الجمعة.

مفہوم: حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سفر میں نہ تو عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرتے اور نہ ہی جمعہ کے دن غسل فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۶۷: قال محمد... من اغتسل یوم الجمعة بعد طلوع الفجر اجزاه عن غسل یوم الجمعة.

مفہوم: مجاہدؒ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن طلوع فجر کے بعد غسل کرنا جمعہ کیلئے کافی ہے۔

حدیث نمبر ۶۸: قال محمد... کان الناس عمال انفسهم فکانوا یروحون الی الجمعة بھیأتھم فکان... لھم لو اغتسلتم.

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب لوگ کام ومشقت کے بعد نمازِ جمعہ کے لئے حاضر ہوتے تو انہیں کہا جاتا کہ اگر تم غسل کر لیتے۔

باب الاغتسال یوم العیدین

حدیث نمبر ۶۹: حدثنا مالك... کان یغتسل قبل ان یغدو الی العید.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ عید کے لئے جانے سے پہلے غسل فرمایا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۷۰: حدثنا مالك... کان یغتسل یوم الفطر قبل ان یغدو الی العید.

قال محمد الغسل یوم العید حسن ولیس بواجب وھو قول ابی حنیفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا عید کے دن غسل بہت بہتر ہے، لیکن واجب نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب التیمم با لصعید

حدیث نمبر ۷۱: حدثنا مالك... اذا کان بالمربد نزل عبدالله فتیمم صعیدا طیبا فمسح... ویدیه الی المرفقین ثم صلی.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سواری سے اترے تو پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز ادا فرمائی۔

حدیث نمبر ۷۲: حدثنا مالك... فی بعض اسفاره حتی اذا کنا بالبیداء او بذات الجیش انقطع... فوجدنا العقد تحته.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم سید البشر ﷺ کے ساتھ کسی سفر کیلئے روانہ ہوئے جب ہم مقامِ بیداء یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا تو اس کی تلاش کیلئے نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے اور باقی لوگ بھی رک گئے جو آپ کے ساتھ تھے وہاں پانی نہیں تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس بھی پانی نہیں تھا تو لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا کیا آپ نے دیکھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا کہ نبی کریم ﷺ کو ٹھہرایا ایسی حالت میں کہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہی ہمارے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت سرکارِ دو عالم ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر آرام فرما رہے تھے تو انہوں نے کہا تو نے سرورِ کونین ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سفر سے روک دیا ہے جبکہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ ہم لوگوں کے پاس ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوئے میری کوکھ میں ہاتھ مارنے لگے مگر میں اسی وجہ سے حرکت نہیں کر رہی تھی کہ سید الرسل ﷺ کا سرِ اقدس میرے زانو پر تھا آپ ﷺ نے صبح تک آرام فرمایا جبکہ پانی نہیں تھا پس اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمادی تو لوگوں نے تیمم کیا۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ پکار اٹھے اے آلِ ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی کئی برکات آچکی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ہم روانہ ہوئے تو ہمارا اسی اونٹ کے

نیچے سے برآمد ہوا جس پر میں سوار تھی۔

قال محمد وبهذا ناخذ والتيمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين الى المرفقين وهو قول ابى حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک تیمم کے لئے دوضرب لگانا اسی روایت سے مستدل ہیں ایک چہرے کے لئے اور دوسری دونوں ہاتھوں کے کہنیوں تک کے لئے ہے۔اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الرجل يصيب من امرأته او يباشرها وهي حائض

حدیث نمبر ۷۳: حدثنا مالك...لتشد ازارها على اسفلها ثم يباشرها ان شاء.

مفہوم: حضرت عمرؓ نے کسی کے ذریعے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ کیا کوئی حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے جماع کرسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس صورت میں کرسکتا ہے کہ عورت اپنے ازار کو نیچے سے باندھ لے۔

قال محمد وبهذا ناخذ لا بأس بذلك وهو قول ابى حنيفة والعامة من فقهائنا.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں یہ روایت اس بارے میں ہمارا مستدل ہے کہ ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے،اور یہی امام ابوحنیفہؒ اور جمہور فقہاء کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۷۴: حدثنا مالك...هل يصيبها زوجها اذا رأت الطهر قبل ان تغتسل فقالا لا حتى تغتسل.

مفہوم: حضرت سالم بن عبداللہؓ اور حضرت سلیمان بن یسارؓ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو حیض سے پاک ہوجائے تو کیا اس کا شوہر اس کے غسل کرنے سے پہلے اس سے جماع کرسکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ غسل کرنے تک جماع نہیں کرسکتا ہے۔

قال محمد وبهذا ناخذ لا تباشر حائض عندنا حتى تحل لها الصلوة او تجب عليها وهو قول ابى حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں اسی پر ہمارا موقف ہے کہ جب تک حائضہ پر نماز حلال یا واجب نہ ہو اس وقت تک شوہر اس کے ساتھ جماع نہیں کرسکتا،اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۷۵: حدثنا مالك...ما يحل لى من امرأتى وهى حائض قال تشد عليها ازارها ثم شأنك باعلاها.

قال محمد هذا قول ابى حنيفة رحمه الله وقد جاء ما هو ارخص من هذا عن عائشة انها...سعار الدم وله ما سوى.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں خون کے نشانوں سے بچے تو اس کے علاوہ اس کیلئے سب کچھ جائز وحلال ہے۔

باب اذا التقا الختانان هل يجب الغسل

حدیث نمبر ۷۶: حدثنا مالك...كانوا يقولون لنا اذا مس الختان الختان فقد وجب الغسل.

مفہوم: حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہؓ فرماتے ہیں کہ مرد اور عورت کی شرمگاہ ملنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۷۷: حدثنا مالك...اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل۔

حدیث نمبر ۷۸: حدثنا مالك...سأل زيد بن ثابت عن الرجل يصيب اهله ثم يكسل...نزع قبل ان يموت۔

مفہوم: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جو آدمی اپنی بیوی سے انزال سے پہلے ہی الگ ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ فرمایا کہ غسل کرے گا۔ کسی نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس کے خلاف مذکور ہے۔ فرمایا کہ وہ اپنی وفات سے پہلے رجوع کر چکے ہیں۔

قال محمد وبهذا ناخذ اذا لتقى الختانان وتوارت الحسفة وجب الغسل انزل او لم ينزل وهو قول ابي حنيفة رحمه الله۔

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں یہی ہمارا موقف ہے کہ شرمگاہ کا شرمگاہ سے ملنا اور حشفہ کا غائب ہو جانا غسل کو واجب کر دیتا ہے انزال کا ہونا شرط نہیں ہے، اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الرجل ينام هل ينقض ذلك الوضوء

حدیث نمبر ۷۹: حدثنا مالك...اذا نام احدكم وهو مضطجع فليتوضأ۔

مفہوم: حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لیٹ کر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۸۰: حدثنا مالك...انه كان ينام وهو قاعد فلا يتوضأ۔

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب بیٹھ کر سوتے تو وضو نہیں فرماتے تھے۔

قال محمد وبقول ابن عمر في الوجهين جميعا ناخذ وهو قول ابي حنيفة رحمه الله۔

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہمارا عمل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب المرأة ترى في منامها ما ير الرجل

حدیث نمبر ۸۱: حدثنا مالك...المرأة ترى في المنام مثل ما يرى الرجل اتغتسل فقال...ومن اين يكون الشبه۔

مفہوم: سید الکونین ﷺ سے پوچھا گیا کہ عورت کو اگر احتلام ہو جائے تو کیا وہ غسل کرے گی؟ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تعجب کا اظہار کیا تو سید الرسل ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو یہ مشابہت کہاں سے ہوتی ہے؟

قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة رحمه الله۔

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب المستحاضة

حدیث نمبر ۸۲: حدثنا مالك...فقال لتنظر الليالي والايام التي كانت تحيض من الشهر...لتستثفر بثوب فلتصل۔

مفہوم: ایک عورت کو ایام حیض کے بعد بھی خون آتا تھا، اس کے بارے میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سید الرسل ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جتنے دن پہلے حیض آتا تھا اتنے دن حیض شمار کرے گی اور نماز نہیں پڑھے گی پھر ایام حیض گزرنے

کے بعد غسل کرے گی اور شرمگاہ کی کپڑے سے حفاظت کرے گی پھر وہ نماز ادا کرے گی۔

قال محمد وبهذا ناخذ وتتوضأ لوقت كل صلوة وتصلي الى الوقت الاخر وان سال دمها وهو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہے اسی پر ہمارا عمل ہے اور اگر خون جاری ہو تو وہ عورت ہر نماز کے لئے وضو کرے گی اور آخر وقت تک نماز ادا کر سکتی ہے، یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۸۳: حدثنا مالك... تغتسل من طهر الى طهر وتتوضأ لكل صلوة فان غلبها الدم استثفرت بثوب.

مفہوم: حضرت سعیدؓ سے مستحاضہ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ غسل کیسے کرے گی؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ ایک طہر سے دوسرے طہر تک کے لئے غسل کرے گی اور پھر ہر نماز کے لئے وضو کرے گی اور اگر خون زیادہ آئے تو شرمگاہ کی کپڑے سے حفاظت کرے۔

قال محمد اذا مضت ايام اقرائها ثم توضأ لكل صلوة وتصلي حتى تأتيها ايام اقرائها فتدع الصلوة... من فقهائنا.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حیض کے دن ختم ہوتے پر غسل کرے اور ہر نماز کے لئے وضو کرے۔ پھر جب اس کے حیض کے دن دوبارہ آ گئیں تو نماز نہ پڑھیں اور ایام حیض گزرنے کے بعد غسل کرے اور ہر نماز کے وقت وضو کرے بار بار غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر اگر خون جاری ہو تو دوسری نماز کا وقت داخل ہونے تک نماز پڑھ سکتی ہے۔ یہی امام ابوحنیفہؒ اور ہمارے جمہور فقہاء کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۸۴: حدثنا مالك... ليس على المستحاضة ان تغتسل الا غسلا واحدا ثم تتوضأ بعد ذلك للصلوة.

مفہوم: ہشام بن عروہؒ نے اپنے والد ماجد سے روایت کیا کہ مستحاضہ صرف ایک مرتبہ غسل کرے گی پھر ہر نماز کے لئے وضو کرے گی۔

باب المرأة ترى الصفرة والكدرة

حدیث نمبر ۸۵: حدثنا مالك... لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء تريد بذلك الطهر من الحيض.

مفہوم: ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کی آزاد کردہ خادمہ فرماتی ہیں کہ عورتیں بھیگی ہوئی روئی جس پر زرد رنگ لگا ہوتا تھا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس بھیجتی تھیں تو آپ فرماتیں سفیدی دیکھنا ہی حیض سے پاک ہونے کی علامت ہے۔

قال محمد وبهذا ناخذ لا تطهر المرأة ما دامت ترى حمرة او صفرة او كدرة حتى ترى البياض... قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہی ہمارا مستدل ہے کہ عورتیں خالص سفید پانی دیکھنے سے ہی پاک ہو جاتی ہیں۔ یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۸۶: حدثنا مالك... ان نساء كن يدعون بالمصابيح من جوف الليل فينظرن الى الطهر... يصنعن هذا.

مفہوم: حضرت زید بن ثابتؓ کی بیٹی فرماتی ہیں کہ عورتیں رات کو چراغ جلا کر دیکھتی کہ وہ حیض سے پاک ہوئی ہیں یا نہیں۔

باب المرأة تغتسل بعض اعضاء الرجل وهي حائض

حدیث نمبر ۸۷: حدثنا مالك... تغتسل جواريه رجليه ويعطينه الخمرة وهن حيض.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی باندی حالتِ حیض میں ان کے پاؤں دھوتیں اور ان کو مصلیٰ لاکر دیتی تھیں۔

قال محمد لا باس بذلك وهو قول ابى حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۸۸: حدثنا مالك... كنت ارجل راس رسول الله وانا حائض.

مفہوم: حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں حالتِ حیض میں سید الکونین ﷺ کے سر میں کنگھی کیا کرتی تھی۔

قال محمد لاباس بذلك وهو قول ابى حنيفة رحمه الله والعامة من فقهائنا.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں امام ابوحنیفہؒ اور جمہور فقہاء کا یہی قول ہے۔

باب الرجل يغتسل او يتوضأ بسؤر المرأة

حدیث نمبر ۸۹: حدثنا مالك... لاباس بان يغتسل الرجل بفضل وضوء المرأة مالم تكن جنبا او حائضا.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر عورت جنبیہ یا حائضہ نہ ہوتو مرد کیلئے اس کے بچے ہوئے پانی سے غسل یا وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قال محمد لاباس بفضل وضوء المرأة وغسلها وسورها وان كانت جنبا او حائضا بلغنا... قول ابى حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرماتے ہیں کہ اگر عورت جنبیہ یا حائضہ ہوتو بھی مرد اس سے وضو یا غسل کرسکتا ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث آئی ہے کہ سید الکونین ﷺ اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک ہی برتن سے غسل فرمایا لیا کرتے تھے اور غسل کرنے میں ایک دوسرے سے جلدی فرماتے تھے لہٰذا وہ جنبیہ کا بچا ہوا پانی ہی ہوتا تھا اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الوضوء بسؤر الهرة

حدیث نمبر ۹۰: حدثنا مالك... انها ليست بنجس انها من الطوافين عليكم والطوافات.

مفہوم: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا تو حضرت کبشہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے پانی پیش کیا۔ اسی دوران ایک بلی آئی تو انہوں نے پیالی کو جھکایا بلی نے اس سے پانی پی لیا۔ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا کو اس پر تعجب ہوا تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ بلی نجس نہیں یہ تو دن رات تمہارے پاس آنے جانے والی میں سے ہے۔

قال محمد لاباس بان يتوضأ بفضل سؤر الهرة وغيره احب الينا منه وهو قول ابى حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس پانی کے سوا دوسرا پانی ہوتو اس سے وضو کرنا ہمارے نزدیک زیادہ اچھا اور پسندیدہ ہے یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الاذان والتثويب

حدیث نمبر ۹۱: حدثنا مالك... اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما يقول المؤذن.

مفہوم: حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الرسل ﷺ نے اذان کا جواب دینے کا فرمایا ہے۔

قال مالك بلغنا ان عمر ابن الخطاب رضي الله تعالى عنه جاء ه المؤذن يؤذنه لصلوة الصبح فوجده... في نداء الصبح.

مفہوم: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مؤذن صبح کی اذان کے لئے آیا تو حضرت عمرؓ اس وقت سو رہے تھے، مؤذن نے ان کو جگانے کیلئے "الصلوۃ خیر من النوم" کے الفاظ کہے۔ حضرت عمرؓ کو یہ الفاظ اتنے پسند آئے کہ اس کو اذان فجر میں شامل کرنے کا حکم دیا۔

حدیث نمبر ۹۲: حدثنا مالك... كان يكبر في النداء ثلثا ويتشهد ثلثا وكان احيانا اذا قال حي على الفلاح... خير العمل

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ اذان میں اللہ اکبر اور شہادتیں تین تین مرتبہ کہتے تھے، اور "حی علی الفلاح" کے بعد "حیّ علی خیر العمل" کبھی کبھی کہتے تھے۔

قال محمد الصلوة خير من النوم يكون ذلك في نداء الصبح بعد الفراغ من النداء ولا يجب... في النداء مالم يكن منه.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ "الصلوۃ خیرٌ من النوم" اذانِ فجر کے بعد کہنا چاہئے اور یہ اذان میں ایسے کلمہ کا بڑھانا جو اس میں سے نہیں ہے بری بات ہے۔

باب المشي في الصلوة وفضل المساجد

حدیث نمبر ۹۳: حدثنا مالك... اذا ثوب بالصلوة فلا تاتوها تسعون واتوها وعليكم السكينة فما... يعمد الى الصلوة.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ نماز کے لئے پکارنے کے بعد سہولت اور آسانی کے ساتھ آؤ دوڑو مت۔ جتنی نماز مل جائے اتنی پڑھو اور جو رہ جائے وہ بعد میں پوری کرلو۔ پھر فرمایا کہ نماز کے ارادے سے نکلنا ایسا ہے گویا کہ نماز میں ہے۔

قال محمد لا تعجلن بركوع ولا افتتاح حتى تصل الى الصف وتقوم فيه وهو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں تکبیر تحریمہ یا رکوع ملنے پر جلدی نہ کرے بلکہ صف میں شامل ہو کر کھڑا ہو جائے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۹۴: حدثنا مالك... سمع الاقامة وهو بالبقيع فاسرع المشي.

مفہوم: حضرت نافعؒ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اقامت کی آواز سننے پر تیز چلنے لگے۔

قال محمد وهذا لاباس به مالم يجهد نفسه.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر تیز چلنے سے پریشانی نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۹۵: حدثنا مالك... من غدا او راح الى المسجد لا يريد غيره ليتعلم خيرا او يعلمه... سبيل الله رجع غانما

مفہوم: حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ نے فرمایا کہ صبح یا دوپہر کے وقت مسجد کی طرف پڑھنے یا پڑھانے کے ارادے سے جانا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرکے غنیمت کے ساتھ واپس لوٹنا ہے۔

باب الرجل يصلي وقد اخذ المؤذن في الاقامة

حدیث نمبر ۹۶: حدثنا مالك... سمع قوم الاقامة فقاموا يصلون فخرج عليهم النبي فقال اصلاتان معا.

مفہوم: حضرت شریک بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ اقامت سننے پر نماز کے لئے کھڑے ہوئے کہ اچانک سید الکونین ﷺ حجرہ سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا ایک ساتھ دو نمازیں۔

قال محمد یکرہ اذا أقیمت الصلوۃ ان یصلی الرجل تطوعا غیر رکعتی الفجر خاصۃ فانہ..قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ علاوہ فجر کی سنتوں کے، اقامت کے بعد کسی کا نوافل ادا کرنا مکروہ ہے اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

باب التسویۃ الصف

حدیث نمبر ۹۷: حدثنا مالک...کان یامر رجالا بتسویۃ الصفوف فاذا جاء وہ فاخبروہ بتسویتھا کبر بعد.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ صفوں کو درست کرنے کا حکم فرماتے پھر صفوں کی درستگی کی اطلاع ملنے پر نماز شروع کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۹۸: حدثنا مالک..اذا قامت الصلوۃ فاعدلوا الصفوف وحاذوا المناکب فان اعتدال..قد استوت فیکبر.

قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا ویسووا الصفوف ویحاذو...ابی حنیفۃ.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہی مناسب ہے کہ مؤذن کے "حی علی الفلاح" کہنے پر کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کی جائیں پھر اقامت ختم کرنے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہے اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

باب افتتاح الصلوۃ

حدیث نمبر ۹۹: حدثنا مالک...اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ حذاء منکبیہ واذا کبر للرکوع رفع...ربنا ولک الحمد.

مفہوم: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نماز شروع کرتے وقت، رکوع کے وقت اور اس سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہتے تھے پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" پھر "ربنا لک الحمد" کہتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۰: حدثنا مالک...اذا ابتداء الصلوۃ رفع یدیہ حذو منکبیہ واذا رفع راسہ من الرکوع رفعھما دون ذلک.

مفہوم: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ اٹھاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھ پہلے سے ذرا کم اٹھاتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۱: حدثنا مالک...انہ یعلمھم التکبیر فی الصلوۃ امرنا ان نکبر کلما خفضنا ورفعنا.

مفہوم: حضرت وہب بن کیسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ انہیں نماز میں تکبیر پڑھنا سکھاتے تھے اور اٹھتے بیٹھتے تکبیر کہنے کا حکم فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۰۲: حدثنا مالک...یکبر کلما خفض وکلما رفع فلم تزل تلک صلاتہ حتی لقی اللہ عزوجل.

حدیث نمبر ۱۰۳: حدثنا مالک...کان یصلی بھم فکبر کلما خفض ورفع ثم اذا انصرف قال...صلوۃ رسول اللہ ﷺ.

حدیث نمبر ۱۰۴: حدثنا مالک...کان یصلی بھم فکبر کلما خفض ورفع قال ابو جعفر وکان یرفع...ویفتتح الصلوۃ.

قال محمد السنۃ ان یکبر الرجل فی صلاتہ کلما خفض وکلما رفع واذا انحط للسجود کبر...ذلک اثار کثیرۃ.

مفہوم : امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جھکتے وقت، اسی طرح اٹھتے وقت، سجدہ کرتے یا رکوع میں جاتے ہوئے وغیرہ اوقات میں تکبیر کہنا سنت ہے لیکن ہاتھوں کا اٹھانا صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہے اس کے علاوہ کہیں بھی ہاتھ نہیں اٹھایا جاتا، اور یہ تمام اقوال امام ابوحنیفہؒ کے ہیں، اور اس سلسلے میں بہت سے آثار موجود ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۵: قال محمد...رفع یدیه في التکبیرة الاولی من الصلوة المکتوبة ولم یرفعهما فیما سوی ذلك.

مفہوم : حضرت علی ابن ابی طالب ﷺ مفروضہ نماز کے شروع میں صرف رفع یدین فرماتے، اس کے علاوہ کسی اور جگہ نہیں فرماتے۔

حدیث نمبر ۱۰۶: قال محمد...لاترفع یدیك في شيء من الصلوة بعد التکبیرة الاولی.

حدیث نمبر ۱۰۷: قال محمد...فراه یرفع یدیه اذا کبر واذا رکع واذا رفع قال ابراهیم ما ادری...حین یکبرون.

حدیث نمبر ۱۰۸: قال محمد...یرفع یدیه حذاء اذنیه في اول تکبیرة افتتاح الصلوة ولم یرفعهما فیما سوا ذلك.

حدیث نمبر ۱۰۹: قال محمد...کان یرفع یدیه في التکبیر الاولی التي یفتتح بها الصلوة ثم...في شيء من الصلوة.

حدیث نمبر ۱۱۰: قال محمد...کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوة.

باب القراءة في الصلوة خلف الامام

حدیث نمبر ۱۱۱: حدثنا مالك...فقال اني اقول مالي انازع القران فانتهى الناس عن القراءة...حین سمعوا ذلك.

مفہوم : سیدالکونین ﷺ نے جہری نماز ادا کرنے کے بعد فرمایا کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے پس ایک شخص نے کہا یا سرکار دو عالم ﷺ میں نے قرأت کی ہے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا بیشک میں دل میں کہہ رہا ہو میرے ساتھ قرأت کرنا ختم کر دیا گیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۲: حدثنا مالك...اذا صلی احدکم مع الامام فحسبه قراءة الامام وکان ابن عمر لا یقرأ مع الامام.

مفہوم : حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا امام کے ساتھ قرأت جائز ہے تو انہوں نے کہا جب کوئی تم میں سے امام ہو تو امام کی قرأت کافی ہے اور حضرت ابن عمرؓ امام کے ساتھ قرأت نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۱۳: حدثنا مالك...من صلی رکعة لم یقرأ فیها بام القران فلم یصل الا وراء الامام.

مفہوم : حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ کو نہ پڑھا تو اس کی نماز نہیں ہوئی سوائے امام کے پیچھے۔

حدیث نمبر ۱۱۴: حدثنا مالك...من صلی صلوة لم یقرأ فیها بفاتحة الکتاب...اقرؤا یقول العبد...ولعبدي ما سأل.

مفہوم : حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی اور اس میں سورہ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے (یہ کلمات تین دفعہ کہے) ناتمام ہے۔ حضرت ابوسائبؓ نے دریافت کیا اے ابو ہریرہؓ! میں کبھی امام کے پیچھے ہوتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے ان کا بازو دبایا اور کہا اے فارسی اس کو اپنے دل میں پڑھ لیا کرو میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے نماز میں اسے اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر لیا ہے اس کا نصف میرے لئے اور نصف میرے بندہ کیلئے ہے اور میرے بندہ کیلئے وہی ہے جو وہ مانگے۔ سیدالبشر ﷺ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ پڑھو جب بندہ کہتا ہے

"الحمد لله رب العالمین" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی، جب بندہ کہتا ہے "الرحمن الرحیم" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری خوبی بیان کی، جب بندہ کہتا ہے "مالک یوم الدین" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی جب وہ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے اور آدمی کیلئے وہی ہے جو اس نے طلب کیا جب بندہ کہتا ہے، "اھدنا الصراط المستقیم... الخ" یہ آیتیں میرے بندے کیلئے ہیں اور میرے بندے کیلئے وہی ہے جو اس نے سوال کیا۔

قال محمد لا قراءة خلف الامام فیما جهر فیه و لا فیما لم یجهر بذلک جاءت عامة الاثار و هو قول ابی حنیفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ امام کے پیچھے مقتدی کا قرأت کرنا جائز نہیں اگرچہ نماز سری ہو یا جہری اس مسئلہ پر بہت دلائل ہیں اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۵: قال محمد... من صلی خلف الامام کفته قراء ته.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ جس شخص نے امام کے پیچھے نماز پڑھی اس کے لئے امام کی قرأت کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۶: قال محمد... سئل عن القراءة خلف الامام قال تکفیک قراءة الامام.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے دریافت کیا گیا امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں انہوں نے فرمایا تمہیں امام کی قرأت کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۷: قال محمد... من صلی خلف الامام فان قراءة الامام له قراءة.

مفہوم: سید الکونین ﷺ نے فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو بلاشبہ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۸: قال محمد... من صلی خلف الامام فان قراءة الامام له قراءة.

مفہوم: سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

حدیث نمبر ۱۱۹: قال محمد... ان ترکت فقد ترکه ناس یقتدی بهم و ان قرأت فقد قرأه ناس... ممن لا یقرأ.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے وہ کہتے ہیں کہ اس کے متعلق میں نے سوال کیا قاسم بن محمدؒ سے تو انہوں نے جواباً فرمایا اگر تم قرأت نہیں کرتے تو بعض ایسے صحابہ کرامؓ بھی تھے جو قرأت نہیں کرتے تھے اور ان کا بھی اتباع کیا جاتا ہے اور اگر تو نے قرأت کر لی تو بعض ایسے صحابہؓ بھی تھے جو قرأت کرتے تھے اور ان کی اقتدیٰ بھی کی جاتی ہے مگر قاسم بن محمدؒ ان لوگوں میں سے تھے جو امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲۰: قال محمد... انصت فان فی الصلوة شغلا سیکفیک ذاک الامام.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے امام کے پیچھے قرأت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا تم امام کے پیچھے خاموش رہو کیونکہ نماز میں توجہ کی ضرورت ہے لہذا تمہیں امام کی قرأت ہی کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۱: قال محمد... کان لا یقرء خلف الامام فیما یجهر فیه و فیما یخافت فیه الاولیین... فی الاخریین شیئا.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام کے پیچھے قرأت نہیں کرتے تھے اور نہ سری نمازوں میں لیکن جب اکیلے نماز ادا کرتے تو

پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت ملاتے اور آخری دو رکعات میں کچھ نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۲۲: قال محمد... انصت للقراء ة فان فی الصلوٰة شغلا وفی سیکفیك الامام.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن مسعود ؓ نے فرمایا کہ قرآن مجید کو سننے کے لئے خاموش رہو کیونکہ نماز میں توجہ ضروری ہوتی ہے اور بیشک تمہارے لئے امام کی قرأت ہی کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۳: قال محمد... لان اعض علی جمرة احب الی من ان اقرأ خلف الامام.

مفہوم: حضرت علقمہ بن قیس ؓ نے فرمایا کہ میرے لئے آگ کی چنگاری پکڑنا اس سے بہتر ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کروں۔

حدیث نمبر ۱۲۴: قال محمد... ان اول من قرأ خلف الامام رجل اتهم.

مفہوم: حضرت ابرہیم ؓ نے فرمایا کہ وہ پہلا شخص جس نے امام کے پیچھے قرأت کی وہ متہم ہوگا۔

حدیث نمبر ۱۲۵: قال محمد... من کان له امام فان قراء ته له قراء ة.

مفہوم: سید الامین ﷺ نے لوگوں کو نماز عصر کی امامت کرائی ایک شخص نے آپ کے پیچھے قرأت کی اس پر اس کے ساتھ والے نے ٹھوکر سے آگاہ کیا۔ جب نماز ادا کر چکے تو ٹھوکر مارنے والے شخص سے اس نے کہا تو نے مجھے ٹھوکر کیوں ماری تھی اس نے کہا سید الکونین ﷺ تمہارے امام تھے میں نے پسند نہ کیا کہ تم آپ ﷺ کے پیچھے قرأت کرو۔ پس سید الرسل ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو بیشک امام کے پیچھے ہی اس کی قرأت ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۶: قال محمد... وددت ان الذی یقرأ خلف الامام فی فیه جمرة.

مفہوم: حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے تھے کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اس کے منہ میں آگ کا انگارہ ہونا مجھے پسند ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۷: قال محمد... لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام فی فیه جمرة.

مفہوم: حضرت عمر بن خطاب ؓ نے فرمایا کاش کہ امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں پتھر ہوں۔

حدیث نمبر ۱۲۸: قال محمد... من قرأ خلف الامام فلا صلوٰة له.

مفہوم: حضرت موسیٰ بن زید بن ثابت ؓ نے اپنے دادا سے بیان فرمایا کہ جو شخص امام کے پیچھے قرأت کرے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

باب الرجل یسبق ببعض الصلوٰة

حدیث نمبر ۱۲۹: حدثنا مالك... اذا فاته شیء من الصلوٰة مع الامام التی یعلن فیها... فقرأ لنفسه یقضی (و جهر).

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ایسی نماز جس میں جہری قرأت ہوتی اگر چہ کچھ رکعت امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ جاتی تو جب امام سلام پھیرتا تو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کھڑے ہو جاتے پھر باقی رکعات خود پڑھتے اور اس میں قرأت کرتے۔

قال محمد وبهذا ناخذ لانه یقضی اول صلوته وهو قول ابی حنیفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا اسی پر ہمارا عمل ہے اس لئے کہ وہ اپنی اول نماز ادا کرتا ہے اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۰: حدثنا مالك... اذا جاء الی الصلوٰة فوجد الناس قد رفعوا من رکعتهم سجد معهم

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ جب نماز کے لئے آتے اور لوگوں کو دیکھتے کہ وہ رکوع کے بعد قیام میں آئے ہیں تو آپ سجدہ میں ان سے مل جاتے۔

اخبرنا محمد و بهذا ناخذ و يسجد معهم و لا يعتد بها و هو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے وہ ان کے ساتھ سجدہ کرے اور اس کو رکعت شمار نہ کرے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۱: حدثنا مالك... اذا وجد الامام قد صلى بعض الصلوة صلى معه ما ادرك من الصلوة... من الصلوة.

مفہوم: حضرت ابن عمرؓ جب امام کو ایسی حالت میں پاتے کہ وہ نماز کا کچھ حصہ ادا کر چکا ہے تو آپ جتنا حصہ نماز کا پاتے شامل ہو جاتے وہ بیٹھتا تو بیٹھ جاتے یہاں تک کہ امام اپنی نماز پوری کر لیتا (یعنی) نماز میں امام کی کسی چیز میں مخالفت نہ کرتے۔

قال محمد و بهذا ناخذ و هو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا یہی ہمارا معمول ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۲: حدثنا مالك... من ادرك من الصلوة ركعة فقد ادرك الصلوة.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز سے رکوع کو پالیا بیشک اس نے نماز کو پالیا (یعنی اس رکعت کو پالیا)

قال محمد و بهذا ناخذ و هو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۳: حدثنا مالك... اذا فاتتك الركعة فاتتك السجدة.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ جب تمہارا رکوع امام سے فوت ہو گیا تو سجدہ فوت ہو گیا (یعنی رکعت فوت ہو گئی)

قال محمد من سجد السجدتين مع الامام لا يعتد بهما فاذا سلم الامام قضى ركعة تامة بسجدتيها و هو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ کہتے ہیں کہ جس نے امام کے ساتھ دو سجدے کیے اس سے اس کی وہ رکعت شمار نہیں ہوگی (کیونکہ امام ک ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوا) پس جب انہوں نے سلام پھیرا تو وہ اپنی نماز دو سجدوں سے پوری کرے یعنی وہ رکعت پڑھ لے یہی امام حنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الرجل يقرء السور في الركعة من الفريضة

حدیث نمبر ۱۳۴: حدثنا مالك... اذا صلى وحده يقرأ في الاربع جميعا من الظهر و العصر... بام القران و سورة.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ بیشک وہ جب اکیلے نماز پڑھتے تو ظہر اور عصر کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ کو اور قرآن کریم سے کوئی سورت پڑھتے اور بعض اوقات فرضوں کی ایک رکعت میں دو دو تین تین سورتیں پڑھ لیتے اور اسی طرح

مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں سورت فاتحہ کے ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھ لیتے۔

قال محمد السنة ان تقرأ في الفريضة في الركعتين الاوليين بفاتحة الكتاب سورة وفي الاخريين... قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ کہتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ فرائض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ کوئی بھی سورت پڑھ لے اور آخری رکعات میں سورت فاتحہ پڑھے اور مزید ان رکعتوں میں کچھ نہ پڑھے اور صرف سبحان اللہ کہہ دے تو کافی ہے یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے

باب الجهر بالقراة في الصلوة وما يستحب من ذلك

حدیث نمبر ۱۳۵: حدثنا مالك... كان يجهر بالقراءة في الصلوة وانه كان يسمع قراءة... عند دار ابي جهم.

مفہوم: امام مالکؒ نے خبر دی کہ مجھے میرے چچا ابو سہیلؒ نے خبر دی تھی کہ انہیں ان کے والد نے کہا بیشک حضرت عمرؓ نماز میں اس طرح بلند آواز سے قراءت فرماتے کہ ہم اس قراءت کو ابوجہم کے گھر سے سن لیتے تھے

قال محمد الجهر بالقراءة في الصلوة فيما يجهر فيه بالقراءة حسن مالم يجهد الرجل نفسه.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جن نمازوں میں بلند آواز سے قرات کی جاتی ہے ان میں بلند آواز سے ہی قرات کرنا بہتر ہے مگر اتنا اونچی نہ ہو کہ آدمی کو تکلیف پہنچے۔

باب التامين في الصلوة

حدیث نمبر ۱۳۶: حدثنا مالك... اذا امن الامام فامنوا فانه من وافق تامينه تامين الملائكة غفر له... يقول امين.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب امام آمین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین سے موافق ہوگئی اسکے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

قال محمد وبهذا ناخذ ينبغي اذا فرغ الامام من ام الكتاب ان يؤمن الامام ويؤمن من خلفه... ولا يؤمن الامام.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ امام جب سورۃ الفاتحہ سے فارغ ہو جائے تو اس کو بمعہ مقتدیوں کے آہستہ آمین کہنا چاہئے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مقتدی آمین کہیں امام نہ کہے۔

باب السهو في الصلوة

حدیث نمبر ۱۳۷: حدثنا مالك... اذا قام في الصلوة جاءه الشيطان فلبس عليه حتى لايدري... وهو جالس.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؓ نے حضرت ابوہریرہؓ سے بیان کیا کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اسے بھلا دیتا ہے اور یہاں تک کہ اسے یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعات ادا کی ہیں پس تم میں سے جب کسی کو ایسا معاملہ درپیش ہو تو وہ بیٹھنے کی حالت میں دو سجدے کرے۔

حدیث نمبر ۱۳۸: حدثنا مالك... صلى رسول الله صلوة العصر فسلم في ركعتين... وهو جالس بعد التسليم.

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر ادا کی اور دو رکعت کے بعد ہی سلام پھیر دیا تو ذوالیدین کھڑ

سے ہو گئے اور کہا کہ نماز کم ہو گئی ہے یا آپ ﷺ بھول گئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بات نہیں ہوئی ہے ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ تو ہوا ہے پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا ذوالیدین رضی اللہ عنہ صحیح کہتے ہیں انہوں نے کہا ہاں پھر نبی کریم ﷺ نے بقیہ نماز مکمل فرمائی اور سلام پھیرا، اور سلام کے ساتھ ہی دو سجدے ادا فرمائے۔

حدیث نمبر ۱۳۹: حدثنا مالک... اذا شک احدکم فی صلوته فلا یدری کم صلی ثلثا ام اربعا... ترغیم للشیطان.

مفہوم: زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز میں شک ہو جائے اور اسے یاد نہیں رہے کہ اس نے تین رکعت ادا کی ہیں یا چار تو اسے چاہیئے کہ کھڑا ہو کر ایک اور رکعت ادا کرے اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے ادا کرے یا پانچویں رکعت جو اس نے ادا کی اگر پہلے ادا ہوئی تھی تو دونوں سجدوں سے مل کر دوگانہ بن جائے گی اگر پہلے چار رکعت تو یہ دو سجدے شیطان کی رسوائی کا باعث بن جائیں گے۔

حدیث نمبر ۱۴۰: حدثنا مالک... صلی بنا رسول اللہ ﷺ رکعتین ثم قام ولم یجلس فقام الناس... قبل التسلیم ثم سلم.

مفہوم: ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر آپ بیٹھنے کی بجائے کھڑے ہو گئے تو لوگ بھی کھڑے ہو گئے جب آپ نماز مکمل فرما چکے تو ہم آپ کے سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھنے کی حالت میں دو سجدے ادا کیے پھر سلام پھیرا۔

حدیث نمبر ۱۴۱: حدثنا مالک... فلیقم ولیصل رکعة اخری قائما ثم یسجد سجدتین اذا صلی.

مفہوم: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جسے نماز میں شک ہو جائے کہ اس نے تین رکعت ادا کی ہیں یا چار دونوں نے فرمایا وہ کھڑا ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور دو سجدے کر لے۔

حدیث نمبر ۱۴۲: حدثنا مالک... اذا سئل عن النسیان قال یتوخی احدکم الذی یظن انه نسی من صلوته.

مفہوم: امام مالکؒ نے ہمیں نافع کے بارے میں خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب نماز میں بھول جانے کا واقعہ آتا تو فرماتے جسے نماز میں بھولنے پر شک ہو وہ تحری سے کام لے۔

قال محمد وبهذا ناخذ اذا ناء للقیام وتغیرت حاله عن القعود وجب علیه لذلک سجدتا السهو... فذلک اثار کثیرة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا ہمارا عمل اسی پر ہے کہ جب قیام کی طرف آئے اور قعود کی حالت بدل جائے تو اس کی وجہ سے اس کو دو سجدے سہو لازم ہو جاتے ہیں پھر بھولنے میں خواہ کمی ہو یا زیادتی سلام کے بعد دو سجدے ہیں اور جسے شیطان نماز میں شک ڈالے اور اسے یاد ہی نہ آئے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار اور اگر اسے یہ شک پہلی مرتبہ ہوا ہو تو وہ نماز توڑ ڈالے اور از سر نو نماز ادا کرے اور اگر یہ شک اسے اکثر ہو جاتا ہے تو وہ اپنے ظن غالب سے کام لے اور اگر یقین نہ ہو تو زیادہ تردد میں نہ آئے کیونکہ شیطان کے خلل انداز ہونے کے باعث وہ بھول نہیں سکتا اور اس کے متعلق بہت سے آثار ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۳: حدثنا مالک... فصلی سجدتین ثم ناء للقیام فسبح بعض اصحابه فرجع ثم... اقبل التسلیم او بعده.

مفہوم: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جبکہ وہ خود بھی ان کے شریک سفر تھے وہ دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہونے

کے قریب ہی تھے کہ بعض مقتدیوں نے سبحان اللہ کہا تو واپس پلٹے پھر جب نماز مکمل ہوئی تو دو سجدے کیے یحیی بن سعید کہتے ہیں مجھے یاد نہیں رہا سلام سے پہلے کیے تھے یا بعد میں۔

باب العبث بالحصی فی الصلوۃ وما یکرہ من تسویتہ

حدیث نمبر ۱۴۴: حدثنا مالک... اذا اراد ان یسجد سوی الحصی تسویۃ خفیفۃ قال ابو جعفر... فقفای فغمزنی۔

مفہوم: حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ جب سجدہ کا ارادہ کرتے تو آرام سے کنکریاں برابر فرما لیتے اور جعفرؓ نے کہا ایک دن میں نماز پڑھ رہا تھا اور ابن عمرؓ میرے پیچھے تھے میں نے معمولی سا ان کی طرف التفات کیا تو انہوں نے میری پشت پر اپنا ہاتھ رکھ کر دبایا۔

حدیث نمبر ۱۴۵: حدثنا مالک... وانا اعبث بالحصی فی الصلوۃ... رسول اللہ اذا جلس فی الصلوۃ... فخذہ الیسری۔

مفہوم: سید الکونین ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دائیں ہتھیلی اپنی دائیں ران پر رکھتے پھر تمام انگلیاں بند کر کے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے۔

قال محمد وبصنیع رسول اللہ ناخذ وھوقول ابی حنیفۃ فاما تسویۃ الحصی فلا باس بتسویۃ مرۃ... قول ابی حنیفۃ۔

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ سید الکونین ﷺ کے اس فعل پر ہمارا عمل ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ہے مگر جہاں تک کنکریوں کے برابر کرنے کا معاملہ ہے تو ایک بار درست کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن نہ کرنا ہی بہتر ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب التشھد فی الصلوۃ

حدیث نمبر ۱۴۶: حدثنا مالک... کانت تتشھد فتقول التحیات الطیبات الصلوۃ الزاکیات للہ... السلام علیکم۔

مفہوم: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب التحیات پڑھتی تھیں تو اس طرح پڑھتیں زبانی، مالی اور بدنی پاکیزہ عبادتیں اللہ تعالی کے لیے ہیں میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ سید الکونین ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ پر اللہ تعالی کا سلام اسکی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں اور ہم پر اور اس کے صالحین بندوں پر سلامتی ہو۔

حدیث نمبر ۱۴۷: حدثنا مالک... یعلم الناس التشھد یقولوا التحیات للہ الزاکیات للہ... عبدہ ورسولہ۔

مفہوم: حضرت عمر بن خطابؓ کو منبر پر التحیات کی تعلیم دیتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ زبانی اور بدنی تمام عبادتیں اللہ تعالی کے لئے ہیں یا نبی اللہ آپ پر اللہ تعالی کا سلام اس کی رحمت اور برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ تعالی کے نیک بندوں پر سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اللہ تعالی کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴۸: حدثنا مالک... کان یتشھد بسم اللہ التحیات للہ والصلوات للہ... عن یسارہ رد علیہ۔

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ جب وہ التحیات پڑھتے تو یہ کلمات ادا فرماتے۔ "بسم اللہ التحیات للہ والصلوات للہ والزاکیات للہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین شھدت ان لا الہ الااللہ شھدت ان محمدا رسول اللہ" یہ کلمات اول تشہد میں پڑھتے پھر التحیات کے بعد جو دل میں آئے دعا مانگتے پھر جب قعدہ آخرہ میں بیٹھتے تو اسی طرح کلمات تشہد دہراتے اور دعا مانگتے جب سلام پھیرنے کا ارادہ کرتے تو کہتے "السلام

علیك ایها النبی و رحمة الله و بركاته السلام علینا و علی عباد الله الصالحین" پہلے دائیں طرف کہتے "السلام علیکم" پھر امام کے سلام کا السلام علیکم پھر امام کے سلام کا جواب دیتے پھر اگر بائیں طرف والا انہیں سلام کہتا تو اس کو جواب دیتے۔

قال محمد التشهد الذی ذكره كل حسن و لیس یشبه تشهد عبدالله بن مسعود و عندنا تشهده... و علیه العامة عندنا.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا وہ تمام التحیات جن کا ذکر ہوا، سب بہتر ہیں البتہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے تشہد جیسے نہیں اور ہمارا پسندیدہ تشہد وہی ہے جو حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سید الکونین ﷺ سے روایت فرماتے ہیں اور ہمارے نزدیک اسی پر اکثر علماء کا معمول ہے۔

حدیث نمبر ۱۴۹: قال محمد... اذا صلینا خلف رسول الله قلنا السلام علی الله فقضی... ان محمد عبده و رسوله.

مفہوم: ایک دن سید الکونین ﷺ نے حکم دیا تم السلام علی الله نہ کہا کرو کیونکہ بیشک اللہ تعالیٰ وہ خود سلام ہے بلکہ اس طرح پڑھا کرو۔ "التحیات لله و الصلوات و الطیبات السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بركاته السلام علینا و علی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد عبده و رسوله"۔

قال محمد و كان عبدالله بن مسعود رضی الله تعالی عنه یكره ان یزاد فیه حرف او ینقص منه حرف.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اس التحیات میں ایک حرف کی بھی کمی و زیادتی کو اچھا نہیں جانتے تھے۔

باب السنة فی السجود

حدیث نمبر ۱۵۰: حدثنا مالك... اذا سجد وضع كفیه علی الذی یضع جبهته علیه و قال قد... یضعهما علی الحصی.

مفہوم: جب حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سجدہ کرتے تھے تو وہ جس چیز پر اپنی پیشانی رکھتے تو اس پر اپنے ہاتھ رکھتے حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ میں نے سخت سردی میں انہیں دیکھا کہ وہ اپنے جبہ مبارک سے ہاتھ کو نکالا اور ان کو کنکریوں پر رکھے ہوئے تھے۔

حدیث نمبر ۱۵۱: حدثنا مالك... من وضع جبهته بالارض فلیضع كفیه ثم اذا رفع جبهته فلیرفع... كما یسجد الوجه.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی پیشانی زمین پر رکھے وہ اپنے ہاتھ بھی زمین پر رکھے پھر جب اپنی پیشانی اٹھائے تو اپنے ہاتھ بھی اٹھائے کیونکہ دونوں ہاتھ سجدہ کرتے ہیں جیسے چہرہ سجدہ کرتا ہے۔

قال محمد و بهذا ناخذ ینبغی للرجل اذا وضع جبهته ساجدا ان یضع كفیه بحذاء اذنیه و یجمع... قول ابی حنیفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہمارا یہی معمول ہے کہ جب کوئی شخص سجدہ کے لئے زمین پر سر رکھے تو اپنے ہاتھ کانوں کے برابر اپنی انگلیوں کو ملا کر قبلہ رخ رکھے اور کھلا نہ چھوڑے جب اپنا سر اٹھائے تو ہاتھ اور پیشانی اس کے ساتھ اٹھائے جس شخص کو سردی لگنے کا خطرہ ہو اور وہ اپنے ہاتھ زمین پر اپنی چادر یا کپڑے میں دبا کر رکھ لے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا بھی ہے۔

باب الجلوس فی الصلوة

حدیث نمبر ۱۵۲: حدثنا مالك... صلی الی جنبه رجل فلما جلس الرجل تربع و ثنی رجلیه... قال انی اشتكی.

مفہوم: ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کے پہلو میں نماز ادا کی جب وہ چار رکعات پڑھ کر بیٹھا تو چار زانو ہو کر اور وہ اپنے دونوں پاؤں پھیلا کر بیٹھا تو آپؓ نے اسے ناپسند فرمایا دوسرے شخص نے کہا آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں آپ نے جواباً فرمایا میں بیمار

ہوں۔

حدیث نمبر ۱۵۳: حدثنا مالك... ليست بسنة الصلوة وانما سنة الصلوة ان تنصب رجلك اليمنى وتثنى رجلك اليسرى

مفہوم: حضرت عبیداللہ بن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ بیشک انہوں نے اپنے والد ماجد کو نماز میں جلسے کے دوران چار زانو بیٹھے دیکھا انہوں نے کہا کہ میں نے بھی ایسے کیا جب کہ اس وقت میں کمسن تھا تو میرے والد ماجد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے منع فرمایا اور کہا کہ یہ نماز کی سنت نہیں ہے بلکہ مسنون طریقہ یہ ہے تم اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرو اور بائیں پاؤں کو بچھا لو۔

قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول ابى حنيفة رحمه الله وكان مالك بن انس ياخذ بذلك فى... الى الجانب الايمن.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔ اور امام مالک بن انسؒ پہلی دو رکعتوں میں اسی پر عمل کرتے تھے مگر چوتھی رکعت کے قعدے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آدمی اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرین کو زمین پر رکھ کر بیٹھے۔

حدیث نمبر ۱۵۴: حدثنا مالك... يجلس على عقبيه بين السجدتين فى الصلوة فذكرت فقال انما فعلته منذ شكيت.

مفہوم: صدقہ بیار نے مغیرہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دو سجدوں کے درمیان اپنی ایڑیوں پر بیٹھے دیکھا تو میں نے ان سے ذکر کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا جب میں بیمار ہوتا ہوں تو ایسے ہوتا ہے۔

قال محمد وبهذا ناخذ لاينبغى ان يجلس على عقبيه بين السجدتين ولكنه يجلس بينهما كجلوسه... قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہم اسی سے دلیل پکڑتے ہیں کہ دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں پر بیٹھنا مناسب نہیں لیکن ان دونوں کے درمیان اسی طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول بھی ہے۔

باب صلوة القاعد

حدیث نمبر ۱۵۵: حدثنا مالك... يصلى فى سبحته قاعدا قط حتى كان قبل وفاته بعام فكان... اطول منها.

مفہوم: مطلب بن ابی وداعہ سہمی نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جو زوجۂ رسول اللہ ﷺ ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو کبھی نماز نفل بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا لیکن وصال سے ایک سال قبل بیٹھ کر نماز ادا فرماتے اور سورت کو ترتیل کے ساتھ قراءت فرماتے تو وہ بہت لمبی نماز محسوس ہوتی۔

حدیث نمبر ۱۵۶: حدثنا مالك... صلوة احدكم وهو قاعد مثل نصف صلوة وهو قائم.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت کم ملتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۷: حدثنا مالك... فخرج رسول الله على الناس وهم يصلون فى سبحتهم قعودا... صلوة القائم.

مفہوم: عبداللہ بن عمرو عاص رضی اللہ عنہ نے کہا جب ہم مدینے پہنچے تو ایک شدید وبائی بیماری میں مبتلا ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے جو بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ کر نماز ادا کرنے والوں کو کھڑے ہو کر نفل ادا کرنے والوں سے نصف ثواب ملتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۸: حدثنا مالك... ركب فرسا فصرع عنه فجحش شقه الايمن فصلى صلوة.. فصلوا قعودا اجمعين.

مفہوم: انس بن مالکؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اس سے زمین پر گر گئے جس کے باعث آپ کے دائیں پہلو پر خراش آ گئی تو اس وقت آپ ﷺ نے ایک نماز بیٹھ کر ادا فرمائی اور ہم نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بیشک امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ کھڑا ہو کر نماز ادا کرے تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو جب وہ "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "ربنا لك الحمد" کہو اور وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

قال محمد وبهذا ناخذ صلوة الرجل قاعدا لتطوع مثل نصف صلوته قائما فاما روى من قوله.. جاء ما قد نسخه.

مفہوم: امام محمدؒ کہتے ہیں کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نسبت کھڑے ہو کر پڑھنے والے کو دوگنا ثواب ملتا ہے اور جو یہ روایت ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر اس کی اقتداء کرو اس بارے میں ایک اور روایت بھی آئی ہے جو اس حدیث بالا کو منسوخ کر دیتی ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۹: قال محمد... لايوم الناس احد بعدى جالسا فاخذ الناس بهذا.

مفہوم: رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی بھی شخص بیٹھ کر نماز نہ پڑھائے پس لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

باب الصلوة في الثوب الواحد

حدیث نمبر ۱۶۰: حدثنا مالك... تصلى فى الدرع والخمار ليس عليها ازار.

مفہوم: رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ایک کرتے اور دوپٹہ کی ایک چادر میں نماز ادا فرماتی تھیں جبکہ بڑی چادر نہیں ہوتی تھی۔

حدیث نمبر ۱۶۱: حدثنا ابن شهاب... سائلا سال رسول الله ﷺ عن الصلوة فى ثوب واحد قال اولكلكم ثوبان.

مفہوم: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سب کو کپڑے میسر ہیں (یعنی جب سب کو کپڑے نہیں ملتے تو ایک ہی کپڑے میں نماز جائز ہے)

حدیث نمبر ۱۶۲: حدثنا مالك... صلى عام الفتح ثمان ركعات ملتحفا بثوب.

مفہوم: سید الکونین ﷺ نے فتح مکہ کے دن آٹھ رکعتیں ایک کپڑا لپیٹ کر ادا فرمائیں۔

حدیث نمبر ۱۶۳: حدثنا مالك... عام الفتح فوجدته يغتسل وفاطمة ابنته تستره بثوب قالت فسلمت... بام هانىء.

مفہوم: اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا مکہ کے دن سید الکونین ﷺ کے پاس جانا ہوا تو انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کو غسل کرتے ہوئے پایا آپ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک چادر سے پردہ کئے ہوئے تھیں تو میں نے سلام عرض کیا چاشت کا وقت تھا سید الکونین ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا آپ نے فرمایا ام ہانی مرحبا جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آپ کھڑے ہوئے اور ایک کپڑے کو لپیٹ کر آٹھ رکعت ادا فرمائیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بھائی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہیں جسے میں نے پناہ دی ہے وہ فلاں ابن ہبیرہ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا جسے تم نے پناہ دی ہم نے بھی

اسے پناہ دے دی۔

حدیث نمبر ۱٦۴: حدثنا مالك... ماذا تصلي فيه المرءة قالت في الخمار والدرع التابع يغيب ظهور قدميها.

مفہوم: زوجہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا عورت کتنے کپڑوں میں نماز ادا کر سکتی ہے انہوں نے فرمایا چادر اور کرتے میں جبکہ وہ اتنا لمبا ہو کہ اس سے پاؤں کا ظاہر چھپ جائے۔

قال محمد وبهذا كل ناخذ فاذا صلى الرجل في ثوب واحد توشح به توشحا جاز وهو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا اسی پر ہمارا عمل ہے اگر کوئی شخص ایک بڑے کپڑے کو اچھی طرح لپیٹ کر نماز ادا کرے تو جائز ہے امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔

باب صلوة الليل

حدیث نمبر ۱٦۵: حدثنا مالك... كيف الصلوة بالليل قال مثنى مثنى فاذا خشي احدكم ان يصبح... توتر ماقد صلى.

مفہوم: ایک شخص نے سید الکونین ﷺ سے پوچھا رات کی نماز کیسے ادا کی جائے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا دو دو رکعت پھر اگر کسی کو صبح طلوع ہونے کا خدشہ ہو تو ایک رکعت ادا کرے وہ دو کے ساتھ مل کر نماز وتر بن جائے گی۔

حدیث نمبر ۱٦٦: حدثنا مالك... كان يصلي من الليل احد عشر ركعة يوتر منها بواحد فاذا فرغ... على شقه الايمن.

مفہوم: سرور کونین ﷺ رات کی نماز گیارہ رکعت ادا فرمایا کرتے تھے ان میں ایک کے ساتھ وتر بنا لیتے پھر جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو دائیں پہلو لیٹ جاتے۔

حدیث نمبر ۱٦۷: حدثنا مالك... فقام فصلى ركعتين خفيفتين ثم صلى ركعتين طويلتين... قبلهما ثم اوتر.

مفہوم: سرور دو جہاں ﷺ کو نماز تہجد ادا کرتے ہوئے دیکھا چنانچہ میں نے آپ ﷺ کی چوکھٹ یا خیمہ کے ساتھ ٹیک لگائی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے اولاً مختصر دو رکعت ادا کیں پھر لمبی دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سے کم لمبی دو رکعت ادا کیں پھر پہلی سے مزید کم دو رکعت پڑھیں پھر آپ ﷺ نے آخر میں وتر ادا فرمائے۔

حدیث نمبر ۱٦۸: حدثنا مالك... ما من امرء تكون له صلوة بالليل يغلبه عليها نوم الا كتب الله له... عليه صدقة.

مفہوم: سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص نیند کے غلبہ کی حالت میں تہجد کی نماز ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے نماز کا ثواب بھی عطاء فرمائیں گے اور اس کی نیند کو اس کے لئے صدقہ بنا دے گا۔

حدیث نمبر ۱٦۹: حدثنا مالك... من فاته من حزبه شيء من الليل فقرأه من حين تزول الشمس... لم يفته شيء.

مفہوم: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس شخص سے رات کا وظیفہ فوت ہو جائے اور وہ زوال سے پہلے پہلے نماز ظہر تک پڑھ لے تو وہ ایسے ہی ہے کہ اس کا کچھ حصہ بھی فوت نہیں ہوا۔

حدیث نمبر ۱۷۰: حدثنا مالك... يصلي كل ليلة ماشاء الله ان يصلي حتى اذا كان من اخر الليل ايقظ... للتقوى.

مفہوم: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو حسب طاقت نفل نماز ادا فرماتے، اور رات کے آخری وقت اپنے اہل خانہ کو نماز کے لئے جگاتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے (وامر اهلك بالصلوة واصطبر عليها... الخ)۔

حدیث نمبر ۱۷۱: حدثنا مالک... اذا انتصف اللیل او قبلہ بقلیل او بعدہ بقلیل فاستیقظ و جلس... ثم قام یصلی۔

مفہوم: حضرت ابن عباس ﷺ نے فرمایا کہ میں رات اپنی خالہ حضرت میمونہ ﷺ کے گھر گیا جبکہ سید الکونین ﷺ اور حضرت میمونہ ﷺ بستر پر آرام فرما رہے تھے، آدھی رات گزرنے کے بعد نبی کریم ﷺ آنکھیں ملتے ہوئے بیدار ہوئے پھر سورہ آل عمران کی آخری دس آیتیں تلاوت فرمائیں اس کے بعد اچھی طرح وضو فرمایا اور نماز پڑھنے لگے۔

قال ابن عباس فقمت فصنعت مثل ما صنع رسول اللہ ثم ذھبت فقمت الی جنبہ قال فوضع.. خرج فصلی الصبح.

مفہوم: حضرت ابن عباس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں بھی سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور وہی کچھ کرنے لگا جو نبی کریم ﷺ کر رہے تھے، پھر سید الرسل ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے میرا دایاں کان ملنے لگے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت ادا کیں اسی طرح چھ رکعتیں پڑھیں پھر لیٹ گئے، جب مؤذن نے اذان دی تو پھر کھڑے ہوئے اور دو مختصر رکعتیں ادا کیں پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور نماز صبح ادا فرمائی۔

قال محمد صلوة اللیل عندنا مثنی مثنی وقال ابو حنیفة رحمہ اللہ صلوة اللیل ان شئت صلیت رکعتین... یبتھن بتسلیم.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں رات کو دو دو رکعت نماز پڑھنا ہمارے نزدیک افضل ہے، امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ دو اور چار رکعات پڑھنے میں اختیار ہے نیز ایک تکبیر اور ایک سلام کے ساتھ چھ چھ اور آٹھ آٹھ رکعات بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن چار چار رکعات پڑھنا افضل ہے۔ وتر تین رکعت ایک ہی سلام سے ادا کرے۔

باب الحدث فی الصلوة

حدیث نمبر ۱۷۲: حدثنا مالک... کبر فی صلوة من الصلوات ثم اشار الیھم بیدہ ان امکثوا... اثر الماء فصلی.

مفہوم: سید الکونین ﷺ نے کسی نماز کیلئے تکبیر کہی پھر اپنے ہاتھ کے اشارہ سے مقتدیوں کو روکا اور خود تشریف لے گئے۔ غسل کر کے واپس تشریف لائے پھر نماز پڑھائی۔

قال محمد و بھذا ناخذ من شبقہ حدث فی صلوة فلا باس ان ینصرف و لا یتکلم فیتوضا ثم یبنی... قول ابی حنیفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہم اس روایت کو دلیل بناتے ہیں کہ حالتِ نماز میں وضو ٹوٹنے پر وضو کیلئے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے پھر اگر بغیر بات چیت کئے وضو کیا تو اپنی نماز پر بنا کرے۔ اور اگر بات چیت کر لی تو تازہ وضو بنا کر نئے سرے سے نماز پڑھے اور یہی امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔

باب فضل القران وما یستحب من ذکر اللہ

حدیث نمبر ۱۷۳: حدثنا مالک... سمع رجلا من اللیل یقرأ قل ھو اللہ احد یرددھا فلما اصبح حدث... ثلث القران.

مفہوم: سید الکونین ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ سورہ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۴: حدثنا مالک... لان اذکر اللہ من بکرة الی اللیل احب الی من ان احمل علی جیاد... مکرة حتی اللیل

مفہوم: حضرت معاذ بن جبل ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے پورے دن گھوڑے دوڑانے سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ میں تمام رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہوں۔

قال محمد ذکر الله حسن علی کل حال۔

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہر حال میں ذکر اللہ افضل ہے۔

حدیث نمبر ۱۷۵: حدثنا مالك... انما مثل صاحب القرآن کمثل صاحب الابل المعقلة ان عاهد... اطلقها ذهبت۔

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کریم پڑھنے والا ایسا ہے جیسے اونٹ، جو بندھا رہنے پر ٹھہرا رہتا ہے اور اگر کھول دو تو بھاگ جائے۔

باب الرجل یسلم علیه وهو یصلی

حدیث نمبر ۱۷۶: حدثنا مالك... یصلی فسلم علیه فرد علیه السلام فرجع الیه ابن عمر فقال اذا سلم... ولیشر بیده

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک شخص کے قریب سے گزرتے ہوئے سلام کیا جو نماز پڑھ رہا تھا، اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو جواب دیا۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ نماز کی حالت میں کسی کے سلام کا جواب صرف اشارے ہی سے دے دیا کرو۔

قال محمد وبهذا ناخذ لا ینبغی للمصلی ان یرد السلام اذا سلم علیه وهو فی الصلوة فان فعل فسدت... قول ابی حنیفة۔

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس پر ہم عمل کرتے ہیں کہ نمازی سلام کا جواب نہ دے، اگر اس نے جواب دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ نمازی کو سلام کرنا ہی مناسب نہیں ہے امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب الرجلان یصلیان جماعة

حدیث نمبر ۱۷۷: حدثنا مالك... فوجدته یسبح فقمت وراءه فقربنی فجعلنی بحذائه عن یمینه... فصففنا وراءه۔

مفہوم: عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دوپہر کے وقت نماز نفل ادا کرتے ہوئے پایا تو ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا، انہوں نے مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا، پھر حضرت یرفا آ گئے تو میں پیچھے ہو گیا تو ہم نے پیچھے صف بنالی۔

حدیث نمبر ۱۷۸: حدثنا مالك... قام عن یسار ابن عمر فی صلوة فجعلنی عن یمینه۔

حدیث نمبر ۱۷۹: حدثنا مالك... قوموا فلنصل بکم... فصففت انا والیتیم وراءه والعجوز ورائنا فصلی... ثم انصرف۔

قال محمد وبهذا کله ناخذ اذا صلی الرجل الواحد مع الامام قام عن یمین الامام واذا صلی الاثنان... قول ابی حنیفة۔

مفہوم: امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اسی پر ہمارا عمل ہے کہ اگر اکیلا آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھے تو وہ اس کے دائیں جانب پہلو میں کھڑا ہو اور اگر دو ہوں تو وہ دونوں امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الصلوة فی مرابض الغنم

حدیث نمبر ۱۸۰: حدثنا مالك... احسن الی غنمك واطب مراحها وصل فی ناحیتها وانها من دواب الجنة۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنی بکریوں سے حسن سلوک کرو اور ان کے باڑے کو صاف رکھ کر اس کے کسی کونے میں نماز بھی ادا کر لیا کرو اس لئے کہ یہ جنتی جانوروں میں سے ہیں۔

قال محمد وبهذا ناخذ لاباس بالصلوة فی مراح الغنم وان كان فيه ابوالها وبعرها ما اكلت لحمه فلا باس ببوله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسی سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ وہاں ان کی مینگنیاں اور پیشاب پہلے پایا جاتا ہو کیونکہ حلال گوشت کے جانوروں کے پیشاب سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔

باب الصلوة عند طلوع الشمس وعند غروبها

حدیث نمبر ۱۸۱: حدثنا مالك... لا يتحرى احدكم فيصلي عند طلوع الشمس ولا عند غروبها.

مفہوم: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ سیدالکونین ﷺ نے سورج طلوع وغروب ہوتے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۲: حدثنا مالك... ان الشمس تطلع ومعها قرن الشيطان فاذا ارتفعت زائلها ثم.. فاذا غربت فارقها.

وقال نهى رسول الله عن الصلوة في تلك الساعات.

حدیث نمبر ۱۸۳: حدثنا مالك... لاتحروا بصلوتكم طلوع الشمس ولا غروبها فان الشيطان... على تلك الصلوة.

قال محمد وبهذا ناخذ يوم الجمعة وغيره عندنا في ذلك سواء وهو قول ابي حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ان تمام اوقات میں ہمارا یہی عمل ہے ہمارے نزدیک اس میں جمعہ وغیرہ برابر ہیں اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا ہے۔

باب الصلوة في شدة الحر

حدیث نمبر ۱۸۴: حدثنا مالك... اذا كان الحر فابردوا عن الصلوة فان شدة الحر من فيح جهنم... ونفس في الصيف.

مفہوم: سرورکونین ﷺ نے گرمی میں نماز ٹھنڈی کرکے پڑھنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ گرمی کی زیادتی جہنم کی سختی سے ہے، پھر فرمایا کہ دوزخ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرکے سال میں دومرتبہ سانس لینے کی اجازت مانگی ایک سانس سردی میں اور دوسرا سانس گرمی میں۔

قال محمد وبهذا ناخذ تبرد الصلوة الظهر في الصيف ونصلي في الشتاء حين نزول الشمس وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ گرمیوں میں نماز کو ٹھنڈی کرکے پڑھنا اور سردیوں میں سورج کے ڈھلنے پر پڑھنا، اس کے بارے میں ہم یہاں سے استدلال کرتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الرجل ينسى الصلوة او يفوته وقتها

حدیث نمبر ۱۸۵: حدثنا مالك... اذا كان من اخر الليل عرس وقال لبلال اكلا لنا الصبح فنام... يقول اقم الصلوة لذكري.

مفہوم: سعید بن مسیبؓ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ جب خیبر سے واپس ہوئے تو رات بھر چلتے رہے جب رات کا آخری حصہ ہوا تو آپ ﷺ نے پڑاؤ ڈالا اور حضرت بلالؓ سے فرمایا صبح کی نماز کا خیال رکھنا پھر آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ آرام کرنے لگے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور تھا حضرت بلالؓ جاگتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلالؓ نے اپنے کجاوے سے ٹیک لگائی اور صبح صادق کا انتظار کرنے لگے ان کی بھی آنکھ لگ گئی تو نہ سرکار دوعالم ﷺ کی آنکھ کھلی نہ بلالؓ کی اور نہ ہی کوئی اور شتر سوار کی یہاں تک کہ

سورج طلوع ہوگیا تب جلدی سے نبی کریم ﷺ اٹھے، فرمایا بلال رضی اللہ عنہ کیا بات ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے بھی اسی ذات نے سلا دیا جس ذات نے آپ ﷺ کو سلایا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یہاں سے جلدی نکل چلو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کجاوے کسے اور تھوڑی سی دور جا کر سیدالرسل ﷺ نے تکبیر کہنے کا حکم دیا پھر نماز فجر پڑھائی اور فرمایا تم میں سے کسی کی نماز قضاء ہو جائے یا وہ نماز کو بھول جائے تو اسے چاہئے کہ جب یاد آئے پڑھ لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اقم الصلوة لذکری"۔

قال محمد وبهذا ناخذ الا ان یذکرها فی الساعات التی نهی رسول الله عن الصلوة فیها حین۔۔۔وهو قول ابی حنیفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں، مگر یہ کہ جن اوقات میں حضور اکرم ﷺ نے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے یعنی طلوع شمس کے وقت بلند ہونے تک، زوال کے وقت یہاں تک وہ ڈھل جائے اور جب سورج زرد پڑ جائے تو غروب تک مگر کہ یہ اس دن کی عصر کی نماز سورج چھپنے سے پہلے پہلے اس وقت میں پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۶: حدثنا مالک۔۔۔من ادرک من الصبح رکعة قبل ان تطلع الشمس فقد ادرکها۔۔۔فقد ادرکها.

مفہوم: سیدالکونین ﷺ نے فرمایا کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت کو پا لینے والے نے پوری نماز کو پالیا اور اسی طرح آفتاب غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت کو پالینے والے نے پوری نماز کو پالیا۔

باب الصلوة فی اللیلة الممطرة

حدیث نمبر ۱۸۷: حدثنا مالک۔۔۔کان یامر المؤذن اذا کانت لیلة باردة ذات مطر یقول الا صلوا فی الرحال.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدالکونین ﷺ نے مؤذن کو اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ سب اپنی اپنی جگہ پر نماز پڑھ لو۔

قال محمد وهذا حسن وهی رخصة والصلوة فی الجماعة افضل.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا یہ بہتر تو ہے لیکن جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۸: حدثنا مالک۔۔۔ان افضل صلوتکم فی بیوتکم الا صلوة الجماعة.

مفہوم: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نوافل کو گھر میں ادا کرنا اولیٰ و افضل ہے۔

قال محمد وبهذا ناخذ وکل حسن.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہی سے ہم استدلال کرتے ہیں اور ایسا کرنا ہی بہتر ہے۔

حدیث نمبر ۱۸۹: حدثنا مالک۔۔۔فضل صلوة الجماعة علی صلوة الرجل وحده بسبع وعشرین درجة.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدالرسل ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز پڑھنا منفرد کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

باب قصر الصلوة فی السفر

حدیث نمبر ۱۹۰: حدثنا مالک۔۔۔فرضت الصلوة رکعتین فی السفر والحضر فزید فی صلوة الحضر واقرت صلوة السفر

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز سفر و حضر میں دو دو رکعت فرض ہوگئی تھی پھر حضر میں نماز زیادہ کر دی گئی اور سفر کی نماز برقرار رہی۔

حدیث نمبر ۱۹۱: حدثنا مالك... اذا خرج الی خيبر قصر الصلوة.

مفہوم: حضرت ابن عمرؓ خیبر کی طرف جاتے ہوئے نماز قصر ادا فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۹۲: حدثنا مالك... اذا خرج حاجا او معتمرا قصر الصلوة بذی الحليفة.

حدیث نمبر ۱۹۳: حدثنا مالك... خرج الی زبم فقصر الصلوة فی مسيره ذلك.

حدیث نمبر ۱۹۴: حدثنا مالك... كان يسافر مع ابن عمر البريد فلا يقصر فی مسيره.

قال محمد اذا خرج المسافر اتم الصلوة الا ان يريد مسيرة ثلثة ايام كوامل بسير الابل ومشی الاقدام.. قول ابی حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر سفر اونٹ کے تین دن مسافت طے کرنے کی مقدار ہو تو نماز قصر ادا کی جائے گی جبکہ وہ مکانات کو پیٹھ دکھا چکا ہو یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب المسافر يدخل المصر وغيره متى يتم الصلوة

حدیث نمبر ۱۹۵: حدثنا مالك... اصلی صلوة المسافر مالم اجمع مكثا فان حبسنی ذلك اثنتی عشرة ليلة.

مفہوم: سالم بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا بیشک میں بارہ راتیں گزرنے پر بھی قصر کروں گا جب تک قیام کا ارادہ نہ کروں۔

حدیث نمبر ۱۹۶: حدثنا مالك... اذا قدم مكة صلی بهم ركعتين ثم قال يااهل مكة اتموا صلوتكم فانا قوم سفر.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر فاروقؓ مکہ مکرمہ میں تشریف لاتے تو لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاتے پھر فرماتے اے اہل مکہ! اپنی نماز مکمل کرلو ہم مسافر ہیں۔

حدیث نمبر ۱۹۷: حدثنا مالك... كان يقيم بمكة عشرا فيقصر الصلوة الا ان يشهد الصلوة مع الناس فيصلی بصلاتهم

حدیث نمبر ۱۹۸: حدثنا مالك... اذا كان لايدری متی يخرج يقول اخرج اليوم بل اخرج غدا... ذلك شهرا.

مفہوم: ہشام بن عروہؒ نے سالم بن عبداللہؓ سے پوچھا کہ اگر کسی مسافر کو اپنی واپسی کا پتہ نہ ہو اور وہ اس کا ارادہ کرتا ہے کہ آج جاتا ہوں کل جاتا ہوں تو کیا کرے؟ فرمایا کہ وہ نماز میں قصر کرے گا اگرچہ اسی حالت میں اس پر ایک ماہ بھی گزر جائے۔

قال محمد نری قصر الصلوة اذا دخل المسافر مصرا من الامصر فان عزم علی المقام الا ان يعزم... اتم الصلوة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک مسافر کیلئے قصر کرنا اس وقت ہے جب وہ کسی شہر میں پندرہ دن سے کم دنوں کا ارادہ کرے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کرے گا تو نماز پوری کرے گا۔

حدیث نمبر ۱۹۹: حدثنا مالك... من اجمع علی اقامة اربعة ايام فليتم الصلوة.

مفہوم: حضرت سعید بن مسیبؓ نے فرمایا کہ چار دن قیام کی نیت کرنے والا نماز پوری کرے گا۔

قال محمد ولسنا ناخذ بهذا يقصر المسافر حتی يجمع علی اقامة خمسة عشر يوما وهو قول... وسعيد بن المسيب.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا اس میں ہمارے لئے کوئی دلیل نہیں ہے، بلکہ جب تک مسافر پندرہ دن سے کم کا ارادہ کرے تو وہ نماز قصر پڑھے یہی قول حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت سعید بن جبیر اور سعید بن مسیبؓ کا ہے۔

حدیث نمبر ۲۰۰: حدثنا مالك... اذا كان يصلی مع الامام بمنا يصلی اربعا واذا صلی لنفسه صلی ركعتين.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں امام کی اقتداء میں چار رکعت پڑھتے اور اکیلے دو رکعت پڑھتے تھے۔

قال محمد و بهذا ناخذ اذا كان الامام مقيما و الرجل مسافرا و هو قول ابی حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہی صورت اس وقت ہے جب امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب القرأة في الصلوة في السفر

حدیث نمبر ۲۰۱: حدثنا مالك... كان يقرأ في السفر في الصبح بالعشر السور من اول المفصل... ركعة سورة.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سفر میں فجر کی نماز میں ہر رکعت میں مفصل میں سے کوئی سورت پڑھا کرتے تھے۔

قال محمد يقرأ في الفجر في السفر و السماء ذات البروج و السماء الطارق و نحوهما.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا سفر کے دوران نماز فجر میں سورہ بروج اور سورہ طارق جتنی مقدار میں سورتیں پڑھنی چاہئیں۔

الجمع بين الصلوة في السفر و المطر

حدیث نمبر ۲۰۲: حدثنا مالك... كان اذا عجل به السير جمع بين المغرب و العشاء.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ حالت سفر میں مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی ادا فرما لیتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰۳: حدثنا مالك... حين جمع بين المغرب و العشاء في السفر سار حتى غاب الشفق.

حدیث نمبر ۲۰۴: حدثنا مالك... كان رسول الله يجمع بين العصر و الظهر في السفر الى تبوك.

مفہوم: رسول اللہ ﷺ سفر تبوک میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا فرما لیتے تھے۔

قال محمد و بهذا ناخذ و الجمع بين الصلوتين ان تؤخر الاولى منهما فتصلى في اخر وقتها... ما روى مالك.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں یہیں سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ یہی دو نمازوں کو جمع کرنے کا طریقہ ہے کہ پہلی نماز کو مؤخر کر کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اول وقت میں ادا کر لیا جائے۔ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو اس مذکورہ روایت کے مخالف ہے اس میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز مغرب شفق کے غروب ہونے سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰۵: حدثنا مالك... كان اذا جمع الامراء بين المغرب و العشاء جمع معهم في المطر.

قال محمد و لسنا ناخذ بهذا الا يجمع بين الصلوتين في وقت واحد الا الظهر و العصر بعرفة... قول ابی حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دو نمازیں ایک ساتھ جمع کرنا ہمارے نزدیک درست نہیں مگر یہ کہ ظہر اور عصر کی نمازیں مقام عرفات میں اور مغرب و عشاء مزدلفہ میں جمع کر سکتے ہیں یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

قال محمد بلغنا عن عمر بن الخطاب انه كتب في الافاق ينهاهم ان يجمعوا بين الصلوتين... الحارث عن مكحول.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا ہمیں علاء بن حارثؒ اور مکحولؒ جیسے ثقہ راویوں سے پہنچی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عام اعلان کیا تھا کہ لوگ دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع نہ کریں اور ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

باب الصلوة على الدابة في السفر

حدیث نمبر ۲۰۶: حدثنا مالك... يصلي على راحلته في السفر حيث ما توجهت به قال و كان... يصنع ذلك.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ سواری پر نماز ادا فرماتے تھے چاہے سواری کا منہ جس طرف بھی ہوتا۔ اور راوی خود بھی ایسا کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۰۷: حدثنا مالک...حتی اذا خشیت ان یطلع الفجر تخلفت...فقال ابن عمر الیٰ...کان یوتر علی البعیر.

مفہوم: حضرت سعید بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کسی سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ مجھے طلوع فجر کا خطرہ لگا تو ہم نے اونٹ سے اتر کر وتر ادا کر لئے۔

حدیث نمبر ۲۰۸: حدثنا مالک...فی سفر یصلی علی حماره وهو قول متوجه الی غیر القبلة...وجهه علی شیء.

حدیث نمبر ۲۰۹: حدثنا مالک...لم یصل مع صلوة الفریضة فی السفر التطوع قبلها و لا بعدها...اینما توجه به.

قال محمد لا باس بان یصلی المسافر علی دابته تطوعا ایماء حیث ما کان و جهه یجعل السجود...جاءت الآثار.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مسافر کیلئے سواری پر نفل نماز اشارے سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے اس کا منہ جس طرف بھی ہو، رکوع کو سجدے سے تھوڑا پست رکھے گا، البتہ فرض اور وتر سواری سے اتر کر ہی ادا کرے، اس بارے میں بہت سے آثار آئے ہیں۔

حدیث نمبر ۲۱۰: قال محمد...یصلی التطوع علی راحلته ایما توجهت به فاذا کانت الفریضة او الوتر نزل فصلی.

حدیث نمبر ۲۱۱: قال محمد...لا یزید علی المکتوبة فی السفر علی الرکعتین لا یصلی قبلها...منزل احیی اللیل.

حدیث نمبر ۲۱۲: قال محمد...یصلی الصلوة کلها علی بعیره نحو المدینة ویومی براسه ایماء...اخفض من الرکوع.

حدیث نمبر ۲۱۳: قال محمد...کان یصلی علی ظهر راحلته حیث توجهت و لا یضع جبهته...فاذا نزل اوتر.

حدیث نمبر ۲۱۴: قال محمد...کان یصلی علی راحلته حیث کان وجهه تطوعا یومی ایماء...للمکتوبة والوتر.

حدیث نمبر ۲۱۵: قال محمد...کان اینما توجهت به راحلته صلی التطوع فاذا اراد ان یوتر نزل فاوتر.

باب الرجل یصلی فیذکر ان علیه صلوة فائتة

حدیث نمبر ۲۱۶: حدثنا مالک...من نسی صلوة من صلوته فلم یذکرها الا وهو مع الامام...بعدها الصلوة الاخری.

مفہوم: حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز کو بھول گیا ہو پھر امام کے ساتھ اقتداء کرنے کے بعد اس کو یاد آتی ہے تو امام کے ساتھ سلام پھیرنے کے بعد اس بھولی ہوئی نماز کو ادا کرے گا۔

قال محمد وبهذا ناخذ الا فی خصلة واحدة اذا ذکرها وهو فی صلوة فی اخر وقتها یخاف...یصلی الاولی بعد ذلک.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہم عمل کرتے ہیں البتہ اگر وقت تنگ ہو اور بھولی ہوئی نماز یاد آئے اور وقتی نماز کے نکلنے کا خطرہ ہو تو وقتی نماز کو مقدم کرے پھر قضاء کو پڑھے۔

وهو قول ابی حنیفة رحمه الله وسعید ابن المسیب.

مفہوم: امام ابوحنیفہؒ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔

باب الرجل یصلی المکتوبة فی بیته ثم یدرک الصلوة

حدیث نمبر ۲۱۷: حدثنا مالک...یصلی والرجل فی مجلسه فقال ما منعک ان تصلی مع الناس...کنت قد صلیت.

مفہوم: حضرت بسر بن محجن رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران

اذان ہوئی تو نبی کریم ﷺ نماز پڑھانے کے بعد واپس تشریف لائے تو ان کو اپنی جگہ پایا فرمایا کہ کیوں نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا کہ میں گھر میں پڑھ چکا ہوں۔ سید الرسل ﷺ نے فرمایا کہ اگر نماز پڑھ بھی چکے ہو تو ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو۔

حدیث نمبر ۲۱۸: حدثنا مالك... من صلى صلوة المغرب او الصبح ثم ادركهما فلا يعيدهما غير ما قد صلاهما.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مغرب یا فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اگر کوئی جماعت کو پائے تو اس کے ساتھ دوبارہ نہ پڑھے۔

حدیث نمبر ۲۱۹: حدثنا مالك... انى اصلى ثم اتى المسجد فاجد الامام يصلى افاصلى معه... جمع او سهم جمع.

قال محمد وبهذا كله ناخذ يقول ابن عمر ايضا لايعيد صلوة المغرب والصبح لان المغرب... وهو قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرماتے ہیں کہ نماز مغرب، فجر اور عصر کے علاوہ باقی سب نمازیں پڑھ سکتا ہے یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

باب الرجل تحضره الصلوة والطعام بايهما يبداء

حدیث نمبر ۲۲۰: حدثنا مالك... كان يقرب اليه الطعام فيسمع قراءة الامام فهو فى بيته فلا يعجل... يقضى منه حجته

مفہوم: حضرت نافع ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب ان کے پاس کھانا رکھا جاتا اور نماز کھڑی ہوتی تھی تو آپ ﷺ کھانا حسب ضرورت کھا لیتے تھے۔

قال محمد لانرى بهذا باسا وتحب ان لا تتوخى تلك الساعة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے مگر اس وقت کھانا کھانا مناسب نہیں ہے۔

باب فضل العصر والصلوة بعدالعصر

حدیث نمبر ۲۲۱: حدثنا مالك... يضرب المنكدر عبدالله فى الركعتين بعد العصر.

مفہوم: زہریؒ، سائب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت منکدر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو عصر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھنے پر تنبیہ فرمائی تھا۔

قال محمد وبهذا ناخذ لا صلوة تطوع بعد العصر وهو قول ابى حنيفة رحمه الله.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہی ہمارا اس بارے میں مستدل ہے کہ نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۲: حدثنا مالك... قال الذى يفوته العصر كانما وتر اهله وماله.

مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عصر کی نماز فوت کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کے مال و عیال سب تباہ و ہلاک ہو گئے ہوں۔

باب وقت الجمعة وما يستحب من الطيب والدهان

حدیث نمبر ۲۲۳: حدثنا مالك... خرج عمر بن الخطاب الى الصلوة يوم الجمعة ثم نرجع فنقيل قائلة الضحى.

مفہوم: حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کی غربی دیوار کے ساتھ چٹائی پر جب دیوار کا سایہ پہنچ جاتا تو

حضرت عمرؓ خطبہ جمعہ کے لئے تشریف لاتے پھر ہم نماز کے بعد قیلولہ کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۲۴: حدثنا مالک... لایروح الی الجمعة الا وھو مدھن متطیب الا ان یکون محرما.

مفہوم: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ محرم ہونے کے علاوہ جمعہ کے دن خوشبو اور تیل لگا کر باہر نکلتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۲۵: حدثنا مالک... زاد النداء الثالث یوم الجمعة.

مفہوم: حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ جمعہ کے دن تیسری اذان کا اضافہ حضرت عثمانؓ نے کیا۔

قال محمد وبھذا کله ناخذ والنداء الثالث الذی زید ھو النداء الاول وھو قول ابی حنیفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ان سب پر ہمارا عمل ہے اور جو تیسری اذان حقیقت میں پہلی اذان ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب القراة فی صلوة الجمعة وما یستحب من الصمت

حدیث نمبر ۲۲۶: حدثنا مالک... ماذا کان یقرأ به رسول الله علی اثر سورة... کان یقرأ ھل اتٰک حدیث الغاشیة.

مفہوم: حضرت نعمان بن بشیرؓ سے دریافت کیا گیا کہ سید الکونین ﷺ جمعہ کے دن سورہ جمعہ کے بعد کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا کہ سورہ غاشیہ۔

حدیث نمبر ۲۲۷: حدثنا مالک... فاذا خرج وجلس علی المنبر واذن المؤذن... سکتنا فلم تتکلم احدمنا.

مفہوم: حضرت ثعلبہؓ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانے میں ان کے خطبہ کے لئے نکلنے تک نماز پڑھتے تھے پھر ان کے نکلنے کے بعد اور مؤذن کے اذان دینے کے بعد ہم باتیں کرتے رہتے پھر اذان کے بعد تو حضرت عمرؓ منبر پر تشریف فرما ہوتے اس دوران ہم خاموش ہو جاتے۔

حدیث نمبر ۲۲۸: حدثنا مالک... خروجه یقطع الصلوة وکلامه یقطع الکلام.

مفہوم: حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ خطبہ کے لئے نکلنا نماز کو قطع اور اس کا کلام کرنا گفتگو کو ختم کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۲۹: حدثنا مالک... اذا خطب اذا قام الامام فاستمعو او انصتوا فان لمنصت فدی... مالمسامع المصنت

حدیث نمبر ۲۳۰: حدثنا مالک... اذا قلت لصاحبك انصت فقد لغوت والامام یخطب.

حدیث نمبر ۲۳۱: حدثنا مالک... رای فی قمیصه دما والامام علی المنبر یوم الجمعة فنزع قمیصه فوضعه.

مفہوم: قاسم بن محمدؓ نے اپنی قمیص پر خون دیکھا حالانکہ جمعہ کے دن امام منبر پر خطبہ دے رہا تھا تو انہوں نے اپنی قمیص کو اتارا اور رکھ دیا۔

باب صلوة العیدین وأمر الخطبة

حدیث نمبر ۲۳۲: حدثنا مالک... ان ھذا الیومین نھی رسول الله... اجتمع لکم فی یومکم ھذا... ثم انصرف فخطب.

مفہوم: حضرت عمرؓ نے عید کی نماز پڑھی نماز سے فارغ ہو کر حضرت عمرؓ نے چہرہ کو پھیرا اور خطبہ دیا اس میں فرمایا کہ ان دنوں میں سید الکونین ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے عید الفطر کے دن تم رمضان کے روزوں سے باہر نکلتے ہو اور عید الاضحیٰ کا دن تو گوشت کا دن ہے پھر ابوعبیدؓ نے کہا میں نے حضرت عثمان بن عفانؓ کی اقتداء میں عید کی نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوئے حضرت عثمانؓ نے خطبہ دیا پھر کہا آج کے دن تمہارے لئے دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں پس دیہات کے رہنے والوں میں جسے پسند ہو وہ جمعہ کا انتظار کرلے اور جو واپس جانا چاہے چلا جائے میں اسے اجازت دیتا ہوں ابوعبیدؓ نے مزید کہا کہ میں نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز عید ادا کی جب کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی نماز کے بعد خطبہ دیا۔

حدیث نمبر ۲۳۳: حدثنا مالك.. يصلي يوم الفطر ويوم الاضحى قبل الخطبة وذكران ابابكر وعمر كان يصنعان ذلك

قال محمد وبهذا كله ناخذ انما رخص عثمان في الجمعة لاهل العالية لانهم ليسوا من اهل المصر...ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم اسی سے استدلال کرتے ہیں اسلئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن دیہات کے لوگوں کو رخصت دی تھی اور جمعہ صرف شہری پر واجب ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الصلوة التطوع قبل العيدين او بعده

حدیث نمبر ۲۳۴: حدثنا مالك... كان لايصلي يوم الفطر قبل الصلوة ولا بعدها.

مفہوم: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز عید الفطر سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز ادا نہیں فرماتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۳۵: حدثنا مالك... كان يصلي قبل ان يغدو اربع ركعات.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن قاسمؒ اپنے والد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ عید کی نماز سے پہلے چار رکعت ادا کرلیا کرتے تھے۔

قال محمد لا صلوة قبل صلوة العيد فاما بعد فان شئت صليت وان شئت لم تصل وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ نماز عید سے پہلے تو کوئی نماز نہیں البتہ بعد میں پڑھنے اور نہ پڑھنے کا اختیار ہے، اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا بھی قول ہے۔

باب القراة في صلوة العيدين

حدیث نمبر ۲۳۶: حدثنا مالك... كان يقرأ بقاف والقران المجيد واقتربت الساعة وانشق القمر.

مفہوم: عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سید البشر ﷺ عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں کیا پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ سورت ق اور سورت قمر۔

باب التكبير في العيدين

حدیث نمبر ۲۳۷: حدثنا مالك...فكبر في الاولى سبع تكبيرات قبل القراءة وفي الاخرة بخمس تكبيرات قبل القراءة

مفہوم: حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز میں پہلی رکعت میں قرات سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔

قال محمد قد اختلف الناس في التكبير في العيدين فما اخذت به فهو حسن وافضل ذلك...وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ لوگوں کا عیدین کی تکبیروں میں اختلاف کی بنا پر جس پر چاہو عمل کرو اور یہ جائز ہے البتہ ہمارے نزدیک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہی افضل ہے کہ وہ عید میں تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر سمیت کل نو تکبیریں کہا کرتے تھے پانچ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے اور چار دوسری رکعت میں قراءت کے بعد اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب قيام شهر رمضان وما فيه من الفضل

حدیث نمبر ۲۳۸: حدثنامالك...صلي في المسجدفصلي بصلاته ناس...قد صنعتم البارحةفلم يمنعني...في رمضان

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دوراتیں لوگوں کو تراویح پڑھائی، دوسری رات میں پہلی رات کی بنسبت لوگ زیادہ تھے، پھر چوتھی رات میں لوگ تو زیادہ آئے مگر سید الانبیاء ﷺ تشریف نہیں لائے۔ پھر صبح لوگوں سے فرمایا کہ مجھے تمہارے شوق اور رغبت سے یہ خطرہ لاحق ہوگیا کہ کہیں تراویح بھی تمہارے اوپر فرض نہ ہو جائے۔

حدیث نمبر ۲۳۹: حدثنا مالك...ماكان رسول الله يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة...ولا ينام قلبي.

مفہوم: حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سید الکونین ﷺ کی نماز کی حالت کے متعلق دریافت کیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ رمضان اور اسکے علاوہ مہینے میں گیارہ رکعت سے زیادہ ادا نہیں کرتے اور اس کی ابتداء میں آپ چار رکعت اس شان سے ادا فرماتے کہ ان کے حسنِ ادا اور طوالت کے متعلق کچھ نہ پوچھئے اور مزید چار رکعت ادا فرماتے کہ اس کے بھی حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھئے پھر تین رکعت پڑھتے تو میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ وتروں کی ادائیگی سے پہلے سو جاتے ہیں؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۴۰: حدثنا مالك... كان يرغب الناس في قيام رمضان من غير ان يامر بعزيمة...خلافة عمر على ذلك.

مفہوم: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تراویح کو کبھی واجب تو نہیں کہا البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی ترغیب دیتے تھے۔ پھر فرماتے کہ ایمان اور ثواب کی نیت سے نمازِ تراویح ادا کرنے والے کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی تراویح پڑھی جاتی تھی۔

حدیث نمبر ۲۴۱: حدثنا مالك...خرج مع عمر بن الخطاب ليلة في رمضان فاذا الناس اوزاع...بصلاته الراهط.

مفہوم: حضرت عبدالرحمن بن عبد القادری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات میں نکلا تو دیکھا کہ لوگوں میں سے کوئی اکیلے نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی جماعت کے ساتھ۔

فقال عمر والله لاظنني لو جمعت هولاء على قارىء واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابى...يقومون اوله.

مفہوم: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جماعت کی صورت میں تراویح پڑھنے کو سراہا ہے اور خود حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں اس پر عمل درآمد بھی کیا۔ پھر انہوں نے اپنے عزم پر عمل کیا اور انہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت میں اکٹھا کر دیا۔ دوسری رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان کی خوب تعریف کی۔

قال محمد وبهذا كله ناخذ لاباس بالصلوة في شهر رمضان ان يصلى الناس تطوعا بامام...فهو عند الله قبيح.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ تراویح ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ہمارا بھی اسی پر عمل ہے۔

باب القنوت في الفجر

حدیث نمبر ۲۴۲: حدثنا نافع... كان ابن عمر لا يقنت في الصبح.

مفہوم: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے فجر کی نماز میں دعائے قنوت ثابت نہیں ہے۔

قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہے کہ اسی پر ہم عمل پیرا ہیں، اور امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

فضل صلوة الفجر فی الجماعة و امر ركعتی الفجر

حدیث نمبر ۲۴۳: حدثنا مالک... فقد سلیمان ابن ابی حثمة فی صلوة الصبح وان عمر غدا الی السوق... ان اقوم لیلة.

مفہوم: حضرت سلیمان ابن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ ایک دن فجر کی نماز میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے گئے جہاں ان کی والدہ ماجدہ کے ساتھ ملاقات ہوئی تو ان سے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کی فجر کی نماز میں عدم موجودگی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رات بھر نوافل پڑھتے رہے اسلئے صبح کے وقت سو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا فجر کی نماز ادا کرنا مجھے ساری رات نوافل ادا کرنے سے بہتر و افضل ہے۔

حدیث نمبر ۲۴۴: حدثنامالک... اذاسکت المؤذن من صلوة الصبح وبدالصبح رکع رکعتین خفیفتین... تقام الصلوة.

مفہوم: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ صبح کی اذان کے بعد جماعت سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔

قال محمد وبهذا ناخذ الركعتان قبل صلوة الفجر تخففان.

مفہوم: حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ فجر کے فرض سے پہلے دو رکعات سنت ادا کرنا، اسی پر ہمارا عمل ہے۔

حدیث نمبر ۲۴۵: حدثنا مالک... انه رای رجلا رکع رکعتی الفجر ثم اضطجع فقال ابن عمر ماشانه.

مفہوم: نافعؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے فجر کی دو رکعت ادا کی پھر لیٹ گیا تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟

فقال نافع قلت يفصل بين صلوته قال ابن عمر واى فصل افضل من السلام.

مفہوم: حضرت نافعؒ نے اس کے عمل (دو رکعت ادا کرنے کے بعد لیٹنا) کے متعلق فرمایا کہ یہ نماز کے بیچ فرق کرنا چاہتا تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا سلام ہی سب سے بہتر فرق کرنے والا ہے۔

قال محمد وبقول ابن عمر ناخذ وهو قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول پر ہی ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

طول القراءة فی الصلوة وما یستحب من التخفیف

حدیث نمبر ۲۴۶: حدثنا مالک... یابنی لقد ذکرتنی بقراءتک هذه السورة انها لاخر ما سمعت... یقرأ فی المغرب.

مفہوم: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نماز میں سورت مرسلات پڑھ رہا تھا کہ میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا یہ وہ سورت ہے جس کو سید الرسل ﷺ نے مغرب کی نماز میں قراءت کیا تھا۔

حدیث نمبر ۲۴۷: حدثنا مالک... یقرا بالطور فی المغرب.

مفہوم: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نماز مغرب میں سورہ طور پڑھتے تھے۔

قال محمد العامة على ان القراءة تخفف في صلوة المغرب يقرأ فيها بقصار المفصل ونرى... ببعض السورة ثم يركع.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ فقہاء کا معمول نماز مغرب میں قصار مفصل میں سے کوئی سورت پڑھنا ہے۔ اور اگر نبی کریم ﷺ کوئی بڑی سورت پڑھتے بھی تو پوری سورت نہ پڑھتے بلکہ اس کا کچھ حصہ ہی پڑھ لیتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۴۸: حدثنا مالك... اذا صلى احدكم للناس فليخفف فان فيهم السقيم و الضعيف... فليطول ماشاء.
مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو بیمار اور ضعیف کا لحاظ کرتے ہوئے نماز کو مختصر کرے۔ اور جب اکیلے ہو تو پھر جتنی چاہے طویل کرے۔

قال محمد و بهذا ناخذ وهو قول ابی حنیفة.
مفہوم: حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب صلوة المغرب وتر صلوة النهار

حدیث نمبر ۲۴۹: حدثنا مالك... قال صلوة المغرب وتر صلوة النهار.
مفہوم: حضرت عبداللہ ابن عمر ﷺ نے فرمایا کہ دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔

قال محمد و بهذا ناخذ وينبغي لمن جعل المغرب وتر صلوة النهار كما قال ابن عمر ان يكون... وهو قول ابی حنیفة.
مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسی پر ہمارا عمل ہے، اور مغرب کی نماز کو وتر سمجھنے والے کیلئے مناسب ہے کہ وہ حضرت ابن عمر ﷺ کے فرمان پر عمل کرے انہوں نے فرمایا کہ رات کے وتر بھی اسی طرح پڑھنا چاہیے ایک ہی سلام کے ساتھ تینوں رکعات پڑھیں اور یہی حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب صلوة الوتر

حدیث نمبر ۲۵۰: حدثنا مالك... اذاصليت العشاء صليت بعدهاخمس ركعات ثم انام فان قمت... اصبحت على وتر.
مفہوم: حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد پانچ رکعتیں پڑھتا ہوں پھر اگر رات کے وقت آنکھ کھل جائے تو دو دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں اور اگر صبح ہو جائے تو وتر ادا کر لیتا ہوں۔

حدیث نمبر ۲۵۱: حدثنا مالك... كان ذات ليلة بمكة و السماء متغيمة فخشى الصبح فاوتر بواحدة... اوتر بواحدة.
مفہوم: حضرت ابن عمر ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک رات مکہ مکرمہ میں ان کو بادل کی وجہ سے صبح ہونے کا خطرہ لاحق ہوا تو نماز پڑھنے لگے پھر ایک رکعت وتر پڑھنے پر معلوم ہوا کہ رات کا وقت ہے۔ پھر دیکھا تو صبح ہونے کا خطرہ ہوا تو ایک رکعت وتر مزید پڑھ لی۔

قال محمد بقول ابی هريرة ناخذ لانرى ان يشفع الى الوتر بعد الفراغ من صلوة الوتر ولكنه يصلى... قول ابی حنیفة.
مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہمارا عمل حضرت ابو ہریرہ ﷺ کے قول پر ہے، اور وتر سے فراغت کے بعد ایک رکعت ملانا درست اور صحیح نہیں ہے۔ ہاں وتر کے بعد نوافل پڑھ سکتا ہے لیکن پھر بھی وتر میں کمی نہ کرے امام اعظم ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

باب الوتر على الدابة

حدیث نمبر ۲۵۲: حدثنا مالك... ان النبى اوتر على راحلته.
مفہوم: حضرت سعید بن یسار ﷺ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے وتر سواری پر پڑھنا ثابت ہے۔

قال محمد قد جاء هذا الحديث و جاء غيره فاحب الينا ان يصلى على راحلته تطوعا ما بدا له... والعامة من فقهائنا.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے سوا بھی بہت ساری اس بارے میں روایات موجود ہیں مگر جو بہتر اور پسندیدہ عمل ہے وہ یہ کہ نوافل تو سارے سواری پر ادا کرے لیکن وتر کیلئے نیچے اتر کر پڑھ لیں، اور یہ قول حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ہے یہی امام ابوحنیفہؒ اور ہمارے عام فقہاء کا قول ہے۔

باب تاخیر الوتر

حدیث نمبر ۲۵۳: حدثنا مالك... انی لاوتر وانا اسمع الاقامة او بعد الفجر يشك عبدالرحمن ای ذلك قال.

مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن عامر ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں وتروں کو فجر کی نماز کے وقت پڑھ لیتا ہوں یا (راوی کو شک ہے) فجر کی نماز کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔

حدیث نمبر ۲۵۴: حدثنا مالك... سمع اباه يقول انی لاوتر بعد الفجر.

حدیث نمبر ۲۵۵: حدثنا مالك... يقول ما ابالی لو اقيمت الصبح وانا اوتر.

حدیث نمبر ۲۵۶: حدثنا مالك... ثم استيقظ فقال لخادمه انظر ماذا صنع الناس وقد ذهب بصره... ثم صلى الصبح.

حدیث نمبر ۲۵۷: حدثنا يحيى... كان يوم يوما فخرج يوما للصبح فاقام المؤذن الصلوة فاسكته حتى اوتر ثم صلى بهم

قال محمد احب الينا ان يوتر قبل ان يطلع الفجر ولا يؤخره الى طلوع الفجر فان طلع قبل ان يوتر... قول ابی حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ بہتر تو یہی ہے کہ وتر کو نماز فجر سے پہلے ہی پڑھ لئے جائیں، اور اگر فجر طلوع ہو جائے تو پھر اس کو نماز سے پہلے ہی ادا کر لیں، خیال رہے کہ ایسا کرنا جان بوجھ کر نہ ہو یہی امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب السلام فی الوتر

حدیث نمبر ۲۵۸: حدثنا مالك... كان يسلم فی الوتر بين الركعتين والركعة حتى يامر ببعض حاجته.

مفہوم: حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز وتر کی دو رکعتوں یا ایک رکعت کے درمیان سلام پھیر لیا کرتے تھے ضرورت پڑتی تو درمیان میں گفتگو بھی کر لیتے۔

قال محمد ولسنا ناخذ بهذا ولكنا ناخذ بقول عبدالله بن مسعود وابن عباس ولا نرى ان يسلم بينهما.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا عمل تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر ہے اس قول پر نہیں ہے کیونکہ وتروں کے درمیان سلام پھیرنا ہمارے نزدیک جائز ہی نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۲۵۹: قال محمد... يصلی مابين صلوة العشاء الى صلوة الصبح... وثلاث ركعات الوتر وركعتی الفجر.

مفہوم: حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ عشاء اور فجر کی نماز کے مابین تیرہ رکعات ادا فرماتے جس میں آٹھ رکعت نفل، تین رکعت وتر اور دو رکعت فجر کی سنتیں شامل ہیں۔

حدیث نمبر ۲۶۰: قال محمد... قال ما احب انی تركت الوتر بثلاث وان لی حمر النعم.

مفہوم: ابراہیم نخعیؒ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وتر کی تین رکعات کے بدلے میں سرخ اونٹوں کو لینا چھوڑ سکتا ہوں۔

حدیث نمبر ۲۶۱: قال محمد... قال عبدالله بن مسعود الوتر ثلث كثلث المغرب.

مفہوم: حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ وتر کی تین رکعات مغرب کی تین رکعات کی مانند ہیں۔

حدیث نمبر ۲۶۲: قال محمد... قال الوتر ثلاث كصلوة المغرب.

حدیث نمبر ۲۶۳: قال محمد... الوتر كصلوة المغرب

حدیث نمبر ۲۶۴: قال محمد... قال ما اجزأت ركعة واحدة قط.

مفہوم: حسین بن ابراہیم، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایک رکعت پڑھنا درست نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۲۶۵: قال محمد... قال اخبرنا عبدالله بن مسعود اهون مايكون الوتر ثلاث ركعات.

مفہوم: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

حدیث نمبر ۲۶۶: قال محمد... ان رسول الله كان لايسلم في ركعتي الوتر.

باب سجود القرآن

حدیث نمبر ۲۶۷: حدثنا مالك... قرأ بهم اذا السماء انشقت فسجد فيها فلما انصرف حدثهم ان رسول الله سجد فيها.

مفہوم: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھاتے ہوئے اس میں سورہ انشقاق پڑھی اور اس میں سجدہ کیا، نماز کی تکمیل پر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة وكان مالك بن انس لايرى فيها سجدة.

مفہوم: امام محمد فرماتے ہیں کہ اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے لیکن امام مالک اس سورت میں سجدے کے قائل نہیں ہیں۔

حدیث نمبر ۲۶۸: حدثنا مالك... ان عمر بن الخطاب قرأ بهم النجم فسجد فيها ثم قام فقرأ سورة اخرى.

مفہوم: حضرت عبدالرحمن بن اعرج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جس میں سورہ النجم پڑھ کر اس میں سجدہ کیا پھر کھڑے ہو کر دوسری سورت تلاوت فرمائی۔

قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة وكان مالك بن انس لايرى فيها سجدة.

مفہوم: امام محمد نے فرمایا اسی پر ہمارا عمل ہے اور امام ابوحنیفہ کا قول بھی یہی ہے لیکن امام مالک اس سورت میں سجدے کے قائل نہیں ہیں۔

حدیث نمبر ۲۶۹: حدثنا مالك... قرأ سورة الحج فسجد فيها سجدتين وقال ان هذه السورة فضلت بسجدتين.

مفہوم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سورہ حج پڑھ کر اس میں دو سجدے ادا کیے پھر فرمایا کہ یہ سورت دو سجدوں کی وجہ سے افضل ہے۔

حدیث نمبر ۲۷۰: حدثنا مالك... انه رآه سجد في سورة الحج سجدتين

قال محمد... لايرى في سورة الحج الا سجدة واحدة الاولى وبهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمد نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سورہ حج میں صرف ایک (پہلا) سجدہ ہی فرمایا کرتے تھے اور اسی سے ہم دلیل پکڑتے ہیں نیز یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

باب المار بین یدی المصلی

حدیث نمبر ۲۷۱: حدثنا مالک...لو یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه فی ذلک لکان ان یقف...او اربعین سنة.
مفہوم: حضرت ابوجہیم انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ انہوں نے نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کے بارے میں سرکار دو جہاں ﷺ سے کیا سنا تو انہوں نے فرمایا کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو اس کے گناہ کے بارے میں معلوم ہو جائے تو چالیس ماہ یا (راوی کو شک ہے) چالیس سال تک رکے اور رکنے کو گزرنے پر فوقیت دے۔

حدیث نمبر ۲۷۲: حدثنا مالک...اذا کان احدکم یصلی فلا یدع احدا یمر بین یدیه فان ابی فلیقاتله فانما هو شیطان.
مفہوم: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوسعید رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نمازی کے سامنے گزرنے والے کو روکو، اور نہ رکنے پر اس سے لڑو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

حدیث نمبر ۲۷۳: حدثنا مالک...لو کان یعلم المار بین یدی المصلی ماذا علیه فی ذلک کان ان یخسف به خیرا له.
مفہوم: حضرت عطار بن یسار رضی اللہ عنہ، حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو اس کے گناہ کا پتہ چل جائے تو وہ گزرنے سے زمین میں دھنس جانے کو بہتر اور اولیٰ جانتا۔

قال محمد یکره ان یمر الرجل بین یدی المصلی فان اراد ان یمر بین یدیه فلیدرا ما استطاع...و هو قول ابی حنیفة.
مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ نمازی کے سامنے سے گزرنا مکروہ ہے اور اگر کوئی گزرنے کا ارادہ بھی کرے تو حتی الامکان اس کو روکنا چاہیے البتہ لڑائی سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ لڑائی اور جھگڑے میں سامنے سے گزرنے سے زیادہ نقصان ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۲۷۴: حدثنا مالک...لا یقطع الصلوة شیء.
مفہوم: حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ نماز کسی چیز سے نہیں ٹوٹتی۔

قال محمد به ناخذ لا یقطع الصلوة شیء من مار بین یدی المصلی و هو قول ابی حنیفة.
مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم اسی روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ نمازی کے سامنے سے گزرنا نماز کو نہیں توڑتا اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

باب ما یستحب من التطوع فی المسجد عند دخوله

حدیث نمبر ۲۷۵: حدثنا مالک...اذا دخل احدکم المسجد فلیصل رکعتین قبل ان یجلس.
مفہوم: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔

قال محمد هذا تطوع و هو حسن و لیس بواجب.
مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نفل ہے لیکن یہ مستحب ہے واجب نہیں۔

باب الانفتال فی الصلوة

حدیث نمبر ۲۷۶: حدثنا مالک...ما منعک ان تنصرف علی یمینک...اذا قعدت علی حاجتک...مستقبل بیت المقدس

مفہوم: واسع حبانؒ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز ادا کر رہا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنی پشت قبلہ کی جانب کئے بیٹھے تھے جب میں نے اپنی نماز مکمل کر لی تو میں نے ان کی طرف بائیں جانب دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہیں کس نے دائیں طرف منہ کرنے سے روکا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر میں نے اس طرف منہ کر لیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے ٹھیک کیا ابعض نے کہا دائیں طرف ہی چہرہ پھیرنا چاہیئے کہ جب تو نماز ادا کر لے تو تجھے اختیار ہے دائیں طرف چہرہ پھیر لے یا بائیں جانب اور لوگ کہتے ہیں کہ جب آدمی قضائے حاجت کیلئے جائے تو بیت اللہ اور بیت المقدس کی طرف چہرہ مت کرے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک دفعہ میں اپنے گھر کی چھت پر تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ان کا چہرہ قضائے حاجت کی حالت میں بیت المقدس کی طرف تھا۔

قال محمد و بقول عبدالله بن عمر ناخذ ينصرف الرجل اذا سلم الى اى شقه احب و لا باس . . قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان پر ہی ہمارا عمل ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب صلوة المغمى عليه

حدیث نمبر ۲۷۷: حدثنا مالك . . انه اغمى عليه ثم افاق فلم يقض الصلوة.

مفہوم: حضرت نافعؒ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ بے ہوش ہوئے تو افاقہ پانے پر قضا نمازیں ادا کیں۔

قال محمد و بهذا ناخذ اذا أغمى عليه اكثر من يوم وليلة واما اذا اغمى عليه يوما وليلة او اقل . . المدنى عن اصحابه.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ غشی طاری ہونے سے قضا نماز اس وقت ہے جب کہ یہ حالت دن رات سے کم ہو اگر یہ حالت ایک دن رات سے بڑھ جائے تو اس صورت میں قضا نہیں ہے۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ ان سے چار نمازیں بیہوشی کی حالت میں قضا ہوئی جب ہوش میں آئے تو انہوں ان نمازوں کی قضا کی۔ اس بات کو ابو معشر مدنیؒ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے رفقاء سے روایت کیا۔

باب صلوة المريض

حدیث نمبر ۲۷۸: حدثنا مالك . . اذا لم يستطع المريض السجود اومى براسه.

مفہوم: حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیمار کیلئے سر کے اشارے سے نماز پڑھنے کی رخصت ہے اگر سجدے کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔

قال محمد و بهذا ناخذ و لا ينبغى له ان يسجد على عود و لا شىء يرفع اليه و يجعل سجوده . . قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہی ہمارا معمول ہے البتہ سجدہ کے اندر رکوع سے زیادہ جھکنا ہوگا اور لکڑی یا کسی اور چیز پر سجدہ کرنا مناسب نہیں ہے، اور یہ امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب النخامة فى المسجد و ما يكره من ذلك

حدیث نمبر ۲۷۹: حدثنا مالك . . اذا كان احدكم يصلى فلا يبصق قبل الوجه فان الله قبل وجهه اذا صلى.

مفہوم: حضرت عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ سید البشر ﷺ نے مسجد کے اندر قبلہ کی طرف تھوک کو دیکھا تو اس کو صاف کر کے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی نماز پڑھتے ہوئے اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب تک بندہ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اس کے سامنے اللہ تعالیٰ ہوتے ہیں۔

قال محمد ينبغي له ان لا يبصق تلقاء وجهه ولا عن يمينه وليبصق تحت رجله اليسرى.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں نہ چہرہ کی جانب، نہ دائیں اور نہ بائیں جانب تھوکے بلکہ بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنا چاہیے۔

باب الجنب والحائض يعرقان في ثوب

حدیث نمبر ۲۸۰: حدثنا مالك... كان يعرق في الثوب وهو جنب ثم يصلي فيه.

مفہوم: حضرت نافعؒ حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ جنبی ہوتے اور ان کے کپڑوں کو پسینہ لگ جاتا تو وہ اسی کپڑوں میں نماز ادا فرما لیتے۔

قال محمد وبهذا ناخذ لا باس به مالم يصيب الثوب من المني شيء وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے جب تک کپڑوں کو منی نہ لگے اس وقت تک اس کپڑوں میں کوئی حرج نہیں ہے، یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب بدأ امر القبلة وما نسخ من قبلة بيت المقدس

حدیث نمبر ۲۸۱: حدثنا مالك... قد انزل اليه الليلة قران وقد امران يستقبل القبلة فاستقبلوها... فاستداروا الى الكعبة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگ مسجد قباء میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر خبر دی کہ رات کو نبی کریم ﷺ پر قرآن کریم میں حکم نازل ہوا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ بیت المقدس سے چہرے پھیر کر خانہ کعبہ کی جانب رخ کیا جائے تو لوگوں نے اسی طرف چہرے پھیر لئے۔

قال محمد وبهذا ناخذ فيمن اخطا القبلة حتى صلى ركعة او ركعتين ثم علم انه يصلي الى غير... قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہیں سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ کسی شخص نے غلطی سے ایک یا دو رکعتیں کسی اور جانب ادا کیں، پھر دوران نماز اس کو بیت اللہ کی صحیح جہت کا معلوم ہوا تو اس کو فوراً اسی جہت کو اختیار کرنا چاہیئے اور باقی نماز کو اسی طرف پڑھے گا اور ادا کی ہوئی نماز ہو جائے گی اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الرجل يصلي بالقوم وهو جنب او على غير وضوء

حدیث نمبر ۲۸۲: حدثنا مالك... لقد احتلمت وما شعرت ولقد سلط علي الاحتلام منذ وليت... طلعت الشمس.

مفہوم: حضرت سلیمان بن یسار ﷺ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ نے نماز فجر پڑھائی پھر سورج طلوع ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کو احتلام ہوا اور ان کو پتہ تک نہیں ہے فرمایا کہ مجھے اس کا پتہ نہیں چلا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے کپڑے صاف کر کے غسل فرمایا اور سورج طلوع ہونے کے بعد آپ ﷺ نے نماز لوٹائی۔

قال محمد وبهذا ناخذ ونرى ان من علم ذلك ممن صلى خلف عمر فعليه ان يعيد الصلوة... قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسی روایت سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ اس مذکورہ صورت میں کہ جب کوئی غسل کی حالت میں نماز پڑھائے تو معلوم ہونے پر مقتدی بھی نماز ادا کریں گے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الرجل یرکع دون الصف او یقرأ فی رکوعه

حدیث نمبر ۲۸۳: حدثنا مالك... دخل زيد بن ثابت فوجد الناس ركوعا فركع ثم دب حتى وصل الصف.

مفہوم: حضرت ابوامامہ بن سہیل ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت زید بن حارث ؓ نے مسجد میں لوگوں کو رکوع میں پایا تو آپ ؓ ان کے ساتھ رکوع میں شامل ہوگئے اور پھر آہستہ سے آگے بڑھ کر صف میں شریک ہوگئے۔

قال محمد هذا يجزىء واحب الينا ان لا يركع حتى يصل الى الصف وهو قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہ جائز تو ہے لیکن زیادہ بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ اس کو صف میں شامل ہو کر رکوع کرنا چاہیے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۴: قال محمد... حتى وصل الصف فلما قضى صلوته ذكر ذلك لرسول الله... حرصا ولا تعد.

قال محمد هكذا نقول وهو يجزىء واحب الينا ان لا يفعل.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہمارا بھی یہی موقف ہے لیکن یہ نہ کرنا ہی بہتر و اولیٰ ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۵: حدثنا مالك... نهى عن لبس القسي وعن لبس المعصفر وعن تختم... قراءة القرآن في الركوع.

مفہوم: حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ سید الرسل ﷺ نے تین چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ ریشمی کپڑے سے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے اور رکوع میں قراءت کرنے سے۔

قال محمد وبهذا ناخذ نكره القراءة في الركوع والسجود وهو قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہی روایت ہمارا مستدل ہے کہ رکوع اور سجدے میں قراءت کرنا مکروہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب الرجل یصلی وهو یحمل الشیء

حدیث نمبر ۲۸۶: حدثنا مالك... كان يصلي وهو حامل امامة بنت زينب بنت رسول الله... واذا قام حملها.

مفہوم: حضرت ابوقتادہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جبکہ آپ ﷺ اپنی نواسی اُمامہ بنت العاص کو اٹھائے ہوئے تھے سجدہ کرتے وقت ان کو زمین پر رکھتے اور سجدے سے اٹھتے وقت ان کو اٹھاتے تھے۔

باب المرءة... یصلی وبین القبلة وهی نائمة او قائمة

حدیث نمبر ۲۸۷: حدثنا مالك... كنت انام بين يدي رسول الله ورجلاى في القبلة فاذا سجد... فيها مصابيح.

مفہوم: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ سرور کونین ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور میں سامنے سو رہی ہوتی تھی جب سجدہ کرتے تو مجھے ٹھونک لگاتے اور میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور جب سجدے سے کھڑے ہوتے تو میں پاؤں پھیلا دیتی تھی۔

قال محمد لاباس بان تصلي الرجل والمرأة نائمة او قائمة او قاعدة بين يديه او الى جنبه... وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ نمازی آدمی کے سامنے عورت کا سونا، آگے کھڑا ہونا یا بیٹھی رہنا یا اسکے ساتھ نماز پڑھنا جبکہ دونوں کی نماز علیحدہ علیحدہ ہو تو ان صورتوں میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر دونوں کی نماز ایک ہو تو پھر مکروہ ہے یا دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہوں تو مرد کی نماز فاسد ہوگی اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب صلوة الخوف

حدیث نمبر ۲۸۸: حدثنا مالك... يتقدم الامام وطائفة من الناس فيصلي بهم سجدة و تكون... الا حدثه عن رسول الله

مفہوم: سید الکونین ﷺ نے فرمایا ایک جماعت امام کی اقتداء کرے پس امام لوگوں کو پڑھائے ایک رکعت اور دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے اور جب امام کے ساتھ لوگ ایک رکعت ادا کرلیں تو یہ ان کے مقام پر آجائیں جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی اور سلام نہ پھیریں اب وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک نماز ادا نہیں کی تھی وہ امام کی اقتداء کریں اور ایک رکعت پڑھیں اس طرح امام کی دو رکعت ہو جائے گی پھر یہ جماعت ایک ایک رکعت خود پڑھ لے امام کے نماز سے فراغت کے بعد اور اگر خطرہ زیادہ ہو تو چلتے پھرتے یا سواری پر نماز ادا کریں قبلہ رخ ہوں یا نہ ہوں۔

قال محمد و بهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة و كان مالك ابن انس لا ياخذ به.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے بخلاف امام مالکؒ کے۔

باب وضع اليمين على اليسار في الصلوة

حدیث نمبر ۲۸۹: حدثنا مالك... كان الناس يؤمرون ان يضع احدهم يده اليمنى على ذراعه... انه ينمي ذلك.

مفہوم: حضرت سہل بن سعدؓ نے لوگوں کو نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھنے کا حکم دیا۔

قال محمد ينبغي للمصلي اذا قام في صلوته ان يضع باطن كفه اليمنى على رسغه اليسرى... قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ نمازی کو چاہیے کہ اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی پر ناف کے نیچے رکھے اور اپنی نظر کو اپنے سجدہ کی جگہ پر مرکوز رکھے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب الصلوة على النبي

حدیث نمبر ۲۹۰: حدثنا مالك... قال قولوا اللهم صل على محمد وعلى ازواجه وذريته كما... انك حميد مجيد.

مفہوم: ابوحمید ساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے سید الکونین ﷺ سے آپ کی ذات مبارک پر درود پڑھنے کا طریقہ دریافت کیا تو فرمایا کہ اس طرح پڑھو "اللهم صل على محمد وعلى اله واصحابه و ذريته... الخ"۔

حدیث نمبر ۲۹۱: حدثنا مالك... فصمت رسول الله ﷺ حتى تمنينا انا لم نساله قال قولوا اللهم... والسلام كما قد علمتم.

قال محمد كل هذا حسن.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہر طرح درود شریف پڑھنا اولیٰ و بہتر ہے۔

باب الاستسقاء

حدیث نمبر ۲۹۲: حدثنا مالك... خرج رسول الله الى المصلي فاستسقى و حول رداءه حين استقبل القبلة.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلنا اور قبلہ رخ ہوکر اپنی چادر کو الٹ پلٹ کرنا مسنون ہے۔

قال محمد اما ابو حنيفة فكان لا يرى في الاستسقاء صلوة واما في قولنا فان الامام يصلي بالناس...احد الا الامام.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نماز استسقاء نہیں لیکن ہمارے قول کے مطابق امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے پھر دعا کرے اور اپنی چادر کو صرف امام ہی پلٹے گا اس طور پر کہ اس کا دایاں طرف بائیں پر اور بایاں دائیں پر ڈال دے۔

باب الرجل يصلي ثم يجلس في موضعه الذي صلى فيه

حدیث نمبر ۲۹۳: حدثنا مالك...اذا صلى احدكم ثم جلس في مصلاه لم تزل الملئكة تصلي عليه...حتى يصلي.

مفہوم: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک کوئی نمازی نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھا رہے تو اس کے لئے فرشتے مختلف قسم کی دعائیں کرتے رہتے ہیں، پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر نماز کا منتظر رہا تو وہ ایسا ہے گویا کہ نماز ہی میں ہے۔

باب صلوة التطوع بعد الفريضة

حدیث نمبر ۲۹۴: حدثنا مالك... كان يصلي قبل الظهر ركعتين وبعدها ركعتين وبعد...فيسجد سجدتين.

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ ظہر کی نماز سے پہلے اور بعد میں دو دو رکعت نماز گھر میں ادا فرماتے تھے، دو دو رکعت مغرب اور عشاء کے بعد اور جمعہ کے بعد گھر تشریف لا کر ہی دو رکعت ادا فرماتے تھے۔

قال محمد هذا تطوع وهو حسن وقد بلغنا ان النبي كان يصلي قبل الظهر اربعا اذا زالت الشمس...بينهن بسلام.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا یہ نوافل ہیں اور مستحب ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سید الکونین ﷺ نماز ظہر سے پہلے بھی چار رکعت ادا فرمایا کرتے تھے جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں دریافت کیا تو فرمایا چونکہ اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اوپر پہنچنے سے پہلے میری نماز پہنچے۔ پھر دریافت کیا کہ اس کے درمیان سلام پھیرنا ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔

فقال لا اخبرنا بذلك بكير بن عامر البجلي عن ابراهيم والشعبي عن ابي ايوب الانصاري.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا اس سے متعلق خبر ہمیں بکیر بن عامرؒ نے ابراہیمؒ اور شعبیؒ کے توسط سے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

باب الرجل يمس القران وهو جنب او على غير طهارة

حدیث نمبر ۲۹۵: حدثنا مالك...ان في الكتاب الذي كتبه رسول الله لعمرو بن حزم لا يمس القران الا طاهر.

مفہوم: حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عمرو بن حزمؓ کو ایک خط لکھا جس میں لکھا تھا کہ قرآن کو صرف طاہر شخص ہی چھوئے۔

حدیث نمبر ۲۹۶: حدثنا مالك... كان يقول لا يسجد الرجل ولا يقرأ القران الا وهو طاهر.

قال محمد وبهذا كله ناخذ وهو قول ابي حنيفة الا في خصلة واحدة لاباس بقراءة القران على غير... ان يكو جنبا.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہمارا بھی اسی پر عمل ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے البتہ احناف کے نزدیک قرآن کو چھوئے بغیر

تلاوت کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ وہ شخص جنبی نہ ہو۔

باب الرجل یجر ثوبه والمراة... کره من ذلك

حدیث نمبر ۲۹۷: حدثنا مالك... انی امرة اطیل ذیلی وامشی فی المکان القذر فقالت ام سلمة... یطهره ما بعده.

مفہوم: حضرت ابراہیم بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی ام ولد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ میرا دامن لمبا ہونے کی وجہ سے ناپاک جگہ لگ جاتی ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مابعد والی جگہ اس کو پاک وصاف کر دیتی ہے۔

قال محمد لاباس بذلك مالم یعلق بالذیل قذر فیکون اکثر من قدر الدرهم الکبیر المثقال... وهو قول ابی حنیفة.

مفہوم: امام محمد نے فرمایا کہ اگر یہ درہم کی مقدار یا اس سے کم ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر اس مقدار سے بڑھ جائے تو پھر دھوئے بغیر نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔

باب فضل الجهاد

حدیث نمبر ۲۹۸: حدثنا مالك... قال مثل المجاهد فی سبیل الله کمثل الصائم القانت الذی... ولا صلوة حتی یرجع

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجاہد جب تک جہاد کرتا ہے تو وہ اس روزہ دار عابد کی طرح ہے جس کا کام نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۲۹۹: حدثنا مالك... والذی نفسی بیده لوددت ان اقاتل فی سبیل الله فاقتل... ذلك ثلثا اشهد لله.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے قسم کھا کر تین دفعہ فرمایا کہ میں اس بات کی خواہش کرتا ہوں کہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید کیا جاؤں۔

باب ما یکون من الموت شهادة

حدیث نمبر ۳۰۰: حدثنا مالك... غلبنا علیك یا ابا الربیع... قد وقع اجره علی قدر نیته وما تعدون... والمبطون شهید

مفہوم: حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو انہیں بے ہوش پایا، آپ ﷺ نے آواز دی وہ جواب نہ دے سکے تو آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا اے ابوربیع! اللہ تعالیٰ اپنے کام پر غالب ہے عورتیں بلند آواز سے رونے لگیں۔ حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ انہیں چپ کرانے لگے تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو جب واجب ادا ہوا تو کوئی رونے والی نہ روئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اس کا واجب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا فوت ہو جانا۔ حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے بلند آواز سے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم میں یقین رکھتی ہوں کہ آپ شہید ہوں گے، کیونکہ آپ نے جہاد کا تمام سامان تیار کر رکھا تھا اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائیں گے۔ سید البشر ﷺ نے پھر فرمایا تم لوگ شہادت کس چیز کو سمجھتے ہو؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ کی راہ میں قتل کیا جانا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کے علاوہ شہادت کے سات اور صورتیں ہیں (۱) طاعون سے مرنے والا شہید ہے (۲) ڈوب کر مر جائے تو شہید ہے (۳) ذات الجنب میں مرنے والا شہید ہے (۴) آگ میں جل کر مر

جائے شہید ہے (۵) دیوار کے نیچے دب کر مرجائے شہید ہے (۶) وضع حمل کے وقت عورت مرجائے تو شہید ہے (۷) پیٹ کے امراض میں مرنے والا بھی شہید ہے۔

حدیث نمبر ۳۰۱: حدثنا مالك... بینما رجل یمشی وجد غصن شوك علی الطریق فاخره فشكر الله له فغفر له.

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کی مغفرت اس بات پر کردی کہ اس نے راستے سے کانٹا ہٹایا تھا۔

وقال شهداء خمسة المبطون شهيد والمطعون شهيد وصاحب الهدم... والصبح لا توهما ولو حبوا.

مفہوم: نبی کریم ﷺ نے فرمایا شہید کی پانچ قسمیں ہیں (۱) پیٹ کی امراض سے فوت ہو جائے (۲) طاعون سے موت آئے (۳) پانی میں ڈوب کر مرجائے (۴) دیوار کے نیچے دب کر مرے (۵) جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل کیا جائے، نیز فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز ادا کرنے کا کس قدر ثواب ہے تو اس پر عمل کیلئے قرعہ اندازی کرتے اور اگر انہیں علم ہو کہ مسجد میں پہلے دوپہر کے وقت آنے میں کیا اجر ہے تو ایک دوسرے پر سبقت اختیار کرتے اگر وہ جانتے کہ نماز عشاء اور فجر کی جماعت میں شامل ہونے میں کتنا زیادہ اجر ہے تو وہ دونوں جماعتوں میں اگر گھٹنوں کے بل چل کر بھی آنا پڑتا تو تب بھی حاضر ہوتے۔

ابواب الجنائز

باب المرأة تغتسل زوجها

حدیث نمبر ۳۰۲: حدثنا مالك... ثم خرجت فسالت من حضرها من المهاجرين فقالت انى صائمة... من غسل قالوا لا.

مفہوم: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے ان کو فوت ہونے کے بعد غسل دیا پھر چونکہ سردی تھی تو باہر آ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھنے لگیں کہ کیا میں غسل کروں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔

قال محمد وبهذا ناخذ لاباس ان تغتسل المرءة زوجها اذا توفى ولا غسل على من غسل الميت... ذالك الماء فيغسله.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہیں سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ بیوی اپنے شوہر کو فوت ہو جانے کے بعد غسل دے سکتی ہے پھر اس کے بعد صرف ان اعضاء کو دھولے جس پر غسل کا پانی لگا ہو، وضو یا غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

باب ما يكفن به الميت

حدیث نمبر ۳۰۳: حدثنا مالك... قال الميت يقمص ويوزر ويلف بالثوب الثالث فان لم يكن الا ثوب واحد كفن به.

مفہوم: حضرت حمید بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا میت کو تین کپڑوں میں کفن دینا چاہیے قمیص، تہبند اور ایک چادر، پھر اگر ان میں سے کسی ایک پر بھی اکتفا کیا جائے تو کافی ہوگا۔

قال محمد وبهذا ناخذ الازار يجعل لفافة مثل الثوب الاخر احب الينا من ان يوزر ولا يعجبنا... قول ابى حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ اسی پر ہمارا عمل ہے مگر تہبند کو لفافہ کی طرح پہنا دیا جائے جیسے کہ عام وقت میں باندھتے ہیں اور

ہمارے نزدیک دو کپڑوں سے کم میں کفن دینا ضرورت کے وقت ہی ہوگا اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب المشی بالجنائز والمشی معها

حدیث نمبر ۳۰۴: حدثنا مالك... اسرعوا بجنائزكم فانما هو خير تقدمونه او شر تلقونه عن رقابكم.

مفہوم: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا میت کو جلدی دفناؤ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو اس نیکی کی طرف جلدی پہنچا دو اور اگر برا ہے تو اس سے جلدی جان چھڑاؤ۔

قال محمد وبهذا ناخذ السرعة بها احب الينا من الابطاء وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک تاخیر کرنے سے جلدی کرنا زیادہ پسندیدہ ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

حدیث نمبر ۳۰۵: حدثنا مالك... كان رسول الله يمشي امام الجنازة والخلفاء هلم جراوابن عمر.

مفہوم: زہریؒ بیان کرتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ اور صحابہ کرامؓ جنازے سے آگے چلتے تھے، حضرت ابن عمرؓ کا بھی اسی پر عمل تھا۔

حدیث نمبر ۳۰۶: حدثنا مالك... يقدم الناس امام جنازة زينب بنت جحش.

قال محمد المشي امامها حسن والمشي خلفها افضل وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ جنازہ کے آگے چلنے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کے پیچھے چلنا زیادہ اولیٰ وبہتر ہے یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الميت لايتبع بنار بعد موته او مجمرة في جنازته

حدیث نمبر ۳۰۷: حدثنا مالك... نهى ان يتبع بنار بعد موته او بمجمرة في جنازته.

مفہوم: سعید بن المسیبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے منع فرمایا کہ میت کے ساتھ آگ لے جائی جائے اور جنازہ پر دھونی لگائی جائے۔

قال محمد وبهذا ناخذ وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب القيام للجنازة

حدیث نمبر ۳۰۸: حدثنا مالك... كان يقوم في الجنازة ثم جلس بعده.

مفہوم: حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ ابتدائے اسلام میں جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوجاتے تھے پھر بعد میں بیٹھے رہتے تھے۔

قال محمد وبهذا ناخذ لا نرى القيام للجنازة كان هذا شيئا فترك وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ جنازہ دیکھ کر کھڑا ہونا ضروری نہیں اور جن روایات میں سید البشر ﷺ کا کھڑا ہونا مذکور بھی ہے تو وہ ابتدائے اسلام میں ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الصلوة علی المیت والدعاء

حدیث نمبر ۳۰۹: حدثنا مالک...فاذا وضعت کبرت فحمدت اللہ وصلیت علی نبیہ ثم قلت اللھم...ولا تفتنا بعدہ۔

مفہوم: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جنازہ پڑھنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں جنازے کے ساتھ قبرستان جاتا ہوں پھر جنازہ رکھنے کے بعد تکبیر کہتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد سرور دو عالم ﷺ پر درود بھیجتا ہوں اور یہ دعا پڑھتا ہوں "اللھم عبدک وابن عبدک وابن امتک...الخ"۔

قال محمد وبھذا ناخذ لاقراءۃ علی الجنازۃ وھو قول ابی حنیفۃ۔

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ نماز جنازہ میں قرأت کے نہ ہونے کا استدلال ہم یہاں سے کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۰: حدثنا مالک...اذا صلی علی جنازۃ سلم حتی یسمع من یلیہ۔

مفہوم: حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نماز جنازہ میں سلام بلند آواز سے کہتے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا آدمی اس کو سن لیتا۔

قال محمد وبھذا ناخذ یسلم عن یمینہ ویسارہ ویسمع من یلیہ وھو قول ابی حنیفۃ۔

مفہوم: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ سلام میں آواز اتنی بلند کرنا چاہیے کہ دائیں یا بائیں طرف کھڑا ہونے والا شخص اس کو سن سکے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۱: حدثنا مالک...کان یصلی علی الجنازۃ بعد العصر وبعد الصبح اذا صلیتا لوقتھا۔

مفہوم: حضرت نافعؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد نماز جنازہ پڑھ لیا کرتے تھے۔

قال محمد وبھذا ناخذ لاباس بالصلوۃ علی الجنازۃ فی تینک الساعتین مالم تطلع الشمس...وھو قول ابی حنیفۃ۔

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہیں سے ہم دلیل پکڑتے ہیں کہ طلوع شمس وغروب شمس کے وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس کا رنگ تبدیل نہ ہو چکا ہو اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

باب الصلوة علی الجنازة فی المسجد

حدیث نمبر ۳۱۲: حدثنا مالک...ماصلی علی عمر الا فی المسجد۔

مفہوم: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ادا کی گئی تھی۔

قال محمد لا یصلی علی جنازۃ فی المسجد وکذلک بلغنا عن ابی ھریرۃ وموضع الجنازۃ بالمدینۃ...علی الجنازۃ فیہ۔

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ جنازہ مسجد میں نہیں بلکہ مسجد سے باہر کسی اور جگہ پڑھی گئی تھی جس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت

دلالت کرتی ہے کہ جنازہ کیلئے مسجد سے باہر ایک مخصوص جگہ تھی اور اسی جگہ پر سید الکونین ﷺ نماز جنازہ پڑھا کرتے تھے۔

باب يحمل الرجل الميت...هل ينقص ذالك وضوء ه

حدیث نمبر ۳۱۳: حدثنا مالك...ثم دخل المسجد فصلي ولم يتوضا.

مفہوم: حضرت نافعؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے لڑکے کے جنازے کو خوشبو لگا کر اٹھایا پھر مسجد میں داخل ہو کر وضو کے بغیر نماز ادا فرمائی۔

قال محمد وبهذا ناخذ لاوضوء علي من حمل جنازة ولا من حنط ميتا او كفنه او غسله وهو قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہیں سے ہم استدلال کرتے ہیں کہ میت کو اٹھانے اسی طرح اس کے اور کام کرنے جیسے خوشبو لگانا کفن پہنانا وغیرہ سے اس پر وضو واجب نہیں اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الرجل تدركه الصلوة...وهو علي غير وضوء

حدیث نمبر ۳۱۴: حدثنا مالك...كان يقول لا يصلي الرجل علي جنازة الا وهو طاهر.

مفہوم: حضرت نافعؒ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بغیر وضو نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز کہا ہے۔

قال محمد وبهذا ناخذ لا ينبغي ان يصلي علي الجنازة الا طاهر فان فاجأته وهو علي غير طهور...قول ابي حنيفة.

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اگر وضو کرنے کی گنجائش نہ ہو اور جنازہ حاضر ہو تو تیمم کرے یہ اس صورت میں ہے جب اس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔

باب الصلوة علي الميت بعد ما يدفن

حدیث نمبر ۳۱۵: حدثنا مالك...نعي النجاشي في اليوم الذي مات فيه فخرج بهم الي المصلي...اربع تكبيرات.

مفہوم: حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید الکونین ﷺ نے نجاشی کے وصال کی خبر سنی تو لوگوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حدیث نمبر ۳۱۶: حدثنا مالك...اذا ماتت فاذنوني بها قال قال فاتي...الم امركم ان توذنوني...فكبر اربع تكبيرات.

مفہوم: حضرت ابو اسامہ بن سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ کو ایک مسکینہ عورت کی خبر دی گئی اور سرکار دو عالم ﷺ مساکین کی عیادت فرمایا کرتے تھے اور ان کے احوال دریافت فرماتے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر سید الرسل ﷺ نے فرمایا جب ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے ضرور اس کی اطلاع دے دینا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا لوگوں نے رات کے وقت سرور کونین ﷺ کو اطلاع دینا اچھا نہ سمجھا پھر جب صبح ہوئی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ مجھے ضرور اطلاع دینا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے رات کے وقت آرام کے باعث اطلاع دینا مناسب نہ سمجھا۔ راوی کہتے ہیں کہ سید البشر ﷺ باہر تشریف لائے اور اس مسکینہ عورت کی قبر پر لوگوں نے صفیں بنائیں اور آپ نے چار تکبیروں کے ساتھ اس

کی نماز جنازہ پڑھائی۔

قال محمد وبهذا ناخذ التكبير على الجنازة اربع تكبيرات ولا ينبغي ان يصلى على جنازة۔۔۔وهو قول ابی حنيفة

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ چار تکبیریں پڑھنے کا استدلال ہم اس روایت سے کرتے ہیں اور غائبانہ نماز جنازہ مناسب نہیں ہے اور اس روایت کے علاوہ کوئی اور روایت نہیں ملتی جو اس بات پر دلالت کریں۔ اور نجاشی کا غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا برکت اور پاکیزگی کے لئے تھا اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب ما روی ان الميت يعذب ببكاء الحی

حدیث نمبر ۳۱۷: حدثنا مالك۔۔۔لاتبكوا على موتاكم فان الميت يعذب ببكاء اهله عليه

مفہوم: عبداللہ بن دینارؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ مردے پر رونا اچھا نہیں کیونکہ اس پر رونا اس کے لئے عذاب کا سبب ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۳۱۸: حدثنا مالك۔۔۔ان الميت يعذب ببكاء الحی فقالت عائشة يغفر الله۔۔۔وانها لتعذب فی قبرها

مفہوم: جب حضرت ابن عمرؓ کا قول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچا کہ زندوں کا رونا مردے کے عذاب کا سبب ہوتا ہے تو فرمایا کہ ان سے لغزش ہوگئی ہے کیونکہ سید البشر ﷺ ایک دفعہ ایک جنازہ پر گزرے جس پر لوگ رو رہے تھے تو فرمایا کہ یہ رو رہے ہیں حالانکہ اس کو عذاب دیا جا رہا ہے۔

قال محمد وبقول عائشة عنها ناخذ وهو قول ابی حنيفة

مفہوم: امام محمدؒ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول پر ہی ہمارا عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے۔

باب القبر يتخذ مسجدا او يصلی اليه او يتوسد

حدیث نمبر ۳۱۹: حدثنا مالك۔۔۔قال قاتل الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم مساجد

مفہوم: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ سید الکونین ﷺ نے یہودیوں کو اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنانے پر بربادی کی بددعا کی تھی۔

حدیث نمبر ۳۲۰: حدثنا مالك۔۔۔كان يتوسد عليها ويضطجع عليها قال بشر يعنی القبور

مفہوم: حضرت علی بن ابی طالبؓ قبر سے ٹیک لگا کر سو جایا کرتے تھے۔

ختم شد